

اِنِّیْ کُفُّوْا مَحَاسِنَ مُوَلَّاکُمْ

سَوَاحِجُ حَیَاتِ ابُو الْخَیْرِ

۹۲ — ۵ — ۱۳

معروف بہ

مَقَامَاتِ اَخِیَار

۹۲ — ۵ — ۱۳

در احوال

مخدوم جہان حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی دہلوی

رَضِیَ اللہُ جَلَّ وَ عَلَا عَنْہُ

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ابوالحسن زبید فاروقی مجددی نقشبندی دہلوی

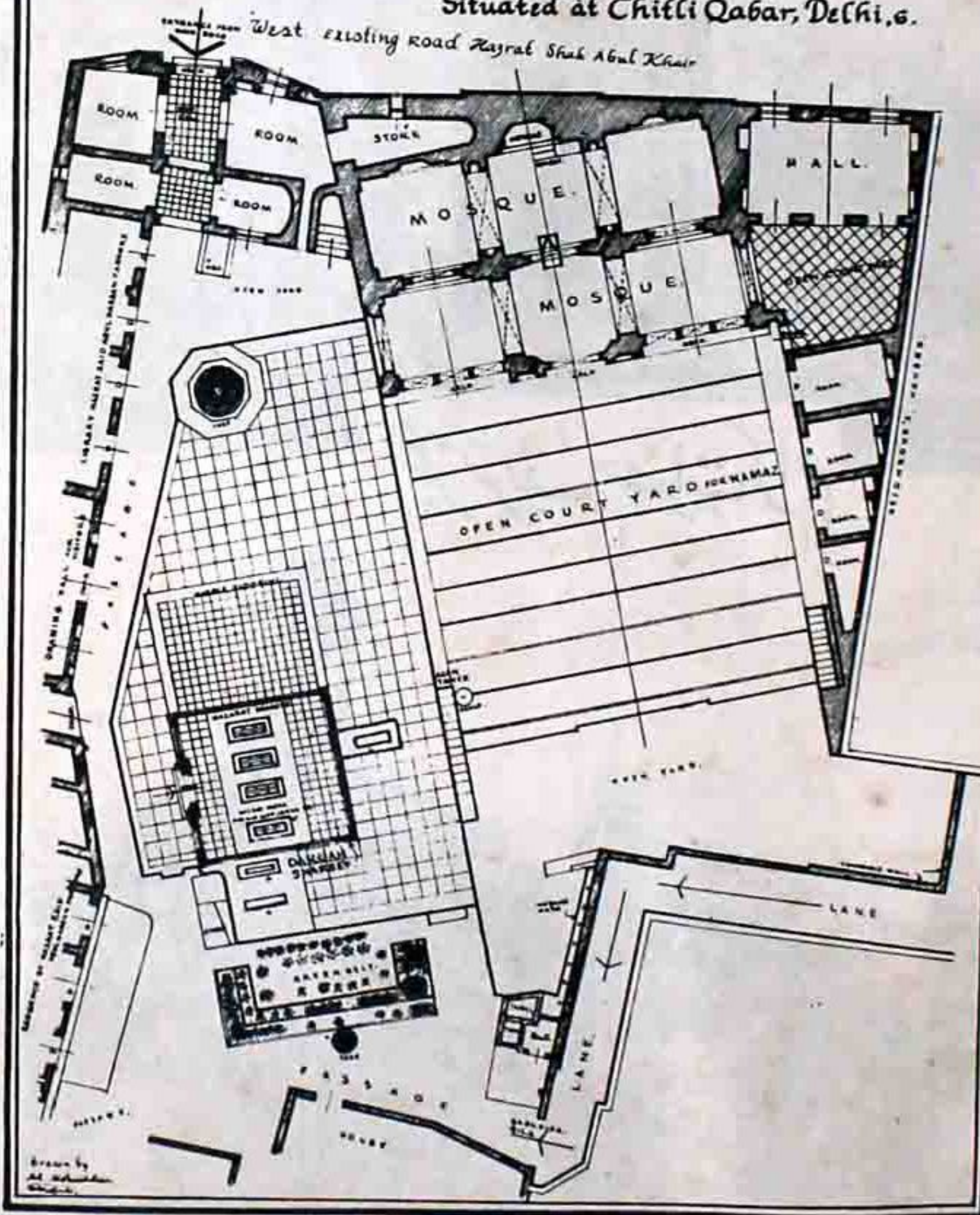
شاہ ابوالخیر الیڈیمی نیشاہ ابوالخیر مآثر دہلی
ناشر

سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکادمی

ناشر	شاہ ابوالخیر اکادمی
مطبع	شاہ ابوالخیر مارگ - دہلی ۶ گلوب آفسٹ پرنٹرس نوکر پورہ لان دہلی ہنٹا پلیٹ پرنٹرس کلاں محل دہلی
اشاعت	بار اول
تعداد	ایک ہزار
تاریخ	ماہ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
مؤلف	حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی
حقوق ملکیت محفوظ برائے	ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی
عنوان	درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر (رحمۃ اللہ) شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۶

نقشه خالقاه ارشاد پناه
المعروف به درگاه حضرت شاه ابوالخیر، شاه ابوالخیر مارگ دہلی

Plan Showing The Mosque and Dargah Shareef
Hazrat Shah Abdulah Abul Khair Farooqi Mujadadi
Situatd at Chitli Qabar, Delhi, G.



مسجد شریف درگاہ شاہ ابوالخیر



محضر شریف حضرات کرام



فہرست مطالب مقاماتِ اخیر

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۵	قصیدہ نعتیہ میراؤ حدی	۳۳	واقعہ شیخین جلیلین	۱۵	بابائے ہفتم حضرت سیف الدین
۱۶	دیباچہ	۳۵	دسائے علمائے سور	۶۱	اولاد ایشان
۱۹	مقدمہ	۳۶	تحریر سفینۃ الاولیاء	۶۲	بابائے ششم حضرت محمد عیسیٰ
۱۹	بابائے نہم حضرت مجدد	۳۸	عجب آ از شیخ عبدالحق	۶۲	بابائے پنجم حضرت عزیز القدر
۱۹	نسب مبارک	۴۲	قاضی ثناء اللہ نوشتہ	۶۳	بابائے چہارم حضرت صفی القدر
۱۹	خواجہ ہاشم کشمی (حاشیہ)	۴۲	اعتراف شیخ عبدالحق	۶۴	بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید
۲۱	جدول نسب از زبدۃ المقامات	۴۴	تالیفات حضرت ایشان	۶۸	حضرت شاہ عبد الغنی
۲۳	اشکال	۴۵	اولاد امجاد	۷۰	کتاب "القول السنی"
۲۴	جدول درست	۴۵	حضرت محمد صادق	۷۱	تالیفات ایشان
۲۵	مخدوم عبد الاحد	۴۷	تعمیر گنبد	۷۲	مکتوبات ایشان
۲۶	احوال حضرت مجدد	۴۷	الوصال	۷۳	اجازت
۲۶	وصول بہ خدمت حضرت خواجہ	۴۷	خطاب مجدد الف ثانی	۷۴	میلاد شریف
۲۷	بنائے مسجد و سرہند	۴۷	بالرفیق الاعلیٰ	۷۴	اولاد
۲۷	یک شبہ و جواب آن	۴۸	عشق نبوی	۷۵	خلفاء
۲۸	الطاف حضرت خواجہ	۵۱	بابائے ششم حضرت محمد معصوم	۷۵	حضرت شاہ عبد الغنی
۲۹	احیائے دین	۵۵	قیوم	۷۶	بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید
۳۰	در سجتہ المرجان نوشتہ	۵۶	اولاد مبارک	۷۹	مسند ارشاد
۳۱	در ابجد العلوم نوشتہ	۵۶	مکاتیب شریفہ	۷۹	غذاری فرنگ
۳۲	متابعت نبوی	۵۶	نماز جنازہ	۸۰	ابتلائے عظیم

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۲۲	حفظِ کلامِ الہی	۹۵	سفرِ قدس	۸۱	تفویض خانقاہ
۱۲۲	وفات والدہ و برادران	۹۶	وفات اہلیہ و دو پسر	۸۲	سفرِ حرمین محرمین
۱۲۲	سفرِ طابۃ طیبہ	۹۷	سفرِ مہند	۸۲	مولوی رحیم بخش (حاشیہ)
۱۲۳	تحصیل علم و اساتذہ	۹۸	رسالہ در احوال سفر	۸۲	قصیدہ برادرہ
۱۲۵	پایہ علمیت و تدریس	۱۰۲	کمال استغنا	۸۵	تالیفات
۱۲۶	تدریسِ مدرسہ صولتیہ	۱۰۵	حجرہ مسجد	۸۶	ذوقِ سخن
۱۲۶	مدرسہ صولتیہ	۱۰۶	حلیہ مبارکہ	۸۶	خلفار
۱۲۶	بیان اوقاف کلامِ الہی	۱۰۷	تحریرات ایشان	۸۶	اولاد
۱۲۷	تدریس و حلقہ	۱۱۱	کلام منظوم	۸۶	حضرت شاہ عبدالرشید
۱۲۸	بیان تفسیرِ کلیل	۱۱۲	الوصال والتدفین	۸۷	حضرت شاہ محمد معصوم
۱۲۸	سیرِ سلوک	۱۱۳	قطعات تاریخ	۸۷	شیخ ابوالطاہر
۱۲۹	تحریرِ مبارک	۱۱۶	ذکرِ خیرِ چراغِ نبوی	۸۸	حضرت ابوالشرف
۱۳۰	قوتِ حافظہ	۱۱۷	فصلِ اول در احوال مبارکہ	۸۹	شیخ ابوالفیض
۱۳۱	سرعتِ سیرِ سلوک	۱۱۷	ولادت با سعادت	۸۹	حضرت محمد ابوسعید
۱۳۲	سلوک نقشبندیہ مجددیہ	۱۱۸	حضرت والدہ	۹۰	قاری عبدالحمید
۱۳۵	راہ سلوک ہفت قسمت	۱۱۸	غہد طفلی	۹۰	عبدالحمید
۱۳۸	رابطہ	۱۱۹	بیعت و خلافتِ خاصہ	۹۰	حضرت شاہ محمد منظر
۱۳۹	عنایتِ شاہ عبدالغنی	۱۱۹	اسباب سعادت	۹۱	شیخ احمد بہار الدین
۱۳۹	برکات طابۃ طیبہ	۱۲۰	خلافت خاصہ	۹۲	شیخ محمد منظر
۱۳۹	مراجعت بہ مکہ	۱۲۱	آثار سعادت	۹۲	شیخ عیسیٰ
۱۴۰	رسالہ عربی	۱۲۲	وفات جدِ امجد	۹۳	امۃ الجلیل (بی بی جمیلہ)
۱۴۰	لائحہ عمل	۱۲۲	جوار بیت اللہ	۹۴	بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر
۱۴۱	رواقِ بزمِ صاف کیشان				دعادر امان کن مقدسہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۶۷	بہ مردھنہ	۱۵۵	فتویٰ الکفر	۱۴۲	نماز شام
۱۶۸	نظم اصغر علی شاہ	۱۵۶	فتنہ قبر	۱۴۲	رحلۃ الہند
۱۷۰	در بلبند شہر	۱۵۶	غم مسجد شریف	۱۴۲	کرامت النصار
۱۷۰	گلاوٹھی	۱۵۶	گراشتن زوجہ اولیٰ	۱۴۳	بعض مفسدین
۱۷۰	مسجد شریف حضرت بلال	۱۵۷	سکونت خانقاہ	۱۴۴	وفات حضرت والد و خطوط
۱۷۱	سنت بابائے نہم	۱۵۷	انقطاع از اہل دنیا	۱۴۶	عقد زواجِ اول
۱۷۱	اسباب تربیتِ جلالی	۱۵۸	احتیاط در قبول ہدایا	۱۴۶	قیام در دہلی و سرہند
۱۷۳	نظر بندی	۱۵۹	تفریح و تمشیہ	۱۴۸	ملاقات با سائین توکل شاہ
۱۷۴	مہمانی	۱۶۰	قصہ نقاب	۱۴۸	معاودت بہ حرمین شریفین
۱۷۵	واقعہ النشر	۱۶۰	ہوش در دم نظر بر قدم	۱۴۹	نکاح دوم
۱۷۵	پیشکش یک ہزار روپیہ	۱۶۱	مصیف کوئٹہ	۱۴۹	شوق زیارت
۱۷۶	نماز جمعہ	۱۶۲	نور ہدایت دمید	۱۵۰	دیار حبیب
۱۷۶	شوق دیدن اب صاحب	۱۶۳	بہ گلستان رفتن	۱۵۰	برہزار ابن عباس
۱۷۷	مولانا عبد الغفار خان	۱۶۳	واقعہ ملا عبد الحمید	۱۵۱	مراجعت بہ ہند
۱۷۸	یک منکر و محمد حسن خان	۱۶۴	مفتی کفایت اللہ	۱۵۱	خانقاہ ارشاد پناہ
۱۷۸	یک ملزم	۱۶۴	پیر مردے	۱۵۱	مولوی رحیم بخش
۱۷۹	یک حال بے مثال	۱۶۴	نظام دکن	۱۵۲	شاہ ولی النبی
۱۷۹	برہزار حضرت والد بزرگوار	۱۶۵	امیر حبیب اللہ خان	۱۵۲	ملا محمد عثمان دامانی
۱۸۰	تدریس شاطبیہ	۱۶۵	قیام در سکھر	۱۵۲	آمد ملا محمد عثمان
۱۸۰	خاتمہ نظر بندی	۱۶۶	خانہ در کوئٹہ	۱۵۳	حق بہ حقدار رسید
۱۸۱	وصول بہ کوئٹہ	۱۶۶	قیام در میرٹھ	۱۵۳	مراجعت ولی النبی و رد مشاہیر
۱۸۲	آمد بی بی ٹی	۱۶۷	شیعان علی	۱۵۳	آثار خلافتِ خاصہ
۱۸۲	آمد مہدی حسن	۱۶۷	دستہ فوج پنجاب بیان	۱۵۵	جماعت معاندین

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۱۶	قیلولہ	۱۹۸	میر اعظم خان	۱۸۳	آخوند جی شاہ محمد عمر
۲۱۶	وضو	۱۹۹	سفیر گل محمد	۱۸۴	روحے پروازی کند
۲۱۶	نماز بانیاں	۱۹۹	سردار امیر احمد	۱۸۵	بہ خوجہ
۲۱۶	حضور قلب	۲۰۰	امیر امان اللہ خان	۱۸۵	نمائش گاہ بلند شہر
۲۱۸	حسنات الابرار	۲۰۰	ایامِ آخرین	۱۸۵	کارپاکان راقیاس از خود گیر
۲۱۸	ادعیہ ماثورہ	۲۰۱	پیر عبدالحق ہوشیار پوری	۱۸۶	ملحدے مسلمان می شود
۲۱۹	قنوت نازلہ	۲۰۲	تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد	۱۸۸	حادثہ ریل
۲۲۰	اذان	۲۰۳	مرد پیر	۱۸۸	میان شیر محمد شمر قپوری
۲۲۱	جماعت	۲۰۴	وصول بہ مسقط راس	۱۸۸	رؤف احمد شاہ امام
۲۲۱	نظر بر احوال مقتدیان	۲۰۴	بنائے مسجد ارادہ حج	۱۸۹	حضرت طاہر بندگی
۲۲۱	اعتراض بے خردان	۲۰۴	ہستشفی رفتن	۱۹۰	مقبرہ جہانگیر
۲۲۲	احادیث مبارکہ	۲۰۵	یک کشف	۲۱۱	بہ امر تسر
۲۲۳	درمقات نوشتہ	۲۰۵	اجازت یک قبر	۱۹۱	بہ دھوراجی
۲۲۳	شیخ عبدالحق نوشتہ	۲۰۶	طلب کردن میلاد خوانان	۱۹۲	دعوتِ راج
۲۲۳	امامت	۲۰۶	کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ	۱۹۲	بہ پانی پت
۲۲۶	ختم قرآن مجید	۲۰۶	کتاب مقدمۃ الکتاب	۱۹۳	بہ سعد آباد
۲۲۶	بعد از سلام دادن	۲۰۸	کتاب آثار رحمت	۱۹۴	بہ اکبر آباد (آگرہ)
۲۲۶	نماز جمعہ	۲۰۸	تحفۃ الاخیار	۱۹۴	محفل مبارک میلاد شریف
۲۲۸	مساجد شریفہ	۲۱۲	فصل دوم در معمولات	۱۹۵	مراجعت و شکار
۲۲۹	نماز عید	۲۱۲	خواندن بسم اللہ	۱۹۵	سفر آخرین کوئٹہ
۲۳۰	تراویح	۲۱۳	طہارت	۱۹۵	اشعار مبارکہ
۲۳۰	حافظ نیاز احمد	۲۱۳	لباس	۱۹۶	خان قبیلہ بختیار
۲۳۲	امامت نیاز احمد	۲۱۴	اطعمہ و اشربہ	۱۹۸	سفیر محمد اسماعیل خان

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۴۵	مولوی اشفاق الرحمن	۲۵۴	واقعہ حافظ عبدالحکیم	۲۳۴	حافظ پنجاب و یک کشف
۲۴۵	یک اہل حدیث	۲۵۵	واقعہ مولانا سیف الرحمن	۲۳۵	گلدستہ
۲۴۵	مسئلہ میلاد و قیام	۲۵۶	واقعہ ملا عبدالحلیم	۲۳۵	صلوۃ تسبیح
۲۴۵	مکتوب مبارک	۲۵۶	واقعہ ملا عبد اللہ	۲۳۸	سنن و نوافل
۲۴۴	تحریر مولوی رشید احمد	۲۵۶	واقعہ ملا جمعہ خان	۲۳۸	روزہ کشائی
۲۴۴	عبارت ابن حجر	۲۵۹	واقعہ ملا عبد الحنان ترکی	۲۳۸	فطرہ
۲۴۹	عاجز گوید	۲۶۰	واقعہ ملا نیک نظر ترکی	۲۳۸	اضحیہ
۲۸۰	بعض معاندین و مخالفین	۲۶۱	واقعہ محمد اسحاق و زاہد حسین	۲۳۸	زکات
۲۸۰	مال یک معترض	۲۶۲	واقعہ ملا احمد خان	۲۳۹	بیعت و ارشاد
۲۸۱	وہابیہ و اذناہ و ہابیہ	۲۶۳	واقعہ محمد رفیع	۲۳۹	بیان مولوی عبد الشکور
۲۸۱	ابیات قصیدہ ہمزئیہ	۲۶۳	مولانا حبیب الرحمن ردو لوی	۲۴۱	ہدایت سیدنا عمرؓ
۲۸۲	درود کبریت احمر	۲۶۴	بقیہ از احوال محمد رفیع	۲۴۲	الی ما کتافیہ
۲۸۵	حرف آخر از مولد	۲۶۴	خلاصۃ القول	۲۴۳	مکتوب مبارک
۲۸۵	زیارت قبور	۲۶۵	اجازت و خلافت	۲۴۴	صرفہ گویان
۲۸۶	امام رازی گفتہ	۲۶۶	محفل میلاد شریف	۲۴۵	مقام مرشد
۲۸۴	حضرت خواجہ باقی باللہ	۲۶۸	ورفعنا لک ذکرک	۲۴۴	بیعت زنان
۲۸۸	حضرت سید نور محمد	۲۶۰	الشیء بالشیء یذکر	۲۴۴	حلقہ و توجہ
۲۹۰	حضرت حافظ سعد اللہ	۲۶۰	رجوع بہ حدیث میلاد	۲۵۱	تدریس و تذکیر
۲۹۰	حضرت گلشن	۲۶۲	بعض لطائف ذکر مبارک	۲۵۱	متعلق بہ حلقہ
۲۹۱	حضرت عبد العدل	۲۶۳	رسیدن صوت بہ ہر یک	۲۵۲	تربیت مخلصین
۲۹۱	حضرت محمد آفاق	۲۶۳	خطاب بہ عبید الرحمن خان	۲۵۳	اجتناب از واعظان
۲۹۳	حضرات محدثین دہلویہ	۲۶۴	سید بشیر علی	۲۵۳	اجتناب از صوفیہ ناتمام
۲۹۴	واقعہ حضرت اُسید	۲۶۴	بیان مرد پیر	۲۵۴	از عزیمت بہ رخصت

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۲۴	فصل سوم در اکرامات الہیہ	۲۹۴	کتاب القول الجمیل	۲۹۴	قرنِ ستیغ اللہ
۳۲۵	راہِ اجتناب	۲۹۵	دعا و دم کردن	۲۹۵	حضراتِ عندلیب و درر
۳۲۴	مولانا عبدالحق الزآبادی	۲۹۵	والدہ شوکت علی محمد علی	۲۹۵	حضرت قطب الاقطاب
۳۲۴	سائین توکل شاہ	۲۹۴	معظم علی شاہ	۲۹۴	حضرت سلطان المشائخ
۳۲۸	پیر سید جماعت علی شاہ	۲۹۸	دم بر مرصیان	۲۹۸	نوبت دیگر
۳۲۸	میان شیر محمد شر قپوری	۲۹۹	علالت اولاد	۲۹۹	حضرت چراغ دہلی
۳۲۸	مولانا رؤف احمد شاہ	۲۹۹	برائے ایصالِ ثواب	۲۹۹	سید محمود بحار
۳۲۸	پیر عبد الخالق	۲۹۹	برائے دفع اثر چشم بد	۲۹۹	شاہ کلیم اللہ
۳۲۸	مفتی محمود مد راسی	۳۰۰	برائے حاجت براری	۳۰۰	شاہ عبد السلام
۳۲۹	پیر جی مظفر علی خان	۳۰۰	برائے اوجہ باع	۳۰۰	بندۂ عالم الغیب
۳۲۹	حافظ انور علی رہتکی	۳۰۱	دعا ر ماہ نو	۳۰۱	چٹلی قبر
۳۲۹	مولوی جعفر شاہ	۳۰۱	دعا رسال نو	۳۰۱	ما تعلق بالزیارہ
۳۳۰	شاہ سلیمان کنگن پوری	۳۰۲	رویت سبیلِ نجات	۳۰۲	بعض اوراد و وظائف
۳۳۰	مولانا مشتاق احمد	۳۰۲	ختم مقدس	۳۰۲	ختم خواجگان
۳۳۱	مولانا رکن الدین الوری	۳۰۳	بہترین اوقات و ایام	۳۰۳	مستبعات عشر
۳۳۲	مفتی منظر اللہ	۳۰۳	لطفِ خفی	۳۰۳	سید الاستغفار
۳۳۳	سید ظہور الحسن	۳۰۳	داروئے دل عاشق	۳۰۳	اسما حسنی
۳۳۳	سید محمد شاہ قصوری	۳۰۵	اجازت اوراد و صلوات	۳۰۵	المزدوجۃ الغرا
۳۳۳	سید ممتاز علی شاہ	۳۰۸	تحریر بر شجرہ	۳۰۸	شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ
۳۳۴	سید ابوالخیرات	۳۱۱	اشتراک در مجلس نکاح	۳۱۱	اشعار الملقی
۳۳۴	شاہ محمد شعیب	۳۱۲	عقیقہ	۳۱۲	صلوۃ حاجت
۳۳۵	حکیم فرید احمد	۳۱۳	مسالہ فقہیہ در لباس	۳۱۳	تعویذات
۳۳۶	مولوی املا دالہ خان	۳۱۳	منقبت غوث دہلوی	۳۱۳	برائے مرض صراع

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۶۰	مولانا احمد حسین خان امروہوی	۳۴۹	حضرت شاہ محمد معصوم	۳۳۶	محمد حسن خان رامپوری
۳۶۱	مولانا عبدالکافی الہ آبادی	۳۵۰	حضرت شاہ ابوالاحمد	۳۳۷	محمد حسن خان کرتبوری
۳۶۱	قاری عبدالرحمن الہ آبادی	۳۵۰	حضرت غلام قیوم	۳۳۷	پیر ابو الخیر غازی پوری
۳۶۱	مولانا نور احمد لیسروری	۳۵۱	حضرت محمد حسن	۳۳۸	مولانا کریمت اللہ خان
۳۶۱	حکیمان خاندان شریفی	۳۵۱	مولانا اعجاز حسین	۳۳۸	استادی مولانا عبدالعلی
۳۶۲	خاندان خانان	۳۵۲	حافظ محمد یعقوب	۳۳۹	آمدیک ولی کابل
۳۶۲	زارین آخرین	۳۵۲	ابو ذکار مولانا سلامت اللہ	۳۴۱	صاحبزادہ ملا پیر محمد
۳۶۲	نبذہ من الکرامات	۳۵۳	مولانا ظہورالحسین	۳۴۲	خلیفہ طریقہ بنوریہ
۳۶۶	یک پادری وزن وے	۳۵۳	مولانا ریاست علی خان	۳۴۲	مقبولیت این را گویند
۳۶۶	یک انگلیزی	۳۵۳	محمد امیر خان	۳۴۳	اشارات غیبیہ
۳۶۷	منتحرے را تو بیخ کردن	۳۵۴	مولانا محمد میان کاندھلوی	۳۴۳	اختر مشکلی
۳۶۷	ملا صاحب خان قبرانی	۳۵۵	ملا کمال دہلوی	۳۴۳	مردولی فتح اللہ اندری
۳۶۸	ملا طیب کٹوازی	۳۵۶	مولانا حبیب الرحمن شروانی	۳۴۵	اکبر توخی
۳۶۸	ذکر اضحیہ و منی	۳۵۷	مولانا عبید الرحمن شروانی	۳۴۵	قاری عبدالغنی شامی
۳۶۸	عبداللہ خرکار	۳۵۷	حکیم محمد مسعود احمد	۳۴۶	سید یوسف زداوی
۳۶۹	روح فتح اللہ	۳۵۷	مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۴۶	سید علی زداوی
۳۶۹	مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی	۳۵۸	مولانا محمد قاسم نانوتوی	۳۴۶	سید عبداللہ دھلان
۳۶۹	یک پہلوان شناور	۳۵۹	قاضی سید محمد اسماعیل	۳۴۷	مقبولیت تامہ
۳۶۹	حکیم نور الدین قادیانی	۳۵۹	حافظ سید محمد امام جامع دہلی	۳۴۷	آہوئے سیاہ شاخدار
۳۷۰	قاری فضل الرحمن	۳۵۹	سید احمد شمس العلماء امام جامع	۳۴۸	یک غزال
۳۷۰	مولوی محمد یونس	۳۵۹	سید محمد امام عید گاہ	۳۴۸	کبوتر
۳۷۱	ملا سبزل	۳۶۰	مولانا محمود الحسن	۳۴۸	طوطی و کنجشک
۳۷۱	شاہرا احمد خان انصاری	۳۶۰	مولانا مفتی عزیز الرحمن	۳۴۹	حضرات ذوی المجدد الاحرام

صفحه	مطلب	صفحه	مطلب	صفحه	مطلب
۵۱۴	۱- شیخ عماد الدین بلغاری	۴۸۰	۲- سلسله قادریه	۳۴۲	فرخ علی شاه
۵۱۴	۲- مولانا مختار سمرقندی	۴۸۲	۳- سلسله چشتیه	۳۴۲	سفید باز
۵۱۴	۳- شیخ محمد حسن	۴۸۵	۴- سلسله سهروردیه	۳۴۳	احمد الله خان
۵۱۴	۴- قاری عبدالغنی انطاکی	۴۸۴	۵- سلسله گبرویه	۳۴۳	میمنان بمبئی
۵۱۴	۵- مولوی عبداللہ قندھاری	۴۸۹	۶- سلسله مداریه	۳۴۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہاری
۵۱۸	۶- حاجی نور احمد مقری	۴۹۰	۷- سلسله قلندریه	۳۴۴	مولانا احمد سعید دہلوی
۵۱۸	۷- ملا گل محمد ادنیلی	۴۹۲	فصل ششم در علالت وصال	۳۴۵	محمد شاه گفتم
۵۱۹	۸- ملا حاجی گل	۴۹۳	علالت	۳۴۵	نغمہ بجران
۵۱۹	۹- ملا جمعه خان	۴۹۴	وصال	۳۴۸	فصل چهارم در ملفوظات
۵۱۹	۱۰- ملا عبداللہ علیزی	۴۹۸	تغییل و تکفین	۴۰۲	فصل پنجم در تحریرت و مکاتیب
۵۱۹	۱۱- یار محمد خروئی	۴۹۹	قبر مبارک	۴۰۲	مولد سعیدیه
۵۱۹	۱۲- غلام اکبر لیزی	۴۹۹	ارشاد مبارک بہ ملا احمد	۴۰۲	الدر المنظم
۵۲۰	۱۳- ملا مشوروی	۵۰۰	بہ کار آمدن تحریر	۴۰۳	حمائل اعجاز صنعت
۵۲۰	۱۴- ملا ذاکر علی خیل	۵۰۱	تحفہ و درستی قبر	۴۰۳	اجازت طریقت
۵۲۰	۱۵- عبدالحکیم دفسانی	۵۰۱	نماز جنازہ	۴۰۴	اجازت دلائل
۵۲۰	۱۶- عبدالقادر احمدزی	۵۰۲	تدفین	۴۰۴	تصحیح نامہ
۵۲۱	۱۷- ملا حاجی احمد مشاخیل	۵۰۳	فاتحہ	۴۰۵	نصائح
۵۲۱	۱۸- ملا اسلم کبیر اندری	۵۰۴	جلسہ صغریٰ	۴۰۶	مکاتیب مبارک
۵۲۱	۱۹- سید محمد سعید	۵۰۵	جلسہ کبریٰ	۴۰۶	فصل ششم در شعرو سخن
۵۳۱	۲۰- ملا پیر احمد تترکی	۵۰۸	فصل ہفتم در بعض تواریخ و قصائد	۴۰۷	کلام عربی
۵۳۲	۲۱- ملا سید باز نیازی		خاتمہ	۴۰۳	کلام فارسی
۵۳۲	۲۲- ملا لعل محمد جانی خیل	۵۱۶		۴۰۸	فصل ہفتم در بیان سلاسل
۵۳۲	۲۳- ملا سید رحمت نیازی	۵۱۶	اولاد معنوی	۴۰۸	۱- سلسلہ نقشبندیہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۶۲	۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ	۵۲۲	۴۴۔ مولوی محمد عمر داپوری	۵۳۲	۲۔ برخوردار عبدالرحمن
۵۶۲	۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ	۵۲۲	۴۸۔ قاری ولی محمد میرٹھی	۵۳۲	۵۔ بی بی زینب
۵۶۲	۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ	۵۲۲	۴۹۔ فتح محمد گجراتی	۵۳۲	۶۔ برخوردار عبداللہ
۵۶۳	۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ	۵۲۲	۵۰۔ حافظ سکندر	۵۳۲	۷۔ برخوردار عبداللہ
۵۶۳	۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ	۵۲۵	۵۱۔ مولوی سعید احمد سنہلی	۵۳۲	۸۔ بی بی رابعہ
۵۶۳	۲۹۔ ملا سید احمد جان	۵۲۵	۵۲۔ سردار عدالت خان	۵۳۲	۹۔ بی بی ہاجرہ
۵۶۳	۳۰۔ ملا خیر اللہ اندری	۵۲۶	۵۳۔ محمد ہاشم کوسی کلان	۵۳۵	۱۰۔ بی بی فاطمہ
۵۶۳	۳۱۔ شرف الدین مہمند	۵۲۶	۵۴۔ مولوی عبدالعزیز بنگالی	۵۳۶	وفات اہلیہ
۵۶۴	۳۲۔ حاجی کلاخان خروئی	۵۲۷	بیان مولوی عبدالشکور	۵۳۹	خلفار
۵۶۴	۳۳۔ ملا امیر بیچن خیل	۵۲۷	حضرت والدہ ماجدہ	۵۴۲	حضرت ابوالسعد سالم
۵۶۴	۳۴۔ ملا حسن بابی	۵۲۷	اولادِ صلبی	۵۴۵	ولادت و تسمیہ
۵۶۵	۳۵۔ ملا محمد آفاق مروت	۵۲۸	بی بی صدیقی	۵۴۶	زواج و اولاد
۵۶۶	۳۶۔ قاضی لعل محمد نورزی	۵۲۸	بی بی فاروقی	۵۴۷	۱۔ برخوردار ابوبکر
۵۶۶	۳۷۔ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ	۵۲۸	بی بی امۃ اللہ	۵۴۹	۲۔ بی بی سعاد
۵۶۶	۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوندزادہ	۵۳۰	حضرت ابوالفیض بلال	۵۵۰	۳۔ برخوردار ابو حفص عمر
۵۶۶	۳۹۔ سید عبدالحق پشینئی	۵۳۰	ولادت و تسمیہ	۵۵۰	۴۔ برخوردار عاصم
۵۶۶	۴۰۔ خدائے رحم کاکڑ	۵۳۱	زواج	۵۵۲	۵۔ برخوردار جعفر
۵۶۶	۴۱۔ سید اکرم شاہ	۵۳۱	زلزال کوئٹہ	۵۵۵	۶۔ برخوردار عبداللہ عامر
۵۶۶	۴۲۔ مولوی صحاب الدین چانگامی	۵۳۱	توٹن کوئٹہ	۵۵۸	۷۔ برخوردار عبدالعزیز شیخ دوران
۵۶۶	۴۳۔ حاجی فیض اللہ سرسوی	۵۳۲	اولاد	۵۶۱	۸۔ بی بی فوزیہ
۵۶۶	۴۴۔ مولوی برکت اللہ ہانسوی	۵۳۲	۱۔ برخوردار ابوالمجد عبدالرحمن	۵۶۱	۹۔ بی بی فائزہ
۵۶۶	۴۵۔ مولوی سید عبدالجلیل	۵۳۲	۲۔ بی بی خدیجہ	۵۶۲	خلفار
۵۶۶	۴۶۔ میر واحد دہلوی	۵۳۲	۳۔ بی بی عائشہ	۵۶۳	ذوقِ مطالعہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۸۷	بی بی سنیہ	۵۷۸	سلسلہ مبارکہ	۵۶۷	مؤلف کتاب ابوالحسن زید
۵۸۸	بی بی عطیہ	۵۷۹	مسک عاجز	۵۶۷	ولادت
۵۸۸	بی بی نقیہ	۵۸۲	حج و زیارت	۵۶۸	عہد طفلی
۵۸۸	بی بی زکیہ	۵۸۳	امامت عید گاہ	۵۶۸	اشتغال بہ علم
۵۸۸	بی بی خیریہ	۵۸۶	زواج	۵۷۰	مولانا عبدالعلی فرمودہ
۵۸۸	برخوردار ابوالفضل محمد	۵۸۷	اولاد	۵۷۱	سفر مصر
۵۸۹	زواج و اولاد	۵۸۷	بی بی صفیہ	۵۷۱	مراجعت
۵۹۰	سلسلہ نسب	۵۸۷	ابو تراب حامد	۵۷۲	تالیفات
۵۹۱	سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ	۵۸۷	ابوالخیر احمد	۵۷۵	شعر و سخن

قطعہ تارخ

بہ فضلِ خداوند کون و مکان
نوشتم چو احوالِ خیرِ جہان
چہ خیرِ جہان است ابوالخیرِ خیر
قدایش دلم باد و ہم جسم و جان
پے سالِ تالیف گوشم شنید
مقاماتِ اخیر سالش بدان
۱۳۹۲ھ ۱۳

قصیدہ نعتیہ میرا وحید الدین اوحدی کرمانی

رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوش آن کہ بندم در بہت بر ناکہ محل از وطن
چون پانہم در راہ تو باشد پیے قطع رہم
آیم برین دار الشفا گویم بہ زاری دم بہ دم
شاہ سر سلطنت سلطان اودائی لقب
از گفتن نعت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر
از شوق باغ عارضت ز دست حشر چاک زد
از شرم خاک رگہت بر خاک و خواری ریختہ
سحر آفرین عقل را در وقت و صفت اوفتد
کمتر گدائے در گہت بر مسند شاہی بود
بعد وفا تم بس بود گردے ز راہ مقدمت
یا رَحْمۃَ لِلْعٰلَمِیْنَ بر خیز تا خیزد دگر
از سطوت حشمت ہمزگرد روے تابدا تا ابد
از سنگ کین بدگوہران خستند دندان ترا
عیسی و صالح در رہنت با خضر موسی آمدہ
عقل دل دین و خرد گردند گردِ روضہ ات
شمس شرع از بہرت از بہر دفع کفر شد
از ہیبت شریعت عجب نبود اگر دوری کند
ہم از طفیل ذات تو موجود گشتہ از عدم

خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بہ غر غلم بہ تن
پارا جلد کف آبلہ چشم قدم غم ز ادمن
کالے شمع دین ختم رُسل مطلوب حق فخر زن
مکی نسب اُمّی حسب بطحا مکان یثرب وطن
باغ امل شاخ طرب گلزار حبان نخل بدن
لالہ گریبان غنچہ دل نسرین قبا گل پیرہن
رنگ گل و آب مل و تاب چین بوے سمن
کلک زبنان حرف از بیان لطف از زبان
خمر صفت دارا محل خاقان مکان جمشید فن
زاد سفر زیب عمل شمع لحد عطر کفن
شوازلک حج را ز فلک رنگ از رُحل مہراز علن
آب از زمین تاب ز شر بلبل زگل باد از چین
محراب دین لعل ختن درج گہر دُرّ عدن
اُوچتر دارا بن ناکہ کش آن خاک بوس این باد زن
آن شادمان بن جافشان آن طوف کن این چرخ زن
گیتی ستان آتش فشان کشور کشا اعدا فگن
چشم از غضب بروز چین خال از قسولب از شکن
چرخ و فلک ملک و ملک لوح و قلم سر و علن

کلبِ بدائعِ سنج من در صفحہ نعتت بود
 پے ناقتِ ات ہر جانہد از دولتِ گامش بود
 وقتِ چریدن از دہنِ خائے کہ افتد بر زمین
 بستہ میانِ بندگی در پیشِ خدامِ درت
 بنمائے رویِ نازنین تا بر زمین افتد شرم
 از حجرہ بیرون نہ قدم بر کن درختِ ظلم را
 جمعِ خطا اندیشہ را از برقِ تیغِ آبدار
 فرمان بر حکمِ ترا در زیرِ فرمانِ آمدہ
 گر ضبط تو مانع شود گردد گریزان تا ابد
 از بہر دفعِ دشمنیتِ آیامِ تعیینِ ساختہ
 بادشمنیتِ روز ازل زائندہ است از یک شکم
 از دولتِ نعتِ شما لحظہ بہ لحظہ تازہ تر
 اے آفتابِ شریعِ دین چون مہ کہ پامان تو ام
 ہستی شفیعِ المذنبین خویت شفاعتِ کردن است
 باد از ما بر آلِ تو پیوستہ صلوات و سلام
 صدیقِ اکبر با عمر عثمان چہارم حیدر است
 باز کرد فکرِ نعتِ تو خرم نشستہ اَوْحَدِی

دستانِ سرامعنی نما عیسیٰ نفسِ عمر فگن
 باغِ ارمِ ملکِ بقا صحرائے چین دشتِ ختن
 سوسن شود نسرين دمد خیزد گل آرد نستر
 علم و ادب فضل و ہنر ذہنِ ذکا خرد و مہن
 زہرہ زبام ماہ از افق مہر از شفق شمع از لگن
 بر باد دہ آتشِ بزن در ہم شکن از پافگن
 از پابِ آرا از جافشان در خاک کش گردن بزن
 چین و خطا مصر و حلب روم وری و شامِ ازمین
 مرگ از مرضِ رنگِ انِ عرضِ گرگ از غنم داغ از غن
 تیرو کمان گرز و سنان تیغ و تبر دار و رسن
 داغ بر ص رنج بہق گندِ بغل بوئے دہن
 فیضِ ازل عمرِ ابد روز نو و عیشِ کہن
 دامنِ نگر بر من گزر سایہ فگن بر سرقِ من
 بیچارہ من نامہ سیاہ عالم تباه دل پر حزن
 در آشکارا در نہان در خلوت و در انجمن
 آن صادق و این عادل آن جامع و این بوا حسن
 آسودہ جان آزادہ دوش بے فکر دل اندر بدن

دارم اُمیدِ مغفرت از دولتِ نعتِ شما
 با این عملِ با این گنہ با این جفا اے ذوالمنن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يَحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَاتُ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيِّهِ الَّذِي أَرْسَلَهُ مُعَلِّمًا وَمُزَكِّيًا وَرَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعُنَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ عَدَدَ خَلْقِ
اللَّهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةِ عَرْشِهِ وَمَدَادِ كَلِمَاتِهِ وَبَعْدُ -

بندہ عاجز البوسن زید فاروقی عرض می دارد کہ عاجز دو سال پیشتر بہ زبان اردو در احوال
پیرو مشد برحق، سیدی و سندی و والدی حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین قدس سرہ کتاب
”مقاماتِ خیر“ نوشتہ بود۔ تا ذکر مبارک ایشان بر صفحات روزگار بماند۔

ذکر باقی را حکیمان عمر ثانی گفتہ اند

چونکہ مخلصین حضرت ایشان در بلاد افغانستان بیش از بیش اند، برائے ایشان عاجز بہ تالیف ابن
کتاب کہ موسوم بہ ”سوانح حیات ابوالخیر“ و معروف بہ ”مقاماتِ اخیر“ است پرداخت۔ و این
ہر دو نام تاریخی اند۔ وَفَّقَهُ اللَّهُ لِلْإِتْمَامِ۔

آوردہ اند کہ از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سوال کردند کہ در حکایات و روایات
صالحین برائے مریدان چہ فائدہ بود۔ فرمودند سخن ایشان لشکرے است از لشکر ہائے خدائے تعالیٰ۔
کہ اگر مریدے دل شکستہ بود بہ آن قوی گردود بہ آن لشکر مدد دیا بد۔ پروردگار بہ حبیب خود صلوات اللہ
وسلامہ علیہ می فرماید۔ وَكَلَّا نَقْضُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنْثِيَتْ بِهِ فُؤَادُكَ۔ یعنی قصہ ہائے
انبیائے گزشتہ با تومی گویم تا دل تو بہ آن آرام گیرد و قوی تر گردد۔ اگر برائے سرور عالمیان حکایات
انبیاء سبب تبیین دل گشتہ برائے ما عاجزان حکایات اولیا باعث تقویۃ قلب می باشد۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احراز قدس سرہ فرمودہ کہ پروردگار گفتہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ یعنی اے مومنان بتز سید از اللہ و باشید بار است گویان۔ لہذا رفاقت
صادقین مطلوب است۔ بہ خدمت ایشان رسیدن و در صحبت ایشان بودن کینونت و رفاقت

ظاہری است و بہ خیال ایشان ماندن و بہ ذکر ایشان مصروف بودن کینونیت باطنی است۔
 محبتِ این طائفہ کلیدِ رحمتِ الہی است۔ در صحیحین از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرویست
 کہ مردے بہ خدمت سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم رسید و گفت: کَیْفَ تَقُولُ فِی رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ
 یَلْحَقْ بِهِمْ۔ یعنی چہ می فرمائی در مردے کہ گروہی را دوست داشته است و لاحق بہ ایشان نہ شدہ۔
 آن سرور عالمیان فرمود: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی مرد با کسے است کہ ویرا دوست داشته۔ سبحان
 اللہ چہ بشارت نیست عظیم برائے امثالِ مادیون ہمتان کہ اگر در اعمال قاصر ماندہ ایم در محبتِ خاصانِ حق
 تقصیر نہ نمایم تا رفاقتِ ایشان در رَوْحٍ وَ رَیْحَانٍ وَ جَنَّةٍ نَعِیمٍ دست دہد۔
 و این کتاب مقاماتِ اخیار شتمل است بر مقدمہ و فصول تسع و خاتمہ۔
 مقدمہ در بیان سلسلہ نسب تا امیر المؤمنین، امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی
 اللہ عنہ و در ذکر آبائے کرام از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تا حضرت
 والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہم العلیہ۔

فصل اول در احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول روز علالت۔

فصل دوم در معمولاتِ شریفہ حضرت ایشان۔

فصل سوم در بیانِ اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان۔

فصل چہارم در بیانِ ملفوظاتِ حضرت ایشان۔

فصل پنجم در بعض تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان۔

فصل ششم در بیانِ ذوقِ شعرو سخن حضرت ایشان۔

فصل ہفتم در بیانِ سلاسلِ مبارکہ سابعہ۔

فصل ہشتم در بیانِ علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال۔

فصل نہم در بیانِ بعض قصائد و تواریخ وصالِ حضرت ایشان۔

خاتمہ در بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان۔

غرض نقشہ است کہ مزایا دماند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

مقدمہ

در بیان نسب ذکر آباء کرام تا حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہم

فی الذّٰہبِیْنَ الْاَوْلَیْدِ نَ مِنَ الْکِرَامِ لَنَا بَصَائِرُ

بابائے ہم حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ

اسم گرامی ایشان احمد، کنیت ابوالبرکات، لقب بدرالدین، خطاب امام ربانی مجدد و منور الف ثانی، فرزند چہارم حضرت عبدالاحد المشتہر بہ مخدوم۔ ولادت بابرکت بہ شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کہ کلمہ "خاشع" دال بران سال است در بلدہ سرہند بودہ، بہ حساب تقویم شمسی، ہجری ۱۵ جوزا ۹۷۳ھ مطابق ۵ ماہ جون ۱۵۶۴ء بود، و وفات شریف بہ روز سہ شنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ در سرہند شریف شدہ۔ بعض افراد، ۲ و بعض ۲۹ از صفر نوشتہ اند بنا بر اختلاف مطالع، در روز اختلاف نیست کہ آن سہ شنبہ بود۔ بہ حساب شمسی ۵ قوس ۳۰ مطابق ۲۶ نومبر ۱۵۶۴ء بود عمر شریف بہ حساب قمری ۶۲ سال ۴ ماہ ۱۴ روز، و بہ حساب شمسی ۶۰ سال، ۵ ماہ، ۲۱ روز بودہ۔

والد بزرگوار ایشان را ہفت پسر بودہ و ایشان خیر الامور و وسطہا بودند۔ اسم مبارک ایشان چہار حنفی و وجود ایشان چہارم در برادران۔

نسب مبارک ایشان | حسب نوشتہ خواجہ محمد ہاشم کشمی در زبدۃ المقامات بہ ۲۶ واسطہ صحابی جلیل ابن جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما می رسد۔ خواجہ ہاشم نوشتہ اند شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ جد پانزدہم حضرت ایشان است و او بہ یازدہ واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما می پیوندد۔

۱۔ سرمست جام احمدی حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ از بزرگ زاد ہائے کشم بدخشان است، والد ایشان خواجہ قاسم از علما اعلام و اکابر آن ولایت بودہ، آباد اجداد ایشان از منتسبان سلسلہ کبرویہ بودہ اند ایشان در عنفوان شباب بہ واسطہ اشارات و بشارات دل بہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ بستہ بودند و در خواب بہ زیارت بزرگے مشرف شدہ بودند چنانچہ بہ تلاش مشدکامل از وطن خود روان شدند تا آنکہ در ہندوستان بہ برہان پور رسیدند و آنجا آن بزرگ را کہ در خواب

باقی بر ص ۲۱

سلسلہ نسب را شیخ بدر الدین سہروردی نیز در حضرات القدس نوشتہ، در بیان حضرت خواجہ و جناب شیخ بہ دو جا اختلاف است چونکہ خواجہ محمد ہاشم اکتفا بہ سُرُدِ اسامی مبارکہ نہ کردہ بلکہ بیان و سب اُلط ہم کردہ و گفتہ است کہ امام رفیع الدین جد ششم حضرت ایشان است، و امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ می پیوندد۔ و شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی جد پانزدہم۔ حضرت ایشان است و او بہ یازدہ واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما می پیوندد۔“
لہذا عاجز از زبدۃ المقامات سلسلہ نسب را در جدول نقل می کند۔

باقی از ص ۱۹
دیدہ بودند یا فتند و آن بزرگ حضرت سید میر محمد نعمان قدس سرہ بودند، چنانچہ بردست حق پرست ایشان داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شدند و عریضہا بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشتند۔ حضرت ایشان بہ حضرت میر نوشتند: ”خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہری شود و مَشَّاسُ الْیَدِ مُرَبَّائے شما است و مذاق دان شما، استفسار ہا را بہ احوالہ فرمایند کہ جواب گرفتہ بہ خدمت شمار ساند، والسلام۔“
چنانچہ حضرت میر ایشان را بہ سرہند شریف فرستادند۔ حضرت خواجہ چون بہ سرہند رسیدند و جمالِ بالکمال حضرت مجدد را دیدند از دل و جان عاشقِ آن جناب شدند و مدت دو سال بہ ذوق و شوق تمام در حضور و سفر ملازم خدمت بابرکت ماندہ از محرمان اسرار شدند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ دفتر ثالث مکتوبات را ایشان جمع کردہ اند و در ۱۳۴۰ھ کتاب ”برکات الاحمدیۃ الباقیہ“ معروف بہ اسم تاریخی ”ہوزبدۃ المقامات“ تالیف نمودند و قبل از ۱۳۵۰ھ در برہان پور رحلت فرمودند، چرکہ شیخ بدر الدین سہروردی در حضرات القدس از وفات ایشان نوشتہ اند، و تالیف حضرات القدس در حدود ۱۳۵۰ھ بودہ مزار ایشان در قبرستانِ دانی عکہ بود کہ بر راہے واقع است کہ از شہر برہانپور بہ پٹنہ ریل می رود و متصل بہ قبرستانِ مسیل است کہ آن را ”پنڈول“ گویند، عرصۂ شصت سال می شود کہ حضرت خواجہ در خواب بر نیک مردے ظاہر شدہ گفتند: قریب است آپ سیل قبر میر انقصان رساند لہذا جسد مرا در جائے دیگر دفن کنید۔ آن مرد صالح اہالی برہانپور را از خواب آگاہ کرد۔ اہالی از حکومت برائے قبر ایشان نزد رابرٹ سن اسکول در میدان جائے طلب کرد و جثمان ایشان را از قبر قدیم برداشتہ در قبر جدید دفن کردند۔ بعد از سہ صد سال جسد مبارک ایشان را بر آورده بودند جسد مبارک از سزنا پا بالکل سالم بود معلوم می شد کہ حالافوت کردہ اند و کفن ہمچو نو بود خوش نصیبانِ برہانپور کیفیتِ نہمِ کِنُومِ العَرُوسِ را بہ چشمہائے سمرلا خطہ کردند و بر آن ولی پروردگار نماز جنازہ خواندہ دفن کردند۔

ہرگز نہ میرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

در تحقیق این واقعہ قطعاً محلّ ریب نیست، فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِّينَ۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۱۱	عبداللہ	۲۱	عبداللہ الواعظ الاصغر	۶	واسطہ
۲	زین العابدین	۱۲	شعیب	۲۲	عبداللہ الواعظ الاکبر	۷	
۳	عبدالحمی	۱۳	احمد	۲۳	ابوالفتح	۸	
۴	محمد	۱۴	یوسف	۲۴	اسحاق	۹	
۵	حبیب اللہ	۱۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۲۵	ابراہیم	۱۰	
۶	امام رفیع الدین	۱۶		۲۶	ناصر	۱۱	
۷	نصیر الدین	۱۷	نصیر الدین	۲۷	حضرت عبداللہ صحابی		
۸	سلیمان	۱۸	محمود	۲۸	حضرت عمر امیر المومنین		
۹	یوسف	۱۹	سلیمان	۲۹	رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین		
۱۰	اسحاق	۲۰	مسعود	۳۰	وَعَنَّا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ		

درین جدول نام پدر شہاب الدین علی فرخ شاہ نوشتہ نہ شد۔ اگر پدر فرخ شاہ نصیر الدین باشد۔ پس واسطہ تا حضرت عبداللہ دہ می باشند حالانکہ خواجہ ہاشم ذکر یازدہ واسطہ می کند۔
شیخ بدر الدین در حضرات القدس اضافہ دو نام کردہ۔ یک نام نور الدین است کہ مابین امام رفیع الدین و نصیر الدین واقع شدہ۔ و دیگر نام عبداللہ است کہ بعد از نام مسعود است و عبداللہ را فرزند واعظ اصغر و واعظ اصغر را فرزند واعظ اکبر نوشتہ۔

عاجز گوید کہ این ہر دو بزرگواران از خلفائے جلیل القدر حضرت مجددانہ و در احوال حضرت مجدد کتابہائے ایشان را امتیاز خاص حاصل است۔ بعد از ایشان ہر کہ از احوال حضرت مجدد نوشتہ اعتماد بر کتابہائے ایشان کردہ۔ مع ہذا کلمہ عاجز گوید اگر بہ نظر دقیق مطالعہ ہر دو کتاب کردہ شود فرقہ مابین ہر دو کتاب ظاہر خواہد شد خواجہ ہاشم در ۳۱۰۰ بہ خدمت حضرت مجدد رسید و دو سال خدمات شائستہ بہ انجام رسانید۔ محرم اسرار گشت و دفتر ثالث را از مکتوبات جمع کرد و بعد از ارتحال حضرت مجدد قدس سرہ برائے تسکین قلب راہے نہ یافت بجز آنکہ احوال مبارکہ پیرو مرشد را نوشتہ کند۔ چنانچہ در دیباچہ زبدۃ المقامات می نویسد۔
از مقتضیات تقدیر و قضایں حقیر را دوری ضروری از ان سُدہ سنیہ روئے نمود۔ در ان دوری جہت تسکین سلاستِ ہجوری پیش از بیش بہ تحریر آن نمیقہ مذکورہ مامورہ پرداخت، ہنوز ورقے چند از سوادِ مداد سیاہ نگزیدہ بود کہ واقعہ ہائے انتقال حضرت ایشان در ویشانِ دلریشانِ راسیہ پوش ساخت، پس از ارتحال آنحضرت

خود لازم تر گشت تسلی جستن بہ ذکر احوال واقوال ایشان، الخ: چنانچہ در ظرف سہ سال بہ کمال تحقیق این کتابا نوشتند نزد این عاجز از کتاب حضرات القدس دو نسخہ است۔ یکے در ۹۹۱ھ نوشتہ شدہ و دیگرے در ۹۵۵ھ در ہر دو از یوسف اول (رقم ۹)، تا یوسف دوم (رقم ۱۴)، استقلاط پنج نامہا است یعنی اسحاق و عبد اللہ و شعیب و احمد و یوسف نوشتہ نہ شدہ و فیما بعد کسانیکہ مطالعہ این نسخہا کردہ اند بر ہامش کتاب بن نامہا نوشتہ اند معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین این کتاب را بہ دقت تمام نہ نوشتہ اند۔ اضافہ نام نور الدین را بعد از امام رفیع الدین گنجائش نیست۔ زیرا کہ خواجہ ہاشم نوشتہ اند "امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ مذکور می پیوندند" اگر اضافہ نور الدین کردہ شود تعداد وسائط نہ می شود۔

نزد عاجز از کتاب زبدۃ المقامات سہ نسخہ اند۔ یک نسخہ را حضرت سیدی الوالد در ۱۳۱۳ھ نویسانیدہ اند، و صحیح آن فرمودہ، و نسخہ دیگر را احمد علی نقشبندی مجددی در ۱۲۸۹ھ نوشتہ، و نسخہ سوم از وسط و آخر ناقص است از کاغذ و سیاہی معلوم می شود کہ این نسخہ در او آخر قرن حادی عشر نوشتہ شدہ۔ در کتابت این نسخہ استعمال شگرف نیز شدہ۔ عناوین و اسمائے فہمہ را کاتب بہ شگرف نوشتہ و جا بہ جا خطوط بہ شگرف کشیدہ، و شگرف بر قطاس پس لعل مصفی ریختہ۔ را مصداق شدہ۔ درین نسخہ وسائط را کہ مابین فرخ شاہ و حضرت عبد اللہ بن عمر اند بہ این نہج نوشتہ۔

"زیرا کہ او (فرخ شاہ) فرزند نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما" فیما بعد کہ تصحیح ارقام کردہ و رقم ۷ را کہ بر عبد اللہ بود زدہ و رقم ۸ را کہ بر ابوالفتح بودہ را ۹ کردہ و باز ۸ را ۷ زدہ و یازدہ را ۱۰ کردہ و باز بر عبد اللہ بن عمر رقم یازدہ نہادہ، اصلاح کنندہ این قدر خیال نہ کردہ کہ تعداد وسائط یازدہ است و در وسط نہ فرخ شاہ شامل است و نہ عبد اللہ۔ لہذا بر عبد اللہ رقم یازدہ نہادن غلط است، و این مصلح عبد اللہ الواعظ الاکبر بن رایک نام پنداشتہ۔ لہذا رقم ۶ را گذاشتہ و رقم ۷ را زدہ، و لفظ الاکبر بن را نہ سنجیدہ کہ صیغہ تشنیہ است و دلالت بر دومی کند، خواجہ ہاشم عاشق صادق حضرت مجدد بود، عاشق اکابر محبوب را توصیف بہ اصغر کہ می تواند کرد، لہذا خواجہ ہاشم بیان این ہر دو حضرات بہ تعبیر بلیغ علمی کرد۔ والا کبر بن نوشتہ کہ صیغہ تغلیبی تشنیہ است۔ تا فہمیدہ شود کہ عبد اللہ الواعظ و نفر اند، و امتیاز ایشان بہ اکبر و اصغر کردہ می شود۔

نسخہ حضرات القدس کہ در ۹۹۱ھ نوشتہ شدہ، نام عبد اللہ الواعظ را بہ این نہج نوشتہ "خواجہ عبد اللہ بن خواجہ واعظ اکبر" یعنی نام واعظ اصغر نیاوردہ۔ و فیما بعد کہ بر ہامش "ابن خواجہ واعظ اصغر" افزودہ۔ از مطالعہ حضرات القدس معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین از کتاب زبدۃ المقامات استفادہا کردہ و

بعض واقعات و احوال را لفظاً نقل فرموده است و بعض را بہ تغیر لیسیر معلوم می شود کہ جناب بدرالدین در خواندن عبد اللہ الواعظ الاکبرین سہو کرده و الواعظ الاکبرین را الواعظ الاکبر ابن خواندہ۔ لہذا واعظ صغیر را نہ نوشتہ و عبد اللہ را جداگانہ اسم قرار دادہ است۔

شیخ بدرالدین نام نورالدین یا نور بعد از امام رفیع الدین آورده۔ بہ خیال عاجز این نام بعد از شہاب الدین فرخ شاہ است چونکہ نورالدین فرزند نصیر الدین است کہ نام والد امام رفیع الدین و نام جد فرخ شاہ است۔ بہ مناسبت نصیر الدین سہو بعد از امام رفیع الدین نوشتہ شدہ۔ در نسخہ قدیمہ زبدۃ المقامات بر نصیر الدین رقم ۱ نوشتہ شدہ و رقم ۱ وجود نہ دارد معلوم می شود کہ رقم ۱ عند الکتابہ در فروگزاشت آمدہ و آن نورالدین بن نصیر الدین است۔ ہذا اما ظہری و العلم عند اللہ۔

اشکال اشکالے کہ در سلسلہ نسب واقع است آن غیر از بحث نورالدین است، و بیانہ این است کہ در کتب اسماء رجال اولاد حضرت عمر و اولاد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما را بہ تفصیل ذکر کردہ اند۔ حضرت عمر را نہ پسر بود۔ ۱۔ زید اکبر، ۲۔ زید اصغر، ۳۔ عبد اللہ، ۴۔ عاصم، ۵۔ عبد الرحمن اکبر، ۶۔ عبد الرحمن اوسط، ۷۔ عبد الرحمن اصغر، ۸۔ عبید اللہ، ۹۔ عیاض، و حضرت عبد اللہ را سیزدہ پسر بود، ۱۔ ابوبکر، ۲۔ ابو عبیدہ، ۳۔ واقد، ۴۔ عبد اللہ، ۵۔ عبید اللہ، ۶۔ عمر، ۷۔ عبد الرحمن، ۸۔ سالم، ۹۔ حمزہ، ۱۰۔ زید، ۱۱۔ بلال، ۱۲۔ ابوسلمہ، ۱۳۔ عاصم۔ در اولاد این ہر دو حضرات ناصر نام کہ نیست۔ حالانکہ شہاب الدین فرخ شاہ فاروقی است و از اولاد ایشان جماعتی بہ ہند آمدہ ہمچو شیخ فرید الدین گنج شکر و امام رفیع الدین قدس اللہ اسرارہما، و این بزرگواران کہ از اصحاب علم ظاہر و باطن و از گروہ۔ الَّذِینَ یَنْظُرُونَ بِنُورِ اللہ۔ بودند خود را فاروقی می گفتند و نسب این بزرگواران بہ ناصر بن عبد اللہ بن عمری رسد۔

بعض فاروقیان از اولاد حضرت فرخ شاہ کہ در ہند قیام دارند، خود را از فاروقی گفتن باز داشتند۔ جناب رشید احمد امروہوی مخلص سہیل اختیار کرد و حضرت فرخ شاہ کابلی را از سادات شمار کرد و درین سلسلہ رسالہ سیادت فریدی نوشت۔ فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست۔

این عاجز از سہا ہا در حلّ این اشکال ساعی بود، کتب اسماء رجال را مطالعہ کرد۔ و بہ این نتیجہ رسید کہ از اول سلسلہ بعض حلقات در فروگزاشت آمدہ۔ و عبد اللہ فرزند عمر، نہ حضرت عبد اللہ بن عمر الخطاب است، بلکہ توافقی اسمی برائے کاتبان و بیان کنندگان نسب مغلطہ واقع شدہ، در ایام تفحص، کتاب "عمدۃ المقامات" بہ دست رسید، این کتاب را حضرت فضل اللہ مجددی در ۱۲۳۳ھ تالیف کردہ و بہ مساعی حضرات سندھ در لاہور تقریباً چہل سال قبل طبع شدہ۔ بر صفحہ ۹۸ بیان سلسلہ نسب، کمافی زبدۃ المقامات۔

و بر حاشیہ عبارت جناب عبدالقیوم المتوفی ۱۲۴۱ھ تحریر یافته۔ نوشته اند محفی نماز کہ تمام نسب مبارک تا امیر المومنین رضی اللہ عنہ از روی انتخاب سی و دو نفر می شوند۔ حالانکہ در سلسلہ نسب از حضرت مجددنا حضرت عمر بست و نہ نفر اند۔ این عاجز کلمہ ”از روی انتخاب“ را نہ فہمیدہ کہ انتخاب نام کتاب است یا بمعنی مختار و پسند کردہ شدہ، است۔ از این عبارت ظاہری می شود کہ اگر در سلسلہ نسب شمار حضرت مجدد کردہ شود کمی سہ افراد است و اگر شمار ایشان نہ باشد پس کمی چہار افراد است۔

این عاجز بہ حضرت محمد ہاشم مجددی سندھی تذکرہ این عبارت کرد۔ ایشان نقل تحریر حضرت والد خود بہ عاجز دادند کہ بر حاشیہ حضرت القدس نوشته اند تحریر حضرت محمد ہاشم درج ذیل است۔

”بر حاشیہ حضرت القدس از دفتر دوم صفحہ ہفتم جناب حضرت قبلہ محمد حسن مجددی قدس اللہ سرہ تحریر فرمودہ اند شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ حفص بن شیخ عام بن شیخ عبداللہ بن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم ہکذا امد کوئی فی کتب الانساب“

از این عبارت ظاہر است کہ حضرت محمد حسن از کتب انساب اضافہ این چہار نامہا کردہ اند ممکن است۔

”انتخاب“ در بیان انساب کتابی باشد و از ان کتاب این نامہا نقل کردہ باشند۔

در کتاب جواہر معصومی احمد حسین خان امروہوی درین باب تنقیح خوب کردہ اند و در آخر بحث نوشته اند کہ قول فیصل بہ موجب کتب تواریخ این است کہ حضرت ایشان نسباً فاروقی اند و ناصر فرزند عبداللہ بن عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین می باشند۔

شیخ محمود احمد عباسی اُمرؤہوی در جلد چہارم از تاریخ امروہہ کہ موسوم بہ تحقیق الانساب است نوشته اند کہ تحقیق خاکسار مؤلف کتاب سلسلہ نسب بہ این طور است کہ ناصر فرزند عبداللہ است و ایشان فرزند عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ عنہم اند۔

نظر بر تحقیقاتی کہ عاجز کردہ و تصریحاتی کہ از بزرگواران ذکر شدہ سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ این نہج است۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۵	حبیب اللہ	۹	یوسف
۲	زین العابدین	۶	امام رفیع الدین	۱۰	اسحاق
۳	عبدالحی	۷	نصیر الدین	۱۱	عبداللہ
۴	محمد	۸	سلیمان	۱۲	شعیب

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱۳	احمد	۲۰	مسعود	۲۴	عبد اللہ
۱۴	یوسف	۲۱	عبد اللہ الواعظ الاصفی	۲۸	عمر
۱۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۲۲	عبد اللہ الواعظ الاکبر	۲۹	حفص
۱۶	نور الدین	۲۳	ابوالفتح	۳۰	عاصم
۱۷	نصیر الدین	۲۴	اسحاق	۳۱	حضرت عبد اللہ صحابی
۱۸	عمود	۲۵	ابراہیم	۳۲	حضرت عمار فاروق امیر المؤمنین
۱۹	سلیمان	۲۶	ناصر		رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ

مناسب است کہ در اینجا قریب از احوال حضرت مخدوم قدس سرہ ہم بیان کردہ شود۔

حضرت مخدوم عبد الاحد خواجہ ہاشم نوشتہ کہ حضرت مخدوم رادر عنفوان جوانی در آوان تحصیل علم شوق این راہ پیدا شد و بہ خدمت حضرت عبدالقدوس رسید و بیعت

شدند۔ ایشان قصد قیام در آن استان کردند، حضرت شیخ فرمود اولاً علوم دین حاصل کنید و باز بہ تحصیل این معاملہ مکرہمت بندید۔ ایشان عرض کردند ترسم کہ صحبت گرامی نہ یابم، حضرت شیخ فرمود۔ فرزندم رکن الدین موجود است۔ چنانچہ ایشان بہ تحصیل علوم مشغول شدند و باز از شیخ رکن الدین معارف باطنی حاصل نمودند۔ در طریقہ قادریہ و چشتیہ بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ حضرت مخدوم بہ غرض استفادہ و استفاضہ ممالک ہند را سیر کردہ اند و بہ صحبت ارباب علم و معرفت رسیدہ اند۔ بالآخر بہ وطن مراجعت فرمودہ بہ درس و تدریس و مطالعہ کتب تصوف چون عوارف و فصوص مشغول بودہ اند ایشان را کتب شائستہ و رسائل نجستہ در علوم دین و اسرار یقین اندازان جملہ کنوز الحقائق و اسرار التمشہد مشہور اند، چون جوازہ حیات را بہ دروازہ حدود شامین رسانیدند ندائے اِدْجِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً را بیک گفتہ در شام بہ ہفدہم ماہ رحلت فرمودند خواجہ ہاشم نام ماہ نہ نوشتہ اند و نوشتہ اند فقیرے تاریخ انتقال ایشان را چنین یافتہ۔

آں شیخ کہ بود اعلم اندر ہر فن جانش گہرے ستر ازل را معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو "شیخ زمن"

در حالت سکرات فرمودند۔ حقیقت او سبحانہ ہستی مطلق است، اما کسوت کونیہ خاک در چشم مجوہان می افکند و دور و مجوہ می دارد۔ و بہ فرزند خود حضرت مجدد فرمودند۔ "ترا بر ہمین سخن وصیت می کنیم" چون کہ حضرت مجدد بارہا از حضرت ایشان شنیدہ بودند کہ محبت اہل بیت حضرت فاطمیت علیہ علیہم الصلوٰت و التحیۃ را در جزایمان و حسن فاطمہ مدخلتہ عظیم است، لہذا ہنگام نزع آن را فریاد ایشان دادند۔ حضرت مخدوم فرمودند

کہ سرشارِ آن مجتہد و غرقِ آن دریائے نعمت۔ رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدْ سَسَّ سَيَرُهُ وَلَوْ رَضِيَ حَ۔

احوال حضرت مجدد

چون حضرت ایشان بہ دبستان شدند بہ اندک روز حفظِ قرآن مجید نموده بہ تحصیلِ علومِ دین مشغول شدند۔ بیشترِ علوم را نزد پدر بزرگوار خود و اندکے را پیش علمائے کبار آن روزگار گزارانده بہ سیالکوٹ رفتہ نزد مولانا کمال کشمیری کہ از فحول دانشوران متورع بود و از علم باطن نیز نصیبہ اُشت بعضے کتب معقولہ خواندہ اند و از شیخ یعقوب کشمیری بعض کتب احادیث خواندہ اند۔ شیخ یعقوب از خلفائے بزرگ قطبِ معظم شیخ حسین خوارزمی کبروی قدس سرہ بودہ و روایت و اجازت کتب تفاسیر و احادیث و حدیث مسلسل بالاولیہ و قصیدہ بردہ از عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی دارند۔ بعد از تحصیلِ علومِ دین یک بار بہ آگرہ کہ اندران ایام بہ اکبر آباد مشہور بود تشریف بردہ اند چونکہ آگرہ در آن روزگار دارالسلطنت بود جمیع از علما و فضلا آنجا قیام داشتند۔ صحبت ایشان حضرت ایشان را بہ خود کشید چنانچہ مدتے آنجا قیام فرمودند۔ حضرت مخدوم راشوق دیدار فرزند دلبند بے قرار کرد و جناب ایشان با وجود کبر سن بہ آگرہ تشریف بردند، یکے از فضلائے آن دیار از حضرت مخدوم پرسید، باعث این تصدیح چه بود فرمودند۔ شوق ملاقات فرزندم شیخ احمد مرا اینجا رسانیدہ ص یوسف نہ رود کنعان یعقوب برون آید۔ حضرت ایشان با قبلہ گاہ خود از آگرہ بہ سرہند تشریف آوردند و ملتزم خدمت و صحبت حضرت والد شدہ فوائد حاصل کردہ اند۔ در رسالہ مبدا و معاد تحریر می فرمایند۔ این درویش را مایہ نسبتِ فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود۔ حضرت مخدوم با وجود کثرتِ تلامذہ و معتقدین بجز حضرت مجدد کسے را بیعت نہ فرمودہ۔ حضرت مجدد نسبتہائے سلاسل حاصل کردہ بہ اجازتِ خلافت ممتاز گشتہ اند و از والد بزرگوار خود بیان کردہ اند۔ چنان معلوم ما گردیدہ کہ مرکز این دائرہ و شاہراہ این باد یہ بہ دستِ طائفہ علیہ نقشبندیہ افتادہ، نسبت ایشان فوق ہمہ نسبتہا ظاہری گردد۔ و نیز حضرت والد ماجد فرمودہ اند۔ با وجودیکہ از رسائل اکابر این طریقہ سنیہ بر اوضاع و اطوار و اسرار ایشان اطلاع دست وادہ و حظہا فرا گرفته و از نسبت شریفہ ایشان بہرہ یافتہ اما ہموارہ خواہانیم کہ یکے از کارشناسان راہ نمایان این سلسلہ راجح سبحانہ بہ دیار ما برساند یا ما بہ دیار او برد تا از برکات صحبت او اقتباسِ انوار ایشان نمایم۔

وصول بہ خدمت حضرت خواجہ

از مدتے حضرت ایشان را شوق زیارتِ حرمین شریفین بآرام می داشت لیکن از وجہ حضرت مخدوم قصدِ سفر نہ کردہ اند۔ چون حضرت مخدوم در سال ہزار و ہفت رحلت فرمود، حضرت ایشان در ہزار و ہشت بہ قصدِ سفر حرمین

محترمین از خانہ برآمدند چون بہ شہر دہلی رسیدند، مولانا حسن کشمیری کہ یکے از فضلا و آشنایان ایستان و از مخلصان حضرت خواجہ بودہ ایشان را بہ دریافت حضرت خواجہ دلالت نمودہ و گفتہ کہ امروز از سلسلہ علیہ نقشبندیہ این چنین گوہرے بہ چہار سوے این دیار آمدہ کہ طلاب از یک نظرش آن دولت یابند کہ از اربعینات متکاثرہ در ریاضات متوافرہ نہ یابند۔

آن کہ بہ تبریز دید یک نظر شمسین سحرہ کند بردہ طعنہ زند بر چلہ
چون کہ حضرت ایشان از والد بزرگوار خود فضائل و اوصاف سلسلہ نقشبندیہ شنیدہ بودند بہ شوق تمام متوجہ اعتاب عالیہ حضرت خواجہ شدند و فرمودند کہ توشہ این سفر مبارک بہ از این چہ باشد کہ ذکر و مراقبہ حضرات خواجگان از حضرت خواجہ اخذ نمایم۔

بگیریم زادرہ این سراغ زشورا بہ اشک و زقرص داغ

چون بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند لطفہا و مہربانیہا یافتند، حضرت خواجہ از قصد ایشان پرسیدند، ایشان عرضہ کہ در پیش داشتند یہ عرض رسانیدند اگر چہ شیوہ حضرت خواجہ نہ بود کہ از طلب کسے را دلالت بر اخذ طریقہ یا التزام صحبت خویش نمایند یا از مثل این سفر مبارک بہ سکونت خانقاہ اشارت فرمایند۔ اما حضرت ایشان را فرمودند ہر چند سفر مبارک در پیش دارید اما چند روز می توان بہ فقر صحبت داشت لا اقل ماہی یا ہفتہ چہ مانع است حضرت ایشان اختیار بودن ہفتہ نمودند ہنوز دور و روز بران نہ رفتہ بود کہ آثار تصرف حضرت خواجہ بر ایشان استیلا نمود چنانچہ بہ خدمت حضرت خواجہ معروض داشتند و حضرت خواجہ بلا تأمل ایشان را بہ خلوت بردہ بہ ذکر دلالت نمودند جناب ایشان در مکتوب ۲۶۶ از دفتر اول نوشتہ اند توجہ شریف ایشان در دو و نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر را عطا فرمودہ حضرت خواجہ ایشان را بشارت دولت کمال و تکمیل دادہ مخلص کردند۔

بنائے مسجد شریف در سرہند | حضرت ایشان از خدمت حضرت خواجہ مخلص شدہ معاودت بہ سرہند شریف نمودند و آنجا پیش دروازہ حویلی خود مسجد شریف

نوساختہ مشغول کار شدند شیخ بدرالدین در حضرت تاسعہ در بیان تصرف ۳۸ واقعہ تعمیر مسجد شریف را ذکر کردہ اند۔ این مسجد شریف کہ فی مابعد سرچشمہ فیوضات و برکات گشتہ در سنہ ہزار و ہشت تعمیر شدہ ۱۰۰۰ عا جزاز "مسجدِ مردانِ خدا" سال بتایافتہ ہزاران ہزار بندگان خدا ازان ارض مبارکہ بہ درجات ولایت رسیدہ اند و عالمہا را روشن کردہ اند۔

یک شبہ و جواب آن | اینجا بعض افراد را یک شبہ پیدا شدہ است کہ حج فرض است و

حضرت ایشان از خانہ برائے حج برآمدہ بودند و در راہ بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند و سفر حج ملتوی شد و باز تا آخر ایام بہ حج نہ رفتند۔ برائے حاصل کردن کمال باطنی فریضہ حج را چہ گونه گزاشتند۔

عاجز گوید، حضرت ایشان ارادہ سفر حرمین شریفین از وجہ شوق و راہ توکل کردہ بودند نہ از وجہ فرضیت، چہ احوال مالیہ ایشان مقتضی آن نہ بود کہ قصد حرمین شریفین فرمایند، و اکبر شاہد برین مدعا آن مکتوب گرامی است کہ حضرت خواجہ اندر آن ایام بہ مخلصہ نوشتہ اند۔ در مکاتیب مبارکہ ایشان تحت رقم ۶۵ اندراج دارد، نوشتہ اند: "شیخ احمد نام مردے است در سر ہند، کثیر العلم و قوی العمل، روزے چند فقیر با او نشستہ برخاست کردہ، عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ، بہ آن می ماند کہ چہ را غے شود کہ عالمہا از او روشن گردند، بجمہ اللہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ، این شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد، ہمہ مردم صالح و از طبقہ علماء، چندے را دعا گو ملازمت کردہ، از جواہر عالیہ دانستہ، استعداد ہائے عجیب فرزند این آن شیخ کہ اطفال و اسرار الہی اند، بالجملہ شجرہ طیبہ اند۔ اَنْبَتْهَا اللّٰهُ نَبَاتًا كَحَسَنًا۔ الغرض بہ جہت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت ہست۔ اگر از وجہ چہل یک ہر سال قدرے معین بہ آن خالوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے در میان ایشان قرار دہد بہ غایت مستحسن است، مورت خیر بسیار، ہر چند کہ اندکے باشند، رکن عظیم از خیرات خواہد بود، فقرائے باب اللہ اند، دلہائے عجب دارند، زیادہ جہا است۔ ازین مکتوب گرامی حقیقت حال ظاہر و باہر است کہ حضرت ایشان از جماعت "وَكَاَن رِزْقُہٗ كَفَافًا" بودہ اند کہ شان اولیائے پروردگار است کَمَا اَخْبَرَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ و قتیکہ حضرت ایشان بہ خدمت قبلہ حق پرستان رسیدند ابواب عزیمت علیٰ مَصْرَ اَعْيَہَا برایشان مفتوح شد، مقام حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ دریافتند، لہذا وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی رَا نَصِبُ الْعَیْنِ خود ساختہ راہ توکل را بہ امر رب العالمین اماندند۔ اگر سعی بود از شوق و سبحانہ و تعالیٰ بود و اگر صبر بود بہ امر و بے بود۔ در ہر حال رضائے وے مطلوب بود۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ دوست

الطاف حضرت خواجہ حضرت ایشان بہ خدمت حضرت خواجہ سہ بار رسیدہ اند۔ نوبت اول بہ بشارت حصول دولت کمال و تکمیل و خلعت اجازت و خلافت

مشرف شدند، حضرت خواجہ از طالبان جمعہ را حوالہ ایشان کردند تا تربیت آنہا نمایند۔ و نوبت دوم کاخانہ ارشاد بہ حوالہ ایشان کردند۔ درین ضمن آن خدمت جلیلہ نیز بہ ایشان تعلق یافت کہ برائے انسداد اتحاد اکبری حضرت خواجہ بران طریقہ عمل پیرا بودند و ذلک اصلاح احوال الامراء و الوزراء حضرت

خواجہ بہ جناب حضرت ایشان نوشتہ اند۔ کما فی المکتوب، اَمِنَ الْمَكَاتِيبِ الْمُبَارَكَةِ - اَلْبَقَاکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ خدمت میان صدرِ جهان استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند۔ تعلیم ذکر کرده شد۔ چون مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست و ایشان ارادہ یہاں داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شمایں آن نمایند حصول آن بے ظہور تصرف متعذر است، انشاء اللہ العزیز وجہ اتم ظاہر شود، درین اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت و سرور برگ توجہ نہ مانده و نوبت سوم چون بہ مسامح مبارکہ حضرت خواجہ خبر قدوم حضرت ایشان رسید، حضرت خواجہ از فرط محبت و شفقت با وجود ضعف قوی از مسکن مبارک کہ در قلعہ فیروزی بود تادروازہ کابلی بہ استقبال ایشان پیادہ آمدہ اند و فرزندان خود را کہ عبید اللہ خواجہ کلان و محمد عبداللہ خواجہ خورد می باشند و در آیام شیر خوارگی بودہ اند طلب فرمودہ از ایشان التماس توجہ کردند چنانچہ امتثالاً لامرہ حضرت ایشان بہ آن ہر دو نور دیدہ توجہات دادند۔ حضرت خواجہ بہ نسبت ایشان فرمودہ اند۔ ایشان از کمل مردان و محبوبان اند۔ و نیز فرمودہ اند کہ امروز زیر فلک انین طائفہ علیہ چون ایشان کسے نیست۔ و وقتے بر زبان مبارک رانندند۔ بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظمی در آیند۔ و نیز فرمودہ اند۔ مادرین سہ چہار سال شیخی نہ کردیم چند روز بازی کردیم اما الحمد للہ کہ این بازی ما و این دکان پردازی ما بے فائدہ نہ شدہ کہ چون ایشان برونے کار آمد۔ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس خوب دانستند کہ آن طوطی منتظر ذات فرخندہ صفات حضرت ایشان است لہذا خود را از کار شیخت کشیدند و تمام کار را بہ حضرت ایشان حوالہ نمودند و فرمودند۔ این تخم را از بخارا و سمرقند آوردیم و در زمین برکت آئین ہند کشتیم۔

احیائے دین | ظہور حضرت ایشان قدس سرہ در زمانے شدہ کہ از تصرفات علماء سور و از اقوال جاہل صوفیہ اسلام در زبون حالی و الحاد و تزویر تازی بود۔ خدا نا شناسے برائے اکبر جاہل محض نامہ نوشت کہ مرتبہ سلطان عادل زیادہ از مرتبہ مجتہد است و دیگرے اکبر را خلیفۃ الزمان قرار داد و گفت کہ دے انسان کابل است و برایش سجدہ تعظیمی تجویز کرد۔ یکے ہنگام ملاقات اللہ اکبر می گفت و دیگرے در جوابش "جَلَّ جَلَالُہ" می سرابید۔

فَجَائِعُ الدَّهْرِ أَنْوَاعٌ مُنَوَّعَةٌ وَلِلزَّمَانِ مَسَرَّاتٌ وَأَحْزَانٌ
وَلِلْحَوَادِثِ سُلُوكٌ يُسَهِّلُهَا وَمَا لِمَا حَلَّ بِالْإِسْلَامِ سُلُوكٌ

قبلہ حق پرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ چند سال پیشتر فرمودہ بودند۔ شیخ احمد نام مرے است در سر ہند کثیر العلم و قوی العمل۔ بہ آن می ماند کہ چراغ شود کہ عالمہا از و روشن گردد۔ آن چہ حضرت

خواجہ بنور الہی دریافت ہوئے نہ ظہور آن پہ وجہ اتم و اکمل شد۔ ع کہ عالم زندہ شد باریک راز فیض ربانی۔
 علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ کتاب سنجۃ المرحان فی آثار ہندوستان
 بہ عربی نوشتہ۔ درین کتاب حوال حضرت مجدد راقس سرودہ ہفت اوراق تحریر نموده۔ نزد عاجزین کتاب
 نسخہ خطی موجود است، قدرے ازال می نویسد۔

مَوْلَانَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ بْنُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْفَارُوقِ السَّهْرَنْدِيّ مِنْ مَفَاخِرِ أَهْلِ الْهِنْدِ
 الْمُجَدِّدِ لِلدَّلَافِ الثَّانِي وَالْبُرْهَانِ السَّاطِعِ عَلَى أَشْرَفِيَّةِ النَّوْعِ الْإِنْسَانِي، سَحَابٌ هَاطِلٌ رَوَى الْعَرَبَ
 وَالْعَجَمَ مَطَارَةً، نَبْرًا عَظِيمًا بَلَغَ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ أَنْوَارُهُ، جَامِعُ الْعُلُومِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ
 خَازِنُ الْكُنُوزِ الْبَاسِرَةِ وَالْكَامِنَةِ، نَسَبُهُ يَنْتَهِي إِلَى الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مِيلَادُهُ سَنَةِ
 إِحْدَى وَسَبْعِينَ وَتِسْعِمِائَةٍ وَهُوَ فِي صَغَرِ سِنِّهِ حَفِظَ الْقُرْآنَ فِي عُمْرِ سَبْعَةٍ عَشْرَ سَنَةٍ فَرَعَ
 مِنْ تَحْصِيلِ الْعُلُومِ الدَّرَسِيَّةِ وَاشْتَغَلَ بِالتَّدْرِيسِ وَالتَّصْنِيفِ فَصَنَّفَ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ
 رِسَالًا لَطِيفَةً بِاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ وَالْفَارِسِيِّ ثُمَّ ارْتَحَلَ مِنْ سَهْرَنْدِ إِلَى دِهْلِيٍّ وَآخَذَ الطَّرِيقَةَ
 النَّقْشَبَنْدِيَّةَ عَنِ الْخَوَاجَةِ عَبْدِ الْبَاقِيٍّ وَآخَذَ الطَّرِيقَةَ الْحُشْتِيَّةَ عَنْ أَبِيهِ مَوْلَانَا الشَّيْخِ
 عَبْدِ الْوَاحِدِ وَطَّرِيقَةَ الْقَادِرِيَّةَ عَنِ الشَّيْخِ سَكَنْدَرِ عَنْ جَدِّهِ كَمَالِ الْكَلْبَلِيِّ وَالْخَوَاجَةِ
 عَبْدِ الْبَاقِيٍّ فِي حَقِّ الْمُجَدِّدِ دِعْنَايَاتٌ عَظِيمَةٌ وَكَلِمَاتٌ كَرِيمَةٌ مِنْهَا مَا كَتَبَ فِي أَوَّلِ مُلَازِمَةِ
 الْمُجَدِّدِ دَلِيلُهُ إِلَى بَعْضِ الْأَكَابِرِ بِالْفَارِسِيَّةِ مَا تَرَجَمْتُهُ هَذَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ رَجُلٌ مِنْ سَهْرَنْدِ
 كَثِيرُ الْعِلْمِ قَوِيُّ الْعَمَلِ جَالِسُهُ الْفَقِيرُ عِدَّةُ أَيَّامٍ وَشَهِدَ عَجَائِبَ كَثِيرَةً فِي أَوْقَاتِهِ وَبَيَّرَ أَيْ
 سَيَصِيرُ شَمْسًا يَتَنَوَّرُ بِهَا الْعَوَالِمُ ثُمَّ جَلَسَ الْمُجَدِّدُ عَلَى مَسْنَدِ الْإِرْشَادِ وَالتَّلْقِينِ وَمَلَأَ
 مِنْ فَيْضِهِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ضِيَاءً وَنَشَأَ فِي حُجْرِ تَرْبِيَّتِهِ الْخُلَفَاءُ الْأَجَلَاءُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ
 مَرْكَزُ لَدَائِرَةِ الْوَلَايَةِ وَوَصَلَتْ سُلْسِلَتُهُ مِنَ الْهِنْدِ إِلَى مَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَالْدُّومِ وَالشَّامِ وَ
 الْمَغْرِبِ وَلَهُ مَكْتُوبَاتٌ فِي ثَلَاثِ مُجَلَّدَاتٍ هِيَ حُجْرُ قَوَاعِدِ عَلَى تَبَحُّرٍ وَبَرَاهِينٍ سَوَاطِعُ عَلَى
 لَبِيزِيَّةٍ وَسَمِعْتُ أَنَّ عَرَفَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَكِنْ مَا رَأَيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ الْمُعَرَّبَةَ وَبَعْدَ زَيْنِ

۱۰ غالباً در اوایل قرن شانزدهم در کتب تعریب مکتوبات شریفیه کرده بود۔ لیکن آن نسخہ ناپید
 شدہ و باز در ۱۳۱۶ھ شیخ محمد ادا المنزاوی تعریب مکتوبات شریفیه کردہ در مطبع میریہ، در مکہ مکرمہ طبع کردہ و ہامش را بہ سائل
 نافعہ و تقریظات و تحریرات علمائے اعلام آراستہ و پیراستہ کردہ جزاۃ اللہ خیراً لجزاء۔ شیخ منزاوی از مخلصین سید ابوبعدہ
 محمد صالح بن عبدالرحمن الزواوی است و ایشان خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر عم اصغر حضرت سیدی الوالد ند چون کہ
 این کتاب (مکتوبات معربہ) ناپید شدہ بود۔ پروردگار از اترک صاحب نسبت و مودت شیخ حسین حلی (باقی بر ص ۳۱)

واقعہ حبسِ حضرت ایشان نوشتہ و باز این دو شعر گفتہ -

لَقَدْ بَرَعَ الْأَقْرَانُ فِي الْإِهْنِ سَاجِمٌ وَجَدَ دَفْنَ الْعِشْقِ يَا لِمُغَرِّدٍ
فَلَا تَحِبَّ أَنْ صَادَهُ مُتَقَنِّصٌ أَلَمْ تَرِنِي الْأَسْلَافَ قَيْدَ الْمُجَدِّدِ

وتاریخ وفات حضرت ایشان را از "رَفِيعُ الْمُرَاتِبِ" دریافتہ کہ ۱۰۳۴ می باشد، و در احوال ملا محمود الفاروقی صاحب شمس بازغہ نوشتہ "أَرَيْبُ أَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ بِالْهِنْدِ مِثْلُ الْفَارُوقِيِّينَ، أَحَدُهُمَا فِي عِلْمِ الْحَقَائِقِ وَهُوَ مَوْلَانَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ السَّهْرَنْدِيُّ الْمُتَقَدِّمُ ذِكْرُهُ وَالثَّانِي فِي عُلُومِ الْحِكْمَةِ وَالْأَدَبِيَّةِ وَهُوَ الْمَلَا مُحَمَّدٌ صَاحِبُ التَّرْجُمَةِ -

وسید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی در کتاب اَبْجَدُ الْعُلُومِ قدرے از کلام علامہ آزاد بیکرامی نقل کردہ نوشتہ اند "وَمِنْ إِفَادَاتِهِ أَنَّهُ أَوْضَحَ الْفَرْقَ بَيْنَ وَحْدَةِ الْوُجُودِ وَبَيْنَ وَحْدَةِ الشُّهُودِ وَبَيَّنَّ أَنَّ وَحْدَةَ الْوُجُودِ تَعْتَرِي السَّالِكِ فِي أَثْنَاءِ سُلُوكِهِ فَمَنْ تَرَقَّى مَقَامًا أَعْلَى مِنْ ذَلِكَ تَجَلَّى لَهُ حَقِيقَةُ الشُّهُودِ فَسَدَّ بِذَلِكَ طَرِيقَ الْإِلْحَادِ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ كَانَ يَتَسَوَّرُ بِزِي الصُّوفِيَّةِ - ثُمَّ أَنَّهُ بَاخَتْ الْمَلَاحِدَةَ فِي زَمَانِهِ وَجَادَ لَهُمْ بِقَائِمِهِ وَلِسَانِهِ وَرَدَّ عَلَى الرَّوَافِضِ وَحَقَّقَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْبِدْعَةِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْبَسَةَ الْمُجْتَهِدِينَ وَاسْتَحْسَنَاتِ الْمُتَأَخِّرِينَ وَالتَّعَارُفِ عَنِ الْقُرُونِ الْمَشْهُودِ لَهَا بِالْخَيْرِ وَمَا أَحَدَثَهُ النَّاسُ فِي الْقُرُونِ الْمُتَأَخِّرَةِ وَتَعَارَفُوهُ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَزَادَ بِذَلِكَ مَسَائِلَ مِمَّا اسْتَحْسَنَهَا الْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ فَقَهَاءِ مَذْهَبِهِ وَكَانَ فَقِيرًا مَا تُرِيدُ يَا حَرِيبًا عَلَى إِبْتِاعِ السُّنَّةِ مُحْتَهِدًا فِيهِ قَلِيلَ الْخَطَا فِي دَرْكِهِ وَالْمَسَائِلُ الْمُعْدُوْدَةُ الَّتِي شَدَّدَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ التَّكْبِيرَ بِهَا عَلَيْهِ فَالْصَّوَابُ أَنَّ لَهَا تَأْوِيلًا وَقَدْ شَارَكَ فِيهَا غَيْرُهُ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثْرَةُ، فَلَيْسَ إِذَا أُيْخَصَ إِلَّا نَكَارٌ - (ھـ)

(باقی از صفحہ عشق و رفقاء ایشان را توفیق داد کہ ایشان تصویر عکسی گرفتہ مکتوباتِ معربہ را بار دیگر طبع نمودہ اند عشق خلیفہ سید عبدالحکیم از واسی اند و ایشان خلیفہ سید فہیم از واسی خلیفہ سید طہ بھکاری، خلیفہ مولانا خاں لکھنوی اند کہ از اجل خلفا حضرت شاہ عبدالغلام علی بوزند قدس اللہ اسرارہم، بہ چہار شنبہ پانزدہم شعبان ۱۳۹۱ھ (۶ اکتوبر ۱۹۷۱ء) از ترکیہ برائے زیارت مقابر حضرت مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم آمدہ بودند و ملاقاتہا با عاجز کردند شیخ حسین علمی عشق دہلیہ عسکری استادانند بہ سہ شنبہ ۱۲ شعبان ۱۳۹۳ھ (۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء) سہ نفر از تلامیذ ایشان، انور اوزن، احمد بجر - ابراہیم سرمد آلتن آیار بہ ایمانے ایشان بہ خانقاہ شریف دہلی آمدند و بہ سرچند شریف نیز رفتند و بہ زیارت حضرت کرام شرف شدند - زَادَ اللَّهُ فِي مَحَبَّتِهِمْ وَأَخْلَا صَدْرَهُمْ وَوَفَّقَهُمْ لِحُدُودِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ - انور غیر از رشتہ تلمذ رشتہ دامادی نیز دارد و حفظہم اللہ و سلمہم -

عاجز گوید در احوال مبارکہ ایشان کتاب ولی کامل خواجہ محمد ششم و کتاب شیخ بدر الدین سرہندی از بہترین کتب اند۔ اگر کسی بہ نظر انصاف مطالعہ این دو کتاب کند بروئے ظاہری شود کہ آنچہ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند حقیقت واقعہ است کہ دروئے ہیچ جائے قیل و قال نیست، لَآئِنَّ نَظَرَ بَنُورِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ کہ "ایشان از کمل مراد ان و محبوبان اند۔ امروز زیر فلک ازین طائفہ علیہ چون ایشان کہ نیست، بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظری در آیند" عاجز چند واقعات رامی نویسد تا حقیقت حال واضح تر گردد۔

فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ کہ از زبان مبارک حضرت ایشان بہ کرات استماع نمودہ کہ فرمودند اگر چہ عمل و کار ما چہ باشد، و ہر چہ بہ ما عطا کردہ اند بمحض فضل و صرف کرم می دانیم اما اگر مثلاً امرے بہانہ کرم باشد آن متابعت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود کہ مدار کار خود را بران می دانیم، و روزے در تحریر معارف بودند ناگاہ بہ سرعت بہ متوضارفتہ بودند و باز بہ سرعت برآمدند۔ ابرق آب طلبیدہ ناخن ابہام بسیار را شستہ باز بہ خلاد درآمدند۔ چون فارغ شدہ برآمدند فرمودند نقطہ سیاہی پشت ناخن یافتہ کہ از اسباب کتابت حروف قرآنی است، لہذا آنجا نشستن را لائق نہ دیدم۔ و وقتے مولانا صالح ختلائی را امر نمودند کہ چند قرفل از خریطہ بر آورده حاضر کن و شش قرفل حاضر ساخت، در عتاب فتنہ فرمودند، اینک صوفی ما، آن قدر نہ شنیدہ کہ اللّٰهُ وَ تَرْبِیْ حَبِّ الْوُتْرِ۔ رعایت و تراز مستجاب است، مستحب را مردم چہ دانستہ اند۔ مستحب دوست داشتہ دوست سبحانہ و تعالیٰ۔ اگر دنیا و آخرت را بہ یک عملی کہ دوست داشتہ حق عزوجل باشد بدہند ہیچ نہ دادہ باشند، و میفرمودند کہ از علمائے دین احکام شرع متین را تحقیق می کردہ باشند کہ کدام مُفْتٰی بہ است و کدام مسنون و معمول و کدام بدعت و مردود کہ زمانہ از عہد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم پس دور افتادہ و فاسد شدہ ظلمات بدعت و فجور شمول یافتہ درین ظلمات جز بہ چراغ سنت سنّیہ راہ نجات نہ توان یافت، و فرمودند غیر از متابعت سید البشر علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات ہیچ چیز منظور نیست، و ہیچ فضیلت را بہ متابعت عدیل نہ می اندازد و فرمودند ہزار احیای لیالی را بہ نیم متابعت نہ خریم، عشرہ اخیرہ ماہ رمضان را اعتکاف نشستیم یا ران را جمع کردہ گفتیم کہ غیر از متابعت نیست نہ کنید کہ بتل و انقطاع ما چہ خواہد بود۔ صد گرفتاری بہ حصول متابعت قبول داریم اما ہزار بتل و انقطاع بے توسل متابعت قبول نہ داریم و فرمودند مردم ہوس ریاضتہا و مجاہدہ می نمایند و ہیچ ریاضت و مجاہدہ برابر رعایت آداب نماز نیست لایستما نماز ہائے فرض، و میفرمودند احوال تابع شریعت است نہ شریعت تابع احوال، کہ شریعت قطعی است بہ وحی ثابت شدہ و احوال ظنی است از کشف و

الہام ثابت گشتہ، شیخ بدرالدین در حضرت خامسہ نوشتہ اند کہ طلبہ علم را تحریر و ترغیب بر علم می نمودند و تحصیل علم را بر سلوک طریقہ صوفیہ تقدیم می دادند، این حقیر را در ایام عنفوان جوانی اکثر اوقات از استیلائے حال ذوق خواندن نمی شد بہ مہربانی تمام می فرمودند کہ سبق بیار و بخوان کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان است، و در حضرت سادسہ نوشتہ اند، روزی حضرت ایشان بہ جہت تقاضائے حاجت بہ ستراح درآمدند، دیدند کہ در آن جا کاسہ ناتمام از سفالین است کہ کتاس بہ آن نجاسات برمی داشت و اسم اللہ بر آن نقش کردہ اند و ملوث بہ قاذورات شدہ، آنحضرت کاسہ را بہ دست خود گرفتہ از آنجا برآمد و خادم را فرمودند کہ آفتاب بہ آب بیار، آورد آن کاسہ را بہ دست خود از قاذورات پاک ساختند ہر چند خادم التماس نمودند کہ ما آن را پاک کنیم قبول نہ فرمودند، بعد از پاک کردن آن را بر طاق بلند بہ جامہ سفید پیچیدہ بہ تعظیم تمام نگاہ داشتند و ہر گاہ می خواستند کہ آب بیاشامند در ہمان کاسہ می آشامیدند و در فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ است، شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ را بس بزرگ می دانستند و نیک یاد می کردند و می گفتند با وجود این محبت کہ مرا بہ شیخ است قدس سرہ بعضی علوم کشفی شیخ را نہ می پسندم و حق برخلاف آن معلوم می شود اما چون این خطا خطای کشفی است از مواخذہ دور است مانند خطائے اجتہادی الخ و حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب ۳۱ از دفتر اول نوشتہ اند شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبی نہ ماند کہ بہ ما و رائے شریعت در آن مطلب احتیاج افتد، طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بہ آن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند و تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر و رائے شریعت الخ و در مکتوب ۱۱۲ از دفتر اول نوشتہ اند احوال و مواجید کہ بے تحقق بہ حقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود جز استدراج ہیچ نہ می دانیم و جز خرابی ہیچ نہ می انگاریم۔ الخ

عاجز چند اقوال را نقل کردہ کہ بہ منزله غرہ از بحر بے کنار است۔ عشق کہ بہ شریعت مطہرہ سنت مبارکہ ایشان را بود شاید کم کسے دیگر این گونه عشق داشتہ باشد و بصیرتے کہ حق تعالی در طریقت و حقیقت بہ ایشان عطا کردہ بود بیا نش چہ کردہ آید، این عاجز در کتاب مرآت الجنان از امام یافعی و در نفحات لاس از عارف جامی و در شذرات الذہب از ابن عماد حنبلی واقعہ شیخین جلیلین حضرت شہاب الدین سہروردی و حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی دیدہ است کہ اتفاقاً ملاقات این دو اولیائے پروردگار با ہم شد ہر یک از این ہر دو بزرگوار نظرے در دیگرے کرد و بدون تکلم بہ راہ خود روان گشت۔ فیما بعد کسے از شیخ اکبر حال شیخ شہاب الدین پرسید۔ حضرت ایشان فرمودند۔ رَجُلٌ مَمْلُوءٌ مِنْ فَرْقِہِ الِی قَدَمِہِ مِنَ السُّنَّۃِ۔ یعنی مردے است کہ از ستر تا قدم پر بہ سنت مطہرہ است۔ و باز از شیخ شہاب الدین حال

شیخ اکبر پر سید حضرت ایشان فرمودند۔ ھُوَ بِحُجْرَةِ الْحَقَائِقِ کہ وہ دریا ئے بے کنارِ حقائق است ،
 این عاجز چون احوال مبارکہ و رسائل و مکتوبات شریفہ حضرت مجدد قدس سرہ را مطالعہ می کند حضرت
 ایشان را جامع این ہر دو وصف می یابد بسمت بادۂ احمدیہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی گفتہ و چہا دُرِّ
 غُرِّ سَفْتِہٖ، بَلَّ أَنْطَقَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ۔

زہر یک نقطہ اش چون نافہ تر
 و لے آن کز برودت در زکام است
 سرایم مدح آن سیاح غواص
 بہین فرزند فاروق است چون آب
 سراپا نسخہ اخلاق فاروق
 زہر منقضت تریاق فاروق
 چراغ نقش بند ہفت محفل
 نگاہش نقش بند غیر از دل

مراد از ہفت محفل طرق سبعہ ہم می توان شد کہ حضرت ایشان در ان منسلک بودہ اند۔ وہی
 النقشبندیۃ والقادریۃ والچشتیۃ والسروریۃ والکبرویۃ والمداریۃ والقلندیۃ، ممکن است
 مراد از ہفت کثرت زائدہ بود، چہ عند العرب عدد سبعة جمع الجمعین است جمع طاق عدد سہ است و
 جمع زوج عدد چہار۔ وسبعہ جامع ہر دو جمع است، لہذا دال بر کثرت زائد می باشد و کذلک السبعین
 والسبعمائۃ۔ پروردگار جل شانہ و علم احسانہ حضرت ایشان را برائے تابانی شریعت
 مطہرہ و برائے تصفیۃ و تزکیۃ طریقہ صوفیہ صافیہ ظاہر کردہ بود، و حضرت ایشان قلبا و لسانا و قلما مصروف
 این کار بودہ اند و حق تعالیٰ از اطراف و اکناف عالم قلوب عباد را بہ سوئے دارالارشاد سر ہند متوجہ کرد۔
 شاعرے گفتہ۔

سر ہند مگو کہ رشک طور است خار و خس او ہمہ ز نور است
 و دیگرے گفتہ۔

سر ہند مگو کہ رشک چین است خلدے است بریں کہ بر زمین است

حضرت ایشان قدس سرہ بہ برادر خورد و خود شیخ نمود و در حمہ اللہ در مکتوب ۲۲۶ از دفتر اول
 نوشتہ اند۔ اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب نبوی نمودہ در رنگ مور و بلخ می ریزند و شما
 قدر دولت خانگی را نا شناختہ در مطلب دنیا ئے ذمیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول آییندہ
 الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ حدیث نبوی است عَلَیْہِ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ

اکملہا۔ اے برادرانِ نوع اجتماع اہل اللہ و این قسم جمعیتِ اللہ و فی اللہ کہ امروز در سرہند میسر است اگر
گرد عالم گردید معلوم نیست کہ عشرِ عشرِ این دولت پیدا آید و شمع ازین ماجرا حاصل کنید، شما این
چنین دولت را مفت از دست دادید و از جواہر نفیس بہ جوز و مویز در رنگ طفلان اکتفا نمودید
شرمت بادا ہزار شرمست بادا ۱۰

حضرت ایشان در سرہند شریف مشغول کار و علمائے سواد و عدائے دین مصروف دسائس و آزار این
گروہ باطن سقیم نزد جہانگیر شہ کا تہا بردند چنانچہ جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ خرداد ۱۰۲۳ جلوس کہ مطابق
۹ جمادی الآخر ۱۰۲۳ ۲۲ ماہ مئی ۱۶۹۱ء باشد در حضور خود طلب کرد و بہ ایشان گفت، شنیدہ ایم کہ شما نوشتہ اید کہ مرتبہ
من از مرتبہ صدیق اکبر افضل است، حضرت ایشان بادشاہ را از حقیقت امر آگاہ کردند، شیخ بدرالدین در
حضرت سابعہ از حضرات القدس نوشتہ اند: "سلطان بدین جواب از سر عتاب درگزشت، درین اثنا
مردے دور از خدا شناسی بہ سلطان گفت کہ دیدید تکبر این شیخ را کہ بہ شما کہ ظل اللہ و خلیفہ او تعالیٰ اید سجدہ
نہ کرد بلکہ تواضع بہ رسمے کہ بایک دیگر می کنند ہم، بجا نیاورد سلطان ازین سخن بشورید و حکم بہ قید گوالیار
نمود، مفتی غلام سرور فرزند غلام محمد بن رحیم اللہ القریشی الاسدی الہاشمی لاہوری در کتاب خزینۃ
الاصفیاء کہ در ۱۰۲۳ء تالیف شدہ نوشتہ اند: "چون در عہد بادشاہ نورالدین جہانگیر بہ دربار شاہی
بہ سبب اختیار نور جہان بیگم مردمان اہل مذہب رافضیہ را بسیار دخل بود و حضرت مجدد در رد عقائد
این طائفہ رسالہ با و کتابہا تصنیف کردہ بود و این قوم دشمنان جانی آن امام ربانی بودند فرصت وقت
غنیمت دانستہ این مکتوب را بہ نظر بادشاہ گزراہندند، و باز قصہ مکالمہ حضرت ایشان با بادشاہ
نوشتہ و باز تحریر کردہ: "حضرت مجدد بادشاہ را بہ این چنین دلائل و براہین تسلی داد۔ بادشاہ از سر عتاب درگزشت
و بہ اکرام رخصت فرمود۔ بہ وقوع این واردات حضرات شیعہ دانستند کہ کار بہ طلب ایشان نہ شد بعد
چندے موقع وقت دریافتہ بہ عرض بادشاہ رسانیدند کہ شیخ احمد جامعے کثیر بہم رسانیدہ و ہزار در
ہزار مریدان جان نثار نزد وے جمع اند و نزدیک است کہ فتنہ برانگیزد و بر مملکت شاہی دست تصرف
درازند و بادشاہ را برین آوڑند کہ شاہان را سجدہ تحیت جائز است و اگر شیخ احمد ہم در حضور شاہی حاضر
شدہ سجدہ تحیت ادا نماید مخالف نیست پس بادشاہ باز شیخ را نزد خود خواند و سجدہ تحیت خواست،
و شیخ بدرالدین در حضرت سابعہ نوشتہ: "وقبل ازین شاہزادہ دین پناہ شاہ جہان کہ با ایشان را اخلاص تمام
داشت علّامی فہامی افضل خان و خواجہ عبدالرحمن مفتی را با کتب فقہ پیش ایشان فرستادہ بود کہ سجدہ
تحیت برائے سلاطین آمدہ است اگر شما سجدہ کنید، بیچ گزندے از پادشاہ بہ شما نہ خواہد رسید مضامن و

متعہدی شوم۔ ایشان فرمودند کہ این رخصت است عزیمت آن است کہ غیر حق را سجدہ نہ کنند۔ مفتی غلام سرور نوشتہ: "چون شیخ مرتکب این امر نہ شد (یعنی سجدہ نہ کرد)، معاندان سر بہ شورش برداشتند و بر مضمون مکتوب کہ سابق ذکر کردہ شدہ بود دیگر مضامین مکاتیب کہ فہم ظاہر بینان بہ آن نہ می رسد اعتراضہا بہ ذوق آوردند خصوصاً مولوی عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہم درین بحث مکتوبہا نوشت و جوابہائے شافی یافت پس ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل شیخ نوشتند و بادشاہ آن جناب در محبس حبس نمود و حضرت شیخ تا دو سال در حبس بماند۔"

عاجز گوید جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ ماہ خورداد ۱۰۳۰ جلسہ حبس کردہ و بہ ۲۱ خورداد ۱۰۳۱ جلسہ از حبس خلاص کردہ، کمافی تزک جہانگیری۔ پس مدت حبس یک سال می باشد۔

نزد عاجز نسخہ از سفینۃ الاولیاء است کہ در ۱۰۳۰ تحریر شدہ، در آن نوشتہ است شیخ احمد کابلی قدس سرہ از اولاد امیر المومنین عمر فاروق اند۔ در سر ہند سکونت ورزیدند۔ مرید حضرت خواجہ باقی اند در سلسلہ نقشبندیہ و از مشائخ قادریہ و چشتیہ نیز اجازت ارشاد دارند و صاحب ریاضت و مجاہدت بودہ اند۔ در اواخر حال بعضی بر شیخ تہمت کردہ اند کہ می گوید مرتبہ من زیادہ است از مراتب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما این محض بہتان و افتراء مخالفان است بر شیخ، چرا کہ این فقیر خود شنیدہ از سیادت و نقابت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ افضل فضلاء عصر علامی فہامی استادی میرک شیخ بن شیخ نصیح الدین می فرمودند کہ وقتے مارا بہ سر ہند عبور افتاد ملاقات شیخ احمد روئے داد۔ در اثنائے ملاقات خاطر گزشت کہ اگر شیخ را بہ خدا شناسی است این سہ چیز کہ در دل من گزرانیدہ ام می باید کہ این ہر سہ امر بہ فعل آید پس آنچہ مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افتراء است۔ آن ہر سہ سوال کہ در خاطر آخوند گزشتہ بود شیخ بعینہ جواب دادند و بہ عمل آوردند۔ حضرت آخوند بہ شیخ مذکور معتقد شدند و فقیر را از فرمودہ ایشان یقین شد کہ شیخ احمد سر ہندی صاحب حال بودند۔ وفات ایشان در سال یک ہزار و سی و چہار ہجری بودہ و قبر در سر ہند است۔ انتہی۔

در نسخہ سفینۃ الاولیاء کہ در ۱۰۳۰ در مطبع منشی نول کشور طبع شدہ۔ بیان این واقعہ قدرے تفصیل اندراج یافتہ۔ در اثنائے ملاقات بہ خاطر گزشت کہ اگر شیخ را کرامتے است باید کہ مردم آنچہ از ایشان بیان می کنند خاطر نشان من سازند۔ و دیگر آن کہ شنیدہ بودم کہ خواجہ باقی کہ پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی مریدی گرفتند۔ و دیگر آن کہ خواجہ محمود چہ اعتقاد دارند، چون ساعتے پیش شیخ نشتم جزوے کہ از زیر بند خود بہ من دادند کہ مطالعہ نمایند۔ چون آن را تمام بدیدم، بہین گفتند، ازین

چیز ظاہری شود، گفتم ازین خود هیچ ظاہری نمی شود و آنچه درین جا است درست است، گفتند پس بدانید کہ آنچه از مادیات واقع شدہ ہمین است و باقی اقرار است، و باز بعد از ساعتی گفتند کہ روزی خواجہ خاوند محمود بہ اینجا آمدہ بودند گفتند کہ خواجہ باقی اجازتِ صریح از پیر خود نہ دارد، بہ جہت آن کہ روزی مولانا خواجگی ممکنگی خرمیزہ میخورد و قاج قاج را خود بریدہ بہ دست حاضران و مریدان می دادند و بہ خواجہ باقی نہ دادند، اصحاب گفتند کہ خواجہ نیز حاضر اند، مولانا خواجگی ممکنگی فرمودند ما خرپوزہ بہ او درست دادیم، خواجہ باقی ازین استنباط کردند کہ ما اجازت ارشاد دادند من گفتم این چنین نیست چرا کہ ماہر گز این چنین سخن از پیر خود و از دیگر مردم نہ شنیدہ ایم، بلکہ خواجہ باقی ابا می کردند کہ این کار درست من نمی آید و این بار را من نہ می توانم برداشت و مولانا خواجگی می فرمودند کہ ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندے از ریش سفیدان نیز گفتہ اند کہ مادران مجلس حاضر بودیم کہ مولانا خواجگی اجازت ارشاد بہ خواجہ باقی دادند، خواجہ خاوند محمود گفتند پس ما غلط شنیدہ بودیم، و بعد از ان شیخ احمد فرمودند کہ آنچه از مریدان خواجہ خاوند محمود و الشیخان اعتقاد دارند خواجہ آن چنان نیستند و من آن اعتقاد بہ خواجہ نہ دارم۔

علامہ میرک شیخ کہ از اکابر فضلاء روزگار بودہ صفائے حضرت ایشان را دیدہ مخلص و معتقد حضرت ایشان شدند و فرمودند آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است۔

علامہ آزاد بلگرامی نوشتہ اند۔ ثم اخرجہ السلطان عن السجن بشرط ان یقیم فی عسکرہ و ید و رمعہ فاقام الشیخ قدس سرہ فی العسکر ثم رخصہ السلطان والعود لحمد الی سہرند و عطرھا و اھالیہا لبعرف الرّند، یعنی بادشاہ حضرت ایشان را از حبس بہ این شرط کشید کہ اقامت ایشان در عسکر باشد، ہر جائیکہ عسکر رود ایشان ہمراہ عسکر روند، و پس از بادشاہ ایشان را رخص کرد۔ عودت ایشان بہ سہرند آمدہ بودہ چہ مشام جان سہرند، و اہالی سہرند از نفحات بوئے خوش عود و رند معطر گردید۔ آی بالنفحات الرّحمانیۃ و بالنّسمات الرّبانیۃ اُحیی الیلا و اھالیہا۔

از عبارت علامہ آزاد ظاہر است کہ حضرت ایشان اگر از حبس گویا برآمدند اما آزاد و خود مختار نہ بودند بلکہ زیر رقابت بودند حضرت ایشان در مکتوب ۲، از دفتر سوم بیان این حقیقت فرمودہ اند۔ نوشتہ اند، صحیفہ شریفہ و ملاطفہ منیفہ کہ از روی کرم و شفقت نامزد این فقیر ساختہ بودند بہ مطالعہ آن مستر گشت، اللہ سبحانہ الحمد و المِنَّۃ کہ بہ صحت و عافیت اند و از تفقد احوال دوستان دور افتادہ فارغ نیستند، احوال اوضاع فقرای این حدود مستوجب حمد است کہ در عین بلا عافیت است و در مظان تفرقہ جمعیت، فرزندان و دوستان کہ ہمراہ اند، اوقات شان بہ جمعیت است و احوال ایشان در

ترقی و تزايد، عسکر در حق ایشان خانقاہ شخص است کہ در عین تلونیات لشکریان تمکین نصیبشان است و در عین گرفتاریہاے شستی کہ از لوازم این موطن است گرفتاریک مطلب اند، نہ کہے را با ایشان کارے و نہ ایشان را از کہے بارے، مع ذلک مسلوب الاختیار اند، و بہ لوازم حبس و قید گرفتار، عجب حبسے است کہ رہائی را در عوض آن بہ جوے نہ خرد و طرفہ قیدے است کہ اطلاق را از ان جایہ پیشیزے (ای دانگے)، نہ ستانند۔ الحمد للہ سبحانہ و المنة علی ذلک و علی جمیع نعمہ العظام۔ الخ حضرت ایشان درین مکتوب بہ صراحت بیان حبس و قید کردہ اند۔ فالصواب ما قالہ السید البکراعی۔ و مدت این حبس کمتر از چہار سال نہ بودہ، جہانگیر بہ ۱۹ رجب ۱۰۳۲ھ کہ ہم ماہ خورداد بودہ بہ اجمیر رسیدہ بود و خواجہ محمد شام فصل نہم نوشتہ۔ در سال ہزار و سی و دوم در بلدہ اجمیر فرمودند کہ آثار قرب انتقال ظاہری شود۔ و در فصل دہم در حوال حضرت خواجہ محمد معصوم آن مکالمہ را نقل کردہ کہ مابین حضرت مجدد و حضرت محمد معصوم قدس اللہ اسرارہما بود و نوشتہ۔ چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود و از شمال آن ہادی کمال بہ بیست و ہشتم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ۔ و شیخ بدر الدین در حضرت تاسعہ از حضرات القدس در بیان کرامت ۸۵ نوشتہ۔ بعد از ان بہ وطن مالوف رسیدند و برائے خود خلوت خانہ جدا مقرر کردند و در ان خلوت می بودند تا آنکہ در مدت قلیلہ رحلت آخرت فرمودند، نزد این عاجز امتداد این مدت قلیلہ بیشتر از سالے ہرگز نہ بودہ، بلکہ مظنہ آن است کہ این مدت کمتر از سالے بودہ۔ واللہ اعلم۔

از عبارت خزینۃ الاصفیاء ظاہر است کہ ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل حضرت ایشان دادہ بودند و شیخ عبدالحق دہلوی ہم درین بحث مکتوب بہا نوشتہ و جوابہائے شافی یافتہ۔ اگر علماء سورہ برائے قتل کردن ایشان سعیہا کردہ اند جائے تعجب نیست فَاِنَّهُمْ مِثْلُ كَثِيرٍ لِّحَدِّ اِدِّ مِحْرِقٍ بَيْتِكَ اَوْ ثَوْبِكَ اَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً۔ البتہ عجب از جناب شیخ است کہ از اقوال گروہ باطن سقیم متاثر شدہ اعتراضات داہمیہ بر حضرت مجدد قدس سرہ کردند و برائے کور باطنان مزید اسباب شقاوت فراہم آوردند۔ حضرت ایشان قدس سرہ در او آخر ایام خود بہ خواجہ حسام الدین مکتوبے نوشتہ اند کہ در دفتر سوم مکتوب ۱۲۱ است۔ درین مکتوب مبارک تحریر فرمودند۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے چندین سخن لغز کہ گفتے کہ شنودے
صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول۔ قَدْ جِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَلِيٍّ۔ را کہ از حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ صادر شدہ است بر لقبیہ سکر محمول داشتہ است مرادش قصور این قول نیست کہما تَوَهَّمُ کہ آن عین محبت اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور این قسم سخن کہ منہی از مباحات و افتخار

است بے بقیہ سکر کائن نیست که در صحیح خالص به امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیّه نوشته است ظاہراً به خاطر شما قرار یافته است که از روی صحیح خالص نوشته است بے مزج سکر حاشا و کلاً که آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بانی است ، سخن با فان که به صحیح خالص متصف اند بسیار اند چرا این قسم سخنان نہ با فند و دلہائے مردم را از جانہ بر ندہ فریاد حافظ این ہمہ آخر بہ ہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

مخدوم این قسم سخنان کہ مبنی از افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم یہ ظہور آمدہ است و عادت مستمرہ این بزرگواران گشتہ ، امرے نیست کہ فقیر آن را ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ ، لَیْسَ هَذَا اَوَّلَ قَارُورَةٍ کَسَرْتُ فِي الْاِسْلَامِ . پس این ہمہ شور و غوغا چیست ، اگر لفظ صادر شدہ است کہ ظاہر شش مطابقت بہ علوم شرعیہ نہ دارد آن را بہ اندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نہ باید کرد . اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بہ مجرد اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بہ شہر بہ آن منادی کردن کدام تدبیر باشد طریق مسلمانی و مہربانی آن است کہ کلمہ کہ ظاہر شش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخص ظاہر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر ملی و زندیق بود ردّ آن باید کرد و در اصلاح آن نہ باید کوشید ، و اگر قائل آن کلمہ از مسلمانان بود و ایمانے بہ خدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و مجمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حلّ آن باید طلبید ، و اگر در حلّ آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر بہ رفق اولیٰ است کہ بہ اجابت نزدیک است ، و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است ، اللہ تعالیٰ توفیق دہاد ، و عجب تر آن کہ از مکتوب شریف مفہوم می شود کہ بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباہے و انحراف در ملازمان شمانیز طاری شدہ بود ، ماناکہ انعکاسی باشد ، بایستہ کہ مظان اشتباہ را ایشان خود حل می کردند ویرین فقیر نہ می انداختند و تسکین فتنہ می فرمودند ، از یاران چہ گلہ نماید کہ بعضے از ایشان با وجود قدرت دفع اشتباہ خود را معاف داشتن و سکوت ورزیدند ، مازیا ران چشم یاری و انستیم رَبَّنَا اِتَّخِمْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهِيَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا بِشَدَّاءِ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَاٰخِرًا . اھ سبحان اللہ چہ مکتوب مبارک پر از مودت و اخلاص است چسان طریقہ مسلمانی را بیان فرمودہ اند کہ اُدْعُ اِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ . و چہ نصیحتہا فرمودہ اند کہ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ . این مکتوب مبارک شیخ عبدالحق مطالعہ نمودہ ، می بایست کہ در حدیث و جفاے ایشان تخفیف پیدا شدے و جواب " مازیا ان چشم یاری و انستیم " را بہ " هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ " دادے لیکن آنجا مزید شدت پیدا شد و جواب

شیخ مکتوبے از بس طویل بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشت ، ازین مکتوب طولانی ظاہر می شود کہ اعتراضات جناب شیخ از آیام حیات حضرت خواجہ قدس سرہ شروع شدہ و بر مکتوبے کہ بہ خواجہ حسام الدین احمد نوشتہ شدہ انجام یافتہ یعنی از ۸ تا ۳۳ ، غلام معین الدین در کتاب ”معارضج الولایت“ مکتوب شیخ را نقل نموده و خلیق احمد نظامی در تالیف خود حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ” از صفحہ ۳۱۲ تا آخر صفحہ ۴۴۴ آن را نقل نموده ۔ عاجز این مکتوب را مطالعہ کردہ ۔ اعتراضات جناب شیخ از تدبر و تفکر معری می نمایند ۔ عاجز دو اعتراض ایشان نقل می کند یکے از ابتدائے مکتوب و دیگرے از انتہا ، تا قدر و قیمت اعتراضات ظاہر شود ۔

اعتراض اول ۔ بعد از آن کہ در خدمت خواجہ محمد باقی افتادند و از صحبت شریف ایشان استفادہ این نسبت کردند و بہ ترقی نہادند در حیات و بعد از وفات ایشان از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیادہ از حصر و قیاس ۔ الخ

اعتراض آخر ۔ در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند کہ ملتہی گردیدند و بے قید بہانہ نمودند ، چہ چیز با بر سر ایشان گزشتہ و هنوز زباناہا بطعن تشنیع ایشان دراز است ، و قول شریف ”وَلَيْسَ هَذَا أَوَّلَ قَارُورَةٍ كَسَرَتْ فِي الْإِسْلَامِ“ عجب واقع شدہ است در اعتراف بہ شناعیت آن کافی است و شیشہ شکستہ چون باز بہم نہ می آید ۔ وَكَذَلِكَ لَا يَلْتَأَمُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ وَآيَةُ كَرَمِهِ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ، و حدیث شریف ، كُفَّ هَذَا أَيْعَنِ اللِّسَانِ دَرِين بَابِ كَانِي اسْتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ۔

عجب است جناب شیخ بر عریضہ یازدہم ایراد ہا گرفته و فکر نہ کردہ کہ اگر در عریضہ مرید پاک نہاد صہب استعداد جائے قیل و قال بودے حضرت پیر روشن ضمیر آگاہ کردے ۔ از رضائے خواجہ ظاہر است کہ در عریضہ مبارکہ ہرچ عیب نیست حضرت ایشان بیان کمالات کردند زیرا کہ حق تعالی فرمودہ است ۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ وقاضی ثنار اللہ نوشتہ ۔ در حدیث آمدہ ”التَّحْدِيثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ“ و جناب شیخ تحدیث بالنعمہ را خوش نہ داشتہ ۔ زیرا کہ ایشان را از ان نعم خبرے نہ بودہ و نہ این گونه معارف را بیانی از نظر شان گزشتہ ۔ واللہ اعلم کہ جناب شیخ نسبت بہ حضرت محمد صادق قدس سرہ چہ خیال داشتہ باشند کہ بہ عمر نہ سالگی حضرت خواجہ قدس سرہ ہمارہ ایشان را طلب داشتہ از امور کونیہ غیبیہ می پرسیدند و ایشان از رونے کشف خود جواب می دادند ۔ یقیناً این احوال برائے ظاہر بینان مقام صدحیرت است اما اہل بصیرت می دانند کہ فوق کل ذی علم علیم ۔

فَإِذَا كُنْتَ فِي الْمَدَارِجِ غَدًّا ثُمَّ أَبْصَرْتَ حَادِثًا لَا تَمَارِ
لَا تَكُنْ مُنْكَرًا فَلْتَمَّ أُمُوسُ لِبَطْوَالِ الرِّجَالِ لَا لِلْقِصَارِ

فَإِذَا تَرَى الْهَلَالَ فَسَلِّمْ لِلنَّاسِ رَأَوْهُ بِالْأَبْصَارِ

جناب مجدد قدس سرہ در آخر مکتوب نوشتہ اند: فقیر کہ این ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہر ابہ خاطر شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحیح خالص نوشتہ است بے مزج سکر۔ حاشا و کلاً کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بانی: الخ۔ شیخ بر این قول نوشتہ است: ”در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند“ و قتیکہ شیخ این الفاظ می نوشت: ”إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِشْعَرُ“ را فراموش کردہ بود۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ محبوب و فرزند محبوب خود ارشاد فرمودہ: ”أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ قَتَلْتَهُ“۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ۔ قَالَ أَفَلَا شَقَّقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ قَالَهَا أَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكْذِرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمْنَيْتُ أَنِّي أَسَلَّمْتُ يَوْمَئِذٍ۔ یعنی حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ در میدان قتال شخصے را کہ چون تیغ بے نیام دید و کلمہ خواند قتل نمود و در بارگاہ رسالت عرض کرد کہ وے از خوف سلاح کلمہ خواندہ بود۔ آنحضرت فرمودند چرا دلش را چاک کردہ نہ دیدی کہ وے از وجہ خوف گفتہ یانہ۔ و آنحضرت این قول را آن قدر تکرار کردند کہ حضرت اسامہ تمنا کرد کاش امروز مسلمان می شدم۔“ از روئے اس ارشاد مبارک شیخ رامی بایست کہ قلب مبارک حضرت مجدد را شوق کردہ می دید کہ آیا از روئے بہانہ این قول نوشتہ اند یا از روئے حقیقت۔ و شیخ گفتہ: و قول شریف و لیسَ هَذَا أَوَّلَ قَاسِرَةٍ كُسِرَتْ فِي الْإِسْلَامِ عَجَبٌ وَقَعَ شَدَّهَ اسْت۔ الخ۔ قول حضرت ایشان قدس سرہ عجب واقع نہ شدہ بلکہ قول جناب شیخ عجب واقع شدہ، فکر نہ کردہ کہ مَاصِنُ عَامٍ إِلَّا وَخَصِصَ ایں جانیز تخصیص است کہ از ارباب بصیرت پوشیدہ نیست وَ ذَٰلِكَ وَلَيْسَ هَذَا أَوَّلَ قَاسِرَةٍ كُسِرَتْ فِي الْإِسْلَامِ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ امر الہی صدمہ قواری میگوینہ را شکستہ اسرار و معارف ربانیہ بر آورده بر صفحات قلوب و اوراق کتب ثبت نموده کہ برائے اہل قلوب از اسباب تقویت قلوب و تسکین جنان شدہ۔ حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی در رسالہ احقاق الحق نوشتہ اند: ”علمائے ظاہر این بزرگواران را مثل خود دانستہ و در خوردن و آشامیدن شریک حال خود شناختہ و از باطن شان عمی و زریدہ بر اعظم اولیاء کلام شان ناہمیدہ سخن چینی نمودند و از دریافت فضائل شان محروم ماندند چنانچہ بر کلام امام العارفین۔ (در شش سطور القاب اسم مبارک حضرت مجدد نوشتہ) اکثر اعتراضات نوشتہ و بخلق اللہ ضرر عظیم اخروی رسانیدہ کہ ہر کہ آن اعتراضات رامی بیند از جناب حضرت ایشان بغض پیدای کند و در ضلالت ابدی گرفتاری ماند اَلْعِيَاذُ بِاللَّهِ مِنْهَا۔ از برائے آنکہ اِمَاطَةُ اَذَى عَنِ الطَّرِيقِ رَا سَيِّدُ الْاَنَامِ عَلَيْهِ النَّحْيَةُ وَالسَّلَامُ از ایمان فرمودہ پس دفع این ضرر کہ در امور یقینی است از واجبات باشد۔

اگر بینی کہ نابینا و حیاء است اگر خاموش بنشیننی گناہ است

حضرت قاضی شمس الدین محمد بن علی باطن بوده اند برائے رد کردن چنین اقوال فاسدہ استدلال
بہ حدیث شریف کردہ اند و درجہ وجوب دادہ اند۔ جَزَاہُ اللّٰهُ خَیْرًا۔ این امر واقعی است کہ تا این وقت
اہل اہوار مکتوب شیخ را منزلت می دہند گویا کہ آن صحیفۂ آسمانی است۔ حالانکہ آن خط از بس لایعنی است
علماء کرام در ردِّ آن رسالہ ہا نوشتہ اند۔ از ان جملہ چند رسائل را عاجز ذکر می کند۔

رسالہ حضرت محمد یحییٰ فرزند حضرت امام ربانی قدس اللہ اسرارہما۔

رسالہ حضرت محمد فرخ شاہ فرزند حضرت محمد سعید قدس اللہ اسرارہما موسومہ بہ کشف الغطاء عن

وجوه الخطا تعلیقات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ بر مکتوب جناب شیخ رحمہ اللہ۔

رسالة قاضي ثناء الله رپانی پتی احقاق الحق در رد اعتراضات شیخ عبدالحق کہ بر پنجشنبه ۲۵ شوال ۱۲۹۰

بہ اتمام رسیدہ ————— رسائیل حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ۔

رسالة شيخ محمد بك ازركي "عطية الوباب الفاصلة بين الخطأ والصواب" که به عربی در مکہ مکرمہ نوشتہ شد.

و به دوم ماه ربیع الاول ۱۲۹۴ هـ از تالیف رساله فارغ شده و مفتی مکرمه عتاقی زاده و شیخ حسن تونسلی و شیخ

احمد بشیشی و شیخ قاسم سچقدار و شیخ حرم کی السید محمد شیخ سید علی کلا زادہ البدیار بکری و شیخ مرشد الدین مرشدی

دفتی مدینه منوره سید اسعد و غیر ہم بر این رسالہ تقریبات شائقہ نوشتہ اند و شیخ محمد مراد المنزاوی معرب مکتوبات

در ۳۱۶ تقریبات علماء کرام را بر هاشم دفتر اول از مکتوبات معربه و رساله عظیمه الوهاب را در ۳۱۷ هجری بر هاشم

دفتر ثالث طبع کرده جزاء الله سبحانه خیر الجزاء۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہر اکی کتاب بشارات مظہریہ در حیات پیرو مرشد خود حضرت مرزا مظہر جان جاناں

قدس الله اسرارها نوشته بودند و بعد از شهید شدن حضرت پیرو مرشد اضافه بعضی ابواب کرده. ازین کتاب

نسخه که درست^۲ نوشته شده. در این^۱ آفیس لندن محفوظ است. عاجز عکس این نسخه از آنجا طلب کرده است

بر هاشم این کتاب حضرت شاه غلام علی قدس سره به قلم خود بعض جا حواشی نوشته اند در باب پنجم از مقصد اول

این کتاب بر ورق ۳۵ آن مکتوب نوشته شده است که شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہ جناب خواجہ حسام الدین خلیفہ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہم نوشتہ اند۔ عاجز آں مکتوب را نقل می کند۔ شاہ نعیم اللہ این مکتوب

به نام اخلاص نامه نوشته اند.

سَلِّمُكُمُ اللّهُ وَابْقَاكُمْ عَلَى رُؤُسِ الْمُحِبِّينَ الطَّالِبِينَ الْمُخْلِصِينَ دَرِينِ سَهْ رُوزِكِهْ اَزَا حَوَالِ

شرفی خبر نہ گرفت بہ جہت تقصیر ہے کہ درجہ بلیت بشر است یا بہ قصد آن کہ مطلقاً از آلائش ضعف و فترت پاک

شده باشند تا به خبر مسرت اثر صحت کلی و عافیت تمام مشرف و مسرور گردد، امید که به اعلام آن مشرف

گردانند، دیدہ محبت در راہ انتظار و صولِ اخبارِ مسرت آثارِ بندگی حضرت میان شیخ احمد و چار است، امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثر عظیم آرد، نسبتِ این فقیر در این ایام و صفائے باطن بہ خدمتِ ایشان از حدِّ متجاوز است و اصلِ پردہ بشریت و غشاوہٗ جبلت در میان نہ مانده، نہ می داند کہ از کجا است، با قطع نظر از رعایتِ طریقہٗ انصاف و حکم عقل کہ بہ این چنین عزیزان و بزرگانِ بد نہ باید بود و در باطن بہ طریقی ذوق و وجدان و غلبہٗ چیزے افتاده است کہ زبان از تقریر آن لال است۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَ مُبَدِّلِ الْأَحْوَالِ، شاید کہ ظاہر بنیان در اینجا استبعاد کنند من نہ می دانم کہ حالِ چسبیت و بہ چہ منوال است، زیادہ چہ گوید و چہ نویسید و اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَحَقِّقَةِ الْحَالِ۔ اھ۔

حضرت غلام علی شاہ بر قول۔ واصلِ پردہ بشریت۔ الخ۔ درج ذیل حاشیہ نوشته اند۔

”ازین قول معلوم می شود کہ اعتراضات سابقہ از بشریت و نفسانیت بودنہ از حقیقت۔ این احوال عمار است وائے برین صرفہ گویان“

مجموعہ مکاتیب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ نزد عاجزہ موجود است شیخ عبدالرزاق قریشی آن مکاتیب شریفہ را نقل گرفتہ در ۱۹۶۶ء طبع کردہ اند۔ در مکتوب شانزدہم کہ بہ نام حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی است تحریر فرمودہ اند۔ ”نفس عمار افعالِ خود بہ زور و قوت علم مزین در نظر خود می دارد و مقصدی جواب می شود عند الحساب مشکل خواهد شد“

این ہر دو حضرات قدس اللہ اسرارہما حقیقت امر را بیان فرمودہ اند جناب شیخ از حضرت خواجہ بیعت شد بودند دیدند کہ حضرت مجدد از سر ہند آمدند و در دو و نیم ماہ بکمال رسیدند و خلافت یافتند و بعد از یک سال حضرت خواجہ مریدان خود را بہ حضرت ایشان تسلیم کردند لہذا رگِ بشریت و نفسانیت بہ حرکت درآمد و الَّذِي زَادَ فِي الطَّيْنِ بَلَّةً۔ معاندین حضرت مجدد و گردہ ظاہر بنیان سخنان دروغ و سبباً بہ شیخ رسانیدند لہذا شیخ در سوطن مبتلا شد تشریحات حضرت مجدد بے قدر شدند و نوشتند۔ در آخر سکر اہبانہ ساختہ اند۔ عجب است کہ عاشق بے چارہ ذکر محبوب کند و در کلامش اثرے از سوز و محبت نہ بود۔ حضرت شاہ غلام علی در رسالہ خود نوشتہ اند۔ ”مبنائے رسالہ بر استماع اخبار بے صرفہ گویان است کاش حضرت شیخ مکتوبات شریفہ را مطالعہ می فرمودند و از سیر تامل و تحقیق سخن می نمودند تا مردم نا فہم زبانِ طعن اکابر نہ می کشوند“ و نوشتہ اند۔ ”مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی از اجلہ فضلاء ہندوستان و ارادتمندان ایشان است، در جواب معترضان مجملاتِ ارقام نمودہ کہ قدر ح کردن در سخن بزرگان بے علم بہ مراد ایشان جہل است نتیجہ نیک نہ دارد غیبت عوام گناہ است چہ جائے غیبت خواص، پس رد کلام شیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و

نافہمیدگی است۔ انتہی۔ دست آویز مفکران رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمۃ اللہ علیہ کہ اعتراضات بہ طریق علمائے طاہر بر بعض معارف ایشان نموده۔ و علامہ روزگار جناب میرک شیخ رحمہ اللہ فرمودہ اند، آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است، و جناب میرک شیخ صفائے حضرت ایشان را دیدہ معتقد ایشان شدند، کما کتب دارا شکوہ۔

چون کہ حضرت ایشان جواب مکتوب طولانی کہ سر اسر لایعنی بوده نہ نوشتند و در خلوت خانہ خاص مشغول بہ امور یقینیہ شدند و فرمودند چہ باشد حال آن کس کہ معانیہ می بیند کہ نام او را از صفحہ زندگانی این جہان محو ساختند۔ وَكَانَتْ مُدَّةَ تِلْكَ الْفَتْرَةِ سَبْعَةً أَشْهُرًا۔ غالباً درین مدت ہفت ماہہ جناب شیخ را حالتی روئے دادہ کہ نوشتہ اند: ”من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است“ و اخلاص نامہ خجرام حسام الدین نوشتہ باشند۔۔۔۔۔ جناب شیخ در لہجہ انکار گرفتار ماندند و حضرت ایشان قدس سرہ دین متین را رونق تازہ بخشیدند و طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ را از بدعات صاف کردہ بہ طریقہ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیہ راست فرمودند و ارشاد کردند: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَنِي صَلَٰةً بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ وَ مُصْلِحًا بَيْنَ الْفِئَتَيْنِ۔ گویا کہ حضرت ایشان قدس سرہ اشارہ بہ آن حدیث شریف کردہ اند کہ ابن سعد در طبقات خود در جلد ہفتم صفحہ ۱۳۴ طبع بیروت بہ این لفظ را وایت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر أنه بلغه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون في أمتي رجل يقال له صلاة يدخل بشفاعته الجنة كذا أو كذا۔ حضرت ایشان بہ فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم در مکتوب ششم از دفتر دوم نوشتہ اند: ”اے فرزند باوجود این معاملہ کہ بہ خلقت من مربوط بودہ است کارخانہ دیگر عظیم بہ من حوالہ فرمودہ اند، برائے پیری و مریدی مرا نیاوردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد خلق نیست معاملہ دیگر است و کارخانہ دیگر۔ الخ“ راست است علی قدر اہل العزم تالی الغرائم۔

تالیفات حضرت ایشان | شیخ صفرا احمد مخدومی نو اسہ حضرت خواجہ معصوم در برکات معصومی ذکر ہفت رسائل حضرت ایشان کردہ۔ (۱) رسالہ تہلیلۃ تحقیق

کلمہ طیبہ۔ (۲) رسالہ اثبات نبوت (۳) رسالہ رد شیعہ (۴) رسالہ معارف لدنیہ (۵) شرح الشرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (۶) مباد و معاد (۷) مکاشفات غیبیہ۔ و نوشتہ۔ ”مکاشفات غیبیہ حضرت ایشان (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) و مباد و معاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی جمع نمودہ اند یعنی خطبہ آہا از خود ساختہ اند و رسائل باقیہ من البدایت الی النہایت از حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ عنہ۔“ در زبذۃ المقامات نام اثبات نبوت نیست بلکہ نام۔ جذبہ و سلوک۔ آمدہ و در حضرتات القدس نام رسالہ

تہلیلہ نیست بلکہ نام "آداب المریدین" ذکر کردہ شدہ۔ درین ہر دو کتاب نام رسالہ تعلیقات عوارف میرآمدہ و نوشتہ اند کہ آن ناتمام ماندہ، غیر ازین رسائل حضرت ایشان را سہ دفتر مکتوبات اند۔ در دفتر اول ۳۱۳ مکاتیب اند این دفتر را خواجہ یار محمد جدید بدستی جمع کردہ و در ۱۲۵۰ھ از جمع فارغ شدہ، خواجہ محمد ہاشم برائے این دفتر نام تاریخی۔ در سمرقند بخویر کردند حضرت ابیالقدس سرہ فرمودند: ناست نیز ہمین باتند در دفتر دوم ۹۹ مکاتیب اند و این دفتر را خواجہ عبدالحی حصاری جمع کردہ۔ در ۱۲۵۰ھ از جمع فارغ شدہ، و نور الخلائق نام تاریخی است۔ دفتر سوم را سمرقند جامع احمدی خواجہ محمد ہاشم کشمی جمع نمودہ۔

در مقدمہ این دفتر نوشتہ اند: "این ضعیف کہ نام او در آخر مکتوب اول این جلد بر قلم شریف رفتہ در سنہ کہ از لفظ خاک نشین (۱۳۰۰ھ) مبرہن است بہ خاک نشینی عقبہ علیہ استسعاد یافت۔ مقارن آن دریائے لسان الغیب و انبوب بنان حضرت ایشان در موج تقریر و جوشش تحریر آمد و از غایت رحمت عنایت آن غریب نواز این کمترین بہ جمع آن مسودات و نقل آن از سواد بہ بیاض ممتاز گردید و بہ اتمام جلد ثالث در بہان سال کہ از لفظ "ثالث" نیز معین است سرفراز شدہ و چون شمار مکاتیب بہ صد و سیزدہ رسید کہ موافقت آن بہ عدد حروف "باقی" ہویدا است و بہ سہ اعتبار تقریر بر آن بہ غایت شان و بیابا، بر بہان انجام یافت در سال کہ "کاس الراسخین" (۱۳۰۲ھ) ملوچ آن است۔ بعد از ان مکتوبے را کہ بہ تازگی علوم جدیدہ و اسرار غریبہ ظہور یافتہ بود فرمودند کہ مسکتہ الختام گردد و چنان شد کہ بہ الحاق آن تطابق عدد سور قرآنی عیان شد۔ عاجز گوید بعد ازین اضافہ نہ مکاتیب شریفہ دیگر ہم کردہ شدہ چنانچہ تعداد مکاتیب این دفتر بہ یک صد و بیست و سہ رسیدہ بکل مکاتیب شریفہ پنج صد و سی و پنج اند۔

زہر یک نقطہ اش چون سنبیل تر شمیم دُصلِ جانان می زند سر

اولادِ امجاد پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را ہفت پسر و سہ دختر عنایت فرمود۔
فرزندان = (۱) محمد صادق (۲) محمد سعید (۳) محمد معصوم (۴) محمد یحییٰ (۵) محمد عیسیٰ۔

(۶) محمد فرخ (۷) محمد اشرف مؤخر الذکر سہ فرزندان در طفولیت رحلت فرمودند۔

دختران = (۱) خدیجہ (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم۔

حضرت محمد صادق ولادت ایشان در بہار بوقوع آمد۔ تاحیات حضرت مخدوم در کنف تربیت ایشان ماندند چون در بہار و بہشت حضرت مجدد بہ خدمت حضرت

خواجہ رسیدند حضرت محمد صادق بہ نظر قبول حضرت خواجہ درآمدند و اخذ ذکر و مراقبہ و نسبت نمودند حضرت خواجہ در مکتوبے نوشتہ اند: قرۃ العین محمد صادق برخوردارِ ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچہ ظاہر است

مستوجبِ حمد است۔ برہمان حضور خود باشد، از غیبت و استغراق اندیشہ نیست، انشاء اللہ العزیز از
 سُکر بچو آید و فناد شعور اندراج یابد۔ الخ۔ درسِ بسبت و یک سالگی بہ خلعتِ خلافت مشرف شدند۔
 در زبدۃ المقامات و حضرات القدس در احوال حضرت میر محمد نعمان نوشتہ است کہ نوبتِ حضرت ایشان را ضعیف
 روئے نمود بہ خاطر اشرف آمد کہ مانت حضرات خواجگان بہ اہل آن باید سپرد چنانچہ آن را بہ حضرت محمد صادق
 و حضرت میر محمد نعمان سپردند، چون بہ سن بیست و چہار رسیدند در سر ہندو بائے عظیم روئے نمود۔ بہ روز شنبہ
 ہفتم ماہ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ محمد عیسیٰ و بہمان روز وقتِ شام محمد فرخ و یک روز عقب یعنی بہ ہشتم ماہ ربیع
 الاول روز یکشنبہ ام کلثوم رحلت نمود و بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول حضرت محمد صادق رحلت فرمودند۔ در
 ظرف سہ روز چہار جگر گوشہا جدا شدند حضرت ایشان قدس سرہ نسبت بہ محمد صادق بہ یکے از دوستان بزرگداشتہ
 اند۔ کما فی الزبدہ۔ "فرزندی مرحومی آیتہ بود از آیات حق جل و علا و رحمتہ بود از رحمتہائے رب العالمین۔ درس
 بیست و چہار سالگی آن یافت کہ کم کسے یافت، پایہ مولویت و تدریسِ علوم نقلیہ و عقلیہ را بہ حد کمال رسانیدہ
 بود حتی کہ تلامذہ ایشان بیضاوی و شرحِ مواقف و امثال اینہا را بہ قدرتِ تام درس دادند و حکایاتِ معجزاتِ
 عرفان و قصصِ شہود و کشفِ ایشان مستغنی است از ان کہ در بیان آرد، معلوم شما است کہ درسِ ہشت سالگی
 بر نہجِ مغلوبِ حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ با قدس سرہ معالجہ تسکینِ حال ایشان را بہ طعامہائے بازار کہ
 مشکوک و مشتبہ است می نمودند و می فرمودند کہ مجتہد کہ مرابہ محمد صادق است بہ ہیچ کس نیست و ہم چنین
 مجتہد کہ اورا با ما است بہ ہیچ کس نیست، ازین سخن بزرگی ایشان را باید دریافت، ولایتِ موسوی را بہ نقطہ
 آخر رسانیدہ بود، عجائب و غرائب آن ولایت بیان می فرمود و ہموارہ خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و
 متذلل و منکسر بودہ و می فرمودہ کہ ہر یکے از اولیاء حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چیزے خواستہ است و من التجاد
 تضرع خواستہ ام۔ الخ

در سیر الکاملین تاریخ وفات ایشان: "وَكَانَ ذَلِكَ لِتِسْعِ خَلَّتْ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةِ
 اَلْفِ دَارْبِعٍ وَعِشْرِينَ" نوشتہ است و خواجہ ہاشم در زبدۃ المقامات نوشتہ۔ انتقال حضرت مخدوم زاد
 بزرگ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول بہ وقوع پیوستہ بود و از لفظ۔ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول -
 تاریخ سال وصال ایشان نیز می برآید۔ خواجہ ہاشم بہ صراحت ذکر سال نہ کردہ۔ شیخ بدر الدین ہم روز و تاریخ
 ماہ را بیان کردہ و سن را نہ نوشتہ و از لفظ۔ روز ۲۱۳، دوشنبہ ۳۶، نہم ۹۵، ربیع ۲۸۲، الاول ۶
 کہ ۱۰۲۵ می شود می برآید یعنی بیشی یک سال واقع می شود۔ وَالصَّوَابُ مَا فِي سِيرِ الْكَامِلِينَ
 زیر کہ وفات ایشان در عمر ۲۴ سال شدہ۔

تعمیر کنند

حضرت ایشان فرزند گرامی خود را در صحن حویلی مدفون ساختند۔ در حضرت حادیہ عشر شیخ بدرالدین نوشتہ۔ مدتی قبر ایشان را خام مانده بودند و محاطہ گرد آن کرده بعد از آن خطرات حضرت ایشان گزشت کہ چون قبر فرزند می در میان عمارات واقع شدہ است بہتر آن است کہ درین مقام گنبد ساختہ شود و متابعت بہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات نمودہ آید۔ بناءً علی ذلک بران قبر قرۃ العین خود گنبد بنا فرمودند۔

الوصال

حضرت ایشان قدس سرہ چون بفضل اللہ و کرمہ از تطہیر الحاد اکبری و از ترویج سنت مطہرہ و تصفیہ طرق صوفیہ صافیہ فارغ شدند روزی فرمودند۔ شریعت را دیدم کہ در محلہ ما فرود آمدہ چنان کہ کاروانے در سرائے فرود آید۔ و فرمودند۔ ہر کمالے کہ در نوع بشر ممکن است مرا عطا فرمودند و بہر شت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰت والسلام بدان متحقق ساختند۔ و تحریر فرمودند۔ اے فرزند این آن وقت است کہ در ائم سابقہ درین طور وقتے کہ پراز ظلمت است پیغمبر الوعزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ می کرد و درین امت کہ خیر الامم است پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ علی اکہ الصلوٰت والتسلیمات علما را مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل دادہ اند و بہ وجود علما از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر ہر پایہ از علما این امت مجد دے تعیین می نمایند کہ احیائے شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضمی الف کہ در ائم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است و بہ ہر پیغمبرے در ان وقت اکتفا نہ نمودہ اند درین طور وقت عالمے عارفے تام المعرفہ از این امت در کار است کہ قائم مقام اولو العزم ائم سابقہ باشند۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحی می کرد

خطاب مجدد الف ثانی | مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ در علوم عقلیہ و نقلیہ بکثرت روزگار بودہ حضرت ایشان قدس سرہ را بہ خطاب مجدد الف ثانی یاد کرد و زبان زد عالمیان گشت۔ کما فی الفصل الخامس من النہج بدۃ۔

بالرفیق الاعلی

حضرت ایشان از حبس عسکری خلاص شدہ بہ سرچند رسیدند و در ماہ شعبان سنہ ہزار و سی و سہ خلوت اختیار کردند، در شب برات از زبان عصمت پناہ شنیدند خدا دادند کہ امشب نام کرا از ورق ہستی محو کردہ باشند حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند چہ باشد حال کسے کہ می بیند و می داند کہ نام او را از نامہ وجود محو کردہ اند و اشارت بہ خود نمودہ اند، و بہ عصمت پناہ فرمودہ اند کہ از مبلغ مہر خود کفن من سازی، و وصیت فرمودند کہ التزام متابعت سنت و اجتناب از بدعت نماید و مشغول بہ دوام ذکر و مراقبہ باشند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ۲۳ صفر بہ دست مبارک خود جاہا قسمت نمودند و بہ

کثرتِ تصدق و خیرات کردند و بر زبان مبارک این مصراع را از اشعار ہندی راندند و سرشک مسرت را از دیدہ برافشانند و آج بلا و اکتھ سون سکھی جگ دینون وار۔ یعنی امروز روز وصالِ دوست است اے محرمِ ہمہ عالم را از شادی این دولت و نعمت نثاری کنم۔ و از آنجا کہ حضرت ایشان را شوقِ لقائے اوسبحانہ استیلا نموده بود از کمال شوق گریہ برایشان غالب می شد و ہمیشہ در آن ضعیف بہ دعائے ماثورہ اللہمَّ الرَّفِیقَ الْأَعْلٰی رَطْبُ اللِّسَانِ می بودند و بہ وقتِ اشراق فرمودند کہ بہ جہتِ بولِ طشت حاضر کنید چنانچہ طشت آوردند کہ در آن ریگ نہ بود فرمودند طشت ریگ نہ دارد احتمالِ جستنِ قطرات است۔ لہذا ترکِ بول فرمودند و بطریقہ مسنونہ دست راست زیرِ خد راست نہادہ بہ ذکرِ پرِداختند حضرت محمد سعیدِ سرعتِ نفس در ایشان دیدم عرض داشتند کہ حال شریف چون است، فرمودند آن دورِ رکعت نماز کہ کردیم کافی است و بعد ازین سخن نہ فرمودند و بہ طہارت در حال ذکرِ پروردگار بہ وقتِ چاشت روز سہ شنبہ قریب یک پاس روز، بیست و ہشتم صفر و بہ جنا شمس منصف جدی گویند در سہ ہزار و سی و چہار از ہجرت سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازین جہان رحلت فرمودند امامتِ نماز حضرت محمد سعید فرمود و در قبہ مبارکہ حضرت محمد صادق سمت قبلہ پیش روی ایشان در آغوش مادرِ خاک بیارامیدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ قَدَّسَ اللّٰہُ رُوحَہُ وَاَعَطَّرَ قَبْرَہُ وَاَفَاہُ عَلٰی الْعَالَمِیْنَ مَعَارِفَہُ وَاَسْرَارَہُ وَفِیْوَضَہُ۔

عشقِ نبوی عشقے کہ بہ بارگاہِ رسالت حضرت ایشان را بود محتاج بیان نیست۔ ہر حرفِ مکتوبات شریف دال برین معنی است خواجہ محمد باشم کشمی در فصل ششم زبیرۃ المقامات این ملفوظ مبارک نوشتہ اند کہ فرمودند۔ ”وقتے از اوقات جمعے از درویشان نشستہ بودند۔ این فقیر از محبتِ خود کہ نسبت بہ غلامان آن سرور داشت علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات اَتَمَّہَا وَاَكَمَلُہَا چنین گفت کہ محبتِ آن سرور بہیچ مستولی شدہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را بہ واسطہٴ آن دوست می دارم کہ ربِّ محمد است۔“ صلی اللہ علیہ وسلم، عاجز گوید حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند۔ ایشان از کمل مردان و محبوبانند۔ ”عشقِ نبوی علی صاحبہ التحیات والتسلیمات کہ حضرت ایشان داشتند موہبتی بودہ۔ کسب و عمل را در آن دخل نہ بودہ سن شریف ایشان چون بہ چہل رسید ناگاہ بہ خدمت شریف حضرت خواجہ قدس سرہ رسیدند و بہ درجات ولایت رسیدند سر در ادو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را درین عمر شریف خلعت نبوت عطا شد و حضرت ایشان را خلعت ولایت مدت نبوت بیست و سہ سال بودہ و مدت ارشاد حضرت ایشان نیز بیست و سہ سال وَكَذٰلِكَ اِلَّا تِفَاقٌ فِیْ مُدَّةِ الْحَيَاتِ موافقتے کہ درین امور حضرت ایشان را حاصل شدہ شاید کہ بہ کسے دیگر حاصل شدہ باشد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ حضرت ایشان قُدِّسَ سرہ در مکتوب صدم از دفتر سوم بہ شیخ نور الحق

فرزند مولوی عبدالحق نوشتہ اند۔ ازان دولتِ خاصہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیہ
و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در خوان دولت ضیافتِ کرسیمان زیاد تہیہ لازم است
کہ اوش گویان نصیبِ دمان بود آن بقیہ را بہ یکے از دولتمندان امت او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و
السلام اوش گویان عطا فرمودہ اند و آن را خیرمایہ ساختہ تخمِ طینت او نمودہ و بہ تبعیت و وراثت
شریک دولتِ خاصہ او گردانیدہ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ع با کرسیمان کار ہادشوار نیست۔ این بقیہ
در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نصیب خلقت درختِ خرما
آمدہ است کما قال علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام اکر مواعظکم الخلة فانہا خلقت من طینۃ
آدم۔ بلی۔ وللارض من کاس الکرام نصیب۔ حضرت ایشان حقیقت امر را بیان فرمودہ اند۔ اگرچہ
بعض نا فہمان و صرفہ گویان ازین عبارتِ مبارکہ بعض مفاہیم فاسدہ بیان کردہ اند کہ دولتِ خاصہ آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت است و تشریک در دولتِ خاصہ النبیاذ باللہ از حد قبیح است۔ این صرفہ گویان وہ
نا فہمان فکر نہ کردند کہ مراد از تخمِ تخلیق بہ اخلاق نبویہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ نہ نوے کہ آن اخلاق از امور
طبیعیہ گردد۔ این کور باطنان فکر نہ کردند کہ حق تعالی جل شانہ و عم احسانہ حضرت ایشان را بہ آن اوصافِ نبویہ
علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ متصف کردہ کہ کسب را در ان دخل نیست و بیانش این عاجز
کردہ، و از وجہ تعشق و ارتباطِ تام بہ بارگاہِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اوصافِ کسبیہ ہم اوصافِ طبیعیہ گشتہ بودند
شیخ بدرالدین سرہندی در او اخر حضرت خامسہ از حضرت القدس صفت نماز خواندن حضرت ایشان قدس سرہ
نوشتہ کہ: "اتنا من حضور و خشوع از استیلائے باطن بر ظاہر ایشان پیدا و ہویدا می شد و جمیع اصحاب ایشان در
..... صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند۔ این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام
ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و
بیقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات مجتہ می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام و التحیۃ امی
بیندہ و روفق آن نماز می گزارند۔ دولتِ خاصہ این احوال اند کہ حضرت ایشان قدس سرہ قلباً و روحاً و شوقاً و جسداً
بدان متصف بودند۔ دلیلی از ابن عباس روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ خُلِقْتُ اَنَا وَاَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ مِنْ طِينَةِ وَاحِدَةٍ۔ و حدیثی را کہ حضرت ایشان قدس سرہ بیان کردہ اند آن را بخاری در "تاریخ"
خود و دیگران روایت کردہ اند۔

عاجز گوید بقیہ طینت مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کہ در طینتِ طیبہ
حضرت ایشان بودہ اثر آن بفضلِ اللہ و احسانہ تا امروز در اوش خواران ماندہ کہم حضرت ایشان موجود است

وَأَنشَأَ اللَّهُ سَيِّقِي هَذَا الْأَثَرُ الْمُبَارَكُ وَهَذِهِ النِّسْبَةُ الطَّيِّبَةُ إِلَى الْخَيْرِ الدَّهْوَرِ - آری۔

سرشتند از نور حق خاک او بود چون نبی طینتِ پاک او
نبی نیست لیکن به رنگ نبی بجوشد ز کوبش ہزاران ولی

جد امجد اکبر حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر قدس سرہ در رسالۃ ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السالکین
تحریر فرمودہ اند۔ ”قربان پیران خود شوم کہ چہ راہ سہلہ و آسانہ برائے ما پست فطرتان و کم استعدادان مقرر خستہ
اند و این احسان حضرت شاہ نقشبند است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پانزدہ روز سر بہ سجدہ نہادہ دعا و تضرع در
جناب الہی کردہ اند و عرض کردند الہی مرا طریقہ دہ کہ البتہ موصل شد۔ اللہ تعالیٰ دعائے ایشان مستجاب فرمود و ایشان
را طریقہ عنایت کرد کہ اقرب طرق است و البتہ موصل۔“ این راہ مبارک کہ در اطراف بخارا دائرہ بود بہ برکت
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ شاہراہ عظیم شدہ محیط عالم شد۔ ہزاران ہزار افراد کہ در بادیہ غفلت
سرگردان بودند بر این شاہراہ قدم نہادہ از واصلین و کاملین و اولیائے رب العالمین شدہ اند۔ صرف
گویان ہر چہ گویند گویند، پاک نہادان می سرایند۔

مَضَّتِ الدَّهْوَرُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهِ وَلَقَدْ أَلَيْتُ فَتَجَزَّنَ عَنْ نَظَرِ آيٍ

قطب شام حضرت عبدالغنی نابلسی قدس سرہ در ایضاح الدلالات نوشتہ۔ ”يَا وَجْهَ هَذَا الزَّمَانِ
الَّذِي صَارَتْ فِيهِ الْفُقَهَاءُ هُمُ الَّذِينَ يَتَحَكَّمُونَ بِمَا يَقَعُ فِي قُلُوبِهِمُ الْمَمْلُوءَةِ بِحُبِّ الدُّنْيَا وَ
الْعُرُوفِ يَنْكُرُونَ بِالظُّنُونِ السَّيِّئَةِ الْمَنَاسِكَ الْمُؤَهَّمَةَ فِي الشَّرْعِ وَيَسْتَدِرُّونَ عَلَيْهَا بِالْمَسَائِلِ
الصَّحِيحَةِ فَغَالِبُ الْوَقَائِعِ بَاطِلَةٌ لِأَنَّهُمَا عَلَى الْأَوْهَامِ الْعَاطِلَةِ“۔

ملا علی بن سین کاشفی رحمہ اللہ در ”رشتات“ این قول عارف نامی حضرت نور الدین عبدالرحمن
جامی قدس سرہ نقل کردہ۔ ”مردم بہ نفس چو خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشان
موجود است بر زبان جاری می شود کہ آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است۔“

بر این قول مبارک عاجز این بحث را بند می کند۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۴

۴

۴

باب ششم حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد الدین و خطاب العروۃ الوثقیٰ بود در زبده المقامات نوشته، ولادت شریف ایشان در سنہ ہزار و ہفت ہجری یازدہم شہر شوال بودہ۔ مطابق ۱۵۹۹ م و در سیر کاملین نوشته۔ در بلدہ سہند در سنہ ہزار و ہفت ہجری بہ ظہور رسیدہ۔ و در برکات معصومی نوشته در بستی ملک حیدر کہ قریب بہ دو میل خام از بلدہ متبرکہ دارالارشاد حضرت سرہند واقع است در ماہ شوال سنہ یک ہزار و ہفت ہجری اتفاق افتاد۔ و در حضرات القدس نوشته۔ ولادت با سعادت ایشان در سنہ ہزار و نہ بودہ۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ قدم میمنت لزوم فرزند می محمد معصوم ما را بسیار مبارک آمد۔ بعد ولادت ایشان بہ چند ماہ ملازمت حضرت خواجہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره الاقدس نصیب گشت۔ عاجز گوید در کتابت سن از شیخ بدرالدین سہو واقع شدہ۔ چہ خود ایشان در حضرت ثانیہ این کتاب نوشتہ اند۔ پدر بزرگوار آن حضرت در سنہ یک ہزار و ہفت ارتحال فرمودند۔ آن عزم (عزم حج) سرکشید و شوق غالب گردید بہ تجرید و تفرید بہ سفر مبارک بیرون آمدند۔ و این امر متحقق است کہ ولادت شریف ایشان قبل از وصول بہ خدمت اقدس حضرت خواجہ قدس سرہ بود چنانچہ شیخ بدرالدین قول حضرت ایشان نوشتہ۔ کہما تقدم و خواجہ ہاشم نیز آن قول مبارک را نقل کردہ، لہذا صواب آن است کہ در زبده المقامات و برکات معصومی و سیر کاملین اندراج یافتہ، اصحاب خزینۃ الاصفیاء و جواہر علویہ و مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ اتباع شیخ بدرالدین کردہ سنہ یک ہزار و نہ در کتابہا خود نوشتہ اند۔ فکثیراً ما یقلد الساہون الساہین۔ و وفات ایشان بہ روز شنبہ عند نصف النہار۔ نہم ماہ ربیع الاول ۱۰۹۹ م مطابق، اگرست ۱۶۶۸ م در سرہند شریف اتفاق افتاد۔ عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۱۰ سال، ۴ ماہ، ۲۸ روز و بہ حساب شمسی ۶۹ سال، ۳ ماہ و دہ روز بودہ۔

خواجہ محمد ہاشم نوشتہ کہ آن حضرت قدس سرہ در مکتوبے بزرگداشتہ اند کہ از فرزند می محمد معصوم چہ نوبسید کہ دے بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام والتجیۃ، وقت دیگر بزرگان شریف راندند کہ از اقتضائے علو استعداد او بود کہ در ایام سہ سالگی بہ جامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذات و حرف توحید لب کشود می گفت من آسمانم من زمینم من فلانم من فلان۔ و نیز نوشتہ کہ۔ می فرمودند بابا زود ترا تحصیل این علوم فارغ شوید کہ ما را با شما کار ہائے عظیم است۔ در شانزدہ سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت در برکات معصومی نوشتہ۔ اکثر این علوم از جناب حضرت مجدد الف ثانی استفادہ نمودند و برخے از عالم ربانی

عارف سبحانی برادر کلان خود خواجہ محمد صادق خواندہ اندوپارہ از شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از فحول علماء و از اعظم خلفائے مجدد الف ثانی بودہ اند حاصل نمودند ہمچنین از بعضی علماء و دینداروں الاعتبار نیز اخذ کردہ اند و در زبدۃ المقامات نوشتہ: و ہم از عنایات الہی در حق این مخدوم زادہ ثالث آنکہ درین ایام با وجود مشاغل از افادہ طلبہ علم و افادہ طالبان حق و التزام اوراد و مراقبات در اندک روز حفظ قرآن مجید نموده و قَا هَذَا اَلَا مِّنْ اَعْطَا فِ اللّٰهِ سُبْحَانَا وَ الطَّافِیہ شیخ بدرالدین در حضرات القدس نوشتہ: و فرقان مجید را بہ سند عالی تجویز نموده اند و در مدت سہ ماہ حفظ کردہ و بتلاوت آن مداومت دارند و نوشتہ: در سن شانزدہ سالگی از تحصیل علوم متداولہ فراغ شان حاصل گشت و در اثناے تحصیل در سن یازدہ سالگی طریقہ فرمودہ بودند (یعنی بیعت فرمودہ بودند) و جمیع میان تحصیل قال حال نموده بعد حصول ملکہ مولویت ہر چند بہ درس علوم و افادہ طلبہ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانہ حال بر قال غالب گشت۔ و خواجہ محمد ہاشم نوشتہ اند روزی از زبان مبارک حضرت ایشان قدس سرہ شنودم کہ فرمودند: اقتباس محمد معصوم نسبتہائے مَا اَلْیَوْمَ اَقِیْمَا بِہ صاحب شرح وقایہ می نماید در حفظ و تعلیم وقایہ از جد بزرگوارش چنانچہ در آن کتاب آورہ اَلْفَہَا اَنْیَ جَدِّی الْوَقَاۃَ سَبَقَا سَبَقًا وَ کُنْتُ اَجْرِی فِی مَیْدَانِ حَفِظِہَا طَلَقًا طَلَقًا جَتِی اَتَقَّ اَتَامًا تَالِیْفِہِ مَعَ اَتَامِ حَفِظِی۔ الخ۔

حضرت ایشان قدس سرہ یک و نیم سال پیشتر از ارتحال خود بہ فرزندان گرامی حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم مکتوبی نوشتہ اند کہ آن مکتوب ۱۰۵ از دفتر سوم است۔ و اندران مکتوب تحریر فرمودہ اند۔ دیر و بعد از نماز بامداد مجلس سکوت داشتیم، ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتیم از من جدا شد و خلعت دیگر بہ من متوجہ شد کہ بہ جلای آن خلعت نشینند، بہ خاطر آمد کہ این خلعت زائلہ را بہ کسے خواهند داد و یا نہ و آرزوئے آن شد کہ اگر آن را بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند، بعد از لمحہ دیدم کہ بہ فرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت اورا بہ تمام پوشانیدند، و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیّت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ و باعث ارتباط بہ این عرصہ مجتمّعة او بودہ و این خلعت جدیدہ را چون معاملہ بہ انجام برسد و حق خلع گردد امید است کہ از کمال کرم آن را بہ فرزندی اعزّی محمد سعید عطا فرمایند۔ این فقیر ہموارہ بہ تضرع این مسألت می نماید و اثر اجابت می فہمید و فرزندی راستی این دولت می یابد۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ کہ بعد ازین بہ مدتِ قلیلہ چون حضرت مخدوم زادہا بشرف ملازمت رسیدند خلعت ثانیہ موعودہ مذکورہ را فرمودند کہ بہ فرزندی محمد سعید عطا کردند حمد اللہ سبحانہ علی ذلک چہ آن خلعت ثانیہ کنایت از خلعت است۔ الخ۔ خواجہ محمد ہاشم از بیاض حضرت ایشان آن مکالمہ را ہم نقل کردہ اند کہ اندران ایام در میان ایشان و حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہما بودہ است حضرت ایشان در آخر بیان خود نوشتہ اند: بعد ازین گفتگو بہ یک

دو سہ ماہ چند روز کم واقعہ حضرت ایشان روئے داد چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود و
ارتحال آن ہادی کمال بہ بیست و ہشتم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ

حضرت مجدد قدس سرہ مکاشفہ خود بیان فرمودہ فرزند ثالث خود را کہ حضرت محمد معصوم اندکارخانہ
ارشاد سپرد کردہ فرمودہ اندکونات بہ شوق تمام بہ تور و آوردند خواجہ محمد علی ششم می نویسند: "آثار تکمیل و ارشاد در رنگ
پدر عالی مقدار بر وجہ کمال از ایشان بہ ظہور پیوست و نور ہدایت ایشان اطراف و اکناف عالم را در گرفت چنانچہ
این نوشتہ آن مخدوم زادہ برین مدعا شاہد عدل است۔ ب۔ بہ کرم خداوندی جل سلطانہ و بہ طفیل رسول او
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم و بہ یمین توجہ حضرت پیر و ستگیہ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس معاملہ تسلیک و تکمیل
بہ غایت سہولت پذیرفتہ و راہ وصول اقرب گشتہ و کار بدہرور بہ ایام و شہور مقرر شدہ، ہر چند بہ حسب کمیت
مستتر شدان این معاملہ قلت دارد چہ این وقت کثرت آن را بر نہ تا بد لیکن از روئے کیفیت و ذوق افزون
دہیش از بیش است، یکے از مستتر شدان بہ واسطہ در مہفت روز از ابتداء تعلیم طریقہ از فنائے قلبی در خود
نشان می داد و چیز با بیان می نمود کہ گویا بہ حوالی فنائے نفس رسیدہ و قاذلک علی اللہ یغزنیہ و اکثر مجازان فقیر کہ
از احوال مستتر شدان خود بیان می کنند قصص سرعت وصول کہ می گویند عقل عقیل در تحریر می ماند۔ الخ۔ در سیر کالمین
نوشتہ: "سلطان اورنگ زیب عالمگیر از جملہ مریدان دنیا زمندان آستانہ فیض کاشانہ حضرت ایشان است
و قتیکہ بہ عزم حریم شریفین برخواستند سلطان عرض کردہ کہ سلطنت ملک ہندوستان از حضرت سرور کائنات
علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات استدعا فرمایند کہ بمن عنایت شود۔ فرمودند تا تو بادی شاہ نہ شوی بہ
ہندوستان مراجعت نہ خواہم کرد۔ همچنان بہ وقوع آمد۔ الخ۔

عاجز گوید شیخ محمد شاہ سرہندی پسر شیخ بدرالدین سرہندی از خلفائے عالی قدر حضرت ایشان است
و کتاب حسنات الحرمین المعروف بہ یواقیت الحرمین در احوال سفر حریم شریفین تحریر فرمودہ۔ نوشتہ اند۔
در سنہ ہزار و شصت و ہشت کہ از کلمہ محمد ۹۲ المعصوم، ۲۴ زار ۲۰۸ الشیخ ۴۹۱ = ۱۰۶۸۔ نیز معلوم
می گردد بہ عنایت خداوندی جل و علاطواف بیت اللہ و روضہ رسول اللہ و زیارت اصحاب کبار و مزار متبرکہ
میسر گشت۔ و سلطان اورنگ زیب بر دست حق پرست حضرت شیخ سیف الدین بیعت شدہ بود۔ غالباً
این بیعت بعد از سفر حریم شریفین بودہ۔

حضرت ایشان قدس سرہ از ملوک آن و فضلیان بودہ اند۔ در حضرات القدس نوشتہ است یکے از
خادمان حضرت ایشان کہ در سفر و حضر ملازم آنحضرت می بود پیش این فقیر نقل می کرد کہ در آن ایام کہ حضرت
ایشان قدس سرہ بعد از ترحال حضرت خواجہ قدس سرہ بہ دار الخلافہ دہلی تشریف بردہ اند آن مخدوم زادہ بر جادہ

راہمراہ گرفتہ بودند روزے حضرت ایشان بعد فراغ از حلقہ بہ حجہ درآمدند کہ ساعتی استراحت نمایند و دیدند کہ آن مخدوم زادہ کونین برباد دادہ بر فراش آن حضرت خوابیدہ است، بہ سرعت تمام رجح القہقری نمودند خدام بہ عرض آن امام ہمام رسانیدند کہ حضرت چرا باز گشتند اگر حکم فرمایند مخدوم زادہ را بیدار کنیم تا ایشان را از کشند فرمودند کہ از غیرت خداوندی برسیدیم و بر خود بلرزیدیم ناچار بہ اضطراب بگردیدیم کہ دوست خدا اجل و علا در استراحت است مبادا موجب ملال و کلال دے گردم۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ است۔ روزے ایں مخدوم زادہ در آن وقت کہ درس چہار دہ سالگی بودند بہ عرض اشرف حضرت ایشان رسانیدند کہ من از خود نورے یافتہم کہ تمام عالم از آن نور منور است و آن نور در ہر ذرہ از ذرات عالم ساری است چون آفتاب اگر آن فرورود عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطب وقت خویش می شوی و این سخن را از من یاد دار۔ الخ۔ آنچہ حضرت مجدد قدس سرہ بشارت دادہ بودند ظہور آن بہ اتم وجہ شد در اطراف عالم فیوضات و برکات ایشان رسیدند۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است۔ خلفا و مستفیدان جناب ایشان بشمار کثرت ہدایت و افاضات کمالات باطنی کہ از توجہ علیا بہ ظہور آمدہ دلیلے است واضح بر علو شان، گویند نہ صد ہزار کس بر دست حضرت ایشان مرید شدند و ہفت ہزار آدم را خلافت دادہ اند۔

شاعر مشہور ناصر علی سرہندی گفتہ و در رہاسفتہ۔

چراغِ ہفت محفل خواجہ معصوم	منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آن جانہ گنجبد	نظر بے کار مانند پا نہ گنجبد
ردائے ماہتابی شرع بردوش	چو صبح از پاکی باطن قطب پوش
دو عالم کرد خود را فرش راہش	کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
سریر معرفت را باد شاہے	بہ فرق از فرق درویشی کلاہے
ستون بارگاہ شرع اسلام	بہ افعال پیمبر گام برگام
زہے عزت کہ رب العزتش داد	کہ بر سرتاج قیومیش بنہاد
جہان قائم بہ او، او با خداوند	ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
جہان در سایہ احسان او باد	فلک قائم بہ فرزند ان او باد
بزرگ و خورد این پاکیزہ رویان	بہ خلوت گاہ عصمت پار سایان
ز صاحبزادہائے پاک گو ہر	چہ گویم چون زہر و صف اندر تر
فلک را اگر چہ در عصمت رسائی است	از ایشان کردہ کسب پارسائی است

قیوم

اشتہار حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم بہ قیوم بود۔ و قیوم درین عالم خلیفہ حق است جل و علا و نائب
مناب او، اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال او مندرج اند و افراد و اوقات و در محیط کمال او مندرج، افراد
عالم ہمہ بر وے روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان اوست دانند یا نہ دانند بلکہ قیام عالم بہ ذات اوست، چونکہ افراد عالم
مظاہر اسماء و صفاتند۔ و ذاتے در میان شان کاین نیست ہمگی اعراض اوصاف اند و اعراض و اوصاف را از ذات و
جوہر چارہ نیست تا قیام شان بہ آن بود۔ لہذا سنۃ اللہ جاری است کہ عارفانہ فی الصبیحۃ از ذات ارزانی داشته
ویرا ذاتے عطامی فرمایند کہ بہ حکم نیابت و خلافت قیوم اشیاء می گردد و اشیاء بہ وے قائم می باشند۔ این چندین
ذات عارف را حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نام قطب الاقطاب دادہ و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ویرا قیوم فرمودہ
اند مولوی محمد اسماعیل بن عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ جمیعاً و عبقہ بنیستم از مقدمہ کتاب عبقا
نوشته اند۔ اتفق اهل الکشف والوجدان و ارباب الشہود و العرفان المؤمنین بالبراہین
العقلیۃ و الہیۃ اشارات النقلیۃ علی ان القیوم للکثرات الکونیۃ و احد شخصی الخ۔ یعنی اصحاب
کشف و وجدان و خداوندان شہود و عرفان کہ بہ براہین عقلیہ و اشارات نقلیہ مؤیدان دبرین امر متفق اند کہ برائے
کثرات کونیہ شخص واحد قیوم است۔ ہرچہ این دو بزرگواران فرمودہ اند آن مسلک اہل عرفان است قاطبہ۔
بعض افراد را بر تسمیہ حضرت مجدد قدس سرہ اعتراض است۔ کہ قیوم از اسمائے الہیہ است۔ و گریہ
را بہ این نام و صفت موسوم کردن بے ادبی است۔ لہذا بعضی از معترضین چون بیان حضرت مجدد قدس سرہ
می شنوند حوقلمی خوانند و بعضی را کلمہ استرجاع بر زبان می آید چونکہ این افراد از دقایق علمیہ بے خبر اند معذرت
اند ایشان فکر نہ کردند کہ غنی، علیم، قادر، قہار، جبار، رؤف، رحیم، سمیع، بصیر و غیرہا من الاسماء المبارکہ۔ از
اسماء الہیہ اند و بدون ادنی تردد بندگان را بہ این اوصاف و اسماء متصف می کنند۔ اگر در اتصاف بہ این اسماء
مبارکہ قباحتی نیست در اتصاف بہ اسم مبارک قیوم قباحتی از چہ آمد۔ اگر این جماعت معترضین تفسیر آیت
شریفہ۔ قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ را مطالعہ کنند از دل و جان معترف فضل و کمال حضرت مجدد
شنوند قدس اللہ سرہ۔ عا جز گوید من حیث المعنی و نظر الی۔ تَخْلُقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ۔
تسمیہ حضرت مجدد نہایت درست و صواب است۔

حق تعالی حضرت مجدد را این مقام اعلیٰ کہ مقام خلافت است۔ بخشیدہ بود و در اواخر ۱۲۳۲ھ این
مقام بہ حضرت خواجہ محمد معصوم عطا کردہ شد کہما اخبر السید المجدد قدس اللہ اسرارہا و للہ در القابل۔
آں کہ نامش بر زبان بردنم از بے ادبی است ؛ گرچہ ذرات تنم جملہ بہ نامش گویا است
لیک زانجا کہ زبان نیز سعادت طلب است ؛ گر بہ این نام شریفش نہ رسانم ز جفا است

قطبِ حق ہادی دین خواجہ محمد معصوم ۶ آن کہ پیشش بہ تواضع قد افلاک ونا است
ظاہر ش جملہ بہ انوارِ شریعت روشن ۶ باطنش جملہ بہ اسرارِ حقیقت دانا است
قطع شد بر قد او خلعتِ قیومیت ۶ آرے این خلعتِ فاترہ چہین زیبا است
قد سنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس و افاض علینا من فیوضاتہ و فتوحاتہ و برکاتہ۔

اولادِ مبارک | حق تعالیٰ حضرت ایشان را شش پسر ۱۔ صبغۃ اللہ ۲۔ حجتہ اللہ (نقشبند ثانی) ۳۔ عبید اللہ
(مروج شریعت) ۴۔ محمد اشرف ۵۔ شیخ سیف الدین ۶۔ محمد صدیق و پنج دختر ۱۔ امۃ اللہ
۲۔ عائشہ ۳۔ عارفہ ۴۔ عاقلہ ۵۔ صفیہ۔ عنایت کردہ بود۔

مکاتیب شریفہ | در زبدۃ المقامات نوشتہ مخفی نہ ماند کہ این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است
بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آن
اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند الخ۔ و شیخ بدر الدین ابن مضمون را بہ تغیر پس در
حضرت القدس نوشتہ حضرت ایشان معارف حضرت مجدد را در مکتوبات خود بیان فرمودہ اند مکتوبات ایشان
نیز سہ دفتر است در دفتر اول ۲۳۹ مکاتیب اند و این دفتر در مطبع نظامی کانپور در سنہ ۱۳۲۷ھ طبع شد۔ و دفتر
دوم ۵۸ مکاتیب اند و این دفتر در سنہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۶ء در ظہور پریس لدھیانہ طبع شدہ، و در دفتر سوم ۲۵۲ مکاتیب
اند و این دفتر تقریباً بیجاہ سال پیشتر مولوی نور احمد امرتسری طالع مکتوبات قدسی آبات حضرت امام ربانی طبع کردہ۔

نماز جنازہ | امامت نماز جنازہ ایشان حضرت محمد یحییٰ برادر خورد حضرت ایشان کرد۔ اجتماع فلائق بہ حدیث بودہ
کہ در تعداد نیاید۔ و بہ وقت دفن آسمان بہ شدت اشکبار بود۔ و بہ جہت غرب قبہ حضرت مجدد قدس سرہ
در رے بہ فاصلہ حضرت ایشان را دفن نمودند۔ و فیما بعد قبہ عالی بر مزار مبارک ایشان ساختہ شدہ
تواریخ وصال: سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ گفتہ۔

قیومِ جہان خلیفۃ اللہ دانندہ رازِ مائے مکتوم
در دائرۃ وجود تا بود بودش بہ جہان مثالِ معدوم
تاریخ وصالِ او خرد گفت رفتہ ز جہان امامِ معصوم
ناصر علی رحمہ اللہ گفت

چراغِ خاندانِ نقشبندان فروغِ دین احمد خواجہ معصوم
بہ سونے گلشنِ جنت قدم نہ ازین دیرانِ رباطِ کہنہ یوم
طلبِ کردم ز دلِ سالِ وصالش نہ آمد۔ ز عالم رفتہ معصوم
سنہ

بابائے ہفتم حضرت شیخ سیف الدین

اسم گرامی ایشان سیف الدین است، چونکہ از خورد سالی امر بہ معروف و ہی از منکر می فرمودند لہذا قبلہ گاہ ایشان بہ خطاب مُختَسِبُ لامہ ایشان را نواختند و چونکہ در حیات حضرت والد بزرگوار خود مرجع خاص عام شدند بزرگانِ خلّاق بسلطان الاولیاء اشتہار یافتند۔ ولادت حضرت ایشان در دارالارشاد سرہند بود۔ در سال ولادت و وفات اختلاف است شیخ صفرا احمد کہ خواہر زادہ ایشان است در کتاب برکات معصومی و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال ولادت را ۱۰۴۹ھ (۱۶۳۹ء) نوشتہ اند۔ و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین ۱۰۵۵ھ (۱۶۴۵ء) نوشتہ و وفات حضرت ایشان در سرہند بودہ۔ در برکات معصومی و جواہر علویہ نوشتہ اند۔ شبِ بستم شہر جمادی الاولیٰ در ۱۰۹۶ھ (۲۵ اپریل ۱۶۸۵ء) ازین دارِ پرِ طلال در گزشتند۔ در جواہر علویہ بجائے جمادی الاولیٰ۔ ماہ جمادی الآخرہ تحریر یافتہ است۔ در تاریخ وصال اختلاف نسبت و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین صرف سال وفات ۱۰۹۵ھ نوشتہ۔ بہ حساب برکات معصومی عمر شریف ایشان چہل و ہفت سال بود و مادہ تاریخ وفات ”ہے ہے ستون دین افتاد“ است، و بہ حساب روضہ قیومیہ و مناقب عمر شریف ایشان چہل سال بودہ، نزد عاجز روایت برکات معصومی شایان اعتماد است، چہ مؤلف این کتاب خواہر زادہ حضرت ایشان بودہ و صاحب البیتِ ادریٰ بمکفیہ مشہور مقولہ است۔ قیوم جہان حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ را پروردگار شش پسر عنایت فرمود ہر یکش از کُلّ اولیائے پروردگار و مصداق ”لَا یُذَرُّ رَیْ اَوَّلَہُ خَیْرًا اَمَّ الْاِخْوۃُ“ بودہ قدس اللہ اسرار ہم۔ حضرت ایشان فرزندِ نجم حضرت خواجہ محمد معصوم بودند، سیمائے رشد و ہدایت و آثار قیومیّت از خوردی برجین مبارک ایشان ظاہر بود۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ بعد ازین کہ مخدوم زادہ مذکور بہ سن تعلیم و تعلم رسیدند و راندک مدت قرآن مجید را خواندہ بہ کتب متداولہ پرداختند و معاملہ حال از ایام طفولیت بہ کمال رسانیدند و گویند یازدہ سالہ بودند کہ حضرت ایشان بہ بشارت فنائے قلب ولایت صغریٰ کہ درجہ اولیٰ است از درجات ولایت مشرف ساختند بہ حدّے کہ در ہم سالان ایشان کہ بنی اعمام و عمات ایشان بودند موجب غبطہ گردیدند و پیش از ایام بلوغ بشارت فنائے نفس و ولایت کبریٰ گردیدند۔ و نوشتہ ”در عنفوانِ شباب مقبولِ مولائے ذی الجلال گردانیدہ ہمت ایشان مصروف بہ اجرائے احکام شریعت و ازدیادِ رونق دین و ملت گردیدہ، حضرت حق سبحانہ بہ موافق ہمون ہمت کہ مقرونِ نیت صالحہ بودہ ایشان را در حضور والد بزرگوار ایشان

بہ اعلیٰ رتبہ ارشاد رسانیدہ۔ نوشتہ۔ بعد ازین کہ حضرت ایشان بعد الحاح و طلب بادشاہ خلد مکان بلکہ بہ موجب الہام رحمان آن مخدوم زادہ را رخصت و اجازت حضور لازم السرور برائے ارشادِ خلیفہ وقت و دیگر طالبان فرمودند۔ حضرت ایشان را یک دفتر مکتوبات است کہ فرزند اکبر ایشان حضرت محمد اعظم قدس اللہ اسرارہما جمع نمودہ و دیباچہ نوشتہ انداختام و دیباچہ بر این اشعار است۔

زہے این نامہ ہائے رشد فرجام	کہ در آغاز او پیدا است انجام
معارف آن چنان دروے ہجوم است	کہ کوئی آسمانے پر نجوم است
درو تا بندہ انوار الہ است	کہ ازوے مقتبس خورشید و ماہ است
طریق احمدی ازوے منور	مَشام طالبان ازوے معطر
لباس رہنمائی دربر او	رجوع پارسائی بر در او
نہ می گویم کہ مدح او نمودم	ز مدحش اعتبار خود فرودم
امامے کو بود معصوم از عیب	کتاب مستطاب فیہ لا ریب
حقائق از مضامینش شگفتہ	رموزش از مخالف رو نہفتہ
ز سیفش دین احمد است نصرت	وَرَا اَنَا فَتَحْنَا ہست مدحت
حقائق اندرو گردیدہ مستور	بہ رنگ اسم اعظم گشتہ مستور
بود تا گرم بازار ہدایت	بہ دوران تا رسد فیض عنایت
الہی باد ہادی طالبان را	حیات تازہ مروح و روان را

جناب ایشان در مکتوب ہشتاد و سوم بہ صوفی سعد اللہ کابلی تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت، صحبت با حضرت ایشان داشت چون شاہ جہان وفات یافت، بہ جہت ضرورت وجہ اکبر آباد گشت دیگر از ہجوم اہل طلب کہ مانند مور و بلخ غلہ دارند چہ نویسند کہ از حیضہ نوشتن خارج است۔ الخ۔ در مکتوب صد و چہل و دوم بہ شیخ محمد باقر لاہوری تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ دین پناہ شب شنبہ کہ سوم این ماہ باشد بہ منزل فقرا آمدہ از قسم اطعمہ بے تکلفانہ آنچہ حاضر بود تناول فرمودند و صحبت طولانی گشت و مجلس سکوت نیز در میان آمد معاملہ بقارابہ و ضوح تام می فرمایند کہ مدرک می گرد و مبداء تعین خود را صفت علم یافتہ، وسعت در لطیفہ اخفی و مناسبت بہ آن و از حقوق صفات بہ اصل از مدتے ظاہر می سازند، شاہزادہ سلطان محمد اعظم بہ ترغیب دلالت بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مستعد گشتہ و احوالش بہ غایت بلند است از ذکر لطائف و ذکر سلطانی و وسعت در قلب نشان می دہد، بادشاہ اظہار شکر این معنی می نماید

و از احوال شاہزادہ خبر گیران است۔ الخ۔ و در مکتوب پنجاہ و دوم بہ شاہزادہ سلطان محمد معظم بیان فضیلت ذکر خفی و مزیت دوام حضور کردہ اند و درین خط نوشتہ اند۔ ذکر اسم ذات و طریقہ آن بالمشافہہ بیان کردہ شد از کیفیت آن اطلاع بخشند عمدہ آن است کہ ذکر ملکہ دل می گردد و صفت لازمہ او شود چنانچہ سمع صفت سامعہ و بصر صفت باصرہ۔ الخ۔ و در برکات معصومی نوشتہ۔ غلبہ ارشاد بہ حدی محیط الآفاق گردیدہ کہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ بہ اخلاص تمام مرید شدہ بود روزی بر دروازہ شریفی از کثرت ازدحام دستار از سرافتاد چون این مقدمہ بہ عرض بادشاہی رسیدہ شکرانہ الہی بہ تقدیم رسانیدند کہ در عہد مبارک ما این چنین شیخ صاحب کمال بہ منصۂ منظر آورادہ۔ الخ۔ و نوشتہ۔ روزی محمد اعظم شاہ دعوت آنحضرت نمودہ اند از غایت اخلاص آفتابہ بہ دست خود آورده ایشان برادر بزرگ خود را حضرت محمد اشرف راقدس سرہ۔ کہ در آن ایام نیز تشریف ایشان در حضور بودہ در دعوت شریک خود فرمودند۔ ہر گاہ شاہزادہ بہ فکر شستادن دست ایشان بہ دست خود گشت، ایشان آن آفتابہ را از دست بادشاہ زادہ گرفتہ خود او را دست برادر خود شستادن بعد از آن بہ بادشاہ زادہ مرحمت کردند تا دست ایشان شستند۔ الخ۔ و نوشتہ اند۔ حضرت ایشان دقیوم جہا خواجہ محمد معصوم، را غلبہ ارشاد مخدوم زادہ عالی نژاد خیلے مرغوب الطبع گردیدہ، در ایام بودن ایشان در شاہجہان آباد حضرت وحدت قدس اللہ سرہ کہ فرزند رشید حضرت خازن الرحمۃ قدسنا اللہ بسرہ الاقدس و بہ کمالات بلند معنی ارجمند پیراستہ و بہ زبان آوری و لب و لہجہ شیرین گفتار آراستہ نیز درین بلدہ بودند حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ہا در حرم محترم می فرمودند کہ سبحان اللہ عبدالاحد باین شیرینی کلام موصوف است و سیف الدین بہ این تمکین و قار معروف و قبولیت بہ این نصیب کشتہ خوش گفت۔

بہ مقبولی کے را دسترس نیست قبولِ خاطر اندر دست کس نیست

و بعد از تشریف بہ وطن مالوف دیگر از خدمت حضرت ایشان جدا نہ گردیدند و در حضور لامع النور اخذ کمالات صحبت کہ ہر روز در ترقی بود بہ کمال حلاوت و مرمی نمودند و بعد از ایام وصال حضرت ایشان بانی روضہ منورہ فی الحقیقت ایشان اند ہر چند بنا بہ اعتبار ظاہر روشن آرا بیگم رحمہا اللہ سبحانہ نمودہ است اما چون بادشاہ زادہ مذکورہ بہ توسل ایشان انتساب داشتہ و در محبت ایشان بے نظیر بودہ و بہ اشارات ایشان بہ این دولت رسیدہ، پس بہ حکم ”الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَّاعِلُهُ“ این کار از ایشان استوار است چنانچہ بالائے روضہ معظمہ نیز بیتے از ان ابیات مرقوم شاہد این مدعا است۔

اور سیف الدین محمد مقتدا یافت سوئے این سعادات اہتدا

و غرض ہائے حضرت ایشان بہ شان تمام در ہر عام بشوق مالکلام بہ خود متعلق گردانیدہ حتی المقدور شرکت غیرے دین امر

رفیع القدر تجویزی می فرمودند بالجملہ در جمیع اطوار و افعال جالشین حضرت ایشان کما ینبغی نمودند و بعد از ان ہم صحبت ہائے شائستہ بہ بادشاہ دست دادہ و بہ موجب طلب در حضور رسیدند و باز بہ وطن مراجعت نمودند خدمت حضرت والدہ کریمہ خود بعد وصال حضرت ایشان بہ وجہ التیق بہ تقدیم رسانیدند الخ۔ در سیر الکاملین نوشتہ "حضرت ایشان را شوکت ظاہری بسیار بود۔ مجال سلاطین و امرانہ بود کہ بہ حضرت ایشان لب کشائند یا حرف زنند دست بستہ بہ آداب تمام استادہ می بودند آن قدر ہجوم مردم در حلقات ذکر و مراقبہ می شد کہ از نشستن نظر بہ ہر کس نہ می رسید حضرت ایشان بر کرسی نشستہ النظار قدسیہ بہ حال مستفیدین می فرمودند یک ہزار و چہار صد کس در خانقاہ شریف طالبین حق سبحانہ می بودند ہر کس را موافق فرمایش طعام می رسید" نوشتہ اند کہ شوکت ظاہری ایشان را دیدہ بعض افراد گفتند حضرت شیخ تکبر دارند چون این قول بہ مسامح شریف حضرت ایشان رسید فرمودند تکبر ما از کبریائی اوست جلّ جلالہ و گر نہ من همان خاکم کہ بودم۔ در برکات معصومی نوشتہ جماعت کثیر از صغیر و کبیر و رجال و نسا و امراد فقرا از فیض آن حضرت شاداب گردیدہ، ہر کس بہ موافق نصیبہ خود نعمت برداشتہ و کام روائی اہل حوائج علی الخصوص کہ از اہل حقوق باشند در ان مدت بہ نوعی بہ حصول پیوستہ کہ تا امروز رطب اللسان شکر عطیات و تفضلات ایشانند و صلہ رحمی بر بنات و اخوات و دیگر قریبات زیادہ از آنچه مشروح قلم تواند شد بہ کاری بردند و آداب بزرگان و برادران خود غیر متوقع بہ وقوع پیوستہ۔ و نوشتہ "تشریف حضرت حجتہ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ و آن حضرت بہ جہت مشایعت یک مرحلہ کاملہ ہمراہ آمدند وقت وداع حضرت حجتہ اللہ فرمودند کہ عمر بہ اخیر رسیدہ است باید کہ بر احوال فرزندان این جانب البتہ مہربانی مبذول خواہند داشت۔ بہ ایشان در جواب گفتند کہ امید از فضل چنان است کہ عمر حضرت بہ سن کثیرہ و قانماید اما بر خود این امید مطلق نہ ماندہ است، فرزندانم رجا مند عنایت شما یند، ہمچنان شد کہ ملاقات اخوین کہ باز دست نہ داد و واقعہ آن حضرت بہ وقوع پیوست و حضرت حجتہ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشان بہ قید حیات بودند سبحان اللہ طرفہ اندام جلوه گر گشتہ است و دو احمر اکابر برابر ہر دو خود برداشتہ است فافہم ولا تکنون من القاصیرین الخ۔ عاجز گوید کہ ایں قصد دوم از سفر حجاز بودہ کہ حضرت محمد نقشبند حجتہ اللہ در ۱۰۹۵ ہجری کردہ بود و از وجہ غیر مامون بودن سفر آبی از حیدر آباد معاودت فرمودہ بودند مولف برکات معصومی ہر واقعہ را بہ عنوان احمری نویسد ہذا مراد از دو احمر دو واقعہ است در عمدۃ المقامات در احوال قیوم جہان حضرت محمد معصوم قدس سرہ نوشتہ کہ عبدالملک از فقرائے مبتدع تسخیرات از خواندن اسمائے سیفی بہم رسانید بود، حضرت ایشان یک روز قبل از رحلت خود فرمودند عنقریب سر زندی سیف الدین اورا منہدم و ناچیز خواہد نمود۔ فوقہ کما اخبرا انتہی مآخضاً۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ وضع

شریف آں حضرت از مدتے چنان بودہ کہ در نصف شب جریدہ بر روضہ مقدسہ حضرت مجدد الف ثانی بہ شوقی تمام می رفتند و گرد آن مرقد مطہر نورہ اللہ می گشتند و می فرمودند: "سگ در گاہ مجدد الف ثانی ام"۔ و گاہے بہ این عبارت می گفتند کہ: "سگ در گاہ بندگی شیخ احمد کابلی سرچندی ام"۔ و ہنگامے بر روضہ معظمہ حضرت ایشان بہ ہمان وقت لیل رفتہ این بیت بہ شورش تمام می خواندند:

من کیستم کہ باتو دے بندگی کنم چندین سگان کوے تو یک کمترین منم

قاعدہ شریفہ چنان بود کہ بین الظہر والعصر اخوات کریات راجع فرمودہ بہ دستور حضرت ایشان قدس سرہ حدیث شریف می خواندند و روزے کہ مقدمہ موت ایشان بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات معروض داشت کہ بیشتر ہم بخوانید۔ فرمودند کہ بیشتر از محمد اعظم خواہند شنید چنانچہ ہچنان شد کہ آن روز گزشت و بہ شب آن حضرت ارتحال فرمود۔۔۔۔۔ شیخ صفر احمد بن فضل اللہ مخدومی ہمیشہ زادہ حضرت ایشان قدس سرہ در برکات معصومی نوشتہ: "فقیر باوجود خورد سالی آن معرکہ را بہ وجہ احسن در خاطر دارم و شہرتے کہ در ہمان وقت بین الناس انتشار یافتہ بود ذہن نشین است، اما بعد از کلاں سالیہا ہم از اکثر مردم شنیدم کہ جنازہ آن حضرت قدس سرہ بالائے ہوامی رفت و ہر چند مردم بہ قصد می جستند دست کم کسے بہ آن می رسید و بعد از رسیدن بہ روضہ خود بہ خود فرود آمد"۔ روضہ منورہ ایشان از روضہ حضرت مجدد بہ سمت جنوب قدرے بہ فاصلہ در یک باغ واقع است۔ طوبی لمن زارہا۔ مادہ تاریخ ایشان را کسے چنین نظم کردہ است۔

مصدر درع شیخ سیف الدین بود سلطان عالم ارشاد
چون بہ جنت برفت از دنیا آب تقویٰ و زہد شد بر باد
سال تاریخ و صل آن حضرت گشت ہے ہے ستون دین افتاد = ۱۰۹۶ھ

اولاد ایشان | حق تعالیٰ حضرت ایشان را ہشت بیسروش دختر عنایت فرمود۔
فرزندان = (۱) محمد اعظم (۲) محمد شعیب (۳) محمد حسین (۴) محمد علی (۵) محمد موسیٰ
(۶) محمد کلمۃ اللہ (۷) محمد عثمان (۸) عبد الرحمن۔

دختران = (۱) جنت (۲) حبیبہ (۳) سائرہ (۴) شہزی (۵) رفیع النساء (۶) زہرا،
رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمُ أَجْمَعِينَ۔



بابائے ششم حضرت محمد علی قدس

حضرت ایشان فرزند چہارم سلطان الاولیا حضرت شیخ سیف الدین اند۔ بر خے از علوم پیش حضرت والد ماجد خواندہ بودند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند۔ فیما بعد از حضرت برادر کلان محمد اعظم استکمال علم ظاہر و باطن فرمودند۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ شاعر و فاضل اند و در جود طبع مشہور۔ ہر کجا باشد خدا یا بہ سلامت دار و در جواہر علویہ نوشتہ است۔ عالم و شاعر و ذہین و صوفی و اہل نسبت بودند۔ در سنہ ہزار و صد و پنجاہ وفات یافتند۔ و در ربالہ سیر الکاملین نوشتہ است۔ ولادت ایشان در مایہ یازدہم است بعد ہزار و ہفتاد، عالم بودند علم ظاہر و باطن، تحصیل علوم از خدمت والد ماجد و برادر کلان شیخ محمد اعظم فرمودہ بودند، در علم و فضل و تقویٰ مستثنیٰ روزگار بودند، روزے عالمگیر یاد شادہ در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، دید کہ جامہ باریک پوشیدہ اند عرض نمود کہ در میان مردم این حدیث مشہور است۔ مَنْ رَقَّ ثَوْبُهُ رَقَّ دِينُهُ حضرت ایشان در تحقیق این حدیث رسالہ نوشتند و مَوْضُوعِیَّتِ این حدیث را از کتب معتبرہ اثبات کردند، و پیش سلطان وقت فرستادند، سلطان بہ کمال علمیّت ایشان مقرر شد۔ در سہ ہزار و یک صد و پنجاہ و سہ وفات یافتند و در قبہ والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَفَعَ اللَّهُ قَدْرَهُ فِي أَعْلَى الْجَنَانِ۔

اولاد حضرت ایشان را سہ پسر و یک دختر بودہ۔ (۱) رفیع القدر (۲) عزیز القدر (۳) عظیم القدر و عمدة النساء۔

بابائے پنجم حضرت عزیز القدر قدس

ولادت حضرت ایشان در سہ ہند شریف بودہ، در سیر الکاملین نوشتہ۔ ولادت ایشان در آخر مایہ یازدہم بود و وفات در مایہ دوازدہم، عالم و عامل و فاضل و اکمل بودند، تلمذ در ظاہر و باطن از والد ماجد خود داشتند و بر طریقہ شریفہ آباء کرام بہ کمال استقامت مستقیم بودند۔ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ قَرَّبَهُ لَدَيْهِ۔ حضرت جد ماجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند۔ بہ پنجم ربیع الاول ۸۳۰ ہجری ہزار و یک صد و ہشتاد و سہ رحلت فرمودہ۔ و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال وفات یک ہزار و یک صد و ہشتاد و ہفت نوشتہ و بر ہامش کتاب ہدیہ احمدیہ در انساب حضرات مجددیہ نوشتہ است۔ مسموع شدہ است کہ ایشان در قصبہ نجیب آباد از اضلاع بجنور مدفون اند۔ حضرت ایشان را از دو زوجہ یکے عشرت دختر انوار اللہ سعیدی و دیگر اکرام النساء بنت ابن عم ایشان

اولاد سہ پسر و سہ دختر بودہ۔ (۱) حفیظ القدر از زوجہ اولی (۲) احمد معصوم (۳) صفی القدر از زوجہ ثانیہ۔

(۱) سمرہ (۲) جمیلہ (۳) فصیح النسار۔ احوال بنات معلوم نہ شد کہ از لطن کد امین زوجہ اند۔ رَحْمَهُمُ اللہُ جَمِیعاً۔

بابِ چہارم حضرت صفی القدر قدس

در سیر الکاملین نوشتہ است: "حضرت شیخ محمد صفی القدر فرزند رشید حضرت شیخ عزیز القدر رہستند، ولادت شریف ایشان در سہرزد در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش بہ وقوع آمد تحصیل علم ظاہری از علما وقت و از والد ماجد فرمودہ اند و کسب سلوک باطنی نیز از خدمت پدر عالی قدر کردہ اند، عالم با عمل کثیر العبادات والطاعات والوظائف والاوراد بہ حدی بودند کہ یک لمحہ از ان فراغت نہ داشتند واستقامت بر شریعت و طریقت تا حد نہایت داشتند، اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ بلا خوف، خواہ امیر باشد خواہ فقیر می فرمودند: کَانَ لَا یَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْ مَاتَ لَا یَجِدُ ہَرَسَ رَاکَ خِلَافِ جَادَہِ شَرِیعَتِ مِی دیدند، بے تحاشی و بے تأمل، خواہ بہ دست خواہ بہ زبان، زجر می کردند و در زہد و تقوی عدم النظیر فی الامثال بودند، نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور ہر چند خواست کہ منصب نیابت قبول کنند، از کثرت وسر ع جواب صاف دادند، وقت رحلت بہ فرزند خود (حضرت شاہ ابوسعید) فرمودند: "حجب بالکل مرتفع گشتند" و چون قاری بہ آیتہ شریفہ فَاذْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَاذْخُلِیْ جَنَّتِیْ رسید، جان با جانان سپرد، وَكَانَ ذَلِكَ لِحَمْسٍ وَعِشْرَتِیْنِ خَلَّتْ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةِ اَلْفٍ وَمِائَتِیْنِ وَسِتٍّ وَثَلَاثِیْنِ، تُوُفِّیْ فِیْ بَلَدَةٍ لَّکَھُنَّوُدِّیْنِ فِیْہَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ " و محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی در رسالہ "ھُوَ الْغَنِی" ضمیمہ مقامات مظہری بر صفحہ ۵۹ نوشتہ اند۔ اول ارادت بہ خدمت والد ماجد خود (حضرت صفی القدر) آوردند، اوشان بر طریقہ آبائے کرم خود مستقیم بودند۔ ترک دنیا و انقطاع غالب داشتند بہ حدیکہ نواب نصر اللہ خان آرزو نمود کہ عہدہ بخشگیری قبول فرمایند مگر بہ معرض قبول نیفتاد، داسماداشتغال و اوراد خود مصروف بودند، ذوقی بہ علم حدیث شریف داشتند از اہل فسق و فجور معروض بودند، وفات شان دوشنبہ بہست و پنجم شعبان سنہ یک ہزار و دویست و سی و شش ہجری در بلدہ لکھنؤ واقع شد، تاریخ وفات آن حضرت فَاذْخُلِیْ رِضْوَانِ الْمَوْدُودِ (۱۲۳۳ھ) است، سید احمد صاحب مولوی اسماعیل شہید و دیگر اعرضہ تجہیز و تکفین بر خود گرفتند، در راہ عیشہ یعنی چھپر کسے سوختہ افتادہ بود نعش شریف را بر آتش بردند کسے را آسیب نہ رسید، حضرت جہا مجدد و انساب الطاہرین نوشتہ اند کہ حضرت ایشان چون از تہجد فارغ می شدند اہل خانہ را بیداری کردند تا نماز تہجد بخوانند در توکل بے نظیر بودند، مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اکبری کہ اندرین روز ہا آن جائے را چوک گویند بالائے تپتے در زاویہ مسجد صغیر واقع است رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقَدْ سَیَّسَ۔

زوجہ حضرت ایشان فیض جہاں بنت مولوی محمد مرشد بن محمد ارشد بن فرخ شاہ سعیدی مجددی بودہ
قدس اللہ اسرارہم۔ و از بطن ایشان یک پسر ابو سعید زکی القدر و دو دختر صفیہ و امۃ العزیز پروردگار عطا فرمود

باب سوم حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر

اسم گرامی ایشان زکی القدر است کما فی انساب الطاہرین و کنیت ابوسعید۔ ولادت با سعادت بہ دوم
ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۲ء در مصطفیٰ آباد رامپور بودہ۔ سال ولادت از حافظ و عالم دولی یاد اظہار
وفات بہ روز شنبہ یکم شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۳۸ء شدہ۔ عمر شریف بہ اعتبار سنین قمریہ ۵۳ سال،
۵۵ ماہ، ۸ ہفت روز و بہ اعتبار سنین شمسیہ پنجاہ و دو سال و سہ ماہ و بہت و دو روز بودہ۔

دہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند چون بہ عمر نوزدہ سال رسیدند از تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ
یعنی فقہ و حدیث و تفسیر و منطق و غیرہ از علمائے زمانہ مثل مفتی شرف الدین و مولوی رفیع الدین فرزند شاہ ولی اللہ
و خال خود مولوی سراج احمد بن مولوی محمد مرشد حاصل نمودند و اجازت علم حدیث شریف از خال خود و از حضرت
شاہ عبدالعزیز حاصل فرمودند۔ و از قاری نسیم علیہ الرحمۃ فن تجوید حاصل کردہ در تلاوت قرآن مجید یکائے وقت
گشتند می فرمودند مرا بحسن تجوید خود چندان اعتماد نہ بود تا آنکہ در حرم محترم اہل مکہ تحسین قرأت من نمودند و مشق
خطاطی از کاتب شہیر کلو خاں کردند چنانچہ قرآن مجید را نوشتہ وقف می فرمودند۔ عاجز بہ روز شنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ
مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۷ء در رباط حضرت شیخ محمد مظہر دس سرہ در مدینہ منورہ بہ زیارت آن مصحف مبارک
مشرف شد کہ حضرت ایشان قدس سرہ بہ ۵ جمادی الآخرہ ۱۳۸۷ھ از کتابت آن فارغ شدہ اند کل صفحات آن
ہشت صد و ہشتاد و ہشت اند و در ہر صفحہ نہ سطور اند۔

کیفیت کمالات ظاہر و باطن از آیام صبا در ذات شریف مرئی می گشت۔ شاہ عبدالغنی از حضرت
ایشان نقل فرمودہ کہ: در او اہل عمر بہ حسب اتفاق در بلدہ لکھنؤ معیت میان ضیاء البنی کہ از اقارب بودند
گزر واقع شد، در مکانے فروکش شدیم در راہ آمد و رفت کہ در مسجد برائے نماز می رقیتم درویشے بود کہ اکثر ستر بر ہنہ
می داشت۔ مگر بہ وقت آمد و شد من ستر عورت خود می کرد۔ کہے پرسید کہ ترا چہ شد چون ایشان رامی بینی ستر می کنی،
گفت وقتے باشد کہ ایشان را منصبے حاصل شود کہ مرجع اقارب خود گردند۔ حضرت ایشان را در زمانہ تحصیل علم
ظاہر ارادہ خدا طلبی پیدا شد، از والد بزرگوار خود کمالات باطنی حاصل کردند۔ حضرت والد بہ حضرت ایشان فرمودند
اے فرزند مرا غہمت تو بلند پر واز افتادہ است لہذا از خلفائے خاندان خویش تکمیل نسبت نمایند۔ لہذا
حضرت ایشان رجوع در خدمت حضرت شاہ درگاہی کردند کہ در رامپور بر بسند ارشاد حضرت حافظ جمال اللہ

خلیفہ حضرت سید قطب الدین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر قبلہ عالم قدس اللہ اسرارہم بودند، در طریقہ قادریہ مجددیہ بیعت کردند تا دوازده سال ملازم خدمت بابرکت شاہی در گاہی بودند درین ایام ریاضات و مجاہدات شاقہ کد و اہم الصوم و لزوم السہر و ترک اللذات بہ خود لازم گرفته بودند شاہ در گاہی ایشان را بخلعت خلافت خاصہ خود و اجازت مطلقہ نواختند و قائم مقام خود فرمودند صد ہا افراد بہ توجہات عالیہ ایشان بہ درجا علیا رسیدند مع ذلک می فرمودند چون مکتوبات شریف را مطالعہ می کردم می یافتہ کہ تا این دم کمالات نسبت احمدی مجددی حاصل نہ شدہ است، چنانچہ بہ دہلی تشریف آوردند و مکتوبے بہ پانی پت در خدمت حضرت قاضی ثناء اللہ فرستادند کہ خواہش استفادہ باطنی دارم حضرت ایشان بہ ایشان نوشتند کہ شاہ بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی برسید چنانچہ جناب ایشان بہ خدمت حضرت شاہ صاحب رسیدند و بیعت شدند و خلافت یافتند حضرت شاہ صاحب می فرمودند طلب خدا چنین باید کہ ایشان را ہست، شیخی گزاشتہ بہ مریدی نشاند چند ماہ نہ گزشتہ بود کہ بہ خلافت مطلقہ در طرُق سبغہ نواختند، حضرت ایشان از صحبت حضرت شاہ صاحب تا پانزدہ سال استفادہ کردند و بہ بشارت عالیہ این خاندان مثل ضمیمت و قیومیت مشرف گردیدند۔

حضرت شاہ صاحب مُریدان خود را حوالہ ایشان می کردند، در مناقب احمدیہ نوشتہ است کہ مولانا خالد گردی و سید اسماعیل مدنی وغیرہما از ایشان توجہات گرفتہ اند۔ و شاہ سعد اللہ حیدر آبادی و ملا عبد الکریم ترکستانی از حضرت شاہ صاحب شروع سلوک کردند و بعد از حضرت ایشان اتمام سلوک کردند حضرت ایشان اجازت دادند چونکہ ایشان بیعت از شاہ صاحب کردہ بودند ازین جہت تصدیق اجازت نامہ از اسم مبارک حضرت شاہ صاحب است و ہر ایشان نیز عند البسمۃ ثبت است و در آخر ہر حضرت ایشان اعنی شاہ ابوسعید است۔ حضرت شاہ صاحب در اجازت نامیہ کہ بہ حضرت ایشان تحریر کردہ عطا فرمودہ اند، نوشتہ اند: و مشاہدہ کردہ ام بہ عنایت الہی کہ بہ توجہات ایشان در و ایشان از نسبت قلبی نسبت فوقانی بہرہ ور می گردند: در ضمیمہ مقامات مظہری حضرت شاہ عبد الغنی نوشتہ اند۔ شاہ سعد اللہ صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدند، شروع سلوک از حضرت ایشان کردند بعد از ایشان توجہات گرفتند و اجازت و خلافت یافتند، بہ حرمین شریفین رفتند آنجا شرف اندوز شدہ در حیدر آباد دکن رفتند و ارشاد تمام یافتند، صغیر و کبیر آن ملک بہ اخلاص تمام پیش آمدند، صد و پنجاہ کس در خانقاہ ایشان وظیفہ خوار اند، عرس حضرتین بہ تکلف می کنند، انقطاع از اہل دنیا و سخاوت نہایت دارند، ملا عبد الکریم ترکستانی نیز بہ خدمت حضرت ایشان حاضر آمدند، نسبت برداشتند، بعد از ان توجہات از ایشان گرفتہ اجازت یافتہ رخصت شدند، در شہر سبز طریقہ ایشان رواج تمام یافتہ ہزار ہا کس حلقہ بگوش شدند، خانقاہ و دیہات

ولنگر خانہ عظیم برپا دارند، امیر شہر اخلاص تمام دارد؛ الخ۔ عاجز گوید مراد از حضرت ایشان "حضرت شاہ غلام علی" و از "ایشان" حضرت شاہ ابوسعید اند، قدس اللہ اسرارہما۔

سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ ہمراہ پدر بزرگوار خود سید محمد تقی بہ خدمت حضرت شاہ صاحب درخورد سالی می آمد، وے در کتاب آثار صنادید" نوشته "حضرت شاہ صاحب بارہا بہ یارانِ طریقت فرمودہ اند۔ ابوسعید برائے من فخر است، اگر من فقیری اختیار کردم غم کسے نہ داشتم، ابوسعید را بہ بند کہ باوصف علائق دنیویہ (یعنی باوجودے کہ اہل و عیال دارند) در عبادت پروردگار این گونہ مصروف است گویا کہ علائق دنیویہ نہ دارد۔ در سیر الکاملین نوشته "جناب ایشان در ترویج شریعت محمدی و طریقتہ مجددی مانند آبا و اجداد سرگرم شدند و تلخی و سختی و فقر و فاقہ کہ شیوہ محمودہ طریقتہ علیہ ہست بہ سبب کمال ایشان خیلہ زیاد چشیدند، و اوصاف حمیدہ و اخلاق نبویہ جناب ایشان از شکست و مسکنت و حفظ مراتب ہر کس بانہایت مشغولی و تحمل و صبر و بردباری بہ این حد رسیدہ بود کہ کسے کہ منکر حضرت شاہ صاحب بودہ بہ جناب ایشان رو بہ اعتقاد آورد۔" و حضرت شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ نوشته اند "اول مصافحہ بیعت در خاندان قادریہ بردست زبدہ اصفیا قدوہ اولیا محبوب الہی حضرت مولانا شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ داشتند، و نسبت باطن ہم از آن حضرت کسب نمودہ بہ مرتبہ اجازت و خلافت رسیدہ بودند باز بحضور حضرت ایشان (حضرت شاہ غلام علی) حاضر شدہ مصافحہ بیعت در خاندان نقشبندیہ کردند و سلوک مقامات مجددیہ تا آخر رسانیدہ عجوبہ روزگار گردیدند۔ از آیام طفولیت آثار۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔" از جبین مبینش ظاہر بود برادر خالہ زاد این احقر اند۔ در مناقب احمدیہ نوشته است۔ ہر گاہ ایشان (شاہ ابوسعید) از سفر تشریف می آوردند (حضرت شاہ صاحب) استقبال ایشان می فرمودند حتی کہ یک بار آن حضرت مریض بودند و ایشان تشریف آوردند، بر چہار پائی خود شستہ مردمان را فرمودند کہ برابر داشتہ برید تا کہ استقبال فوت نہ شود و تا مسجد حکیم قدرت اللہ کہ بیرون خانقاہ بہ فاصلہ قلیلہ واقع است تشریف بردند و بہ نواز شہاے بسیار سرفراز ساختند۔ حضرت شاہ صاحب در ماہ مبارک رمضان ۱۲۳۱ھ حضرت ایشان را بہ ضمنیت خود سرفراز فرمودند، و در نصف ماہ جمادی الاولی ۱۲۳۲ھ بشارت بہ منصب قیومیت دادند و چون حضرت شاہ صاحب را مرض موت لاحق شد قیام حضرت ایشان در لکھنؤ بود۔ بہ ایشان تحریر فرمودند۔ می بینم کہ منصب آخر مقامات این خاندان عالی شان بہ شما متعلق و وابستہ شد و پیش ازین در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر جائے مانستہ اید و قیومیت بہ شما عطا کردند۔ و تحریر فرمودند۔ از غیب القامی شود کہ ابوسعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ عنہ برین باعث است و دیدہ ام کہ شما بران راست خود

بنشانده ام و منصبی کہ آثار آن عنقریب عاید بہ شہامی شود مفوض نموده خانقاہ شمار مبارک باد جلدتر
بیائید، تو کلا علی اللہ اینجبا آمدہ بنشینید۔

در سال یک ہزار و دویست و چہل و نہ عزم حرمین شریفین کردند فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید را
سجادہ نشین خانقاہ ساختند و فرزند او وسط حضرت شاہ عبدالغنی را رفیق خود ساختہ متوجہ آن دیار برکت
آثار شدند در حرمین محترمین علماء فضلہ اقتباس انوار از حضرت ایشان کردند و بعض بہ دخول طریقہ
ممتاز شدند بعد از حج در ماہ محرم و در بلد محترم مرض اسہال و جمی شروع شد چون مرض قدرے تخفیف کرد
در ماہ ربیع الاول بہ مدینہ منورہ سفر کردند۔ ایام مولد شریف ہمنو نجاب بودند بہ دوران قیام مدینہ منورہ در
شدت مرض تخفیف بود چون بہ جانب وطن رجوع فرمودند در مرض شدت شروع شد۔ باوجودیکہ علیل و
مسافر بودند بہ اول ماہ صیام ۱۲۵۰ روزہ داشتند۔ در آن روزہ شدت مرض زیادہ شد لہذا حکم بہ فدیہ
دادند بہ بست و دوم رمضان داخل بلدہ ٹونک شدند۔ نواب وزیر الدولہ بسیار تکریم و تعظیم نمود۔ مرض
شدت اختیار کرد۔ روز شنبہ کہ یکم شوال و روز عید بود در احوال تغیر پیدا شد بہ فرزند خود حضرت عبدالغنی
وصیت بہ اتباع سنت و اجتناب از اہل دنیا فرمودند و ارشاد کردند۔ اگر برادر اہل دنیا خواہی رفت ذلیل
خواہی شد و الا ایشان چون سگان بر دروازہ تو خواہند غلطید و فرمودند ہر چہ مار از اشتغال و اوراد رسیدہ
ترا بلکہ عبدالغنی را اجازت دادم۔ و فرمودند وقت کہ ام نماز ہست مولوی حبیب اللہ عرض کردند ہر نماز کہ
حضرت خواہند ادا فرمایند فرمودند امشب تمام شب در نماز گزشتہ است۔ بعد از نماز ظہر حافظ را بہ
قرأت سورۃ بیس حکم کردند۔ سہ بار شنیدند فرمودند پس کنید کہ وقت کم ماندہ است و فرمودند امروز
نواب در خانہ نیاید۔ پیشتر از امر کسے آمدہ بود فرمودند۔ از آمدن امر اطاعت می آید۔ بین الظہر و العصر از روز
شنبہ یکم شوال ۱۲۵۰ کہ روز عید بود انتقال فرمودند۔ مولوی حبیب اللہ و اہل قافلہ متکفل غسل شدند۔
مولوی خلیل اللہ قاضی ٹونک امامت نماز کردند۔ علماء، فضلہ، عمائدین، اُمراء و نواب ٹونک و جمیع
اہالی در نماز جنازہ شریک بودند۔ در تابوت پنبہ نہادہ جسد مبارک را بران نہادند۔ و بعد از چہل روز از
صندوق برآوردند چنان معلوم می شد کہ ہمین وقت غسل دادہ اند۔ ہیچ تغیر در حضرت ایشان نہ بودہ ،
پنبہ کہ زیر ایشان در تابوت بود نہایت معطر بود، مردم آن را تبرکاً بردند۔ حضرت ایشان را در خانقاہ شریف
دہلی بہ پہلو پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب بہ جہت غرب سپرد خاک کردند۔ کسے گفتہ و خوب گفتہ

سعید ازل آمدہ نام او سعادت بود اولین کام او

زر حمت کہ بودہ خزائن ہزار کلیش بدو دادہ پروردگار

بہ ملکِ طریقت شہِ بے نظیر بہ کوئے حقیقت فشیخ کبیر
چو جبریل در راہِ عرفان دلیل نبیِ راجیب و خدا را خلیل
بہ محبوبیش برگزیدہ خدا بہ قر و بیش برستودہ قضا
ز بہر غریبان بے اعتبار بود آیتِ رحمتِ کردگار
امینِ جہان پردہ دارِ زمین بہ روئے زمین آسمانِ برین
بہ ہندوستان گرچہ دارد مقام بہ بالائے ہفتم فلک راندہ گام
گزشتہ بہ یک گام زین نہ طہق ز قدوسیان بردہ گوئے سبق
بہ ملکِ امارت ولایت بسرد بہ کوئے نبوت وراثت بسرد
مرتعِ نشینِ مسدس سرا بہ راہش جبین سودہ ہفتم سما

مولوی خلیل احمد مضطرب بھوی مجددی رامپوری از مخلصین حضرت شاہ صاحب و از مجتہدین

حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ اسرار ہم تاریخ وفات حضرت ایشان گفتہ

امام و مرشد ما شاہ ابو سعید سعید بہ روز عید چو شد و اصل جناب خدا

دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش "ستونِ محکم دین نبی فتادہ زیبا" ۱۲۵۰

حضرت ایشان قدس سرہ در بیان سلوک مجددیہ رسالہ "ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السباکین"

نوشتہ اند۔ از بہترین رسائل است درین باب۔ در سیر الکاملین نوشتہ "بعض مخلصین در

مکہ معظمہ آن را مترجم بہ زبان عربی کردہ اند"

حضرت ایشان را دو زوجہ بود و از ہر دو اولاد شدہ۔ اولی زبیدہ دختر غلام صدیق فرزند عظیم القدر

اولاد

از بطن ایشان یک پسر احمد سعید و یک دختر مجیدہ۔ دُخری حسینی بنت میر بادشاہ بن میر احمد

مجددی۔ و از بطن ایشان دو پسر عبد الغنی و عبد المغنی۔ تزییل۔ عاجز در دیباچہ کتاب ذکر کردہ کہ از حضرت

شاہ ابو سعید قدس سرہ ذکر جمیع افراد این فرع مبارک انشاء اللہ کردہ خواہد شد۔ تا نامہائے ایشان محفوظ

ماند و سلسلہ تعارف گستہ نہ شود۔ لہذا عاجز بیان جمیع اولاد حضرت ایشان می کند۔

ولادت ایشان بہ شب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۹ جون ۱۸۱۹ء

حضرت شاہ عبد الغنی

در محلہ مغلیہ نزد خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ بہ ظہور رسیدہ۔

نام تاریخی "مظاہرِ حلیم" است۔ و وفات ایشان در مدینہ منورہ بہ روز شنبہ ۲۹ محرم ۱۲۹۶ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۸۷۸ء

بہ وقوع آمد و در حین البقیع بہ پہلوئے حضرت برادر خود شاہ احمد سعید متصل گنبد مبارک حضرت عثمان ضی اللہ عنہ

مدفون شدند و بہ مراد خود رسیدند چنان کہ در مکتوب دوم ظاہر فرمودہ اند۔ سال وفات از "شد اند زمین آفتاب علوم" ظاہر است۔ این مادۂ تاریخی را عاجز از حضرت سیدی الوالد قدس سرؤ شنیدہ بودہ چنانچہ این مصرع نفیسہ را عاجز در سلک نظم سفتہ و گفتہ ۵

امام زمن شاه عبدالغنی شریعت پناہ و طریقت اروم
چو ہفت محرم سہ شنبہ رسید بہ جنت برقت و برست از ہوم
چہا دالم گفت سال وصال "شد اند زمین آفتاب علوم" = ۱۲۹۶

قرآن مجید در خورد سالی حفظ کردند و علوم ظاہری از مولانا حبیب اللہ و علوم باطنی از حضرت والد بزرگوار خود کسب می کردند۔ ہنوز از تحصیل علوم فارغ نہ شدہ بودند کہ در ۱۲۹۶ ھ ہمراہ والد بزرگوار خود بہ سفر حرمین شریفین روانہ شدند مولانا حبیب اللہ کہ استاد ایشان بودند نیز درین مبارک سفر رفیق ایشان بودند، این سفر برائے حضرت ایشان از بس مبارک واقع آنچہ از فوائد باطنی نصیب ایشان شد، غیر ازین چہ گفتہ آید کہ لَا یَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ۔ البتہ فوائد علوم ظاہری جناب ایشان را بہ درجہ علیارسانید و سند حدیث شریف ایشان از اعلیٰ اسانید عالم شد جناب ایشان از شیخ محمد عابد سندھی و از شیخ اسماعیل رومی سند حدیث حاصل کردند۔ علما کرام در بیان سند ایشان رسالہا نوشتہ اند۔ شیخ محمد حسن بن سحیح التیمی ثم البکری (دای الصدیقی)، التہیثم الفرینی رسالہ الیابغ الحنبی فی اسانید الشیخ عبد الغنی بہ عربی نوشتہ اند، این رسالہ طبع شدہ است۔ شیخ محمد حسن در موضع مظفرہ متصل پیگوسرائے ضلع مونگیر، بہار، قیام داشتند، و رسالہ دیگر از جناب شیخ عبدالوہاب صاحب بن خدیار (حبیب اللہ بن عظیم حسین یار صدیقی مہاجر مکہ مکرمہ است کہ نامش الْمَوْرِدُ الْهَنْدِی فی اسانید الشیخ عبد الغنی است، این رسالہ نیز بہ عربی است و طبع نہ شدہ، نزد عاجز نسخہ قلمی موجود است۔ حضرت ایشان چون بہ ہند مراجعت فرمودند تہ تکمیل

علوم ظاہری و باطنی مشغول گشتند از شاہ محمد اسحاق ابن بنت حضرت شاہ عبدالعزیز دشاگرد و جانشین ایشان حدیث شریف و علم باطن چندے از برادر کلان حضرت شاہ احمد سعید و سپس از مرزا عبدالغفور خوجوی کہ از اعظم خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودند و حاصل کردہ بہ تدریس و تعلیم علم ظاہر باطن مصروف گشتند۔ اشتغال حضرت ایشان بہ علم حدیث بیشتر بودہ، در ہندوستان و در مدینہ منورہ صد ہا افراد از علمائے کاملین بہ خدمت ایشان رسیدہ حدیث شریف از ایشان خواندند، از کثرت مزاولت حدیث شریف در نسبت مبارکہ ایشان عجب لطافت پیدا شدہ بود کہ غیر از اصحاب بصیرت کسے ادراک آن

۵ اروم بضم ہمزہ سگے را گویند کہ برائے اہتداد و صحرانصب کنند و اروم بہ فتح ہمزہ اصل شجر را گویند۔

نہی توانست کرد، در اتباع سنت و عمل بر عزیمت یکتائے روزگار بودند، سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ احوال ایشان را قدرے تفصیل در کتاب آثار الصنادید بہ اردو نوشتہ اند، عاجز بر خے از کلام ایشان ذکر میکنند، نوشتہ اند ما معنک حضرت ایشان نیز فرزند ارجمند حضرت شاہ ابوسعید اندونی الحقیقت جو ایشان فخر خاندان است، اوضاع و اطوار ایشان جداگانہ و کیفیات و احوال ایشان یگانہ اند، اوقات ایشان نوبت مستحسن اند کہ شاید در ازمان سابقہ از نیکوکاران بودہ باشند، نشست ایشان در مسجد شریف، و عمل ایشان بہ ہمہ وقت در ہمہ حال بر طریقہ محمدیہ، اے خوشحال کسے کہ ہمہ وقت مراعات احوال نبی خود را کند و از دنیا و مافیہا خبرے نہ داشتہ باشد حضرت ایشان در اتباع سنت بہ نوعی سعی می کنند کہ اگر مسکن آسمان و زمین ایشان را بہ لقب محی السنۃ و قاصح البدعۃ یاد کنند روا باشد، از ترک ادنی سنت چیزے را بدتر نہ می دانند، اگر استفسار از شخصے شود کہ فنانی السنۃ و محدود شریعت و شہسوار میدان طریقت بود پس غیر از ذات فیض آیات ایشان کسے دیگر نیست، کسے کہ در امور تافہہ این گونه احوال دارد پس خیال کنید کہ در امور عظیمہ بہ چہ متوال و چہ اتقا بودہ باشد۔ الخ۔ سید احمد خان چہا رسالہ بودند کہ ہمراہ پدر بزرگوار خود، سید محمد تقی بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ چند بار رسیدہ اند و یاد آن مبارک صحبت در حافظہ خیال ایشان تادم واپسین ثبت بودہ و فیما بعد یک گونہ تعلق با خانقاہ و اہل خانقاہ داشتند، لہذا ہر چہ کہ بآ حضرت نوشتہ اند از روئے دید و معانیہ نوشتہ اند، ایشان دیدند کہ حضرت شاہ عبدالغنی میوہ آنبہ را کہ از بازار گرفتہ شدہ باشد، بیچ گاہ استعمال نہ فرمودند۔ زیرا کہ در ہندوستان بیچ باغہائے آنبہ بہ وقت ظہور گل می شود، و از روئے شریعت این بیچ جائز نیست۔ لہذا حضرت ایشان از استعمال آنبہ پرہیز می کردند بلکہ استعمال ہر آن شے کہ در بیچ آن فساد می بود، اجتناب می کردند سید احمد خان مشاہدہ این امر کردہ بودند و نوشتہ اند۔ "امورے را کہ مابہ سختان کمتر از موے می پنداریم، نزد ایشان از محالات بودہ لہذا از لطف و لذت این گونہ فواکہ حضرت ایشان آشنا نہ بودند"

حضرت ایشان آشنا نہ بودند

خدا نا تر سے دور از کارے بر رسالہ مبارکہ ایشان کہ سفار السائل نام دارد اعتراضات

فاسدہ کردہ، چون عاجز تحریرات آن بداندیش دید جو البش بہ صورت کتاب کبیر الموسوم

بہ القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی در سال ہزار و سہ صد و شصت تحریر کرد، درین کتاب این عاجز منقبتے از حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ۔ بر خے از ان نقل می کند۔

چہ گویم وصف شہ عبدالغنی را
امام و مرشد دار نبی را
بہ غلوت خانہ دل داشت قرآن
بہ رقت ہا تلاوت کردے ہر آن

عنانِ ہمتش برتافت آن پاک
حدیثِ مصطفیٰ را گشت شاغل
ز خوردی بود منظورِ خدا رس
بہ جدو سعی در اندک زمانہ
اجازت یافت از مردانِ یکتا
ز اخلاقِ رذیلہ شد مُبرّی
زبان در ذکرِ حق ہر آن جاری
ہمہ تن پائے در راہِ رضا بود
ہمہ تن لب برائے ذکرِ سبحان
نہ گفتے، نہ برفتے، نہ شنیدے
بہ ظاہر پیکرش از خاک بودہ
گجاہند و گجا طیبہ بیندیش
بہ کوہ و دشت و دریا جہادہ پیود
زہے قسمت کہ کامل بست و یک سال
گجے ذکر و گجے تدریس تنزیل
بدین سان عمر خود آنجا بسر کرد
بہ آخر شد چو دور ز ندگانی
بہ صبا خواہش گرفت آن جامِ رنگین
سلام از ما رسد ہر دم بہ جانش
الہی آنچہ از احسان کردی
ازال فیضان یک جُرعہ عطا کن
نگاہے لطف کن دل شاد گردد

علومِ دین را بر خواند چلاک
بسے اسنادِ عالی کرد حاصل
خدا رس را نظر دارد اثرِ بس
بدید از لطف مولی بے کرانہ
خلافت یافت از پیرانِ والا
بہ آدابِ رسول اللہ مُحَلّی
دلش معمور از انوارِ باری
ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود
ہمہ تن دیدہ بہر دید جانان
نہ دیدے، گر رضائے حق نہ دیدے
بہ باطن کُل ز نورِ پاک بودہ
سعادت یاور و اقبال در پیش
بہ دارِ مصطفیٰ آن گہ بیاسود
سکونت کرد آنجا فارغ البال
گجے بحث از حدیث و جرح و تعدیل
ہزاران بے ہنر را با ہنر کرد
ملک آورد حجامِ ارغوانی
نثارش کرد فوراً حبانِ شیریں
الہی از تو رحمت بر روانش
گرامتہا بہ وے ارزان کردی
ازان عرفان یک لمعہ عطا کن
ولائے دوستانت زید دارد

تالیفات ایشان | بر سنن ابن ماجہ حاشیہ لطیفہ نوشتہ اند کہ انجاء الحاجہ نام دارد و رسالہ
تخریج احادیث مکتوبات رسالہ شفاء السائل و رسالہ تحفہ تیموریہ و در اردو
ترجمہ نصاب الاحساب از تالیفات ایشان است۔ بجز تخریج احادیث مکتوبات ہمہ طبع شدہ اند۔

مکتوباتِ ایشان

مرد پاک طبیعت پاک باطن حافظ محمد یعقوب مجددی نسباً و مشرباً ساکن پانی پت
مکاتیب شریفہ حضرت ایشان را جمع کرده بود و برائے ملاحظہ نزد حضرت سیدی
الوالد قدس سرہ آورده بود۔ ایشان از مطالعہ آن مجموعہ مبارکہ بسیار محظوظ و مسرور شدہ بودند۔ حافظ محمد یعقوب
قصہ طباعت داشت لیکن اسباب فراہم نہ شد و در عقد خامس از مائتہ چہار و ہم بعد آن ناہز الثمانین من
العمد سفر آخرت اختیار کردند رحمہ اللہ و آن مجموعہ ثمینہ ضائع شد۔ نزد این عاجز یازدہ خطوط کہ نوشتہ دست مبارکہ
ایشان است محفوظ اند۔ پنج ازان متعلق بہ امور خانگی اند۔ شش را این عاجز نقل می کند۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ فَرْزَنْدِ عَزِیزِ حَافِظِ الْبَوَّالِخِر و والد ایشان سلام خوانند۔ الحمد للہ
عَلٰی عَافِیَّتِکُمْ وَسَلَامَتِکُمْ۔ مکتوب شمار سید۔ خوش وقت ساخت۔ رَزَقَنِی اللّٰهُ وَاٰیَاکُمْ اِتِّبَاعَ الشَّرِیْعَةِ
السَّنِیَّةِ الْمَرْضِیَّةِ الْمُصْطَفَوِیَّةِ بِجَاهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ۔ والسلام، ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ
۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ ہَمِشِرِہ و محترمہ اہل خانہ نواب قطب الدین خان صاحب
سلام مطالعہ فرماید۔ از استماعِ رحلتِ دوست قدیم خود صدمہ بردل رسید۔ لیکن چون مراد ایشان و مراد ماموت
در حریم شریفین ہست و ازین معنی حمد خدا بہ جا آورده۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحَقْنَا بِقُرْطَنَ الصِّدِّیْقِیْنِ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
عَلِیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ والسلام ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ
۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ فَرْزَنْدِ عَزِیزِ مِیَانِ الْبَوَّالِخِر و والد ایشان سلام خوانند۔ مکتوب
ایشان مشعروقاتِ میان خورشید احمد صاحب رسید۔ دعاہائے مغفرت در حق ایشان نموده شد۔ اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ كَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقٰی السَّمْعَ وَہُوَ شَہِیْدٌ۔ باید کہ پس ماندگان عبت بگیرند و موت را
نصب العین دارند۔ اگرچہ ماند خضر لیک جاودانہ نہ ماند۔

نہ ماند ام و زکس عمخوار این بیمار سودائی ؛ فغان از بے کسی فریاد از بیداد تنہائی

صَلٰی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَسَلَام ۲۵ رجب ۱۲۹۰ھ

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ فَرْزَنْدِ عَزِیزِ مَوْلٰوِ الْبَوَّالِخِر و والد ایشان سلام خوانند۔ مکتوب
رسید۔ از اشتغال ایشان بہ علوم دینیہ و امور لقیینیہ مسرور شدم، طوبی لِمَنْ اَتَرَ مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْقٰی۔ سَبْعَةُ
یُظِلُّکُمُ اللّٰهُ فِی ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ، شَآءَ نَشَآءَ فِی عِبَادَةِ اللّٰهِ۔ الْحَدِیْثُ۔

وَسْأَلُ مُوَلَّانَا الْکَرِیْمِ اِلَہْمَا یَصْرِفْ نَائِمًا یُظِلُّ بِظِلِّہٖ

بِجَاهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ
اَلِہِمَّ وَاَصْحَابِہٖمُ، وَیَرْحَمُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ قَالَ اٰمِنْ۔ زید۔

به کدام آئینه مائلی که ز فرصت همه غافل
تو نگاه دیده بسملی مژده واکن و به کفن درآ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - ۲۶ رجب ۱۲۹۲ هـ

۵- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ از عبد الغنی فرزند ی عزیز می مولوی محمد عمر و مولوی ابوالخیر سلام
مطالعه نمایند مکتوب ایشان در باب عزای فرزند نورالله مرقد رسیده الحمد لله علی کل حال
هر چه بر تو آید از شادی و غم هم زگستاخیست و بدبیا کیست هم
وَقَفْنَا لِلَّهِ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَى، اگر ایمانست همه احسانست. والسلام، ذیقعه ۱۲۹۳ هـ

۶- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ از عبد الغنی عزیز از جان و دل مولوی محمد عمر صاحب سلمه الله تعالی
بعد از سلام سنت اسلام مکشوف باد مکتوب محبت اسلوب در عین انتظار رسید مسرور ساخت. درین
جادو حادثه عظیم در پیش آمدند یعنی بتاریخ ۹ ماه ربیع الآخر امت کریم انتقال کرد که از چند ماه مریض
بود و بعد پانزده روز شب جمعه محمد موسی انتقال کرد. روز چهارشنبه برائے سبق ترمذی به خانه حاجی صاحب
رفته بود، بعد سبق سردی معلوم شد. به خانه آمد، بخار شد، شب دوم انتقال کرد. اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ
رَاجِعُونَ، اوسبحانه، مغفرت فرماید. ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ هـ

إِجَازَات = حضرت سیدی الوالد قدس سره از ایشان جامع ترمذی خواندند حضرت ایشان قدس سره
درج ذیل اجازت نامه نوشته و مهر کرده به ایشان عنایت کردند.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ دَائِمًا
كَثِيرًا، أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأْتُ عَلَى الْوَلَدِ الْأَعَزِّ أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بَصِيحًا لِلَّهِ مَامِ ابْنِ عِيسَى مُحَمَّدِ بْنِ سَوَّ
الْتَرْمِذِيِّ مِنَ الْأَوَّلِ إِلَى الْآخِرِ إِلَّا أَنَّهُ قَاتَ مِنْهُ نَبَذًا مِنَ الْكِبَابِ وَأَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى لَهُ الصَّوَابَ وَأَنْ
يُوفِّقَهُ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَّةِ وَالْهُدَى وَأَجَزْتُ لَهُ بِمَا يَجُوزُ الرِّوَايَةِ عَنِّي
عَلَى الْعُمَمِ وَأَوْصِيهِ بِالْوَرَعِ وَالْتَّقْوَى وَاجْتِنَابِ أَهْلِ الْهَوَى وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ - كَتَبَهُ الْمُتَلَجِّي إِلَى حَرَمِ
النَّبِيِّ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَجْدِيِّ دِي سَامَحَهُمَا اللَّهُ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ سَلَامًا مهر
(إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ)

حضرت ایشان قدس سره بر اجازت نامه سید احمد حسن عرشی قنوجی برادر سید صدیق حسن قنوجی

بھوپالی درج ذیل عبارت نوشته اند.

وَالْوَاجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْلُكَ بِسِيرَةِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ مِنَ الصُّوفِيَّةِ وَالْفُقَهَاءِ الْقَادَةِ
وَالْمُحَدِّثِينَ الْمُسْتَقِيمِينَ عَلَى الْجَادَّةِ لَكَابِنِ حَزِيمٍ وَابْنِ تَيْمِيَّةٍ - ۱۶

چونکہ صدیق حسن خاں بھوپالی ازریقہ تقلید جید خود را کشیدہ بود و ہوائے اجتہاد بہ دماغش رسید بود و بہ اتباع ابن تیمیہ و ابن عبد الوہاب قدم نہادہ بود۔ و مشہور است کہ المجلس الی المجلس بمیل۔ لہذا حضرت ایشان بہ سید عرشی نصیحت کردند و راہ صہواب نشان دادند۔ و مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔

ازین عبارت مسلک حضرت ایشان بہ خوب و جہ ظاہر است کہ مراد از اتباع سنت آن نیست کہ مسلک و مذہب ائمہ دین را کسے بگزارد۔ چہ اتباع ائمہ دین عین اتباع سنت مطہرہ است۔ این بزرگواران از خود چیزے نہ گفتہ اند بلکہ ارشادات مختلفہ نبویہ و اعلیٰ صاحبہا الصلاۃ و التحیۃ بہ وجہ نیک مطالعہ کردہ اند و آن چہ اصلح بودہ آن را گرفتہ اند۔

نیاوردم از خانہ چیزے نہ گفتہ تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

میلاد شریف

در ہندوستان بعض افراد می گویند کہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ در محافل میلاد شریف کہ خاص در شب دوازدهم ماہ مبارک ربیع النور انعقاد یا بندوبست ذکر ولادت شریف قیام کردہ شود شریک نہ می شدند۔ این قول سراسر ناصواب و خلاف واقع است حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بارہا می فرمودند کہ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی ما را پسند است بلکہ حضرت ایشان بہ حافظ احمد صاحب فرزند مولانا قاسم رحمہما اللہ مکتوبے نوشتہ اند و در ان این عبارت تحریر کردہ اند، شیخ الدلائل مولانا مولوی عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکرمہ از خلفائے عالی مرتبت حضرت شاہ عبدالغنی اند ایشان بہ فارسی کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم نوشتہ اند و این کتاب حسب ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ در مطبع محمود المطابع دہلی در ۱۳۰۳ھ طبع شدہ بر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی را و ارشاد ایشان نقل کردہ اند کہ بہ یکشنبہ دوازدهم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۶ھ در صحن مسجد نبوی محفل مبارک میلاد شریف منعقد شد حضرت ایشان درین محفل مبارک شریک بودند و بہ وقت ذکر ولادت شریف چون برائے قیام ہمہ استادند حضرت ایشان نیز قیام کردند مولوی عبدالحق نیز شریکین مبارک محفل بودند و بعد ازین چون مولوی صاحب حضرت ایشان اجازت خلافت عنایت کردند، در باب میلاد شریف بہ تصریح تمام امر کردند و برائے ابلاغ این امر تاکید فرمودند چنانچہ امتثالاً الامر الکرم مولوی صاحب این کتاب نوشتند و حاجی صاحب رطباعت آن سعی فرمودند۔ جَزَاهُمُ اللہُ خَیْرًا۔

اولاد

پرو دگار ایشان راشش فرزند ۱۔ عبداللہ ۲۔ عبدالرحمن ۳۔ اسماعیل ۴۔ عبدالقادر ۵۔ عبدالاحد ۶۔ صالح، و دہ دختر ۱۔ زینب ۲۔ ام الفضل ۳۔ ام کلثوم ۴۔ امۃ اللہ کبری ۵۔ رقیہ ۶۔ رابعہ ۷۔ تقیہ ۸۔ امۃ اللہ صغری ۹۔ میمونہ ۱۰۔ امۃ الرحمن۔ از زوجات ثلاثہ، اولی مجددیہ، ثانیہ، افغانیہ ثالثہ مغربیہ عنایت فرمود۔ جمیع فرزندان و جمیع دختران بجز امۃ اللہ صغری درجات ایشان رحلت نمودند۔ از سہ دختر

سلسلہ اولاد جاری است۔۔۔۔۔ خُلفاء۔ احوال خلفاء تہ تفصیل معلوم نہ شدہ۔ نامہائے ہفت افراد بہ عاجز معلوم شدہ است و آن را می نویسد۔

امولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکہ مکرمہ صاحب علم و تالیفات بود۔ از تالیفات ایشان است۔
الْاَكْلِيلُ عَلَى مَذَارِكِ التَّنْذِيلِ کہ در ہفت جلد طبع شدہ۔ و۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم کہ بہ طبع
رسیدہ۔ و۔ الفقہ الاکبر شرح الكنز الاصغر کہ غیر مطبوع است و نزد عاجز موجود است۔

۲۔ حضرت شاہ ابوالاحمد مجددی بھوپالی۔ | ۳۔ شاہ رفیع الدین دیوبندی

۴۔ مولوی امین الدین نانوتوی۔
۵۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ۔

۶۔ میاں احمد جان دہلوی۔
۷۔ قاری رحیم بیگ دہلوی۔

از سابق الذکر چهار افراد اشاعت سلسلہ شریفہ شدہ۔

حضرت ایشان فرزند ثالث حضرت شاه ابوسعید اند و ولادت ایشان
 به هفدهم ربیع الآخر ۲۳۹ هجری در کهنوبوده فیصل الرحمن نام تاریخی است

وفات بہ دوازدهم ربیع الاول ۱۲۹۲ھ در مدینہ منورہ شدہ و در جنت بقیع نزد قبۃ حضرت عثمان ذوالنورین مدفون شدند۔ اَبْرَدَ اللّٰهُ قَبْرَهُ وَ ثَرَاهُ۔ مادہ تاریخ وفات است۔ یازدہ سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان رحلت فرمودند، در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کردند حضرت والد، ایشان را بسیار دوست می داشتند۔ گویند کہ در آیام خورد سالی روزی چند افراد حضرت ایشان را گفتند کہ طلب گار توجہ شما، هستیم حضرت ایشان مسجہ را در دست گرفته بہ شدّت هُوَ گفتند، بر حاضرین عجب تاثیر می شد۔ از مولوی عبدالقیوم و مولوی حبیب اللہ و حضرت شاہ عبد الغنی علم ظاہری خواندند و از حضرت شاہ احمد سعید علم باطن حاصل کردند و از حضرت شاہ خطیب احمد فرزند حضرت شاہ رؤف احمد نیز استفادہ کردند۔ ذات مبارک ایشان جامع اوصاف جمیلہ و اخلاق حسنہ بودہ، در تواضع و شکست و مسکنت و تحمّل و دید قصور۔ بر سیرت آبائے کرام و بر طریقہ مشائخ عظام مستقیم بودند۔ بعد از تسلط فرنگ خدا ہم اللہ بردہلی، چند سال در ہندوستان قیام کردند، شبے در خواب بہ دیدار ربّ العزت جل شأ و عم احسان، مشرف شدند، عرض کردند، بار خدا یا تمنائے سکونت طایبہ و آرزوئے موت در ان بلدہ منورہ دارم۔ دعائے ایشان مقبول شد۔ حضرت ایشان مع اہل و عیال بہ مدینہ منورہ ہجرت کردند و در جنت بقیع آرام فرمودند رَحِمَہُ اللّٰهُ وَ قَدْ سَ سِرَّہُ۔

اولاد حضرت ایشان را سه پسر و سه دختر شده بود، محمد و عائشه و ابراهیم و نامهای بقیه معلوم نشده بجز محمد همه در خورد سالی وفات یافتند و ولادت شیخ محمد در ماه ربیع الاول ۲۴۳ هـ در خانقاه شریف

دہلی ہوئے۔ مصباح المغنی، تاریخی نام است و بہ ہمین نام اشتہار داشتند۔ مصباح تخلص ایشان بود۔
در خود سالی حفظ قرآن مجید کردند و بر خے از کتب خواندند۔ از حضرت شاہ محمد مظہر استفادہ علوم باطنی فرمودند
عجب مرد پاک طینت، پاکیزہ مسلک بودند۔ از اہل دنیا دور و از احوال خود منسور و نہ با کسی کارے و نہ از شخصے
باے۔ یادگار ایشان یک دختر حبیبہ و یک دیوان ضحیم از اشعار بودہ۔ در حرب عمومی اولین چون از وجہ فقدان
غلہ اہل مدینہ را حکومت ترکیہ بہ اطراف شام و مصر و ترکیہ برد حضرت ایشان بہ شام رفتند و در ۱۳۳۲ھ در حمص
وفات یافتند و در جوار سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدفون شدند قَدَّسَ اللہُ سِرَّہُ وَنَوَّضِرَیْجَہُ۔

بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید قدس

اسم گرامی حضرت ایشان احمد سعید و کنیت ابوالمکارم و لقب لکاتبہ جدی سراج الاولیاء تخلص
سعید بود۔ ولادت بابرکت ایشان در مصطفیٰ آباد (ریاست رامپور) بہ یکم ماہ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ مطابق
۳۱ جولائی ۱۸۰۲ء بہ ظہور رسیدہ و وفات شریف بین الظہر و العصر از روز سہ شنبہ دوم ماہ مبارک ربیع النور ۱۲۶۶ھ
مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۵۲ء در مدینہ منورہ طابہ و طیبہ بہ وقوع پیوست، و در محراب نبوی علی صاحبہ الصلاۃ و
التحیۃ در جائے کہ نماز جنازہ جد اکبر حضرت ایشان امیر المومنین و امام الاعلیٰ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ
خواندہ شدہ بود۔ نماز جنازہ حضرت ایشان خواندہ شد و در جوار قبہ حضرت ذوالنورین آرام پذیر شدند۔
رَحِمَہُ اللہُ وَعَظَرَ ضَرِیْجَہُ وَرَفَعَ مَکَانَہُ وَقَدَّسَ سِرَّہُ۔

احوال مبارکہ حضرت ایشان را فرزند اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در کتاب مناقب احمدیہ مقامات
سعیدیہ تفصیل نوشتہ اند، این کتاب بہ فارسی است و در ۱۲۷۱ھ تالیف شدہ مظاہر حکیم احمدی نام تاریخی
کتاب است و این کتاب را جناب حاجی دوست محمد قندہاری بہ توسط احمد مرزا خان در اکمل المطابع واقع شہر
دہلی طبع نمودند، و فی الجملہ حضرت مولف این کتاب را بہ عربی تحریر کردند کہ بعد از احوال حضرت ایشان قدس سرہ در ۱۳۱۳ھ
در قزاق طبع شدہ، و حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید احوال مبارکہ حضرت والد ماجد خود و
احوال حضرت جد امجد شاہ احمد سعید را در کتاب "ذکر السعیدین" بہ صورت اختصار نوشتہ اند، این کتاب بہ لسان
اردو است و بہ یازدہم ماہ شعبان ۱۳۱۵ھ در مطبع مظہر النور متصل مسجد سرخ واقع مصطفیٰ آباد، رامپور،
بہ طبع رسیدہ، و جد این عاجز حضرت شاہ محمد عمر در کتاب انساب الطاہرین بہ صورت مختصرہ احوال مبارکہ
حضرت والد خود نوشتہ اند و این کتاب نزد عاجز موجود است۔
و کسے رسالہ بہ فارسی نوشتہ است و درین رسالہ ذکر حضرت مخدوم عبدالاحد حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی و حضرت خواجہ باقی باللہ و ہر دو فرزند ان ایشان و ذکر کاملین از اولاد حضرت مجدد نازمانہ تالیف رسالہ بہ صورت اختصار نوشتہ است و ذکر حضرت مرزا منظر جان جنان و حضرت شاہ غلام علی نیز آمدہ۔ درین رسالہ ذکر حضرت جدی آمدہ و نوشتہ شدہ کہ حضرت ایشان در ۱۲۹۱ھ وفات یافتہ اند و ذکر حضرت شاہ محمد منظر نیز آمدہ و نوشتہ شدہ کہ ایشان بہ حیات اند۔ و وفات حضرت ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۱ھ بہ وقوع آمدہ۔ ازین جامع معلوم می شود کہ این رسالہ بعد از وفات حضرت جدی و قبل از وفات حضرت شاہ محمد منظر نوشتہ شدہ۔ نزد عاجز مسودہ این رسالہ موجود است رسالہ اگرچہ مختصر است اما قیمہ است چونکہ مؤلف اکتفا بر ذکر اہل کمال کردہ ازین جهت عاجز این رسالہ را بہ سیر الکاملین نام زد کردہ تا در حوالہ دقتی نہ ماند۔ عاجز احوال حضرت ایشان قدس سرہ از مذکورہ بالا کتب می نویسد۔ آثار رشد و ہدایت از خورد سالی بر حسین مبین ظاہر بود حضرت شاہ غلام صدیق کہ والد بزرگوار حضرت والدہ ایشان بودند نہایت عابد و زاہد و عالم با عمل و پاک نفس بودند۔ حضرت ایشان را بسیار دوست می داشتند مشرب حضرت ایشان را در یافتہ موسوم بہ غلام غوث کردند۔ یعنی این فرزند ارجمند را از غوثیت نصیب خواہد بود۔ تا نوزدہ سال در کنف عاطفت جد بزرگوار حضرت صفی القدر پرورش یافتند۔ احیانا ہمراہ قبلہ گاہ خود بہ خدمت ارشاد پناہی حضرت شاہ در گاہی می رفتند حضرت در گاہی از روی لطف حضرت ایشان را بہ پہلوئے خود جہانئے می دادند و احیانا از ایشان استماع کلام پاک می نمودند۔ و دست شفقت بر سر ایشان نہادہ فرو می آوردند، چون قبلہ گاہ ایشان بہ خدمت قیوم جہان حضرت شاہ غلام علی بہ دہلی رسیدند جناب ایشان ہمراہ ایشان بودند۔ دران وقت سن مبارک دہ سالہ بود کہ وابستہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شدند۔ لطف و محبت حضرت شاہ صاحب براحوال حضرت ایشان بے غایت بود حتی کہ حضرت شاہ صاحب ایشان را بفرزندیت خود گرفتند۔ فیالہام من گرامۃ و سعادۃ۔ حضرت شاہ صاحب از فرط مسرت بر زبان خود می راندند۔ ما از مخلصین فرزندے طلب کردیم، کسے بہ مانہ داد ابو سعید طلب ما را قبول کردہ لخت جگر خود را بمن دادہ۔ شاہ صاحب ایشان را داخل سلسلہ کردہ فرمودند۔ اے فرزند حال را با قال جمع کنید۔ از علمائے کرام علم ظاہر بخوانید و در اوقات فراغ شامل حلقہ شوید۔ چنانچہ حضرت ایشان ب تحصیل علوم ظاہری پرداختند و ہر گاہ کہ فرصت می یافتند شریک حلقہ مبارکہ می شدند۔ حضرت ایشان بیان کردہ اند۔ کہ در حلقہ حضرت شاہ صاحب کثرت متوسلین بہ حدے می بود کہ برائے نشستن خود جہانئے نمی یافتم و بر کنارہ حلقہ استادہ فرجہ را تلاش می کردم کہ نظر مبارک حضرت شاہ صاحب بر من می افتاد و مرا طلب کردہ نزد خود بر مسند ارشاد می نشاندند۔ عاجز گوید عفی اللہ عنہ کہ درین جا اشارہ است بہ آنکہ این مسند ارشاد و راستہ بہ این فرزند خواہد رسید و ہچنان واقع شد۔ حضرت ایشان رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، ریحان العین الحیۃ

مکتوباتِ قدسی آیاتِ حضرت امام ربانی، مثنوی معنوی، مشکاة المصابیح، وجامع ترمذی از حضرت شاہ صاحب و کتب معقول از مولوی فضل امام و بقیہ کتب از مولوی رشید الدین خان تلمیذِ رشید شاہ عبدالعزیز خواندند بہ خدمت حضراتِ ثلاثہ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر حاضری شدند۔ گاہے برائے زیارت و گاہے برائے استفادہ حضرت ایشان می فرمودند کہ این ہر سہ برادر در علوم دینیہ بجز بے کنار بودند و تفسیر کلام الہی حضرت شاہ عبدالعزیز آیتہ بود از آیات الہیہ۔ ہر سہ برادر اصحاب نسبت و کشف صحیح بودند البتہ کشف شاہ عبدالقادر بغایت اعلیٰ و درست بود۔ ایشان دوازده سال ریاضات و مجاہدات کردہ بودند و از بعض خلقائے این طریقہ (یعنی طریقہ مجددیہ معصومیہ) استفادہ نمودہ اند۔ جناب ایشان بسیار احترام و تکریم مامی کردند و نہ نہایت محبت پیش می آمدند۔

حضرت ایشان در مصطفیٰ آباد رامپور از مفتی شرف الدین و از خال والد بزرگوار خود مولوی سراج احمد سعیدی مجددی نیز تحصیل علم کردہ اند و از موخر الذکر اجازت حدیث رحمت السلسلہ الاولیہ عن طریقی حضرت المجد حاصل کردند۔ و در لکھنؤ از مولوی محمد اشرف و مولوی نور نیز تحصیل علم کردہ اند۔ مولوی محمد اشرف بہ غایت محقق و مدقق بودند و مولوی نور صاحب نسبت بودند۔ و حضرت ایشان اجازہ عامہ از حدیث شریف از حضرت شاہ عبدالعزیز حاصل کردہ اند۔ حضرت ایشان کسب سلوک از ابتدا تا انتہا از حضرت شاہ صاحب کردہ اند۔ حضرت شاہ صاحب در رسالہ خود کہ در حدود ۱۲۳۷ھ تالیف فرمودہ اند نسبت بہ ایشان نوشتہ اند: "حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابو سعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود" و بر حاشیہ این رسالہ از حضرات کرام کہے نوشتہ: "و نیز در جائے ارقام نمودہ اند فرزند ایشان (یعنی حضرت ابو سعید) حضرت احمد سعید حافظ و عالم از پدر خود کم نیست اجازت تعلیم طریقہ ازین فقیر دارد۔ انتہی منقول از عین مسودہ حضرت شاہ صاحب و قبلہ است۔"

در روز عید قربان در مجمع عام حضرت شاہ صاحب بہ دست مبارک خود ملبوس خاص از قسم کلاہ و دستار و پیراہن مبارک حضرت ایشان را پوشانیدند و بہ خلافت عامہ و اجازت مطلقہ سرفراز فرمودند۔ "حضرت ایشان فرمودہ اند کہ من در جمیع مقامات از حضرت والد بزرگوار خود تو جہات و فوائد حاصل کردہ ام لہذا اسم مبارک ایشان در سلسلہ شریفہ نوشتہ ام۔" عاجز گوید در سلسلہ روایت ہر چند وسائط کمتر باشند خوب تر

۱۔ این بیان ما خود از کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ است۔ نزد عاجز ازین رسالہ مبارکہ نسخہ قلمی موجود است کہ قبل از تسلط فرنگ خدا ہمیشہ بردہ بی نوشتہ شدہ است، این رسالہ در احوال حضرت مرزا جان جانان مظہر قدس سرہ نوشتہ شدہ است، از مقامات مظہری مختصر است و چیزے تفاوت دارد حضرت شاہ صاحب برائے رسالہ تجویز نامے فرمودہ اند۔ عاجز بر اول سرورق نام "مکالمات مظہری" نوشتہ است۔ تسبیح اللوالت و حفظاً للرسالہ۔

است چہ مظنہ ضعف کترمی باشد۔ اما در سلسلہ طریقت حضراتِ مشائخ بہ منزلہ شیشہائے دور بین اند۔ اتحاد شیشہاوت زیاد در دور بینی پیدایمی کند۔ لہذا حضراتِ مشائخ نامہائے آن بزرگواران را نیز داخل سلسلہ می کنند کہ از ایشان فوائد حاصل کردہ اند، چنانچہ حضرت یعقوب چرخ اسم حضرت علاء الدین عطار را ثبت نمودہ اند حالانکہ خود ایشان نیز خلیفہ حضرت امام الطریقہ سید بہار الدین نقشبند قدس اللہ اسرار ہم۔ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود در لکھنؤ بودند کہ حضرت شاہ صاحب پدر بزرگوار ایشان را از لکھنؤ طلب کردند و تحریر نمودند کہ فرزند خود را بہ جائے خود بنشانید۔ چنانچہ حضرت ایشان در لکھنؤ بہ جائے قبلہ گاہ خود مصروف کار گشتند و قبلہ گاہ ایشان در دہلی بہ جائے حضرت شاہ صاحب مصروف عمل شدند و بعد از چند گاہ حضرت ایشان ہم بہ خانقاہ شریف دہلی تشریف آوردند۔ و بہ امامت نمازی پنجگانہ و افتاء و تدریس علوم دینیہ مصروف گشتند۔ اندرین ایام نوبتے بہ سرہند شریف نیز رفتند و از حضرات کرام قدس اللہ اسرار ہم مستفید و مستفیض شدند۔

مسند ارشاد | در ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۴۹ھ حضرت والد ماجد ایشان بہ سفر حج و زیارت روانہ شدند و مسند ارشاد و خانقاہ شریف بہ حضرت ایشان تفویض نمودند۔ حضرت ایشان بہ حساب تقویم قمری کامل بست و چہار سال و ہفت ماہ و چند روز رونق دہ مسند ارشاد در خانقاہ ارشاد پناہ ماندند۔ از اطراف و اکناف عالم ہندگانِ خدا حاضر شدہ استفادہ کردند کہ سائے کہ طرف عالی داشتند سرست جامہائے معرفت شدہ خلعت خلافت و اجازت بر جانہائے خود آراستہ بہ اوطان خود مراجعت فرمودند و در جہات خود خلق خدا را واصل بہ حق گردانیدند۔

غدارِیِ فرنگ | فرنگ خذ لہم اللہ ببادشاہ ہند غدارِی کرد۔ در او اخر محرم ۱۲۵۰ھ افواج فرنگ بدہلی داخل شد۔ بادشاہ در قید افتاد و خون مسلمان بے قیمت شد و در این ہنگامہ دار و گیر حضرت ایشان مع اہل و عیال و فقرائے باب اللہ از خانقاہ شریف و از شہر دہلی برآمدند۔ زن و مرد، خورد و کلا یک صد نفر ہمراہ ایشان بودند۔ اگر کسے مطالعہ مکتوبات شریفیہ ایشان بکند، معلومش خواہد شد کہ احوال مالیہ حضرت ایشان داسما مصداق۔ وَكَانَ سِرُّهُ كَفَافًا۔ بود مع ہذا در جمعیت احوال ایشان سر موفرق نیامد۔ کار ساز حقیقی از غیب سبب مانہائے فراہم کرد کہ بہ وہم و خیال کسے نہ آید۔ و عجب تر آن بود کہ اسم گرامی حضرت ایشان نزد فرنگ در زمرہ باغیان منسلک بود و بہر وقت و بہر لحظہ خیال می رفت کہ فرنگیان ایشان را گزندے ساند لیکن در اعمال و اوراد و وظائف و حلقہ و توجہ بیچ فرق نیامد۔ حضرت ایشان از خانقاہ شریف برآمدہ مقبرہ منصور تشریف بردند کہ آن را صفدر جنگ نیز گویند۔ و از اسباب مہر ولی کہ در آنجا مزار پرانوار حضرت

قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ است تشریف بردند، لیکن آن جاؤ با بود لہذا بہ دقت تمام باز بہ صفدر جنگ آمدند و آن جا عیال مبارک ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمد بھیمی بہ شب جمعہ چہارم صفر ۷۴۳ھ رحلت نمود، در ان اوقات صعبہ و احوال شدیدہ بہ وجہ احسن از تغیل و تکفین فارغ شدہ جنازہ ایشان را بہ باغ نواب مکرم خان بردہ بہ پہلوئے حضرت سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ جہت شرق دفن کردند۔ مزار حضرت سید السادات بہ جہت جنوب از مزار حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ فاصلہ یک تیر پرتاب واقع است۔ رَحِمَہَا اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہَا۔

ابتلائے عظیم | در ذکر السعیدین نوشتہ کہ در دوران قیام صفدر جنگ روزے یک افرنجی کہ افسر بودہ مع چند سوار اسلحہ بردار رسید و بہ حضرت ایشان گفت۔ تو از باغیان ہستی من ترا ہمراہ خود بردہ بہ سوا و مذلت بر سر داری کشم، وقتے کہ افرنجی این سخن می گفت نزد حضرت ایشان ہر دو برادران و ہر سہ فرزندان ایشان و مؤلف ذکر السعیدین کہ یازدہ سالہ بود استادہ بودند، حضرت ایشان بہ افرنجی فرمودند۔ فکر نہ کنید ما ہمراہ شما می رویم۔ و بہ خادمے ارشاد کردند۔ برو بہیلی بیار، یعنی آن عرۃ کہ گاؤ آن رامی کشد چنانچہ خادم بہیلی آورد و حضرت ایشان ہمراہ خود وظیفہ شریفیہ و اشیائے ضروریہ گرفتہ سوار شدند۔ درین تمام مدت افرنجی استادہ احوال آن حضرت را ملاحظہ می کرد و قلیکہ آن حضرت در عرۃ سوار شدہ بہ افرنجی فرمودند۔ بفرمائید، مارا کجائی برید۔ بر افرنجی از استماع این سخن ہیبتہ طاری شد و وئے مع سوار ہا بہ زودی روانہ شد و از احاطہ صفدر جنگ بیرون آمدہ سوارے را نزد حضرت ایشان فرستاد کہ پیر صاحب بہ جائے خود باشند۔

آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند
فرزند و عیال و خان و مان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہا نش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند
چون از اسباب دنیویہ نشانے نہ ماند، ظہور ”بَشِيرِ الصَّابِرِينَ“ شد۔ و بیانش آنکہ در فوج افرنگ پنجابیہا و افغانہا نیز بودند۔ وقتے کہ حضرت ایشان از مہرولی مراجعت می فرمودند یک دستہ فوج پیش آمد درین دستہ فوج نورنگ خان نیز بود کہ از کلانچہ گندہ پوران ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بودہ و مرید حاجی دوست محمد قندہاری ساکن موسی زری، ڈیرہ اسماعیل خان بود۔ و سے قافلہ حضرت ایشان را بہ جفا طبت تمام بہ صفدر جنگ رسانید و خودش نزد افسران فوج رفت تا برائے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کند۔ عاجز از سیدی الوالد قدس سرہ شنیدہ بود کہ در حصول پروانہ راہ داری نواب جان نشان خان سچیہا کردہ بود۔ و سے در فوج منصبے عالی داشت و فیما بعد حکومت افرنگ ویرا جاکیر سر دھنہ و منصبے اعزاز دادہ بود۔ نورنگ خان و جان نشان خان در جہد و جہد خود بفضل اللہ و احسانہ کامیاب شدند و نورنگ خان

برائے حضرات ایشان و رفقاء حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کردہ بہ خدمت شریف حضرت ایشان رسید۔ و باز حضرت ایشان راجع قافلہ برائے سہ روز بہ معسکر برد و مہمانی کرد۔ در معمولات حضرت ایشان در معسکر ہم تفاوت واقع نہ شد۔ برائے نماز در اوقات خمسہ اذان دادہ می شد۔ و بہ کمال سکون و خشوع جماعت کردہ می شد و حسب معمول بہ حلقہ و توجہ اشتغال بودہ۔ افزونگہا احوال ایشان را بہ نظر غامری دیدند و تعجب ہامی کردند۔
حضرات مشایخ کرام فرمودہ اند: **الاستقامۃ فوق الکرامۃ**۔ **کیف لا وقد روى مسلم في صحيحه عن معقل بن يسار رضى الله عنه انه قال**۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العبادۃ فی الہجرۃ کھجرت الی**۔ سبحان اللہ چہ مژدہ جانفزاد روح پرور است حضرت ایشان چون مستحق این کرامت علیا شدند حق تعالیٰ بہ فضل و احسان خویش برائے حضرت ایشان رفقاء حضرت ایشان اسباب سفر بکافراست و دار ہجرت مہیا کرد و بیانش این است۔

قافلہ حضرت ایشان برائے دیرہ اسماعیل خان از راہ پانی پت و کرناں و انبالہ و لدھیانہ و لاہور علی اسم اللہ از معسکر روانہ شد، چون حضرت ایشان بہ لدھیانہ رسیدند معلوم شد کہ جناب خورشید احمد مجددی کابلی مجبوس شدہ اند خورشید احمد از مخلصین حضرت ایشان بودہ۔ از استماع این خبر حضرت ایشان تشویشی لاحق شد و دعا ہا کردند۔ کار ساز حقیقی لطف فرمود و یک افغانی کہ افسر فوج بود بہ خدمت حضرت ایشان رسید و باز سبب نجات جناب خورشید احمد شد و خورشید احمد نیز از رفقاء سفر حضرت ایشان شد۔ وقتہ کہ این قافلہ بہ لاہور رسید چند افراد بہ انتظار حضرت ایشان متوقف بودند۔ ایشان را جناب حاجی صاحب از دیرہ اسماعیل خان فرستادہ بودند خود حاجی صاحب با بین لاہور و دیرہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند و حضرت ایشان قافلہ حضرت ایشان را بہ موسیٰ زئی بردند حضرت ایشان آن جا سہ ماہ قیام فرمودند۔

خدمتہ کہ حضرت حاجی دوست محمد قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ و رفع مکانہ درین وقت ہرج کردہ اند از اعظم حسنات و اکبر اعمال است، خالصاً بحب اللہ و رضائہ تا سہ ماہ تمام اہل قافلہ را در خانقاہ خود خدمت کردند و برائے ہر یک سامان سفر مہیا کردند و باز از دیرہ تا بمبئی انتظام کشتی کردند و از بمبئی تا حجاز مقدس در باخرہ انتظام سفر کردند بلکہ برائے مصارف حجاز مقدس نیز انتظامات کردند۔ از برداشت اینگونہ مصارف اُمرا قاصرند چہ جائے فقرا۔ **ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ**۔

تفویض خانقاہ | شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ بر صفحہ دو صد و چہل و چہل و یک آن تحریر رانقل کردہ اند کہ حضرت ایشان بہ حاجی صاحب دادہ اند۔ در آن تحریر نوشتہ است: **مرفوم می سازم بہ مریدان خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت می دارند کہ بہ حالے من مقبول**

بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند۔ بدانند و تو جہات از ایشان گرفتہ باشند۔ و شاہ محمد نظر نوشتہ اند۔ و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود را آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبدۂ خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہت خدمت و اردین و جارب کشتی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند رِقَّةُ اللہُ الِاسْتِقَامَةُ۔

سہ ماہ بلکہ چیزے زائد در موسیٰ زی قیام فرمودند و باز بہ راہ دریاد کشتیہا بہ بمبئی تشریف بردند و در ماہ شعبان از بمبئی بہ جدہ روانہ شدند و

سفر بہ حرمین محترمین

در ماہ شوال بہ جدہ رسیدند حج کردند و در اوائل ماہ ربیع الاول حضرت ایشان مع دو فرزند ان کلان و چیت نفر مخلصین بہ مدینہ منورہ سفر کردند و در ہمان ماہ مبارک بہ مدینہ منورہ رسیدند و بقیہ افراد بہ ماہ رجب از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ رسیدند۔ جد امجد حضرت شاہ محمد عمر مکتوبے بہ فضائل و کمالات پناہ سید عبدالسلام ہمسوی قدس اللہ اسرار بہا نوشتہ اند۔ اصل این خط مع خطوط آخر نزد جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ جناب ایشان لطف فرمودہ نقلش بہ عاجز فرستادہ اند۔ ازین مکتوب مبارک برنخے را کہ متعلق بہ احوال حضرت ایشان است عاجز نقل می کنند۔ نوشتہ اند۔

”اولاً وقت خروج از شاہجہان آباد، دہلی خاص، در مقبرہ منصور علی خان جناب والدہ محترمہ ام وفات یافتہ در مقابر خلجائی آرمیدہ۔ در جوار حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ قریب مزار حضرت سید صاحب مدفون شدند۔ ابواب غم و الم بر ہما فرزند ان کشودند، زان بعد از مقام مذکور حضرت والد مرحوم مع جمیع فرزندان و برادران متعلقاً ذکور و انات و خور و بزرگ از راہ پنجاب بہ بندر بمبئی و از آنجا بہ سواری مرکب، جہاز بادی، در جدہ و از آنجا بہ مکہ معظمہ و از بعد فراغی حج بہ مدینہ منورہ تشریف آوردند۔ از ابتداء پنجاب تا مدینہ منورہ خلق کثیر از عمائد و شرفا و اُمراء و علماء و مشائخین رجوع بہ حضرت مرحوم آوردہ مردم بے شمار بہ سعادت بیعت درآمدند و صد ہا کس از ترک و عرب بہ قدمبوسی حاضر می شدند، چنان مرجع خاص و عام شدہ بود کہ بینندگان متحیر بودند و تصرفات و خوارق عادات از جناب مرحوم بہ ظہوری آمد کہ عقل حیران بود۔ درین عرصہ از مکہ شریفہ تا مدینہ منورہ چندین مردمان از اقارب و

لہ مولوی رحیم بخش از پنجاب بودند، عجب مردولی و فرشتہ خصلت بودند، از ۱۲۴۲ھ تا ۱۲۸۳ھ خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و بہ پہلوئے حضرت مرزا حبان جانان قدس سرہ جہت شوق بیرون مجر مدفون شدند، بہ روز شنبہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۹۵۱ء در قبر ایشان وقتے کہ مزدور ہا اصلاح فرش می کردند، سوراخے شد و ازین سوراخ نفحات خوشبوئی بہ چہار اطراف منتشر شد۔ خود این عاجز آن بوئے خوش را شمید۔ مزدوران و زائرین متحیر بودند۔ سال وفات ایشان از ”اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ“ ظاہر است کہ ۱۲۸۳ھ می باشد۔ رَحِمَہُ اللّٰهُ وَ قَدْ سَ سِرَّہُ۔

اہل حرمت یعنی والدہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب عموی صاحب "و دختر درمیانی شان و جناب پھوپھی حنا ہمشیرہ صاحبہ حضرت والدہ بحق، والہیہ برادر حضرت عبدالرشید صاحب و برادر اہلیہ شان و دیگر چند کس کہ تفصیل آن در غمہا کثود نست راہی عالم بقاشدند و ما غم زدگان را کوفت بر کوفت رسانیدند۔ آخر کہ بجز صبر چارہ نیست بہ حکم الصبر مفتاح الفرج صبر کردیم و بہ تجویز حضرت والدہ مرحوم عقد نکاح برادر رشید جناب عبدالرشید صاحب از دختر ثالث عموی حضرت عبدالغنی صاحب کردہ شد، و بعد این ہمہ قصہ ہائے اندوہ اثر جناب والدہ مرحوم بہ تاریخ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۳ ہجری صلعم، یوم سہ شنبہ مابین وقت نماز ظہر و عصر رحلت فرمودہ بہ سوئے جنت عدن تشریف فرما شدند و بہ موجب وصیت حضرت مرحوم در جنت البقیع قریب گنبد امیر المومنین خلیفہ ثالث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون شدند رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ و نوشتہ اند حقیر بہ سبب تنہائی از خدمت والدہ مرحوم و زخم ہائے کثیرہ وفات یابی عزیزان و قریبان تاب استقامت در مدینہ منورہ نیاوردہ قبل از آیام حج در مکہ معظمہ مع عیال و اطفال خود رسیدہ چارہ غم غلطیہائے خود بہ زیارت کعبہ مشرفی نمایم و خود را تسلیہا می دہم اما طبیعتم را وحشت و بی قراری دے دادہ است کہ در تحریر نمی آید عافراینکہ او تعالیٰ تسکین عطا فرماید و نوشتہ اند جناب والدہ مرحوم قبل از رحلت خود ہیچگونہ وصیت و حکم خلافت و غیرہ آنچہ مرسوم است با وجود اثبات ہوش و حواس نہ فرمودند، بعد وفات شان بہ صلاح صوابدید جناب عموی صاحب و این احقر البشر و برادر عزیز محمد مظہر نظریہ فوقیت عمر و سن برادر رشید حضرت عبدالرشید صاحب را برائے نشستن مقام نشستگاہ حضرت مرحوم مقرر نمودہ شد۔ الحمد للہ کہ در مدینہ منورہ ہر سہ صاحبان یعنی حضرت عبدالغنی صاحب و برادر رشید صاحب محمد مظہر صاحب در مکہ معظمہ این احقر البشر بہ طریقہ آبائی خود مستقیم و توجہ بہ طریقہ حلقہ و مراقبہ و شغل و اذکار و غیرہ طریق مرسومہ مشغول است و طالبان نام خدا از ہر چہ ہر حلقہ بہرہ و نصیب خود می گیرند و گزران معیشت ما ہمہ فقرا بہ طریقہ بزرگان خود یعنی بر توکل محض است گاہ فراخی می شود و گاہ تنگی می آید و گاہ زیر بار قرض و گرومی شویم۔ بہر حال شکر او تعالیٰ ہست البتہ اگر جناب حضرت مرحوم راحیات و فامی کرد و چندے درین بلاد بہ قید حیات می بودند لا محالہ نوبت مریدان بہ لکو کہامی رسید، چہ حال مردم ترک و عرب از دور و دور شہرت ولایت حضرت مرحوم دریافتہ بہ آستانہ بوسی می آیند و بہ سنگ حرمان و مالووسی سر عقیدت و اخلاص خود مجروح می سازند او تعالیٰ از فیوضات و برکات حضرت پیران کبار قدس اللہ اسرارہم این عاجزان گننام را سرفراز فرمودہ چراغ خاندان مجددی قدس سرہ را برافروزد و تاقیام قیامت این باب فیوضات را مفتوح دارد۔ آمین۔ تحریر سیم محمد محرم الحرام ۱۲۰۳ ہجری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از مکہ مکرمہ۔

در سیر الکاملین نوشتہ "بعنایت الہی بہ مکہ معظمہ رسیدند، عظمائے شہر تاجہ جدہ بہر استقبال آمدہ بودند، بادشاہ جدہ حاضر خدمت اقدس شدہ خدمتہا نمود و اہل مکہ از علما و مفتائی و مشائخ بہ ملاقات حاضر شدہ بسیار کسان داخل طریقہ شریفہ بردست شریف شدند، چند ماہ در آنجا بودہ عزیم مدینہ منورہ فرمودند و سکونت آن بقعہ طیبہ اختیار کردند۔ اہالی آن بلدہ معطرہ ہجوم آوردند و خلق کثیر از کبار اہل مدینہ و از علما و مشائخ و امرابہ توبہ و انابت بردست مبارک مشرف شدند و حضرت ایشان و فرزند ان بعنایات وافرہ از حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کہ از بیانش استنار اولی، مخصوص گشتند سلطان عبدالمجید خان را از قدم شریف خبر رسید و طیفہ بغیر درخواست مقرر ساخت و حضرت بہ کمال جمعیّت صوری و معنوی و افاضہ فیوضات ہجوم سابق بلکہ انداز ان سرگرم بودند۔ اہالی آن بقعہ منیفہ می گفتند کہ ہچون شیخے را گاہی نہ دیدہ ایم و بہ کمال اعتقاد و محبت پیش می آمدند۔"

قبولیتے کہ حضرت ایشان را در ان بلدہ مبارکہ حاصل شدہ جناب سید نبیل و فاضل جلیل
قصیدہ برآدہ سید عبد الجلیل برآدہ رحمہ اللہ در قصیدہ رائیہ خود بیان آن کردہ کہ درج ذیل است۔

کَذَا فَلْيَكُنْ سَعْيُ الْفَتَى لِمَا شَرِ
لَعُمْرُكَ هَذَا الْفَخْرُ لَا مَا يَعْدُهُ الْـ
وَمَنْ مِثْلُ سُلْطَانِ الطَّرِيقَةِ أَحْمَدٍ
مُنُورٍ أَقْطَارِ الْبِلَادِ بِذَاتِهِ
هُوَ الشَّمْسُ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ بُنُورُهَا
هُوَ الطُّورُ حِلْمُهُ أَرَا سَخَا فِي وَقَارِهِ
وَكُنْزُ أَهْلِ الْفَقْرِ أَصْبَحَ مُغْنِيًا
عَلَى نَهْجِهِ إِنْ شِدَّتْ تَظْفَرُ بِالْمُنَى
عَلَى سَيْرِهِ سِرٌّ إِنْ قَدَرْتَ مُشْمِدًا
فَذَاكَ إِمَامُ الْعَصْرِ أَوْ حُدَّ دَهْرُهُ
لَهُ الرُّتْبَةُ الْعُلْيَا الَّتِي دُونَ نَيْلِهَا
وَكَيْفَ لِرَبَّاتِ الْخُدُورِ إِنْ سَمَتْ
فَكَمْ حَائِرًا يَهْتَدِي لِسَبِيلِهِ
وَكَمْ وَارِدٍ لِفَيْضِ يَطْلُبُ هَائِمًا
وَتَجِدُ أَعْلَامَ الْمُعَالِي الذَّوَابِرِ
مُلُوكُ ذَوُ الْيَتِمَانِ يَوْمَ التَّفَاخُرِ
سَعِيدٌ جَلَى الْأَبْصَارِ قُلِّ وَالْبَصَائِرِ
وَأَوْلَادِهِ الْغُرَّ الْكَرَامِ الْكَابِرِ
تَبَدَّتْ وَنَجْمُ الْهُدَى يَبْدُو لَنَا ظِرِ
هُوَ الْبَحْرُ عَلِمًا ذَاخِرًا بِالذَّخَائِرِ
فَيَا حَبَّذَا الْكُنْزِ لَسَدِ الْمَفَاقِيرِ
وَمِنْهُاجِهِ فَاسْلُكْ سَرِيعًا وَبَادِرِ
مُجِدِّ أَوْ عِنْدِي أَنْتَ لَسْتَ بِقَادِرِ
فَحَاشَى يُضَاهِي فِي الْمَلَأِ بِمَنَاظِرِ
لِمَنْ رَامَهَا لَا شَكَّ شَقَّ الْمَرَايِرِ
مُبَارَزَةِ الْأُسْدِ اللَّيُوثِ الْخَوَادِرِ
أَتَاهُ فَوَاقَاهُ الْهُدَى بِالْبَشَائِرِ
أَتَاهُ فَأَمْسَى حَامِلًا لِمَصْلُورِ

وَكَمْ مُسْتَغِيثٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ أَمَةٌ
وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ يَشْكُو مَرِيدَهُ
تَطِيفُ بِهِ عِنْدَ الْمَسَاءِ وَغَدْوَةٌ
وَيُسْعِدُهُمْ مِنْ نَظَرَةٍ بَعْدَ نَظَرَةٍ
فَيَقْتَمُ مِنْ أَغْلَاقِ حِصْنِ قُلُوبِهِمْ
وَلَا زَالَ مِنْ تَحْمِلِ الْوِصَالِ عَلَيْهِمْ
إِذَا اجْتَنَمَ لَيْلٌ تَجَافَتْ جُنُوبُهُمْ
سُكَارَى وَمِنْ أَنْظَارِهِ فِي وُجُوهِهِمْ
وَيُنْقَلِبُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ
هُمْ الْقَوْمُ حَقًّا لَيْسَ يُشْقَى جَلِيسُهُمْ
فَبَادِرِ إِلَيْهِ وَاعْتَنِمْ قُرْبَ وَصْلِهِ
وَلَذِكُمْ نَا بَنَّا بَكَ فِي الْكُونِ حَاجَةٌ
وَمِنْ حُبِّهِ كُنْ دَائِمًا مُتَمَسِّكًا

فَصَادَفَ مِنْ إِحْسَانِهِ غَوْتَ نَاصِرٍ
فَخَلَّصَهُ مِنْ شَرِّ أَخْبَثِ مَا كَرِهَ
بِرَجَالٍ تَحَامَوْا عَنْ قَلْبِهِ الْمَسَاحِدِ
بِأَعْلَى مَقَامٍ جَلَّ عَنْ وَصْفِ شَاعِرٍ
مَغَالِيقَ تُمَلَّى مِنْ صُنُوفِ الْجَوَاهِرِ
يُدِيرُ كُتُوسًا كَالشُّمُوسِ السَّوَافِرِ
يَسِيلُونَ دُمَعًا مِنْ عُيُونِ سَوَاهِرِ
عَلَامَاتُ صُحُفٍ غُيِّبَتْ فِي السَّرَائِرِ
يُرْقِيهِمْ فِي الْقُرْبِ أَسْنَى الْمُنَابِرِ
وَيُسْعِدُهُمْ مِنْ يَلْقَاهُمْ فِي الْمَحَاضِرِ
وَنَافِسُ إِذَا أَمَانَتْ ذَاكِبٌ وَفَاحِرِ
بِأَعْلَى جَنَابٍ مِنْهُ فِي دَفْعِ ضَائِرِ
يَفُحُّ مِنْكَ عَرْفٌ فَاقَ طَيْبَ الْجَاهِرِ

جناب برادرہ این قصیدہ رنانه در حیات مبارکہ حضرت ایشان گفتہ خوش نصیب بود کہ بخدمت آن
قیوم جہان رسیدہ و ادراک حقایق کردہ از اہل بصیرت گشتہ، چہ خوب گفتہ و کم من مرید یَشْكُو مَرِيدَهُ
یعنی بسیاری از مریدان و مخلصان بہ خدمتش از شر شیطان مرید نالان می رسند و مدتی بہ سرنہ می رود کہ ایشان
بہ توجہات کیمیا اثر حضرت ایشان از شر آن اخبت بفضل اللہ و احسانہ رستگاری می یابند، و چہ خوب از کیفیت
حلقہ و توجہ بیان کردہ و یُنْقَلِبُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ۔ در اندک مدت جناب برادرہ آن حقیقت را دریافتہ است
کہ حضرات مشایخ کرام گفتہ اند من استواء یومان فہو مغبون۔ و چہ خوب نصیحت کردہ کہ علی سیرہ سیر۔ الخ
یعنی اگر می توانی بر مسلک ایشان روان شو و قدم بر قدم ایشان بنہ۔ اگر چہ من یقین دارم کہ این کار از دستت نہ خواہ
برآید، چہ از سیر فضلیان و مرادان بہ دیگران چہ رسد۔ اللہ یَجْتَنِبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ
يُذِيبُ۔ ع این کار دولت است کنون تا کہ ارسد۔

تالیفات حضرت ایشان را پنج رسائل اند۔ ۱۔ سعید البیان فی مولد سید الانس و الجنان صلی اللہ علیہ وسلم
بہ اردو۔ ۲۔ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف۔ بہ فارسی۔ ۳۔ الفوائد الصابغہ
فی اثبات الرباطہ۔ بہ فارسی۔ ۴۔ الاثمار الاربعہ، بہ فارسی۔ ۵۔ تحقیق الحق المبین فی أجوبة

المسائل الادبیین، بفارسی۔ در این رسالہ حضرت ایشان قدس سرہ رَدِّ مولانا اسحاق پسر دُختر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاگرد ایشان کردہ اند مولانا اسحاق در بعض مسائل خلاف مسلک جد و استاد خود رفتہ۔ بلکہ اتباع مولانا اسماعیل دہلوی کردہ۔ حضرت ایشان بہ وجہ خوب رد کلام دے فرمودہ اند۔

ذوقِ سخن حضرت ایشان را ذوقِ سخن بودہ۔ احیاناً اشعار می گفتند۔ و سعید تخلص می فرمودند۔ حضرت

حضرت ایشان را بیاضی بود۔ در مناقب احمدیہ منقبت ایشان موجود است، این منقبت در مدح حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی است قدس سرہ۔ حضرت جد امجد در بیاض اشعار خود یک شعر ایشان نوشتہ اند۔

دو گوشتہ لعل تو سر چشمہ حیوان است روئے دل من زان رو ہر لحظہ سوئے آن است
خلفاء در مناقب احمدیہ شاہ محمد مظہر نامہائے ہشتاد نفر نوشتہ تحریر فرمودہ اند تا بہ کے نامہا نو لیسیم کہ بسیار اند و حضرت جد امجد در انساب الطاہرین تحریر فرمودہ اند کہ صد ہا افراد بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ اند و ہر یکش در جائے خود صاحب ارشاد است۔

اولاد از وجہ حضرت ایشان امتہ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمدیہ بھیمی بودہ۔ از بطن ایشان حق تعالی آن حضرت را چہار پسر و یک دختر عطا فرمود۔ ۱۔ عبدالرشید، ۲۔ عبدالحمید، ۳۔ محمد عمر، ۴۔ محمد مظہر و روشن آرا عبدالحمید و روشن آرا در خوردی رحلت نمودند۔

حضرت شاہ عبدالرشید ولادت ایشان بہ دوم جمادی الآخرہ ۱۲۳۶ھ در لکھنؤ بودہ۔ عمر شریف ایشان بہ دہ سال نہ رسیدہ بود کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ علم معقول از مولوی فیض احمد دہلوی و حدیث شریف از مولوی مخصوص اللہ و مولوی محمد اسحاق و از پدر بزرگوار خود علم تفسیر و فقہ اصول و تصوف خواندند۔ از تحصیل علم ظاہر در بہت سال فارغ شدند۔ از عمر پنج سالگی ملازم صحبت شریف جد امجد خود بودند۔ بہ شب ہمراہ ایشان بر یک بستر خواب می کردند۔ و وقت ہیجہ بمعیت ایشان بر می خواستند۔ می فرمود کہ کافی سیر الکاملین۔ کہ عمر من ہفت ہشت سالہ باشد کہ حضرت جد امجد مرا و عم مرا حضرت شاہ عبدالغنی را در شب لیلة القدر بعد ترا و کج طلب کردہ بردست مبارک خود بیعت کنانیدند۔ اتمام سلوک از حضرت والد ماجد خود کردند و خلافت یافتند۔ در ۱۲۵۶ھ از حضرت والد خود اجازت گرفتہ بہ حجاز مقدس برائے حج و زیارت رفتند و آن جا از شیخ عبداللہ سراج اجازت حدیث شریف و دیگر علوم حاصل کردند۔ در ۱۲۶۲ھ ہمراہ حضرت والد ماجد خود ہیجہ فرمودند۔ در ۱۲۸۵ھ برائے حج بہ مکہ مکرمہ آمدند۔ بہ خیر و خوبی حج کردند۔ و دو روز بیماری کشیدہ بہ وز شہ نہ بین الظہر و العصر، شانزدہ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ رحلت فرمودند۔ امامت نماز جنازہ حضرت جد امجد کردند و در محلّہ

نزد ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِرُّهُ۔ احوال ایشان را فرزند ایشان قدرے تفصیل در ذکر السعیدین نوشته اند۔ حضرت ایشان را از زوجات مختلفہ پروردگار تشسیر و ہشت دختر عنایت فرمود۔ (۱) بدر الصیام، (۲) محمد معصوم، (۳) محمد بشیر، (۴) محمد وحید، (۵) محمد نذیر، (۶) محمد سعید و (۱۱) امۃ الرشید، (۲) امۃ الحلیم، (۳) امۃ الکریم، (۴) عائشہ، (۵) امۃ الرحیم، (۶) حفصہ، (۷) فاطمہ و الثَّامِنَةُ لَمْ يُعْرِفْ اسْمُهَا۔ در فرزندان بجز ثانی کس نہ پائید۔

حضرت شاہ محمد معصوم | ولادت ایشان بہ دہم شعبان ۱۲۶۳ھ در خانقاہ شریف دہلی بودہ و وفات بہ دہم شعبان ۱۳۴۱ھ در مکہ مکرمہ واقع شد و در مغللہ نزد حضرت والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِرُّهُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و کسب علوم ظاہری از ملا محمد نواب کہ از اجلہ علماء و از شاگردان جد ایشان بودند و بیشتر از علم اصغر حضرت شاہ محمد مظہر کردند۔ و سند حدیث از حضرت شاہ عبدالغنی و از علامہ شیخ صدیق کمال ملی حاصل کردند، در طریقت بیعت از جد امجد شدند و کسب سلوک از پدر بزرگوار خود کردند۔

ایشان را تالیفات قیمہ اند تفصیل کہ از فرزند اصغر ایشان بہ عاجز معلوم شدہ است می نویسد۔
(۱) وضوح المعانی للکلام الربانی۔ تا سورہ مائدہ، غیر مطبوع۔ (۲) ریاض الحکم فی معارف لقدم، تالیف قیمست
بہ عربی، طبع نہ شد۔ (۳) الادعیۃ الماثورۃ المعصومیہ۔ طبع شدہ (۴) اجازۃ الارشاد للشیخ اسعد الکردی
ابن ابن مولانا خالد الکردی۔ بہ عربی غیر مطبوع (۵) افصح البیان فی مکائد الشیطان، بہ اردو مطبوع۔

(۶) شمائل العارفين فی سیر المجید دینین۔ عربی، غیر مطبوع، بہ فرمایش علامہ روزگار مولانا ابوالحسنات عبدالحمی
لکھنوی رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ نوشته شدہ (۷) کشف الغطاء عن اهل الخطا بہ اردو مطبوع (۸) السبع

الأسرار فی مدارج الاخیار، بہ اردو مطبوع (۹) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین بہ اردو مطبوع

(۱۰) الکھف المتین تہذیب الحصن الحصین۔ مطبوع (۱۱) احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام

بہ اردو مطبوع (۱۲) تہذیب سعید البیان، بہ اردو مطبوع (۱۳) تعریب الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ

و حضرت ایشان را بہ عربی وارد و کلام منظوم است و برنخہ از ان طبع شدہ است بمعصوم تخلص می کردند۔ و در

ذکر السعیدین برنخہ از احوال خود و نامہائے خلفائے خود نیز نوشته اند۔ حضرت ایشان را از زوجات ثلاثہ

تشسیر و چار دختر بودہ (۱) صبیغۃ اللہ (۲) ابوالطاہر سیف الدین (۳) ابوالطیب مجد الدین (۴) ابوالشرف

عبدالقادور (۵) ابوالفیض عبدالرحمن (۶) محمد ابوسعید، و (۱) عارفہ (۲) صادقہ (۳) طاہرہ (۴) کاملہ۔

شیخ ابوالطاہر سیف الدین | ولادت ایشان بہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ در رامپور بودہ۔ محمد عبدالغنی

نام تاریخی است۔ در ۱۳۲۳ھ ہمراہ والد ماجد خود بہ حرمین شریفین رفتند۔ چندے در انجا قیام کردہ نزد والدہ خود بہ امپور آمدند و تا آخر الایام آنجا قیام کردند۔ بہ جمعہ ۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء رحلت فرمودند رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ جناب ایشان شاعر شایہ بیان بودند۔ ظاہر تخلص می کردند۔ بہ صورت یک دیوان ضخیم و براوراق مختلفہ کلام ایشان جمع شدہ بود۔ بعد وفات ایشان از دست فرزندان ایشان۔ آن دیوان و کاغذات متفرق بہ دست دیگران رسیدہ، در شاعری ایشان را مقام رفیع بودہ و در استادان سخن شمار ایشان بودہ۔ ایشان را دو پسر یک دختر بودہ۔ پسر کلان ابو احمد نام اردو و پیرا چہار پسر چہار دختر است (۱) طیب (۲) شاہد (۳) زاہد (۴) ساجد و نام دختر (۱) ازہمت (۲) عصمت (۳) عشرت (۴) فاطمہ سلمہم اللہ و حفظہم۔ و پسر خور و عبد الباری نام دارد، ویراسہ پسر و دو دختر است۔ (۱) عبد الرحمن یوسف (۲) عبد الہادی (۳) عبد الملک و اختر عروسہ و مبارک شگفتہ سلمہم اللہ و حفظہم، و دختر ایشان را نام قریشہ بود و عقد نکاحش با شیخ عیسیٰ منظر شد۔ بہ مدینہ منورہ۔ رفتنش شد و در حالت نفاس بہ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ وفات یافت و در بقیع مدفون گشت رحمہما اللہ۔

زہے بخت عالی کہ یا بد مقام
بہ آن مورد جوی و ملک سعید
بود تا بد در جوارِ رسول
فَیَا حَبَّذَا مَالِ الْهَامِ مِنْ مَزِيدِ
بگو سال ترحیل آن پاک جان
”قریشہ ز طیبہ بخت رمید“

حضرت ابوالشرف عبدالقادر ولادت ایشان بہ چہارم ذی القعدہ ۱۳۱۸ھ مطابق یکم ستمبر ۱۸۸۲ء در رامپور بودہ، ”منظر قیوم“ نام تاریخی ایشان است و رحلت بہ شب جمعہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۴۳ء در مکہ مکرمہ واقع شد۔ و در مغلاہ بہ پہلوئے آب وجد مدفون شدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

حضرت ایشان در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از علمائے اعلام علوم متداولہ خواندند و سلوک باطنی از حضرت والد بزرگوار خود حاصل کردند۔ در شعر و سخن پایہ بلند داشتند، شرف تخلص ایشان بود۔ بہ اردو دیوان ضخیم دارند کہ موسوم بہ ”کلام شرف“ است و در عربی نیز مجموعہ نفیسہ از کلام ایشان است۔ بر مسلک حضرات کرام ثابت بودند۔ بعد وفات پدر بزرگوار خود جانشین ایشان بودند۔ ایشان را اولاد کثیر شد۔ لیکن غیر از یک پسر عبد العزیز و یک دختر رقیہ ہمہ در خورد سالی رحلت کردند۔ عبد العزیز در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد و بر تحصیل علوم دینیہ بہ رامپور نزد علم اصغر خود آمد و از علمائے آن دیار کتب مرّوجہ خواند۔ جوان نیک و فطین صاحب استعدادات و شاعر شیرین کلام بودہ۔ والد ایشان برادر خورد خود نوشتند کہ در خاندان مجددیہ بایکے از صالحات عقد زواج بر خوردار عبد العزیز بکنید۔ چنانچہ ہمہ انتظامات تکمیل رسیدند و قریب بود کہ بعد از چند روز عقد نکاح

ایشان شہد کہ دور روز غلیل شدند و بہ روز جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ راہی ملک بقا شدند۔ رحمۃ اللہ۔ دران ایام این عاجز بہ مصر بود۔ مکتوبے کہ حضرت ایشان درین سلسلہ بہ عاجز نوشتہ اند نہایت درد انگیز است۔ در کتاب مقامات خیر عاجز آن خطر انقل کردہ است۔ و دختر ایشان رقیہ از برادر خود کلان تر است۔ بسیار حساسہ صاحبہ استعدادات بودہ۔ در شعر گوئی نیز مہارتے داشتہ۔ اولاً غم برادر خود برداشت و باز از صدمہ وفات پدر خود فتوے بہ دماغش لاحق شد و آخر از عقل و شعور بے نیاز گشتہ در رامپور ایام حیات خود را بہ سہمی برد۔ حضرت ابو الشرف در مکتوبے کہ بہ عاجز نوشتہ بودند۔ دو شعر عربی تحریر فرمودہ بودند۔ تذکار الوقاعۃ الایمۃ عاجز آن ہر دو شعر را نقل می کند۔

أَرْثِيكَ يَا وَلَدِي بِأَيِّ رِثَاءٍ عَبْدَ الْعَزِيزِ يَعِزُّ فَيْكَ عَزَائِي
مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ تَسَابِقِي الْفَنَاءِ بَلْ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ تَكُونُ وَرَائِي

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ۔ ابو الشرف کان اللہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ شنبہ۔ ولادت ایشان بہ ۸ اردی القعدہ ۱۳۰۴ھ در رامپور بودہ منظر الحسین نام تاریخی است۔ قرآن مجید حفظ کردہ بہ علوم متداولہ مصروف شدند۔ استعداد خوب بہم رسانیدند در فن اصول رسالہ ناتمام و وصول الماشی الی اصول الشاشی "تالیف کردند ذوق سخن خوب داشتند فیض تخلص ایشان بود مجموعہ کلام ایشان "چشمہ فیض" موسوم است۔ متاہل شدند و پروردگار دو اولاد عنایت کرد قضا را ہر دو اولاد و عیال ایشان رحلت نمود۔ صدمہ کہ بردل ایشان رسید شدید بود فتوے بہ دماغ ایشان رسید و بعد از چند وقت اثر نام تاریخی ظاہر شد و بہ روز جمعہ دہم محرم ۱۳۳۴ھ راہی ملک بقا شدند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

حضرت محمد البوسعید | ولادت ایشان در رامپور بہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ھ واقع شدہ شش سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان ہجرت فرمودہ بہ حرمین شریفین رفتہ بودند لہذا پرورش ایشان دران اماکن مقدسہ شدہ۔ در مدینہ منورہ حفظ قرآن مجید کردند و بہ تحصیل علوم دینیہ مشغول شدند ذوق سخن خوب دارند بیشتر بہ اردو اشعار می گویند۔ بہ عربی نیز قصائد و قطعات دارند۔ احیانا بہ فارسی نیز شوق می فرمایند مجموعہ کلام ایشان موسوم بہ "فکر سعید" است۔

در ۱۳۳۴ھ قبلہ گاہ ایشان در مکہ مکرمہ وفات یافتند، ایشان بہ رامپور آمدند و در خانقاہ معصومی قیام کردند قبلہ گاہ ایشان این خانقاہ را ساختہ بودند۔ در گوشہ شمال غربی مسجد شریف است۔ چونکہ این مسجد نزد چوک نصر اللہ خان واقع است، معمور بہ نمازیان است۔ اگر در نماز جہری جناب ایشان مامت می فرمایند مقتدیہا بسیار محفوظ می شوند۔ لہجہ ایشان حجازی است۔ بہ خوش الحانی و روانی تلاوت می فرمایند۔

حضرت ایشان را از زوجه اولی دو پسر عبد الحمید و عبد المجید و از زوجه ثانیه چهار دختر سکینه و میمنه و عذرا و مرشدہ حق تعالی عنایت کرده -

قاری حافظ عبد الحمید | ولادت ایشان به ۱۵ رمضان ۱۲۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء بوده - چون عبد العزیز فرزند حضرت ابوالشرف رحلت نمود عبد الحمید را قبلگاہ

ایشان به مکہ مکرمہ نزد حضرت برادر خود فرستادند - لہذا تربیت ایشان در ان بلاد مبارکہ شدہ - قرآن مجید را حفظ کردہ اند و بہ سخن خوب تلاوت می کنند - در زبان عربی بہارت کاملہ دارند ذوق شعر و سخن دارند مجموعہ کلام عربی را بہ وحی الخیال و اردو را بہ آئینہ افکار موسوم کردہ اند - اہلیہ ایشان ہاجرہ بنت نور میان ضیاء مجدی رامپوری است - پروردگار ایشان را دو دختر و سہ پسر عنایت کردہ سعیدہ کہ بہ ۱۳ رمضان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۵۴ء و صبیحہ بہ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۶ء و معصوم بہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱ اکتوبر ۱۹۵۴ء و زہیرہ در ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ مطابق جون ۱۹۳۰ء و امین در رمضان ۱۳۴۸ھ مطابق دسمبر ۱۹۲۶ء متولد شدہ - سلمہم اللہ و حفظہم - عبد الحمید در سفارت سعودیہ بہ دہلی موظف است - در طریقت بردست علم محترم حضرت ابوالشرف بیعت کردہ - وَفَقَّ اللَّهُ لِمَرْضَاتِهِ وَحَفِظَهُ -

عبد المجید | ولادت ایشان در ماہ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق اواخر مئی یا اوایل جون ۱۹۲۲ء بوده - در رامپور قیام دارند - اہلیہ ایشان راشدہ بنت قاری محمد اسماعیل مجددی است حق تعالی سہ پسر و سہ دختر عنایت فرمودہ ، عبد الرشید بہ چہار شنبہ ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء و عبد الوحید بہ یک شنبہ ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء و عبد المعید بہ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۶ء متولد شدہ - و دختران ایشان لیلی و نجلا و شہلا را نام دارند تاریخ ولادت ایشان معلوم نہ شد - حَفِظَ اللَّهُ جَمِيعَهُمْ وَسَلَّمَهُمْ -

و ہر چہار دختران حضرت محمد ابو سعید صاحبات اولاد اند - سَلَّمَہُنَّ اللَّهُ وَحَفِظَہُنَّ -

حضرت شاہ محمد مظہر | حضرت ایشان فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید اند - بہ سوم جمادی الاولی ۱۲۴۸ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدند - مظاہر محمدی نام تاریخی ایشان

است ، وفات ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۱ھ در مدینہ منورہ شد و در بقیع نزد قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون شدند رَحِمَہُ اللَّهُ وَقَدَّسَ سِرُّہُ -

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و علوم متداولہ از منقول و معقول از علمائے وقت حاصل کردہ حدیث شریف از عم محترم حضرت شاہ عبد الغنی خواندند - و سلوک باطنی در خدمت حضرت والد بزرگوار خود بہ انتہا رسانیدہ

بہ ذی القعدہ ۱۳۹۳ھ پروردگار دختر سوم فائزہ عنایت کردہ سلمہا اللہ

مجمع البحرین گشتند بستی و دو سالہ بودند کہ خلافت یافتند۔ و اندر ان ایام بہ سرہند شریف رفتہ از فیوضاتِ حضراتِ کرام قدس اللہ اسرارہم دامنِ مراد پُر کردند و باز بہ حریمِ شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً رفتند درین ایام حضرت قبلہ گاہ ایشان بہ شیخ جمال الدین کشمیری بہ مکتبی نوشتہ اند نسخہٴ فرزندِی در سالہا بہ تصحیح رسیدہ است او تعالیٰ بہ اقصى الغایات رساند الخ۔ بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود در مدینہ منورہ قیام فرمودند با وجودِ آن کہ آں جامع بزرگوار ایشان حضرت شاہ عبدالغنی و برادرِ اکبر ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قیام داشتند لیکن جوعِ خلّاق بہ حضرت ایشان بیشتر بودہ، در سنہ ۱۲۹۰ھ در عارۃ الاغوات سہ منزلہ عالی شان خانقاہ ساختند۔ حضرت جدِ مجد تارتخ بنائے آن گفتہ اند۔

چون اخ کا مل محمد منظر علی ہممم ساخت خوش بنیاد وزیبا خانقاہ احمدی
سَل تارخیش عایمہ عمر گفت لے الہ تابدا باد بادا خانقاہ احمدی ۱۲۹۰
این خانقاہ شریف بہ نام ”رباطِ منظر“ مشہور است۔ حضرت ایشان را صد ہا خلفا بودہ اند۔
لیکن نامہائے ایشان بہ عاجز معلوم نہ شدہ۔ با وجود کثرتِ ارشاد و تکثیرِ خلفا کسے احوالِ مبارکہ ایشان نہ نوشتہ،
وقتیکہ عاجز احوالِ مبارکہ حضرت ایشان را و تغافلِ مخلصینِ ایشان را فکری کند۔ شعر سَمُوْءَل بِیادش
می آید۔ گفتہ۔

وَمَاضَرَنَا اَنَا قَلِيلٌ وَجَارُنَا عَزِيزٌ وَجَارُ الْاَكْثَرِیْنَ ذَلِیْلٌ

حضرت ایشان احوالِ قبلہ گاہ خود نوشتہ اند کہ موسوم بہ مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ است۔
أَوَّلًا بِالْفَارَسِیَّةِ وَآخِرًا بِالْعَرَبِیَّةِ، کما تقدم بیانہ فی اَوَّلِ احوالِ حضرتِ والدِہ، و غیر ازین حضرت
ایشان را برعربی رسالہ ”الدر المنظم فی القیام تجاہ القبر المکرم“ است، این رسالہ در سنہ ۱۲۹۶ھ تالیف
شدہ و از ”الدر المنظم“ سال تالیف ظاہر است۔ سید محمود مد راسی خلیفہ حضرت ایشان بر آن شرح
نوشتہ اند و نام آن ”السلک المنظم“ است۔ در سنہ ۱۳۲۲ھ این رسالہ مع شرح در احسن المطالع مدارس
طبع شدہ۔ **أولاد** = حضرت ایشان را از زوجات متفرقہ دہ پسر و پنج دختر
حق تعالیٰ عنایت فرمود (۱) عبداللہ (۲) مبشر (۳) احمد (۴) عبداللہ ثانی (۵) احمد ثانی بہار الدین (۶) محمد،
(۷) محمود (۸) عیسیٰ (۹) موسیٰ (۱۰) ابراہیم و (۱۱) امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ (۱۲) فاطمہ (۱۳) خدیجہ (۱۴) امۃ العزیز
(۱۵) ام کلثوم۔ بہ وقت وفات حضرت ایشان احمد ثانی و عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم را بہت سار و امۃ الجلیل از بہنات
حیات بودند۔ باقی رحلت کردہ بودند۔

اشیخ احمد (ثانی)، بہار الدین | از بطنِ ترکیہ اند۔ بہ وقت وفات والد ماجد خودش سالہ بودند۔

تربیت ایشان سید عبداللہ زوادی کردند کہ از خلفائے والد ایشان بودند ناهز الثمانین و توفی فی المدینۃ المنورۃ و دفن فی البقیع، رَحِمَہُ اللہُ وَقَدْ سَیَّرَکَ - ایشان را یک پسر است، محمد مظہر۔

شیخ محمد مظہر | ولادت ایشان در ہزار و سہ صد و نو زدہ یا بست بودہ۔ در مدینہ منورہ قیام دارند۔ بہ کسب حلال ذکر و الجلال مصروف اند۔ نہ ایشان را با کسے کارے و نہ کسے را از ایشان بارے۔ پاکیزہ زندگی بہرہی بر نہ ہشت سال قبل بہ عاجز مکتوبے نوشتہ بودند و تفصیل اولاد خود بہ این طور تحریر کردہ بودند۔

فرزندان = (۱) احمد سعید (۲) محمد عمر (۳) محمود (۴) عدنان (۵) ہاشم (۶) ابراہیم احمد سعید شش پسر دارند (۱) خالد (۲) عبدالعزیز (۳) عبداللہ (۴) بہار الدین (۵) نشأت (۶) عصام محمد عمر ایک پسر است عبدالرحمن۔

و نامہائے دختران معلوم نہ شد۔ ایشان در مکتوب خود نوشتہ اند۔ اَمَّا الْاُنَاثُ فَلَا حَاجَۃَ اِلٰی اَسْمَاَئِهِنَّ۔ سَلَّمَ اللہُ الذَّکُورَ وَالْاُنَاثَ وَحَفِظَ الْجَمِیعَ۔

۲۔ شیخ عیسیٰ | معروف بہ عیسیٰ مظہر از بطن مغربیہ۔ بہ حالت شیرخوارگی بودند چون حضرت والد ایشان فوت کردند چون سن ایشان ما بین ستین و سبعین رسید در مدینہ منورہ رحلت فرمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ سہ دختر از ایشان یادگار ماند۔ سَلَّمَ اللہُ عَلَیْہِمْ۔

۳۔ موسیٰ از بطن امۃ اللہ بنت حضرت شاہ عبدالغنی و ۴۔ ابراہیم از بطن بنجاریہ در طفلی حلت نمودند۔ رَحِمَہُمَا اللہُ۔

امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ | از بطن ام الفضل بنت حضرت شاہ عبدالغنی، در ۲۶۸ھ و ۲۶۹ھ در قاف شریف دہلی متولد شدند و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ

پنجم ماہ رمضان ۳۵۸ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء در رامپور وفات یافتند و در قبرستان حضرت شاہ در گاہی مدفون شدند۔ عقد نکاح ایشان با ابن العم الاکبر حضرت شاہ محمد معصوم شدہ بود

پروردگار یک پسر صبغۃ اللہ و یک دختر عارفہ عنایت فرمود۔ چونکہ در طبائع توافق نہ بود شوہر ایشان در ۱۲۹۱ھ بہ رامپور آمدند و متاہل شدند و ایشان نزد پدر بزرگوار خود در مدینہ منورہ با دختر خود ماندند۔ دختر ایشان را

حضرت جد امجد برائے حضرت سیدی الوالد طلب فرمودہ بودند۔ لہذا وقتیکہ در ۱۲۹۴ھ حضرت جد امجد برائے عقد زواج فرزند خود بہ رامپور آمدند جناب امۃ الجلیل و دخترش عارفہ را نیز ہمراہ خود آوردند از ان

روز قیام ایشان در رامپور بود۔ جناب امۃ الجلیل از حضرت والد خود و از جد مادری حضرت شاہ عبدالغنی کسب کمالات باطنی

کرده بودند۔ استقامتے کہ پروردگار نصیب ایشان کرده بود کم کسے بہ آن سرفرازی شود۔ حضرت سیدی الوالدی فرمودند کہ درخاندان ما ہمیشہ صاحبہ نجیب الطرفین اند۔ روزے حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند۔ ”بفضل خدا از پدر و عم تو در هیچ چیز کم نیم (یعنی از شاہ محمد معصوم و سیدی الوالد) البتہ فرق این است کہ من مستورہ، مستعم ایشان رجال“ و قد صدقت رحمہا اللہ۔ الرضا بقضائے اللہ کہ اعلیٰ تر مقامات است نقد وقت ایشان بودہ۔ سی سال بہ کمال استغناد و حویلی خورد حکیم مظہر حسین خان در محلہ مدرسہ کہنہ رام پور بایک خادمہ ضعیفہ نکو کردند چند سال حامد علی خان نواب رام پور چیزے ماہانہ بہ ایشان می داد و باز نواب حیدر آباد دکن خدمت ایشان می کرد۔ فرزند ایشان در خورد سالی فوت کردہ بود۔ دختر ایشان ہمراہ حضرت والد خود بہ حجاز رفت و باز در شام فوت کرد۔ ایشان را این خبر رسید غیر از کلمہ استرجاع کسے یک لفظ دیگر از زبان مبارک ایشان نہ شنید و بعد از چند سال دختر و دختر در مکہ مکرمہ بہ حالت نفاس رحلت نمود۔ بجز کلمہ استرجاع چیزے نہ فرمودند و در اعمال و اشغال ایشان ہرگز در هیچ حال فتوے واقع نہ شد۔ بہ کمال خشوع و طمانینت نماز می خواندند۔ چون عاجز در احوال مبارک ایشان فکری کند، قول متنبی بیادش می آید۔

وَلَوْ كَانَ الْإِنْسَاءُ كَثَرًا فَقَدْ نَا
لَفُضِّلَتِ الْإِنْسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ
وَمَا التَّائِيْتُ إِلَّا سَمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ
وَلَا التَّذْكِيرُ فَخْرٌ لِّلْهَيْلِ

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ ایشان را ہمیشہ صاحبہ می فرمودند و احترام ایشان می کردند و ہر سال یک سیر چائے سبز عمدہ و قدرے از بادام و یک صد و بیست و پنج روپیہ بہ ایشان می فرستادند۔
رَحِمَہَا اللہُ وَرَضَى عَنْہَا وَحَشَرَہَا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔

بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد کنیت ابو السعادات فرزند ثالث حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ ولادت شریف ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ماہ شوال ۱۲۳۲ھ مطابق اپریل ۱۸۲۹ء واقع شد و وفات ایشان بہ صبح یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۸۸۰ء در رام پور شد و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ جہت غرب مدفون شدند عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۵۳ سال و سہ ماہ و بہ حساب تقویم شمسی ۵۱ سال و ہشت ماہ بودہ۔ ایشان را برادرے بود کلان کہ عبد الحمید نام داشت و حضرت شاہ احمد سعید را باوے فوق العادہ محبت بود، بقضائے الہی وفات یافت و حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر شدند و اندران ایام یکے از خلفائے ایشان

بر مزارِ پرانوارِ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ رفت و در واقعہ حضرت خواجہ را دید کہ می فرمایند: بہ پیرو مرشد خود بلوکہ عنقریب پروردگار ایشان را فرزندے عطا خواهد کرد و آن فرزند من خواهد بود۔ نامش عمر تجویزی کنم، ان شاء اللہ آن بچہ عمر خواهد یافت و از اصحاب کمال خواهد بود۔ حافظ غلام رسول دیران در شجرہ شریفہ کہ نظم کرده است، اشارہ بہ این معنی کرده و گفت۔

دلائل بشارت نہ شاید نہفت کہ فرزندِ خود خواجہ باقیش گفت
ز بس بیش بُودش بہ سُویش نظر بہ ضمنیتِ خود گرفتش پدر

و اندران ایام حضرت والدہ ماجدہ ایشان در خواب دید کہ مہتابی در خانہ من ظہور یافت۔ حضرت شاہ احمد سعید فرمودند حق تعالی شمار فرزندے چون بدر کمال عنایت خواهد کرد۔ چون ولادت شریف ایشان بہ وقوع پیوست حضرت ایشان نام ایشان محمد عمر نہادند، و محبتہ کہ حضرت ایشان را با عبد الحمید راحلِ بودہ ایشان منتقل شد۔ چنانچہ حضرت ایشان را در فرزندان خود با ایشان الفت و محبت زائد بودہ۔

جناب ایشان قرآن مجید حفظ کردند و بیش تر کتب علوم متداولہ از مولانا حبیب اللہ و احادیث از علم بزرگوار حضرت شاہ عبد الغنی و کتب تصوف از حضرت والد خود خواندند۔

از خورد سالی حضرت ایشان مبتلاے امراض گوناگون بودہ اند۔ در مثنائہ ایشان سنگ پیدا شد و زحمتهای کشیدند۔ آخر جراح بہ عملیہ آن سنگ را کشید۔ و بعد از چندے باز در مثنائہ سنگ پیدا شد۔ جراح گفت کہ عملیہ نہ می توان کرد۔ حضرت والد بزرگوار ایشان تو جہات فرمودند و پروردگار آن سنگ را از راه بول خارج کرد۔

در ۱۲۶۲ھ عقد زواج ایشان شد۔ و چند سال گزشت کہ ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ بعض افراد خیال بردند کہ از وجہ جراحیت شاید اولاد نہ می شود، لہذا حضرت والدہ ایشان بہ حضرت والد ایشان عرض می کردند کہ دعا فرمائید۔ تا پروردگار فرزندِ اولاد عنایت کند۔ حضرت ایشان می فرمودند شما ولتنگ نہ شوید۔ پروردگار ایشان را فرزند عنایت خواهد کرد۔

حضرت ایشان در ۱۲۶۶ھ سفرِ حج شریف کردند تا آنجا دعا کنند و پروردگار
دُعَا دَرِ مَکَّنِ مُقَدَّسَہ بہ برکتِ آن بَقْعَہ مبارکہ دعای ایشان را قبول کند و فرزند عنایت کند۔

چون از قصد خود در حضور قبلہ گاہ خود عرض نمودند حضرت ایشان اجازت سفر دادند و قبل از سفر ایشان را خلافت دادند و دو خلفائے خود را ہمراہ ایشان کردند و ارشاد کردند صبح و شام بہ حلقہ و توجہ مصروف باشید۔ عاجز گوید امام مسلم در باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة بعد ر۔ حدیث عثمان بن مالک روایت کردہ کہ در آن آمدہ: "وَدِدْتُ اَنْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ تَاتِیْ فِتَصَلِّیْ فِیْ مُصَلًّیٍّ فَاَتَّخِذُکَ مُصَلًّیًّا"

وامام نووی در شرح گفته: «فی حدیث عتبان هذا فوائد کثیره منها انه لیتنب لمن قال سا فعل کذا ان يقول ان شاء الله للایة والحدیث ومنها التبرک بالصالحین واثارهم والصلوة فی المواضع التي صلوا بها والتبرک منهم» - حضرت شاه عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر سورۃ بقرہ در بیان آیت - وادخلوا الباب سجداً - نوشتہ ازین آیت چند فائدہ مستنبط می شود. و نوشتہ بعضی مواضع متبرکہ کہ مورد نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضی خاندانہائے قدیم اہل صلاح و تقویٰ خاصیت پیدا می کنند کہ در آن ہا احداث توبہ نمودن و طاعت بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد. - حافظ اشفاق الہی میرٹھی را فرزند نہ بود، روزی نزد مزارات شریفہ مصروف دعا بود کہ درین اثنا سیدی الوالد از حرم سرا برآمدند و اشفاق الہی را دیدہ فرمودند - اشفاق چرا بہ اجمیر شریف نہ می روی و آنجا دعا نہ می کنی - قبلہ گاہ ما بہ اجمیر شریف رفتند و دعا کردند و حق تعالی بہ ایشان پسرداد - و این گفتہ فرمودند - بہین مرا کہ من پیش روی تو استادہ ام - بعد از استماع این قول حافظ اشفاق الہی بہ اجمیر شریف رفت و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد -

مردان خدا، خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

در اوائل سال ہزار و دویست و ہفتاد و چہار ہمراہ پدر بزرگوار خود مع عیال و فرزند بہ حجاز مقدس تشریف بردند و در کنف عاطفت قبلہ گاہ خود در طایبہ طیبہ قیام فرمودند - در ماہ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ وصال قبلہ گاہ ایشان شد - ازین واقعہ مؤلمہ دل و دماغ ایشان را صدمہ سخت رسید حضرت عمہ محترمہ اعنی امۃ الجلیل می فرمودند کہ از خزن ملال ایشان اہل خاندان را فکر لاحق شد کہ عقل ایشان از کار نہ رود - در مناقب احمدیہ نوشتہ است: «بعد انتقال حضرت والد ماجد ایشان را ترددی در مرید گرفتن بود از غلبہ تواضع، پس در خواب دیدہ اند کہ حضرت امام الطریقہ خواجہ بہار الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آورده ایشان را کلاہ خود پوشانیدند خاطر ایشان جمع گردید»

سفر قدس | صدمہ کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود مداوای آن بہ علاج حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردند چون آن عاشق صادق مدینہ منورہ را از وجود مبارک آن سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالی یافت تاب قامت نہ آورده روبرو بہ ملک شام نہاد، همچنان حضرت ایشان رخت سفر بہ مکہ مکرمہ بستند و حج ۱۲۴۷ھ کردہ در جوار بیت اللہ الحرام قیام فرمودند سال دیگر حج کردہ بہ دوازدم محرم ۱۲۴۹ھ از جدہ بمصر در مرکبہ خانی روانہ شدند - ہمراہ ایشان مولوی ابوالبرکات بہاری فرزند مولوی فضل امام و مولوی حکیم محمد اسماعیل و مولوی ابوالحسن و یک عقیفہ و چہار نفر خادم بودند و مراجعت بہ جدہ ازین سفر میمون بہ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ بودہ - در قاہرہ و اسکندریہ و فلسطین تمام اماکن مقدسہ و مزارات مبارکہ را زیارت کردند -

در عودت بہ شب جمعہ سوم ربیع الاول رفیق سفر مولوی حکیم محمد اسماعیل در مصر حلت نمود رحمۃ اللہ حضرت ایشان و رفقاء ایشان از مسجد اقصیٰ احرام بستہ بیت عمرہ کردہ اند مولوی ابوالبرکات بہاری احوال این مبارک سفر بہ تفصیل و تقریر پذیر نوشتہ اند نام رسالہ ایشان ”برکات الانس لزار القدس“ است اتمام این سفر نامہ بر این نظم فرمودہ اند۔

برہمچ میچ خویشتن را	بیچ است بہ بین نو و کهن را
بر صبح میچ و بر نیمش	بر چرخ مناز و بر نعیمش
طوفان بلا است در نورش	سیلاب غم است در سرورش
کش باد فنا ز پا نیفکند	اینجا شجرے نہ شد برومند
دستان ہمہ نوحہ رحیل است	اینجا ہمہ رخت خانہ نیل است
برہمچ نظارہ بند بودن	تا چند فن پسند بودن
ہی مرغ بقا مجو ازین قاف	نیز نگ فنا است پردہ بشکاف
برخیز ازین گریوہ برخیز	تو آبلہ پا و کاروان تمیز
زین مرحلہ کوچ ناگزیر است	ہر چند مقام دل پذیر است

حضرت ایشان قدس سرہ تاریخ زیارت بیت المقدس گفتہ اند و مولف رسالہ اتمام رسالہ بر تاریخ ایشان کردہ۔ فرمودہ اند۔

بحمد اللہ دیدم روے اقصیٰ کہ بر بنیاد تقویٰ شد مؤسس
چہ خوش تاریخ مولانا عمر گفت عبادت اللہ فی بیت المقدس

۱۲۹۹ ہجری النبوی

این رسالہ مبارکہ کہ اندران ایام نوشتہ شدہ نزد عاجز محفوظ است۔ فالحمد للہ علی نعمائہ۔

ہنوز از خدمتہ فراق حضرت والد ماجد قدس سرہ ایشان را تسکین حاصل
وفات اہلیہ و دو پسر

است کہ اہلیہ محترمہ ایشان بی بی نواب بنت جناب احمد علی بن مولوی محمد باقر از اولاد امجاد حضرت عثمان ہارثی رحمۃ اللہ علیہم جمعین بہ حالت نفاس بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ وفات یافت، و بہ روز ہفتم نومولود ابو حفص و بہ روز ہفتم دیگر دو سالہ فرزند البکر رحلت نمود۔ در ظرف پانزدہ روز سہ صدمات شدیدہ برداشت کردند۔ برائے تسکین قلب و تسلیہ حضرت ایشان یک ذات مبارک سیدی الوالد ماند کہ اندران ایام نہ

سالہ بودند۔ حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز گفتند کہ عم محترم را (یعنی جدی المحترم، بپدر شما) اُلفت و محبت بیش از بیش بود بلکه ایشان عاشق فرزند خود بودند، جناب ایشان از خورد سالی تا آخر آیم در گوناگون امراض مبتلا بودند چون جدہ شمار حلت فرمود عم اکبر (شاه عبدالرشید) و جدہ مادری من (شاه عبدالغنی) بہ ایشان گفتند شما عقد ثانی بکنید۔ ایشان گفتند می ترسم کہ از مادرِ علّاتی بہ لختِ جگم آزارے نہ رسد۔ و ایشان تا دم واپسین نکاح دیگر نہ کردند۔

عاجز گوید چون کہ از صغر سن حضرت ایشان در گوناگون امراض مبتلا بودند و از وجہ امراض در حضوری حلقات فتوے واقع می شد۔ ایشان شرکایت حال خود بہ حضرت قبلہ می نمودند حضرت ایشان فرمودند اگر قدم بہ قدم من خواہید رفت مثل من خواہید شد۔ آنچه کار من بود در حق شما من آن را کردم حالا استقامت شما در کار است۔ کَمَا فِي الْمَنَاقِبِ الْأَحْمَدِيَّةِ۔

برادر زادہ حضرت ایشان شاہ محمد معصوم در ذکر السعیدین نوشتہ اند۔ مامعناہ۔ ایشان را در روز و شب بجز از کار و اشغال و طاعت و عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کارے نہ بود۔ با وجودی کہ ایشان را بہ این قسم امراض شدیدہ لاحق بودند کہ طاقت نشست و برخاست بسیار کم شدہ بود، لیکن آنچہ اشغال و اوراد و توجہ و حلقہ از معمولات ایشان بود، هیچک فتور اندران واقع نہ شدہ۔ و این آن استقامت است کہ نزد صوفیہ فوق از کرامت است۔

سفر مہند در سیر الکاملین نوشتہ است۔ تا والد ماجد بہ قید حیات بودند، سکونت در مدینہ منورہ داشتند و بعد رحلت بہ مکہ معظمہ تشریف آورده توطن اختیار فرمودند، تقریباً بہست سال کابل در آن بلدہ معظمہ بودہ اند، در وراج طریقہ شریفہ فرمودہ اند و صد ہا کس را بہ نسبت حضور آگاہی رسانیدند۔ مجاہدات کثیرہ و ریاضات شاقہ از بہر تعالی و قیام و صیام و قلة المخالطۃ مَعَ الْاَنَامِ بر ذات شریف لازم داشتند، از اتفاقات قضا و قدر در سنہ یک ہزار و صد و نو و دو ہفت رونق افروز ہندوستان شدند و بلدہ رامپور را از قدم شریف منور ساختند، نواب صاحب رام پور نہایت تعظیم و تکریم پیش آمدند و تشریف آوری آن حضرت را از مغنمات و کمال عزت و شرف خود دانستند و بہ خدمات لائقہ ممتاز گردیدند و حضرت را از مدت شش ہفت سال مرض سخت لاحق شدہ بود، گاہ خفیف می شد اما اکثر بہ شدت می بود و جناب ایشان از آن بسیار نحیف و ضعیف گشتہ بودند و با وجود این کیفیت در توجہات و از کار و اشغال و اوراد مثل سابقہ بلکہ زائد از آن مشغول می بودند و هیچک فتوے راہ نہ یافتہ بود و این دلیل قوی ہست بر کمال استقامت ظاہری و باطنی آن حضرت۔ عاجز گوید، مرض سخت کہ از مدت شش ہفت سال بہ حضرت ایشان لاحق شدہ بود آن مرض ناسور بود کہ بر پشت

مبارک ایشان بودہ کما سیاقی بیانہ فی المکتوب الحادی عشر من مکاتیبہ الشریفہ۔

یکے از مخلصین بر عربی رسالہ مختصرہ در احوال مبارکہ ایشان نوشتہ است،
رسالہ در احوال سفر وے ہمراہ ایشان تارا میپور آمدہ، عاجز خیال دارد کہ محرز علی افندی است،

محمد اصحاب الدین کہ از خلفائے سیدی الوالد است و ذکرش ان شاء اللہ خواہد آمد در مکتوب خود ذکر علی افندی کردہ۔ عاجز این رسالہ را از اول تا آخر نقل می کند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ الحمد للہ الذی نزه قلوب اولیائہ عن الالتفات الی زخرف
 الدنیا ونظرہ فی اسرارہم من ملاحظۃ عز حضرتہ، ثم استخلصہا للعکوف علی بساط عزتہ
 ثم تجلی لہم باسمائہ وصفاتہ حتی اشرقت بانوار معرفتہ ثم کشف لہم عن سبحات وجہہ حتی احتر
 بنار محبتہ ثم احتجب عنہا بکنہ جلالہ حتی تاهت فی بیداء کبریائہ وعظمتہ فکلما اہتزت للملاحظۃ
 کنہ الجلال غشہا من الدہش ما اغبر فی وجہ العقل وبصیرتہ وکلما ہمت بالانصراف آیسۃ
 نودیت من سراوات الجمال صبرا ایھا الایس عن نیل الحق بمجملہ وعجلتہ فبقیت بین الردو
 القبول والصد والوصول، غرق فی بحر معرفتہ ومحترقہ بنار محبتہ، والصلاۃ علی محمد خاتم
 الانبیاء بکمال نبوتہ وعلی آلہ واصحابہ سادۃ الخلق وایمتہ، وقادۃ الحق وازمتہ وسلم
 تسلیما کثیرا ورضی اللہ تعالیٰ عن تابعیہم الی یوم الدین والایمۃ المجتہدین واولیاء الکون
 اجمعین لاہیتما سادات النقشبندیین ومشائخ الاحمدیین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم
 کافۃ عامۃ۔ اما بعد، فہذہ نخبۃ من مناقب سیدنا واما مناد ومرشدنا ووسیلتنا الی اللہ
 تعالیٰ ومفتاح باب سعادتنا۔ قطب العارفین، غوث السالکین، غیاث المریدین والمستفیدین
 قدوۃ کاملین المکملین وعمدۃ الواصلین، من ہو فی الزہد والتوکل والقناعۃ وحید،
 وفی التجرید والتفرید والاستغناء عن الکوآن فرید، قطب الحرم مولانا الشیخ ابوالسعادات
 محمد عمر الاحمدی النقشبندی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز وافاض علینا من بركاتہ، آمین۔
 ولد رضی اللہ عنہ فی شہر شوال سنۃ الف وماتین واربع واربعین فی بلدہ دہلی
 وحفظ القرآن وهو ابن تسع سنۃ وقرأ الصرف والنحو والمنطق والکلام علی مولانا الشیخ حبیب
 اللہ الملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ، والفقہ والحديث والاخلاق والتصوف علی والدہ الماجد،
 اما مناد وقلبتنا ومولانا الشاہ احمد سعید قدس سرہ وبعضا من کتب الاحادیث علی عمہ
 المعظم امام وقتہ فی الحدیث مولانا الشاہ عبید الغنی الاحمدی رحمہ اللہ تعالیٰ

واخذ التوجهات الى اخر مقامات الاحمدية من حضرة والده الشريف، وكان ممتازا بين ابناء
الكرام بالمحبوبة الخاصة لدى حضرة والده قدس سره ولها بلغ عمرة الشريف ثنتين وعشرين
اراد السفر لزيارة امام الطريقة مولانا الشيخ المعين الجشتي قدس الله تعالى سره، اجازة
والده الماجد للزيارة واجازة ايضا في الطريقة الشريفة بالخلافة الخاصة المطلقة
العامة، وارسل بمعيتة من كبار خلفائه اثنين وامرهما بان يكونا في خدمته وياخذ التوجه
من حضرة وان لا يغيبا ليلا ونهاراً من صحبته، فلما وصل الى الزيارة واقام بهامدة
قد شرفه الامام بنسبته وخلافته الخاصة العامة واكرمه بعناياته الوافرة التي لا
تعد ولا تحصى، حتى في يوم من الايام كان مراقبا عند قبرة الشريف وحصل المخاطبة بينهما فقال
رضي الله عنه للامام ياسيدي ما عز ممتوني بعزيمة خاصة من جنابكم فقال له الامام مرحبا
بك، انت اليوم معزوم عندنا، فبعد الفراغ من المراقبة امر رضي الله عنه خدامه بان
لا يطبخوا الطعام وقال نحن معزومون، فلما غربت الشمس وكان رضي الله عنه يصلي
في المسجد ومعه اصحابه وبعض من الخدامين قاعدون في المنزل اذ راوا ان رجلا مهيبا
دخل الدار وعلى راسه تبتسي (صينية) كبروفيه انواع من الأطعمة، واعطى التبتسي للخدا
مين وقال سلموا على الحضرة (بلغوا سلامي الى الحضرة) وقولوا له هذه عزميتكم من عند
الامام وكذلك رأى الخدامون ان بعض الرجال جاءوا بالعلف والشعير للخيول ثم غاب
القادمون ولم يعرفهم احد. ولما اراد رضي الله عنه الرجوع الى دهلي استاذن
الامام قدس سره وما استاذنه الامام الا بعد التضرع والالحاح، فرجع الى دهلي.
وفي ايام سلوكه بسبب الامراض ما كان يحضر الحلقة والمراقبة في كثير من الاحيان
فسأله والده الماجد عن قلة حضوره فأجاب اني بسبب الامراض لا اقدر على اتمام
مقدار الذكر والشغل فلذا استحي من الحضور في حضرتكم، فقال والده الماجد
ياولدي لا تهتم بقلة الذكر والشغل واحضر الحلقة كيف ما كان.

وكان والده الماجد اكثر محبة ورعاية له من اخوانه لانه كان له اخ كبير
واسمه عبد الحميد وكان والده الماجد يحبه كثيرا فلما توفي عبد الحميد حزن
الوالد على وفاته اشد الحزن وارسل احد خلفائه الى ضريح امام الطريقة
حضرة الشيخ باقى بالله شيخ سيدنا المجد قدس سرهما مستمداً للأشراح. فبعد

وصول الخليفة الى الضريح الشريف والمراقبة لديه خاطبه حضرة الشيخ قدس سره بأن بَشَّرَ
شيخك بأن ربنا سَيَمِّنُ عليه ويرزقه ولدًا صالحًا معمرًا وتفاوُلًا سَمِينًا عَمْرًا وبعد هذه البشائر
ولد رضى الله عنه وسمى بالاسم الذى سماه به الشيخ قدس سره - وهذا كان سبب محبته
الخاصة من بين اخوانه الكرام قدس الله اسرارهم -

كتب العارف الشهير اخوة الصغير سيدنا ومولانا وامامنا الشيخ محمد منظر الاحمدى
قدس الله تعالى سره وافاض علينا من بركاته فى المقامات السعيدية والمناقب الاحمدية
فى مناقبه رضى الله عنه ان قبل ولادته رأت والدته الشريفة فى الرؤيا ان القمر طلع
فى بيتها فقصدت على والده الماجد قدس سره فعبرها بأن ربنا سيعطيك مثل القمر
ولدًا، وكتب ان والده الماجد قال له فى يوم من الايام لو وضعت القدم على قدحى
ستكون مثلى، وكتب ان بعد وفات والده الماجد لغلبة التواضع والاستغناء عن
الاكوان كان مترددًا فى التوجه الى المريدين حتى رأى امام الطريقة السيد محمد
بهاء الدين نقشبند قدس سره وافاض علينا من بركاته فى المنام انه شرفه
بالمجيئ عنده ووضع قلنسوته على راسه وامره بالتوجه الى المريدين، اه -
وكذلك امره الامام الربانى المجدد دلائل الثانى بالتوجه الى المريدين فبعد
ذلك جلس على مسند الارشاد والهداية -

بعد غلبة الكفار على بلدة دهلى هاجر مع والده الماجد والاخوان الى
الحرمين الشريفين وبعد الحج ذهب الجميع من مكة المكرمة الى المدينة المنورة -
فلما وقفوا عند المواجهة الشريفة شاهدوا من عنايات سيد الاولين والاخرين
صلوات الله عليه وعلى اله واصحابه اجمعين ما لا حد له ولا نهاية، وقد لبس
والده الماجد بخلة فاخرة خاصة من حضرة الرسالة، فاية نعمة تكون فوقها
واية خلعة تعادل ذوقها - هنيئًا له -

وبعد وفات الوالد الماجد استوطن مكة المكرمة واشتغل بالرياضات الشاقية
حتى كان يراقب تجاه اللعبة الشريفة من بعد العشاء الى الصباح، وفى النهار يشتغل
بتربية المريدين ثلاثة اوقات - بعد الاشرار وبعد الظهر وبعد المغرب الى العشاء
وكان رضى الله عنه يزيد فى الرياضات فى شهر رمضان من كثرة تلاوة القرآن

وثلاثة ختمات القرآن في التراويح والمراقبات والاوراد والأذكار وغير ذلك من الطاعات مع ضعف بدنه وكثرة امراضه بحيث لو رآه احد لقال انه لا يقدر على الكلام فضلاً عن القيام والصيام. وهو لم يبالي بشيء من الامراض والالام واشتغل بأنواع من الطاعات الى اخر الايام. وكان يصلي التراويح قائماً مع طول القراءة فيه. وقد ذهب لزيارت المسجد الأقصى وزار الانبياء على نبينا وعليهم الصلاة والسلام في سنة الف ومائتين وتسع وسبعين وأحرم من بيت المقدس من المسجد الأقصى الى المسجد الحرام. وكراماته رضى الله عنه كثيرة والاستقامة التي هي فوق الكرامة كانت ظاهرة باهرة شهيرة من حضرته لا يتكرها احد وفي اخر عمره استهلك في مشهورة حق الاستهلاك بحيث صار أجنبياً من الأقارب والأجانب وانقطع تعلق ما سوى الله من ساحة صدره المنور واضمحل نقش الغير من قلبه الأنور، وكان سيماء "هم الذين اذا رأوا ذكر الله" وكان في جبينه من الشمس اظهر مع ذلك اذكر بعض كراماته لاطمينان قلب بعض الذاهلين ————— منها أن في ليلة من ليالي رمضان المبارك في الحرم المحترم وقت التراويح اخبر جميع المريدين بأن في هذه الليلة من الله على صاحبزاده محمد يوسف بولد اسمه محمد حسن، فتعجب المريدون من سماع هذا الخبر وكتبوا اليوم والتاريخ ولما جاء البابور (الباخرة) ووصل الكتاب من رامفور وكان فيه ان في ليلة كذا من رمضان رزق الله لصاحبزاده محمد يوسف ابناً وقد سميناها محمد حسن، فلما قابلوا هذا الخبر بما كتبه من اليوم والتاريخ وجدوه مطابقاً لما قال حضرته ومنها ان الفاضل الجليل مولانا الحكيم محمد نواب جاء يوماً عنده وقال له بأن امير مملكة المشرف الشريف عبد الله باشا امرني بعلاج اخيه الشريف سلطان لانه مريض وانا استأذن منكم فان اذنتم لي شرعت في العلاج والا اعتذرت، فقال له اعتذروا تقرب المريض للعلاج، فاعتذر الحكيم من سيدنا المرحوم الشريف عبد الله باشا وتوفي اخوه سلطان بعد ثلاثة ايام.

ومنها انه في يوم من الايام كان رضى الله عنه يتناول الطعام اذ دخل عليه احد من المريدين واخبره بأن السفينة التي فيها عمكم الصغير الشاه عبد المغنى قد انغرقت وهذا الخبر مشهور في البلد. ولما سمع رضى الله عنه

هذا الخبر ترك الطعام وحزن كثيراً ثم راقب مدة ساعة وبعد المراقبة رفع رأسه الشريف وقال - انى قد توجهت الى حضرة رب العزة لا نكشاف الحال فالحمد لله قد رفع الحجاب عني ورأيت السفينة في تلاطم الامواج فمشاهدة هذه الحالة زاد في حزني واضطر ابى فدعوت الله عز وجل بالتضرع والعجز والانكسار والالحاح فوقع الدعاء في معرض القبول وامرت من الملك القدوس باخراج السفينة من التلاطم فاخذ عنان السفينة بقوة الله وتوفيقه وعنايته واخرجتها من تلاطم الامواج وفي حين اشتغالى باخراج السفينة وقع نظرى على احد من جماعتنا فرأيت على وجهه اثار التعزية ربما احد من اقاربه قد مات - والسفينة قد نجت من التلاطم والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات - ولما اخبر حضرته عن هذه المشاهدة كتب المريدون ما قاله رضى الله عنه ولما وصلت السفينة وجاء عمه الصغير مع جماعته ظهر صدق مقالته عن احوال تلاطم الامواج ووفات واحد من جماعتهم - ومنها انه رضى الله عنه مرض في مكة المكرمة واشتد مرضه واضطرب نجله الكريم الفاضل الفخيم سيدنا ومولانا امامنا الشيخ محي الدين ابو الخير عبد الله الاحمدى غاية الاضطراب ولما شاهد رضى الله عنه اضطراب نجله الكريم قال له لا تحزن لاني لا اموت من هذا المرض فقل من اضطرابه شيئاً ما ولكن خطر في قلبه ان المرض شديد ويمكن أن يكون كلامه من قبيل الهجر فقال رضى الله عنه له قد عرفت ما يختلج في قلبك وقد جاء عندي سيدى الوالد قدس سره وقد قلت له الان ان مراعى الذهاب عنده فقال لا فان عليك تربية واحد والظاهر ان المراد من ذلك الواحد هو نجله الكريم - وشفاه الله من ذلك المرض وعاش بعدة سنين -

وفي اخر عمره رضى الله عنه في سنة الف ومائتين وسبع وتسعين شرفته ازدا انت خبطة الهند لقد ومه الشريف، فبحكم القضاء والقدر توجه من مكة المشرقة الى بندرجدة ومنه اركب الباخرة ومعه الاهل وذهب جماعة اليمن الى الباخرة وعينوا المحلات لحضرته واصحابه وللمحريم وتوجهت الباخرة الى الهند وكان رضى الله عنه مدة يوم وليلة في استغراقه، لم يبال بما في الباخرة من الحرو والزحمة وتحركت مادة الصفراء في جميع الرفقاء وخصوصاً في المحريم، فحضر عند حضرته بعض المريد

وقالوا یا سیدنا، اشتد الحر وازدادت الزحمة والحریم فی ضیق شدید ولا یقدر احد منّا ان یمشی او یتحرک، فسکت رضی اللہ عنہ وبعد قليل جاء القفتان وهورجل انجلیزی نصرانی، یسأل بلسانہ ولا یعرف احد منّا لسانہ الا اننا سمعنا انہ یردد کلمة حضرت کثیراً فعرّفنا انہ یسأل عنہ رضی اللہ عنہ، فمجرد ما وقع بصرہ علی طلعتہ المبارکۃ الشریفۃ خلع طربوشہ (ملبس الرأس) ووقف بغایۃ التعظیم والتکریم بین یدیه وطلب الترحبان ودعی الخدامین وفتح مخزن اللواح والمسامیر وخرج منہ کل شیء واعدہ لمولانا الامام رضی اللہ عنہ واعد محلاً مخصوصاً للنساء، فاستراح المریدون واسترحن النساء۔ وكان القفتان یحضر کل یوم فی حضرته رضی اللہ عنہ ویقف امامہ قدراً نصف ساعة عاری الرأس ویقوم بالخدمة والتعظیم الی ان وصلت الباخرة الی کلکتہ۔ وقبل النزول من الباخرة بنصف ساعة تخلی القفتان مع حضرته فی المحل الذی کان مخصوصاً له ومنع جمیع اهل الباخرة من الدخول علیہ وكانت هذه التخلية قدراً نصف ساعة، لم یعرف احد منّا ماذا عمل القفتان فی هذه المدة غیر ان المریدین قالوا انہ اسلم علی یدہ وهل أخذ الطريقة ام لا، لا یعرفہ احد منا ولم نستطع لہیبة حضرته ان نسأله، واللہ اعلم بحقیقة الأمر۔

وبعد ان تشرف اهل کلکتہ بقدمہ توجہ فی قطار سكة الحديد الی بلدة رامفور۔ فیاللہ من هذا التجلی فی هذا السفر، قطار سكة الحديد یقف علی المحطات لبضع الدقائق۔ وجدنا فی الطريق کل محطة مملوءة من الزائرین وكان الزائرون یقفون صفوفاً وكان یود کل واحد منهم ان یقبل یدیه المبارکۃ ففی بعض المحطات ینالون ببغیتہم وفی البعض لا یقدرون علی ذلك، وابنہ الفخیم کان یفتح الشباك کی یسعد الزائرون بزیارۃ طلعتہ المبارکۃ فكان الزائرون یرونہ من صیف المحطة ویستبشرون بهذه النعمة البہیة، وكان بعض الزائرین یقدم الهدایا فالبعض منها كانت تصل الی حضرته والبعض تقع علی سكة الحديد وكان صانها یمکی ویحسّر فی هذه کیفیۃ قطعنا الطريق من کلکتہ الی رامفور ولما وصلنا الی رامفور وجدنا حضرة النواب فی اول المتقدمین۔ فاستقبلہ حضرة النواب بغایۃ التعظیم والتکریم وكان یعدّ وروّده فی امارتہ من اعظم الغنائم واسنی النعم

وكان يفخر على ذلك وكان يقوم بالخدمات اللائقة له رضى الله عنه -

ولما كان رضى الله عنه مريضاً من مدة سبع سنين، والمرضى (الناصور) يشترى أحياناً ويخفف حيناً آخر وهو رضى الله عنه في الشدة والخفة مستغرق في مقصوده و مشتغل بالتوجهات والأوراد والمراقبات والاذكار لم يقع في معمولاته فتوراً أبداً، وهذا أكبر دليل على كمال استقامته، في الظاهر والباطن، وبعد ان اقام في رامفور ستة أشهر اشتد مرضه وفي صباح يوم الأحد الثاني من شهر محرم الحرام سنة الف ومائتين وثمانية وتسعين طار طائر رُحى الا قدس الى حظيرة القدس واستقر على أغصان أشجار حديقة الأنس وسكن في اعلى عليين مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا -

چیسٹ ازین خوبتر در ہمہ آفاق کار دوست بر دوست فت یار بے زریک یار

كان رضى الله عنه معتدل القامة، معتدل الاعضاء، معتدل المزاج و كان عيسوي المشرب على مشرب والده الماجد قدس سره وكان رضى الله عنه كثير التلاوة ودأب في الذكر والفكر وكثير الهيبة وشديد الخشية والخضوع وخصوصاً في سجدة الركعة الأخيرة والقعدة الأخيرة، يحمر عيناه ويصفر لونه - وكان قوى الحضور في جميع الطاعات وكان متصفاً بالصفات الالهية ومتحملاً بالخلق النبوية وكانت جميع اخلاقه مرضية - رضى الله عنه ونفعنا ببركاته وافاض علينا من نوره وفيوضاته آمين - وقد سقاهاهم ربهم شرباً طهوراً - سنة ١٢٩٠ هـ -

کمال استغنا حضرت ایشان قدس سره به کمال استغناء متصف بودند به این عاجز حضرت ابو الشرف فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید بیان کردند کہ حضرت عبدالرشید در اواخر احوال ہر سال از مدینہ منورہ برائے حج می آمدند و نزد برادر خود فروکش می شدند و ہر دو برادران عالی قدر بمعیت یک دیگرے بہ عرفات و مزدلفہ و منی می رفتند اتفاقاً نوبت حضرت ایشان رفاقت برادر محترم از وجہ تنگی دست نہ کردند - بعد از حج چون حضرت برادر کلان برین امر آگاہ شدند فرمودند اے برادر چرا اظہار این امر نہ کردی، نزد من آن قدر مال بودہ کہ شما ہم حج می کردید حضرت ایشان عرض کردند وچ خوب ارشاد کردند - لذتے کہ در صورت نہ گفتن است در صورت گفتن کجا باشد - و قتیکہ حضرت ایشان این کلام فرمودند - برادر زادہ حضرت ایشان نیز حاضر بودند و فیما بعد بہ فرزند خود حضرت ابو الشرف بیان کردند -

قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ از او آخر ۱۲۹۷ھ تا اوائل ۱۲۹۸ھ بوده یعنی نوزده سال و سہ یا چہار ماہ نزد باب العتیق در خانہ کہ بہ ایجار گرفتہ بودند۔ گاہ بہ بُسیر و گاہ بہ عُسر زندگانی بہ سر می بردند۔ و قتیکہ حضرت ایشان بہ ہندوستان آمدند در کلکتہ تقریباً چہل روز قیام فرمودند، آنجا یک مہینہ دو ہزار روپیہ بہ حضرت ایشان ہدیہ داد حضرت ایشان آن ہدیہ قبول فرمودہ بہ مہینہ گفتند شما این روپیہ را نزد خود امانت نگاہ دارید، عند الاحتضار حضرت ایشان بہ فرزند عالی مقدار خود وصیت و نصیحت کردہ فرمودند حافظ ناصر و معین و کار ساز شمار بہ العالمین است۔ ہر چہ از کتابہا دارم آن از شما است و آنچه دو ہزار روپیہ در کلکتہ نزد مہینہ است آن را در ازدواج کرامت النساء صرف کنید، (کما سیاتی التفصیل فی احوال سیدی الوالد قدس سرہ) غیر ازین روپیہ حضرت ایشان را از مال و متاع چیزے نہ بود۔

حجرہ مسجد | نواب کلب علی خان والی رامپور برائے قیام حضرت ایشان محل نواب احمد یار خان را تجویز کردہ بودند چنانچہ قیام حضرت سیدی الوالد و حضرت عمہ محترمہ اندران محل بود، اما خود حضرت ایشان در حجرہ مسجد شریف قیام فرمودند۔ آن مسجد شریف متصل حویلی بود و ہمدران حجرہ مبارکہ داعی حق را لبیک فرمودند اگر از جوار بیت اللہ الحرام بہ ظاہر دوری افتاد، از جوار خانہ خدا تادم و پسین جدا نہ شدند۔ حضرت ایشان قدس سرہ می فرمایند۔

آخر شدہ عمر و بہ لب آمد نفس ما
کہ گریہ کنم گاہ فغان گاہ دعا ہا
بلبل بہ فغان گفت دم صید بہ صیاد
رحمت مکش لے بحر کہ آلودہ ذنم
اے طائر جان صبر نما لحظہ درین قید
مہمان دوسہ روزہ بود این قفس ما
حضرت ایشان قصد نہ داشتند کہ بہ ہندوستان تشریف آرد اما از برائے ازدواج فرزند محبوب خود برائے چند وقت قصداً این دیار کردند کما سیاتی بیانہ فی احوال سیدی الوالد۔ و نواب کلب علی خان از دل جان در راحت رسانی حضرت ایشان می کوشیدند، برائے معالجہ امراض جسمانی اطباء حذاق را جمع کرد۔ اما، گرفت سلطان عشق از دسترس نواب صاحب بالا تر بود، آتش شوق لمحہ بہ لمحہ تیز تر می شد، اندرین احوال حضرت ایشان بہ زبان اردو غزلے گفتہ اند۔ عاجز ترجمہ چند ابیات می نویسد۔

دل در جستجوئے کوچہ دلدار است و بلبل ناشاد در آرزوئے گلزار است
بر آستانش چساں جبین خود را بنہم کہ من بخون دل ہنوز وضو نہ کردہ ام

بہ تسقیان حرم خبر کنید کہ از چشم من جوئے آب روان است۔

اگرچہ تو از رگ جانم بہ من قریب تر هستی و لیکن من در جستجوئے تو می پویم
درستم وے نیز لذت الطاف است، من در ہمہ حال گرویدہ خصالِ دیم
حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ حضرت ایشان نہایت منکسر المزاج و حلیم الطبع بودند اما تابِ استماع
سخنِ نادرست و دیدنِ احوالِ نامشروع نہ داشتند، در چنین احوالِ شان فاروقی بہ وجہ اتم ظاہری شد۔
در امور نامشروعہ مراعاتِ ہیچ کس نہ می کردند غیر از حلقہ و توجہ و ذکر و فکر کارے نہ داشتند۔

عاجز گوید انکسار حضرت ایشان از این ظاہر است کہ در کتابِ انسائیل لطاہرین، ذکر خود بہ این طور
فرمودہ اند: محمد عمر فرزند سیوم حضرت سراج الاولیاء، تاریخ ولادتش از ”احقر البشر محمد عمر“ ظاہر است و حضرت
ایشان راسہ مہر است۔ مہر اول در ۱۲۶۲ھ کندہ شدہ، بسیار خورد است و بران ”محمد عمر“ کندہ است۔ مہر دوم
در ۱۲۶۸ھ ساختہ شدہ و بران ”محمد عمر ابن احمد سعید“ کندہ است و مہر سیوم بسیار نفیس است۔ عاجز خیال
دارد کہ این مہر در ترکیبہ ساختہ شدہ، برین مہر این شعر کندہ است۔

عمر نام و فعلش ہمہ ناپسند سب خانقاہ شہ نقشبند

روزے سکندر علی خاں و اہل متوطن خالص پور، علاقہ ملیج آباد، از توابع لکھنؤ کہ از خلفائے سیادت
شرافت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ مولانا سید عبدالسلام متوطن ہنسوہ، علاقہ فتحپور، نزد کانپور، بہ خدمت
شریف ایشان وقتے رسید کہ حضرت ایشان عند البیت الحرام از حلقہ فارغ شدند حضرت ایشان سوئے
بیت اللہ اشارہ کردہ فرمودند۔

سکندر یکے از غلامان تست بکن رحم بر وئے کہ شایان تست

از اشیائے مستعملہ حضرت ایشان مثلاً قلمدان، مقط، محایہ، پرکار، مقراض، مہر، مسجہ، معلوم می شود
کہ نفاست را خوش داشتند، حضرت ایشان دعائے حزب البحر و درود کبریت احمر را بر کاغذ نفیس بقطع خورد
بسیار خوشخط نویسانیدہ اند و بر اول ورق در دائرہ ”وظیفہ عمر بے بدل است“ تحریر کنانیدہ اند و باز آن را در
جلد نفیس و جلد رادر غلاف لطیف محفوظ کردہ اند۔

حضرت ایشان معتدل الاعضاء و خفیف الشعر بودند، سر مبارک میانہ، و درازی زلف تا نرمہ
حلیہ مبارکہ گوش، لحيہ مبارکہ بہ قدر یک مشت، چہرہ مبارک بیضوی، بینی معری از خود بینی قدے بلند۔
چشمان گہرا فشان فراخ و پراز انوار، چون از حلقہ و توجہ فارغ شدے بر سپیدی چشم سُرخ غالب بودے۔ دست پیا
نازک، قلیل الکلام، شیرین مقال، باہر کہ صحبت کردے، گرفتار محبتش گشتے، در خانہ استعمال ”عرق چین“

(کلاہ پارچہ) می کردند و وقتے کہ بیرون رفتے، دستار بر سر نہادے۔ ہوش در دم و نظر بر قدم داشتے، طبیعت ایشان موزون بود و احیاناً شعر گفتے، چنانچہ یک دیوان خورد از فارسی و یک از اردو و از درد دیوان فارسی ۲۵ غزل و یک مثلث و چہار محسنات دارند، و شجرات مبارکہ سلاسل سبعمہ را مطولاً و مختصراً در سیزدہ قطعات نظم فرمودند، و اعداد آیات مبارکہ سور قرآن مجید را نظم کردہ "اعداد الآیات" نام نہادہ اند و ۳۶ قطعات تاریخ دارند و دیوان اردو تقریباً مساوی دیوان فارسی است، علاوہ ازین رسالہ کنز المصلیٰ را در ۱۲۹۱ھ بہ اردو نظم کردہ اند و از لفظ "اصغر" تاریخ برآوردہ نام رسالہ فقہ اصغر "نہادہ اند، جناب مولانا عبدالحق الہ آبادی، شیخ الدلائل و مہاجر مکی تجاہ البیت الحرام بر آن رسالہ شرحے لطیف بہ اردو نوشتہ اند و نامش "الکنز الاکبر شرح الفقہ الاصغر" نہادہ اند نزد عاجز نسخہ از آن موجود است کہ خود مولف رحمہ اللہ آن را نوشتہ اند۔

تحریرات ایشان | غیر از کلام منظوم حضرت ایشان را کتاب "انساب لطاہرین" است کہ در آن ذکر اولاد حضرت مجدد قدس سرہ است، ذکر احوال و انا تا الی وقت التالیف۔

و حضرت ایشان از رسالہ "انہار ربیعہ" کہ تالیف لطیف حضرت والد ایشان است، سلوک نقشبندیہ را بہ فارسی نوشتہ اند و نام آن "الجدول المنتخبہ من النہد الماد من الانہار الاربعہ" تجویز کردہ اند۔ و حضرت ایشان بیان ذکر قلبی و ختم خواجگان و شجرہ شریفہ نقشبندیہ و بیان مراقبات۔ از مراقبہ احدیت کہ اول مراقبات است تا دائرہ لاتعین کہ آخر مراقبات است، بہ صورت اختصار بہ عربی کردہ اند۔ قدس اللہ سرہ۔

در اوخر ماہ صفر ۱۲۹۶ھ حضرت سیدی الوالد قصد مدینہ منورہ کردند و از مکہ مکرمہ بہ جدہ تشریف برونند و از آنجا بہ حضرت طایبہ طیبہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیۃ حضرت ایشان بہ فرزند عالی قدر خود در مدت این سفر مہمون ہفدہ خطوط نوشتہ اند۔ ابتدائے یک خطبہ اعزی ارشدی قرۃ عینی و ابتدائے دو خطوط بہ اعزی ارشدی قرۃ عینی ثمرۃ فوادئ و ابتدائے چہارہ خطوط بہ فرزند اعزی قرۃ عینی ثمرۃ فوادئ کردہ اند، درین خطوط جواب ماسأل عنہ حضرت سیدی الوالد۔ و بعض نصائح، اندراج یافتہ، عاجز بر خے از ان می نویسہ۔

حضرت سیدی الوالد از جدہ تحریر فرمودند کہ از ظلمت اسواق، نماز در خانہ ادا می نمایم۔ حضرت ایشان نوشتند۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط شمار سید بہ قول عبد العزیز، در رنگ کار کردن، کار نا تجربہ گان است، بلکہ آن بغلہ امروزہ رفتہ باشد، بسما اللہ کردہ سوار شوید، خوبی و بدی بہ دست دیگر، عسائی آن تکرہوا۔ یاد داری و در مدینہ طیبہ، ہم بہ ہم بزرگواری و خواہر خود گویند کہ درین کار لیت و لعل کردن از مقصود ماندن است۔ والحکم حکمہ والامر امرہ۔ ظاہر است کہ اگر قافلہ روانہ شد و شمانہ رسیدید محنت برباد۔ و از ظلمت اسواق

معمول حضرات مانیست کہ نماز درخانہ ادا نمایند، اگرچہ بہ جماعت باشد، صبح و شام در حلقہ کہ بعد ساعۃ زلیل و نہار می شود اول توجہ بہ شامی شود، بعدہ بہ یاران دیگر، الخ، ۲ ربیع اول روز یکشنبہ ۱۲۹۶

(۲) السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ۔ مکتوب مع چار رأس ماہی رسید، بزنبہا تقسیم کردم، دماغ پختن درخانہ نہ دارم و سامان ہم نابلود ہست، حکمت الہی است کہ در رفتن شہر روز تاخیر می بینم، بلکہ ہمین خوب و افضل است، فَعَلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ (نوشتہ اند) حق سبحانہ شمارا بہ منزل مقصود بہ خوبی برساند، رجوع در ہر کار بہ فاعل دارید، کار ساز ما بہ فکر کار ما، حسبنا الله و نعم الوکیل، کبریت احمر صبح و شام معمول فقیر است و در جمعہ بعد صلاۃ جمعہ ہم شہام اختیار کنید، فوائد بسیار دارد، الخ، ۲ ربیع الاول (۳) مکتوب محررہ احد رسید، بلکہ تاخیر بہ رفتن اولی باشد، ما و شہابے چارگان چہ واقف امور او باشند، فَعَلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَزَّ نَوَالُہٗ۔ راضی بہ افعال او باید بود۔ اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَیْنَما کُنْتُمْ، هُوَ النَّاصِرُ وَالْحَافِظُ وَالْمُعِیْنُ۔ انہین از مکہ معظمہ

(۴) حال السن کارندگان بحری ازین زائد کہ پیش آمدہ خواهد آمد، مَا شَاءَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَآءْ لَمْ یَكُن۔ و مقام شہاد در مراقبہ ولایت کبری ہست۔ صبح و شام بعد ساعت یک تا یکنیم تخمیناً اول از ہمہ یاران طریقہ بہ شہا توجہ کردہ می شود، پس بہ دیگران، اکثر خیال شہا بہ مراقبہ خود باید لیل و نہار، مگر بعضی وقت بہ خیال ذوق مراقبہ لطیفہ از لطائف امشود، ساعت نیم ساعت، مضائقہ نہ دارد، فرح بر فرح می افزاید، رزقنا الله سبحانه و ایاکم نظر العناية بجاه خاتم الرسالة علیه وعلى آله الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها حال اوراد و مراقبہ معلوم گردید، الحمد للہ، و ذکر از کار لطائف سبعہ نفی و اثبات نہ گردید، این ہم ضرور ہست بقدر طاقت در سفر و حضر۔ ۶ ماہ میلاد پنجشنبہ ۱۲۹۶

(۵) از وعدہ خلائی مردم نہ رنجند، ہر چیز بروقت خود معین است، دران ہیچ تبدل و تغیر را مدخل نیست حق سبحانہ تعالیٰ مَالِ کار بہ خیر انجامد، بحرمتہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی امان اللہ تعالیٰ۔ اللہ معک ایما کنت۔ احد ۸ ماہ میلاد ۱۲۹۶

(۶) بہ اذکار و اشغال مشائخ رضی اللہ عنہم سرگرم باشند ہر جا کہ باشند۔ اوقات ہمان است کہ بایار بہ سر رفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے تجربی بود سورہ قیس ہم معمول حضرات ماہست و برائے انجام کار نہایت مفید، اقل آن در شب و روز یک یک بار، زیادہ ہر قدر کنند زیادہ تر فائدہ مند است۔ ۱۱ پنجشنبہ میلاد ۱۲۹۶

(۷) الحمد للہ علی سلامتکم۔ بر جیون بیگ و فضل اللہ بہ سبب طبع کتاب فیروز آبادی مردم

بلد طیبہ شورش بسیار کردند مولوی رحمت نہایت زجر کرده حکم اخراج کتب نمودند و حاجی صاحب در میان آمدند و گرنہ فساد زیادہ می شد۔
جمعہ ۱۳ میلاد

(۸) الحمد للہ سحائے علی سلامتکم و عافیتکم عجب از بخش بیجا۔ ہنوز در سفر شمار شمار نہ می کنم۔ گویا در خانہ ہنسید، و اگر صعوبت در سفر نہ می شد قصر صلاۃ کے می شد۔ و ہر چیز موقوف بر وقت ہست۔
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ۔ و مولد عربی کہ حکیم عظیم آبادی فرستادہ بود کجا است کہ کرامت می خواند۔ و کتاب فیروز آبادی کہ برائے عم مرحوم فرستادہ بود دیدہ بہ اوشان نہ رسید آن را واپس آرید۔

۱۲ ماہ میلاد روز شنبہ ۲۹۶ھ

(۹) زیارت بلد طیبہ و عقبہ بوسی قبلہ اعظم مبارکباد۔ مکتوب شاپری روز رسید، بر مضامین او آگاہی یافتیم۔ الامر بید اللہ تعالیٰ و تقدس۔ کل امر مہون بوقتہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب است کہ کار بہ انجام رسد شما متوجہ کار اخروی خود باشید۔ کار دنیوی ضمناً بہ وقت خود، خود بخود بہ حصول می انجامد۔ اگر بہ دل جمعیت درستن یا بید چندے اقامت نہمائید۔ کہ خبر فردا نیست کہ چہ خواهد شد و شب و روز از فیض یابی مواجہہ شریف و مزار پرانوار جد خویش و صحبت بزرگوار عم سرگرم باشید و اگر بہ طواف بیت اللہ دیدن ماویاران طریقہ و سلسلہ طبعیت مائل باشند اینجا بیایند و بہ درس و تدریس و ذکر و اذکار صرف اوقات خود نمایند، مردمان اینجا منتظر شما ہستند و فقیر ابن حوصلہ کجا کہ بہ ہند برائے آوردن میان معصوم رود بہ این ضعف و امراض کہ در حرم دوبار، و گاہے یک بار بہ ہمت تمام رفتن می شود۔ آن ہم روز و جمع راس یا مفاصل ترک می شود البتہ مکتوب نوشتہ می کنم۔ ہر چہ در مقدر باشد ضرر نخواہد شد، خواہ من روم یا نہ روم تحریر ۱۱ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۲۹۶ھ مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔

(۱۰) ہمراہ قافلہ رجیبیہ ارادہ آمدن کنید، اگر چہ گرمی شدید است، اما بہ سبب نہ بودن شما قرآن تراویح مابے لطف خواہد شد، لیکن قبل از آمدن اجازت از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواستن و استخارہ مسنونہ کردن ضرور است۔ من سعادتہ ابن آدم استخارۃ اللہ لجميع صغیر و کبیر۔ و از مثنوی حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ المعروف بہ خواجہ بزرگ قدس سرہ) دو سہ ورق اول کہ معمول شنیدن حضرت مابود۔ در عرس ایشان نقل کردہ ہمراہ بیارند، یا ملا فقیر را بگویند تا روانگی شما یک یک ورق یا صفحہ کہ در شغل او حرج نہ شود نوشتہ باشد، از کلیات خواجہ۔ تحریر ۲۵ جمادی الاولیٰ۔

(۱۱) بہ برادر زادہ خود تحریر فرمودہ اند۔ عزیز اہد عزیز از جان شریعت و طریقت نشان مولوی شاہ محمد معصوم سلمہ اللہ القیوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پری روز خط شیخ ابوالخیر از مدینہ طیبہ مکتوب

شمار سیدہ فالحمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی صَحْنِکُمَا وَسَلَامَتِکُمَا عَلٰی الطَّرِیْقَةِ الْمَرْضِیَّةِ، نوشتہ بودند
 شیخ ابوالخیر، کہ باز در خانہ برادر صاحب (شاہ محمد معصوم)، از مکان عم اکرم (شاہ محمد مظہر)، کہ اوشان بہ جد شدہ
 برده بودند، بہ سبب قیودات کہ طبیعت آزادانہ دارم آدم و بی بی عائشہ سگیم (خواہر شاہ محمد معصوم)،
 و زوج او (شیخ حافظ مصباح المغنی)، نہایت خدمت گزاری و مسافر پروری می کنند حتی کہ خانہ خویش گزشتہ
 در ہمین مکان سکونت اختیار نمودہ جزا ہما اللہ سبحانہ۔ و ارادہ آمدن ہمراہ شریف عبداللہ کردم۔ استخارہ
 مستونہ راہ نہ داد، و فیوضات و برکات و عنایات اشرف الخلائق نہ می گزارد۔ الحق کہ در راہ جنگ و جدل
 بدوان با شریف کردند و چند کس از بیشہ و سہ شتر و اسب و قاطر شریف بہ قتل و قتال ضائع شدند، بعد
 رَجَبِیَّہِ خواہند آمدن شاد اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ شیخ ابوالخیر نوشتہ ام کہ بعد رَجَبِیَّہِ اینجا
 بیایند اگرچہ گرمی شدید و ایام رطب است اما بہ سبب اوشان ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان
 اہل ذوق و شوق حاضری شوند تا تذکیر یعنی مدفع اول، تراویح ایشان تمام می شود و در عشرہ اخیرہ بہ جاکہ
 فقیر اعتکاف می کنند، یک گوشہ حرم بہ سبب اوشان آباد می شود، و فقیر بے کار محض گردیدہ ہما ز فرض آں
 ہم بہ دقت ایستادہ می گزارم بہ سبب ناسور و کمر و وجع مفاصل و ضعف دماغ دو وقت در حرم حاضری
 شوم بہ شکل تمام، این ہم بہ سفر شیخ ابوالخیر و گر نہ اوشان بار فقیر برداشتہ اند، خانہ نشین و صاحب فراش
 گردیدہ ام و حال شیخ مظہر ہم شیخ ابوالخیر قریب این نوشتہ اند کہ روز دہم پانزدہم باز تپ عود می کند
 باز ضعیف می شوند، عمر بایان آخر شدہ۔ خداوند کریم شہا ہر دو را سلامت با کرامت دارد، بر شریعت و
 طریقت مستقیم و رواج طریقت شریفہ عنایت کند کہ بقیہ سلف وجود ہر دو شما است سلمکار یکما۔
 و حال ختم و حلقہ خویش کہ اگر یک ساعت از نہار و یک ساعت از لیل مشغولی کردہ شود نقصان
 بہ باطن از فیوض و برکات نہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ و روز بروز از فضل الہی قوت نسبت و ذوق و شوق
 حرارت زیادہ خواہد شد، بر نگارند۔ و اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و
 در شغل خود سر گرم اند و ہر دو وقت حلقہ و مراقبہ می کنند، در مکہ معظمہ ہم و در مدینہ منورہ ہم۔ بَارَکَ اللہُ فِیْمَا
 اَعْطَاکُمَا وَسَلَّمکُمَا رِکْمًا وَ جَعَلَکُمَا لِمُتَّقِیْنَ اِمَامًا بِحَرَمِہِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللہُ
 تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اٰجْمَعِیْنَ۔ تحریر ۲۴ ماہ جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۱۲۹۶ ہجرت از مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔
 ازین مکتوب مبارک آخرین احوال امراض مزمنہ مولمہ طاہر است۔ باوجود این تکالیف شاقہ
 تا دم واپسین در او را دو وظائف و صوم و صلاۃ و حلقہ و توجہ فتورے واقع نہ شد۔ افرادے کہ در رامپور
 در خدمت ایشان بودند بیان استغراق و عبادات ایشان می کردند۔ قَدَّ بَنَ اللہُ سِرَّہُ الْاَنُورَ۔

کلام منظوم

تیمنا و تبرکات درے از کلام حضرت ایشان نوشته می شود۔ فرمودہ اند۔

دہانے کو کہ در مدحت سرایم حرفِ زیبارا
چو شد پر تو فلکِ عکسِ جالت بر رخ یوسف
ز دامِ جورِ چرخ و دانه مکرِ زمین رستم
جنونم بہ زہشکاری است گر بیند گہ سویم
ہمین است آرزو در دل کہ گرفتے کیفِ آرام
در دلِ بیاختوش خلوت آئے مہ جہن خورشید رو
اے سرو قدِ نرسین قبالے غنچہ لب اے گل بدن
بزار مارا بر زمین آرام من بے تابی است
مسکینِ عمر می گویدت اللہ سعید الطف کن
تا کلو گیر من این زلف چلیپا شدہ است
رونق افزا است کد امی شہِ خوبان یارب
باش خود یارِ خود و گوشہ خود گیر دلا
مژدہ اے خارش پا، خارِ مغیلاں در پیش
ہر مرض را دوا و درمان است
جز لقائے حبیب در عالم
خوبی عافیت ازو پرسید
اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز
چہ سن است این کہ پایانے نہ دارد
متاعے بود جان شد نذر جانان
چہ گونه گوہر مقصود یابد
بود صد گونه سنگ بہتر از ان دل
بفراق ماہ پیکر دلم اضطراب دارد
تو غرق بحرِ عصیان چہ وی بہ کوئے جانان
نمایم ہر بنِ مورا زبانِ صد بیان آرا
بر د آخر جہنش طاقت و تاب زلیخا را
بلا گردان شوم صیادی زلفِ چلیپا را
کہ دامن دوست دارد طفلِ شوخ من تماشا را
کنم در دیدہ جائے تو تیا خاکِ بخارا را
ہرگز نہ می باشد درین منزل گزرا غیار را
بنما جمالِ خویشتن سیرے کنم گلزار را
غلط بہ خاکِ خون نہ می خواہیم ننگِ عار را
از من سلام عرض فرما سید ابرار را
بر سرِ غمزدہ جانم چہ بلا ہا شدہ است
کز قد و شِ دل پر زنگِ مصفا شدہ است
یارِ غمخوار درین دہر چو عنقا شدہ است
باز در دل ہوسِ شرب و بطحا شدہ است
مرضِ عشق لا دوا باشد
خستہ دل را چہ مدعا باشد
کہ در آلام مبتلا باشد
کار درویش بر خدا باشد
مہ و خور پیش آن شانے نہ دارد
دلم زین بیش سامانے نہ دارد
چو عاشق چشم گریانے نہ دارد
کہ زخم تیر مژگانے نہ دارد
بہ امید وصل لیکن قدے قرار دارد
سگ تر شدہ بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بہ ہزار ادب نہاںیم دل جان فدائے سالک
 نہ جمال آن دل آرا نہ توان نمود املا
 غلام شاہ سعیدم دگر نہی دانم
 نہ دید ذات فرشتہ صفات تو بہ جہان
 ترا چو دیدم دگر دقت تو گردیدم
 ز جام نسبت تو آب و شیر و شہد و شراب
 بلو لیاے جہان گشت در دلم تصدیق
 اسیر سلسلہ نقشبند تا شدہ ام
 غزال دشت فیوض مجدد انعم
 فراخ دامن گل چو بہشش جہت دیدم
 گناہ راز سبہ کاریم بود صد عار
 خراب چشم کسے شد چو اے عمر دل من
 باز در سر جوہر کوچہ جانان دارم
 شاہم امروز کہ سنگ در تو یافتہ ام
 گرچہ باشم سمت کعبہ در نماز
 رو عمر در خدمت پیر سعید
 بر چہرہ تو نقاب تا کے
 کہ اختر و گنفس شمارم
 خود گریہ کنیم و خود سرانیم
 اے دل بہ جہان تیغ روزہ
 بجوش عشق آں دلدادہ حق
 امام و مقتدائے اہل عالم
 عمر درویش و مسکین عرض دارد
 کہ بہ کار خویش دست دل خود بہ یار دارد
 کہ خزان نہ دارد اصلاچہ بلا بہار دارد
 نیازمند و مریدم دگر نہ می دانم
 بہ عمر خویش نہ دیدم دگر نہ می دانم
 بہ گرد کعبہ دو دیدم دگر نہ می دانم
 ز چار نہر چشیدم دگر نہ می دانم
 ترا بہ چشم چو دیدم دگر نہ می دانم
 ز قید دہر رہیدم دگر نہ می دانم
 ز جملہ خلق میدم دگر نہ می دانم
 ز خار دست کشیدم دگر نہ می دانم
 درین جریدہ فریدم دگر نہ می دانم
 خرابہ جائے گزینم دگر نہ می دانم
 بلبل تفتہ دلم میل گلستان دارم
 گرچہ مورم مگر اورنگ سلیمان دارم
 سجدہ ام ہر وقت باشد سوئے تو
 تا نگو گردد رذیلہ خوئے تو
 از بندہ خود حجاب تا کے
 در ہجر تو این حساب تا کے
 این چنگ و نئے در باب تا کے
 بیہودہ کنی تو خواب تا کے
 کہ شد احمد سعید اسمش محقق
 ولی کامل و قطب معظم
 بہ عجز و انکسار این عرض دارد

بہ صبح روز یکشنبہ دوم ماہ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ صدائے
 يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

الوصال والتدفین

بہ گوش حق نبوش شنیدہ جان بہ جانان سپردند، امامت نماز جنازہ حضرت مولانا ارشاد حسین یحییٰ مجیدی
خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم کردند و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ بالائے مصطفیٰ
جہتِ غرب مدفون شدند، نواب کلب علی خان با حضرت ایشان اخلاص تمام داشتند، این موقع را برائے
سعادتِ اخروی خود غنیمت شمرده مزار شریف حضرت ایشان را از گنبد مبارک بہ فاصلہ جائے یک قبر
تجویز کرد و بعد از چند سال تدفین نواب صاحب دران جائے واقع شد۔

لے خوشامدے کہ باشد خاک او در حریم دوستانِ کردگار

قطعاتِ تاریخ | حضرت سیدی الوالد گفتمہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان
دومِ زماہ محرم صباح یکشنبہ
برائے سالِ وصالش بہ خیر گفتمہ عمر
امیر شہ حرم دہادی طریقت بود
وداعِ خلق و لقائے حق اختیار نمود
مکین مقعد صدقست، ہاتھ مسعود

ولہ

نورِ لمعاتِ احمدیان
بودی چو ستمی شاہِ فاروق
اے نورِ مجسمِ الہی
نورِ نبوی صفائے صدیق
پروانہ نمط بہ شمعِ محفل
آئینہ فکر شد مکدر
صد داغ بہ ہر دلے است مضمحل
تاریخ وصال گفتمہ ہاتھ
شمعِ مشکاتِ نقشبندان
از ظلِ تومی گر نیتِ شیطان
مرآتِ جمالِ ذاتِ یزدان
عدل، عمر و حیاتِ عثمان
مردانہ سپردی جان بہ جانان
جمعیتِ ذکر شدیریشان
صد زخم بہ ہر سرے نمایان
افسوس و ستاد برجِ عرفان

ولہ

محمد عمر آسمانِ پاک
مؤدب بہ آدابِ ختمِ رسل
شبہ الف را بود لختے جگر
ز فوتش نہ گرید چراغِ عالی
منور ز خاکِ درش مہر و ماہ
مہذب بہ اوصافِ مردانِ راہ
ہم احرار را بود نورِ نگاہ
کہ غوثِ زمان بود بے اشتباہ

زِ ماہِ شہادتِ محرمِ لقب
بکن ماتم اے نسبتِ احمدی
بیامعرفت گریہ کن بر سرش
کجائی کجا روح پاک سعید
مگر گشتہ شد شمعِ دین کز غمش
گلے بود در گلشنِ معرفت
خدا را کن اے نور چشم سعید
کہ مستِ نگاہِ خدا بین تو
هَلُمُّوْا احِبَّائِی نَنْظُرْ اِلَیَّ
مِنَ الْاَوَّامِرِ اَحْمَدَ خَیْرِ الْاَوَّامِرِ
وَاَسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ
بِنَفْسِیْ فَدَّیْتُکَ مِنْ مَدْفِنِ
بگو خیر تاریخِ این صدمہ ہائے
دوُم بود و یکشنبه و صبح گاہ
کزین خاکدانِ مولست رفت آہ
کہ فرقِ تو زین مرگ شد بے کلاہ
کہ فرزندِ تو رفت نزدِ اللہ
زماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ
کہ پڑ مرد از صرصرِ دہر آہ
بہ حالِ من خستہ دل یک نگاہ
نہ سنجہ نگینِ سلیمان بہ کاہ
ضریحِ کریمِ و ماقدِ حواہ
وَصِدِّ یَقِیْرٍ وَ کَذَّ اَمْرِ تَضَاہ
بِیْہِمُ وَ بِاصْحَابِہِمُ مُنْتَمَاہ
وَمَنْ حَلَّ فِی الْقَبْرِ رُحْمٰی فِیْہَاہ
بمردنِ شاہِ حقیقت پناہ

منشی امیر احمد مینائی گفتہ

چون محمد را کنی ضم با عمر پیدا شود
نامِ آن شاہی کہ حق در فقر اورا شاہ کرد
مصرعِ سالِ وفاتش ریخت از طبعِ امیر
”اللہ اللہ کردنش اینک فنا فی اللہ کرد“

مولوی محمد سعید حسرت عظیم آبادی گفتہ

آن کہ نامِ نامیش باشد محمد با عمر
وارثِ علمِ نبی، شیخِ مکرّم آہ آہ
کرد حلتِ بنِ جہانِ سوئے بہشتِ جاودا
دید باشد پرِ غم و دلہا پر از غم آہ آہ
مصرعِ تاریخِ شد حاوی بہ وزو ماہ و سال
”یومِ یکشنبہ دوُم شہرِ محرم آہ آہ“

جلال لکھنوی گفتہ

یک بزرگے بد ملائکتِ رتِ قدسی صفات
کز غمِ اوسینہ قدوسیان ہم شق شدہ
مصرعِ سالِ وفاتش گفت ہاتف از جلال
”جانِ بحق تسلیم دے الحق بہ یا حق شدہ“

شاہ محمد معصوم گفتہ

جنابِ محمد عمر عم اکبر
ز فوتش شکستہ دلم شد جگر ہم

ہمہ خلق در گریہ مصروف کشتند زمین و سما و نجوم و قسم ہم
 چو معصوم گفته بہ رضوان چہ گوئی بہ تاریخ آن شیخ جن و بشر ہم
 اَلْم رازِ سر دور کردہ بفرمودہ ”بجئات باشد مقامِ عمر ہم“
 و حضرت ایشان از رُضی اللہ الوکیل عنہ ”نیز سال وفات بر آورده اند۔
 مزارِ پُر انوارِ حضرت ایشان مہبطِ انوار و تجلیاتِ الہیہ و مطلعِ فیوضات و برکاتِ نامتناہیہ است
 بر زائرین عجب لطفہا می فرماید، اثرِ مشربِ حضرت ایشان ظاہر است۔ وَكَانَ عَيْسَى الْمَشْرِبِ
 رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدْ سَسَّ سِرَّةً وَعَطَّرَ ضَرْجَةً وَأَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ فَيُوضَاتِهِ وَبَرَكَاتِهِ۔

ذکرِ خیر

چراغِ نبوی

۲، ۴، ۵، ۲، ۱

سیدی و مرشدی و وسیلتی الی اللہ

حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین خیر

فاردی مجددی دہلوی

رَفِیَ اللہَ جَلَّ وَ عَلَا عَنْہُ

۴۱ ۱۳
 بہ سروِ ریاضِ سعید و عمر
 وجودش ہمہ خیر آمد پدید
 محبتِ خدا و ستارِ رسول
 دلش پُر ز توحیدِ باری چنان
 بہ مشغولیِ خصالِ انس و جان
 فتد چشمِ لطفش بہ ناقص اگر
 ابوالخیر بُرندہ پنج شر
 بہ این شکلِ خیر مجسم کہ دید
 فدائے رہِ حق نثارِ رسول
 کہ وہم دگر ہم نہ گنجد دران
 شدہ فارغ از شغلِ خلقِ جهان
 کند کامل دہرا از یک نظر



(غلام رسول ویران)

فصل اول

در

احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول وزعلاست

ولادت باسعادت و تسمیہ | روز یکشنبه، ۲۲ ماہ ربیع الآخر ۱۲۷۲ھ مطابق ۶ جنوری ۱۸۵۶ء در خانقاہ ارشاد پناہ دہلی حضرت ایشان متولد شدند، والد بزرگوار

ایشان می فرمایند

چو ابوالخیر شدہ نور فگن مہر بنیاد چہ راغ نبوی
سال میلاد عمر خواست زدن کرد ارشاد چہ راغ نبوی

از کلمہ ”چہ راغ نبوی“ سال میلاد ظاہر است۔ حضرت شاہ محمد منظر در مناقب احمدیہ صفحہ ۱۶۲ نوشتہ اند: ”فقیر یک بار بہ کمال التجا و تضرع عرض نمود کہ اولیاء از جناب الہی قدرتہا است، حضرت قبلہ شاہ احمد سعید، ارشاد کردند کہ انشاء اللہ تعالیٰ فرزند خواہد شد، خداے کریم قادر است، اگر نوشتہ ہم نہ باشد می تواند کہ عطا کند، تغیر و تبدل بہ دست اوست، بہ اویقین باید نمود، پس از ہمت باطن و قوت تصرف آن نائب حق یک پسر نیک اختر بعدہ سال کامل از تزویج ایشان (شاہ محمد عمر) پیدا شد، پس حضرت ایشان نہایت مسرور گشتند و نامش محی الدین نہادند و از دیگر ہمیرا اوراد و ست ترمی داشتند کہ تولد این پسر محض از کرامت حضرت ایشان بودہ است۔“ در احوال حضرت شاہ احمد سعید گزشتہ کہ جد مادری ایشان مشرب ایشان را دریافتہ نام ایشان ”غلام غوث“ نہادہ بودند، آی لَیْظَہَرَنَّ اِنَّ لَہَذَا الْوَلَدِ نَصِیْبٌ مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ۔ والآن حضرت ایشان نام ہمیرہ محبوب خود محی الدین تجویز کردند کہ لقب پیران پیر غوث دستگیر است تفاؤلاً و اظہاراً آمینہ بِاِنَّہُ اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالٰی سَیْکُونُ لَہَذَا الْمَوْلُودِ شَانَ عَظِیْمًا مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ، وَقَدْ کَانَ مَا تَمَنٰی، فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فِی الْاَوَّلٰی وَفِی الْاٰخِرٰی چونکہ پدر بزرگوار حضرت ایشان سَمِیَ امام الاعلیٰ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند و فرزند جلیل القدر حضرت ایشان عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نامید لہذا جناب ایشان لخت جگر و لبند خود عبداللہ نام نہادند و تفاؤلاً لکنی بہ ابوالخیر کردند و اللہ قد صدق تفاؤلاً بھمنہ العظیم و لطفہ العظیم و جعل ابنہ مصدراً للخیرات و الحسنات و المکرمات، واللہ یختص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

حضرت والدہ

والدہ ماجدہ ایشان از اولاد حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ بودہ، وہی نواب بیگم بنت احمد علی بن محمد باقر بن کلیم اللہ بن صبیحہ اللہ بن افضل شاہ بن عبداللہ سنائی رحمہم اللہ، خانہ جناب احمد علی نزد سہ راہہ بہرام خان بودہ کہ مابین دروازہ دہلی و جتلی گور واقع است احمد علی را یک پسر اشرف علی شرف بود کہ در ۱۲۸۹ھ برائے حج رفتہ بودند ملاقات با سیدی الوالد و سیدی الجد قدس اللہ اسرارہما کردہ بودند۔ در عنقوان جوانی بہ غیر آن کہ از خود یادگارے بگزارد، بہ آخرت شتافتند۔ والدہ حضرت ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ بحالت نفاس و مکہ مکرمہ رحلت نمودہ۔ حضرت ایشان اندران وقت نہ سالہ بودند۔ دران عمر خورد ساگی تاریخ وفات حضرت والدہ خود را از "اللہُمَّ تَوَرَّ مَضْجَعَهَا" دریافت نمودہ اند۔

عہدِ طفلی

ہنوز عمر ایشان بہ دو سال نہ رسیدہ بود کہ انگلیسہا بر دہلی متصرف شدند۔ کما تَقَدَّمُ بَيَانُ فِی أَحْوَالِ جَدِّہ۔ حضرت ایشان بیان دو واقعات کہ دران وقت پیش آمدہ بود کردہ اند، عاجز آن را بیان می کند۔

حضرت ایشان چون بہ مزار پرنوار قطب لافطاب قدس سرہ بہ مہرولی تشریف می بردند در راہ در سبزه زار مقبرہ منصور قدرے توقف می فرمودند۔ روزے چون نزد تالاب رسیدند کہ متصل بہ عمارت مقبرہ واقع است، فرمودند کہ در زمانہ غدر فرنگیان (۱۲۶۲ھ تا ۱۲۵۷ھ) چون حضرت کلان مع اولاد متعلقین درین مقبرہ قیام داشتند من یک روز در اینجا استادہ بودم۔ حضرت ایشان آن جاے را نشان دادند کہ یک فرنگی با چند جوانان فوجی آمد و دریافت کرد کہ در اینجا عبداللہ نام کسے ہست؟ کسے گفت کہ این بچہ عبداللہ نام دارد۔ افرنگی بہ سوئے من دید و خندید، در دست وے بیدے بود و آن بید را بہ زمی بر پشت من نہاد و باز گشت۔ در ۱۲۶۲ھ برائے سہ شب حضرت ایشان بہ پانی پت تشریف بردند، نواب زادہ فاضل احمد خان انصاری در خانہ خود انتظام قیام حضرت ایشان کردہ بودند۔ آن خانہ مسکن حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی بودہ کہ خلیفہ اجل و اعظم حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید قدس اللہ اسرارہما بودند۔ و در ۱۲۶۲ھ چون حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مع متعلقین از دہلی بہ موسی زئی تشریف می بردند و سہ شب درین خانہ قیام کردہ بودند۔ چون حضرت ایشان اندرون خانہ رسیدند۔ بسیار بہ وقت نظر چار اطراف را معائنہ کردند و فرمودند، مایا دار کیم کہ در ۱۲۶۲ھ حضرت کلان درین خانہ فروکش شدہ بودند و اشارہ بہ یک گوشہ آن خانہ کردہ فرمودند کہ جاے حضرت کلان در اینجا بودہ۔ حضرت ایشان دو و نیم سالہ بودند کہ ہمراہ ابوبکر بمبین بہ معیت حضرت

جد امجد بہ اوائل ذی القعدہ ۱۲۴۳ھ بہ مکہ مکرمہ و بعد از ہفت ہشت ماہ بہ مدینہ منورہ نزد جد امجد خود رسیدند کہ سہ چار ماہ پیشتر بہ آن ارض مقدسہ رسیدہ بودند۔

بیعت و خلافت خاصہ حضرت ایشان پنج سالہ بودند کہ روزے قبلہ گاہ ایشان، ایشان را بہ حرم نبوی نزد حضرت والد خود بردہ عرض نمودند کہ این فرزند خود را بیعت کنید۔ چنانچہ حضرت جد امجد در آن بقعہ مبارکہ دست ایشان را گرفتہ الفاظ بیعت خواندہ ایشان را بیعت کردند و باز دستہائے مبارک برداشتہ تا دیر برائے ایشان دعا ہا کردند و اہل حلقہ آمین گویان بودند۔ عاجز گوید حضرت ایشان چون چہار سالہ شدند در حرم محترم نبوی تقریب بسم اللہ انجام یافت حضرت جد امجد سورہ اقرآ۔ تَاعَلَّمُ الْإِنْسَانُ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ تعلیم دادند۔ بر صفحہ ۱۱۲ از جزء اول طبقات ابن سعد نوشتہ۔ ولما بلغ اربع سنین کان یغدو مع اخیه واختہ فی البہم۔ (ای فی ریحی الغنم، قریباً من الحی، فاتاہ الملکان ہنالک فشقا بطنہ واستخرجاعلقۃ سوداء فطرحاھا وغسلا بطنہ بماء الثلج فی طست من ذهب۔ الخ۔ ابتدای تعلیم حضرت ایشان بہ آن عمر شدہ کہ شق صدر سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم شدہ بود و باز بعد از چند ماہ بہ سعادت بیعت مشرف شدہ داخل سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ شدند۔

اسباب سعادت پروردگار بہ فضل و کرم خویش چہ اسباب سعادت از نعمت اطفار برائے حضرت ایشان مہیا کردہ۔ در خانہ اولیائے کاملین ولادت شد، قطب الاقطاب قیوم جہان شاہ احمد سعید بعد الولادہ در گوشہ ہائے ایشان اذان و اقامت گفتہ تخنیک فرمود و باز در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰت و التسلیمات در سلسلہ درس و تدریس داخل کرد و بعد چندی بہ سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ وابستہ کرد۔ نظر اِلٰی ہذہ السعادات، عاجز در رسالہ ”بزم خیراز زید۔ در جواب بزم جمشید“ بہ اردو نوشتہ کہ حضرت ایشان صرف مخدوم نہ بودند بلکہ از اب و جد مخدوم ابن مخدوم ابن مخدوم بودند، در خانہ علم و فضل چشمان مبارک و اگر داند، دایہ شریعت پرورش فرمودہ و از پستان طریقت تربیت شدہ معلم فطرت در دبستان معرفت از خیابانہائے اسرار و حقائق ایشان را گزرا نیدہ بہ مقام مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ رسانید۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ خَيْرَ مُعَلِّمٍ عَلَّمْتَ بِالْقَلَمِ الْقُرْآنَ الْأَوَّلِي
أَخْرَجْتَ هَذَا الْعَقْلَ مِنْ ظُلُمَاتِهِ وَهَدَيْتَهُ النُّورَ الْمُبِينِ سَبِيلًا
فَسَمِعَ مَا سَمِعَ وَرَأَى مَا رَأَى وَحَفِظَ مَا حَفِظَ وَوَعَى مَا وَعَى وَكَانَ صَدْرُهُ الشَّرِيفُ

مَرَجَ الْخَرِيرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَإِنْ

خلافتِ خاصہ

خلافتِ خاصہ | حضرت ایشان محبوب جد بزرگوار بودند و اکثر اوقات ہمراہ ایشان بہ حرم نبوی می رفتند و آنجا بر مسند ارشاد بہ پہلوئے جد امجد و آحیاء نادراً غوغاش مبارک می نشستند، حضرت جد امجد بہ توجہ والقاء نسبت بہ طالبان مصروف می شدند و ایشان از نم رشتحات فیوضات ربانیہ و از نفحات تو جہات مبارکہ آرام و راحت می یافتند، روزے حضرت ایشان بہ پہلوئے جد بزرگوار خویش نشسته بودند کہ از اہل حلقہ کے عرض کرد کہ از فرزندان گرامی جانشین شما کدام یک است حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است کہ ہر یک از فرزندان ثلاثیہ من حافظ مقرر آن مجید، عالم شریعت، عارف طریقت و صاحب تقویٰ است، وسلوک نقشبندیہ مجددیہ را از ابتداء تا انتہایہ وجہ خوب حاصل کردہ، و خلافت یافته، و شایان این امر است کہ جانشین من باشد۔ اما ہر چہ خلافت خاصہ من است پس بہ نصیب این فرزند عزیز است و آن حضرت دست مبارک خود را بر سر مبارک ایشان نہادند و برگ ایشان دعا ہا کردند۔ والد بزرگوار ایشان در کتاب انساب الطاہرین نوشتہ اند، ما معاً این فرزندان را جمیع ارادت بہ حضرت سراج الاولیا شاہ احمد سعید، دارند حضرت سراج الاولیا در نبرہ ایشان را بسیار عزیز می داشتند و بشارت خلافت خاصہ خود دادہ اند و الحمد للہ کہ آثار آن طاہر است۔ درس نہدہ سال قرآن مجید حفظ کردہ بہ تحصیل کتب درسیہ مشغول اند کافیہ می خوانند۔ سلمۃ ربّہ و بلغنا الی مراتب الکمال والتکمیل۔

الی مراتب الکمال والتمکین۔
 ودر سیر الکاملین "نوشتہ است" شیخ ابوالخیر فرزند حضرت شیخ محمد عمر ہستند، ولادت ایشان
 در ربیع الثانی سنہ ہزار و دویست و ہفتاد و دو در دہلی روداد، در عمر نہ سالگی حفظ قرآن شریف کرد و تحصیل
 علم از علمائے زمانہ مثل مولوی رحمۃ اللہ و سید مولوی حبیب الرحمن الکاظمی و مولانا محمد نواب و حدیث شریف
 از عم والد خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ خواندند و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار
 ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم می کنند حضرت جد ایشان ایشان را در نمیر با دوست
 می داشتند پنج سالہ بودند کہ بردست شریف آن حضرت، والد ایشان، ایشان را بیعت کنایند، والد
 ایشان می فرمودند۔ در حق این فرزند خویش بشارت خلافت خود داده اند کہ سب کمالات باطنی و سلوک
 از حضرت والد خود کردہ اند و از نسبت آبائے خود بہرہ تمام دارند، زاد اللہ رشدہ، آمین۔

علم اصغر ايشان حضرت شاه محمد منظر در مناقب احمدیه مقامات سعیدیہ نوشتہ اند قرۃ العین ابوالنجمی الدین این وقت ہفت سالہ است و بہ حفظ قرآن مشغول است، آثار سعادت و فہم و سلاست

عقل و علم از پیشانی او آشکارا است، حق سبحانہ عمر و صالح کند و در صورت و معنی ماننا سلف کبار گرداند،
منہ و کمال کر مہ امین۔

آثارِ سعادت

حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند: پدر شما از ایام خورد سالی بہ نوع خوش اطوار و پاکیزہ طلعت بودند کہ اہل خاندان، چہ مرد و چہ زن، ایشان را دوست می داشتند؛ جد بزرگوار را با ایشان ارتباط و الفت زیاد بود۔ ایشان را طلب کردہ احیاناً بہ پہلوئے خود و احیاناً در آغوش خود می نشاندند، وقتہ کہ حضرت ایشان بہ حرم تشریف می بردند۔ احیاناً پدر شما نیز ہمراہ ایشان می رفت و در حرم محترم بہ پہلوئے ایشان بر مسند می نشست، و جد مادری من (حضرت شاہ عبدالغنی، دہم اکبر) حضرت شاہ عبدالرشید، والد بزرگوار من ایشان را بسیار دوست می داشتند، والد بزرگوار ایشان عاشق ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود بہ جناب سیادت و معارف پناہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہما مکتوب بے نوشتہ اند و آن مکتوب نزد سیادت پناہ مولانا ابوالحسن علی ندوی محفوظ است۔ ایشان نقل آن مکتوب عاجز دادہ اند۔ در آن مکتوب تحریر یافتہ است: "فللہ سبحانہ المنة والحمد والشکر علی ما انعم و علی ما ابلی، ہر چند این مصیبت عظمی فوت چنین مربی و مرشد و مشفق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دارد" الخ۔ حضرت ایشان بہ صراحت عاشقی حضرت والد را بیان کردہ اند۔ کہ حضرت عمہ محترمہ بیان آن بہ عاجز کردہ، و حضرت شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ ذکر چہار گلہائے نورس کردہ، از فرزند خود، و فرزند برادر کلان (حضرت شاہ محمد معصوم) و فرزند برادر اوسط (حضرت سیدی الوالد) و فرزند عم اصغر (حضرت مصباح المغنی) لیکن بیانے کہ از حضرت ایشان کردہ اند، دیگرے را نہ کردہ اند، با آثار سعادت، اضافہ فہم و سلامت عقل و علم فرمودہ اند، والحق اُنہ کان مُمتازاً بھذیہ الاوصاف ذلک الفضل من اللہ۔

حضرت شاہ محمد معصوم کہ ابن عم اکبر و نہ سال بہ عمر کلان تر از حضرت ایشان بودند، در کتاب "ذکر السعیدین" کہ بہ زبان اردو است نوشتہ اند۔ ماعناہ "مولوی ابوالخیر عبداللہ سلمہ اللہ وابقاہ، بہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ بہ دہلی اندرون خانقاہ شریف متولد شدند، والد بزرگوار ایشان بہ عمر چہار سال ایشان را در حضور حضرت جد امجد آوردہ عرض کردند کہ این فرزند را بہ بیعت مشرف سازید۔ چنانچہ حضرت ایشان الفاظ بیعت بہ ایشان تلقین کردند، قرآن مجید را حفظ کردہ تحصیل علوم مروجہ از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی وغیرہم کردند، در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و طبع موزون دارند، شعر خوب می گویند۔ سلوک طریقہ آبار کرام از والد ما حد خود طے

کرده به اجازت و خلافت مشرف شدند و بعد از انتقال پدر بزرگوار خود قائم مقام ایشان شدند به توجہات ایشان مستفیدین بہرہ مندی شوند پروردگار در عمر ایشان برکت افزاید و بہ رنگ آبا و اجداد در ظاہر و باطن مکمل فرماید آمین۔

وفات جد امجد حضرت ایشان بر دست حق پرست جد امجد خود، در خیر بقاع، عند المواجهة الشریفة بیعت شدند و بہ بشارت خلافت خاصہ ممتاز گشتند، و هو الآخر من دَخَلَ فِي سُلَالَةِ الْخُلَفَاءِ الْكَرَامِ۔ و بعد چندے بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ جد بزرگوار ایشان رحلت فرمودند۔

جوار بیت اللہ والد بزرگوار ایشان تا ب فراق حضرت والد خود نیاورده در او آخر ۱۲۷۷ھ مع اہل و عیال از مدینہ منورہ بہ مکہ مکرمہ تشریف برده عند باب العتیق قیام پذیر شدند و قیام ایشان تا آخر ایام در مکہ مکرمہ بود۔

حفظ کلام الہی نہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ روزے در کوشہ بلوچستان بہ عاجز فرمودند کہ ”آبا و اجداد شما، از پدر شما تا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم بفضل پروردگار ہمہ حفاظ قرآن مجید و دانایان اسرار شریعت و رموز طریقت و اصحاب نسبت بوده اند“ ای تلک عشرۃ کاملۃ و لو اضفنا الیہم حضرت المحدث و م فاحد عشر کو کہا۔

دیوار و در و بام آفتاب است ایں خانہ تمام آفتاب است
وفات حضرت والدہ و برادران عزیز چون عمر شریف ایشان بہ نہ سال و ہفت ماہ رسید حضرت والدہ ماجدہ ایشان بہ ۲۴ ذی

القعدہ ۱۲۸۱ھ بہ حالت نفاس رحلت فرمودند، و بعد از ہفت روز نومولود ابو حفص و بہ روز پانزدہم دو سالہ ابو بکر رحلت نمود، یعنی در ظرف پانزدہ روز حضرت والدہ و دو برادر سفر آخرت اختیار فرمودند۔ حضرت ایشان در آن عمر خورد سالی تاریخ وفات حضرت والدہ، اِذَا اللّٰهُمَّ تَوَدَّ مَضْجَعَهَا“ برآورده اند۔ در آن عمر چنین تاریخ گفتن یکے از عجائبات است۔

سفر بہ طایبہ طیبہ چون سن شریف بہ یازدہ سال و دو ماہ رسید برائے زیارت مبارکہ و ملاقات اعمام و اعمام الاعمام بہ مدینہ منورہ تشریف بردند، اندران ایام در نحو کافیہ می خواندند، بر ورق سادہ از مجلد نسخہ خطیبہ ”شرح المنتقی اعلیٰ منسلک متن الملّتی“ نوشتہ اند۔ پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولیٰ قائمہ شیخ العلما و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود، فقط۔ و باز از۔ لنبی الخیر۔

عَبْدُ اللَّهِ زَارَ تَارِيخَ زِيَارَتِ مَبَارَكِهِ بِرَأْوَرِهِ اَنْدَكْرَهْ ۲۸۳ هجری باشد، و این تاریخ بے مثال را در چهار شعر نظم فرموده اند۔ گفتہ اند۔

أَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَّاسِ مِثْلُ مُحَمَّدٍ لَهُ طَابَ النَّجَّاسِ
زَارَ طَهْ وَكَذَا حَبْدًا لَهُ عُمَرُ الْفَارُوقِ مَنْ طَابَ الْجَوَّاسِ
وَأَمَامَ الصُّحْبِ مَنْ يُنْمَى طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورَ الْوَقَّاسِ
قُلْتُ لَهَا طَابَ سَعْيًا أَسْرَاحُوا لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَا سَا

المراد من المحدث محمد بن جده شاه احمد سعيد و النجار بكسر النون و ضمها الاصل و الحسب۔
آنچه حضرت ایشان گفته اند نقل کرده شد۔ در عمر یازده سالگی چنین افکار عالیہ و این گونه تاریخ بے مثال نوشتن بلا شک شبہہ از آنجانب العجائب است، حضرات کرام قدس اللہ اسرارہم آثار این گونه صلاحیتہا را از ایام نعومت اطفال در جبین مبین ایشان دریافتہ بودند و بہ دعاہا و بشارات خصوصیتہ ایشان را سر قرار فرمودند۔ و کان الا امر كما قال سعدی رَحِمَهُ اللہُ ۵

بالائے سرش ز ہوش مندی می تاخت ستارہ سر بلندی

تحصیل علم و اساتذہ کرام | حضرت ایشان علوم عقلیہ و نقلیہ از درج ذیل اساتذہ کرام خواندہ اند۔ (۱) حافظ عبد اللہ الضریہ (۲) قطب مکہ سید احمد

دھان (۳) شیخ الاسلام سید احمد دھلان مفتی شافعیہ (۴) مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی مہاجر مکہ و مؤسس مدرسہ صولتیہ و مصنف اطہار الحق در رد نصاری (۵) سرشار بادہ عشق نبوی مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی مہاجر مکی (۶) عم اصغر قطب زمان حضرت شاہ محمد مظہر (۷) عم حضرت والد بزرگوار، ولی حضرت پروردگار، محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ اسرارہم العالیۃ۔

در سیر الکاملین بیان ملا محمد نواب نیز آمدہ۔ ملا محمد نواب شاگرد و مرید حضرت جد امجد ایشان بودند و از فحول علماء بودند ممکن است در خورد سالی حضرت ایشان چیزے از جناب ملا صاحب خواندہ باشند چونکہ عاجز از حضرت ایشان درین باب چیزے نہ شنیدہ و نہ در تحریرے چیزے دیدہ۔ ازین جهت نام ایشان را نہ نوشتہ۔ حضرت ایشان را در اساتذہ کرام ارتباط زیاد با سید

حبیب الرحمن کاظمی ردو لوی بودہ۔ و آن را دو سبب بودہ۔ اولاً آنکہ حضرت مولانا را در جمیع علوم یدِ طولی بود ایشان علوم مروجہ در لکھنؤ خواندند و باز برائے استکمال در علوم عربیہ و فن قرأت پر فطرت و دراز ہر شریف استکمال این علوم کردند۔ ثانیاً آنکہ مشرب ہر دو حضرات یکے بودہ، ہر دو از بادہ عشق نبوی

سرشار بودند بلکه در اوضاع و احوال و عادات هر دو یک دیگر را مثیل بودند۔ شیخ محمد رجب برادر حاجی محمد اسماعیل مشہور بہ پٹنہ والے از مخلصین اولین حضرت سیدی الوالد بودند بہ این عاجز می گفتند کہ برائے حج رفتن و برائے ملاقات بہ خدمت حضرت مولانا رسیدم، خدمت گار اطلاع کرد حضرت ایشان التفات فرمودند، بہ خدمت گار گفتم کہ ایشان را بگوئید کہ از دہلی آمدہ ام، و از خادمان حضرت شاہ ابوالخیرم چون اسم مبارک حضرت صاحب شنیدند طلب فرمودند و محبتہا و نوازشہا کردند و فرمودند: "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان تحیہ سلام می فرستند" محمد رفیع رحمہ اللہ گفتند کہ چون حضرت مولانا را دیدم، حضرت پیروم شدم بہ یاد آمدند، ہر دو را در اوضاع و احوال و استغناء و جلال شبیہ یک دگر یافتیم۔ حضرت ایشان بیشتر کتب علوم و فنون از حضرت مولانا حبیب الرحمن خواندہ اند و در سال ۱۲۹۰ھ بہ مدینہ منورہ رفتہ جامع ترمذی از عم حضرت والد خود خواندہ اجازہ حدیث شریف از ایشان حاصل کردہ اند۔ نقل اجازت نامہ در احوال مبارکہ ایشان در ذیل تذکرہ بابائے سوم نوشتہ شدہ است، پروردگار حضرت ایشان را چنین اساتذہ کرام عنایت فرمودہ کہ از بادۂ عشق نبوی سرشار بودہ اند۔ لہذا عشق نبوی وراثتہ و دراستہ بہ حضرت ایشان رسیدہ

این سعادت بہ زور بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

حضرت ایشان یازدہ سالہ بودند کہ کافیہ لابن الحاجب می خواندند، و سیزدہ سالہ بودند کہ بہ روز چہار شنبہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ از حافظ عبد اللہ الضریف شافیہ خواندند۔ کما کتبہ بالعربی فی آخر الشافیہ، و حضرت ایشان بر مختصر ابن سعد نوشتہ اند۔ کان ابتداء قرأتی لمختصر السعد علی العلامة ادیب الزمان سیدی حبیب الرحمن لکظمی جزاہ اللہ تعالی عنی خیر الجزاء و ادامہ الافاضۃ والبقاء، یوم الاثنين عاشر شوال واختتامہ یوم الخميس الخامس والعشرين من ذی القعدۃ سنۃ الف و مائتین و خمس و تسین و انا المرتجی شفاعۃ خیر البشر ابو الخیر عبد اللہ بن عمر خادم السادۃ النقشبندیۃ و مقلد الایمۃ الحنفیۃ الحقہما اللہ لیسلفہما الکرام۔ امین۔

حضرت ایشان بر ورق سادہ در اول مجلد دلائل الخیرات تحریر فرمودہ اند۔ "بیدار شدن قبل تحریم (قبل ندائے تہجد کہ یک ساعت پیشتر از صبح صادق می بود)، و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار یا امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن و بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف، مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ (امام ربانی)، رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ

واجبائے غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی و نَفحات عارف جامی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی و طریقہ محمدیہ برکوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خورده برائے قیلولہ نزدیک نزد سید حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کرده چار رکعت بعد زوال خواندن و سنت قبلیہ نیز گزارده برائے نماز حاضر مسجد شدہ باتکبیر تحریمہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن بعشہ ش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعیہ دلائل الخیرات و الحزب الاظم بالکمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔“

نزد عاجز این تحریر و لائحہ عمل در ۱۲۹۲ھ نوشتہ شدہ است وقتہ کہ حضرت ایشان ہمہ تن مصروف کسب کمالات باطنیہ شدہ اند۔ کما سیاقی بیانہ عن قریب۔

پایہ علمیت و تدریس | حضرت ایشان مروجہ علوم را، چہ علوم نقلیہ و چہ علوم عقلیہ بہ تحقیق و بہ تدقیق تمام خواندہ اند، در زمانے کہ عاجز در ہند بہ طلب علم مصروف بود در علم منطق تحریرے از حضرت ایشان فراپیش داشت۔ یکے از فضلا نزد فقیر بودہ۔ وے تحریر حضرت ایشان را مطالعہ کرد و گفت، ما خیال داشتیم کہ حضرت ایشان را کمال در علوم دینیہ است، امروز معلوم شد کہ حضرت ایشان را در منطق و فلسفہ نیز دخلے نام بود۔

مولانا مفتی محمد منظر اللہ امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ جناب مولانا رکن الدین آلوری رسالہ ”توضیح العقائد“ تالیف کردند و خواہش ظاہر کردند کہ از حضرت ایشان برین سالہ تقریظے حاصل کنند و بمن این کار سپردند کہ رسالہ را بہ خدمت حضرت ایشان بہرم و برائے تقریظ عرض نمایم۔ چنانچہ من رسالہ را بہ خدمت ایشان آوردم و برائے تقریظ عرض کردم۔ آن وقت مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نیز حاضر بودند، حضرت ایشان آن سالہ را گرفتہ کشادہ از اتفاقات نظر مبارک حضرت ایشان بر بیان میزان آخرت افتاد۔ در رسالہ نوشتہ بود کہ در میزان اخروی و میزان دنیوی فرقے است۔ در میزان دنیوی کفہ کہ ثقیل می باشد مائل بہ زمین و کفہ کہ خفیف می باشد مائل بہ آسمان می باشد و در میزان اخروی معاملہ بالعکس است۔ کفہ خفیف زیر و کفہ ثقیل بالا خواہد بود۔ حضرت ایشان این بیان را مطالعہ کردہ ارشاد کردند، مولوی منظر دلیل این کلام چیست۔ و باز فرمودند مولوی منظر، شما و مولوی سیف الرحمن این رسالہ را از اول تا آخر پیش مانجوانید، بعدہ تقریظ نوشتہ بہ شما می دہیم۔ چون حلقہ تشریفہ ختم شد من با مولوی سیف الرحمن روانہ شدم مولوی صاحب بمن گفتند، مولوی صاحب نسبت بہ علم باطن جناب حضرت صاحب من چیزے نہ می توانم گفت، درین امر مولوی رکن الدین و شما

چیزے گفتہ می توانید۔ البتہ بہ نسبتِ علمِ ظاہر حضرت ایشان می گویم کہ علم ایشان بس وسیع و کامل است، جوابِ سوال ایشان دادن امرِ سهل نیست، بہ خیالِ من عافیتِ درین امر است کہ ازین امر صرف نظر نمایند۔ این قول را بیان کردہ مفتی صاحب گفتند، مشورۃً مولانا سیف الرحمن درست و صحیح بودہ و من راہ تجویز کردہ ایشان را اختیار کردم۔

عاجز گوید، مولانا سیف الرحمن از اصحابِ قدما و اربابِ علم و صاحبِ فضل بودند، سالہا سال تدریس حضرت ایشان را دیدہ بودند کہ بہ جماعتِ علماء درس بخاری و مسلم می دادند و باز حضرت ایشان را دیدہ بودند کہ در اوقافِ قرآن مجید تحقیقات می فرمودند۔ گماستیائی بیانند۔ لہذا عافیتِ درین امر یافتند کہ خود را از سوال ایشان محفوظ دارند۔

تدریس در مدرسہ صولتبیہ حضرت ایشان در مکہ مکرمہ سالہا درس دادہ اند و در مدرسہ مولانا رحمت اللہ کہ استاد مشفق و مہربان ایشان بودند نام مدرسہ ایشان مدرسہ صولتبیہ است، تاسیس این مدرسہ در ۱۲۹۰ھ بہ ماہ رمضان شریف شدہ۔ و حضرت ایشان از اولین اساتذہ این مدرسہ مبارکہ بودند، روزے فرمودند کہ قاری عبد اللہ کہ درین ایام در مکہ مکرمہ شیخ القرار اند تلمیذ من اند، مدتے از من سبق خواندہ اند۔

مدرسہ صولتبیہ تعمیر این مدرسہ مبارکہ بہ معاونت و اموالِ صولت النسا بودہ ازین جهت حضرت مولانا این مدرسہ صولتبیہ تجویز فرمودند۔ حضرت عبد المجید شاہ محمد عمر قدس سرہ درج ذیل قطعہ تالیف گفتہ اند۔

از سعی مرجع العلماء رحمت اللہ صاحب سخا بمکہ بنا کرد مدرسہ

سال بنائے او عمر احمدی نوشت

بیان اوقافِ کلام الہی مولوی حکیم غلام محی الدین "زینت رقم" بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ بہ خدمت ایشان از لاہور رسیدند و یک نسخہ از حائل شریف اعجاز صنعت

پیش کردند حضرت ایشان حائل شریف را دیدہ از شرطِ انبساط در وصفِ حائل شریف تحریرے نوشتہ بہ حکیم صاحب دادند (فصل پنجم این تحریر نقل کردہ خواہد شد) و بہ حکیم صاحب گفتند، مادر بیان اوقافِ قرآن مجید سالہا تحقیقات کردہ ایم و بر مصاحفِ شریفہ بہ جزا تحریر رموز اوقاف نوشتہ ایم۔ بہ شما یک نسخہ از ان مصاحفِ شریفہ می دہیم، و حضرت ایشان یک نسخہ بہ حکیم صاحب دادند حکیم صاحب عرض کردند کہ ان شاء اللہ بار دیگر این مصحفِ شریف را با این رموز طبع خواہم کرد حضرت ایشان فرمودند۔ تحقیقے کہ ما کردہ ایم، بیان آن نوشتہ بہ شما می دہیم تاکہ شما با حائل شریف طبع کنید و باز حضرت ایشان

بہمان وقت اہل علم و مولانا مولوی سید عبدالجلیل درج ذیل بیان تحریر نموده بہ حکیم صاحب دادند۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ
 وَاصْحَابِہِ اٰجْمَعِیْنَ - اَمَّا بَعْدُ - وَاضْحَیْ بِاَدَکَ اسَاتِذَہُ مَاکَہُ دَر سِلْسِلَہٖ قَرَأَتْ مَا نَذَرْتُ لَکَ اَنْ تَقْرَأَ مَجِیْدَ اِیْشَانِ بِہِ مَا
 رَسِیْدَہُ اسْتِ بِمُجْمَلِہٖ اِیْشَانِ شَیْخِ الْاِسْلَامِ زَکَرِیَّا اَنْصَارِیْ وَامَامِ جَزْرِیْ وَامَامِ الْوَعْمُرِ وَدَانِیْ، ہر سہ ائمہ برین اوقاف
 کہ ماذکر کردہ ایم اتفاق دارند، یعنی اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و اوقافِ حسنہ، مطابق تحقیق ایشان ماثوثہ
 ایم، مگر بعضے جابر اصول و قواعد ایشان قیاس کردہ وقف جائز زیادہ کردہ ایم۔ مثلاً، اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوَکَبٌ
 دُرِّیٌّ۔ درینجا ما وقف جائز نوشتیم۔ زیرا کہ جملہ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ، صفت، یا حال، یا متعلق بہ زُجَاجَتَا
 یُکَوِّبُ دُرِّیٌّ نیست، پس کَوَکَبٌ دُرِّیٌّ را موصول خواندن بایُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ لازم نہ شد، ازین
 سبب بر کَوَکَبِ دُرِّیِّ وقف کردن جائز شد۔ ہر گاہ شیوخ ما وقف لازم و وقف مطلق را ہیچ ذکر نہ می
 کنند بلکہ بخلاف آن می گویند۔

وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ وَقْفٍ وَجَبَ وَلَا حَرَامٌ غَيْرُ مَالٍ سَبَبٍ

یعنی در قرآن ہیچ وقف لازم نیست و نہ ہیچ وقف حرام است۔ الی آخرہ۔ و اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و
 اوقافِ حسنہ را ثابت می کنند و در اثبات این وقوف کتابہا تصنیف کردہ اند، پس ما شاگردان را مناسب
 نیست کہ مخالف ایشان کنیم و وقوف لازمہ و وقوف مطلقہ را ثابت کنیم و استعمال کنیم و وقوفِ تامہ و
 وقوفِ کافیہ و وقوفِ حسنہ را بگزاریم و ترک کنیم، کسکہ انصاف دارد و مرتبہ امام جزری، و امام ابوعمرو دانی را
 می داند و خدمتہائے قرآنیہ ایشان را می شناسد و رسالہ شیخ الاسلام را و منار الہدی را می فہماید این تحقیقات
 را کہ در بارہ وقف کردہ ایم پسند خواہد کرد و والسلام علی من اتبع الہدی۔

أَمَرَ بِلِقْبَةِ الْعَبْدِ الطَّالِبِ مِنْ رَبِّہِ أَنْ یَدْخَلَ فِی عِبَادَةِ الصَّالِحِیْنَ عَبْدُ اللّٰهِ
 ابوالخیر الفاروقی النّقشبندی الحنفی غفر اللّٰہُ ذُنُوبَہُ وَذُنُوبَ آبِیْہِ وَاحْسَنَ اِلَیْہِمَا وَاِلَیْہِ
 یَوْمَ الثَّانِیْنِ تَاسِعَ شَہْرِ رَجَبِ الْاَوَّلِ سَنَةِ الْفِ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَمَانٍ وَعِشْرِیْنِ مِنْ ہِجْرَةِ
 سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

چند سال حضرت ایشان در تحقیق اوقاف سعیہا کردہ اند۔ عاجز یاد دارد کہ جماعت

تدریس و حلقہ

از علماء مصاحف شریفہ را و بروئے خود نہادہ حسب ہدایت حضرت ایشان
 تا از تمام، یک از کافی، و ج از جائز، می نوشت، از ساعت نہ صبح تا ساعت دوازدہ، بلکہ بعد
 ازین ہم مشغول این کاری بود۔ ابن جماعت سعدار بہ ظاہر احوال اوقاف مبارکہ را می نوشت لیکن بہ باطن

طے مدارجِ قرب می نمود، و رفقاءِ پاک نہاد ایشان کہ از دولتِ علم ہی دامن بودند پس پشت ایشان دائرہ در دائرہ نشسته لطفہا بر می داشتند و سفر اقبایے بادۂ وحدت نوشیدہ از دنیا و مافیہا بے خبری گشتند۔
 در سفالین کاسہ زندانِ بخواری منگرید کین عزیزانِ خدمتِ جامِ جہان پین کردہ اند
 قدسیان بے بہرہ اند از جرعتِ کاسِ الکرام این تطاول بین رہا عشاقِ مسکین کردہ اند
 علاوہ از صحیحین حضرت ایشان درس شاطبیہ شریفہ نیز دادہ اند در ۳۳۴ھ و قلیکہ حضرت ایشان در ریاست
 رامپور بہ ایمائے حکومت انگلیسیہ نظر بند بودند۔ بہ مولوی وحید اللہ خاں و مولوی سردار احمد مجددی و مولوی
 نظام الدین درس شاطبیہ دادہ اند و در کوسٹہ بلوچستان قاری نیاز احمد سالہا سال در ماہ مبارکِ رمضان
 بہ این سعادت مشرف شدہ اند حضرت برادرِ کلان و جناب مولانا مولوی محمد عمر باقاری نیاز احمد و سابق
 شریک بودند و این عاجز نحو میر و بر خے از کافیہ لابن الحاجب و رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ،
 و کیفیت تحقیق و تدقیق و تدریس حضرت ایشان را در یافتہ۔ عاجز یقین دارد کہ از حضرت ایشان یک
 کتاب در یک فن برائے فتح بابِ آن فن کافی و دافی بودہ۔ و سبقِ رقعاتِ عالمگیری دارائے کیفیات
 عجیبہ می بود، روزے در سبق آمد آہستہ خرام بلکہ مخرام زیرِ قدمت ہزار جان است حضرت ایشان دوسہ
 بار تکرار این جملہ کردند و بعد از چند دقائق فرمودند: "حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ از
 جدِ کلان شما حضرت عروہ و ثقی و فرزند ایشان حضرت سیف الدین بیعت بودند و صاحبِ نسبت و ولایت
 بودند" از تدریس حضرت ایشان معلوم می شد کہ آنجناب مالکِ آن فن اند۔ ہرگونہ کہ می خواہند بیان می کنند
 مؤلفِ سیر الکاملین نوشتہ: "و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند" جناب مؤلف رحمۃ اللہ قطعاً
 درست نوشتہ، ممکن است کہ دے احوال تدریس ایشان را دیدہ باشد۔

بیانِ اکلیل

روزے حضرت ایشان ذکر مولوی عبدالحق الہ آبادی کردند کہ مہاجر و شیخ الدلائل مکرمہ
 بودند۔ و فرمودند مولوی صاحب در تالیف اکلیل علی مدارک التذیل مصروف بودند
 من مطالعہ بعض تحریرات ایشان کردم و بہ مولوی صاحب گفتم مولوی صاحب شما اکتفا بر نقل عباراتِ علماء
 می کنید، و از خود بیان و تحقیقہ نہ می کنید، باید کہ تحقیقاتِ خود را ہم بیان کنید۔ مولوی صاحب از خلفائے
 عالی قدر حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودند، نشست ایشان در حرم محترم نزد بیت اللہ مبارک متصل
 بہ رکنِ شامی می بود۔ عجب مرد پاک طینت بودند۔ بہ خلیفہ خود مولوی نور محمد بہرائچی فرمودند: "در ہندوستان
 یک مبارک ذات حضرت شاہ ابوالخیر است کہ ایشان را مثیلے نیست" رَحِمَہُ اللہُ دَرِخِی عَنہُ۔
 سیر سلوک | سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ، کمافی الصبحین۔ مثال ہمنشین نیک بد مثل بردارند۔

مشک و ناخ گیر است بردارنده مشک یا ترازان مشک قدرے بخشش می کند یا تو از دے مشک می خری یا بوی خوش ازان مشک به تو می رسد و از دمنده کوره آهنگران یا جامه های ترامی سوزد یا بوی بد از دے به تو خواهد رسید یعنی صحبت صالح سراسر خیر و برکت است شیخ سعدی رحمه الله معنی این حدیث شریف را به وجه خوب نظم کرده و گفته :-

گلے خوشبوے در حمام روزے رسید از دست محبوبے به دستم
بد و گفتم که مشکلی یا عبیری که از بوی دلا ویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدّتی با گل نشستم
جمالِ همنشیس در من اثر کرد و گرنه من هماں خالم که هستم

حضرت ایشان از یوم ولادت تا یوم وفات والد بزرگوار خود هر وقت و هر آن از نسبات فیوض رحمانیه و نفحات نفوس قدسیه مستفید بودند بوی مشک ل آویزد دل و دماغ ایشان را معطر ساخته بود و چون وقت آن رسید که وجود مبارک ایشان سراسر مشک گردد تا از بوی خوش ایشان چار اطراف عالم معطر گردد پروردگار اسباب آن پیدا کرد روزی در اول وقت پیشین در کوسه به این عاجز فرمودند روزی از سیر و تفریح چون به خانه باز گشتیم حضرت والد ماجد رانشسته یا قیتم چون از تحیه سلام و تقبیل ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان به من گفتند بر خور دار وقت کار همین روزها است باید که علم آبا و اجداد خود را حاصل کنی - ارشاد مبارک ایشان را تاثیر عجیب بود من به ذکر شریف مشغول گشتم و دیگر مشاغل را ترک دادم حتی که حضرت والد ماجد به جائے تشریف می بردند و اصحاب آن جا استفسار می کردند که صاحبزاده کجا هستند حضرت ایشان می فرمودند که ایشان به کسب علم باطن مصروف اند این بیان ارشاد کرده به عاجز فرمودند اے زید تو هم به علم باطن خود را مشغول کن

تحریر مبارک در شب از سان هزار و سه صد و چهل حضرت ایشان قدس سره در خانقاه شریف حلقه می فرمودند حکیم فرید احمد عباسی آفر و همیوی عرض نمودند اگر از احوال کسب سلوک آگاه فرماید برائے مایان مشعل بود حضرت ایشان فرمودند کاغذ و قلم و دوات بیارید و به مجرد یادداشت خود به فارسی درج ذیل بیان را ملا نمودند

یوم جمعه اول ماه صفر ۱۲۹۴ هجری به حضور ایشان مشرف شدم (یعنی بحضور حضرت والد) تعلیم مراقبه احدیت و اسم ذات از قلب و نفس دو دو هزار و از سائر لطایف یک یک هزار نفی داشت با یازده صد و دو ساعت انتظار فیض و دو رکعت اشراق و دو رکعت صلاة الاستخاره اول النهار و

چار رکعت چاشت و مداومت نمودن سورۃ یاسین صبح و شام و صییت فرمودند و تاکید همه امور کردند و ارشاد شد کہ موسم کار ہمین روز ہا است، ہر کارے کہ مانع این کار ہا باشد از جملہ لہو و لعب است۔ وَكَانَ ذَلِكَ۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ۔ و در رمضان سنہ مذکورہ مراقبہ معیت عنایت شد و در شوال ۱۲۹۵ھ ہمسادست بہ مراقبہ اقر بیت سرفراز کردند و در اوسط ذی القعدہ سنہ مذکورہ قبل از انتقال خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ امر بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران نمودند۔ صبح و شام حضرت ایشان حلقہ خود می کردند۔ اللہ سبحانہ الحمد۔

واقعہ وصال حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ واقع شد۔ و در صفر سن مذکور مراقبات لطائف خمسہ تعلیم فرمودند، علیحدہ علیحدہ فیض گرفتہ مراقبہ کنند و در ہمان ہا اتفاق سفر طیبہ واقع شد، برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، در ان جا حلقہ می شد و عم بزرگوار جناب حضرت شاہ محمد منظر رحمۃ اللہ علیہ موجود بودند و بہ عنایات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدم و در شعبان سنہ مذکورہ مراجعت واقع شد۔ فرمودند ترا محمدی المشرب یافتہ و تعلیم دائرہ ثانیہ ولایت کبری نمودند۔ و در رمضان سنہ مذکورہ بردائرہ ثالثہ عنایت ہا فرمودند۔ اللہ سبحانہ الحمد و املنہ۔

و در ابتداء سال یک ہزار و دوصد و نود و ہفت بہ حلقہ مغرب و توجہ دادن مریدان در مسجد الحرام امر فرمودند و در اوسط ماہ صفر از سنہ مذکورہ مراقبہ ولایت علیا کہ ولایت ملائکہ کرام است تلقین فرمودند۔

قوت حافظہ

عاجز گوید، واقعے کہ چہل و شش، و چہل و پنج سال قبل گزشتہ بودند۔ حضرت ایشان مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ وَاَذْنِي تَمَهَّلِي بَابِيَانِ رُوزِ تَارِيخِ و سال ذکر نمودند حکیم فرید احمد و دیگر کسانے کہ حاضر بودند از قوت حافظہ حضرت ایشان متعجب بودند۔ عاجز گوید..... کہ در امور دینیہ و احوال یقینیہ کیفیت حضرت ایشان بہ ہمین طور بودہ کہ ہر امر و ہر حال در حافظہ حضرت ایشان ثبت بودہ۔ چونکہ توجہ ایشان بہ این امور بالکلیہ بود و فراموشی را گنجائش نہ بودہ۔ در مشکا از احمد و بہتی نقل کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلَّهِ يُمَانٍ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَ لِسَانَهُ صَادِقًا وَ نَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَ خَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً وَ جَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَ عَيْنَهُ نَاطِقَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَتَمِيعٌ وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُفَرَّةٌ لِمَا يُؤْيِي الْقَلْبَ وَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ دَاعِيًا۔ یعنی یقیناً فلاح و رستگاری یافت کسے کہ دل اور اللہ تعالیٰ برائے ایمان خالص کردہ است۔

(یعنی در دل سے غیر از ایمان چیزے دیگر را آمیزش نیست) و دل اور از آفات سالم گردانیدہ (یعنی غیر از امور یقینیہ دیگر امرے را دروے گنجائش نہ ماندہ) و زبان اور راست گو و نفس اور مطمئنہ و خلقت اور درست و راست و گوش اور شنوا و چشم اور بینا گردانیدہ، اَمَّا الْاُذُنُ فَيَقْمَعُ۔ و ہرچہ گوش است پس و قمع است یعنی قیف است۔ کہ از جانبے فراخ و از دیگر جانب تنگ می باشد، و ذریعہ رسانیدن اشیائے سیالہ در مرتبانہا و بولہا می باشد، چونکہ کلمہ حق بہ واسطہ گوش بہ دل می رسد۔ مثابہ قمع است و وے قیف قلب است۔ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَدَّرَةٌ لِّمَا يُوعَى الْقَلْبُ، و ہرچہ کہ چشم است پس وے قرار دہندہ آن چیز است کہ دل آن را نگاہ می دارد۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاَعْيَا۔ بہ تحقیق نجات یافت کسیکہ قلب خود را داعی دارد یعنی فلاح یافت کسیکہ کلمہ حق را در دل خود محفوظ دارد۔

قلب مبارک ایشان برائے ایمان و کلام حق خالص شدہ بود۔ برائے چیزے دیگر دروے گنجائش نہ بودہ، ہرچہ در راہ حق پیش آمدہ بود۔ در خانہ دل محفوظ بود لہذا عند الکتابہ حاجت بہ یادداشتہ و تفکرے نہ بودہ۔

سُرْعَتِ سیر سلوک | سُرْعَتِ سیر سلوک حضرت ایشان را باید دید کہ در اوّل امر، ابتداء سلوک از لطائفِ سبعہ کردہ اند، یعنی از لطائفِ عالم امر و لطائفِ عالم خلق۔ کسانیکہ از راہ و رسم سلوک واقف اند می دانند کہ ابتداء کار از لطیفہ قلبی می باشد، و در ہزاران یکہ پیدامی شود کہ بالطیفہ قلب، ببقیہ لطائفِ اربعہ از لطائفِ عالم امر نیز جاری شوند۔ و کسیکہ لطیفہ نفس وے نیز ذکر شود از اقلّ قلیل و از نوادر است، این گونہ شخص در قدم اول دائرہ عالم امکان را قطع کردہ، در حدود ولایت صغریٰ قدم نہادہ است۔

عمر ہا باید کہ تا یک بندہ صاحب کمال بایزیدے در خراسان یا اولیس اندر قرن مخفی نہ ماند کہ بیان حضرت ایشان را دو نفر نوشتہ بودند، یکے حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی و دیگرے مولوی بخش اللہ دہلوی، چونکہ بیان حضرت ایشان بہ فارسی است، لہذا جزوی اختیلا در تحریرات واقع شدہ، اگر از یکے لفظے ساقط شدہ دیگرے نوشتہ، مثلاً یکے نوشتہ "و در ہماں ماہ آلفا سفر طیبہ واقع شد، در آن جا حلقہ می شد" و دیگرے بعد از واقع شد، اضافہ "برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ" کردہ، حق تعالی ہر دو پاک نہاد ادا را اجرا دہد کہ این بیان را محفوظ کردند۔

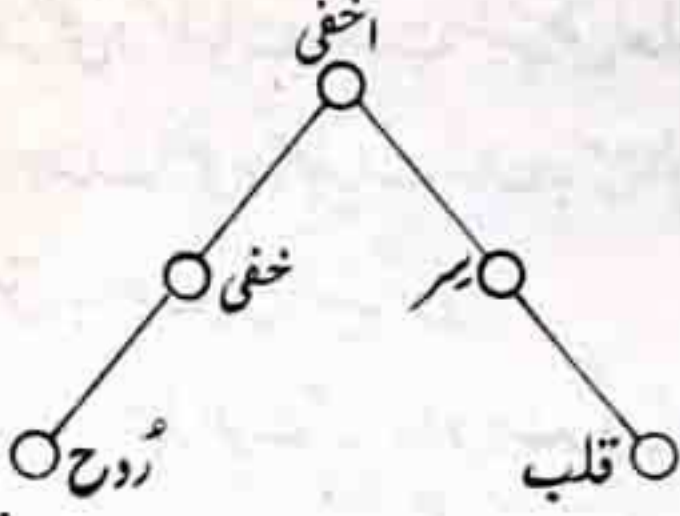
امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا است درین بزم زما ہم اثرے نیست

سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ | حضراتِ کرامِ قدس اللہ اسرارہم و افاض علیہما من برکاتہم بیان سلوکِ مجددیہ بروجہ اتم در رسائل خود کرده اند۔ حضرت شاہ ابوسعید رسالہ ”ہدایۃ الطالبین“ و حضرت شاہ احمد سعید رسالہ ”اربع انہار“ و حضرت شاہ رؤف احمد رسالہ ”مراتب الوصول“ بہ کمال تحقیق و تدقیق نوشتہ اند، و این عاجز کہ

خوشہ چینِ خرمنِ اہلِ دل است خاکِ پائے رہِ روانِ کامل است
برخے از کلامِ حضراتِ برداشتنے بہ مناہج السیر و مدارج النجی، موسوم کردہ کہ مرۃً بعدِ آخری طبع شدہ درینجا بہ صورتِ اختصار می نویسد۔ واللہ الموفق و المعین۔

حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ عالم امکان دو حصہ دارد، یکے عالمِ اُمُرد و دیگرے عالمِ خلق، از فرش تا آخرِ عرش عالمِ خلق است و بالائے عرش عالمِ امر، ہر چہ در عالمِ خلق است و بر اصلے است در عالمِ امر، چون پروردگار جلّت حکمتہ ارادہ فرمود کہ عالم و عالمیان را پیدا کند تا معرفت وے خلّاق را حاصل شود، نمود این عالم شد، ارادہ فرمود کہ بمخلوقے تفویضِ امانت نماید، بیچِ مخلوقِ تاب و تحملِ امانت نہ داشت۔ چنانچہ تخلیقِ اشرفِ الکائنات بہ وجود آمد۔ تخلیقِ وے از اجزائے ہر دو عالم شدہ: پنج از عالمِ خلق کہ باد و آب و آتش و خاک و نفس اند، و پنج از عالمِ امر کہ روح و سرخفی و اخفی و قلب اند۔ لطیفہ نفس از لطائفِ عالمِ خلق و لطیفہ قلب از لطائفِ عالمِ امر بہ منزله معجون اند کہ از لطائفِ اربعہ آخری بہ ظہور آمدہ اند۔ لطیفہ قلب اصلِ لطیفہ نفس است۔ لطیفہ روح اصلِ لطیفہ باد و لطیفہ سر اصلِ لطیفہ آب و لطیفہ خفی اصلِ لطیفہ آتش و لطیفہ اخفی اصلِ لطیفہ خاک، و فرمودہ اند نورِ قلب را دست و نورِ روح سرخ و نورِ سرسفید و نورِ خفی سیاہ و نورِ اخفی سبز و نورِ اُمُرد اند کہ این لطائفِ خمسہ مبارکہ از درجاتِ ولایت پنج درجات اند، ہر درجہ موصل الی اللہ و زیرِ قدمِ یکے از انبیاء الواعزم است، لطیفہ قلب زیرِ قدمِ حضرت آدم علیہ السلام است و لطیفہ روح زیرِ قدمِ حضرت ابراہیم علیہ السلام، و لطیفہ سر زیرِ قدمِ حضرت موسیٰ علیہ السلام و لطیفہ خفی زیرِ قدمِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و لطیفہ اخفی زیرِ قدمِ سردارِ کل کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سالکانِ راہ طریقت اگر چہ از لطائفِ خمسہ ذکر شریف می کنند اما مشاربِ ایشان مختلف است۔ ہر سالک بہ یکے ازین لطائفِ خمسہ مناسبتے و ارتباطی باشد۔ کسے کہ مناسبت بہ لطیفہ قلب دارد ویرا آدمی المشرب گویند و کسے کہ بہ لطیفہ روح دار ویرا ابراہیمی المشرب و صاحبِ سرِ اموسوی المشرب و صاحبِ خفی را عیسوی المشرب و صاحبِ اخفی را محمدی المشرب گویند، و فرمودہ اند اصلِ مقام

این لطائفِ خمسہ فوق العرش است و اینہا مجلی و مصفی و منور بودہ اند حق تعالیٰ اینہا را در ساحتِ سینہ جائے



دادہ، قلب را زیر پستان چپ بہ فاصلہ دو انگشت مائل

بہ پہلو، و روح را زیر پستان راست بہ فاصلہ دو انگشت

مائل بہ پہلو، و سیر را بہ محاذات پستان چپ بہ جہت وسط

سینہ، و خفی را بہ محاذات پستان راست بہ جہت وسط

سینہ، و اخفی را در وسط سینہ۔ ابتدائے ذکر از لطیفہ قلب است و باز از روح، باز از خفی، باز از اخفی۔

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ می فرمودند کہ در بست و چہار ساعت شب و روز بست و

چہار ہزار بار ذکر شریف کردن ضروری است و می فرمودند، اگر سالک بہ کمال جمعیت و عاجزی تا چہل روز

ذکر شریف بست و چہار ہزار بار ہر روز بکند آثار را در یابد و لازم است کہ بہ اکل حلال و صدق مقال

متصف باشد و از صحبت جلسہ سُو خود را نگاہ دارد کہ وے مثل کیر حداد است کما اخبر الصادق

المصدوق صَلَوَاتُ اللہِ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِ۔

بعد از تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالم امر بہ تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالم خلق مشغول می شوند و

ابتدا از لطیفہ نفس می کنند کہ محل آن در وسط پیشانی است۔ چون این لطیفہ ذکر و شاغل می گردد۔

ذکر شریف از لطیفہ قلبیہ می کنند کہ آن را سلطان الاذکار می نامند تا آنکہ ہر جزو بدن بہ نام پاک پروردگار

گویا شود۔ درین مقام سالک از سرودنِ شَیْءٍ إِلَّا بِسْمِ اللہِ رَجَزٌ کہ آگاہ می گردد ہر صدائے کہ بہ گوش

وے می رسد، چہ صریر ہو و چہ زبیر آب و چہ شور آتش و چہ آواز طیور و وحوش و چہ صدائے رعد و برق، ذکر

الہی معلوم می شود۔

کسانے کہ یزداں پرستی کنند بہ آواز دولاہ مستی کنند

باید دانست کہ لطیفہ نفس چون بہ ذکر پروردگار انس پیدای کند از آمارگی بطنانینت می رسد

تا آنکہ منراوایا اَیَّتِہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً می گردد۔ آن کہ از

مقام خود نزول فرمودہ بر تختِ صدرِ اجلال می فرماید تا لطائفِ خمسہ عالم امر بہ اصولِ خود بہ پیوند برو

جاہائے فنا و بقا نبوشند، اصولِ لطائفِ خمسہ تجلیاتِ صفاتِ الہیہ اند۔ فنائے لطیفہ قلب در

تجلیاتِ افعالِ الہیہ می باشد و بقایش آن کہ افعالِ خود را و افعالِ جمیع ممکنات را ناشی از فعل

حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ روح در تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ

صفاتِ خود را و صفاتِ جمیع ممکنات را صفاتِ حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ سیر در تجلیاتِ شیونات

ذاتی حق تعالی می باشد و بقایش آن که سالک خود را و تمام ممکنات را در ذات حق مستهلک و مضمحل می بیند و فنا
لطیفه خفی در تجلیات صفات سلبی حق تعالی می باشد و بقایش آن که از جمیع مظاہر تفرید جناب کبریا جل شانہ
بیند و فنائے اخفی در تجلیات شان جامع الہیہ می باشد کہ جامع مراتب سابقہ است و بقایش آن کہ سالک
متخلق بہ اخلاق الہیہ شود۔

حبذا قومی کہ داد بندگی را داده اند ترک دنیا کرده اند و از ہمہ آزادہ اند
روزہا با روزہا در گوشہ بنشستہ اند باز شبہا در مقام بندگی استادہ اند
طرفتہ العینہ نہ بودہ غافل از حضرت ولے سیلہا با این ہمہ از چشم خود بکشادہ اند
راحتہ دیدند ذوق یافتند از این و آن روز شب در کنج محنت بر سر سجادہ اند
پیر انصاری تو میدانی کہ ایشان کیستند فرقہ بے کرد و فر زمرہ دل سادہ اند

در وقت ذکر شریف رعایت نگہداشت و وقوف قلبی لازم است۔ طالب ساحت سینه خود را
از خطرات و حدیث نفس خالی کند و توجہ طالب بہ سوئے قلب باشد و توجہ قلب بہ سوئے پروردگار کہ مسمی
بہ اسم مبارک اللہ است۔ چہ ذکر بے رعایت نگہداشت و وقوف قلبی داخل حدیث نفس است۔ چون
سیاہ خانہ دل از برکت ذکر منوری شود شعلہ نور از قلب طالب بلند می شود، حضرات مجددیہ مظهریہ آن را فتح باب
می گویند۔ بعد ازین تعلیم نفی و اثبات می فرمایند کہ با حبس دم

مفیدتر است از ناف کلمہ را کشیدہ از لطیفہ نفس گزانیہ بہ اُم الدماغ رسانند
و از انجا بر کتف راست پائین آرد و از کتف راست بر لطیفہ اخفی و سرگزانیہ

بر لطیفہ قلب ضرب رسانند، ابتدا از سہ بار بہ یک نفس کند و تا بست و یک بار بہ یک نفس خود را رسانند۔ اگر ثمرہ
ظاہر نہ شد باز ابتدا از سہ کند تا آن کہ ثمرہ ظاہر گردد۔ و اللہ کَطِیفٌ بِعِبَادِهِ۔ چون ذرات تن بہ ذکر پاک رب
العالمین گویا شوند سالک در زمرہ الذاکرین اللہ کثیراً و الذاکرات داخل می شود، ویرا باید کہ دامن مراد از
إِنْ شَکَرْتُمْ لَا زَیْدٌ نَّکُحْ بِرَکْنِہِ حضرت مشائخ قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من برکاتہم ویرا مشغول
بہ مراقبات می کنند تا از گلستان عالم امر گل چینی کنند و باطن خود را مشابہ ملک سازد۔ ذرات خاک را منور
ساختہ از فلک بگزاند۔ مراقبہ ماخوذ از رقوبت رقابت است بمعنی حفاظت
کردن و انتظار کشیدن۔ و بہ اصطلاح حضرات مشائخ انتظار و ورود فیض از حضرت مبداء فیاض
است۔ بہ اعتبار صفت از صفات یا وجہ از وجوہ یا بدون اعتبار، بر لطیفہ از لطائف یا بر ہیندست
وحدانی، بہ نوعی کہ خطرہ ماسوی را در حسریم دل جائے نہ باشد۔



از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ، استاد من در مراقبہ گریہ است۔ روزے گریہ را بر سوراخ موشتے نشسته دیدم بہ نوعی کہ از بدنش موے را حرکت نہ بودہ من از احوالش در تعجب ماندم کہ از غیب در گوشم صدائے رسید کہ اے پست ہمت، در مقصود و مطلوب خود کمتر از گریہ مباش۔ ازان پس در مراقبہ افتادم۔

یارب زرہ راست نشانے خواہم از بادہ آب و خاک جانے خواہم
از نعمت خود چو بہرہ مندم کردی در شکر گزاریت ز بانے خواہم

حضرت امام ربانی مجتہد و منور الفی ثانی قدس سرہ
راہ سلوک ہفت قسمت است

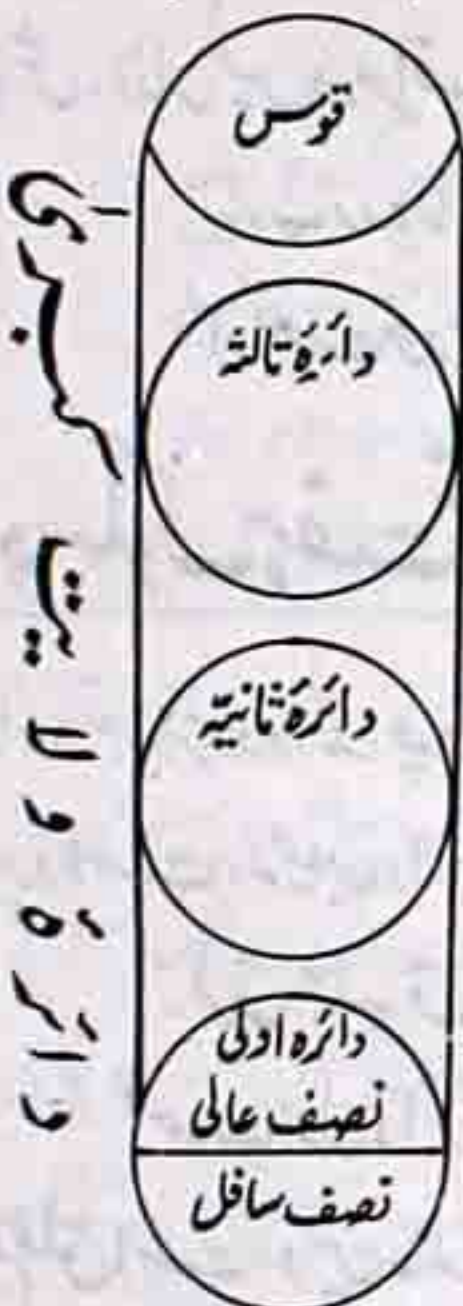
بہ دائرہ تعبیر فرمودہ اند۔ چہ دائرہ را نہ نشان ابتدا است و نہ نشان انتہا، ہر حصہ دے از بلندی و پستی بے پردہ است، نہ ہمین وارد و نہ بسیار۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

قسمت اول دائرہ امکان است و این دائرہ دو حصہ دارد۔ از عرش تا اسفل سافلین عالم خلق است۔ و این عالم نیز بہ دو قسم منقسم است۔ از عرش تا شمار دنیا قسمی است و آن را عالم ملکوت گویند و از زیر آسمان دنیا تا اسفل سافلین قسم دیگر است کہ دیرا عالم ملک گویند، و ہر چہ فوق العرش است آن را عالم امر گویند، حقائق و اصول تمام ممکنات و ارواح کل ذی نفس درین عالم قرار دارد۔ و تعلق عالم ارواح و عالم مثال بہ ہمین عالم است، و این عالم نور است، این عالم از مقام اصل لطیفہ قلب شروع شدہ تا آخر مقام اصل لطیفہ اخفی رسیدہ بہ لامکانیت متحقق می شود۔

دائرہ امکان یک مراقبہ دارد کہ آن را مراقبہ احدیت گویند۔ سالک متوجہ می شود۔ بہ ذات پاک احد کہ متصف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان است۔ و مورد فیض یعنی جائے ورود فیض لطیفہ قلب است۔ قسمت دوم دائرہ ولایت صغری است کہ دائرہ ظلال تجلیات اسماء و صفات است و مراد از ظل ظہور شے است در مرتبہ دوم یا سوم یا چہارم یا در مراتب آخر مثلاً صورتی کہ در آئینہ ظاہر شدہ ظل است و الا قال المرکما قال الحضرة الامام الربانی قدس سرہ۔ ”ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد را چہ گونه ظل باشد“ درین دائرہ یک مراقبہ است کہ آن را مراقبہ معیت خوانند۔ سالک بہ ذات پاک ہُو مَعَكُمْ اَنْتُمْ متوجہ می شود۔ و ورود فیض بر لطیفہ قلب است۔

قسمت سوم دائرہ ولایتِ کبریٰ است۔ و این دائرہ تجلیاتِ اسماء و صفات است۔ و دائرہ ولایتِ حضراتِ انبیا است علیہم الصلوٰت و التسلیمات۔ و قتیکہ آن حضرات علیہم السلام بر این مقام فائز می شدند نبوتِ ایشان ظاہری شد، چون سالک بہ این مقام می رسید حضراتِ مشائخ ویرا اجازتِ ارشاد می دهند۔ درین دائرہ از ظلِ اثری نیست، و سکرو غیبوت را گنجائش نہ، و این دائرہ مشتمل است بر سه دوار و یک قوس، ابتدا از دائرہ اولی می کنند و درین دائرہ مراقبہٴ اقریبیت است،



سالک بہ آن ذات پاک کہ فرمودہ نَحْنُ اقْرَبُ إِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ، متوجہ می شود و می گوید کہ فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ بہ ما از رگ جان ما قریب تر است۔ موردِ فیض لطیفہٴ نفس است مع لطائفِ خمسہ۔ درین دائرہ لطائفِ خمسہ را عروجِ تام حاصل می شود، در نصفِ سافل سیر در تجلیاتِ اسماء و صفاتِ زائدہ و در نصفِ عالی سیر در تجلیاتِ شیوناتِ اعتبارات می شود۔ و در دائرہٴ دوم و سوم و در قوس مراقبہٴ محبت می کنند۔ مفہوم۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ راسالک

در لحاظ می دارد یعنی فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ دے مراد دوست می دارد و من ویرا دوست می دارم و موردِ فیض لطیفہٴ نفس است۔

و قسمتِ دوم کہ دائرہ ولایتِ صغریٰ بود مراقبہٴ معیت است۔ رغبتِ معیتِ مشعر بہ اتحاد است، لہذا دارانِ دائرہ اظہارِ اسرارِ توحید و جود می شود و در قسمتِ سوم کہ دائرہ ولایتِ کبریٰ است۔ در اوّلِ دائرہ دے مراقبہٴ اقریبیت است کہ مشعر بر اثنینیت می باشد، چہ کمالِ قرب در دوی است، درین جا اسرارِ توحید و جود منکشف می شوند و باز سالک قدم در شاہراہِ محبت نہادہ از کیفیاتِ دنی فَنَدَّ لِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ حظہا می بردارد، و طریقہٴ مراقبہٴ در دائرہٴ دوم و سوم و قوس آن است کہ سالک خود را بہ خیالِ در دائرہ یا در قوس داخل می کند و آن دائرہ بہ منزلہٴ قرصِ آفتاب و قوس بہ منزلہٴ نیم قرصِ آفتاب بر سالک ظاہری شود۔ حصہٴ راکہ سالک قطع می کند نورانی ظاہری شود و باقی حصہ کہ ہنوز قطع نہ شد مثلِ قرصِ آفتاب ہنگامِ کسوف بے نور ظاہری شود۔ و از ابتدائے ولایتِ کبریٰ موردِ فیض لطیفہٴ نفس می باشد و معاملہٴ فیض بہ دماغ متعلق می باشد، و تا قتیکہ معاملہٴ فیض بہ دماغ تعلق دارد، باید دانست کہ معاملہٴ ولایتِ کبریٰ بہ انجام نہ رسیدہ است،

[illegible]

قسمت چہارم دائرہ ولایت علیا است کہ ولایت ملا را علی و مبادی تعینات ملائکہ کرام
است علیہم السلام درین موطن سیر و تجلیات اسماء صفاتیہ الہیہ می باشد کہ گاہے بہ تجلیات ذاتیہ ہم مشہود
می گردد۔ در ولایت کبری سیر سالک در تجلیات صفات بود کہ سیر منظر اہر اسم الظاہر است و درین موطن سیر
سالک در اسماء صفاتیہ است کہ سیر در منظر اہر اسم الباطن است مثلاً سیر در علیم و قدیر، زیرا کہ
ذات او تعالیٰ در پردہائے اسماء و صفات باطن است۔ فالسیر فی العلم سیر فی الاسم الظاہر و السیر فی العلیم
سیر فی الاسم الباطن، چون سالک بہ آخر این موطن می رسد و دوبار وے قوی برائے طیران عالم قدس پیدا
می کند، درین موطن مورد فیض عناصر ثلاثہ باد و آب و آتش اند۔ و حضرات مشائخ سالک را بہ مراقبہ اسم
الباطن نیز مشغول می سازند۔

قسمت پنجم دایره کمالات ثلاثه یعنی دایره تجلیات ذاتیه الهیه است. درین موطن سه دایره اند، دایره کمالات نبوت و دایره کمالات رسالت و دایره کمالات الو العزم و درین دایره ثلاثه منشأ فیض ذات بخت است. و مورد فیض در دایره کمالات نبوت لطیفه خاک و در دایره کمالات رسالت و در دایره کمالات الو العزم هیئت و هدانی سالک است که از مجموع عالم خلق و عالم امر ناشی گشته مع بذار تیس همه عنصر خاک است.

باید دانست بعد ازین راه سلوک بردو شعب است۔ یکے را معبودیتِ صرف کہ آن را حقائقِ الہیہ گویند، ودیگرے را لا تعین و حضرت اطلاق کہ آن را حقائقِ انبیاء گویند۔ از مشائخ کرام

بعضه حقائق الهیہ را اولاً اختیار می کنند و بعضه حقائق انبیاراً منسلک قیّم طریقہ احمدیہ مجددیہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ۔ اولاً اختیار حقائق الهیہ است لهذا عاجزاً و لاحقاً حقائق الهیہ را بیان می کند و باز حقائق انبیاراً۔ و باید دانست کہ منشأ فیض در جمیع این مقامات ذات بخت و مورد فیض ہیئت وحدانی سالک است کما فی دائرہ کمالات رسالت و دائرہ کمالات اولی العزم۔

قسمت ششم حقائق الهیہ۔ و این قسمت چار دوائر دارد، (۱) دائرہ حقیقت کعبہ (۲) دائرہ حقیقت قرآن (۳) دائرہ حقیقت صلاۃ (۴) دائرہ معبودیت صرفہ۔

قسمت ہفتم حقائق انبیار و این قسمت شش دوائر دارد (۱) دائرہ حقیقت ابراہیمی (۲) دائرہ حقیقت موسوی (۳) دائرہ حقیقت محمدی (۴) دائرہ حقیقت احمدی (۵) دائرہ حُب صرفہ ذاتیہ (۶) دائرہ لاتعلین و حضرت اطلاق جَلّ مجدہ۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بردے می رسی بردے نیست
 مخفی نہ ماند کہ در سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ رابطہ را مدخلہ است عظیم اے صورت
رابطہ خیال مرشد را در مدیر کہ خیال خود محفوظ داشتن حضرات مشائخ فرمودہ اند۔ آب در جو
 بہ مدیاری رود نہا ذکر شریف بے رابطہ موصل نیست و نہا رابطہ بار عایت آداب صحبت البتہ
 موصل است۔ بے رفیقہ ہر کہ شد در راہ عشق و عمر بگزشت و نہ شد آگاہ عشق
 حق تعالی فرمودہ کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ حضرت علیہ السلام احراز قدس سرہ می فرماید کینونت عام است
 و صحبت ایشان بودن کینونت ظاہری است و در خیال ایشان ماندن کینونت معنوی است۔
 عاجز گوید حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 می کردند می فرمودند کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ۔ و ترمذی روایت این مبارک دعا کردہ۔ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِیْ
 حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یَنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ۔ الخ۔ محبت ارتباط قلب را گویند۔

بہ تسکین دہم این دیدہ و دل را کہ ملاک دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد
 حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ از ہند بن ابی ہالہ کہ از احوال کرام ایشان بود وصف و
 شامل مبارکہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می پرسید لَانَّہٗ کَانَ وَ صَافَا عَنْ حَلِیَّۃِ النَّبِیِّ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت حسن می فرمود۔ اَنَا اَشْتَهِیْ اَنْ یَصِفَ لِی مِنْہَا شَیْئًا اَتَعْلَقُ
 بِہٖ۔ ملا علی قاری بیانش بہ این لفظ کردہ۔ اَتَعْلَقُ بِہٖ اَیْ اَتَشَبَّثُ بِذٰلِکَ الْوَصْفِ وَاَجْعَلْہُ
 مَحْفُوْظًا فِیْ خِزَانَةِ خِیَالِی۔

از دل بروکن این غم دنیا و آخرت یا خانه جائے رخت بود یا خیال دوست
عنایت شاہ عبدالغنی در ہزار و نو دویچ در عشرہ دوم از ماہ ذی القعدۃ غم بزرگوار حضرت
 والد ایشان محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی سُرعت سیر و
 کمالات ایشان را دیدہ ام بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران طریقت نمودند چنانچہ حلقہ صبح و شام حضرت والد
 ایشان می کردند و حلقہ ظہر تفویض بہ حضرت ایشان شد۔

برکاتِ طابہ طیبہ بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ وفات حضرت شاہ عبدالغنی شد۔ و نکاح دختر
 ایشان بود حضرت ایشان بہ ماہ صفر ۱۲۹۶ھ درین سلسلہ بہ مدینہ منورہ
 تشریف بردند تقریباً شش ماہ دران دیار مبارکہ قیام فرمودند حضرت ایشان در حرم نبوی علی
 صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ حلقہ می فرمودند روزے مصروف حلقہ و مراقبہ بودند کہ غم اصغر ایشان ماند
 و احوال مبارکہ ایشان دیدہ بہ مواجہہ مبارکہ رفتند و عرض صلاۃ و سلام کردند جناب سالت
 مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند برو و از جانب من چادر خود را بہ برادر زادہ خود بپوشان۔ و بگو کہ
 بہ ہندوستان سفر بکنید چنانچہ غم بزرگوار ایشان نزد ایشان رسیدہ چادر خود را بہ ایشان پوشانیدند
 و ارشاد نبوی بہ ایشان رسانیدند۔

روزے حضرت ایشان بہ بعض افراد فرمودہ بودند چون این حکم بہ بندہ رسید، از ہجران
 آن بقعہ مبارکہ بسیار متالم گردیدم و بہ این احوال بہ مواجہہ شریفہ رفتم و بعد از عرض صلاۃ و تحیۃ از
 در ہجران بیان نمودم۔ ارشاد شد۔ رفتن شما بہ ہندوستان بہتر است۔ آنجا ضرورت شما است۔

فَإِنْ قَالَ لِي مَتَّ مَتَّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

حضرت ایشان از احوال و کیفیات خود و از فیوضات و عنایات بنویس علی صاحبہا
 اَلْفَ صَلَاةٍ وَتَحِيَّةٍ حضرت والد بزرگوار خود را بہ تفصیل می نوشتند، چنانچہ والد بزرگوار ایشان
 بہ برادر زادہ خود حضرت شاہ محمد معصوم مکتوب بہ چہار شنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ نوشتہ اند و
 عاجزان مکتوب را در احوال مبارکہ ایشان نقل کردہ، دران از فیوضات و برکات و عنایات اشرف
 الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم مذکور است و نیز تحریر است۔ اینجا از شیخ ابوالنخیر طالبان رافاندہ
 بسیار بہ زودی میستری شود۔

مراجعت بہ مکہ مکرمہ حضرت ایشان از امور یقینیہ باقیہ دامن مراد پُر کردہ بہ خدمت
 حضرت والد محترم در ماہ شعبان رسیدند حضرت والد بزرگوار

ایشان را بشارت دادند کہ شمارا محمدی المشرب یافتم و حلقہ مغرب نیز حوالہ ایشان نمودند، کمالاتِ حضرت
ایشان را دیدہ حضرت والد ماجد مُنْشَرَحِ الصَّدْرِ، مُطَهَّنِ الْبَالِ، قَرِیرِ الْعَيْنِ شدند و مخلصین را حوالہ ایشان کردند
در احوالِ مبارکہ حضرت والد بزرگوار ایشان عاجز رسالہ عربی را نقل کردہ، در آن سال
نوشته است۔ مَا مَعْنَاهُ، کہ حضرت والد بزرگوار ایشان را علالتِ شدیدہ در پیش

رسالہ عربی

آمد، حضرت عمہ محترمہ نیز بیان این علالت می کردند و می فرمودند کہ مرض بہ نوعی شدت اختیار کرد کہ کسی را
امید شفانہ ماند۔ این مرض از ۱۲۹۴ھ پیشتر بود کہ ہنوز حضرت سیدی الوالد ہمہ تن متوجہ بہ علم باطن
نہ شدہ بودند۔ از مرضِ حضرت والد بزرگوار، حضرت ایشان بسیار مضطرب و متألّم شدند، تا لَمْ جگر پارہ
خود را دیدہ حضرت والد بزرگوار بہ ایشان فرمودند شما غمگین نہ شوید، درین مرض موت مرا نیست،
حضرت ایشان خیال کردند، شاید حضرت والد بزرگوار برائے تسکینِ خاطر من یا از وجہ شدتِ مرض از
قبیلِ ہجر چیزے فرمودہ اند، اندیشہ ایشان را حضرت والد بزرگوار دریافتند و فرمودند نزد من حضرت
والد بزرگوار آمدہ بودند من عرض کردم کہ خواہش دارم کہ نزد شما برسم۔ فرمودند، نے، ہنوز شمارا تربیت
یکے کردن است۔ مؤلف رسالہ نوشتہ۔ الْمُرَادُ مِنْ ذَلِكَ الْوَاحِدِ هُوَ فَجْلُهُ الْكَرِيمُ۔ یعنی، ظاہر است
کہ مراد از آن یک فرد، فرزندِ عزیز ایشان است۔

عاجز گوید، راست است۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ اُمِّهِ۔ برائے مراد آن و محبوباً
پروردگار خود اسبابِ سعادتِ مہیامی کند۔ چہار سالہ بودند کہ در حرمِ محترم نبوی علی صاحبہ اَلْفُ
اَلْفِ صَلَٰةٍ وَنَحِيَّةٍ داخلِ سلسلہِ عالیہ اولیائے کاملین شدند و بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند،
و بہ والد بزرگوار ایشان گفتہ شد کہ ہنوز تربیتِ یک فرد منتظر باقی است۔ و فخرِ خاندانِ حضرات
شاہ عبدالغنی برائے حلقہ و توجہ یاران امر کردند و قطبِ زمان حضرت شاہ محمد منظر ردائے خود را بہ فرما
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایشان را پوشانیدند۔ و از الطاف و عنایاتِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم برومند شدند چون ہمتِ خود را بہ لُحے سلوک برگماشتند بمنزلہٗ یَکَادُ زَيْنُهَا يُضَيُّ وُلُو
لَمْ تَمْسَسْهُ نَاسٌ، نُورٌ عَلَى نُورٍ بودند و در اوایِ قدمِ دائرہ امکان را قطع فرمودند۔ فَتَالَ
مَا نَالَ وَفَازَ عَلَى مَا فَازَ وَاللَّهُ يُجْتَبَى إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيُخَذُّ إِلَى إِلَيْهِ مَنْ يُدْنِي۔

حضرت ایشان قدس سرہ از معمولاتِ خود کہ اندران آیام داشتند بر ورقِ سادہ
لاَحَہِ عَمَلِ از مجلدِ دلائلِ الخیراتِ نوشتہ اند، عاجزان را نقل می کنند۔

بیدار شدن قبلِ تحریم و چند رکعت خواندن، پس اذان قدرے ذکر نمودن و نماز در آسغار

با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن بعد از ان در حرم یا ذکر کردن یا بہ حلقہ رفتن و بعد از شروق دو رکعت خواندن بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ و احیائے غزالی رحمہ اللہ و نفحات عارف جامی رحمہ اللہ و طریقہ محمدیہ برکوی رحمہ اللہ خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خوردہ برائے قبیلوٰۃ نزد حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کردہ چار رکعت بعد زوال خواندن و سنت قبلانیہ نیز گزارہ برائے نماز حاضر مسجد شدہ یا تکبیر تحریمہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن و بعد آن شش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعہ دلائل الخیرات و الحزب الاعظم با کمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔

روزے حضرت ایشاں قدس سرہ فرمودند کہ ما احیاء العلوم و طریقہ محمدیہ از شیخ الاسلام سید احمد دحلان خواندہ ایم۔

حضرت ایشاں ذکر تحریم کردہ اند۔ در حجاز مقدس از صد ہا سال مروج بود کہ بہ یک ساعت قبل از صبح صادق مؤذنین از سر منار صلاۃ و سلام بہ آواز بلند می خواندند و آگاہ می کردند کہ وقت تہجد شدہ است۔ و این را تحریم می گفتند، سجدیہ و ہامیہ این را بدعت دانستہ بند کردند۔ و بعد از مدتی برائے تہجد نیز اذان را رائج کردند۔ حالاً جائے تحریم تاذین گرفتہ تحریم عملی محبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و تاذین عمل مدعیان سنت تِلْكَ الْاَيَّامُ نَذًا لِّهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

رونق بزم صاف کیشاں | در مکہ مکرمہ جناب حاجی امداد اللہ شیخ طریقہ چشتیہ و مولانا سید حبیب الرحمن و مولانا رحمۃ اللہ و مولانا عبدالحق الہ آبادی

خلیفہ شاہ عبدالغنی و بعض دیگر یا یک باطن افراد بودند کہ احیاناً بہ یک جا جمع می شدند و حضرت جد امجد قدس سرہ نیز درین مبارک محفل شرکت می کردند۔ چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ محلی بہ علم ظاہر و مزکی بہ اسرار باطن شدند درین مبارک محفل شریک می شدند۔ اگر گفتہ شود کہ وجود حضرت ایشاں بہ منزله شمع بود برائے این بزم صاف کیشاں، درست باشد۔ اگر وقت نمازی رسید و این بزرگواران بہ جائے می بودند، حضرت ایشاں را برائے امامت می گفتند۔ چنانچہ حضرت ایشاں امامت می کردند و حاجی صاحب مولانا حبیب الرحمن و دیگران حنہا می برداشتند۔ این بزرگواران احیاناً نوگفتہ اشعار خود را می خواندند۔ حضرت ایشاں نسبت بہ دو شعر خود کہ در دو غزلہائے متفرق واقع اند می فرمودند کہ از استماع این شعر حاجی صاحب رالطف زیاد حاصل شد کہ اشبہ بہ صورت وجد بود۔ چونکہ ہر دو شعر

بہ زبان اُردو اندازِ بیجہت بیان کردہ نہ شد۔

نماز شام

در مکہ مکرمہ یک بخاری قیام داشت کہ از مخلصین حضرت ایشان بود و بے بیان می کرد کہ روزے حضرت ایشان در جائے مہمان بودند چون بہ حرم محترم رسیدند نماز جماعت شدہ بود۔ حضرت ایشان بہ جہت بابِ العمرة جماعتِ ثانیہ کردند و در رکعتِ ثانیہ سورۃ اِیْلَاف خواندند، چون بہ فُلِیْعُبْدُ وَا رَبِّ هَذَا الْبَیْتِ رسیدند چنان انوار و برکات را ظہور شد کہ مقتدیانِ تاب آن نیاورده بہ سجدہ افتادند۔ در جائے کہ حضرت ایشان امامت کردہ بودند و آن بخاری نشان دادہ بود بہ یادِ عاجز محفوظ است۔ اِشَادَةُ اِلٰی هَذِهِ الْکِمَالَاتِ حضرت والدِ بزرگوار ایشان بہ برادرزادہ خود نوشتہ اند۔ کَمَا تَقَدَّمَ فِی اَحْوَالِہِ الْمُبَارَکَةِ فِی الْمَلْکُوتِ لِمَحَادِی عَشْرَ سَبَبٍ اَوْ شَانِ سَخْتِمْ قُرْآنِ شَنِیدَن می شود و مردمانِ اہلِ ذوق و شوق حاضری شوند و نوشتہ اند۔ از شیخ ابوالخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و در شغل خود سرگرم اند۔

رحلۃ الہند

در احوالِ والدِ بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما بیان شدہ کہ در اوایل ۱۲۹۴ھ حضرت ایشان مع والدِ بزرگوار خود سفر ہند اختیار کردند و تا اواخر ماہ جمادی الآخرہ از راہ کلکتہ بہ رامپور رسیدند، بعد از شش ماہ بہ یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ حضرت والدِ بزرگوار ایشان رحلت فرمائے خلد برین شدند۔ عند الوفات بہ حضرت ایشان وصیت فرمودند کہ بر طریقہ مبارکہ حضراتِ کرام ثابت قدم باشید۔ متکفل شما پروردگار است۔ بہ کسے محتاج نہ خواہید شد۔ آن دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ یک مہینہ ہدیہ دادہ بود و من آن روپیہ را باز نزد وے امانت نہادم در نکاح کرامت النساء صرف کنید۔ حضرت والدِ بزرگوار ایشان را بہ جزاین دو ہزار روپیہ از متاعِ دنیویہ چیزے نہ بود۔

کرامتُ النساء

برائے خدمت حضرت جدِ امجد قدس سرہ کسے از بازار کنیزے را خریدہ پیش کرد کہ کرامتُ النساء دختر آن کنیز بود۔ حضرت جدِ امجد می فرمودند من دخترے نہ داشتم۔ پروردگار این دخترے من عنایت کردہ۔ حضرت ایشان کرامتُ النساء را بسیار عزیز داشتند۔ و دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ نزدِ پیش کنندہ ہدیہ محفوظ بود، برائے مصارفِ نکاح کرامتُ النساء مقرر فرمودند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ کرامتُ النساء از پدیشما سیزدہ سال خورد بود۔ گویا در ۱۲۸۵ھ ولادت کرامتُ النساء شدہ بود و عند ارتحالِ حضرة الجَدِ عمر کرامتُ النساء سیزدہ سالہ بود۔

حضرة سیدی الوالد قدس سرہ مولوی عبید الرحمن معروف بہ مولوی سردار احمد مجبوری رامپوری

رادر امپور بہ منزل اولاد عزیزی داشتند و ارادہ فرمودند کہ عقدِ نکاح کرامت النساء بایشان بکنند، لیکن ابوبن سردار احمد این عقدِ زواج را خوش نہ کردند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند۔ وقتیکہ در خانہ کسے رضامند بہ عقدِ نکاح کرامت النساء نہ شد، پدرشما نکاح دے بانیک عالم کشمیری کردند کہ از مخلصین ایشان بود، و بعد از چند وقت چون نیک عالم بر حقیقتِ حال آگاہ شد رقعہ نوشتہ زیر بالین نہاد و روپوش شد۔ در رقعہ نوشتہ بود کہ گمان می کردم کہ کرامت النساء نسباً مجدیہ است لہذا عقدِ زواج کردم و چون بہ حقیقت امر آگاہ شدہ ام روپوشی اختیار می کنم۔

تایید بیان حضرت عمہ محترمہ از مکتوب محمد اصحاب الدین چٹگامی نیز می شود کہ از خلفائے حضرت ایشان است و در ۱۳۲۹ھ از چٹا گام مکتوبے ارسال کردہ، و در ان نوشتہ است۔ "حال جناب علی آفندی صاحب معلوم نہ شد کہ بہ خدمت شریف حاضر اند یا نہ، و ہم معلوم نہ شد کہ حال میان عبید الرحمن کہ باو تزویج عقیقہ مسلم شد یا نہ" اگر نیک عالم طلاق دادہ می رفت برائے حضرت ایشان قدس سرہ زحمتی پیدا نہ می شد۔ نیک عالم طلاق نہ داد و روپوشی اختیار کرد۔ لہذا کرامت النساء تا ۱۳۲۹ھ ہمراہ حضرت ایشان قیام نمود و باز بہ وجہ نا ملائم جدائی اختیار نمود و فیما بعد حاجی عبدالغنی دہلوی را علم شد کہ نیک عالم در پنجاب قیام دارد چنانچہ ایشان بہ پنجاب رفتند و از نیک عالم طلاق نامہ حاصل کردہ بہ دہلی آمدند و فیما بعد بہ معاونت حاجی محمد اسحاق نکاح کرامت النساء با ڈاکٹر ولی اللہ صدیقی ساکن رٹول ضلع میرٹھ کردند۔ پروردگار کرامت النساء را فرزندے عنایت کرد کہ نامش ابوالفیض بودہ۔ وفات ابوالفیض در حیات والدہ خود بعد از قیام مملکت پاکستان در کراچی شد۔ ایشان را ایک پسر ابونصر محمد عزیر است۔ سَلَّمَہُ اللہُ وَحَفِظَہُ۔

بعض مفسدین بعد از وفات حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعض مفسدین کرامت النساء

را آلہ کار خود ساختہ فتنہ برپا کردند کہ کرامت النساء دختر حضرت صاحب است و دیر امیراٹ می رسد۔ حجت این گروہ رسالہ "ہدیہ احمدیہ" بودہ کہ احمد ابوالخیر العطار الملکی در ۱۳۱۳ھ تالیف کردہ و در ۱۳۱۳ھ در مطبع انتظامی کانپور طبع شدہ۔ درین رسالہ کرامت النساء را دختر حضرت سیدی الوالد ظاہر کردہ۔ برائے نا فہمان این رسالہ حجتی می تواند شد لیکن کسانے کہ بہ احکام شریعت واقف اند می دانند اثبات نسب بہ نوشتن دیگران نہ می شود بلکہ اقرار والد لازمی است۔ حضرت سیدی الولد قدس سرہ بہ کسے نہ فرمودہ کہ کرامت النساء دختر من است۔ بلکہ از حضرت سیدی الوالد میراعظم خاں پسر خدا داد خاں در کوٹہ و صدر الدین کیفی غاز پوری در دہلی استفسار اولاد کردند۔

حضرت ایشان فرمودند کہ سہ دختر و سہ پسر دارم و بازار نامہائے ہمہ آگاہ کردند و حضرت ایشان قبل از وفات خود بہ یک سال قبلاہائے جائداد بہ چودھری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی شاہ سرودھنوی و شیخ غلام احمد ہانسوی دادند فرمودند جائداد مرا بہ نام اولادِ ما بکنید و نام مایان سہ برادر و سہ خواہر بیان فرمودند۔ بعد از چند روز چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ بہ کرامتُ النساء چیزے دادہ شود یا نہ حضرت ایشان فرمودند کہ کرامتُ النساء را از میراث ما چہ واسطہ۔ و کہ می گوید کہ دے دختر ما است۔ دے دختر کنیزے است۔ تا ماہ رجب ۱۳۲۹ھ مایان برادران و خواہران را علم نہ بود کہ کرامتُ النساء وجود دے دارد۔ و نہ گاہے حضرت سیدی الوالد بہ مایان فرمودہ کہ کرامتُ النساء خواہر شما است۔ کرامتُ النساء را فرزند دے بود کہ از حضرت برادرِ کلان یک دو سال کلان بود۔ در ۱۳۳۰ھ و در ۱۳۳۱ھ چند بار بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ لیکن اندرون خانہ قدم نہ نہاد۔ جناب ہمیشہ گان و حضرت والدہ صاحبہ از دے پردہ می کردند۔ اگر کرامتُ النساء دختر حضرت ایشان بودے۔ جناب ہمیشہ گان خالہ دے می بودند و خالہ را پردہ نیست۔ یکے از مخلصین قدم کہ ہم نوائے مفسدین شدہ بود۔ رونے باعاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ دے گفت۔ آیا از زبان حضرت صاحب شنیدہ ئی کہ کرامتُ النساء دختر من است گفت۔ این سخن نہ شنیدہ ام۔ عاجز گفت۔ اگر کرامتُ النساء دختر حضرت صاحب بودے، ہمیشہ گان پردہ نہ کردے۔ آن مرد پیر رحمہ اللہ چون این سخن شنید گفت من غلط کردم کہ از وجہ رسالہ ”ہدیہ احمدیہ“ ہم نوائے دیگران شدم و شمایان را پریشان کردم۔ رَحِمَہُ اللہُ دَرِضِی عَنہُ۔

کرامتُ النساء حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را آزارے شدید رسانیدہ بود لہذا از لطفہا و عنایات حضرت ایشان محروم ماند۔ چونکہ پروردہ و تربیت یافتہ حضرت جدا مجد قدس سرہ بودہ از نسبت شریفہ معری نہ بود، در اوائل شعبان ۱۳۴۹ھ این عاجز ہمراہ حضرت برادرِ کلان نزد کرامتُ النساء در کراچی رفتہ بود۔ بہ دورانِ کلام حضرت برادرِ کلان حدیثے مبارک خواندند۔ کرامتُ النساء حظہا برداشتند۔ بعد از دو سال بہ وقت صبح صادق روز پنجشنبہ دہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۶۱ء) بہ عمر نود و ہفت سال در کراچی رحلت نمود۔ غَفَرَ اللہُ لہا و رَحِمَہا و رِضِی عَنہا۔

وفات حضرت والد و دو خطوط | بہ روز یکشنبہ دوم محرم ۱۳۹۸ھ حضرت پدر بزرگوار ایشان قدس سرہ سفر آخرت اختیار فرمودند۔ کما تقدم البیان

فی احوالہ المبارکۃ۔ حضرت ایشان مکتوبے بہ حضرت العم حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ نوشتہ اند۔ صرف حصہ اولش محفوظ ماندہ و آن حصہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ بہ خدمت شریف جناب عمومی صاحب، مخدوم مکرم قبلہ اعظم
دل بہ چاہ ذقن افتاد حریفان مددے یوسفم گم شدہ ارواح عزیزان مددے
بلے چو فضل الہی طبیب من گردد۔

و مکتوبے بر سیادت و معارف دستگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی کہ از اجل خلفائے جدید
ایشان بودند قدس اللہ اَسْرَارُہُمَا۔ نوشتہ اند۔ اصل خط نزد فضائل و سیادت پناہ سید ابوالحسن ندوی
موجود است۔ ایشان نقل آن گرامی نامہ بہ عاجز دادہ اند کہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى۔ از ابوالنخیر
عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف دستگاہی مولانا سید عبدالسلام جَعَلَهُ اللَّهُ
لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا وَكَثُرَ أَمَثَالُهُ وَبَارَكَ فِي عُلُومِهِ وَمَعَارِفِهِ وَعُمَرِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہُ
وَبَعْدَ، فَلِلَّهِ سُبْحَانَهُ الْمِنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَنْعَمَ وَ عَلَى مَا أَبْلَى۔ ہر چند این مصیبت عظمی
فوت چنین مربی و مرشد و شفیع و عاشق و معلم مرہمے و داروئے نہ دارد۔ می دانم کہ تالپ گور این داغ
مونس من است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را
بہ تصور صورت مبارکہ خورسندی دارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مَلِكًا وَ عِبُودِيَّةً وَاَنَا اِلَيْهِ رَاْجِعُونَ۔ بعد چند
اِنْ شَاءَ اللّٰہ در ان عالم قد مبوسی حاصل خواہد شد رَحِمَہُ اللّٰہُ سُبْحَانَهُ وَاَكْرَمُ نَزْلٍ فِي مَقْعَدِ صَدَقٍ
عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ وَ رَضِيَ عَنْهُ دَارُصَاہُ وَاَفَاصُ عَلَيْنَا مِنْ فُيُوضَاتِهِ وَ بَرَكَاتِهِ۔ عنایت نامہ
رسید، شرفہا بخشد جزا کما اللّٰہُ خَيْرًا۔ در عین حیات قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب
گرامی رسیدہ بود، لیکن بہ سبب اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد، بعد وصول
مکتوب سامی حضرت ایشان رحمۃ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ما گفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی
بہ خانہ ما ہم بیائی۔ لیکن میان معصوم مارانہ گزاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند۔ انتہی کلاماً
الشریف عقد نکاح فقیر بادختر جناب مولانا محمد معصوم در منتصف ماہ گزشتہ جمادی الاولی، شد و
وداع در آخرین ماہ قصبہ دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند
ز پریشانی، باقی احوال مستوجب حمد الہی است، ختمہا صبح و شام خواندہ می شود، و قصد جریمین ہنوز بیج
مہوم نیست، ہر چہ مرضی مولانا از ہمہ اولی۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعید از
محبت نیست۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْنَا وَ عَلَى جَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
وَمَجْدُكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَالتَّوْبُ إِلَيْكَ۔

حدر فی ۱۲ جمادی الآخرۃ یوم الاربوع (الاربعاء) سنہ ۱۲۹۸ھ از رام پور متصل قلعہ
ازین مکتوب گرامی تائید بیان حضرت عمہ محترمہ شد کہ در بیان آثار سعادت گزشتہ کہ والد بزرگوار ایشان
عاشق ایشان بودند چہ حضرت ایشان صراحت تحریر می فرمایند: فوت چنین مرتبی و مرشد شفیق و عاشق! الخ
و ازین مکتوب گرامی معلوم شد کہ عقد زواج اول در وسط ماہ جمادی الاول
۱۲۹۸ھ با محترمہ عارفہ بنت حضرت شاہ محمد معصوم و حضرت امۃ الجمیل

عقد زواج اول

و بعد از چہل روز در او اخر ماہ جمادی الآخرہ وداع شد۔ در ہندوستان بعض اوقات این صورت
پیدامی شود کہ نکاح می کنند لیکن دختر را بعد از مدتی بہ خانہ زوج می فرستند۔ و ازین مکتوب ظاہری شود
کہ ازین عقد نکاح حضرت سیدی الوالد قدس سرہ چندان مطمئن نہ بودند۔ لہذا بہ حضرت سید نوشتہ اند
دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کنند نہ پریشانی۔“

از بطن محترمہ عارفہ پروردگار حضرت ایشان را در ظرف چہار سال سہ بنات، عابدہ، صابرہ،
کاملہ عنایت فرمود۔ اگرچہ ہر سہ در ایام رضاعت رحلت کردند۔ مع ہذا در طبائع زوجین توافق نہ بود
لہذا بعد از چند سال جدائی واقع شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى قَدْرًا۔

از روزی کہ حضرت ایشان متوجہ بہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ
شدند از جمیع مشاغل اعراض نمودہ مصروف کار شدند۔ اندران

قیام در دہلی و سرہند

ایام حضرت ایشان بر ورقے نوشتہ اند۔ می فرمودند ہر کراہیضہ قابلیت بہ صحبتہائے مختلف فاسد
شد، تدبیر کار او دشوار است، جز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریت احمر است بہ اصلاح نہ می آید۔

جز صحبت عاشقان مستان میستند در دل ہوس قوم فرومایہ مبند
ہر طائفہ ات بہ جانب خویش کشد چغدرت سوئے ویرانہ و طوطی سوئے قند

می فرمودند۔ دور افتادگیہائے خلق از ان است کہ خود را دور می اندازند و بہ اختیار بار بر خود زیادت
می گردانند و گرنہ قصور در فیض الہی نیست، می فرمودند، عادت انس می شود و انس طبیعت، سالک
ترک نوافل عبادت گاہ گاہے از برائے ترک استیناس روا است۔ می فرمودند شیخ ابوسعید
ابوالخیر قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ اِغْبَابُ الزَّيَارَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ مِنْ دَوَائِمِهَا بِلَا
حُضُورٍ۔ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا بوہریرہ راضی اللہ عنہ فرمودند۔ زُرْ غَيْبًا
تَزِدُّ حُبًّا۔ وے از پس ستونے در گشت و گفت۔ یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم، اگرچہ
اظہار کمال محبت خود کرد، اما اگر متابعت امر کردے بہتر بودے۔“

سبحان اللہ چہ معارف بیان فرمودہ اند۔ کسے کہ در صد تحصیلِ این گونه معارف باشد و پیرا
به خوش و قتیہ ہائے دوستان و صحبت ہائے بے فکران چہ ارتباط خواهد بود۔ در رامپور اجتماع صاحبزادگان
زندہ دل و خوش طبع بود۔ حضرت ایشان متلاشی سوختہ دلان و جگر ریشان نہ دند کہ۔ لَوَاقِسَمَ عَلٰی
اللہِ لَا بَرَّکَ۔ مصداقِ حالِ ایشان بُود۔ و طلبہ گار کنجے بودند کہ بہ ذکر و فکرِ خود مشغول گردند۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ وزہائے ہوئے

لہذا از برائے دریافتِ این گونه احوال حضرت ایشان بہ خانقاہ ارشاد پناہ دہلی تشریف می آوردند
و از اوقاتِ خود بیشتر ادرین جادو ذکر و فکر بہ سر می بردند، در مکتوباتِ شریفہ حضرت ایشان مکتوبے است
بہ نام سیادت و معارف پناہ سید عبداللہ زوادی خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ ائسرارہمما
کہ تعلق بہ آوردنِ شیخ احمد بہار الدین دارد۔ ازین مکتوب گرامی کیفیات و احوال حضرت ایشان ظاہری شود
حضرت ایشان درین مکتوب یک شعر نوشتہ اند کہ نزد عاجز خلاصہ تمام مکتوب است، کہ
دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن کہ ساک را زیان دارد مقالاتِ خرد مندی

حضرت ایشان در ظرف چہار سال (تاجمادی الاولیٰ ۱۲۳۵) دوبار بہ سر ہند شریف رفتند و
آنجا تقریباً چہل روز یک بار و یک ماہ بار دگر قیام فرمودند۔ از فیوضاتِ حضراتِ اجدادِ کرام لطفہا
برداشتند و جامعے را بہ فیوضاتِ الہیہ سرشاد کردند۔ از اوراقِ قدیمہ نامہائے بعض افراد معلوم شدہ تذکاراً
نوشتہ می شود۔ شیخ عبدالرحمن عرف غلام بھیک مخدومی، شیخ محمد معصوم مخدومی، حاجی عبداللہ،
پیر جی حسین شاہ عرف سوندھے شاہ منتظم آستانہ عالیہ حضرت مجدد قدس سرہ و متولی آن بقعہ مبارکہ،
عبدالشکور خاں، قادر بخش کشمیری، اللہ بخش، احمد بخش، نبی بخش، خدا بخش، مولانا بخش، پیرا بخش،
حکیم عبدالسبحان، شیرخان، اعظم خان، محمد حسین خان، حافظ غلام رسول ویران، حافظ محمد وزیر خان و وزیر
شاگرد ویران، قدرت اللہ، فیض اللہ، برکت اللہ حاجی محمد سرہندی، محمد اصحاب الدین چاٹگامی و غیرہم
اصحابِ لدین مدتے در خدمت حضرت ایشان ماند و کسب سلوک کردہ بہ خلافت و اجازت ممتاز
گشتہ بہ وطن مراجعت کرد و خلقے را وابستہ سلسلہ عالیہ فرمود۔ در اولادِ معنوی ان شار اللہ بیان ایشان
فی الخاتمہ خواهد آمد، و حافظ غلام رسول ویران شاگرد خاقانی ہند استاد ذوق بودہ، چون داخل سلسلہ
عالیہ شد، سلسلہ پیرانِ طریقت را بہ فارسی نظم کردہ، تعدادِ ابیات یک صد و ہشتاد و چہار است،
شش ابیات کہ در ابتداءئے ”ذکرِ خیر“ نوشتہ شدہ از کلام ایشان است، ابتداءئے نظم بہ این
دو شعر کردہ۔

الہی بہ حقِ رسولِ کریم کہ پابوس او گشت عرشِ عظیم
 محمد کہ محمود دارد مقام محمد کہ هست انبیاء امام
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ حافظ غلام رسول ویران در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
 آرمیدہ است۔ قبل از وفات خود تاریخ وفات خود از۔ ”خاکِ سدہ خواجہ“ استخراج کردہ کہ ۱۳۰۵ھ می باشد۔
 حافظ محمد وزیر خان وزیر بہ خدمت حضرت سیدی الوالد قدس سرہ عریضہ بہ مکہ مکرمہ نوشتہ۔ و این کیفیت را
 بیان کردہ۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَى اسْتَادِهِ۔

ملاقات با سائین توکل شاہ

ملاقات حضرت ایشان با سائین توکل شاہ انبالوی شد۔
 احوال سائین صاحب را دیدہ حضرت ایشان بسیار
 خوش شدند و فرمودند۔ سائین صاحب، این دولت از کجا فراہم کردہ ئی، سائین صاحب دست لیستہ
 و اشک ریزان عرض کردند حضور، ہرچہ هست از خانہ شما است، سائین توکل شاہ خلیفہ ملا محمد جالندر
 و ایشان خلیفہ ملا محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ امرار ہم بودہ اند، چند
 سال می شود کہ مولوی احمد سعید فرزند عصمت اللہ سرحدی بہ عاجز گفتم کہ ملاقات حضرت ایشان با سائین
 صاحب در انبالہ شدہ بود۔ عاجز گوید کہ غالباً ملاقات اول در سرہند شریف بودہ۔ و در سرہند شریف چند
 نفر از انبالہ داخل سلسلہ مبارک شدند۔ و این جماعت در ۱۳۰۵ھ حضرت ایشان را برائے چند یوم بہ انبالہ
 برد۔ مولوی سراج الدین در محلہ مفتی والا، علاقہ سہ راہ بہرام خان، دہلی۔ قیام داشتند، ایشان بہ سائین صاحب
 کہ پیرو مشد ایشان بود مکتوبے نوشت و از قصد حضرت ایشان بہ انبالہ تحریر کرد۔ سائین صاحب بہ مولوی
 سراج الدین بہ اُردو مامعناہ نوشتند۔ ”اے ملا توچہ تعریف آفتاب می کنی حضرت ایشان بہ مثل آفتاب اند۔“
 مولوی سراج الدین رحمہ اللہ این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ داشتہ بودند و بہ دوستان خود نشان می دادند،
 از جواب سائین صاحب ظاہر می شود کہ ملاقات سائین توکل شاہ قبل از تحریر مولوی سراج الدین شدہ بود۔

معاودت بہ حرین شریفین

حضرت ایشان تا اواخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ بہ رامپور رسیدہ
 بودند، تقریباً پنج سال در رامپور و دہلی قیام فرمودند۔ درین
 دوران خط و کتابت حضرت ایشان با ملا محمد عثمان دامانی خلیفہ و جانشین جناب حاجی دوست محمد قندھاری
 در امر خانقاہ ارشاد پناہ دہلی شدہ، چونکہ حیات ازدواجی حضرت ایشان خوشگوار نہ بود و بعد از ولادت
 دختر ثالثہ کاملہ محترمہ عارفہ در خانہ ابون قیام داشت، حضرت ایشان قدس سرہ با کرامت النساء کہ در احوال
 معلقہ بودہ قصد حرین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً فرمودند، غالباً رفیق سفر

ایشان علی افندی بود۔ بہ او خرمہ جمادی الآخرہ حضرت ایشان بہ بمبئی روانہ شدند۔ نوبت اول ورود حضرت ایشان بہ بمبئی بود۔ نہ با کسے تعارف داشتند نہ از معرفتین کسے رفیق ایشان، البتہ آثار۔ سیماہم۔ فی وجوہہم من آثار السجود۔ و مصداق۔ ہم الذین اذاروا ذکر اللہ از سیماے مبارک ظاہر بود۔ بر شمع فروزاں پروانہا از خود می ریزند و بوی گلہاد ماغ را از خود معطر می کنند۔ فبا بالکم ایما الاخوان بنور اللہ و آثار رحمۃ۔ لہذا جماعتی از پاک دلاں بردست حق پرست در سلسلہ عالیہ داخل شد و ازین سعادت مندان حاجی محمد ایوب و محمد اسماعیل اند، این ہر دو افراد بہ ۲۵ ماہ رجب ۱۳۰۲ھ مکتوبے بہ خدمت ایشان ارسال داشتہ اند، درین خط نوشتہ اند: "بعد از انفصال صحبت صوری دل بسیار مغموم و متفکر شد، گویا آدم از ملائک الامر و ضالۃ المومن مجور شدہ باشد۔ بعد عصر ارادہ کردیم کہ یک بار از مطالعہ آفتاب عالم تاب روئے انور و چہرہ منور کہ نقوش ماسوا از دیدنش سوختہ شوند و جمال محبوب حقیقی بہ وساطت او دیدہ شود مشرف شویم لکن الگبوٹ روانہ شدہ بود بہ جز حسرت و غم بر غم، ہیچ حاصل نہ شد۔

فراقے کافتد از دوران دوری بہ از وصل بدین تلخی و شوری

این خط در بارہ امرے ضروری بعد از روانگی جہاز بہ روز سوم نوشتہ شدہ است۔ لہذا حضرت ایشان قدس سرہ از بمبئی بہ جدہ بہ بیست و دوم رجب ۱۳۰۲ھ روانہ شدہ اند۔

نکاح دوم | در مکہ مکرمہ جناب امجد حسین "شال والا" صدیقی نسباً شاہجہانپوری و طنائہا جرمک و برادر خورد ایشان از مخلصین حضرت جد امجد و حضرت سیدی الوالد قدس اللہ اسرار ہم قیام داشتند، چونکہ تجارت شال می کردند مشہور بہ شال والا (صاحب شال) شدند، برادر خورد چون برائے زیارت نزد حضرتین جلیلین می آمد، استیذان بہ این شعری خواست۔

بر در آمد بندہ بگرنجتہ آبروئے خود ز عصیان رنجتہ

جناب امجد حسین را دخترے بود کہ ہاجرہ نام داشت حضرت سیدی الوالد طلبگار آن عقیقہ ظاہر شدند۔ حضرات البون کریمین این رشتہ را بہ خوشی منظور فرمودند چنانچہ در آواخردی الفتحہ یا اوائل ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ عقد نکاح شد۔

شوق زیارت | حضرت ایشان اندرین ایام مکتوبے بہ ملا عبدالحکیم کولابی نوشتہ اند کہ در مدینہ منورہ قیام داشتند۔ دران مکتوب تحریر فرمودہ اند: "عرض غلامی ازین اسیر ہواد ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند۔ و نوشتہ اند: لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ چشم رحمت بکشاسوئے من

انذار نظر سلام عليك وعلى ضجيعيك ابي بكر وعمر وعلى خادمتك سعيد وعمر رحمهم الله سبحانه
إليك رسول الله حثت مطيئتي فقد كنت مشتاقا إليك اشتياقيا
وما كنت قبل اليوم أحسب أنني الأتيك لكن كان لي أن ألتيا

مراجعت بہ ہند

حضرت ایشان حج ۱۲۰۵ھ کردند و کتابہا را نزد مولانا عبدالحق الہ آبادی شیخ دلائل حرم مکی و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ و سامان نزد مخلص خوقندی امانت نہادہ در اوائل ۱۲۰۶ھ یعنی در اوخر ستمبر ۱۸۸۹ء عن طریق البحر مع الہیہ محترمہ و یک دختر و سال کہ احمدی نام داشت و کرامت النساء، از جدہ بہ بمبئی روانہ شدند یک مخلص بخاری رفیق سفر بود۔ تقریباً دو ماہ در بمبئی قیام فرمودند۔ و جماعتی از آن دیار داخل سلسلہ مبارکہ گشت از آن جملہ حاجی عبداللہ عمر و طیب و ایوب کھتری را عاجز دیدہ است۔ باوجودی کہ در امور دنیویہ مصروف بودند از نسبت شریفہ بے بہرہ نہ بودند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَ رَحِمَ جَمِیْعُ اِخْوَانِهِمْ وَ رَاضِی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

خانقاہ ارشاد پناہ

حضرت ایشان قدس سرہ در اوائل ماہ ربیع الآخر ۱۲۰۶ھ از بمبئی بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدند۔ حضرت ایشان را علم بود کہ جد امجد ایشان خانقاہ شریف را حوالہ جناب حاجی دوست محمد رحمہ اللہ و قدس سرہ کردہ اند، چنانچہ حضرت شاہ محمد ظہر قدس سرہ در مناقب احمدیہ، صفحہ ۲۴۱ نوشتہ اند: و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبیدہ خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہت خدمت واردین و جارب کشی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند۔ رَزَقَهُ اللّٰهُ الْاِسْتِقَامَةَ۔

مولوی رحیم بخش

عاجز گوید مولوی رحیم بخش عجب مرد ولی و فرستہ خصلت بودند۔ نہ سال خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و در حیات پیرو مرشد خود در ۱۲۸۳ھ رحلت فرمودند۔ مزار مبارک ایشان بیرون محجر مبارک بہ جہت شرق متصل مزار پرنوار حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ است، شانزدہ سال می شود کہ عاجز فرشی حوالی محجر شریف را درست می کرد۔ بہ جہت شمال متصل بہ قبر مولوی رحیم بخش یک قطعہ کلاں از سنگ خارا فرش شدہ بود۔ بہ روز شنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۸ھ (۸ نومبر ۱۹۵۸ء) مزدوران آل سنگ را از آنجا کشیدند۔ در اثنائے کشیدن این سنگ یک سنگ خورد جائے خود را گزاشت و در قبر مولوی صاحب بہ اندازہ بیضہ مرغ سوراخے پیدا شد۔ ازان سوراخ نفحات بوئے خوش بہ چہار اطراف منتشر شد۔ عاجز بہ جہت غرب محجر شریف استادہ بود۔ بہ فاصلہ نہ دہ گز، چون بوئے خوش شمید بہ جہت مزدوران رفت و از حقیقت امر آگاہ شد، بہ معمار گفت کہ قدرے از گل بردہ ان سوراخ بنہد۔ در مزدوران بعض افراد غیر مسلم بودند و از اظہار این کرامت متحیر ماندند۔ بلکہ یکے از ایشان بعد چند سال روزے بہ عاجز گفت کہ آن بوئے

خوش از یاد من می رود۔ صَدَقَ اللهُ الْعَظِيمُ۔ وَإِنْ يَرَوْا كَلَّآيَةً لَا يُؤْمِنُوا بِهَا۔ کسے سال وصال مولوی رحیم بخش از۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ برآوردہ است کہ ۲۸۳ھ می باشد وَهُوَ جَدِّ بِهَذَا التَّارِيخِ، رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ سَمِعْتُ سِرَّةً۔

شاه ولی النبی | بعد از وفات مولوی صاحب جناب حاجی صاحب بہ مدینہ طیبہ خط نوشتند و از حضرات کرام مشورہ طلب کردند و بمشورہ ایشان شاہ ولی النبی مجددی رامپوری را برائے حفاظت خانقاہ شریف مقرر کردند، و تا وقتیکہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ در ۱۲۰۶ھ بہ خانقاہ شریف رسیدہ اند قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ کہ مدت بست و سہ سال می باشد۔

ملا محمد عثمان دامانی | وفات جناب حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ بہ دوشنبہ ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ بودہ۔ ایشان را سہ خانقاہ بودہ، یکے در افغانستان، دوم در موسی زئی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان و سوم خانقاہ شریف دہلی۔ جناب ایشان قبل از وفات خود ملا محمد عثمان دامانی را جانشین خود منتخب کردند۔ چنانچہ تحریر فرمودند: ”مولوی محمد عثمان صاحب را سلمہ بہ خلیفہ و مسند نشین خود متولی خانقاہات و کتب و اسباب متعلقہ لنگر ساختم و بر اتّباع خود اتّباع او شان مقرر نمودہ ام۔“ ملا صاحب سی سال بر مسند ارشاد فائز ماند و بہ سہ شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ رحلت فرمودند۔ قَدْ سَمِعْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی سِرَّةً۔

آمد ملا عثمان | حضرت ایشان قدس سرہ را معلوم بود کہ تولیت و اختیار خانقاہ شریف بہ دست ملا محمد عثمان است لہذا حضرت ایشان پیش از سفر حجاز بہ ملا صاحب خطوط نوشتہ اند: ملا صاحب در آن روز ہا مریض بودند۔ در مکتوبے نوشتہ اند: ”از نا فرجامی بخت خویش در موانع آفاقہ و النفسیہ در عہدہ تعویق و عقدہ سلب توفیق افتاد تا این کہ روز گزشتہ از غلبہ امراض و ضعف بُنّیہ بہ جہت حضور جماعت عامہ در مسجد خاص خانقاہ باختصاص توفیق حضور نیافت۔ ادر اک فیض حضور برکات ظہور ہموارہ غایتہ المامول و نہایت المسئول است و ہمیشہ با عجز و نیاز از درگاہ حضرت قاضی الحاجات کار فرمائے کار ساز خواہان، مگر بہ برکت دعوات اجابت التزام و توجہات خاطر مکرمت ارتسام بہ حصول مقصود و نیل مطلوب معہود خویش فائز و بہرہ مند گرد۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔ حضرت من۔ از توالی امراض قدیمیہ و جدیدہ از توفیقات ظاہرہ و باطنہ محروم است اگر بہ دعائے شفائے عاجل و سلامت خانمہ یاد و شاد فرمایند از بندہ پروری و عنایت گستری بعید نیست۔ شاہان چہ عجیب گرینوازندگدارا۔ الخ۔ و چون از حجاز مقدس بہ نیت اقامت در خانقاہ ارشاد پناہ برگشتند مکتوبے

بہ ملا صاحب ارسال فرمودند و دران مکتوب این شعر نوشتہ اند۔

ساقیا عشرت امروزہ بہ فردا مفلک یازد یوان قضا خط امانی بہ من آر

ملا صاحب در ماہ رجب ۱۲۶۳ھ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ کسانے کہ دران وقت حاضر بودند بیان این واقعہ می کردند۔ عاجز بیان حاجی محمد اسماعیل جوہری را قلم بند کردہ بود کہ نزد خانقاہ شریف دہلی سکونت داشتند و از مخلصینِ قدماہ حضرت ایشان بودند۔ گفتہ اند۔

ملا صاحب در "پلیس" سوار بودند، یعنی بر تخت روان کہ بر اکثافِ رجال می باشد نشسته بودند۔ و در معیت ایشان بہ اندازہ ہفتاد نفر بودند، بیشتر از ایشان روسائے ضلع بلند شہر ضلع علی گڑھ بودند۔ چون پلیس بہ دروازہ خانقاہ شریف رسید۔ ملا صاحب از پلیس برآمدند۔ سفید ریش، وضاح الجبین، نجیب البنیہ بودند، جناب حضرت صاحب در دروازہ استادہ بودند۔ چون نظر ملا صاحب بر جمال باکمال حضرت صاحب افتاد بے اختیار دستہائے ایشان بہ سوتے قدمہائے حضرت صاحب دراز شد۔ جناب حضرت صاحب ملا صاحب را ہر دو باز گرفتہ در برگرفتند و باز دست راست خود را بہ سوتے محجر شریف بلند کردہ فرمودند، ملا صاحب ببنیید حضرات کرام چہ می فرمایند و باز ملا صاحب را با خود گرفتہ بہ محجر شریف رفتند۔

حق بہ حق دار رسید | چون از محجر شریف برآمدند ملا صاحب بہ حاضرین گفتند کہ این خانقاہ شریف راجد بزرگوار حضرت صاحبزادہ بہ خلیفہ اجل خود حضرت حاجی دوست محمد قندھاری را در ۱۲۶۲ھ دادہ بودند و حضرت حاجی صاحب بہ این فقیر دادہ اند۔ امروز این خانقاہ شریف را فقیر بہ صاحبزادہ صاحب می دہد، و باز ملا صاحب بہ حاضرین گفتند باید کہ شما بہ خدمت حضرت صاحبزادہ رسیدہ باشید۔

مراجعت شاہ ولی النبی و رؤشاہرہ | چون ملا صاحب خانقاہ شریف را بہ حضرت متصرف شدند شاہ ولی النبی بہ ریاست رامپور مراجعت نمودند، نواب کلب علی خان والی رامپور برائے مصارف خانقاہ شریف ماہانہ سی روپیہ ارسال می کردند، حضرت ایشان آن را قبول نہ کردند گویا بہ زبان حال شعر حضرت والد خود می خواندند۔

اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز کار درویش بر خدا باشد

آثار خلافت خاصہ | در حرم محترم نبوی عند المواجهتہ الشریفیۃ علی صاحبہا ألف ألف صلوات

و تَحِيَّۃُ حضرتِ جدِ بزرگوار ایشان بشارتِ خلافتِ خاصہ دادہ بودند۔ وقتِ در رسید کہ آن بشارت کو صُورِ النَجْمِ ظہور نماید۔ و ابتدائے آن از تعمیرِ خانقاہ شریف شروع شد۔

از روزے کہ جدِ بزرگوار حضرت ایشان قدم از خانقاہ شریف بیرون نہادہ بودند کہسے بہ درستی و اصلاحِ عمارات نہ پرداختہ بود۔ و قتی کہ حضرت ایشان تشریف آوردند نیم حصہ از بام مسجد شریف افتیدہ بود و آن نیم دیگر کہ باقی بود پُر خطر بود و در حجر ہائے خانقاہ شریف مردم فُتاق آباد بودند۔ شاہ ولی اللہی کہ اسم ہا سنی بود بہ لین طبیعت مشہور بودند، لہذا نا اہلان جرأت پیدا کردہ بودند۔ روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ از مسجد شریف بہ خانہ می رتم۔ چون از نزد حجرہ گزشتم آواز زنے بہ گوشم رسید چون دروازہ را داکردم دیدم کہ زنِ فاحشہ نشستہ است۔ من حجر ہائے خانقاہ شریف را از فاسقان پاک کردم۔ بعد از تطہیر خانقاہ شریف بہ تعمیر مسجد شریف مصروف شدند۔ ابتدائے کارِ تعمیر از چہارم جمادی الاولیٰ ۱۰۳۷ھ شدہ و بہ پنجم محرم ۱۰۳۸ھ از تعمیر مسجد شریف و دیوار خانقاہ و حجر ہائے مسجد شریف فارغ شدند۔ تاریخِ تعمیر مسجد شریف چنین فرمودہ اند۔

تعالی اللہ! عجب مسجد بنا شد کہ شد اسلام را زو رونقِ تام

رقم زرخیر تاریخِ بنا نش عبادتِ خانہ پاکیزہ اسلام (۱۳۱۰)

اسلام الدین معمار در تعمیر مسجد شریف کار کردہ بود۔ می گفت حضرت ایشان از خانہ برآمدہ در صحن می نشستند و بہ ذکر و فکر خود مصروف می گشتند و در آن و معماران در کار خود مصروف می بودند۔ گرد و غبار بر حضرت ایشان می آمد۔ از مخلصین کہسے عرض می کرد۔ حضرت۔ این جا گرد می آید۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ تعمیر خانہ خدای شود۔ از گرد آن دلِ من خوش می شود۔ معماران و سنگتراشان خشت و سنگ را می تراشند۔ آوازے کہ از تراشیدنِ خشت و سنگ پیدای شود۔ تسبیح پروردگار تعالی شنودہ می شود۔ عاجز گوید کہ در فصل دوم رُشحاتِ نوشتہ "منتبایانِ خواجہ عبدالخالق رُوح اللہ تعالی رُوحہ کہ در بازار ہا می روند ہمہ آواز ہا در گوش ایشان ذکر می آید و غیر ذکر، هیچ چیز نہ می شنوند و در مبادیِ حال ذکر چنان غالب شدہ بود کہ از ہر باد و از ہر آوازے کہ بہ گوش می آمد ذکر شنودہ می شد۔" حضرت ایشان قدس سرہ بر طریق و روشِ حضراتِ خواجہا قدس اللہ اسرار ہم بودند و اسرار۔ تَسْبِيْحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَئِنْ لَا تَعْلَمُونَ تَسْبِيْحَهُمْ۔ برایشان مکشوف شدہ بود چنانچہ از تسبیح ہر آواز حظ ہا بر میداشتند۔ ذلک فضلُ اللہ یؤتیہ مَن یشاء۔

صحنِ مسجد شریف چہار صنف داشت و در باقی حصہ حوض بود حضرت ایشان حوض را پر کردہ

صحن مسجد را وسیع کردند و محجر شریف و مزاراتِ مبارکہ را نو تعمیر کردند و تسبیح خانہ را نہایت عالی شان ساختند۔ چون کہ این مبارک مکان مسکنِ حضرت شاہ غلام علی و فیما بعد جائے حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و مولوی رحیم بخش و شاہ ولی النبی بودہ و این بزرگواران درین مکان حلقہ و توجہ می کردند لہذا حضرت کرام این مبارک مکان را تسبیح خانہ می گفتند۔ حضرت ایشان احترامِ تسبیح خانہ می کردند گاہے کفش پوشیدہ دران مکان نہ رفتہ اند۔ دامنہ ہنہ پامی رفتند و در حیاتِ مبارکہ ایشان کسے را بارانہ بود کہ کفش پوشیدہ دران مکان داخل شود۔ وَمَا أَحْسَنَ مَنْ قَالَ۔

بر زمینے کہ نشانے کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحبِ نظران خواہد بود
و محجر شریف را بہ طرز جمیل بسیار خوب ساختند دیوار و جالیہا از سنگِ باسی است و فرش
و تعویذات از سنگِ مرمر۔ در ۱۳۳۳ھ از محجر مبارک و در ۱۳۳۱ھ از تعمیر تسبیح خانہ فارغ شدند، این تعمیرات
عالی شان را دیدہ این شعر بہ یاد می آید۔

چو فتر اندر لباسِ شاہی آمد بہ تدبیرِ عبید اللہی آمد

جماعت معاندین و مفسدین | حضرت ایشان قدس سرہ بہ تطہیرِ قلوب و تعمیرِ خانقاہ
مصرف بودند و معاندین و مفسدین در ایذا رسانی،
چنانچہ جماعتی از اشرار در خانقاہ شریف داخل شدہ یار محمد ولد مرزا خروئی را زد و کوب کردند۔ یار محمد بہ
عاجزی گفت۔ من تنہا بودم و ایشان بیشتر از پانزدہ نفر بودند۔ یار محمد زخمی شد و چند روز صحت فراموش
بود، یکے از مفسدین کہ حبیب بخش نام داشت در محکمہ دعویٰ دائر کرد کہ یار محمد مرادہ است۔ این
واقعہ از ۶ جنوری ۱۸۹۲ء است (۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) و بہ ۱۳ فروری ۱۸۹۲ء (۱ شعبان ۱۳۱۱ھ)
حاکم بہ براتِ یار محمد فیصلہ کرد۔ وَخَسِرُ هَذَا الْاَلْفَ الْمُنْبَطِلُونَ۔

فتویٰ الکفر | چون معاندین در وسائیس خود کامیاب نہ شدند ایشان اشاعتِ یک فتویٰ کفر
کردند کہ حضرت ایشان قدس سرہ العیاذ باللہ کافر اند، روزے حضرت ایشان
فرمودند کہ نزد من حکیم عبد المجید خان (برادرِ کلانِ حکیم محمد اجمل خان)، آمدند و افسوس گنان بہ من گفتند کہ ملا
فتویٰ کفر برائے شما دادہ اند۔ من بہ ایشان گفتم۔ حکیم صاحب شما چرا رنجیدہ خاطر می شوید۔ آیا من بہ فتویٰ
این دو پیگی ملا با کافر می شوم چون حکیم صاحب کلامِ حضرت ایشان را شنید و استقلال و استغناء ایشان
را ملاحظہ نمود در محبت و عقیدت مزید استوار شد و فی ما بعد قولِ والدِ بزرگوار خود حکیم محمود خان را نقل می کرد کہ
ما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم۔ البتہ احوالِ آن مبارکان شنیدہ ایم۔ اگر در این زمان کسے خواہش دید۔

آن احوال دارد به خانقاہ شریف برود و احوال حضرت شاہ صاحب و احوال مریدان ایشان را بسنگرد۔
رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ مَا أَحْسَنَ قَوْلُهُ۔

فتنہ قبر | چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قصد تعمیر محجر شریف کردند مریدان مولوی رحیم بخش اصرار کردند کہ قبر مولوی صاحب کہ بیرون محجر شریف است در محجر شریف داخل کردہ شود۔ حضرت ایشان

قدس سرہ فرمودند کہ مولوی صاحب خادم و محافظ خانقاہ شریف بودند۔ خادم را در صفِ مخدوم آوردن مناسب نیست۔ جواب حضرت ایشان را شنیدہ بعضی از مریدان گننام خطوط فرستادند و واجد علی خان رئیس بڈھانسی و مدار المہام ریاست جے پور را طرف داخود ساختند۔ چون حضرت ایشان را اطلاع برد سائیں ایشان شد فرمودند۔ اگر ایشان می خواہند کہ بر تربت مرشد خود تعمیر بنا کنند۔ خاک ایشان را از این جا بزنند و ہر جائے کہ خواہند دفن کنند و بر سر آن عمارت بسازند۔ لیکن در خانقاہ شریف ایشان را حق تصرف نیست۔

غم مسجد شریف | چون واجد علی خان و رفقائے ایشان در سلسلہ قبر پیرو خود ناکام شدند استفتا کردند کہ دروازہ مسجد بستن و مردمان را از مسجد منع کردن چہ حکم دارد و این استفتا

از مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی کردند مفتی صاحب از آیت وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا۔ استدلال کردہ تساعت این امر بیان کردند۔ واجد علی خان آن فتویٰ را در ڈاک خدمت حضرت ایشان ارسال کردند۔ جناب مفتی محمد مظہر اللہ رحمہ اللہ در ۲۸/۳/۱۳۸۳ھ بہ عاجز گفتند کہ من حسب معمول بہ خدمت بابرکت حضرت ایشان بعد العشاء حاضر شدم در آن وقت جناب مولانا سیف الرحمن صد مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نشستہ بودند یک کاغذ در دست مبارک حضرت ایشان بود۔ نظر حضرت ایشان بر آن کاغذ بود و فرمودند۔ "مفتی مظہر این مسجد بیت است"۔ غیر ازین حضرت ایشان یک حرف نہ گفتند و حضرت ایشان داسما مولوی مظہر می گفتند لیکن آن شب بہ مفتی مظہر یاد فرمودند چون حضرت ایشان این سخن فرمودند مرا آن استفتا بہ یاد آمد کہ چند روز قبل واجد علی خان گرفتہ بودند و یقینم شد کہ واجد علی خان جواب مرا بہ حضرت ایشان ارسال کردہ اند۔ و بعد از ارشاد ایشان من در احوال خانقاہ شریف و مسجد شریف نظر کردم و دیدم کہ مسجد شریف را خصوصی راہ نیست بلکہ راہ برائے دائرہ خانقاہ است و از خانقاہ بہ مسجد راہ می رود۔ لہذا این مسجد فی الواقع مسجد بیت است۔ کَمَا قَالَ حَضْرَتُهُ قَدْ سَمِعْتُهُ۔

گذاشتن زوجہ اولی | چون حضرت ایشان از حرمین شریفین تشریف آوردہ در خانقاہ

ارشاد پناہ مقیم شدند و ملا عثمان رحمہ اللہ از موسیٰ زئی آمدہ خانقاہ شریف حوالہ ایشان کردند۔ ایشان بہ امپور بہ حضرت ابن العم بہ حضرت بنت العم خطوط نوشتند کہ اگر دختر شما بیاید ان شاء اللہ بہ رام خواہد ماند، حضرت عمہ محترمہ بہ عاجز گفتند کہ خواہش دختر من بہ رفتن نہ بود۔ لہذا من بہ والدہ شما نوشتم کہ دختر من خواہش رفتن نہ دارد لہذا شما طلاق بدہید۔ چون این خط بہ والدہ شما رسید ایشان بہ وجہ خوب طلاق دادند۔

سکونت خانقاہ از حرمین شریفین یک مخلص بخاری را آورده بودند۔ دوسہ سال آن بخاری در خدمت حضرت ایشان بود۔ بعد از رفتن وے تقریباً سہ سال کسے نہ بود۔

حضرت ایشان بعد از حلقہ شب دروازہ خانقاہ شریف را از اندرون بند می کردند۔ صبح ساعت نہ، یک دو نفر از مخلصین دہلی می آمدند۔ و بر دروازہ دستک می زدند۔ ایشان را ہدایت کردہ شدہ بود کہ بعد از فتح باب دوسہ دقیقہ داخل خانقاہ شریف نہ شوند زیرا کہ حضرت والدہ صاحبہ دروازہ را می کشادند۔ و اندرین ایام واقعہ جدائی کرامت النساء بہ وقوع آمدہ۔ کہما تقدّم البیان۔

حضرت ایشان بہ ششم جمادی الاولی ۱۳۰۸ھ مکتوبے بہ ملا محمد عثمان رحمہ اللہ نوشتہ اند۔ در آن مکتوب است۔ حاضرین حلقہ شریفہ حاجی عیسیٰ و عبد الرسول و محمد عالم و منشی محمد رضا و مولوی سیف الرحمن و احسان علی و امداد حسین و عبد الرحمن و حافظ محمد و دیگر خادین حبیب بخش و عبد الحق و عبد الواحد و سید اکبر و شمس الدین و گل محمد تسلیات عرض دارند و طلب دعوات می نمایند۔ بر خوردار محمد سراج الدین و جملہ خادین و مخلصین خانقاہ دعا خوانند۔

و اندرین ایام منشی حسین علی، نور الہی صندوق ساز، عبد الرحمن ٹین فروش، حاجی عبد الغنی منتظم عید گاہ، حاجی محمد اسحاق سوداگر صدر بازار، حاجی فضل عمر سوداگر جفت، مرزا فرخ شاہ گورگانی و منشی کرم اللہ خان معروف بہ منشی نئے خان از حضرت ایشان بیعت شدہ اند۔

انقطاع از اہل دنیا بعد از تعمیر مسجد شریف چند سال حضرت ایشان از اہل دنیا بالکلیہ انقطاع ورزیدند حضرت ایشان بہ اسماعیل بن عبد الرحمن کہ از مخلصین

بمبئی بودہ اند۔ بہ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ مکتوبے نوشتہ اند۔ در آن خط تحریر است۔ "کتاب مستطاب رسید۔ سبحان اللہ عجیب کتاب است، سالہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرائے نگارے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشاخانے لالہ زار

اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یَصْنَفْ مِثْلَهُ گفته رو است. و در آخر نوشته اند. زیاده از یک سال است که از خانقاه شریف قدیم بیرون نهاده ام. در وازه ملاقات مردم بالکل مسدود شده است. دوسه خادم ولایتی، یک نیم هندی به مشقت تمام حاضری شوند طالب خدا نیست الا ماشاء الله، از آمدن مردم بے مزگی می شود به دعایا ددارند. و نوشته اند. اے عزیز در عالم کس نیست و چیزی نیست که مراد ذوق دهد به جز خلوت من، سلوک سالکان و جذبہ مجذوبان را درون حرم دل من باریست، خود در فهم عنایتی که بمن است قاصر م، به دیگران چه رسد، وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ - تَخَدُّیْثًا یَنْعَمُ عَلَیْهِ اللّٰهُ بِشَمَانُوشْتَم که دوست باشید و فهم کنید.

من اگر رندم و گریشخ چه کارم با کس حافظ را از خودم عارف وقت خویشم تقریباً چار سال حضرت ایشان در وازه ملاقات بسته بودند. در او آخر این دور یار محمد ولد مرزا خروٹی از سروزه رسیده بود و چند سال در خدمت حضرت ایشان ماند. وے به عاجز بیان می کرد که چند بار این واقعه پیش آمده که حضرت ایشان کتابے بمن می دادند و من آن را فروخته قیمتش می آوردم و حضرت ایشان خرچہ خانه از آن پول می کردند.

احتیاط در قبول هدایا حضرت ایشان در قبول هدایا بسیار احتیاط می کردند. از سود خور و راشی و مرتکب حرام قطعی و بد اعتقاد هدیه نمی گرفتند. و از کسانی که هدیه گرفته می شد، آن هدیه مع آن رقعہ که در آن نام مع ولدیت و بیان هدیه می بود در کنجی از خانه خصوصی حضرت ایشان نهاده می شد. اگر بر مزاج اشرف حضرت ایشان چیزی از آثار کدورت ظاہری می شد، روز دیگر آن هدیه به آن شخص واپس کرده می شد، مخلصه از افغانستان قدرے از روغن آورد. روز دوم آن روغن به آن شخص واپس کرده شد، حضرت ایشان فرمودند درین روغن بوے حرمت می آید. آن شخص متحیر ماند که شائبہ حرمت از کجا آمد. گو سفند از مال حلال خریده شده و عیال من از دست خود روغن کشیده. چون آن شخص از دہلی به خانه رسید تحقیق کرد و معلوم شد که آن گو سفند اچیانادر کشت دیگران رفته کشت می خورد، فهمید که بوے حرمت ازین جا پیدا است. مولوی برکت الله نسباً فاروقی بود و در ہانسی ضلع حصار قیام داشت از اصحاب اولین و صاحب نسبت و برکت و اجازت بود. در ۱۳۱۵ھ حسب معمول به خدمت اقدس رسید و روپیہ ہدیہ پیش کرد و یک دور و در خدمت مانده به وطن بازگشت حضرت ایشان درج ذیل خط به ایشان نوشتند (اصل خط بہ اردو است)

روزے کہ شمار خصت شدید بہ عصر آن روز دل را از شما بے لطفی حاصل شد. ما شمار اداریا نت

کر دیم معلوم شد کہ شمار فتنہ اید۔ ہدیہ شمار دکر دے می شود۔ زیر کہ حالت شما مشکوک شدہ است۔ اگر شما صاف
می بودید چرا دلم را آن روز از شما بے لطفی پیدا شدے۔ ما ہدیہ بہر شخص نہ می توانیم گرفت و نہ از ما ہر شخص
بہرہ مند می تواند شد۔ در حق شما بہتر این است کہ از بے ایمانی قلب تو بہ کنئید۔ ۲۴ رجب الحرام
شب معراج _____ در قبول ہدایا احتیاط تام اگر چہ نادام والپسین بودہ اما بعد از ماہ حب

۳۲۹۔ اھ از قبول کردن ہدیہ امثال مولوی برکت اللہ احتراز نہ می فرمودند یعنی از کسانے کہ بہ کسبِ حلال مصروف بودند و در کار طریقت از ایشان سستی واقع می شد ہدیہ می گرفتند، زیرا کہ روزے در میرٹھ درس بخاری شریف می دادند۔ چون در کتاب الوصایا بہ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدند کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت سعد فرمودہ۔ قَالَ الثَّلَاثُ وَالثَّلَاثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَ عَهْمُ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيِّدِيهِمْ۔ یعنی بدہ سیوم کہ سیوم بسیار است۔ بہ تحقیق گزاشتن تو وارثان خود را اغنیا و بے نیاز۔ بہتر است از گزاشتن آنہا فقرا و بے نوا کہ دراز کنند دست ہارا پیش مردم و طلب کنند کفاف زندگانی کہ در دست مردم است۔ اھ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ از روئے این حدیث صحیح برائے اولاد ارمال و متاع و نبویہ چیزے گزاشتن بہتر است۔ و بعد ازین واقعہ حضرت ایشان در کوئٹہ و در دہلی بعض املاک خریدند۔ والّا تا آن زمان غیر از خانہ سکونتی چیزے دیگر نہ خریدہ بودند۔

اگر قبل از ۳۲۹ هجری احتیاط از انداختن بار کرده بودند و هدیه از کسبمندان وستان در امور طریقت نه می گرفتند از بهر ارضائے رب نه می گرفتند و اگر فیما بعد قبول فرمودند از وجه ارشاد سردار دو عالم صلی الله تعالی علیه و لم قبول فرمودند عمل حضرت ایشان مصداق این حدیث شریف بوده
مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ إِلَهِيَّانَ -

نے از تو حیات جاودان می خواہم نے عیش و تنعمِ جہان می خواہم

نے کام دل و راحتِ جان می خواہم ہر چیز رضاے تست آن می خواہم

تفریح و تمشیہ | حضرت ایشان چند سال از خانقاہ شریف بیرون قدم نہ نہادند از کثرت مراقبہ و نشست در احوال صحت فتورے رونما شد حکیم عبدالمجید خان بہ حضرت

ایشان برائے تفریح و تمشیہ عرض کردند چنانچہ ازان روز تا اول روزِ علالت حضرت ایشان تفریح و تمشیہ را ترک نہ کردند و ابتدائے تفریح بہ این طور بود کہ از خانقاہ شریف برآمدہ بہ سمت جنوب تادروازہ ترکمان می رفتند و از آنجا بر بالائے فصیل بہ سمت شرق و باز بہ سمت شمال تا زینت المساجد شریف می برزند

فصیل یعنی دیوار شہر پناہ از سنگ خار بود و از بالا بہ اندازہ یک ونیم گز فمرد داشت۔ ڈاکٹر احمد اللہ خان شیرکوٹی از مخلصین صادقین بود۔ در فوج نوکری داشت۔ قیام گاہش نزد زینت المساجد بود۔ وے بہ انتظار حضرت ایشان استاده می بود۔ و حضرت ایشان تقریباً یک ساعت آن جا توقف می فرمودند و از آنجا از راہ مسجد جامع و مٹیا محل و چٹلی قبر بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ ہمراہ ایشان یک مخلص افغانی می بود کہ یک قدم پس می رفت و اکثر اوقات از ہندیہاد و نفر می بودند کہ پیش ایشان می رفتند۔ یکے حافظ منیر الدین منیر و دوم مولوی عبدالسبحان۔ بہ دورانِ تمشیہ حافظ منیر الدین بہ تلاوت کلام الہی مصروف می بود و حضرت ایشان استماع می فرمودند۔ مولوی عبدالسبحان علوم دینیہ را در دیوبند خواندہ بودند۔ در ابتدا امر قدرے در بند مآہذ اَدَلِمَاذ اگر رفتار بودند لیکن رفتہ رفتہ ازین بند شہا آزاد شدند و بہ دل و جان معتقد حضرت ایشان شدند و اگر غیر ازین دو نفر کسی می بود آن ہم بہ ادب تمام و حضور قلب پیش حضرت ایشان می رفت احیاناً حضرت ایشان تفسیر و بیان آیات شریفہ می کردند و مولوی عبدالسبحان لذتہا می برداشت۔ حافظ منیر الدین قرآن مجید را از اول تا آخر تلاوت می کرد۔ بہ ہر جائے کہ امر وزی رسید فردایش از ان بعد تلاوت می کرد۔ روزے حافظ منیر الدین آن آیات مبارکہ تلاوت کرد کہ در ان بیان قوم لوط بود۔ حضرت ایشان بہ نوع بیان و تفسیر آن آیات مبارکہ فرمودند کہ مولوی عبدالسبحان در تحیر بماند از خَشِیَّتِ پروردگار جَلَّ مَجْدُہ سَبَلِ اشک از چشمان مبارک جاری بود، و رفقا از خود بے خبر و زدیگر احوال بودند۔ مولوی عبدالسبحان از دل و جان از ان روز معترف بزرگی و طہارت نفس و تبحر علمی حضرت ایشان شدند، تا وقتے کہ مولوی عبدالسبحان و حافظ منیر الدین بہ قید حیات بودند آن بیان را یاد می کردند۔ اگر مولوی عبدالسبحان طالب آن بیان را قلم بند می کردند برائے انتفاع دیگران سببے ہتیمی شد، حیف صد حیف، آن قدر بَشکست و آن ساقی نہ ماند۔

قصہ نقاب

چونکہ حضرت ایشان در ان ایام بہ وقت تمشیہ چادے بر سر مبارک و بر روی نور بہ نوعی پیچیدند کہ حضرت ایشان را ببینند و نظر مبارک ایشان بر کسے نیفتد۔ اہالیان شہر دہلی آن زمان را بہ ایام نقاب یاد می کردند می گفتند کہ حضرت شاہ صاحب بر روی مبارک خود نقاب می انداختند حالانکہ آن نقاب نہ بود بلکہ آن را لثام می توان گفت۔ اندر ان ایام بہ یکے از مخلصین فرمودند صورت بعض اشخاص مسخ شدہ بہ نظر می آید۔ از دیدن آن کر یہ اشکال خود را نگاہ می دارم۔

ہوش در دم نظر بر قدم | حضرت ایشان داسمادر احوال ہوش در دم می بودند۔ عاجز

ہر وقت را یاد نہ دارد کہ ایشان از ہوش در دم غافل شدہ باشند و بہ وقت رفتار نظر بر قدم می داشتند۔
نواہ در خانہ می بودند یا بیرون خانہ، یاد رفتن و تمشیہ، در ہمہ جاناکسُ الراس می بودند۔ اگر در راہ شایا
دید چیزے پیش می آمد۔ کسے عرض می کرد۔ حضور التفات فرماید این چہ عجیب چیز است، بہ استماع این
قول حضرت ایشان توقف می فرمودند، و اگر در راہ عمومی می بودند مگر اگر آشتی بہ جہت چپ استاند،
و باز سر مبارک را برداشتہ آن چیز را ملاحظہ می کردند تا وقتی کہ ملاحظہ می فرمودند از جاتے خود حرکت نہ می
کردند و بالکلہ تحسین گفتہ سر مبارک را پست کردہ براہ روان می شدند۔

در راہ با کسے ملاقات نہ می کردند۔ البتہ بعض اوقات تکلم می فرمودند۔ اگر کسے در راہ ارادہ مصفا
کردن می کرد۔ خادمے کہ در پس حضرت ایشان بہ یک قدم می بود آن شخص را بازمی داشت۔ پروردگار
جل شانہ و عظم احسانہ ہمہ وقت را برائے حضرت ایشان صفا فرمودہ بود۔ در کتاب الرقاق مشکات
این حدیث قدسی موجود است۔ ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ صدراک غنی و اسد فقرک
و ان لا تفعل ملامت یدک شغلک و لکم اسد فقرک حضرت ایشان بفضل اللہ و
احسانہ ساحت سینہ مبارک خود را با کلّیہ از فکر ماسوی اللہ پاک و صاف نمودہ بودند ہر وقت
ایشان صاف و ہر آن ایشان در ذکر۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عَلِقَتْ	فَمَا لَهُمْ هَمٌّ تَسْمُو إِلَى أَحَدٍ
فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ	يَا حَسَنَ مَطْلَبِهِمْ لِلْوَلَدِ الصَّمَدِ
مَا أَنْ تَنَازَعَهُمْ دُنْيَا وَلَا شَرَفٌ	مِنَ الْمَطَاعِمِ وَاللَّذَائِثِ وَالْوَلَدِ
وَلَا لِبَاسٍ لِتَوْبٍ فَأَنْتِ أَنْتِ	وَلَا التَّزَايُدُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْعَدَدِ

و فیما بعد حضرت ایشان برائے چہار ساعت بیرون شہر و غربہ می رفتند و آنجا بہ اندازہ دو میل
می گشتند و بہ ذکر شریف مشغول می شدند یک خادم افغانی ہمراہ می بود کہ قدرے دور تر از حضرت
ایشان می نشست و خیال می داشت کہ کسے نزد حضرت ایشان نہ رود۔

مصیف کوٹہ حضرت ایشان قدس سرہ دوازده سال صیفاً و شتاء در خانقاہ شریف
قیام کردند۔ اگر باطن حضرت ایشان مثل بوئے گل معطر و لطیف بود ظاہر
ایشان نیز مثل برگ گل ملائم و پاکیزہ بود۔ در ایام تابستان از شدت حرارت تمام بدن مبارک از
دانها کہ آن را ”گرمی دانہ“ گویند پر می شد۔ و با حدت باطنی حدت ظاہری یک جاشدہ مزاج اشرف
نازکتری ساخت، حکیم عبد المجید خان عرض کردند کہ شمارا در تابستان بہ مقام خنک باید رفت۔

و چونکه مزاج شما طوب است لهذا مقام خشک مناسب تر است و حکیم صاحب تجویز کوئٹہ بلوچستان کردند کوئٹہ برائے حضرت ایشان جائے نو بود و نہ آنجا کسے از متعارفین بود. حضرت ایشان به حاجی فضل عمر سوداگر حُفّت فرمودند کہ تا کوئٹہ ہمراہ روند و آنجا مسکنے به ایجا گرفته برگردند. حضرت ایشان یک ملازم و یک ملازمہ را با خود گرفته با اہل و عیال در اوائل ماہ محرم ۱۳۱۵ھ (مئی ۱۹۰۷ء) به کوئٹہ بلوچستان تشریف بردند. حاجی فضل عمر نزد جامع مسجد قندھاریان یک بالاخانہ برائے چہا ماہ بہ کرایہ گرفتند و آنجا پاک و صاف کردہ حضرت ایشان را بہ آنجا بردند و خودشان بہ ہلی مراجعت نمودند.

نور ہدایت و مہد

حضرت ایشان با یک خدمت گار ہندی بہ کوئٹہ رسیدند. از افغانی واز بلوچی یک حرف نہ می دانستند. در بالاخانہ قیام فرمودند. پروردگار جلّ شانہ قلوب العباد را بہ ایشان مایل کرد. مشکات در باب الحب از صحیح مسلم روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ: إِنْ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاجِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ - الخ - یعنی بہ تحقیق چون اللہ تعالیٰ از بندہ خود راضی می گردد و پیرا دوست خود می سازد می خواند جبریل را و بہ وے می گوید، تحقیق من دوست می دارم فلان بندہ را پس تو او را دوست دار. پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و باز جبریل در آسمان ندا می کند و می گوید کہ اللہ تعالیٰ فلان بندہ را دوست می دارد پس اے اہل سماء شما دوست دارید او را، پس آسمانیان او را دوست می دارند پس نہادہ می شود مرآن بندہ را قبولی در زمین و در دلہائے اہل زمین محبت آں بندہ جائے می گیرد. الخ - ظہور این حدیث شریف بہ اتم وجہ در کوئٹہ بلوچستان شد. روزے چند نہ گزشتہ بود کہ صلحا و اہل علم و اصحاب بصیرت و ذوی العقول بہ خدمت اقدس حضرت ایشان حاضر شدہ حلقہ غلامی بہ گوش خود انداختند و کسانے کہ دران دیار جمال با کمال حضرت ایشان میدہ گرفتار محبت ایشان شدہ بودند نامہائے ایشان تذکار المحبتہم عاجز می نویسند.

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کاٹری از قریہ چوہی از مضافات کوئٹہ. ملا عبد الرشید آخوندزادہ برادر کلان ملا عبدالحلیم، ملا ایازا آخوند از کچلاغ، مفتی محمد جمعہ امام جامع مسجد مفتی کوئٹہ، قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، مرزا نیاز محمد خان قندھاری تاجر. مرزا محمد اسلم خان، حسن خان اندر، حاجی عبد الغنی و جلال خان از پشین و غیر ازین بعض افراد بودہ اند کہ نامہائے ایشان بہ یاد عاجز نہ ماندہ. ہر یکے از اینہا در فہم و فراست و عقل و جوانمردی از منتخبات روزگار بودہ. میر حسن صاحبزادہ پسر سید امان اللہ

مشہور بہ میان صاحب درپشتین قیام داشتند کہ بہ فاصلہ چہل میل از کوسٹہ است معروض صاحب علم و فضل بودند۔ از دست امیر عبد الرحمن از افغانستان جلاوطن شدہ بودند ایشان فرزند اصغر خود را کہ سید عبد الحلیم نام داشتند گفتند کہ آوازہ حضرت صاحب دہلوی مسموع شدہ۔ و معلوم شدہ کہ ایشان بہ کوسٹہ تشریف آورده اند۔ شہابہ کوسٹہ بروید و از احوال و کیفیات ایشان معلوم کردہ بہ ما خبر بدید۔ سید عبد الحلیم صاحبزادہ بہ این عاجز بیان کردند کہ من از پشتین بہ کوسٹہ آمدم و سہ چار روز احوال حضرت صاحب را دیدم و از بعض افراد نیز پرسیدم و بہ پشتین رفتہ بہ والد بزرگوار خود گفتم کہ حضرت صاحب دہلوی عالم جید و حافظ قرآن مجید ہستند۔ باہر کس ملاقات نہ می کنند۔ از فاسقان خود را دوری دارند۔ ہدیہ ہر کس را قبول نہ می کنند۔ نزد کس میروند و نہ با کس تعرض می کنند۔ چون بر راہ می دند نظر ایشان بر قدم می باشد۔ مجلس ایشان مجلس علمی است۔ از مریدان ایشان ہر کہ خطائے می کند زجرش می فرمایند۔ والدین چون بیان مرا شنیدند فرمودند: اے پسر بالیقین این شخص از اولیائے پروردگار است بہ خدمت ایشان رسیدن از سعادت است۔ طوبی لعمریہ لا زلم عُنْبَہ دَارِہ۔ و باز میر حسن صاحبزادہ از پشتین بہ کوسٹہ آمدند و تا ۳۳ سالہ ہر بام صیف در کوسٹہ سکونت می داشتند و بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ استفادہ می کردند۔

بہ گلستان رفتن | جلال خان حضرت ایشان را در ۱۹ سالہ بہ گلستان بردند۔ چہل روز آنجا قیام حضرت ایشان بود۔ جماعتی از پاک نہادان داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ چون سید کرم شاہ، سید بدل شاہ، سید عبد الحق، خدائے رحم کا کر، محمد یعقوب نرین وغیرہم۔

واقعہ عبد الحمید آخوندزادہ | ملا عبد الحمید صاحب علم و فضل و شخص معرود و اطراف پشتین استاد کل بودند۔ مخلصان پاک نہاد کرم شاہ، بدل شاہ، محمد یعقوب وغیرہم از توار و انوار و برکات بے اختیار شدہ نعرۃ اللہ اکبر در نماز بلند می کردند۔ درین باب کسے از آخوندزادہ صاحب استفسار کرد کہ آیا نماز این افراد درست است یا نہ۔ آخوندزادہ حسب فرمودند کہ نماز این افراد نہ می شود۔ این سخن بہ حضرت ایشان قدس سرہ رسید۔ و آن وقت آخوندزادہ صاحب نیز حاضر بودند۔ حضرت ایشان بعد از استماع این کلام دو چار دقیقہ حسب معمول خاموش ماندند و باز سر مبارک را بالا کرده بہ آخوندزادہ صاحب این الفاظ فرمودند: اے عزیز حلاوت ایمان نہ چشیدہ تی! اثر این قول بر صاحبزادہ بہ این اندازہ شد کہ در حیات خود اعادہ حکم سابق نہ کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

عاجز گوید کہ در احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن جوزی نوشتہ کہ ایشان در نماز سورہ کوسف می خواندند چوں بہ۔ اِنَّمَا اشْكُوْهُنَّی وَحَزَنِّیْ اِلَى اللّٰهِ۔ رسیدند بہ گریہ درآمدند۔ راوی می گوید۔ سَمِعْتُ لَيْثِيَّ وَآلِيَّ لَفِيْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ۔ وابن عباس می فرماید۔ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضَوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ يَلْتَمِحُ حَتَّى اُخْتَلَفَتْ اَصْلَاحُهُ، وابن عمر می فرماید، غَلَبَ عَلَى عُمَرَ رَضَوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الْبُكَاءُ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَسَمِعْتُ حَيْنِيْنُهُ مِنْ وَّرَآءِ ثَلَاثَةِ صُّفُوْفٍ۔ کجا نعرہ نخوت و تمکنت و کجا آہ خشیت و عبودیت۔ شَتَّانَ مَا بَدَيْنَهُمَا۔

مفتی کفایت اللہ | در دہلی شخصی از مفتی کفایت اللہ استفسار کرد۔ کہ یک شخص امامت می کرد مقتدیانش مصروف بکابل بودند و بعضی از آنها نعرہ اللہ می زد۔ آیا نماز این افراد شدیانہ مفتی صاحب از سائل دریافت نمودند کہ کدام شخص امامت می کرد و مقتدیانش کدام نفر بودند۔ سائل گفت۔ امامت حضرت شاہ ابوالخیر می کردند و مریدان ایشان مقتدیان بودند۔ حضرت شاہ صاحب سورۃ الشمس تلاوت می فرمودند۔ مفتی صاحب بہ سائل گفتند۔ کفایت اللہ چنان بگوید کہ نماز نہ شد۔ این کیفیت عشق و محبت است۔ مفتی صاحب چہ جواب درست دادہ اند۔ جزاہ اللہ خیر۔ عبدالحمید دہلوی در وقت این سوال و جواب موجود بود و بہ عاجز حکایت این واقعہ کردہ۔

پیر مردے | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ صاف باطن پیر مردے آمد۔ حضرت ایشان باوے بہ محبت پیش آمدند۔ بہ دوران گفتگو آن پیر مرد عرض کرد۔ حضرت بزرگوار، آن وقت ہم خواہد آمد کہ عوام الناس نیز حاضر شدہ استفادہ خواہند کرد۔ حضرت ایشان از استماع این سخن قدرے متبسم شدہ بہ حاضرین حلقہ فرمودند۔ بشنوید این پیر مرد چہ می گوید۔

نظام دکن | در دہلی بہ یکیم شوال ۱۳۲۰ھ و یکم جنوری ۱۹۰۳ء جشن تاج پوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حکومت ہند تمام نوابہا و راجاہا و امرا و زمینداران را از اطراف ہند مدعو کردہ بود۔ نظام دکن میر محبوب علی خان نیز بہ دہلی آمدہ بودند۔ واقعہ آمد نظام دکن را چند افراد بہ عاجز بیان کردہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ نیز بیان فرمودہ اند۔ عاجز اولاً بیان مخلصین می نویسد کہ تفصیل دارد و باز بیان حضرت ایشان قدس سرہ می نویسد۔ لِيَكُوْنَ اِلْخْتَامُ مِسْكًا۔

بیان مخلصین۔ در یک عربہ نظام دکن میر محبوب علی خان و فرزند ایشان میر عثمان علی خان سوار بودند۔ ہمراہ ایشان یک انگریز افسر بود (عاجز از بعض افراد شنیدہ کہ آن انگریز کمشنر بودہ) بر دروازہ

خانقاہ شریف یک افغانی نشستہ بود۔ اُردلی بہ افغانی گفت کہ نظام صاحب برائے ملاقات آمدہ اند۔ افغانی اطلاع کرد و باز نواب صاحب مع پسر و دوسہ نفر در خانقاہ شریف داخل شدند و انگریز افسر نزد دروازہ استادہ ماند۔ بعدِ قلیل نظام دکن مع فرزند و رفقا برآمدند و باز لوکران نظام در طبقہائے تقریبی دنا نیر زیرِ سرخ (گفتہ اند کہ مالیتی یک لک روپیہ بود۔ شاید از کسے شنیدہ باشند) بہ خدمتِ حضرت ایشاں بردند و عرض کردند کہ حضورِ نظام ہدیہ ارسال کردہ اند۔ حضرت ایشاں فرمودند: ”من بالنواب صاحب ملاقات کردم۔ حاجت بہ این ہدیہ نہ دارم۔ برائے ایشاں دعائی کنم۔“ چنانچہ آن طبقہار ا ملازمانِ نظام واپس بردند۔

بیانِ حضرت ایشاں۔ روزے حضرت ایشاں در دہلی بہ وقت بازگشت از تفریح و تمشیہ فرمودند ”دُرُندَانِ بَغْلِی مادر دُرد و مادر دُسط دالان بیرون مسجد شریف نشستہ بودیم (ایں دالان از جہت جنوب ہم مُدْخِل دارد) نواب صاحب مع فرزند میر عثمان علی خان آمدند۔ چوں بہ مدْخِل دالان رسیدند سہ مرتبہ بہ ہر دوست فرشی سلام کردند (بہ ہیئت رکوع شدہ ہر دو دست تا بہ قریب زمین سہ بار بیرون و بلند کردن) و نزد مدْخِل دوزانو نشستند۔ فرزند ایشاں بہ پہلوئے ایشاں نشستند۔ نواب صاحب استفسار احوال نمود ما گفتم حمدِ خدائے پاک راست کہ بہ عافیت ہستم۔ شما از احوال خود بفرمائید۔ ایشاں گفتند۔ حمد اللہ بہ عافیت ہستم۔ و بعد از چارترنج دقیقہ سہ بار فرشی سلام کردہ مرخص شدند۔ حضرت ایشاں بیان ہدیہ نہ کردند۔

امیر حبیب اللہ خان | حاکم عام تمام ہند کہ آن را انگلیسہا و ایسرائے می گفتند دعوتِ شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خان در ۱۹۰۶ء کرد۔ امیر صاحب بہ دعوت و ایسرائے آمدند۔ بہ پنج ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ (۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء) سفیر محمد اسماعیل خان را امیر صاحب بہ خدمت حضرت ایشاں فرستادند کہ آرزو مند زیارتِ حضرت ایشاں بہ محمد اسماعیل خان فرمودند۔ امیر صاحب را سلام ما برسانید و از جانب ما بگوئید۔ غرض و غایت آمدنِ ما بہ دہلی ملاقاتِ فقیر نہ بود۔ لہذا برائے کارے کہ آمدہ اید۔ آن را بہ اتمام رسانید۔ فقیر برائے شما دعائے خیر می کند۔ البتہ اگر از کابل بہ نیتِ ملاقاتِ فقیری آمدید۔ فقیر ملاقات می کرد۔ محمد اسماعیل خان بہ ہفتم ذی الحجہ باز حاضر شد و عرض کرد کہ امیر صاحب خواہش دارند کہ ہدیہ پیش کنند۔ حضرت ایشاں فرمودند۔ مرا حاجت نیست۔ ایشاں امیر مسلمانان خدمتِ اسلام بکنند۔ ہمین تحفہ من است۔

قیام در سکھر | در ایام صیف حضرت ایشاں بہ کوٹہ می رفتند و در ابتدائے خریف بہ دہلی

تشریف می آوردند۔ در ۳۲۶ھ در دہلی موسمِ خوب نہ بود۔ منشی نے خان و حکیم محمد اجمل خان بہ حضرت ایشان نوشتند کہ ہنوز قصدِ دہلی نہ فرمائید۔ و در کوئٹہ موسمِ خنک شد۔ لہذا حضرت ایشان بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی فرمودند کہ بہ کراہے در سکھر بگیند۔ چنانچہ محمد علی خان برب دریا خانہ عمدہ بہ کراہے گرفتند و حضرت ایشان بہ شنبہ ۱۲ شوال ۳۲۶ھ (۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء) از کوئٹہ روانہ شدہ بہ روز دیگر بہ سکھر رسیدند و آنجا تقریباً دو ماہ قیام فرمودند۔

بہ ۲۴ رجب ۳۲۸ھ (۱۳ اگست ۱۹۰۹ء) حضرت ایشان در کوئٹہ خانہ خریدند۔ خانہ در کوئٹہ دران روز ہا این خانہ در میان کشتہا بود۔ و حالاً در وسطِ شہر آمدہ و راہے کہ متصل بہ خانہ است بہ نام "شارع پیر ابو النحر" مشہور است۔

حضرت ایشان در ماہ رجب ۳۲۹ھ (اکتوبر ۱۹۱۱ء) از کوئٹہ بہ دہلی تشریف آوردند۔ در دہلی حکومتِ ہند مصروف بہ انتظاماتِ جشنِ تاجپوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند کہ از اطراف و اکنافِ ہندوستان اہل دنیا برائے جشن بہ دہلی می آیند و از ایشان بعض افراد برائے ملاقات نزد من می آیند۔ و ما این کیفیت را خوش نہ داریم لہذا برائے ما بہتر این است کہ چند ماہ قیام در جائے دیگر کنیم تا کہ از اہل دنیا کسے نزد ما نیاید۔

عاجز گوید کہ در ۱۹۰۳ء نظام دکن آمدہ بودند و در ۱۹۰۶ء امیر حبیب اللہ خان سفیر محمد اسماعیل را فرستادہ بودند۔ و غیر ازینہا بعض امرا و زمینداران خواہش ملاقات کردہ بودند چونکہ حضرت ایشان این صورتِ حال را خوش نہ داشتند لہذا در ۱۹۱۱ء قصد فرمودند کہ از دہلی بہ جائے دیگر بروند۔ در میرٹھ جماعتے از مخلصین کامل المحبتہ بود و خواہش داشتند کہ برائے چند وقت حضرت ایشان بہ میرٹھ تشریف برند چون از قصدِ حضرت ایشان واقف شدند، مجلس رائے خوب کہ بر شارع ویسٹنڈ در صدر واقع بود بہ ایجاسی روپیہ ماہانہ برائے حضرت ایشان گرفتند۔ بہ جہت شرق و شمال شوارع بودند و متصل بہ محل زمین فراخ بود حضرت ایشان مع اہل و عیال از دہلی بہ آنجا تشریف بردند و بہ اندازہ پنج ماہ آنجا قیام نمودند۔ در علاقہ "لال گرتی" از صدر، شیخ وحید الدین بشیر الدین قیام

داشتند ایشان فرزندان شیخ عبدالکریم بودند کہ از مخلصین کامل الارادہ محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی بود۔ ایں ہر دو برادر اگرچہ از حضرت سیدی الوالد بیعت نہ بودند لیکن در محبت و عقیدت از مرید بیشتر بودند چون حضرت ایشان بہ میرٹھ رسیدند، ہر دو بہ خدمتِ اقدس رسیدہ عرض کردند کہ تا وقتے کہ قیام حضرت شہاد میرٹھ باشد برائے تفریح در عربہ مایان تشریف بہرند۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول

فرمودند و برائے تفریح در عریۃ ایشان بہ باغ معظم علی شاہ تشریف می بردند و در عودت در جائے ہر دو برادر قدرے توقف می فرمودند و نماز عشا آن جا خواندہ بہ اقامت گاہ خود تشریف می آوردند۔ در صدر جماعتی از مخلصین بود کہ برائے اشتراک نماز بانیا از آن جامی رسیدند و لطفہامی برداشتند۔

شیعان علی در میرٹھ جماعت شیعان علی از ایران رسید و در جائے کہ نزدیکام گاہ حضرت ایشان بود فرود آمدند اتفاقاً کیسہ دنانیر را گم کردند۔ ہر چند تلاش کردند سودے نہ داد بالآخر نیت کردند کہ اگر کیسہ بہ دست مایان رسد قدرے بہ حضرت ایشان نذر کنیم۔ روز دوم کیسہ یافتند و ایفاء للنذر قدرے از دنانیر بہ خدمت ایشان آوردند۔ حضرت ایشان را در قبول کردن ہدیہ تامل شد، چون آن جماعت بیان کرد کہ مایان از حضرات صحابہ کسے را دشنام نہ می دہیم البتہ بہ افضلیت حضرت علی قائل ہستیم۔ حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول کردند، یکے از مجتہدین ایران در دہلی بہ خدمت ایشان رسیدہ بود۔ چند روز اقامت کرد و خواہش کرد کہ در سلسلہ عالیہ داخل شود۔ عرض کرد کہ من از صحابہ کرام کسے را بد نہ خواہم گفت برائے طہارت باطن در سلسلہ شریفہ داخل می شوم۔ چونکہ دے در قول خود استوار بود حضرت ایشان ویرا داخل سلسلہ شریفہ کردند۔

دستہ فوج پنجاب بہا در میرٹھ دستہ اسپ سواران از پنجاب بہا بود۔ اکثر افراد این دستہ از حضرت ایشان بیعت بودند نام چند نفر بہ یاد عاجز است می نویسند عدالت خان مہتاب شاہ، بولے خان، شیر احمد، عبداللہ خان، محبوبے خان، فضل الہی، وغیرہم۔ ایشان در محبت و اخلاص صادق بودند۔ روزے حضرت ایشان را بہ میدان اسپ دوانی بردند۔ نیزہ بازی کردند و اسپہارا دوانیدند۔ یکے ہفت اسپہارا دوانید و در حالت تافتن اسپہارا پشت یکے بر پشت دیگرے خیزی زد و دیگرے بدن زین اسپ رامی دوانید چون بہ پیش حضرت ایشان رسید بر پشت اسپ ایستادہ سلام عرض کرد۔ برائے تماشا افسران فوج نیز رسیدہ بودند۔ بعد از میلہ اسپ دوانی بہ حضرت ایشان چائے دادند و عظاما گرفتند۔ رَحِمَهُمُ اللہُ جَمِیعًا وَ رَضِیَ عَنْہُمْ۔

بہ سردھنہ سردھنہ از جاگیر نواب جانفشان خان بودہ۔ پروردگار ایشان را اولاد کثیر عنایت کردہ بود۔ بہ آئیے کہ قیام حضرت ایشان در میرٹھ بود جانفشان خان را یک پسر بہ قید حیات بود و اولاد فرزندان دیگر در میرٹھ و بلند شہر و درجاہائے دیگر سکونت اختیار کردہ بودند و صاحب املاک بودند۔ و بیشتر افراد از مریدان حضرت ایشان بودند سرکردہ اینہا سید امجد علی شاہ بود۔ سید امجد علی شاہ و ابنائہ الامام ایشان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند کہ برائے یک شب مع متعلقین بہ سردھنہ تشریف

برید۔ حضرت ایشان دعوت ایشان را قبول فرمودند۔ از میرٹھ در قطار آہن بہ سرودھنہ تشریف بردند۔ بعد الغروب بہ سرودھنہ رسیدند آن جا جم غفیر بہر استقبال استادہ بود۔ از محطۃ القطار تا جائے قیام تمام راہ را بہ بیارق کاغذی و گلہا آراستہ کردہ بودند۔ در عربہ اسپہانہ بودند۔ بلکہ اولاد جانفشان خان عربہ را حرکت دادہ تکبیر گویان تا قیام گاہ بردند۔ چون حضرت ایشان در محل فروکش شدند جوانان و فاشعار تماشا آتش بازی برپا کردند در آن وقت حضرت ایشان بہ تمام حاضرین خطاب کردہ فرمودند: "وقتیکہ حضرت جدہ امجدہ شاہ احمد سعید قدس سرہ بہ حجاز مقدس ہجرت فرمودند بزرگان اینہا پروانہ را ہداری از حکام حاصل کردند تا کہ حضرت ایشان مع متعلقین سفر بکنند و در راہ کسے مزاحم نہ شود" درین موقع اصغر علی شاہ فرزند فتح علی شاہ فرزند جانفشان خان بہ سوز و گداز این نظم خواند۔

منظر حق قامت دلجوئے تو	دید ہا محو رخ نیکوئے تو
اے ہلال عید جود ابروئے تو	چشم امید مریدان سوئے تو
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
ہستم آوارہ بہ جست و جوئے تو	خضر کوتارہ نماید سوئے تو
تشنہ ام نوشم زلالِ جوئے تو	اے کلید گنج فیض ابروئے تو
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
واقف اسرارِ پنهانی توئی	مُردِ الطافِ رحمانی توئی
راز دارِ سترِ یزدانی توئی	خاصہ در گاہِ سُبحانی توئی
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
اے توئی ہر گم رہے را رہنما	منبع جودی و تو بحرِ سخا
نیست جز تو دردِ دلہا را دوا	ہاں نگاہِ لطفِ براین بے نوا
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
نائبِ خیرالوری خواہم ترا	نفسِ دینِ مصطفیٰ خواہم ترا
وقتِ مایوسی ترا خواہم ترا	اے ستودہ رہنما خواہم ترا
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
بر درت اے شاہِ شاہانِ آدمم	مضطرب و خاطر پریشانِ آدمم
ہمراہِ صدیاس و جرمانِ آدمم	باہزاران شوق و ارمانِ آدمم

مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 مُفت کردم عمر خود را من تلف
 گوهر مقصود گم شد از صدف
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 دست من از کار رفتہ اے حبیب
 بردرت افتادہ مسکین و غریب
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 ہادیاء در پیش می دارم سفر
 خوف رہزن در دلم شام و سحر
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 بر سر کوه افتابم آمدہ
 سر ز نشہا در حسابم آمدہ
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 عمر آخر گشتہ و من بے خبر
 خود نہ کردم امتیاز خیر و شر
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 زاد راہم جز گناہان ہیچ نیست
 در کفم جز یاس و حرمان ہیچ نیست
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 نیست اندر حبیب و دامان یک جوم
 در قطارِ خادمانت من دوم
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو
 نامہ این اصغر گم کردہ راہ
 اولیا را ہست قدرتِ ازالہ
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو

شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 گشتہ ام تیرِ ملامت را ہدف
 مفلسم ہیچ نہ دارم من بہ کف
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 کارِ من از دست گشتہ بے نصیب
 نیست جز تو بہر دردِ دلِ طبیب
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 پائے من لنگ است و منزلِ پُر خطر
 خواجہ ماشاہ ما بر ما نگر
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 وقتِ صبح و باز خواہم آمدہ
 وقتِ یاس و اضطرابم آمدہ
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 ہمرہان در منزل و من در سفر
 داری اے خواجہ ز احوالِ خبر
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 توشہ من غیر عصیان ہیچ نیست
 بے سرو و بر گیم و سامان ہیچ نیست
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 توشہ تا جانبِ عقبی روم
 تا بگردم گرد و قربانت شوم
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو
 از عملہائے زبون گشتہ سیاہ
 تیرِ جستہ باز گرداند ز راہ
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو

بس درین عالم ہمین خیر من است خواجہ ام شاہ ابوالخیر من است
صد ہزاران خادش غیر من است خلد دیدارِ رخسیر من است
مفسانیم آمدہ در کوئے تو شیدائے از جمالِ روئے تو

در بلند شہر | در ۱۳۳۳ھ جناب ہمیشہ کلان در کوئٹہ علیل شدند، چونکہ موسمِ دہلی خوب نہ بود۔

حضرت ایشان در او آخرِ رمضان از کوئٹہ بہ میرٹھ و آن جا چند روز قیام فرمودہ بہ بلند شہر تشریف بردند و آن جادو محلِ سر آئے خان شیرین خان دو ماہ قیام فرمودند۔ این محلِ سر مشہور بہ کوٹھی بھونس بود کہ نزد کالام بودہ۔ اطباء یونانی علاج ہمیشہ صاحبہ کردند و حق تعالیٰ ایشان را شفا بخشید۔ روزی حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ برآمدند و بہ مزارِ مبارکِ ملا حسن شہید تشریف بردند کہ متصل مسجد شریف واقع است و در مسجد شریف مدرسہ احمدیہ بود و مولوی احمد اللہ درین مدرسہ مدرس بودند۔ این مسجد و مزار در محلہ فراشان است۔ حضرت ایشان چو از فاتحہ فارغ شدند بہ مولوی احمد اللہ فرمودند۔ ملا حسن مرا بر تخت شیشہ جائے دادند۔ مولوی صاحب عرض کرد چونکہ قلب حضور آئینہ است لہذا جناب شہید حضور مبارک را بر تخت شیشہ جائے داد۔ مولوی عبدالرشید در این وقت موجود بود، چند سال قبل بیانِ این واقعہ بہ عاجز کردہ، گفت، من بیعت شدہ بودم و دران وقت در مدرسہ احمدیہ سبق می خواندم۔

گلاوٹھی | گلاوٹھی از توابع بلند شہر است، اہالیان آن جائے حضرت ایشان را برائے چند عت آن جابر دند حضرت ایشان در آنجا بر مزار میر مہربان علی فاتحہ خواندند۔ و روبرو حاضرین کردہ پرسیدند آیا ریش میر صاحب موئے سیاہ و سفید داشت و آیا دودندان پیشینہ ایشان شکستہ بود۔ حاضرین متحیر شدہ عرض کردند آیا ملاقات میر با حضرت شما شدہ بود، فرمودند۔ در این وقت من ایشان را می بینم و ایشان پیش روئے من اند۔

مسجد شریف حضرت بلالؓ | در کوئٹہ مقابل خانہ خود بہ جہت شرق مسجد کشادہ در فیج و بارونق در ۱۳۳۳ھ تعمیر کردند و بہ مناسبت حضرت بلالؓ

موزن جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسم ساختند محمد وزیر حصاری از مخاصمین قدما مرد سادہ و نیک و صاحب نسبت بودہ، بہ خدمت حضرت ایشان مکتوبے ارسال کرد، حضرت ایشان را بہ القاب صوفی، حاجی، مولانا وغیرہ یاد کردہ بود و مسجد شریف را مسجد بلال نوشتہ بود۔ حضرت ایشان بہ وئے تحریر کردند ما معناہ۔ مقصد از خط نوشتن خوش کردن

مکتوبِ اَلِیَّہ است۔ اگر القاب درست می باشند دل خوش می شود، و از الفاظ تمسخر آمیز مثلاً، مولانا، مولوی صوفی، صاحب، دل ناخوش می شود و همچنان مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مسجد بلال نوشتن دل را آزاری رساند چه در این صورت تحقیر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ است۔ اگر چه عوام را وقعت نیست و تحریرات امثال شمارا بیچ منزلت نیست، مع هذا مناسب دانسته شد که از راه و رسم ارباب خرد شمار آگاه کرده شود۔ آئندہ از نوشتن این گونه الفاظ اجتناب کنید بلکه با امثال شما کم بود خط و کتابت بهتر است، والسلام۔ و اندران ایام حضرت ایشان این سه شعر گفته اند۔

نه جنابم نه شہ نہ مولانا بندہ آستانہ عمر
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض ہر چہ گفتی ازان بلندترم
در کنی زین اضافہ فی الجملہ زشت کردار خیر محترم

سنت بابائے ہم | حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ راشاہ ہند جہانگیر یک سال در قلعہ گوالیار بند کرد۔ فوائدے کہ حضرت ایشان را ازان بندہ حاصل شدند۔ در مکاتیب شریفہ دفتر سوم بیانش فرمودہ اند۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را نیز حصول این گونه معارف مقدر بود، پروردگار اسباب را فراہم کرد۔

اسباب ترسیت جلالی | در ایام حرب عمومی اوّل حریت پسندان ہند، امثال شوکت علی و محمد علی و مولانا محمود الحسن دیوبندی در افواج حکومت ہندیک فتویٰ تقسیم کردند کہ ہندوستان در تصرف انگلیسہا است و انگلیسہا با خلیفہ المسلمین بر سر حرب و عداا اند، لہذا برائے مسلمان جائز نیست کہ در فوج حکومت نوکری کنند۔ حکومت ارادہ کرد کہ در رد این فتویٰ تحریرے از علماء حاصل کند و برائے این کار نظر انتخاب حکومت بر حضرت ایشان افتاد کہ حضرت ایشان فتویٰ دہند و دیگر علماء و مشائخ تصویب و تایید کنند۔ چونکہ حکومت از طریقہ حضرت ایشان با خبر بود کہ باہر کس ملاقات نہ می کنند، لہذا انتخاب جناب مصباح الدین کرد کہ امّ الامّ وے خواہر اب الامّ حضرت ایشان بود۔ و ازین نسبت حضرت ایشان مصباح الدین را بہ برادر یادی کردند و ہر گاہ کہ مصباح الدین برائے ملاقات می آمد حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات می کردند چون کہ جناب مصباح الدین در حکومت موظف بود۔ حکومت بہ وے گفت کہ افسر پولیس ستری را با خود گرفتہ نزد حضرت صاحب بروید و دریں موضوع معاونت افسر پولیس ستری بکنید۔ اگر چہ جناب مصباح الدین این کار را خوش نہ داشت لیکن مجبور بود و بہ ساعت نہ از شب مع افسر نزد حضرت ایشان حاضر شد۔

افسر پولیس ستری بہ حضرت ایشان گفت مادر تنہائی بہ شما چیزے عرض می کنیم حضرت ایشان فرمودند، این افراد کہ نشستہ اند بہ منزلہ اولادِ من اند۔ ماضعیف شدہ ایم۔ در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنیم، افسر پولیس ستری ازین سخن بشورید و این گفتہ روان شد۔ ما خواہیم دید کہ شما چہ گوئید در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنید۔ و از روز دیگر برہر دو دروازہ خانقاہ شریف دود و نفر از پولیس ستری مقرر شد۔ در بست و چہار ساعت یک لحظہ از ایشان دروازہ خالی نہ می ماند نام ہر وارد و صادر را در سجلات می نوشتند۔ دوسہ روز برین کیفیت گذشتہ بود کہ بہ نام حضرت ایشان مکتوبے از حکومت رسید کہ بعد از ساعت دہ صبح در دفتر افسر کلان پولیس آمدہ با افسر ملاقات بکنید۔ چنانچہ روز دیگر حضرت ایشان بہ ساعت دہ صبح عربہ طلب کردند و بہ دفتر افسر تشریف بردند۔ حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت ہمراہ ایشان رفت۔ آن روز در شہر دہلی بر زبان ہر شخص جاری بود کہ امروز حکومت حضرت ایشان را گرفتار می کند، حافظ عبدالحکیم این کلام را شنیدہ بود۔ بہ این عاجز می گفت کہ من از حد کبیدہ خاطر بودم حضرت ایشان در عرق چین و پیرہن بودند۔ چون عربہ بہ دروازہ کشمیری بہ دفتر افسر پولیس رسید۔ بواب دفتر پیش آمد و حضرت ایشان را گفت افسر بہ انتظار شما است و پردہ از دروازہ برداشت و حضرت ایشان را گفت کہ در آیند۔ حافظ عبدالحکیم در پس حضرت ایشان دست بستہ روان بود۔ بواب بہ حافظ گفت کہ شما بیرون انتظار کنید۔ حافظ بیان کرد کہ آن وقت چہ احوال داشتم۔ بیانش نہ می توانم کرد۔ بہ سماع قول بواب بے ساختہ بہ آواز بلند از زبانم برآمد کہ جناب ایشان حضرت صاحب ماہستند۔ ما ایشان را تنہا نہ می توانیم گذاشت۔ این گفتہ من در پس حضرت ایشان روان شدم۔ افسر چون حضرت ایشان را دید استادہ شد و چشمان خود را پست کرد و بہ حضرت ایشان گفت کہ بر کرسی بنشینند۔ چنانچہ حضرت ایشان بر کرسی نشستند و افسر چشمان خود را پست کردہ سکت نشست و من دست بستہ بہ پشت مبارک ایشان استادہ ماندم چار پنج دقیقہ گذشت و افسر حرفہ نہ گفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ اُردو انگریز را خطاب کردہ فرمودند صاحب مرا از بہر حہ طلب کردہ اید۔ حضرت ایشان انگلیسہ را صاحب می فرمودند۔ افسر گفت کہ بہ شکایت رسیدہ کہ شما برائے فاتحہ خواندن بر مزارات شریفہ کسے را نہ می گزارید۔ افسر این کلام گفت و نظرش بر زمین بود۔ حضرت ایشان فرمودند برائے فاتحہ ہر کس را اجازت است البتہ برائے ملاقات من ہر کہ می آید بہ اجازت من در خانقاہ شریف داخل می شود بعد از این کلام حضرت ایشان را افسر گفت۔ شما بہ خانہ می توانید رفت چنانچہ حضرت ایشان بہ خیر بہ خانقاہ شریف آوردند۔ در راہ

نظر بندی

اہالی دہلی حضرت ایشان را دیدہ شکر پروردگار بہ جا آوردند کہ حکومت حضرت ایشان را گرفتار نہ کرد۔
 از این واقعہ طبیعت حضرت ایشان مکر شد۔ حضرت والدہ محترمہ راسخ مودند۔
 برائے سہ روز بہ زیارت ہمیشہ صاحبہ بہ رامپوری رویم۔ چنانچہ در اواخر محرم ۱۳۳۲ھ
 (نومبر ۱۹۱۵ء) مع اہل و عیال و دونفر از مخلصین افغانستان بہ رامپور تشریف بردند۔ در رامپور کسے را
 خبر نہ بود کہ حضرت ایشان بہ رامپور آمدہ اند۔

ملاقات حضرت ایشان با حضرت ہمیشہ صاحبہ محترمہ بعد از سی و دو سال صورت بست، یعنی
 بعد از یک قرن بہ قول کسانے کہ مدت سی و سہ سال را یک قرن می گویند۔ قطار آہن بہ ریاست رامپور
 پیش از صبح صادق رسید۔ افسر محطہ حضرت ایشان را بہ غرفۃ الانتظار برد و گفت تا آفتاب بر نہ آید۔
 شما درین جا آرام کنید۔ چنانچہ بعد طلوع الشمس بہ محلہ مدرسہ کہنہ درعر بہ روانہ شدند۔ وہ خانہ حکیم
 منظر حسین خان تشریف بردند۔ پروردگار حکیم منظر حسین خان را اجر ہائے بے شمار عنایت فرماید از
 مدت سی سال یک خانہ خود را کاملابہ تصرف حضرت عمہ محترمہ دادہ بودند۔ بدون معاوضہ بلکہ ہر سال
 درستی و مرمت مکان ہم حکیم صاحب می کردند۔ و اگر حضرت عمہ محترمہ بیماری شدند علاج و معالجہ ہم
 حکیم صاحب می کردند۔ تا وقتے کہ حضرت عمہ محترمہ حیات بودند دران خانہ قیام داشتند۔

موسم سرما بود۔ علی الصبح چون بہ خانہ حضرت عمہ محترمہ رسیدیم و مخلص افغانی بسم اللہ
 خواندہ صدا داد کہ از دہلی حضرت صاحب تشریف آورده۔ حضرت عمہ محترمہ از درون دروازہ کشادند،
 حضرت ایشان اندرون قدم نہادند و از حضرت عمہ محترمہ کہ نزد دروازہ استادہ بودند استفسار نمودند
 کہ ہمیشہ صاحبہ من کجا ہستند، چون ایشان لفظ برادر بر زبان آوردند حضرت ایشان بہ احترام
 زائد نزد ایشان رفتہ سر مبارک را انحناء دادہ احترامات عرض کردند و باز تعارف مایان کردند۔ آن
 ہر دو مبارکان در دالان نشستہ مصروف کلام شدند و حضرت والدہ صاحبہ و ہمیشہ گان بہ بند و بست
 چائے و فطور شدند۔ ہنوز یک ساعت نہ گزشتہ بود کہ مخلص افغانی از آمد عبد الصمد خان وزیر اعظم نواب
 صاحب، و ہادی حسن خان وزیر خصوصی نواب صاحب، و ابوالحسن خان میر توشہ خانہ نواب صاحب
 و صاحبزادہ محمد علی خان معروف بہ چھٹن خان صاحب نوح عمہ نواب صاحب اطلاع داد و وقتے نہ
 گزشتہ بود کہ از آمد مولانا ابو ذکار سلامت اللہ اسلام پوری خلیفہ مولانا ارشد حسین و مولانا عبد الغفار
 خان و مولانا ظہور الحسن و صاحبزادگان مجدیہ مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان
 حسین و مولوی سردار احمد وکیل و غیر ہم اطلاع داد۔

جائے حیرت بود کہ این افراد را از آمد حضرت ایشان بہ چہ طور خبر شد لیکن یک روز نہ گزشتہ بود کہ جائے حیرت نہ ماند و حقیقت امر واضح شد۔ چہ روز دیگر از دہلی حافظ عبد الحکیم سوداگر حجت آمد و گفت مرا حکیم محمد اجمل خان فرستادہ۔ حکیم صاحب گفتہ اند وقتے کہ قطار آہن کہ در آن حضرت صاحب سوار بودند از دہلی حرکت کرد کمشنر دہلی در سیارہ (موتور کار) بہ رامپور روانہ شد، عالم اعلیٰ از ہند (والسراے) اوراندر نواب حامد علی خان والی ریاست رامپور فرستادہ بود کہ حضرت صاحب بہ رامپور می رسند۔ نواب صاحب ایشان را مہمان خود کردہ در رامپور نگاہ دارند و نہ گزارند کہ حضرت ایشان از رامپور بہ جائے دیگر روند و حکیم صاحب بہ حافظ عبد الحکیم گفتند کہ از جانب من بہ خدمت حضرت صاحب بعد از احترامات زائدہ عرض کنید کہ شما مہمانی نواب صاحب قبول فرمائید و از رامپور بہ جائے دیگر نہ روید۔

ہنوز این احوال بہ حضرت ایشان نہ رسیدہ بود کہ با وزیر ملاقات کردند و چون وزیر از مہمانی نواب حامد علی خان عرض کردند حضرت ایشان فرمودند کہ مابعد از سی و دو سال نزد ہمیشہ محترمہ برائے سہ روزہ آمدہ ایم بعد از سہ روز از ہمیشہ صاحبہ استفسار می کنیم و باز بہ شمایان جواب می دہیم۔ سیوم روز حضرت ایشان بوزیر فرمودند۔ نواب حامد علی خان والی رامپور بابرادر صاحب ما (حضرت شاہ محمد معصوم) وضعیتی ناشائستہ کردہ اند۔ این گونہ اطوار را ما تحمل نہ می توانیم شد۔ لہذا مہمانی نواب صاحب را بہ شرط قبول می توانیم کرد۔ اولاً۔ نواب صاحب با ما خواہش ملاقات نہ کنند۔ ثانیاً۔ در جائے کہ قیام ما باشد بران جا کامل تصرف از ما خواہد بود۔ بلا اجازت کسے آن جا داخل نہ خواہد شد۔ ثالثاً با مریدان و مخلصین ما نواب صاحب را تعلقہ نہ خواہد بود و نہ بر ایشان از حکومت بندشے عائد خواہد شد۔ وزیر بیان ایشان را بہ نواب صاحب رسانیدند و نواب صاحب آن را قبول کرد۔ وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُقَالَ۔ نواب بہ نوعی پابندی این شرائط کرد و بہ نوعی مہانداری حضرت ایشان تا آخر وقت کرد کہ لَا مَزِيدَ عَلَيْهِ خَلْقِ خدای گفت کہ آیا این نظر بندی است یا نوابی است۔ عاجز گوید۔ نہ دانستند۔ اللَّهُ فِي عِبَادِهِ شُكُونٌ۔ این اظهار را فی احبُّ فُلَانًا الْحَدِيثُ۔ بودہ۔ دَرْكِ احوال محبوبان و مراد ان، تہی دستان چہ توانند کرد۔ حضرت امام الطریقہ سید محمد بہار الدین نقشبند قدس اللہ سرّہ وَاَفَاضَ عَلَى الْعَالَمِينَ مِنْ بَرَكَاتِهِ وَاَسْرَأَ سِرَّهُ فَرُوْا اند۔ رحمت حق بہانہ می خواہد، رحمت حق بہانہ می خواہد۔ از نعمت اطفال تا زمان نظر بندی تربیت حضرت ایشان کاملاً جمالی بودہ، تربیت جلالی را بیچ گاہ اثرے نہ بودہ۔ بازوے دیگر را نظر بندی بہانہ گشت۔ و حضرت ایشان قدس سرّہ ذی الجناحین گشتند۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ۔

مہمانی | نواب حامد علی خان برائے حضرت ایشان محل قلعہ کہنہ رامع جمیع لوازم از قسم فرش و تختہا و

سریرِ ہامیتیا کردند۔ ہر دو وقت از سلج نوابی طعام پختہ می آمد۔ و ہر روز پان، چھالیا، چائے سیاہ، و شکو شیر و بسکٹ بہ مقدار وافر می آمد۔ و بہ وقت عصر یک عربہ برائے تفریح می آمد۔ اگر مہمانان می بودند، عربہ دگر می آمد و اگر حضرت ایشان خواہش می کردند فیلہا می آمدند و بر فیلہا سوار شدہ بہ تفریح تشریف می بردند۔ نواب صاحب از باغ خسرو تا باغ بے نظیر یک راہ خصوصی ساختہ بودند۔ بہ ہر دو جانب این راہ کہ بہ اندازہ سہ میل دراز بود درختان میوہ دار بودند کہسے را اجازت نہ بود کہ برین راہ رود، و اگر کہسے می رفت سزای یافت نواب صاحب برائے حضرت ایشان اجازہ این راہ دادند۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ این راہ بہ باغ بے نظیر می رفتند۔ چون موسم گرم شد، یک سخنانہ برائے حضرت ایشان در دالان ساختہ شد کہ بر دیوار با و باش آب افشانندہ می شد و بادکش آہنی ہوار منتشر می کرد۔ بر دروازہ محل مخلص افغانی مقرر بود، بلا اجازت کہسے داخل نہ می تواند شد، در واقعہ کتاب النشر فی قرآت العشر کہ تفصیلش درج ذیل است عبد الصمد خان و چھٹن خان صاحب زائد از نصف ساعت بیرون دروازہ انتظار کردند۔

واقعہ النشر | النشر فی قرآت العشر تالیف امام حافظ ابو الخیر محمد بن محمد الشہیر باین الجزری المتوفی ۸۳۲ھ طبع شدہ بود، و حضرت ایشان بہ اشتیاق این کتاب بودند، کہسے عرض کرد کہ ازین کتاب نسخہ قلمی در کتب خانہ نواب صاحب موجود است، حضرت ایشان شخصے را بہ کتب خانہ فرستادند تا کتاب را عاریتہ بیارد۔ مہتمم کتب خانہ بہ آن شخص گفت کہ از نواب صاحب اجازت گرفتہ کتاب ارسال خواہد شد۔ چون این جواب بہ حضرت ایشان رسید بہ دربان فرمودند۔ چون نان از مطبخ نواب آید گشتانندہ شود، و از طفین نواب کہسے در محل داخل نہ شود، این خبر چون بہ نواب صاحب رسید علی الفور عبد الصمد خان و چھٹن صاحب را فرستادند کہ بار دیگر چنین واقعہ پیش نہ خواہد آمد۔ حضرت شامہانی را حسب سابق قبول فرمایند، بہ انتظار جواب ہر دو صاحبان بیرون دروازہ تقریباً نصف ساعت استادہ ماندند، چون حضرت ایشان معذرت قبول فرمودند ہر دو صاحبان داخل محل شدند، و جدت الامور علی ما کانت علیہا سابقاً، حضرت ایشان فیاض الدین خطاط را مقرر فرمودند تا کتاب النشر را نقل کنند، این کتاب در دو جلد است۔ فیاض الدین جلد اول را کمالاً نقل کرد و از جلد دوم تا باب امالۃ ہاء التانیث و ما قبلہا فی الوقف، نقل کردہ بود کہ سفر حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ شد و کتاب ناتمام ماند، و آن ناتمام نسخہ نزد عاجز محفوظ است۔

پیشکش یک ہزار روپیہ در ہر ماہ | نواب حامد علی خان بہ توسط عبد الصمد خان عرض نمود کہ خواہش دارم کہ یک ہزار روپیہ ہر ماہ بہ خدمت مبارک علی الدوام پیش کنم۔ حضرت ایشان قبول نہ کردند۔ باز نواب صاحب اطہار خواہش کرد کہ این ہدیہ را برائے فرزندان

گرامی قبول فرمائید حضرت ایشان فرمودند عزیزان! ما از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ در رامپور قیام دارند از ایشان بیشتر افراد در زبون حالی اند۔ اگر نواب صاحبِ عانت ایشان بکنند بہتر است۔

نماز جمعہ

جامع مسجد از قیام گاہ حضرت ایشان قریب بود۔ شاید فاصلہ دو صد گزداشته باشد۔ حضرت ایشان نماز جمعہ در جامع می خواندند۔ امام جامع عرض می کرد کہ حضرت ایشان اما فرمایند عاجز بارہ دیدہ کہ بعد از نماز جمعہ گاہے یک گاہے دو و گاہے سہ نفر بردست حق پرست داخل دائرہ اسلام می شدند و وقتیکہ حضرت ایشان از جامع بہ قیام گاہ خود مراجعت می فرمودند مردمان خواہش می نمودند کہ بہ سعادت دست بوسی سرفراز شوند چنانچہ گاہے می استادند و مردمان را شرف این سعادت می بخشیدند و چون حضرت ایشان روان می شدند دور رویہ مردمان استاده می شدند و حضرت ایشان کمال عاجزی ہوش در دم و نظر بر قدم داشتہ از بین ایشان می گزشتند۔

شوق دیدن نواب صاحب

نواب حامد علی خان فرزند نواب مشتاق علی خان فرزند نواب کلب علی خان بود۔ نواب کلب علی خان بردست حضرت شاہ عبدالرشید و نواب مشتاق علی خان بردست حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید سعیت کردہ بود۔ وقتیکہ مشتاق علی خان وفات کرد، حامد علی خان خورد سال بود، در صحبت اثنا عشریہ پرورش یافت و شیعہ شد، مع ہذا حیانا اثر پدید رویہ کلان بروئے ظاہری شد و اظہار آن ہم می کرد، چونکہ دلدادہ مُتبعہ بود و اثنا عشریہ ابواب متعہ برایش کشادہ بودند شیعہ شد، روزے بہ وزیر ار و مصاحبین خود گفت کہ می خواہم کہ حضرت صاحب راز یارت کنم۔ چونکہ حضرت ایشان قدس سرہ دروازہ ملاقات برائے نواب صاحب از اول روز بند کردہ بودند برائے مصاحبان و وزیر ار جائے تفکر پیدا شد، جناب مولوی عبید الرحمن معروف بہ سردار احمد مجددی وکیل محل این اشکال پیدا کردند۔ ایشان در قضایا محامات می کردند و محامی را در ہند وکیل می گویند۔ ایشان مشورہ دادند کہ حضرت ایشان قدس سرہ را گفتہ شود کہ سیر حامد منزل کنند۔ چرا کہ این محل قابل سیر است۔ روزے کہ حضرت ایشان برائے سیر حامد منزل تشریف آرند، نواب صاحب در یک حصہ آن محل باشند و از پس پردہا حضرت ایشان را ببینند۔ این رائے را نواب صاحب نیز پسند کردند و بہ وکیل صاحب گفتہ شد کہ انتظام آوردن حضرت صاحب بکنند۔ چنانچہ وکیل صاحب حضرت ایشان را بہ حامد منزل بردند۔ در قاعہ کبوتری تصویرے آویزان بود۔ حضرت ایشان استفسار کردند کہ این تصویر از کیست کسے عرض کرد این تصویر از حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ است۔ حضرت ایشان چون این کلام شنیدند یہ وقت نظر سوئے آن تصویر دیدند و بعد از لحظہ فرمودند "نے نے این" حضرت ایشان

صرف این قدر فرموده بودند که وکیل صاحب عرض کردند جناب ملاحظہ فرمائید این چه عجب چیز است۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ آن طرف متوجہ شدند و سخن تصویر ناتمام بہماندہ فیما بعد وکیل صاحب گفت کہ آن وقت نواب صاحب پس پردہ بودند و احوال حضرت ایشان را ملاحظہ می کردند و کلام ایشان را می شنیدند حضرت ایشان شاید کلامی فرمودے کہ سبب فل آزاری نواب صاحب شدے ازین جہت من حضرت ایشان را بہ جانب دیگر متوجہ کردم۔

ازین دید نواب صاحب را مسرتے روے داد و ایشان ارادہ کردند کہ زیارت حضرت ایشان یکا دیگر باز باید کرد چنانچہ نواب صاحب بہ مصاحبین خود گفتند ایشان بہ نواب صاحب گفتند کہ حضرت صاحب برائے تفریح و تمشیہ ہر روز بہ وقت عصر از راہ خسرو باغ بہ باغ بے نظیری روند، بلکہ حضرت ایشان بیشتر حصہ این راہ پا پیادہ قطع می کنند چنانچہ نواب صاحب یک روز بہ آن وقت کہ حضرت ایشان بر راہ خصوصی تمشیہ می کردند برائے زیارت حضرت ایشان در سیارہ روان شد مولوی سردار احمد وکیل مجددی و ماہر سہ برادر پیش حضرت ایشان بودیم بلکہ ماہر سہ برادر کرہ خورد در ایکے بہ دیگرے انداختہ و بازی کردہ می رفتیم و پس مایان حضرت ایشان مسجہ سنگ مقصودی در دست و نظر بر قدم داشتہ مشغول ذکر و فکر و خرام بودند و یک قدم پس از حضرت ایشان یک مخلص افغانی بود و پستہ عربہ چون کہ ما برادران مصروف کرہ بازی بودیم از سیارہ نواب صاحب آواز اعلامیہ برآمد۔ مایان دیدیم کہ یک سیارہ می آید۔ بر شیشہائے سیارہ پردہ ہائے باریک بودہ سردار احمد صاحب وکیل بہ مایان گفتند کہ در سیارہ نواب صاحب بودند۔ و بعد از دوسہ روز معلوم شد کہ نواب صاحب از دیدار حضرت ایشان بسیار مخطوط و مسرور شدہ بودند و بہ مصاحبان خود بیانش می کردند۔

روزے ابو الحسن میر توشہ خانہ نواب صاحب حضرت ایشان را
مولانا عبد الغفار خان بہ خانہ خود مہمانی کرد۔ بعض افراد خصوصی را ہم مدعو کردہ بود چون حضرت

ایشان رسیدند حاضرین با حضرت ایشان ملاقات کردند مولانا عبد الغفار خان خلیفہ حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی بودند چون بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند حضرت ایشان دست مولوی صاحب را در دست خود گرفتہ فرمودند۔ از کثرت آمد و رفت کہ نزد نواب صاحب دارید احوال باطن خود را شما خراب کردہ اید۔ امروز نزد من والدہ شوکت علی و محمد علی آمدہ بود (وے از شاہ ولی النبی مجددی بیعت بود و شاہ ولی النبی و مولانا ارشاد حسین از خلفائے جد بزرگوار حضرت ایشان بودند) قلب وے از قلب شما صاف تر و روشن تر بود۔ عاجز گوید شاید مولوی صاحب گفتار حضرت ایشان را در دل خود وقعتے نہ دادہ بود، لہذا

حضرت ایشان قدرے بہ جلال آمدہ بہ مولوی صاحب فرمودند: ”شما از ما چہ می پوشانید۔ از فضل و مرحمت پروردگار این کیفیت و مقدرت مراحل است کہ اگر شما در دل خود خیال خود را تبدیل کنید۔ ہماندم بر ما ظاہر می شود۔ من ہر مزار پر شہادت بودیم۔ ایشان از شما شاکی بودند۔ اگر باور نہ دارید ہر مزار پر خود رفتہ از ایشان دریافت کنید۔“ از این کلام حضرت ایشان بہ مولوی صاحب اثرے شد۔ حاضرین آن را محسوس کردند و فیما بعد معاینہ کردند کہ مولوی صاحب از ملاقات نواب صاحب خود را محفوظ کردند۔ نواب صاحب ہر چند خواہش کرد کہ ملاقات با مولوی صاحب بکند لیکن جناب ایشان چنین موقع نہ راہم نہ کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک منکر و محمد حسن خان

محمد حسن خان فرزند فاروق حسن خان رامپوری از شاخ سلسلہ چشتیہ بودند۔ روزے یک شخص نزد ایشان رفت و نسبت بہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ آغاز گفتگو کرد و گفت ایشان از اصحاب کمال نیند و مہمان نواب صاحب شدہ اند۔ محمد حسن خان تاب این سخن نیاوردہ یک لکۃ شدیدہ بر رخسار وے زدند و فرمودند۔ اے خبیث اہانت ولی پروردگاری کنی۔ جَزَاہُ اللّٰہِ خَیْرٌ اَوْ رَحْمَہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔ این واقعہ را خود محمد حسن خان بہ فرزند خود صابر حسن خان بیان کردہ بودند و چند سال قبل صابر حسن خان بہ عاجز نقل کردند۔ و بہ شنبہ سوم رجب ۱۳۹۰ھ (پنجم ستمبر ۱۹۷۱ء) رحلت نمودند و بہ موجب وصیت ایشان امامت نماز جنازہ این عاجز کرد۔ کَانَ رَجُلًا صَالِحًا مُسْتَقِيمًا عَلٰی سَبِيلَةِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

یک ملزم

روزے حضرت ایشان حسب معمول در عربہ برائے سیر و تفریح برآمدند۔ مولوی سراج احمد وکیل کوہران قیام رامپور بالمواظبہ ہر روز ہمراہ ایشان بہ سیر و تفریح می رفتند۔ در راہ نزد دروازہ قلعہ یک ملزم بہ نظر مبارک ایشان درآمد کہ در ہر دو دست و در ہر دو پایہا نش قیودات آہی بودند و چارہا بنش را محافطین کہ با تفنگ بودند احاطہ کردہ بودند۔ حضرت ایشان عربہ را استادہ کردہ از محافطین دریافت نمودند چہ ماجرا است۔ جناب سردار احمد را واقعہ معلوم بود۔ عرض کردند این جوان بچہ یک سید را کشتہ و امروز نواب صاحب حکم صادر کردہ اند کہ این جوان را بردار بکشند۔ حضرت ایشان روئے بہ ملزم کردہ فرمودند۔ اے جوان، ارتکاب جرم عظیم کردہ ئی۔ وعن قریب سزائے دنیوی بہ تو دادہ خواہد شد کہ سزائے وقت قلیل است و می گزرد۔ فکر آخرت کن و بہ صدق دل در بارگاہ رب العزت توبہ کن و طلبگار عفو و کرم پروردگار شو تا کہ از عذاب آخرت نجات یابی۔“ وقتیکہ حضرت ایشان این نصیحت می کردند آن جوان بہ ادب تمام استادہ بود، اشک ہا از چشمانش می ریخت و محافظان وے نیز متاثر بودند۔

چون حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ حرکت کنند آن جوان بہ عاجزی سلام عرض کرد و محافظین و نیز بہ طور فوجیان سلام کردند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰہُ بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ۔

یک حال بے مثال در رامپور معمول حضرت ایشان بود کہ برائے سیر و تفریح بہ باغ بے نظیر از راہ خصوصی نواب صاحب می رفتند و مراجعت از راہ عمومی می کردند

و معمول داشتند کہ اسماء اللہ الحسنی و مُسَبَّحَاتِ عشر قدرے بہ آواز بلند در راہ می خواندند و میان ہر سہ برادر نیز ہمراہ حضرت ایشان قدرے بہ آواز بلند این وظائف مبارکہ را می خواندیم۔ چونکہ موسم خنک نہ بود نماز مغرب خواندہ از باغ بے نظیر روانہ می شدند۔ مولوی سردار احمد وکیل ہمراہ می بودند۔ روزے در اثنائے اوراد مبارکہ کیفیتے حضرت ایشان را روئے داد۔ در راہ آمد و رفت کسے نہ بود، و شب تاریک بود، درین عالم خاموشی و تنہائی یک بارگی حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: "آے درختان و آے بوٹہا و آے سنگ ریزہا و آے زمین فردا بہ روز قیامت گواہی دہید کہ یک بندہ بر این راہ ذکر پروردگاری کرد و می رفت" حضرت ایشان قدس سرہ در احوال خود این کلام فرمودند و محسوس می شد کہ مخاطبان بہ اثبات جواب می دہند۔ عجب پراسرار و پُر انوار وقت بود عجب مبارک حال و مبارک قال بود بعد از دوسہ سال در کوٹہ بلوچستان حضرت ایشان فرمودند: "فضل پروردگار است آن کیفیت حالاً ہم ظاہر است، افسوس کہ دانندگان این امور نہ مانند" عاجز گوید کہ برین واقعہ شصت سال می گزر داما ہر وقت کہ آن کیفیت بہ یاد می آید جان تازہ در بدن می دمد، و "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" را ظہور می شود حیف صد حیف۔ "آن قدر بَشکست و آن ساقی نہ ماند" قَدَّسَ اللّٰہُ رُوحَہٗ وَتَوَسَّخَ رِجَہٗ وَافَاضَ عَلٰی فُجَبَیہٖ مِنْ اَسْرَارِہٖ وَعَمَرَ قَانِہٖ۔

بر مزار حضرت والد بزرگوار در رامپور معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بہ روز پنجشنبہ بر مزار پُر انوار حضرت والد بزرگوار قدس سرہ تشریف می بردند۔

در سربا بعد صلاۃ الظہر و العصر و در گرام بعد صلاۃ المغرب۔ مزار پُر انوار حضرت ایشان گما تَقَدَّمُ بَيَانُہٗ فِی اَحْوَالِہِ الْمُبَارَکَۃِ۔ متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ جہت غرب بر چپوترہ است۔ و از چپوترہ دیوار احاطہ تقریباً بست گز فاصلہ دارد۔ حضرت ایشان بیرون دروازہ احاطہ کفش کشیدہ۔ دست بستہ سرب مبارک را انحناء دادہ۔ مجسم کیفیت۔ و اَخْفِضَ لَہُمَا جَنَاحَ الذِّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ۔ شدہ بہ کمال ہمد و بہ مزار شریف می رفتند، بر چپوترہ بالا رفتہ و بر کنارہ چپوترہ استادہ (از مزار شریف بہ اندازہ پنج گز فاصلہ بودہ باشد) بہ سوئے غرب پشت و بہ سوئے مزار مبارک رو کردہ۔ سلام مسنون

برائے اموات قدرے بہ آواز بلند عرض می کردند و بازمی نشستند و چادر مبارک خود را بر سر مبارک خود انداخته، سورۃ یسین بہ کمال خشوع بہ آواز بلندی خواندند۔ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ عجب احوال و کیفیات بر پاک باطنان و اصحابِ نسبتِ ظاہری شدند۔ از اہالیانِ رامپور افراد کثیری رسیدند بلکہ از دہلی و میرٹھ بعض افراد بہ این روز خود را بہ رامپور می رساندند و از تجلیاتِ الہیہ و فیوضاتِ نامتناہیہ سرشاری شدند۔ عاجز آن روز را یاد دارد کہ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ احوالے بر حضرت ایشان ظاہر شدند کہ باوجود آن ضبط و تمکنت کہ ایشان را بود برزانو ہائے خود بلند شدند و یک شعر خود را کہ بہ اُردو فرمودہ اند خواندند۔ مفہوم آن شعرا این است۔ این خانہ از چراغِ فیوضِ عمر روشن است، از خود در سینہ خیر این نور نیست۔ وقتے کہ حضرت ایشان نامِ مبارکِ عمر بر زبان مبارک آوردند برزانو ہائے خود بلند شدہ بہ ہر دو دست اشارہ بہ مزارِ پُر انوار کردند۔ در آن وقت بر حاضرین کہ چہل یا پنجاہ نفر بودہ باشند احوالِ عجیبہ طاری شد۔ کسے نعرۃ اللہ زدہ بے ہوش افتاد کسے بہ وجد آمدہ چون ماہی بے آب می غلطید، بعض افراد از بالا لے جوتہ کہ از یک گز بلند تر بودہ باشند زیر افتادند تا زمانے کسے را از احوال خود خبر نہ بودہ۔

از حسنِ ملیح خود شورے بہ جہان کردی بے چارہ و بسمل رامصروف فغان کردی
بعد از سی سال عزیزی بہ عاجز گفت۔ ”آن مبارک وقت در حافظہ خیالم ثبت است۔ ہر یک از حاضرین در دریاے فیوضات غرق بود“ خوش نصیب اند کسانے کہ چنین احوال دیدند و در طلبِ اعلیٰ درجہ احسان۔ ”اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَانَ لَکَ تَرَاہُ“ عمر صرف کردند و حلاوتِ ”اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُکُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ“ را دریاقتند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَضِیَ عَنْہُمْ۔

در رام پور مولوی وحید اللہ خان و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ و تدریسِ شاطبیہ | مولوی سردار احمد مجددی وکیل از حضرت ایشان شاطبیہ شریف شروع کردند و در مخازنِ کتاب خواندند۔ بظاہر تدریس کتاب بہ باطن تسلیم مقامات بود و این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان۔

مَقَسَدِ الدُّهُورِ وَمَا آتَيْنِ بِمِثْلِهِ وَلَقَدْ آتَىٰ فَحَجَّزَنَ عَنْ نُّظَرِ اَبْنِی
جسدِ مبارک حضرت ایشان بسیار نازک بود۔ در موسمِ گرم بہر تمام جسد ایشان ریزہ ریزہ دانا ہا برآمدند کہ آن را اہل ہند ”گرمی دانہ“ گویند۔ اگرچہ نواب صاحبِ خاتمہ نظر بند می | حضرت ایشان خنس خانہ ساختند۔ در خنس خانہ بہ وقتِ باد گرم راحت می باشد۔ یعنی از وقت چاشت تا اصفرا آفتاب۔ و در غیر این اوقات راحت نہ دارد بلکہ تکلیف دہ می باشد۔ اگرچہ از

شدت گریا و گرمی دانه‌ها حضرت ایشان را از حد رحمت بود۔ اما حرف شکایت گاہے بر زبان مبارک ایشان نیامد بلکہ کامل نمونہ: ”ہر چہ از دوست آید دوست باشد“ بودند۔

زحمتی کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود حضرت والدہ صاحبہ را بے آرام ساخت۔ ایشان عبد الرحمن خضر خیل را بہ کوئٹہ فرستادند تا ملا عبد الحلیم و ملا عبد الرشید و مرزا نیاز محمد خان و مرزا محمد سلیم و ملا ایاز حسن خان اندڑی و غیر ہم را از احوال حضرت ایشان آگاہ کنند کہ حضرت ایشان را حکومت ہند در رامپور نظر بند کردہ و از وجہ گرمی ایشان را بسیار آزار رسیدہ مخلصین کوئٹہ ازین احوال بے خبر بودند۔ چون از حقیقت امر آگاہ شدند، چند خوانین و سرداران قبائل را ہمراہ خود گرفتہ نزد حاکم اعلیٰ رفتند و گفتند کہ حضرت صاحب دہلوی یک مرد مذہبی است ایشان را بہ حکومت و سیاست کارے نیست۔ از آزار حضرت ایشان تمام اہالی بلوچستان و افغانستان آزرده و پریشان اند۔ حاکم اعلیٰ از بلوچستان با حاکم ہندوستان مکالمہ کرد و بعد از دو سہ روز حاکم ملا عبد الحلیم و غیرہ را طلب کرد و گفت برائے حضرت حنا اجازت است کہ بہ کوئٹہ بیایند۔ و باز حاکم بلوچستان پروانہ نوشت در ان پروانہ مرقوم بود کہ حاکم بلوچستان بہ اجازت حاکم کلان ہندوستان (والسرائے) می نویسد کہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی را اجازت است کہ بہ کوئٹہ تشریف بیارند و حاکم یک محافظ خصوصی نیز حوالہ ایشان کرد کہ بہ رامپور حرد و ہمراہ حضرت صاحب بیاید۔ ملا عبد الحلیم و غیرہ رحمۃ اللہ کا کٹر را کہ از پیشین بودہ با پروا و محافظ بہ رامپور فرستادند چون رحمۃ اللہ کا کٹر مع محافظ پروانہ بہ رامپور رسید حضرت ایشان علیٰ اسم اللہ و برگتہ، برائے کوئٹہ از رامپور روانہ شدند چون کلاز روانگی حضرت ایشان کے مطلع نہ شد ازین جہت برائے تو دیح بہ محطہ کے نیامد و بہ خاموشی از آن جا روانگی شد۔

وصول بہ کوئٹہ تقریباً ہفت ماہ حضرت ایشان در رامپور نظر بند بودند۔ در اواخر شعبان ۱۲۳۲ھ کہ اواخر جوزا ۱۲۹۵ھ بودہ (ماہ جون ۱۹۱۶ء) از رامپور

روانہ شدہ بہ کوئٹہ تشریف بردند۔ اگرچہ در کوئٹہ برائے استقبال حضرت ایشان ہزار ہا افراد ہلال می رسیدند۔ لیکن درین سال اجتماع مردم فوق العادہ بسیار بود۔ بعض افسران انگلیزی نیز آمدہ بودند تا کیفیات و احوال را ملاحظہ کنند و قتی کہ قطار سکتہ الحدید بہ محطہ رسید بر تن مبارک حضرت ایشان یک قمیص و بر سر مبارک عرق چین بود۔ حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند۔ اول کسی کہ بہ دست بوسی حضرت ایشان مشرف شد آن ملا عبد الحلیم آخوند زادہ بود۔ چون نظر ملا صاحب بر بازو ہائے حضرت ایشان افتاد کہ از گرمی دانه‌ها پر بودند ضبط نہ توانستند کرد و بہ آواز بلند مصروف گریہ شدند۔

ہزار ہا مخلصین کہ در محطہ بودند بہ آہ و گریہ و نعرہ مصروف شدند، و چون حضرت ایشان در عربہ سوار شدہ بہ خانہ روانہ شدند سرستان بادہ وحدت اشک ریزان افتان و خیزان در چار اطراف عربہ روان و دوان بودند عجب وقتے بود و عجب احوال قُبْحَان مَن یَغْیَرُوْا لَا یَتَغَيَّرُوْا سُبْحَانَ مَنْ لَا یَقْبَلُ الزَّوَالَ۔
یک بار چون حضرت ایشان بہ کوسٹہ رسیدند حاجی نیاز کہ از باران قلعه علاقہ شلگر بود لباس رنگین و عمدہ پوشیدہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدہ بود۔ حاجی نیاز مرد پاک باطن، صاحب نسبت بود حضرت ایشان را نیز بر حال وے نظر مرحمت بودہ۔ چون نظر حضرت ایشان بروے اقتاد، فرمودند ”واہ واہ اے نیاز، امروز جامہ ہائے خوب پوشیدہ“ عاشق صادق چون از زبان مبارک محبوب خود نام خود را شنید بہ وجد آمد و مستی کنان عرض کرد۔ این روز عید من است کہ جمال با کمال شمارا می بینم۔ احوال ہر یک از ان صاف کیشان مثل احوال حاجی نیاز بودہ، افتان و خیزان مستی کنان مسافات صد ہا امیال پا پیادہ قطع کردہ بہ خدمت ایشان می رسیدند روز ہا باشہا بر زبان خشک آن ہم بہ قدر کفاف بہ سرمی بردند و بہ زبان حال می گفتند۔

اے برادر بے نہایت در گہمیت ؛ ہر چہ بڑے می رسی بروے میست

آمد بی بی افسر انجلیزی

افسرتام پولیس بلوچستان، چہ پولیس ظاہری و چہ پولیس سری، بی بی بود۔ بعد از وصول حضرت ایشان بہ کوسٹہ، بی بی بہ حضرت ایشان احوال فرسناد کہ برائے ملاقات نزد شامی آسیم۔ حضرت ایشان بہ بابو ولی محمد کہ از مجیمہ ضلع امرتسر بود۔ و از مخلصین حضرت ایشان بود فرمودند شما و حضرت بلال دران وقت باشید۔ حضرت برادر کلان و بابو صاحب کہ فیما بعد بہ صوفی صاحب اشتہار یافتند انتظام چائے کردند۔ بہ نواخت دہ از صبح بی بی آمد و بہ حضرت ایشان گفت حکومت شمارا، ہیچ گونہ آزار نہ می رساند، البتہ شما از اجتماعات دور باشید و در کار حکومت ہیچ نہ گوئید۔ بی بی تا چہار سال در سفر دہلی و کوسٹہ یک پولیس باوردی ہمراہ حضرت ایشان می کرد۔

آمد مہدی حسن

مہدی حسن افسر پولیس سری از پنجاب بود و مذہباً قادیانی بود، بعد از چند روز از آمد بی بی وے بہ خدمت حضرت ایشان آمد، پسر جوان سال ہمراہ وے بود کہ بہمان سال از کلبیہ فارغ شدہ بود۔ آمد مہدی حسن از کار حکومت بود۔ اما آمد پیش غیر از دیدن حضرت ایشان چیز دیگر نہ بود۔ مہدی حسن قدرے نشست و باز رفت پسرش نیز بہ رفاقت پدر برفت لیکن روز دیگر نہ در لباس اروپائی بلکہ در لباس وطنی حاضر شدہ بیعت شد۔

نگاہِ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند
عاجز آن جوان را می دید کہ ہر روز صبحا بہ ساعت نہ و نیم می آمد و نزد دروازہ خانہ حضرت
ایشان بر روی خاک می نشست۔ رویش بہ جہت حضرت ایشان می بود و شملہ دستار خود را بر روی
خود می انداخت و بہ ذکر پاک پروردگار مصروف می شد۔ بہ اندازہ سہ ساعت مصروف ذکر شریف می بود۔
چون موسم خزان شروع شد، حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند و آن جوان بعد از دو ماہ رختِ سفر از
دنیا بستہ بہ رُوحِ دَرَّیجَان و جَنَّةِ نَعِیم شتافت۔ رَحِمَہُ اللہُ و رَضِیَ عَنْہُ۔

آخوند جی شاہ محمد عمر | در ”محلہ فرشتخانہ دہلی“ قیام آخوند جی بود کہ مُتَسَلِّک بہ سلسلہ عالیہ
قادریہ بودند۔ مرد پیر صاحب نسبت و مبارک نفس بودند۔ حضرت
ایشان قدس سرہ بسیار بہ مودت و محبت با ایشان پیش می آمدند۔ بہ روز شنبہ دہم ماہ مبارک
میلاد ۱۳۳۶ھ (دسمبر ۱۹۱۶ء) حکیم محمد شفیع معالج چشم، حضرت ایشان را گفت کہ آخوند جی بسیار علیل
اند۔ حضرت ایشان برائے عیادت تشریف بردند۔ ماہر سہ برادران و حکیم محمد شفیع و یک مخلص افغانی در
معیّت حضرت ایشان بودیم۔ آخوند جی متصل بہ مسجد شریف در حجرہ بر سریرے دراز بودند۔ چون از
آمد حضرت ایشان شنیدند بہ مخلصان فرمودند کہ مرا بنشانید۔ اگرچہ حضرت ایشان فرمودند ”آخوند جی
شما بہ حال خود باشید“ لیکن آخوند جی اصرار فرمودند و مخلصین ایشان را بنشانیدند۔ غیر از استخوان و
پوست، هیچ نہ ماندہ بود۔ آخوند جی برادر زادہ کلان خود را کہ مختار احمد نام داشت طلب فرمودہ بہ حضرت
ایشان گفتند۔ این برادر زادہ من است و من این را برائے جانشینی خود تجویز کردہ ام، حضرت شام دعا
فرمایید کہ صالح و قائم بر مسلک بزرگان باشد۔ چنانچہ حضرت ایشان دعا کردند و فرمودند کہ این س
فرزندان من اند۔ و ما ہائے ماہر سہ برادر را گرفتہ فرمودند کہ شما دعا فرمایید کہ پروردگار ایشان را صالح کند
چنانچہ در آن ضعف و نقاہت و علالت جناب ایشان دستہائے خود برائے دعا برداشتند و بہ
خلوص دل و عاجزی دعا کردند۔ حضرت ایشان و سایر حاضرین آمین می گفتند۔ حاکم در کتاب الدعاء از
مستدرک روایت از سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردہ کہ سر دارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔
إِنَّ اللہَ حَیُّ کریمٌ یَسْتَجِیْبُ مِنْ عَبْدِہٖ أَنْ یَبْسُطَ الْیَدَیْہِ ثُمَّ یرُدُّہُمَا خَائِبَتَیْنِ۔ عاجز بقین
دارو کہ آن دعائے پاک نفسان مقبول بارگاہ شدہ۔ ذَلِکَ مِنْ فَضْلِ اللہِ عَلَیْنَا۔ و بعد از دعا
جناب ایشان بہ حضرت ایشان فرمودند۔ امامت نماز جنازہ ما حضرت شما خواہید کرد۔ حضرت ایشان
بہ اثبات جواب دادہ فرمودند۔ فردا شب در خانقاہ شریف محفل مبارک میلاد منعقد خواہد شد،

شماره برادرزادہ خود را بگوئید کہ وہ در ان مبارک محفل شریک شود و عند القیام در بارگاہ رسالت عرض سلام کند و باز نعت بخواند حضرت آخوندجی ہمان وقت بہ برادرزادہ خود بہ تاکید فرمودند کہ شما در ان محفل مبارک شریک شوید و سلام و نعت بخوانید۔

یک سال قبل در قدم شریف حضرت ایشان از مختار احمد نعتی شنیدہ بودند۔ ازین جہت حضرت ایشان فرمایش سلام و نعت کردند۔

روز چار شنبہ تمام کردہ بہ شب پنجشنبہ بعد العشاء الآخرہ
بنگرید کہ روح پروازی کند | حسب معمول حضرت ایشان قدس سرہ مبارک احوال سردار

دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان می فرمودند چون کہ خالقہ شریف از مردم پُر بود و جمعے کثیر بیرون دروازہ استادہ بود حضرت ایشان استادہ و دور کردہ جا بہ جا استادہ احوال مبارکہ بیان می کردند چون از جہت منجر مبارک بہ سمت منارہ جنوبی مسجد شریف تشریف می آوردند یک جائے استادہ کہ از منارہ فاصلہ سہ گز دارد۔ حضرت ایشان از روئے کتاب سعید البیان کہ از تالیفات جدِ بزرگوار حضرت ایشان است احوال مبارکہ را بیان می کردند کہ مرد پیر محمد احسان کہ مرید جدِ بزرگوار ایشان بود و در خورد سالی حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ گشت میگرد۔ پاہائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ مالش شروع کرد۔ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَرَى الْاِحْسَانَ، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند۔ اے احسان بگزار این پاہا را کہ در ذکر پاکِ سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماندہ و خستہ شوند۔ عاشق صادق احسان بہ این سخن در وجد آمد و خلق خدا متحیر ماند کہ حضرت ایشان نام احسان چہ گونه گرفتند۔ ہنوز تحیر مردمان باقی بود کہ حضرت ایشان فرمودند دروے ایشان بہ سمت شمال بود بنگرید کہ روح پروازی کند۔ و بعد ازین گفتار یک دقیقہ خاموش ماندند ہزار ہا مردم این سخن را شنیدند دیدند کہ حضرت ایشان اشارہ بہ جانب پرواز روح کردند لیکن کسے را یار نہ بود کہ استفسار کند۔ تقریباً پانزدہ دقیقہ گزشتہ باشد کہ از فراش خانہ شخصے آمد و بیان کرد کہ حضرت آخوندجی شاہ محمد عمر حلت فرمود و بہ حسہ ساعت ہمان وقت و دقیقہ را بیان کرد کہ حضرت ایشان در ان وقت از پرواز روح خبر دادہ بودند۔ کسانے کہ حاضر بودند اکثر ذکر این واقعہ می کردند۔ چند ماہ پیش یک مرد پیر ذکر این واقعہ می کرد و وقتیکہ عاجز را این واقعہ یاد می آید این شعری خواند۔

وَ اَنِّي حَفِصٌ وَ كَرَامَتِي فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ الْخُلُجِ

حضرت ایشان قدس سرہ چند بار از ارواح خبر دادہ اند و بیانش در فصل ثالث انشا اللہ
خواہد آمد۔ صبح آن شب حضرت ایشان قدس سرہ امامت نماز جنازہ آخوندجی

نزد قبرستان حضرت خواجہ خواجگان قبلہ حق پرستان خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کردند۔ و در آن بقعہ مبارکہ مدفون گشتند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَخِیَ عَنْہُ۔

بہ خورجہ | چودھری مولاداد خان از خورجہ بودند، اہلیہ ایشان بی بی حنیفہ صاحبہ الاملاک الاراضی بودہ۔ ہر دو از مخلصین صادقین حضرت ایشان بودند۔ ایشان در حفلہ زواج فرزند خود احمد سعید خان حضرت ایشان را در ۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) برائے یک ہفتہ بہ خورجہ بردند۔ و آن جادو محلہ نصر اللہ خان در خانہ چودھری صاحب قیام بود۔ برائے اہالی خورجہ اسباب سعادت فراہم شد، فراڈمی و جماعات بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ فوائد حاصل می کردند۔ در خورجہ مزار پرنوار حضرت مزار عبد الغفور است کہ از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی و پیر صحبت حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ سرار ہم بودند۔ حضرت ایشان بر مزار ایشان رفتند و لطفہا برداشتند۔ روزے بر ملاقات مولانا عبد الملک خان خوشیگی فرزند مولانا نصر اللہ خان احمدی خوشیگی قادری تشریف بردند۔ ملاقات پر مودت و پر لطف بود۔ مولانا عبد الملک بسیار ضعیف و پیر بودند۔ طاقت رفت و آمد نہ داشتند از تشریف بردن حضرت ایشان بسیار مسرور و معظوظ شدند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَخِیَ عَنْہُ۔

بہ نمائش گاہ بلند شہر | در ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۷ھ چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ در بلند شہر ہر سال نمائش می شود۔ در نمائش گاہ زمینداران خیمہا ایستادہ می کنند چنانچہ یک خیمہ از من است۔ آن جائے تفریح است اگر حضور اقدس صاحبزادگان را اجازت دہند، ایشان سہ شب آن جا قیام بکنند۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و چودھری صاحب مایان رامع سہ نفر افغانہ بہ بلند شہر بردند این نمائش دائما در ماہ مارچ می باشد یعنی در ماہ حمل۔ و آن سال ۱۹۱۹ء بودہ۔ بعد از رفتن مایان بہ دور روز حضرت ایشان یک موٹر کار بہ کرایہ گرفت۔ با سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ نمائش گاہ تشریف آوردند و بہ چودھری صاحب فرمودند شما بچہ ہائے مرا آوردید و ما برائے دیدن ایشان کیم کارپاگان را قیاس از خود گیر۔ و تیکہ حضرت ایشان در دہلی بہ مخلصین دہلی فرمودند کہ

کہ نمائش گاہ جائے سیر و تفریح است و رفتن حضرت ایشان در آنجا مناسب نیست لیکن نہ دانستند کہ کارپاگان را قیاس از خود بگیر۔ زانکہ ماند در نوشتن شیر شیر۔ حضرت ایشان بہ اول وقت ظہر رسیدند۔ وقت عصر برائے نماز بہ مصلائے نمائش گاہ تشریف بردند فرش مصلی بہ چین و نشان دیوار ہا بہ قطار گلہا بود۔ از دیدن این منظر حضرت ایشان بسیار مسرور گشتند۔

چودھری مولاداد خان عرض کرد حضور این مصلی را بہ این نہج جمیل ہر سال عبدالعلی مختار تیار می کند و امسال بعض دشمنان بلا وجہ ایشان را در مقدمہ قتل گرفتار کردہ اند و شہادت ہائے کاذبہ فراہم کردہ ایشان را متہم ساختہ اند بہ ظاہر احوال امید حیات ایشان کم ماندہ است ایشان در محبس بودند چونکہ سخت بیمار شدند در خانہ نظر بند اند نہ می توانند کہ از خانہ بیرون آیند حضرت ایشان فرمودند ما می خواہیم کہ ایشان را عیادت کنیم چودھری مولاداد خان فوراً عربہ طلب کردند و حضرت ایشان و ماہر سہ برادران و چودھری صاحب در عربہ و یک مخلص افغانی نزد سائق نشست بر دروازہ نمائش گاہ چون خلایق را علم بہ ورود مسعود حضرت ایشان شد ہر اے مصافحہ و اخذ برکت بہ نوعی هجوم آوردند کہ عربہ حرکت نہ می توانست کرد۔ بالآخر بہ زحمت بسیار روانگی شد چون بہ خانہ عبدالعلی مختار رسیدیم و عبدالعلی را خبر شد کہ حضرت صاحب دہلوی تشریف آوردہ اند از فرط مسرت آب از چشمان ایشان جاری شد چلے آوردند حضرت ایشان بہ عبدالعلی مختار فرمودند مصلی را دیدیم دل ما خوش شد چودھری مولاداد خان از احوال شما خبر دادہ است۔ اگر شما این دو شعر را کہ ما نظم کردیم بہ حضور قلب بعد از نماز پنجگانہ سہ بار بخوانید، از لطف حق امید وارم کہ مشکل آسان خواہد شد۔

حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ

وَهُوَ نِعَمَ الْوَكِيلِ يَكْلُوْنِي فِي تَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدِ

یعنی اعتمادم ہست بر ذات احد در حیات و در ممات و در لحد

کار ساز و حاکم فظم شد کردگار زان برستم از غم لیل و نہار

چون حضرت ایشان این دو مبارک شعر را نوشتہ بہ عبدالعلی دادند ایشان آن رقعہ را بر چشم خود نہادہ بوسہ دادند و سہ دینار سُرخ بہ صدعاجز می پیش کردند و گفتند حضرت والا شایان شما ہدیہ نہ دارم۔ برائے حضرات صاحبزادگان این ہدیہ پیش می کنم۔ حضرت ایشان از آن جا آمدہ شب در نمائش گاہ بہ سر بردند و روز دیگر ماہر سہ برادران را با خود گرفتہ در سیارہ بہ دہلی تشریف آوردند۔

حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ در ۱۳۳۵ھ بہ نمائش گاہ ملحدے مسلمان می شود

تشریف بردند و بعد از بست و ہفت سال بہ روز دوشنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۶۴ھ (۳ ستمبر ۱۹۴۵ء) چودھری خدا بخش بہ خانقاہ شریف آمد۔ اولاً بہ مزارات مبارکہ رفت و عرض سلام کرد و فاتحہ خواند و باز نزد عاجز آمد و گفت۔ خانہ من در دہے نزد بلند شہر است۔ در دہہ مایک برہمن بود من از خورد سالی نزد وے می رفتم مرا باوے محبت شد و مذہب وے قبول طبعم شد۔ من علی الاعلان رسول خدا را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پیش مسلمانان بدی گفتم۔ عمر من بست و سہ یا بست چہار

ساله بود که بر دروازه تماشش شخصه را در عرب دیدم. با ایشان سه فرزندان و یک شخص دیگر شسته بود، و یک افغانی نزد سائق بود. مردمان بر عرب هجوم آورده بودند و هر یک خواهش می کرد که دست خود را به ایشان برساند، به نظر چنین درآمد که از آسمان ملکه نزل کرده در عرب نشسته است. من بسیار سعی کردم که دست خود را به ایشان برسانم لیکن نتوانستم و عرب روان شد. من از مردمان پرسیدم که این مرد نوری که بود گفتند: ایشان حضرت شاه ابوالخیر اند که در دہلی سکونت دارند. من همان دم در دل خود گفتم اگر به دہلی رفتنم شد به زیارت ایشان خواهم رفت. آن روز در دہلی من نور اسلام روشن شد و پروردگار فضل فرمود که من مسلمان شدم و من امروز بار اول به دہلی آمدم. ام نزد جامع مسجد درباره حضرت ایشان دریافت کردم. مردم گفتند که حضرت ایشان رحلت فرموده اند و در خانقاه شریف مزار مبارک ایشان است اگر چه من در حیات مبارک ایشان ندیدم لیکن بر مزار مبارک ایشان رسیدم و فاتحه خواندم. خدا بخش برائے حضرت ایشان دعاها می کرد. **رحمہ اللہ**.

حادثہ ریل | معمول حضرت ایشان بود که یک صالون قطار آہن را کہ چهار عجلات می داشت برائے خود از دہلی تا کوئٹہ و از کوئٹہ تا دہلی مخصوص می کردند و در راه به ہیچ جائے تبدیلی نہ می شد چونکہ صالون خوردی بود در قطار سریع اتصالش نہ می شد بلکہ در قطار بطی کہ بہ راہ سمسٹو و بھٹنڈہ می رفت الحاق آن کردہ می شد. و این صالون چند ساعت در سمسٹو و چند ساعت در روہڑی بہ انتظار قطار دیگر استا می بود. در سال ۱۳۳۸ھ دوم صفر یوم پنجشنبہ (۲۴ اکتوبر ۱۹۱۹ء) حسب معمول حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی در صالون خورد مخصوص روانہ شدند. عند الصبح الصادق قطار بہ روہڑی رسید و صالون حضرت ایشان را یک قاطرہ بہ جہتے برد و استادہ کرد. عمال قاطرہ را از صالون منفصل کردند و قاطرہ روان شد. صالون بہ جہت شرق کہ قدرے انحدار داشت غلطیدن شروع کرد. عمال سنگ ریزہ ہا بر خط آہن می نہاندند تا کہ صالون بر جائے خود قائم گردد. لیکن حرکت صالون دراز دیداد بود. قاطرہ کہ صالون را آورده بود بر خط آہن دیگر بود. عمال بہ سائق قاطرہ گفتند تا جہت شرق رفتہ راہ را بگیرد. صالون بہ مقام اتصال خطوط قریب شدہ بود کہ قاطرہ در حرکت درآمد و سائق سعی کرد کہ قاطرہ را بہ سرعت از مقام اتصال بگزراند چون قاطرہ بہ مقام اتصال رسید کنج شمال شرقی صالون نیز قریب رسیدہ بود لہذا اصطدام شدید واقع شد. قاطرہ از مقام اتصال درگشت و صالون از خط آہن فرو آمدہ برد و عجلات جنوبی بنوعی قائم شد کہ پا بدان زیرین حصہ جنوبی متصل بہ زمین شد و حصہ شمالی صالون بہ ہوا معلق ماند بہ نوعی کہ عجلات شمالی بہ اندازہ یک گز از زمین بالا بود. این آن وقت بود کہ خبیطہ ابیض از خبیطہ اسود بہ امتیاز رسیدہ بود و دروے صالون شرقاً و غرباً بود.

ماہر سہ برادر مع حاجی ملا احمد خان مسہ خیل در غرفہ شرقی و حضرت ایشان مع حضرت والدہ ماجدہ و خومہران در غرفہ غربی بودند نشست گاہ حضرت ایشان بہ جہت شمال بود کہ از زمین بالا رفتہ بود و روئے ایشان بہ جہت غرب۔ بر حضرت ایشان کیفیت طاری بود و در ان احوال ”بڑی برکت خدا کے نام میں ہے“ میخواندند۔ یعنی در نام پاک پروردگار بسے برکتہا ست۔ حضرت ایشان تبسم گنان این مصرع می خواندند کہ محافظ کلان محطتہ کہ انگیزی بود مع جمع از ملازمین و پنج شش افراد بولیس حاضر شد۔ چون کیفیت صالون را ملاحظہ کرد۔ گفت حیرانم کہ این صالون چہ گونه برد و عجلات قائم است۔ حضرت ایشان در جواب ہمان مصرع آورد و خواندند و تبسم می فرمودند۔ افسر انگیزی از احوال حضرت ایشان حیران ماند۔ ہمان وقت برائے حضرت ایشان و جمیع افراد انتظام فطور و چائے کرد و من بعد ہر وقت کہ حضرت ایشان بہ روہری می رسیدند وے برائے سلام می آمد و چائے بسکٹ می آورد۔

راہ لاہور | بعد از حادثہ ریل حضرت برادر کلان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند اگر سفر در قطار سریع کردہ شود بہتر است۔ در لاہور تبدیلی ریل خواہ شد۔ چنانچہ از اواخر رجب ۱۳۳۸ھ (اپریل ۱۹۲۰ء) تا اوائل ماہ مبارک میلاد ۱۳۴۱ھ (اواخر اکتوبر ۱۹۲۲ء) شش بار سفر بہ راہ لاہور شدہ۔ بار اول یک شب در مال روڈ قیام کردند از اہالیان لاہور کسے را علم نہ شد۔ و بار دیگر ہشت روز در خانہ عبدالعزیز وکیل۔ یکی دروازہ و باز چار مرتبہ در انچھرہ در جائے میان قمر الدین و برکت علی۔ رحمہما اللہ۔

میان شیر محمد شرقیوری و مولانا روف احمد شاہ امام | بہ ماہ صفر ۱۳۳۹ھ (اکتوبر ۱۹۲۰ء) چون حضرت ایشان از کوئٹہ

بہ دہلی می آمدند ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری کہ مخلص صادق حضرت ایشان بود۔ موقع را غنیمت شمرده برآ قیام حضرت ایشان خانہ عبدالعزیز وکیل را در لاہور مہیا کردند کہ در یکی دروازہ بود۔ قیام حضرت ایشان ہشت روز در آن جا بود۔ از کوئٹہ چند مخلصین تالاہور آمدند و از دہلی چند مخلصین بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند۔ اہالی لاہور جوق در جوق برائے زیارت می رسیدند۔ روزے حضرت ایشان برگزسی ہندی کہ آں را ”مونڈھا“ گویند در صحن خانہ نشستہ بودند از زائرین خانہ پر بود کہ مرد پاک مشرب و پاک طبیت جناب شیر محمد شرقیوری تشریف آورد۔ بر سر مبارک حضرت ایشان عرق چین و برتن قمیص خورد بود و چشمان مبارک ایشان بند بود کہ مولانا شیر محمد آمدند چون نظر ایشان بر جمال مبارک۔ اذرا ادا ذکر اللہ۔ افتاد بے خود شدہ پا ہائے مبارک حضرت ایشان را کہ بر زمین آویزان بود بہ ہر دو دست

خود گرفتہ چشم بند کردہ بنشستند۔ ہر دو پاک نفوس بہ سیرِ موطنِ مقدسہ مصروف بودند و خلقِ خدا بر چہرہ ہائے مبارکہ ایشان انوارِ الہیہ را دیدہ متحیر و دہشزدہ گشتند، تقریباً نصف ساعت برین کیفیت گزشت۔ چون مولانا مخص شدند حضرت ایشان بہ حاضرین گفتند: ”شیر محمد شیر پنجاب است“ ایشان خلیفہ امیر الدین، خلیفہ سید امام علی شاہ خلیفہ سید حسین علی شاہ خلیفہ حاجی احمد خلیفہ خواجہ زمان، خلیفہ شیخ محمد خلیفہ خواجہ زکی خلیفہ خواجہ حنیف خلیفہ حضرت عبدالاحد و حدت بودند، روزے سفر می کردند کہ یک سکہ را در محطہ دیدند بے اختیار دست خود را بر رویش فرد آورده گفتند۔ این ریش تو ریش مسلمانان است۔ آن سکہ از قول ایشان بر ہم شد و چیزے سخت و سست گفت، جناب ایشان در صالونے داخل شدند و آن سکہ بہ جائے دیگر نشست۔ قطار روان شد و در احوال سکہ تغیر و نمود۔ در محطہ دیگر جناب ایشان را تلاش کردہ بہ خدمت ایشان رسید، مسلمان شدہ داخل سلسلہ گشت۔ رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی۔ مولانا شیر محمد بعد از دو روز ہمراہ جناب رؤف احمد شاہ امام جامع قلعہ گوجر سنگھ، برائے زیارت آمدند۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ رؤف احمد شاہ نہادہ فرمودند: ”شاہ صاحب عجب دل است“ و باز بہ مولانا شیر محمد فرمودند: ”شیر محمد امروز چہ شدہ“ ایشان عرض کردند۔ نعم یا سیدی سستی واقع شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند: ”اگر چہ مشائخ قدیمیہ و اراحوال نیند تا ہم مقام شکر پروردگار است و احوال غنیمت اند“ این فرمودہ برائے ہر دو پاک مشربان و صاف کیشان دعا ہا کردند۔ قدس اللہ اسرارہم۔ مولانا شیر محمد دوبار بہ اچھرہ نیز برائے ملاقات حضرت ایشان رسیدہ اند۔

حضرت طاہر بندگی | روزے در خانہ عبدالعزیز وکیل نماز عصر خواندہ حضرت ایشان مصروف حلقہ بودند کہ یک بارگی سر مبارک برداشتہ فرمودند کہ مزار پر انوار حضرت مولانا طاہر بندگی کجا است۔ ڈاکٹر اشفاق محمد برائے بردن حضرت ایشان بہ امر تسر بہان روز بہ امر تسر رفتہ بودند۔ برادر کلانش ڈاکٹر شوق محمد عرض کرد کہ در قبرستان مزنگ است۔ و آن جائے بسیار دور نیست۔ حضرت ایشان فرمودند کہ آن جا رفتن است۔ شخصے عرض کرد۔ وقت غروب آفتاب قریب است۔ فرمودند ما نماز شام بہان جامی خوانیم۔ و حضرت ایشان ہم دم بہ بہان عرق چین و قمیص خورد استادند و پایادہ روان گشتند۔ بہ اندازہ صد گز رفتہ باشند کہ یک ہندو مع دوستان خود پیش روے حویلی خود بر کراسی ہندی نشستہ بود۔ پوچھ حضرت ایشان را دید۔ دست بستہ استاد و عرض کرد۔ حضرت قدسے این جا توقف فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر بر کراسی نشستیم۔ حضرت ایشان خاموش بودند و چشمان مبارک حضرت ایشان بند بود۔ بعد از لحظات عربہ آمد۔ در عربہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و

حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت دہلوی شستیم و نزد سائق یک مخلص افغانی۔ ڈاکٹر شوق محمد و دیگر افراد سائق عربہ مایان را از محل وصول آگاہ کردہ برائے خود بہ تلاش عربہ ہاشند و عربہ مایان روان شد، بہ نزدیکی مزار پرنوار مقام اتصال چہار را ہا است۔ سائق بر راہ شمال رویہ روان شد حضرت ایشان یکبارگی چشمان مبارک خود را واکردہ فرمودند، این (سائق) مایان را کجائی برد۔ ببینید، ببینید حضرت این جا استادہ می فرمایند من بہ این سو ہستم، صاحبزادہ شہا کجائی روید۔ و قلیکہ حضرت ایشان این جا استادہ فرمودند شاہ بہ بہت غرب کردند۔ مرد پاک طینت حافظ عبدالحکیم دہلوی کلام حضرت ایشان را بہ سائق گفتند۔ سائق گفت من بر راہ درست می روم، حضرت ایشان کلام سائق شنیدہ خاموش شدند اما آثار اضمحلال بشرہ مبارکہ ظاہر شد عربہ دوسہ گز یا قدرے زائد رفتہ باشد کہ سائق عربہ استادہ کرد و گفت۔ فی الواقع من راہ غلط کرد ام۔ و عربہ را گشتانہ بہ ہمان جائے آورد کہ حضرت ایشان از غلط روی وے آگاہ کردہ بودند و بہ ہمان جہت روان شد کہ حضرت ایشان بہ آن جہت اشارہ فرمودہ بودند و درین اثنا بر بشرہ مبارکہ آثار مسرت ظاہر و باہر بودند و چہرہ انور کالبدر التمام روشن و منور بود۔ اندرین اثنا ڈاکٹر شوق محمد مع چند رفقا رسیدند و حضرت ایشان از کیفیت ایشان را آگاہ کردند نزد مزار پرنوار یک مسجد خورد است حضرت ایشان اولاً بہ مسجد شریف رفتہ نماز شام خواندند و باز بر مزار شریف حاضر شدہ۔ سلام مسنون عرض کردند و باز بہ ادب تمام دوزانو شستہ سورہ ملک بہ کمال خشوع و نیاز مندی بہ آواز بلند خواندند و قد مراقب نشستند و باز بہ ہر دو دستہائے خود مزار پرنوار را مسح فرمودہ بر سر و روی خود مسح کردند و بہ ادب نیاز تمام از انجام عودت فرمودند۔ آن وقت چشمان مبارک ایشان سرخ بود و تا یک زمان حضرت ایشان در احوال خود ماندند۔

چوں بادہ شوق تو کند براقی گرد تن و روح جملہ مست ساقی

تن مست شراب روح مست ساقی آن گرد فانی و این بگرد باقی

مقبرہ جہانگیر | یک بار میان قمر الدین، حضرت ایشان را بہ مقبرہ جہانگیر بردند۔ حضرت ایشان بر آقا مقبرہ کہ سطح و جائے فرحت بخش بود قدرے مشغول بہ ذکر شریف شدند۔ اندرین اثنا از جہت جنوب مشرق آواز لالہ الہ الا اللہ بلند شد۔ کسے بہ ذوق و شوق تمام بہ ذکر شریف مشغول شدہ بود۔ حضرت ایشان متوجہ بہ ذکر شریف شدند و فرمودند۔ کسے از نیک بندگان پروردگار بطریق حضرات قادرہ قدس اللہ اَسْمَاءُہُمْ مشغول ذکر شریف شدہ است، و حضرت ایشان برائے آن پاک نفس دعا ہا کردند۔ والدُّعَاءُ لِلْغَايِبِ مُسْتَجَابٌ۔

(متعلق بہ سفر امرتسر ص ۲۱۱ ملاحظہ کنید)

بہ دھوراجی

میں ہائے بمبئی و کاٹھیاواڑ بعرض شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ سہرت شریف می رفتند و در وقت ذہاب یا ایاب بہ آستانہ خیر جہان نیز حاضری شدند چنانچہ در ۳۳۹ھ حاجی ہاشم حاجی ولی پسران حسن دادا بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند کہ در ماہ صفر ۳۳۹ھ زواج اولاد مایان است۔ از حضرت شہا التجامی کہیم کہ بہ آن وقت در حفلہ زواج شرکت فرمائید حضرت ایشان فرمودند کہ اندران ایام مادر کوئٹہ بلوچستان می باشیم۔ حاجی ہاشم عرض کرد کہ من انتظام آورد حضرت شہا از کوئٹہ خواہم کرد و بعد از اختتام حفلہ زواج حضرت شمارا بدہلی می رسانم۔ ان شاء اللہ بہ حضرت شہا تکلیف نہ خواہد رسید۔ حضرت ایشان استدعائے حاجی ہاشم را قبول کردند و بہ چہارم صفر ۳۳۹ھ (۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء) سہ نفر از دھوراجی بہ کوئٹہ رسیدند و بہ دوشنبہ ہشتم صفر حضرت ایشان راجع متعلقین با خود گرفتہ از کوئٹہ روانہ شدند۔ یک شب در اچھرہ لاہور و دوشب در دہلی قیام شد و بہ روز دوشنبہ ۵ صفر (۱ اکتوبر) وصول بہ دھوراجی بود۔ آن روز وصول را اگر یوم مشہود گفتہ شود درست باشد از دھام خلّاق از دھوراجی چند محطّات قبل شروع شد۔ دیوانہ وار مردم برائے دیدن انسان کامل، خلیفۃ اللہ فی الارضین بر قطار گرد می آمدند، ہیچ جائے در قطار نہ ماند کہ از پروانہ ہائے شمع انوار الہیہ پر نہ شدہ باشد۔ در حجرہ کہ ماہر سہ برادر بودیم چون از واردین پرسید۔ در یک محطہ از ان جا پائین شدہ بہ حجرہ حضرت کعبۃ الآمال رفتیم۔ دیدیم کہ حضرت والدہ محترمہ و ہر سہ ہمیشہ گان در کنجہ نشستہ اند و مشتاقین حضرت ایشان را محاط اند۔ کسے پائے مبارک ایشان را مالش می کند، کسے دست مبارک ایشان را گرفت۔ کسے جامہ ہائے ایشان را بردید ہائے خود می مالد کسے زار و قطار می گرید، کسے نعرۃ اللہ اکبر بلند می کند۔ مایان بہ جہت زاویہ نسائہ شستیم۔ چون کہ با ماہائے صالونات از خلّاق پُر بود قطار سکتہ الحدی ہم بہ احتیاط سائو بود۔ در محطہ دھوراجی از دھام خلّاق بیش از بیش بود۔ از کثرت خلّاق و جوش و نعر ہائے ایشان منتظمین حیران ماندند۔ بالآخرہ۔

درین دریائے بے پایان دین طوفانِ شرافزا سرفگندیم بسم اللہ مَجْرِبُہَا و مُرْسَاہَا

جماعتی از منتظمین حضرت ایشان را در دائرہ گرفتہ بہ وقت تمام تاسیارہ رسانند۔

حضرت برادرِ کلان با حضرت ایشان بودند۔ این عاجز و برادرِ خورد را یک جماعت منتظمین بہ صد زحمت تقریباً در ریح ساعت بہ سیارہ کعبۃ الآمال رسانید۔ عاجز از منتظمین و دیگر افراد شنیدہ کہ این اجتماع مردم از صد ہزار بیش بودہ۔ از محطہ تا قیام گاہ از بام خانہا باران گلہا و در اہم بودہ۔ حاجی ہاشم و حاجی ولی یک عمارت عالی شان را کہ دو منزلہ بود برائے حضرت ایشان مہیا کردہ بودند در حصّہ رضی

یک غرفہ وسیع و کشادہ برائے نشست حضرت ایشان بود و دوسہ غرفہا برائے مخلصین کہ از میرٹھ و دہلی ہم سفر شدہ بودند و یک مطبخ و طبابخ و پنج شش نفر منتظمین شب و روز حاضری بودند و بالاخانہ برائے سکونت حضرت ایشان و مایان بود۔ ہشت روز قیام حضرت ایشان در انجا بود۔ و درین عرصہ مخلصین جیت پور برائے یک شب حضرت ایشان را بہ جیت پور در سیارہ بردند۔ آن جابر کنارہ رودی اقامت گاہ بود۔ بسیار جائے مفرح و دلکش۔ چون کہ ممر آب حصہ کوہی بود و آب در سنگ ریزہا روان بود لہذا بسیار پاک صاف بود۔ علی الصبح چون ماہر سہ برادران از خواب بیدار شدیم دیدیم کہ حضرت ایشان وضو کردہ از جہت مجری المیاء می آیند و می فرمایند۔ بچہا بسیند چہ جائے خوب و آب روان است، بروید و وضو کردہ بیائید و چون مایان وضو کردہ آمدیم حضرت ایشان امامت کردند، دوسہ نفر دیگر ہم شریک عمت بودند۔ آن جائے پرسکون و دلکش و آن وقت مبارک و آن نماز بانیا ز حضرت ایشان۔ سبحان اللہ۔ چہ وقت بودہ قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

دعوت راجہ | بہ روز دوشنبہ ۲۲ صفر ۱۲۴۲ (اکتوبر) حضرت ایشان از دھوراجی برائے دھلی روانہ شدند چند محطہ قطار گزشتہ بود کہ بر یک محطہ دستہ فوج استادہ بود و یک جوان خوش قامت و خوش لباس پیش دستہ فوج استادہ بود و در پہلوئے جوان یک شخص دیگر در لباس رسمی بود۔ چون قطار استادہ دستہ فوج بہ حضرت ایشان سلامی داد۔ و باز ہر دو افراد نزد حضرت ایشان آمدند۔ حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند، یکے از ایشان بہ جانب دیگر اشارہ کردہ گفت کہ ایشان جناب ولی عہد اند و پدر ایشان اجہ صاحب اند، ولی عہد پیش آمدہ مصافحہ کرد و گفت کہ پدر من مریض اند و خواہش دارند کہ جناب شما دعوت ایشان را قبول فرمائید و یک دوشب این جا قیام کنید حضرت ایشان بہ محبت و نرمی فرمودند۔ شامی بلینید کہ من با اہل و عیال و رفقا و سامان روان ہستم و صالون قطار تادہلی مخصوص شدہ۔ اندرین احوال معذورم۔ اگر شما بہ دھوراجی احوال می فرستادید از آن جابر برائے یک شب آمدن آسان بود از جانب من پدر خود را سلام برسانید مادامی کہ منم کہ پروردگار ایشان را شفا دہد۔ ولی عہد این کلام شیرین ایشان شنید و سر نیاز خم کرد۔ دستہ فوجی سلام پیش کرد و قطار روان شد۔

بہ پانی پت | غلام اکبر معروف بہ اگر و فقیر ولد محمد ایاز قوم انجیل ملیری ساکن کٹوا از مخلصین پاک نہاد صاحب جذبہ، صاحب نسبت، صاحب ولایت را حضرت ایشان بر مزار مبارک بزرگان دین می فرستادند۔ وہی گفتند۔ سلام مرا عرض کنید و ہر چہ ایشان فرمایند

آمدہ بہ ما بگوئید چنانچہ در ۱۲۴۲ھ حضرت ایشان غلام اکبر را بہ خدمت حضرت ابو علی قلندر بہ پانی پت فرستادند۔ غلام اکبر از پانی پت آمدہ عرض کرد کہ حضرت قلندر فرمودند خود شش نہ می آید و مریدان را می فرستد۔ حضرت ایشان بعد از استماع این پیام قصہ پانی پت کردند و آن جادو خانہ نواب زادہ فاخر احمد خان انصاری در محلہ قاضیان سہ شب قیام فرمودند۔ این خانہ از حضرت قاضی ثناء اللہ بودہ۔ حضرت ایشان چون درین خانہ داخل شدند بہ وقتِ نظر در چار اطراف دیدند و فرمودند کہ مراد است کہ حضرت جد امجد ما بہ وقتِ رفتن بہ حریم شریفین این جا قیام فرمودہ بودند و آن زاویہ را نشان دادند۔ عاجز گوید کہ این واقعہ در ۱۲۴۲ھ بودہ و در آن وقت سن مبارک ایشان دو سال بود۔ فاخر احمد خان و تمام افراد متحیر بودند کہ حضرت ایشان واقعات آن سن یاد دارند۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ۔ حضرت ایشان بر مزار پرنوار حضرت قلندر رفتند و بہ خدام حضرت قلندر دو صہ روپیہ دادند و بر مزار حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء قاضی ثناء اللہ و شمس الدین ترک قدس اللہ اسرار ہم حاضر شدند و با ہزاران فتوح از آن جا بہ دہلی مراجعت فرمودند۔ وَكَانَ ذَلِكَ فِي أَوَّلِ شَهْرِ رَجَبِ الْآخِرِ۔

بہ سعد آباد | نواب لطافت علی خان رئیس سعد آباد مخلص صادق حضرت ایشان بود در ۱۳۳۹ھ رحلت کرد۔ قبل از ارتحال بہ فرزند خود کرامت علی خان گفت کہ اگر حضرت پیرو شدم را یک بار بر سر تربت مایاری کہ یک مبارک نظر ایشان بر تربت افتد از حق من آزاد هستی و پروردگار ترا اجر ما خواهد داد۔ کرامت علی خان در محفل مبارک میلاد شریف در ۱۲۴۲ھ حاضر شد۔ و بہ چودھری مولاداد خان خوجوی اطہار مافی الضمیر کرد و خواہش کرد کہ حضرت ایشان را بہ نوعی برائے تشریف بردن بہ سعد آباد عرض کنند کہ حضرت ایشان رضا مند شوند۔ و کرامت علی خان بہ خانہ خود رسیدہ بہ حضرت ایشان عریضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان حسب معمول بعد العشاء الآخرہ از عریضہ کرامت علی خان در حلقہ بیان کردند چودھری مولاداد خان کہ مرد فہیم و مزاج دان حضرت ایشان بود و موقع را غنیمت شمرد و عرض کرد کہ سعد آباد جائے سیر و تفریح است اگر حضور انور تشریف بہرند خوش خواہند شد۔ چنانچہ حضرت ایشان مع متعلقین و مولوی سردار احمد وکیل مجددی را میپوری و صاحبزادہ سعید الزبیر مجددی کہ در مغلیہ دہلی قیام داشت و مولوی بخش اللہ دہلوی و چودھری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی شاہ سردھنوی، ورن لال دہلوی و سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ روز دوشنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ (۲۶ دسمبر ۱۹۲۱م) قبل از زوال از دہلی روان شدہ تا عصر بہ سعد آباد رسیدند و یک ہفتہ آن جا قیام فرمودند۔ روزے در صبح چون از چائے حضرت ایشان فارغ شدند بیرون تشریف آوردند و فرمودند

شاید این باغ است - چودھری مولاداد خان عرض کردند - نعم یا سیدی این باغ است و روشِ خوبِ ارد۔ اگر حضور چند قدم سیر بفرمایند خوب است - چنانچہ چودھری صاحب حضرت ایشان را بہ آن راہ بردند کہ از نزد قبر لطافت علی خان می گزشت حضرت ایشان حسب معمول در احوال و در کیفیات خود بہ آہستہ خرامی مصروف بودند چون بہ قرب تربت رسیدند کہسے آن جناب را متوجہ کرد و چودھری صاحب عرض کرد۔ این تربت لطافت علی خان است حضرت ایشان استادند و اولاً بہ سوئے تربت دیدند و باز سلام مسنون و فاتحہ مختصر خواندند و دعائے مغفرت فرمودند۔ تمنائے لطافت علی خان صورت واقعی پیدا کرد و ہنیئاً الہ ثم ہنیئاً الہ۔

بر سرِ خاک مایہ نغمہ عشق را سمرآ
کز جذبات شوق تو نعرہ ز خاک بر زخم

بعد ہزار سال اگر بر قبرم گزر کنی
مشک شود غبار من روح شود ہمتہ تنم

یک روز کرامت علی خان حضرت ایشان و جمیع افراد را بہ آگرہ بردند حضرت ایشان بہ اکبر آباد (آگرہ) تاج محل و دیگر آثار قدیمہ را دیدند و باز ہزار مبارک حضرت ابوالعلی حاضر شدند۔

آن جا ہمہ تنہائی بود و از مجاورین و زائرین کہسے نہ بودہ حضرت ایشان بہ چودھری مولاداد خان و سردار احمد وغیرہا فرمودند کہ سبب است کہ حضرت ابوالعلی مدارات مانہ کردند کہسے بہ مدعائے کلام حضرت ایشان نہ رسید۔ و وقتے زیاد نہ گزشت کہ آمد مردم شروع شد و بہ اندازہ شصت نفر جمع شدند۔ در آن وقت حضرت ایشان فرمودند بنگرید کہ حال حضرت ایشان مدارات ما کردند کہ تمام رفت متعجب ماندند۔

کرامت علی خان از آگرہ دوسہ میلاد خوانان را طلب کرد و روز محفل مبارک میلاد شریف پنجشنبہ تمام کردہ بہ شب جمعہ بعد از عشاء آخرہ محفل مبارک منعقد شد مولوی سردار احمد مجددی، سعید الزبیر مجددی، چودھری مولاداد خان و امجد علی شاہ، ورتن لال و

کرامت علی خان و یک یاد و نفر از خویشان ایشان و ہر سہ افاغنہ شریک محفل مبارک بودند۔ و در غرفہ منصلہ مستورات بودند حضرت ایشان بہ کمال ادب و زانو نشستن چشمان مبارک بند و الذقن ملصق بصدہ الشریف میلاد خوانان آغاز ذکر پاک محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کردند۔ چون بہ ذکر مبارک ولادت با سعادت رسیدند قیام کردند و حضرت ایشان و جمیع حاضرین استادند میلاد خوانان بہ عرض سلام منظوم مشغول شدند و بر حضرت ایشان کیفیت طاری شد، دست بستہ پائے مبارک را آہستہ آہستہ می کو بیدند کہ کرامت علی خان عرق پاشی کرد۔ و عطر خوب بر ہمہ حاضرین مالید و خوشبوئے عود و بخور کرد۔ حضرت ایشان جنوب رویہ استادہ بودند۔ و بعد از طاری شدن کیفیت آہستہ آہستہ قبلہ رو گشتند حضرت برادر کلان و مولوی سردار احمد و چودھری مولاداد خان و کرامت علی خان چون وافتگی حضرت

ایشان را دیدند، دست یک دیگر مضبوط گرفتہ حضرت ایشان را در حلقہ گرفتند و چون این کیفیت طول کشید، مولوی سردار احمد بہ میلاد خوانان اشارہ کردند کہ خاموش شوند۔ از چشمان مبارک ایشان اشکها جاری بود کہ بر رخسار غلامیدہ ریش مبارک را تر کردہ بر زمین می ریخت و بعد از لحظہ حضرت نشستند و تا یک زمان در احوال خود مستغرق ماندند۔

میلاد خوانان بہ صبح آن شب بہ کرامت علی خان می گفتند کہ مایان در محافل عمومیہ و خصوصیتہ از مدۃ العمر میلاد شریف می خوانیم لیکن آن برکات و کیفیات کہ امشب محسوس کردیم، بیچ گاہ نہ دیدہ ایم۔

مراجعت و شکار | بہ دوشنبہ سوم جمادی الاولیٰ، دوم جنوری ۱۹۲۲ء بعد از زوال بہ عت یک بہ محطہ روانگی شد۔ در راہ چند آہوان بہ نظر آمدند۔ حضرت برادر کلان رسید امجد علی شاہ تفنگها گرفته از دو جانب بہ آہوان روان شدند و حضرت برادر کلان یک آہوز دند۔ حضرت ایشان این تماشای دیدند و بسیار خوش شدند و فرمودند این آہور مسلم بہ دہلی برید۔ بہ ساعت سه در ربع قطار از سعد آباد روان شد و بہ ساعت ہشت و نیم بہ دہلی رسید۔

سفر آخرین کوئٹہ | بہ شب پنجشنبہ یکم شعبان ۱۳۴۰ھ (۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء) از دہلی بہ لاہور و یک شب در اچھرہ قیام کردہ بہ روز شنبہ بہ کوئٹہ رسیدند۔ در آخر جمادی الآخرہ بقضائر اللہ و قدرہ یک واقعہ بہ ظہور رسید کہ حضرت ایشان متالم شدند و منظور پروردگار بود کہ آخر سال از حیات مبارکہ ایشان سال تالم بود۔ و باز در کوئٹہ علالت حضرت والدہ ماجدہ شروع شد۔ و چون مرض شدت اختیار کرد طبیبہ حاذقہ عرض کرد کہ مریضہ را در بیمارستان زنان داخل کنید، چنانچہ قیام حضرت والدہ صاحبہ در تشفی شد۔ و ہمیشہ محترمہ کلان برائے تیمارداری ہمراہ ایشان در تشفی بودند۔ چند وقت نہ گزشتہ بود کہ ہمیشہ محترمہ بہ رنجوری چشمان مبتلا شدند۔ طبیبہ ہر تدرع علاج کرد۔ فائدہ نہ شد۔ چون خوف زوال بصارت پیدا شد۔ حضرت ایشان از دہلی حکیم محمد شفیع معالج چشم را طلب کردند۔ حکیم صاحب در علاج چشم بکتائے روزگار بود۔

حضرت ایشان در ہفتہ بہ روز یک شنبہ ساعت دہ صبح برائے عیادت حضرت والدہ صاحبہ بہ تشفی تشریف می بردند۔ و ماہر سہ برادر با حضرت ایشان می رفتیم۔ ہمیشہ گان انتظام چائے می کردند۔ بہ اندازہ یک ساعت آن جا توقف می کردند۔ این سلسلہ علاج و معالجہ تا آخر روز حیات ایشان باقی ماند۔ در ہر ماہ زائد از یک ہزار روپیہ درین سلسلہ صرف می شد۔

حضرت ایشان در دو سالہائے آخر برائے تفریح "باغ تولہ" را منتخب کردند۔ این باغ

بہ جهت سُرِیاب بہ فاصلہ چہار میل از کوٹہ واقع بود۔ تولہ از قندھار آمدہ در کوٹہ آباد شدہ بود۔ اگرچہ ہندو بود اما از دل و جان معتقدِ حضرت ایشان بود۔ این باغش در یک زمان فی الواقع باغ بود لیکن فیما بعد کاریز خشک شد و باغ ویران گشت۔ چند درخت از زرد الوماندہ بود۔ این جائے بے گیاه و پُربار چُونکہ گوشہ سکون بود۔ مرغوبِ حضرت ایشان شد۔ تولہ مردہ بود پس رش زندہ بود۔ حضرت ایشان نزد وے احوال فرستادند کہ ما خواہش داریم کہ برائے تفریح بہ باغ شمار ویم۔ وے گفت۔ خوش نصیبی ما است کہ حضرت صاحب آن جانشریف بر نہ چنانچہ حضرت ایشان در دو سالہائے آخر بہ آن جانشریف می بردند می فرمودند۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

ماہر سہ برادر و جناب ملا امان اللہ و ملا منظر شہوانی و ملا صاحب خان قمبرانی و حاجی نادر بڑیج بیرون باغ در جائے نشستیم و حضرت ایشان بہ ذکر و فکر مشغول می بودند برائے نماز شام مایان می رسیدیم و بعد الصلاۃ بہ خدمت ایشان نشستیم۔ روزے بعد الصلاۃ بر صلی ہم چنان بہ حال قعدہ چشم بند کردہ نشستہ بودند بہ آواز بلند خواندند۔

امام اہل دینی یا محمد سراج المرسلینی یا محمد
طواف می کند اہل سماوات تو بر رُوی زمین یا محمد
بہ درگاہت نیاز اہل عالم تو بے شک نازنینی یا محمد

وقتے کہ حضرت ایشان این سہ بیت خواندند و کلمہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) می فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہت آمادہ بہ ادب و نیاز تمام اشارہ می کردند محسوس می شد کہ حجابات بالکلیہ مرفع شدہ اند و حضرت ایشان در بارگاہ رسالت عرض نیاز می کنند۔ باغ تولہ اگرچہ برائے دیگران ویران خاک دان بود اما برائے حضرت ایشان دار النعیم و الراحة بود۔ مجلسے کہ بعد نماز شام می بود عجب شیرینی و حلاوت می داشت۔ حضرت ایشان احیاناً اشعار حضرت مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی و گاہے اشعار حضرت والد بزرگوار خود و گاہے از اشعار خود می خواندند۔ گاہے بہ اردو گاہے بہ فارسی گاہے بہ عربی۔ در اشعار عربی گاہے از جائے استفسار می کردند استاد مایان جناب ملا امان اللہ چیزے می گفت۔ و لطفہا می برداشت۔ روزے حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ اے زید بیاض خور و قلم ہمراہ خود داشتہ باش۔ اشعارے را کہ می شنوی نوشتہ باش۔ چنانچہ این عاجز آن اشعار را می نوشت۔ ہر گاہ عاجز آن بیاض را مطالعہ می کند آن وقت و آن جا و آن صحبت بہ یاد می آید۔ و ملاوتے فوق العادہ در ہا

خود محسوس می کند، روزے ہفت شعر عربی از حضرت استاد خواندند و عاجزان اشعار را تبرکاً نقل می کنند۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْحَوْ فَوَا د وَشَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لَوَا د
تَأَلَّقَ بَرْقٌ مِنْ جَمِيٍّ مَنْ هُوَ يَتُّهُ فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّشَاد
وَمَعْدِرَةٌ مَتَى إِلَى مَنْ يَلُومُنِي إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَاد
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْصِرُ الْحَجَى وَقَدْ قَادَهُ دَاعٍ وَأَطْرَبَ حَاد
وَهَلْ يَسْتَخِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ أَرْحَامِهِ إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ نَرَيْنِ الْعِبَاد
كُنِيَ شَرَفًا أَيْ الْوُذُ بِحَضْرَةٍ مُقَدَّسَةٍ الْإِعْتَابِ ذَاتِ عِمَاد
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى لِمَنْ ضَاقَ ذَرْعُهُ هِيَ السَّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهَا عِمَاد

به دوران قیام کو نٹہ در سال آخر روزے خان قبیلہ بختیار برائے ملاقات

خان قبیلہ بختیار

آمد اگرچہ این خان از اتباع مملکت ایران بود۔ اما اندران ایام آن حصہ زیر تصرف انگلیسہا بود۔ لہذا ہمراہ خان چار پنچ باو دی فوجیہا بودند و خود خان ہم در لباس رسمی بود۔ وقت عصر بود کہ خان آمد۔ دران وقت عربہ استادہ بود و وقت برآمدن حضرت ایشان بود تا برائے تفریح تشریف ببردند۔ مخلصان خان را از عربہ قدرے دور تر استادہ کردند چون حضرت ایشان برآمدند ملائیک نظر بسم اللہ خواندہ عرض کرد حضور خان بختیار برائے زیارت آمدہ۔ حضرت ایشان برین اطلاع توقف فرمودہ نظر برداشتہ خان را دیدند و باز "خان و سردار را نہ می شناسم من خود خانم و سردارم" گفتہ در عربہ سوار شدند۔ این خان چار پنچ بار برائے زیارت آمد و نوبت آخر نہ باوے فوجی بود و نہ بر تنش لباس رسمی و بیرون دروازہ قیام گاہ حضرت ایشان بروئے خاک لب راہ نشسته بود۔ لیکن حضرت ایشان ویرا شرف ملاقات نہ بخشیدند۔ بعد از دو سال کہ ۱۳۴۳ھ بود این عاجز در کوئٹہ بود و حضرت برادر کلان و برادر خورد از وجہ ضرورتے بہ دہلی آمدہ بودند کہ آن خان برائے ملاقات آمد۔ و باعاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ وے گفت۔ اے خان راست بگو۔ چہ علت بود کہ حضرت ایشان قدس سرہ شمارا شرف ملاقات نہ بخشیدند۔ آیا خیال فاسدے در دل شما نہ گزشتہ بود۔ خان گفت۔ من این خیال کردہ حاضر شدہ بودم، کہ من خان یک قبیلہ ام و با من فوجیہا اند۔ لہذا حضرت ایشان مدارات منجما ہند کرد۔ و من یقین دارم کہ از وجہ این خیال فاسد، حضرت ایشان بہ سونیم التفاتے نہ کردند و سرمودند۔ خان و سردار را نہ می شناسم من خود خانم و سردارم۔ وقتے کہ خان این بیان می کرد از چشمانش اشکها می ریخت و باز گفت برایم این شرف بسیار است کہ حضرت ایشان را از دور زیارت کردم و امروز در

قیام گاہ حضرت ایشان دست بوسی فرزند حضرت ایشان میسر شد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی وَ اَجَا زَهُ عَلٰی
حُسْنِ عَقِيدَةٍ تَبِ خَيْرًا

سفر محمد اسماعیل خان | محمد اسماعیل خان محمدزی در کوئٹہ املاک کثیر داشت، تقریباً

یک صد خانہ برائے ایجار و یک قصر عالی شان دو منزلہ برائے خود ساخته بود۔ این قصر دو حصہ داشت، یکے نشست گاہ و دیگرے حرم سرا۔ محل وقوع این قصر نزد خانہ حضرت ایشان بود۔ محمد اسماعیل خان بسیار کوشش کرد کہ حضرت ایشان این قصر را قبول فرمایند لیکن کامیاب نہ شد۔ در کسب مال و زر از محمد اسماعیل خان بے احتیاطی واقع شدہ بود۔ ازین جهت حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول نہ فرمودند۔ نہ ہدیہ قصر و نہ ہدیہ عربہ دو اسپی نہ زر و نقد۔

خاک نشینی است سلیمانیم ننگ بود افسر سلطانیم

ہست چہل سال کہ می پوشش کہنہ نہ شد جامہ عریانیم

میر اعظم خان | در کوئٹہ ساہ سال معمول حضرت ایشان بود کہ ہر روز جمعہ برائے تفریح ہر مزار

عثمانی و حیدری تشریف می بردند۔ بیان عثمانی و حیدری در خاتمہ بیان اولاد صلی خواہ آمد۔ حضرت والدہ صاحبہ و خواہران رانیزی بردند۔ ملا عبد الحلیم ہر مزارات ایشان چہار دیواری ساخته بودند۔ و آن جا حضرت ایشان بہ ذکر و فکر مشغول می شدند۔ تا وفات ملا عبد الحلیم کہ در ۱۳۳۶ھ بودہ درین معمول فرق نیامد۔ چون ملا عبد الحلیم وفات یافتند و در احاطہ خواہران دفن شدند۔

یک بار حضرت ایشان بہ آن جا رفتہ اند و باز نہ رفتند۔ یک روز فرمودند کہ عبد الحلیم بسیار عاجزی و اظہار مسرت می کند و ما را بہ طرف خود مشغول می کند، ازین جهت ما بہ آن جا رفتن گزاشتیم مسکن میر

اعظم خان در راہ مزارات واقع بود۔ اعظم خان فرزند خدا داد خان بود کہ امیر بلوچستان بود۔ پسر کلان خدا داد خان محمود خان نام داشت، وے رفیق انگلیسہا شدہ پدر و برادر خود را بہ دست انگلیس داد و

خودش زیر سایہ حکومت انگلیس شدہ خان قلات گشت اعظم خان آیام نظر بندی خود را در کوئٹہ بہ سر می برد۔ خانہ وے از کوئٹہ بہ فاصلہ چہار و نیم میل بہ جہت غرب بر راہ چین واقع بود و از مزارات عثمانی و حیدری

نیم میل پیشتر بود۔ چونکہ بہ روز جمعہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعد از نماز جمعہ مع متعلقین بہ مزارات شریفہ تشریف می بردند و آن جا بہ ذکر و فکر مشغول می شدند و میر اعظم خان از دل و جان شیدائے آن جناب

بود بہ روز جمعہ مع فرزندان خود اکرم خان و احمد یار خان پیش روے خانہ خود بر کراسی می نشستند و چون عربہ حضرت ایشان قریب می رسید دست بستہ بہ ادب تمام استادہ می شدند و سر خود را

انخدا دادہ عرض تحیہ می نمودند۔ اعظم خان اسپ سواری را خوش می داشت۔ اگر حضرت ایشان را در جائے می دید ہمان وقت از اسپ پائین شدہ دست بستہ می استاد۔ بارے بروز جمعہ حضرت ایشان بہ مزار شریفہ در عربہ می رفتند۔ اعظم خان پیش روئے خانہ خود حضرت ایشان را دیدہ حسب عادت دست بستہ استادہ شدہ از ما برادران یکے عرض کرد کہ اعظم خان استادہ است حضرت ایشان بہ سائق عربہ کہ مظفر نام داشت فرمودند کہ عربہ استادہ کند و باز بہ جانب اعظم خان التفات فرمودند۔ اعظم خان این موقع را غنیمت دانست و مع فرزندان و خدم دویدہ بہ خدمت مبارک رسید و عرض کرد اگر قدے توقف فرمائید مستوجب خدمت گردد۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول فرمودند و قدے در خانہ ایشان نشستند۔

سفیر گل محمد و سردار امیر احمد | حضرت ایشان در باغ روشن آراہ متصل سبزی منڈی، دہلی تشریف فرما بودند کہ سردار گل محمد خان سفیر کابل با سردار

امیر احمد خان حاضر شدند۔ و این اول ملاقات ایشان بود۔ امیر احمد خان از سید عبدالرحمن در بغداد بیعت شدہ بود۔ خطاب سر حکومت انگلیسیہ بہ ایشان دادہ بود۔ چہ در حرب عمومی اول سید عبدالرحمن معاونت انگلیس کردہ عراق را از دست خلیفۃ المسلمین کشیدہ بہ دست انگلیسہا داد۔ حضرت ایشان را این واقعہ معلوم بود۔ امیر احمد خان بیان بغداد و سید عبدالرحمن نقیب کرد، حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون امیر احمد نوبت و گریہ آن ذکر مشغول گشت۔ حضرت ایشان سر مبارک خود را برداشتہ بہ قہر امیر احمد خان را فرمودند۔ ”مے خبیث پیش من تعریف کدام شخص می کنی۔ آن شخص کہ از سلطان المسلمین بغاوت کردہ رفیق انگلیسہا شدہ ملک اسلام را بہ دست کفار سپردہ، ہوش کن بار گذر چنین خائن اسلام پیش مانہ کنی“ وقتے کہ حضرت ایشان بہ قہر تمام این کلام می فرمودند۔ گل محمد خان و امیر احمد خان از فرط خوف لرزان بودند و بہ عاجزی و زاری طلبکار عفو شدند۔ و بعد ازین ہر روز ایشان بہ خدمت اقدس در باغ روشن آرا می رسیدند۔ زیرا کہ جائے گل محمد خان قریب باغ بود۔ بعد از پانزدہ سال امیر احمد خان بہ عاجز گشت۔ قربان حضرت صاحب شوم، ہر گاہ کہ آن نگاہ خشکین بہ یاد می آید تنم می لرزد۔ وقتے کہ امیر احمد خان این سخن می گفت از فرط محبت اشکھامی نخت سردار گل محمد خان نیز موجود بودند و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کردند۔ آن نگاہ قہر کہ امیر احمد خان بیانش می کرد۔ پردہ ہائے غفلت را زایل کردہ بود و برایش رحمت شدہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَحِمَہُ رَفِیقَہُ گل محمد و رَضِیَ عَنْہُمَا۔

امیر امان اللہ خان شاہِ افغانستان | در ایامِ شاہزادگی وقتی کہ امان اللہ خان

والی کابل بود در خواب حضرت ایشان را دید و یک گونہ تعلق قلبی پیدا کرد۔ و خواست کہ از احوالِ مبارکہ حضرت ایشان آگاہ شود۔ لہذا چہار نفر را از مخلصین پاک روش حضرت ایشان طلب کرد، یار محمد ولد مرزا خروئی از سرورہ، حاجی ملا احمد خان ولد عبدالکریم مٹہ خیل از کٹواڑ، سید احمد جان لدیہ اختر از خیر کوٹ کٹواڑ ملا خیر اللہ ولد ملا عبداللہ جلال زئی، انڈر از پاچگی علاقہ شلگر سہ شب با این چہار افراد، بعد العشاء الآخرہ محبتہا کردہ از احوال و کیفیات حضرت ایشان با خبر شد، بہ شبِ سیوم یک گونہ اثرے نیز بر ایشان ظاہر شد و گفت من مخلص و مرید حضرت ایشانم۔ اندرین ایام قیام حضرت ایشان در کوٹہ بود۔ لہذا بہ صبح شبِ سیوم عریضہ نیاز با یک تپوے اعلیٰ ساخت کابل و ہم دو پار چہائے کشمیرہ از ساخت کابل و سہ پوست قرہ قولی بہ دست قاصدے بہ کوٹہ فرستاد، چون شاہ شد۔ حاجی ملا احمد خان مٹہ خیل را بہ کابل طلب کرد و بہ دست حاجی صاحب عریضہ نیاز با یک ساعت حبیبی مع سلسلہ طلائی و قطب نمائے اعلیٰ بہ خدمت حضرت ایشان بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ فرستادہ، در عریضہ التجا کردہ بود کہ در اوائلِ موسم بہار، او اخیر پریل و اوائلِ ثور بہ کابل تشریف بیارید و بلاد افغانستان را از قدمِ مہمہنّت لزوم خود مشرف فرمائید۔ بہ حاجی صاحب نیز این سخن گفتہ بود چنانچہ حاجی صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض نمود و ساعت و عریضہ پیش کرد و امیر صاحب بہ سفیر خود سردار غلام حیدر خان محمدزی ہدایت کرد کہ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ دعوت کابل را عرض کند۔ چنانچہ درین سلسلہ چند بار سفیر آمد۔ حضرت ایشان حسبِ عادت مبارکہ خود بیان این امر بہ مخلصین کردند، و قرار گرفت کہ شیخ غلام احمد ہانسوی، و چودھری مولاداد خان خورجوی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حافظ عبدالحکیم و مولوی بخش اللہ دہلویاں و چند نفر دیگر در خدمت حضرت ایشان بہ کابل خواہند رفت، سردار غلام حیدر خان بہ شاہ بشارت نوشت۔ از شاہ تاگدا ہر یک مسرور و شادان بود و بہ خیال کس نہ گزشت کہ چون اظہارِ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ می شود وقت۔ قَسَمَ مُحَمَّدٌ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرُكَ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا۔ می رسد، و عنقریب بہ حضرت ایشان نویدِ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّاتِي۔ رسیدنی است۔ اَلْبَقَاءُ لِلَّهِ وَحْدًا۔

چونکہ علالت حضرت والدہ محترمہ شدید بود حضرت برادر کلان بہ معیت ایشان
ایامِ آخرین | بہ پنجشنبہ پنجم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ از کوٹہ بہ راہ لاہور بہ دہلی روانہ شدند

ہمراہ ایشان عیال ایشان و خواہر کلان و برادر خورد نیز بودند معالجہ کوئٹہ بہ معالجہ مستشفی دہلی نو مکتوبے نوشتہ بود۔ چنانچہ بہ ہفتم ماہ مبارک در مستشفی داخل شدند حضرت ایشان بہ روز شنبہ ششم ماہ مبارک کہ ۲۸ ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء بود، از کوئٹہ روان شدند، عاجز در خدمت حضرت ایشان بود۔ و روز یکشنبہ عند العشاء الآخرۃ بہ لاہور رسیدند، و بہ اچھرہ تشریف بردند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم باڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری وغیرہ در عربہ دوپایہ سوار بودند کہ نزد قیام گاہ اچھرہ در حفرة پر از گرد و غبار بغلطید۔ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد وغیرہما خاک آلود شدند۔ درین حادثہ جعبہ پان کہ در دست حکیم بود بہ افتاد و یک علیہ از جعبہ در خاک بماند۔ بہ صبح دوشنبہ کہ هنوز وقت نماز بود حضرت ایشان از بیرون بہ خانہ داخل شدند۔ عاجز در صد و نماز خواندن بود کہ حضرت ایشان فرمودند: "زید، ببین، ما علیہ خود را تلاش کردہ آوردیم بہ شب عربہ دوپایہ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد بغلطید و این علیہ در خاک ماندہ بود" عاجز ہر دو نفر، حکیم و ڈاکٹر جاہانے خود را صاف می کردند و بہ میان قمر الدین وغیرہ می گفتند: عجب است کہ جناب حضرت صفا بہ جائے غلطیدن عربہ تشریف بردند و در جائے کہ علیہ تہ خاک بود دست مبارک خود را در خاک داخل کرد علیہ را کشیدند۔ عاجز گوید کہ این کرامتہ بود کہ در آن وقت نہ ظہور رسید۔ فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ الْمُكْرَمِينَ يَنْظُرُونَ بِتُورٍ اللَّهُ جَلَّ شَانُهُ كَمَا وَدَّ فِي الْخَبَرِ۔

پیر عبد الخالق ہوشیار پوری | پیر عبد الخالق فرزند پیر قادر بخش اند جد کلان ایشان از گردیز بہ پنجاب آمدہ بودند۔ پدر ایشان خلیفہ حاجی محمود جالندھری خلیفہ مولوی محمد شریف خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید بود، تربیت ایشان ابتداءً سائین توکل شاہ کرد و بالآخر بہ خدمت حاجی محمود جالندھری رسیدند و خلافت یافتند، ایشان در مدینہ منورہ بہ خدمت حضرت شاہ عبد الغنی و در مکہ مکرمہ بہ خدمت حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہما رسیدہ اند، آن نصیبہ ایشان نزد حاجی صاحب بود۔ لہذا ہما نجا رسیدہ بیعت شدند و نصیبہ خود برداشتند، حاجی صاحب بسیار مہسن و کهن سال بود بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ وفات یافت۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پیر عبد الخالق علیل بودند و برائے معالجہ بہ لاہور آمدہ بودند، بہ وقت عصر عاجز نزد حکیم محمد شفیع نشستہ بود کہ حضرت ایشان از عاجز دریافت فرمودند: خواہش سیر و تفریح داری۔ عاجز در اثبات جواب داد۔ میان قمر الدین و ڈاکٹر اشفاق محمد عرض کردند کہ پیر عبد الخالق برائے معالجہ آمدہ اند۔ اگر حضور انور عیادت ایشان بکنند بہتر باشد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ پدر پیر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و ارتباط ایشان با حضرات کرام بود۔ عربہ طلب کنید تا بہ

عیادتِ ایشان برویم، چنانچہ عربہ رسید و حضرت ایشان و این عاجز و حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد اندرون عربہ و میان قمر الدین بالا نزد سائق نشستند و بہ قیام گاہ پیر عبد الخالق روان شدیم۔ قیام پیر عبد الخالق در راعی بلڈنگ بود کہ بیرون شہر در مرغزار واقع بود۔ چون عربہ بہ راعی بلڈنگ رسید، میان قمر الدین پائین شدہ نزد پیر صاحب رفتند تا ایشان را خبر دہند، ایشان بر سریرے بدون پیرہن و کلاہ در یک لنگی نشستہ بودند و نزد ایشان بر کرسی ہندی یک جوان در لباسِ اروپائی بود و جماعتی از مخلصین بہ شکل ہلالی نشستہ بود۔ چون قمر الدین بہ ایشان آمد حضرت ایشان خبر داد، ایشان علی الفور بر مہنہ سر، بر مہنہ تن، بر مہنہ پادریک لنگی دست بستہ بہ جانب عربہ روان شدند و چون نظر ایشان بر حضرت ایشان افتاد از ہر دو چہمان ایشان سیل اشک روان شد۔ طاقت گفتار نہ ماند، در احوال جذب و بخودی نزد حضرت ایشان رسیدہ ہر دو پائے مبارک را بہ ہر دو دست خود گرفتند حضرت ایشان بہ محبت و شفقت ایشان را استادہ کردہ دست راست بر شانہ چپ ایشان نہادہ بہ جانب سریر روانہ شد۔ چون حضرت ایشان بر سر نشستند پیر صاحب دوسہ قدم، دست بستہ، چشم بند کردہ، رجعت قہقری نمودہ استادند و چہمان ایشان گوہر غلطان می ریخت۔

صحرائیں ز سیلِ حذر کن کہ آستین ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
چند دقیقہ حضرت ایشان نیز چشم بند کردہ متوجہ بہ ایشان ماندند و باز بہ محبت تمام فرمودند کہ نزد ما بنشینید چنانچہ پیر صاحب قریب ایشان بر کرسی ہندی نشستند۔ ڈاکٹر اشفاق محمد احوال این ملاقات بہ اردو نوشتہ۔ ابتدا ربہ بسم اللہ و یک شعر فارسی کردہ آن تحریر پیش عاجز است تذکار المحبتہ آن رامی نویسد۔

تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ اشفاق، ابوالخیر چہ اکل ست کہ قدم بر قدم احمد مرسل بود است
وقت مراجعت از کوئٹہ بہ دوران عارضی قیام لاہور حضرت پیر و مرشد جناب مولانا و ہادیانا و مرشدنا، حافظ، قاری، حاجی، شاہ ابوالخیر مجددی، فاروقی، دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ فرود گاہ حضرت صاحبزادہ محمد عبد الخالق صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ راعی بلڈنگ تشریف بردند حضرت مؤخر الذکر بہ نہایت محبت و ادب قدمبوسی حضرت صاحب قبلہ کرد و بہ احترام بجائے خود نشانند و باز بہ مردیان خوش اعتقاد خود متوجہ شدہ فرمود۔ کجا بخت مایان کہ بجائے مایان قدم مہمنت لزوم اولاد حضرت مجدد قدس سرہ شود۔ سبحان اللہ کہ این چہ مبارک ساعت است۔

قبلہ ام حضرت صاحب دہلوی بہمن خطاب کردہ ارشاد کردند بنگر اے اشفاق بنگر کہ صاحبزادہ چہ اظہار اخلاص و محبت می کنند و پروردگار را شکر است کہ صاحبزادہ منازل سلوک را طی کرده اند و طالبان حقیقت از ایشان استفادہ می توانند کرد۔ بعد ازین صاحبزادہ صاحب قبلہ ام حضرت صاحب را بہ حرم سہروردند آن جا ”مائی صاحبہ“ (عیال صاحبزادہ صاحب) از پس پردہ ہدیہ سلام و نذر پیش کردند و باز حضرت صاحب بیرون تشریف آوردند و چائے آورده شد و حضرت ایشان از صاحبزادہ استفسار صحت فرمودند و ایشان بہ جواب عرض کردند کہ عارضہ کثرت بول (ذیابیطس) پیدا شدہ است و امید واثق دارم کہ از برکت قدم مبارکہ حضور صحت یاب خواہم شد، حضور پر نور دہلوی علیہ الرحمہ بہمن حکم دادند کہ تشخیص کردہ چیزے تجویز نمایم چنانچہ من بیان پرہیز و اغذیہ وغیرہ کردم، و از ان پس از آن جام راجعت شد، چون حضرت ایشان قصد مراجعت فرمودند صاحبزادہ صاحب اقدام مبارکہ را گرفتہ بسیار گریہ کردند۔ قبلہ ام حضرت صاحب را نیز رقتہ پیدا شدہ و دیدہایم نیز پر از آب شدند و معلوم می شد کہ در آن وقت آنجا ہر در و دیوار و اوراق اشجار بہ گریہ و زاری مصروف اند۔ و عندالوداع جناب صاحبزادہ بار دیگر اقدام مبارکہ حضرت صاحب را محکم گرفتہ بوسہ دادند۔ آن وقت بر حضرت صاحب کیفیت طاری شد و فرمودند، اے مردمان طریقہ ادب را از ایشان حاصل کنید، ایشان را ہزار ہا مریدان و صد ہا خلفا اند و ہمان الفاظ مبارکہ فرمودند کہ بنگرید بنگرید صاحبزادہ بہ چہ اخلاص و محبت از ما مخلص می شوند۔ و حضرت ایشان در عربہ شوار شدند۔ آن گاہ کہ از حضرت ایشان اجازت جزب البحر طلب کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ اے عزیز صبر کن کہ این وقت مرا لم جلدائی صاحبزادہ در گرفتہ است۔

یکے از غلامان (ڈاکٹر) اشفاق محمد۔ امرتسر

عاجز گوید کہ حضرت ایشان قدس سرہ در اچھرہ پیش صد ہا نفر بہ اشفاق محمد و قمر الدین فرمودہ بودند کہ پدر میر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و از اظہار ادبے کہ پیر عبد الخالق کرد ارشاد حضرت ایشان بہ اتم وجہ بہ ظہور رسید۔

خوشتتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

مرد پیر | صبح آن روز بہ وقت چاشت عاجز از حضرت ایشان اجازت طلب کرد کہ برائے سیر و تفریح ہمراہ حکیم محمد شفیع برود، فرمودند کہ کجای روی عرض کرد کہ بہ باغ شالامار، فرمودند، عربہ طلب کن ما ہم می رویم۔ چنانچہ با حکیم و ڈاکٹر و قمر الدین بہ باغ رفتیم آن جا حضرت ایشان بر کنار حوض بر کرسی نشستند۔ وقتے نگزشتہ بود، پیر مردے کہ بہ صد سال عمر رسیدہ

باشد آمد و بہ پہلوئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان در عرق چہین و پیرہن بودند۔ آن پیر مرد بہ وقتِ نظر در ایشان نگریست و دستِ خود را بر سر مبارکِ حضرت ایشان نہاد و گفت: سائین شمارا خدا خوش دارد۔ دوسہ بار این کلام گفت و روان شد۔ قمر الدین وغیرہ حیران بودند کہ این پیر مرد کیست و حضرت ایشان بہ آن پیر مرد ہیچ نہ فرمودند و خاموشی قدر تے بستم کُنان نشیستہ بودند۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ هُوَ ذَاكَ الرَّجُلُ وَلَکِنْ کَانَ الْاَمْرُ عَجَبًا۔

بہ روز سہ شنبہ صبحا بہ ساعتِ ہفت و رجب بہ نہم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ موافق ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء عہدِ برادری رسیدند حضرت برادر

کلان و برادرِ خورد با جماعتِ کثیرہ از مخلصین دہلی، میرٹھ، سرسہ وغیرہ از بہر استقبال بہ محطہ رسیدہ بودند بہ آرام و راحت بہ خانقاہ ارشاد پناہ رسیدند۔ و آن جاملہ خطہ فرمودند کہ مخلصین برائے احتفال میلاد شریف بہ ترتیبات لازمہ مشغول اند۔ بسیار خوش شدند و دعا ہا برائے ایشان کردند۔

وقتے کہ از کونستہ بہ دہلی روانہ می شدند سیزدہ ہزار روپیہ محفوظ کردند و بنائے مسجد و ارادہ حج فرمودند اگر حیات ماند اولاد را ہمراہ خود گرفتہ بہ حج می روم، چون بہ دہلی

رسیدند بعد از میلاد شریف بہ حافظ غلام محمد باغ و آلا فرمودند کہ در رامپور مسجد شریف حضرت محمد مرشد جدِ مادری حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہما بوسیدہ و منہدم شدہ شما آن مسجد شریف را از سر نو تعمیر کنید کہ سہ گنبد داشتہ باشد و بر سر ہر گنبد کوچک منارہ مخروطی از مس نصب کنید کہ آں را بہ اردو کلس گویند حضرت ایشان برائے این کار دو ہزار روپیہ بہ حافظ غلام محمد دادند۔ در ایام علالت حافظ غلام محمد برائے معائنہ کلسہا آورد، بسیار خوش وقت شدند و مزید دو ہزار و پنچصد روپیہ بہ حافظ عنایت کردند۔ جزوی کار از این مسجد شریف ماندہ بود کہ حضرت ایشان ازین جہان رختِ سفر بستند۔ و فیما بعد حافظ غلام محمد آن را بہ اتمام رسانید، حافظ غلام محمد از مخلصین صادق المحبتہ والاخلاص بود۔ بہ روز سہ شنبہ ۲۱ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ (۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء) ازین دار احزان بہ دار الجنان رحلت نمود۔ رحمہ اللہ۔

در این سال معمولِ حضرت ایشان بود کہ تا ساعتِ یازدہ روز بہ مستشفی تشریف می بردند۔ حضرت برادرِ کلان پیشِ شقہائے مرضی در زمینِ خالی خیمہ نصب کردہ

بودند۔ حضرت ایشان در آن خیمہ تا ساعتِ ہشت شب قیام می فرمودند و باز عیادت کردہ بہ خانقاہ شریف تشریف می آوردند و بعد از صلاۃِ عشر بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و معمولِ مایان برادران بود کہ یک بار در ہر روز برائے عرض تحیات و تسلیمات و اخذ دعوات و برکات بہ خدمتِ حضرت ایشان می

رسیدیم۔ و بیشتر رفتن مایان بہ خدمتِ حضرت ایشان بعد از خواندن سبق می بود۔ حضرت ایشان از کیفیت دروس استفساری فرمودند چونکہ استفسار حضرت ایشان سطحی نہ می بود لہذا مایان بعد از خواندن دروس از اساتذہ باملا صاحب کہ بہ رفاقتِ ہر یک از مایان می بود مذاکرہ می کردیم۔ و سبق را بہ وجہ خوب یاد می کردیم و حقیقت آن است کہ آن جد و جہد کہ اندران ایام از وجہ حضرت ایشان کردہ شد تعلقے با علم پیدا کرد کہ تا این زمان فیضِ اللہ و احسانہ ثابت است۔

مایان ہر سہ برادر بعد از نماز پیشین برائے زیارتِ حضرت ایشان بہ مستشفی می رفتیم و نماز دیگر ہمراہ حضرت ایشان خواندہ بہ خانقاہ شریف مراجعت می کردیم۔

یک کشف روزے چون مایان اجازتِ مراجعت طلب کردیم حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ ”زید! اگر خواهش داری کہ رفاقت ماکنی پس توقف کن“۔ چنانچہ عاجز توقف نمود۔ اندران ایام شدتِ سرما بود روزہائے اوائل مینا بروا واسط جدی بود۔ از نماز شام تا ساعت شش فراغت می شد۔ و حضرت ایشان بہ ساعت ہشت از آنجا حرکت می کردند۔ این وقفہ بر عاجز گران آمد۔ و صحن شفقہ عاجز قدم می زد و خیال می کرد کہ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی۔ عاجز درین خیال غلطان و بیچان بود کہ ناگاہ حضرت ایشان بہ استعجال تمام بر مہنہ پا از خیمہ اندرون شفقہ داخل شدند و بہ ملاطفت تمام ہر دو دست مبارک را بر شانہ ہائے عاجز نہادہ فرمودند۔ زید پریشان مشو، والدہ شما بسیار خدمت ماکردہ و مایہ نخواستیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم بہ ساعت، شب از شنب در مرض ایشان شدت می شود۔ و در آن وقت عیادت کردہ بہ خانہ می رویم“۔ عاجز عرض کرد، بہتر است۔ حضرت ایشان بہ خیرت شریف بردند و عاجز را نفع حاصل شد کہ چرا پریشانی پیدا کرد و چرا حضرت ایشان را زحمت داد۔

اجازت یک قبر حضرت ایشان در سال آخر از کوئٹہ بہ مخلصین دہلی چند خطوط نوشتند کہ در خانقاہ شریف اجازت یک قبر ساختن از حکومت حاصل کنید۔ اگرچہ حضرت ایشان تاکیدات فرمودند۔ اما مخلصین تساہل و تغافل کردند۔ روز جمعہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۲۸۱ھ مطابق بہم فروری ۱۹۲۳ء حضرت ایشان بہ مستشفی نہ رفتند و بہ وقت دیگر برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری بہ شارع علی پور شریف بردند و بہ سائق عربی فرمودند بہ دفتر وائسرائے برو۔ آن جا امین الاسلام کلکتوی بہ انتظار حضرت ایشان استادہ بود۔ عاجز خیال دارد کہ یک دور و ز قبل امین الاسلام بہ خدمت حضرت ایشان بہ مستشفی رسیدہ بود و از قیام گاہ خود خبر دادہ بود۔

امین الاسلام وابستہ طریقہ نقشبندیہ بود۔ پیرش خلیفہ صوفی فتح علی ویسی بود۔ وقتے کہ حضرت ایشان

باقبلہ گاہ خود در ۱۲۹۰ھ بہ کلکتہ رسیدہ بودند صوفی فتح علی بہ خدمت حضرت جد امجد رسیدہ بود۔ اندران ایام ملاقات با حضرت ایشان کردہ بود۔ امین الاسلام عضو مجلس شوریٰ بود و برائے اشتراک در جلسات شوریٰ برائے سہ یا چار ماہ بہ دہلی می آمد۔ وہ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شد، و دو سال قبل حضرت ایشان برائے سیر و تفریح بہ قیام گاہ وے کہ در دہلی جدید بودہ تشریف می بردند خوش نصیب بود امین الاسلام کہ ہر روز دو ساعت نزد حضرت ایشان بہ ذکر شریف مشغول می گشت و چون بر میخواست اثر خمار در چشمانش ظاہری بود لطائف امین الاسلام ذکر گوید۔ بامناصب عالیہ دنیویہ مقاماتِ شائستہ باطنیہ را جمع کردہ بود۔ طُوبٰی لَہُ ثُمَّ طُوبٰی لَہُ۔

وقتے کہ حضرت ایشان بہ قیام گاہ امین الاسلام رسیدند وے بہ انتظار استادہ بود، و دیدہ نزد عربہ رسید و عرض کرد کہ تشریف آورید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ وے نہادہ فرمودند۔ مرا یک کار است، اگر وعدہ می کنی کہ آن کار را بہ انجام رسانی، می آیم۔ وے عرض کرد کہ بجان و دل سعی خواہم کرد حضرت ایشان فرمودند کہ برائے یک قبر ساختن در خانقاہ شریف از حکومت اجازت حاصل کنی و وے اقرار کرد و حضرت ایشان در مرغزار بہ ذکر شریف مصروف گشتند و نماز شام خواندہ از آن جا روانہ شدند۔ حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ درین قرب و جوار کوٹھی نواب پہاسو، ہست، آن جا نواب منزل اللہ خان قیام دارد، پسرش داؤد احمد خان علیل است، بہ عیادتش رفتن است سائق واقف بود و بہ کوٹھی رسانید۔ حضرت ایشان بہ حضرت برادر کلان فرمودند برو معلوم کن کہ منزل اللہ خان موجود است یا نہ۔ حضرت برادر کلان نواب صاحب را نہ می شناختند، نواب صاحب بارفقائے خود در دالان نشستہ بود۔ حضرت برادر کلان استفسار فرمودند۔ این جا منزل اللہ خان موجود است یکے از حاضرین استفسار کرد۔ چہ ماجرا است۔ ایشان فرمودند حضرت صاحب تشریف آورده اند و استفساری نمایند بہ مجرد استماع این سخن نواب صاحب مع رفقا علی العجل با مشعل بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ نواب صاحب نہادہ اعادہ همان کلمات کردند کہ بہ امین الاسلام فرمودہ بودند۔ وقتے کہ نواب صاحب اقرار کرد، حضرت ایشان از عربہ فرود آمدہ ہمراہ ایشان نزد داؤد احمد خان تشریف بردند و بہ نہایت شفقت بر سرش دست مبارک نہادہ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند، نواب صاحب یک صد روپیہ ہدیہ پیش کرد و حضرت ایشان از آن جا بہ خانقاہ شریف روانہ شدند۔ نواب منزل اللہ خان از حضرت ایشان بیعت نہ بود لیکن معتقد و مخلص بود داؤد احمد خان پسرشان بود و بیعت شدہ بود۔ بعد از عرصہ قلیلہ از وصال حضرت ایشان

وے نیز۔ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ گویان نزد مرشد خود رسید۔ رَحِمَهُ اللهُ وَحَشِيْرُهُ مَعَ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ
 ذرا ہدہ خاتون زہمت دختر نواب صاحب بود۔ در شعر گوئی استعداد کامل داشت۔ مجموعہ کلام وے کہ
 موسوم بہ فردوسِ تخیل است در پنجاب طبع شدہ است۔ زاہدہ خاتون نیز از حضرت ایشان بیعت بود۔
 ہر گاہ کہ بہ خدمت پیرو مرشد عریضہ ارسال می کرد، بہ صورت لالی منظومہ می بود۔ عاجز یک عریضہ را دیدہ بود۔
 شعر خوب و تخیل اعلیٰ و طرز جمیل داشت۔ در عالم شباب در حیات پیرو مرشد بہ ماہ مایوسہ ۱۹۲۲ھ رحلت نمود۔
 رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ عَلٰى اَبِيْهَا وَ اَخِيْهَا كُلَّمَا حَنَّ الْحَمَامُ وَ بَكَى الْغَمَامُ۔

این تفریح از آخرین تفریحات این روز از اول روز ہائے علالت حضرت ایشان بود و واقعاتی کہ بعد
 مراجعت بہ خانقاہ شریف بہ ظہور رسیدند در فصل ہشتم ان شار اللہ مذکور خواہند شد۔

طلب کردن میلاد خوانان حضرت ایشان را گفتہ شد کہ مرض حضرت والدہ صاحبہ
 بِفَضْلِ اللهِ وَ احْسَانِهِ زائل شدہ، البتہ ضعف و نفا

باقی است و در یک ماہ یا چہل روز انشاء اللہ طاقت قدم زدن پیدا خواہد شد۔ از استماع این خبر
 حضرت ایشان را مسرت حاصل شد و بکنوز کرامت علی خاں رئیس سعد آباد احوال فرستادند کہ میلاد
 خوانان اکبر آباد را بیارید تا کہ این جا بہ شکرانہ شفایابی میلاد شریف بخوانند۔ کرامت علی خاں در چند روز میلاد
 خوانان را ہمراہ خود گرفتہ بہ روز یکشنبہ یاد و شنبہ کہ روز سوم یا چہارم از علالت حضرت ایشان بود حاضر
 شدند و یک شب بہ سر کردہ برگشتند و وقتی بر ایشان نگزشتہ بود کہ صدائے الرَّحِيل، الرَّحِيل،
 شنیدند۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰهِ وَ حُدَّہ۔

كُلُّ ابْنِ اُنْثٰى دَانَ طَالَتْ سَلَامَتُهُ يَوْمًا عَلٰى آلَةٍ حَذُّ بَاءٍ فَحْمُوْلٌ

کتاب حالات مشایخ نقشبندیہ | محمد حسن خان ساکن کوئٹہ کرت پور۔ علاقہ بجنور این
 کتاب بہ اردو نوشتہ محمد حسن خان بہ زیارت حضرت

ایشان در حدود ہزار و سہ صد و پانزدہ یا بہ تفاوت یک سال تقدیمًا و تاخیرا رسیدہ بود۔ وے بیان حضرت
 ایشان بہ این معنی کردہ۔ اندرین ایام حضرت ایشان در خانقاہ شریف مقیم اند و نہایت انزو و انقطاع از
 خلق اختیار کردہ اند۔ دنیا و اہل دنیا را آن جا مدخل نیست در ورع و تقویٰ را سخا قدم و در آداب
 شریعت و طریقت از بس مستقیم اند، اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت عنایت کند۔

کتاب مقدمتہ الکتاب | محمد امان الرحمن دہلوی از برادر کلان خود جمیل الرحمن راشد قادری
 بیعت بود۔ در احوال برادر خود کتاب صال الجمیل باز رسالہ مقد

الکتاب تالیف کرده۔ در مقدمہ کہ در ۱۳۴۵ھ تالیف شدہ این معنی را بیان کردہ۔ در مزاجِ اقدسِ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بے شک امارت و نفاست بودہ لیکن نہایت با وضع و پابند اوقات و بزرگِ حق گو بودند تجددِ عماراتِ خانقہ بہ یمنِ التفاتِ ایشان شدہ و در احوالِ بیشتر بتدگانِ خدا یکسر انقلاب پیدا کردہ اند۔

کتاب آثارِ رحمت مولانا امداد صابری دہلوی در احوالِ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجرِ نوشتہ اند۔ و از وجہِ رشتہ تلمذ ذکرِ حضرت ایشان نیز کردہ اند۔ نوشتہ اند ما معنای ہر سال بہ شبِ دوازدهم ماہِ ربیع الاول محفلِ میلادِ شریف منعقد می کردند و بیانِ ذکرِ شریفِ خود حضرت ایشان می کردند۔ الوار و برکاتِ ہجوم می شد و از چشمہا مسلسل سیلِ اشک روان می بود و برائے قلوبِ ہر لفظِ ایشان بہ منزلتِ شتر شدہ از ہر سو فغان و آہ و بکا بر می خاست۔ اندرین محفلِ مبارک خلقِ خدا بہ کثرتِ آمدِ جثی کہ در خانقہ شریف جائے قدم نہادن نہ می ماند و از ہجومِ خلایق آمد و رفتِ شارع نیز بتندی شد۔ حضرت ایشان بہ کمالِ خضوع و خشوع نمازی خواندند در نماز از وجہِ فہم معنی حلاوتی کہ روئے میداد رقتہ بر حضرت ایشان طاری می شد و کسانے کہ شریکِ نمازی بودند از خود رفتہ مسلسل اشک ہامی ریختند۔

تحفۃ الاخیار برادرِ طریقت، صاحبِ علم و نسبتِ ملا غلام احمد اہلِ اجزادہ اندری شکر گری رحمہ اللہ در بیانِ پیروم شد خود کتابِ تحفۃ الاخیار نوشتہ اند۔ عاجز بر خیزان می نویسد۔

زرد بہ ہمین دورِ سمک تا سماک	دمد مہ فطر ابوالخیر پاک
خیز ز غفلت و طلبِ گارشو	در طلبِ خیر چو احرارِ پو
ترک ہمہ شتر و ہمہ ضمیر کن	فاسْتَبِقُوا خوان طلبِ خیر کن
خیر چو خور نور زمین و سماست	آئینہ نورِ حقیقت نماست
آمدہ از قدس یکے طیرِ پاک	جائے گرفتست درین دیرِ خاک
باز پس از گلخن این خاک دان	گشتہ سوئے قدس، مبارک روان
از رہِ جانِ رفته، بہ جانان شدہ	طوفِ حرمِ کردہ و لمعان شدہ
در سفرِ عشقِ سوئے گلستان	رفته قدم بر قدمِ دستان
دائرہ بر دائرہ رفته چنین	تا بہ دیرِ دائرہ لا تَعین
گشتہ طفیلش چہ حقائقِ شناس	تا بہ صلاۃ است دقائقِ شناس

کار صلاتش به حقیقت مدام
 مشرب او مشرب احمد شده
 نسبت او محو کن هر خیال
 نفی کن عالم امکان شده
 گشته سیراب ز کاس کرم
 پاک دلش آئینه سان با صفاست
 قطب رشاد است به عین الیقین
 رطب لسان است به شیرین کلام
 دل برد در حرکت از سکون
 نسبت او قوت ایمان شده
 قول مبارک همگی پُر اثر
 روئے مبارک چو تجلی کند
 دیده ناکس نه تواند چنین
 رُخ بنماید ز یک سر هزار
 دور و نزدیک از و نور یاب
 دست درازش که گشدمی گشد
 دیده دل از همگی دوخته
 قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلَاتِش قَدَم
 سَرَّاتِی اللّٰهَ بِقَلْبِ سَلِیْم
 راه روش راه محمد شده
 احمدی است خواجه به نسبت دوبار
 زجرده زمره جدل است او
 روشنی و نور دل از ضرب او
 گفت یک روز که این خوش بکوب
 تازه ز ضربم دل و ایمان شوند
 رفت برین، خواجه خیر الانام
 بر قدم پاک محمد شده
 دور کن ز مزه قیل و قال
 نسبت او نور دل و جان شده
 نور گرفتست ز شمس حرم
 شرع شعار است و شه با وفاست
 دیده کشادست به حق الیقین
 از دهنش یافته تمکین کلام
 راه نامی شودت از درون
 قوت او مثبت ایقان شده
 لذت آن که بود اندر شکر
 بیدش آن کس که توئی کند
 تاز سر غور ببیند به این
 نکته اگر دانی ازین سر برار
 غمزدگان گشته از و سور یاب
 خنجر نازش که گشدمی گشد
 آیت لَا تُدْهِکُمْ اندوخته
 مقبوس نور و زخورد مبدم
 حاصل او هست من رَّبِّ عَلِیْم
 سر دلش نسبت احمد شده
 کار تخلص تو به حکمت برار
 وارث آل دره عدل است او
 هرب شیاطین کند از حرب او
 تا که صفا خوش شود از ضرب چوب
 مردم ازین در به گلستان شوند

پاک روان برد را و صف به صف
تیر و عایش که رہاند ز کف
پیر شریعت و طریقت وے است
جملگی اترار از دل خوش اند
در همه اقطار زوے ہام و ہوم
بادشہ کشورِ افلاک دل
پیروفا گنج دہ ناقصان
نے صفتش موعے بہ موگفتہ ام
ہر نفس از صدق تجلی کند
از سر جمعیت دل با حضور
ہر دش از نفس خلاف است و جنگ
دود دروغ ہم نہ شدہ در درون
راست بود ہر سخن راستان
ہر سخنش راست بہ میزان شدہ
باطن او صاف شہ مستیر
بیچ نہ باید کہ شوم مو شگاف
در نہ مقامات زحبان بر ترش
خواجہ من اوست غلامش منم
تا مگر مخواجہ و فائے کند
کز ضرر نفس و شیاطین رہم
ہمرہ او بودہ بہ جانان رسم
مقصد خود یا بم و شادان شوم
رسم وفا منزل خیر است و بس
پرز معانی لب خیر است این
بر قدمش ہر کہ بہ سیر است بہ

چاشنی گیرند از و کف بہ کف
حق بر تیرش برساند ہدف
مرشد قانون حقیقت وے است
عاشق او بیند کہ کابل و شن اند
خاک درش بادشہ شام و روم
قطب درین کرۂ املاک گل
زو بہر نور مہ کاملان
یک زہدش خوے ہموگفتہ ام
و فق شریعت رہ مولی کند
در سخن و کار رود با سرور
بر سر شیطان چہ کشاد است چنگ
مشعل صدق است درون و برن
کامدہ از صدق بود داستان
زان کہ چنین کار عزیزیان شدہ
بہ کہ نگہ دار مشن اندر ضمیر
تا کہ نہ ریزد ہمگی خون ز ناف
بر تر از ان چار قدم کشورش
کف بہ سراستادہ سلا مش منم
بہر من از رحم دعائے کند
خاتمہ بالخییر شود جان دہم
تا وسطِ خلد بہ احسان رسم
دلبر خود بلینم و خندان شوم
خیر چہ گویم آب خیر است و بس
ہان بہ جان دبدب خیر است این
کار کہ پیوستہ بہ خیر است بہ

دعا برائے مرشد زادہائے خود

تیغِ فشرخ بر سہرِ این سرکشان دارِ خدا تا سرِ محشر کشان
ظَلِّ عمر را تو اثرِ کم مکن دیو ازین خوفِ بے غم مکن
از دلِ بوالخیر بُنِ ریو کن وز سرپاکش تو سرِ دیو کن
دار تو مقطوعِ ہمہ کید و فن از مددِ باطنِ خیرِ ز من
تا بہ جهانِ دورِ صلائی بود غلغلہٗ رسمِ بِلّائی بود
زیدی بہ آفاقِ گرامی شود بدرِ جهانِ ماہِ تمامی شود
سَلِّم از آفاتِ سلامتِ بدار نسبتِ شان تا بہ قیامتِ بدار

متعلق بہ صفحہ ۱۹۰:-

بہ امرتسر | ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری از بس خواہشمند بود کہ یک بار حضرت ایشان را بہ امرتسر
برد، چون در ماہ صفر ۱۳۳۹ ہجری (او آخر اکتوبر ۱۹۲۰ء) قیام حضرت ایشان برائے
ہشت روز در لاہور شد۔ ڈاکٹر صاحب موقع را غنیمت دانست و بہ امرتسر رفت و آن جا با خواجہ
غلام صادق کہ از مُردیانِ حضرت ایشان و از رؤسا امرتسر بود ملاقات کرد، خواجہ صاحب در فکر
عقدِ نکاحِ دخترِ گلانِ خود کہ ممتاز سلطانہ نام داشت با برادرِ زادہٗ خود میر مقبول محمود مصروف بود۔
چون از ڈاکٹر صاحب نوید تشریف آوری حضرت ایشان شنید تاریخِ انعقادِ نکاح مقرر کرد و
محلِ عالی شان خود را کہ بر مال روڈ واقع بود برائے حضرت ایشان ترتیب داد۔ نام این محل
”وڈ لینڈیز“ بود لیکن مشہور است بہ ”ٹھنڈ کھوی“۔ ڈاکٹر صاحب بہ لاہور آمدند و حضرت
ایشان را با متعلقین در سیارات بہ امرتسر بردند و آن جا حضرت ایشان یک شب قیام کردند۔
در عقدِ نکاح ممتاز سلطانہ شریک شدند و دعائے خیر کردند، اہالی امرتسر بہ کثرت حاضر شدہ مُستفید
مُستفیض شدند میر انور سعید محمود کہ برادرِ خوردِ میر مقبول محمود و برادرِ زادہٗ خواجہ غلام صادق اند نام
کوٹھی و نامِ دختر و زوجِ دختر نوشتہ از لاہور بہ عاجز ارسال کردہ اند۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا وَ وَفَقَہُ
لِمَرْضَاتِہِ۔

ح فشرخ شاہ کابلی۔

فصل دوم

در

معمولاتِ شریفِ حضرتِ ایشان

معمولاتِ حضرتِ ایشان بسیار منضبط بودند برائے ہر کار و وقت مقرر بود کہ در آن وقت آن کار را بہ سرانجام می رسانیدند، بیچ گاہ در معمول ایشان فرق واقع نہ می شد و این انضباط منحصر در امور اختیاریتہ نہ بود بلکہ در امور طبیعیہ کَقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالتَّوَمِّ، نیز می بود، ہر کار را وقتے مقرر بود کہ در حضور و سفر بہ یک منوال انجام می یافت۔

سر دفتر معمولات مبارکہ خواندنِ بسم اللہ الرحمن الرحیم بود۔

خواندنِ بسم اللہ

ہست کلیدِ درِ گنجِ نعیم ۛ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ شریف می کردند و مجتہدینِ پاک طینت ہدایت بود کہ ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ کنند و ہر گاہ کہ برائے کارے بہ خدمتِ ایشان رستند بہ بلند آواز بسم اللہ خواندہ حاضر شوند۔ لہذا در جائے کہ حضرت ایشان قیام می داشتند از این مبارک صدا امواجِ آشیرِ رقصان می بود۔ اگر کسے برائے ملاقات و زیارت می آمد، در بان بسم اللہ خواندہ برائے اطلاع می رفت چوں کہ دے بسم اللہ را بہ حضورِ قلبِ کمال ارتباط می خواند، تاثیرے بر سامعین می شد و اصحابِ غفلت را از تباطلے بہ پروردگاری شد۔ و اثر بسم اللہ خواندن در وقت ملاقات ظاہری شد کہ اصحابِ غفلت بہ صحو آمدہ در لُجَّہٗ ندامت غرق می شدند و اشکها از چشمانِ ایشان مثلِ سیل روان می شد و اصحابِ نسبت و حضورِ جاہلے معرفت می نوشیدند، کسانیکہ تنکِ ظرف می بودند بے ہوش می شدند۔

شبے رحمتِ عالمیان بِأَنْفُسِنَا هُوَ بِأَبَائِنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم برآمد و گزیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کردند و دیدند کہ بہ آوازِ پست نمازی خوانند و باز گزیر حضرت ایشان بر حضرت عمرؓ افتاد، دیدند کہ بہ آوازِ بلند نمازی خوانند۔ صبا حابہ حضرت صدیق فرمودند کہ در صلاة اللیل بہ آوازِ پست تلاوت می کردی۔ عرض نمودند۔ قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ۔ می شنو انیدم کسے را کہ با دے مناجات می کردم۔ و باز حضرت ایشان بہ حضرت فاروق فرمودند کہ تو بہ آوازِ بلند تلاوت می کردی۔ عرض کردند۔ أَوْ قِطْ

الْوَسْطَانِ وَاطْرُدُ الشَّيْطَانَ خوابتِ کان و غافلان را بیداری کردم و شیطان را می راندم۔
رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت صدیقِ فرمود قدرے آواز خود بلند کن و بہ حضرت
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود۔ قدرے آواز خود پست کن۔

حضرت ایشان قدس سرہ برائے ازالہ غفلت و طرد شیاطین نسخہ جد امجد خود استعمال کردہ ہزار
قلوب را از تیرہ غفلت بہ وادیِ اَیْمَنِ حضور و آگاہی رساندند۔ پروردگار فرمودہ۔ اَلْوَالِیُّوْنَ مِنْ
اَبْوَابِهَا۔ حضرت پیر برات قدس سرہ فرمودہ۔ کمافی کشف الاسرار۔ و یہ خانہا کہ در آئید از در۔ در آئید و
آزمائید نگہ دارید و از خشم او بہ پرہیزید تا بہ نیکی دو جہان رسید۔ و فرمودہ۔ اَطْلُبُوا الْمَعْرُوفَ مِنْ اَهْلِهِ
ہر معروفی را جائے ہست و ہر کارے را روئے دہر برے را محلّے و اہلے، چون نہ بہ جائے خویش و نہ از اہلِ خویش
طلب کنی بُر نہ باشد۔ بر آن است کہ از اہلِ خویش طلب کنی۔ جَعَلْنَا اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْخَيْرِ وَالْبَرِّ۔

نقشبند چمن و شرب و حضور غفلت از باغِ مبارک بس دور

نقشبند گل و نسرين و صلاح یکسراين سلسلہ آئینِ صلاح

طہارت بعد از وقتِ چاشت از خانہ خصوصی خود بہ حرمِ سر اشریف می آوردند و از حوائجِ ضروریہ
فارغ می شدند۔ معمولِ شریف ایشان بود کہ بعد البول استنجا بہ آب فرمودہ استعمال کیسہ
خوردی کردند۔ و بعد از قضائے حاجت و استنجا بہ جامہٴ اعضا را خشک می کردند۔ و بہ روز جمعہ بعد از
معمولاتِ صبا حییہ و شرب چائے، غسل کردہ تبدیل لباس می کردند۔ و در دہلی احیاناً بہ حمامِ شریف می بردند
یک روز پیشتر بہ صاحبِ حمام اطلاع دادہ می شد۔ وقتے کہ برائے حضرت ایشان مقرر کردہ می شد در آن
وقت در عربہ حضرت ایشان تشریف می بردند۔ در اکثر اوقات بعد از دو ہفتہ و احیاناً بعد از سہ ہفتہ موئے
تراش می آمد۔ و بعد از تراشیدن موئے سر، اصلاحِ بروت و لحيہ مبارک می کرد۔ و بعض اوقات ناخنہا
را ہم می گرفت و الا در اکثر اوقات خود حضرت ایشان بہ سکنینے (ناخن تراش) ناخنہا را می گرفتند۔ و بہ روز
جمعہ قبل الاغتسال مویہا بروت را بہ مقراض می تراشیدند۔ و در دہلی احیاناً صفا کنندہ گوشہا را
طلبیدہ گوشہا را صاف می کردند۔

لباس بر سر مبارک سفید پنچ گوشہ عرق چین می بود، اگر موسمِ خنک می بود، یا از خانہ می برآمدند
بالائے عرق چین کلاہ نرم بنیہ دار می پوشیدند، بالائے کلاہ دستار سفید و مختصر و مدور
می بود، دستار را نشستہ و در حینِ بستن بر سر گردانیدہ می بستند، یک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ آن دستار
بستہ می بود، احیاناً بہ اندازہٴ یک و جب عذبہ می نہادند و الا بیشتر بلا عذبہ دستار می بستند و بر تنِ مبارک

یک پیرہن کوتاہ می پوشیدند، به نوحے که اگر بر هر دو پائے خود می نشستند چنان چه مردم برائے وضو کردن می نشینند۔ دامن پیرہن مس به زمین نه می کرد، چاک پیرہن بر سینہ بوده۔ که سه تکه وعروہ قطنی می داشت، احیاناً خط مو به از سینہ مبارک ظاهر می شد۔ و از ار که چهار انگشت ازشتا لنگ بالا ترمی بود۔ در زمستان صدیری پنبه دار استعمال می فرمودند۔ و بالائے آن استعمال جبہ هندیه پنبه دار می کردند که آن را به اردو انگرکھا گویند درازی جبہ تا نصف ساق می بود۔ و احیاناً استعمال پتوے کابلی یا شال کشمیری نیز می کردند۔ و یک چادر سفید که به درازی دو گز انگیزی، و به عرض یک گز بوده همراه خود می داشتند۔ اگر موسم بسیار سرد می بود یا تند بادی وزید بر سر و گلوے خود آن را می پیچیدند، و اگر بر مزارات اولیائے کرام می رفتند بر سر مبارک دروے نور انداخته به تلاوت قرآن مجید و مراقبه مشغول می شدند۔ استعمال دستانه یا جور بین نه می کردند به یاد عاجز حضرت ایشان دو پزار پوشیده اند۔ پزار اولینه پشاور ی زرین و آخرینه باغبانی زرین بوده۔ که تا این زمان نزد عاجز محفوظ است۔ به روز عید عبا استعمال می فرمودند۔ احیاناً استعمال عطری کردند از دیگر خوشبو ها و عطریات، شمامه العبر را دوست تر داشتند۔

اَطْعَمَهُ وَ اشْرَبَهُ | حضرت ایشان چائے سبز اعلیٰ صبا حاً و مساءً استعمال می فرمودند۔ در صبح بعد از وقت اشراق و دوسار به عصر یا بین العشاءین۔ و به صبح قدرے از نان نرم یا بسکٹ و شیر نیز استعمال می کردند۔ چون که به دوران شرب چائے اشتغال به امور یقینیہ نیز می داشتند۔ و زیاده صرف می شد و بیشتر اوقات دلی الخصوص به صبح ضرورت پیدا می شد که بار دیگر چائے گرم کرده شود، اگر چه مقدار چائے زائد از چهار فنجان نه می بود۔ درین وقت حضرت ایشان به تغذیه جسم و روح لطفهایم برداشتند و خوش نصیبان از کاس الکرام فوائدی برداشتند۔

غدا بعد نیم روز به ساعت یک و عشاء بعد العشاء آخره به ساعت نه تناول می فرمودند۔ حضرت ایشان در رهائش گاه خود نان تناول می فرمودند و استعمال چائے نیز به همان جامی کردند شاید چند بار اتفاق افتاده باشد که کسی از اولاد با ایشان طعام خورده باشد و آن هم به یوم الوصول از دہلی به کوئٹہ یا از کوئٹہ به دہلی۔ و الا طعام حضرت ایشان بر خوانے چیده بالائے منضدہ صغیرہ که به اندازه یک و جب ارتفاع می داشت نهاده می شد و حضرت ایشان به خشوع و حضور تمام تناول می نموده اند و خواجه هاشم کشمیری در فصل ششم از "زبدۃ المقامات" نوشته اند که حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سره طعام را به خشوع و حضور تمام تناول می نموده اند و یاران را نیز آن وقت به حضور و خشوع تاکید می کردند۔ در وقت شرب چائے و تناول طعام نشست ایشان چهار زانو بوده۔ و حین الاکل التفات به چیزے یا کسے نه می کردند، نوبتے این عاجز

له متعلق به لباس تحریر حضرت ایشان را بر صفحه ۳۲۱ ملاحظه کنید۔

و برادر عزیز حفظہ اللہ و سلمہ یوم الوصول بہ دہلی برخوان ایشان شریک طعام بودیم از مایان دانهائے برنج برخوان افتید چون حضرت ایشان از تناول طعام فارغ شدند، دانهائے برنج را برخوان ملاحظہ فرمودند و بہ مایان فرمودند: ”بچہا، شما مایان دانهائے برنج ریختہ اید“ و باز آن دانهہا را جمع فرمودہ تناول نمودند اگر برخوان آچار یا چٹنی یا مربی می بود، شوق می فرمودند و شیرینی را دوست می داشتند و بعد از طعام قدرے تناول می نمودند اگر برخوان می بود و اگر از فواکہہ آنہ کہ بسیار مرغوب طبع مبارک بودہ، یا خر بوزہ یا انگوری بود متصل بہ غذا تناول می نمودند و اگر بہ جائے مہمان می شدند، بامیزبان و یاران بر دستار خوان شریک طعام می شدند مابرا دران متصل بہ حضرت ایشان می نشستیم چون ابتدا بہ تناول طعام می کردند بہ آواز بلند می فرمودند ہر کس مشغول طعام خود باشد بہ سوئے ما کس نہ نگردد دیدہ شدہ کہ اگر کس بہ جانب ایشان نظر می کرد حضرت ایشان را آگاہی می شد و سر برداشتہ آن راز جریا طرد می کردند حضرت ایشان ہیچ گاہ اظہار ناپسندیدگی یا بد مزگی طعام نہ کردہ اند البتہ اگر لذت می یافتند کلمہ ”واہ واہ“ بر زبان مبارک می آمد

حضرت برادر کلان آدم اللہ آیا مہرقی آنہ کشیدہ با شیر و قدرے شکر آمیختہ در برادرہ یخ کردہ پیش می کردند و حضرت ایشان بہ رغبت زائد تناول می نمودند و کلمہ واہ واہ بار بار بر زبان مبارک می آمد و دعا ہا بہ برادر صاحب می دادند چند نوبت بعض افراد را طلب نمودند و ایشان را شریک این نعمت لذیذہ کردہ فرمودند ”ببینید کہ حضرت بلالؓ ماچہ لذیذ شیرینی ساختہ اند“ حضرت برادر کلان عادت داشتند کہ ہمراہ رفقا چائے شیر یا چیزے دیگر می ساختند و احیاناً قدرے برائے حضرت ایشان می بردند کہ بہ سرت تمام قبول می کردند و تناول کردہ واہ واہ می گفتند اگرچہ آن وقت گزشتہ و آن دور رفتہ اما آن کیفیت در حافظہ خیال و آن صوت در پردہ ہائے گوش محفوظ است۔ البقاء للہ وحدہ ۸۔

در میان اکل طعام آب نہ می نوشیدند بلکہ کم و بیش یک ساعت بعد رغبت بہ آب می شد اوقات شرب میاہ مقرر بودہ چون بہ سیر و تفریح تشریف می بردند یک صراحی آب ہمراہ می بود تا بہ وقت مقرر آنہ ش فرمایند۔ استعمال تنبول کہ بہ ہندی آن را پان گویند با تمباکومی کردند و آن را ہم اوقات مقرر بود، از ہشت قطعہ اند ہیچ گاہ استعمال نہ کردہ اند۔ و تنبول ورقے است کہ با آہک و کتھا و سپاری استعمال کردہ می شود۔ آہک چون با کتھا مزج می شود رنگ سُرخ پیدا می کند و ورق پان مثل دیگر اوراق جانبے الملس و دیگرے ریشہ دار و در و رواج آن است کہ آہک و کتھا را کہ تر کردہ می باشند بر جانب چپ کہ ریشہ دار می باشد می مالند لیکن برائے حضرت ایشان بر جانب راست کہ الملس است مالیدہ می شد زیرا کہ حضرت ایشان را این عادت از ایام اقامت مکہ مکرمہ بودہ، مولانا نسیم احمد فریدی فاروقی

امروہوی بیان کردند کہ مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مُفسرِ قرآنِ عظیم و صدرِ مدرسِ مدرسہ جامع مسجدِ امویہ باعزیزِ خود در خورد سالی بہ مکہ مکرمہ رفتہ بودند و حفظِ کلام اللہ المجید بہ دیارِ مقدسہ کردہ اند۔ اندران آیام ملاقاتِ ایشان با حضرت ایشان شدہ بود، چون حضرت ایشان در خانقاہ شریفِ ہلی اقامت کردند، جناب حافظ صاحب برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات کردند و بہ حافظ صاحب فرمودند: "پانڈان نہادہ است پان بسازید و بخورید و یک پان ساختہ بہ ما ہم بدہید" جناب حافظ صاحب برائے حضرت ایشان پان را بروجہ راست ساختہ تقدیم کردند حضرت ایشان چون پان را دیدند تبسم کردہ فرمودند: "این عادتِ ما را شما یاددارید؟ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمَا فِي كُلِّ حَيٍّ وَآلٍ"۔

روزے در کوٹہ بلوچستان از حبیبُ ملا عبد العزیز کا کڑی قُطی نسوار افتید، آن قُطی از شاخ حیوان بہ شکل و حجم بیضہ مرغ بودہ۔ حضرت ایشان استفسار نمودند کہ این چیست۔ ملا عبد العزیز عرض نمود کہ قُطی نسوار است، فرمودند: "در جوانی وقتے کہ در حرمین شریفین بودیم استعمالِ نسوار کردہ ایم۔ در آن جا نسوار را شُوق می گویند۔"

قبیلہ | بعد از غدا قیلولہ می کردند۔ و بعد از قیلولہ نماز پیشین می خواندند۔ **وضو** حضرت ایشان بہ کمال احتیاط وضو می کردند موسم سرما باشد یا گرما، عرق چین و پیرہن می کشیدند۔ روزے فرمودند: "قطراتِ آبِ مستعمل می افتد ازین جہت پیرہن می کشیم"۔ و باز لبیم اللہ خواندہ ہر عضو را سہ بار می شستند، در شستن اعضا خوب دَک می کردند۔ در اواخر آیام اگرچہ دندانہا نہ داشتند اما مسواک می کردند۔ مسواک ایشان از شاخ نیم می بود کہ از اشجارِ مشہورہ ہند است، چوب نیم تلخ می باشد۔ سہ بار مسواک بر لثہا می مالیدند۔ مسح بر تمام سر مبارک می کردند۔ در وضو کردن کمتر از دہ دقیقہ صرف نہ می شد و بعد از وضو بہ رومالے دستہا و روے نور را خشک می کردند و باز پیرہن و عرق چین می پوشیدند۔ بعد از وضو بر لثہ مبارکہ تجلیاتِ انوار ظاہر و باہر می شد کہ مصداقِ این حدیث مبارک شدہ اند کہ شیخین آن را روایت کردہ اند۔ مَنْ تَوَضَّأَ أَحْسَنَ الْوُضُوءِ خَرَجَتْ خَطَايَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِہٖ، "کسے کہ وضو کند و بہ وجہ خوب بکند از بدن وے خطا ہا خارج می شوند حتی کہ از بُنِ ناخنہا جدا می شوند" حضرت ایشان بہ یک وضو چند نماز را ادا می نمودند۔ دیدہ شد کہ بہ وضو نظر نماز عشا می خواندند و عاجز یاد نہ دار کہ بہ این دوران بار دیگر وضو کردہ باشند۔ بہ دورانِ وضو ادعیہ مروجہ از حضرت ایشان مسموع نہ شد۔

نماز بانیا | شیخ بدرالدین سرہندی در حضرتِ خامسہ از حضراتِ القدس در بیانِ نماز خواندنِ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ نوشتہ اند: "آثارِ حضور و خُشوع از استیلای طہن

بظاہر ایشان پیدا و ہویدامی شد و جمیع اصحاب ایشان در صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند، این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام ہما گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بمسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و بے یقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات صحبت می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام والتحیۃ رامی بیند، بروفق آن نمازی گزارند، و اگر نہ این حقیر علماء و مشائخ دیگر را ہم می دید این قسم نماز از ہیچ کس نہ می دید، ہمیشہ در اول نقطہ وقت نماز گزاردن و بیک نسق پیوستہ ادا کردن از غرائب روزگار است، گاہی نہ دیدم کہ از وقت خود لمحہ تجاوز کردہ باشد یا از طریق ادائے نماز گاہی در قومہ و یاد جلسہ یا در ادبے از آداب نماز گونه تفاوت ظاہر شود، نماز ایشان عظیم خوارق بود کہ خرق عادت و عرف عالم می نمود، بظاہر است کہ ہموارہ بر یک طرز بے حصول ملائے و کلائے، همچنان بے تعظیم و توقیر و تمکین و وقار و خشوع و انکسار نماز گزاردن کمال رسوخ بر اتباع نبوی و نہایت قوت باطن می خواہد۔

عاجز گوید، بیانی کہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ از نماز بانیا حضرت مجدد کردہ اند گویا کہ بیان نماز حضرت ایشان ما است البتہ در اوقات نماز صورتے دیگر بودہ۔

حضور قلب اگرچہ حضرت ایشان ہر کار بہ فراغ دل و طمأنینہ می کردند اما نماز را شان دیگر بودہ۔ حکیم حبیب اللہ مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیا لہ بودند، سعادت ازلی رفیق ایشان شد و سلمان شدند و در اوائل شمس اللہ بہ خدمت مبارکہ حضرت ایشان رسیدہ داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ حکیم حبیب اللہ مولوی محمد نویس پیش امام مسجد شاہجہانی واقع در گاہ مبارک حضرت خواجہ اجیری قدس سرہ بیان کردہ و مولوی محمد نویس بہ عاجز نقل کردہ۔ بہ آیامی کہ حضرت ایشان مسجد مبارک خانقاہ شریف را نو تعمیر می کردند، شبے در خدمت مبارکہ حضرت ایشان حاضر بودم۔ حضرت ایشان قصہ ادائے نماز کردند شش یا ہفت بار برائے تکبیر تحریر ہر دو دستہا را می برداشتند و تکبیر نہ می گفتند باز رو بہ من کردہ فرمودند: ہائے ہائے حبیب اللہ، حضور قلب این وقت مفقود است، ہائے این چہ شدہ؟ دَبَعْدُ بُوْھَہ چون حضور قلب حاصل شد امامت فرمودند۔ و جناب مفتی مظہر اللہ پیش امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ من و مولوی سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری و مولوی شمس الدین و دوسہ نفر دیگر حاضر بودیم کہ اذان شام شد۔ چند دقیقہ گذشت و حضرت ایشان بیچ حرکت نہ کردند باز فرمودند مولوی مظہر شمایان رفتہ نماز بخوانید، نماز شمایان را تا خیر می شود، حضرت ایشان بہ اندازہ ربع ساعت خاموش نشستہ ماندند و باز نماز خواندند۔ عاجز گوید کہ احیاناً دیدہ شدہ کہ وقت نمازی شد۔ و حضرت ایشان در زنگ زیاد می کردند و باز در اواخر اوقات نمازی خواندند، و این احوال در حیات قبلہ گاہ خود حضرت ایشان را حاصل بود، در ۲۹۶ھ چون بہ طابہ طیبہ می رفتند از جدہ بہ حضرت

والد بزرگوار خود درین باب چیزے تحریر کرده بودند و حضرت ایشان نوشته اند کہما تقدّم فی احوالہ المبارکۃ
 ”و از ظلمت اسواق معمول حضرات مانیست کہ نماز در خانہ ادا نمایند اگرچہ بہ جماعت باشد“ طبیعتے
 واحوالے و کیفیاتے کہ حضرت ایشان ما داشتند، مستبعد این گونه واقعات نیست۔

مشہور مقولہ است ”حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَدَّرِينَ“ در فصل اول کتاب
حسنات الابرار الايمان از مشکلات از حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت است کہ روزے مایان

نزد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودیم کہ ناگاہ شخصے سخت سیاه موئے در جامہ ہائے بسیار سفید کہ بزوئے آثار
 سفر ظاہر نہ بودہ و از مایان کسے اورانہ می شناخت آمدہ بہ نوعی نزد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نشست
 کہ ہر دو زانوئے او باہر دو زانوئے آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چسبید و دے ہر دو کف دست خود را بر افخاف
 آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہاد و گفت اے محمد خبر دہ مرا از حقیقت اسلام۔ چون آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بیان اسلام کردند وے گفت راست گفتی و باز از ایمان پرسید و چون جواب شنید گفت کہ راست گفتی و
 باز گفت فَاخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَاَنْكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّكَ يَرَاكَ خَبْرَهُ
 از احسان کہ چیست ؟ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند عبادت کردن است اللہ تعالیٰ را بہ وجہ کہ گویا
 می بینی اورا۔ و اگر تو بہ این حال نیستی پس بہ این صفت کہ می بیند وے ترا۔ الخ۔ حضرت عمر می فرماید کہ چون سائل
 می گفت ”راست گفتی“ مایان متعجب بودیم بر آن شخص کہ دے می پرسد و چون جواب می شنود تصدیق می کند چون
 آن شخص روان شد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اے عمر آیا تو می دانی کہ سائل کیست عرض نمودم۔
 خدا و رسول خدا را ترا ند۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ این جبریل بود کہ آمد تا تعلیم کند شما یان را دین
 شما یان۔ کسانے کہ بہ درجہ فوقانیہ از احسان رسید اند کہ جائز است کہ بہ رنگ درجہ تحتانیہ نماز گزارند و صحابہ
 درجہ تحتانیہ را کہ روا بود کہ بہ شکل اہل غفلت نماز گزارند۔ کسے کہ بر آب قادر است بہ نیم چہ کار دارد و علی قَدْ رِ
 اَهْلِ الْعَزْمِ تَاتِي الْعَزَائِمُ۔

حضرت ایشان در نماز بہ بسیار ذوق و شوق و اخلاص و عاجزی ادعیہ ماثورہ می خواندند۔
ادعیہ ماثورہ بعد از اتمام سورہ فاتحہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اٰمِيْن۔ می گفتند و در رکوع سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ

رَبَّنَا وَبِحَدِّكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ كَقَوْلِيْ سُبْحَانَكَ رَبِّيْ الْعَظِيْمُ۔ سہ بار و احیاناً بہ رکوع فرورفتہ می فرمودند۔
 اللّٰهُمَّ لَكَ رَاكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَفِيْ وَفِيْ عَظْمِيْ وَبَارِ
 تَسْبِيحَاتِ رُكُوعٍ، و احیاناً می گفتند رَبَّكَ لَكَ سَوَادِيْ وَخِيَالِيْ وَ اَمْنٌ بِكَ فَاُوَدِيْ اَبُوْءَ لَكَ بِنِعْمَتِكَ
 عَلَيَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاَغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ و باز تسبیحات رکوع می خواندند و در قنوم

می گفتند: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدٌ أَكْثَرُ أَطْيَبُ مَبَارَكٌ أَفْنِيءٌ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ و باز به سجده رفته همان ادعیه رکوع و تسبیحات سجده می خواندند البته به جائی که رکعت رکعت، سجده سجده و به جائی که رکعت رکعت، سجده سجده می فرمودند و بین السجدين اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي و در قعده چون السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ می گفتند صورت اخفوض جناحت ظاهر می شد و محسوس می شد که به کیفیات و احضار فی قلبك النبی صلی الله علیه و سلم و شخصه الکریم و قُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ لِيَصُدَّقَ أَمْلَكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْ فِي مَنَّهُ كَمَا قَالَ مُجَّةُ الْإِسْلَامِ الْإِمَامُ الْغَزَالِي رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ فِي الْأَحْيَاءِ سرشار اند و گویا عرض می نمایند.

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ إِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ
و چون تشهد أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ می گفتند انگشت خنصر و بصر را بند کرده از وسطی و ابهام حلقه ساخته به انگشت مسبحه به وقت گفتن إِلَّا اللَّهُ اشاره می کردند و به وقت اشاره انگشت را به شکل ابرو قدری خم می داشتند و بعد از اشاره انگشتان را حسب سابق قبله رو دراز می کردند و در قعده اخیره بعد از درود شریف اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ و باز رَبَّنَا آتِنَا الْخَيْرَ و باز اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمُغْرَمِ می خواندند و در و تر بعد از قنوت حنفی قنوت شافعی نیز می خواندند.

قنوت نازل | به زمانه که نصاری در طرابلس و بلقان و حرب عُموی اول با خلیفه المسلمین مصروف جنگ و جدال بودند حضرت ایشان در نماز فرض در رکعت اخیره چون از رکوع استاده می شدند به آواز بلند برائے نصرت اسلام دعای کردند گاهی هر دو دست به صورت دعا برداشته و گاهی به صورت ارسال اگر دستها را می برداشتند عند الاقتتام بر روی مبارک فردا آورده تکبیر گفته به سجده می رفتند و دعای که حضرت ایشان می خواندند درج ذیل است.

اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَجِدُونَ آيَاتَكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالِفْ

بَيْنَ كَلِمَتَيْهِمُ اللَّهُمَّ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، اللَّهُمَّ أَنْزِلْ بِهِمْ بِأَسْلَافِ الَّذِي لَا تَرْدُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ
اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ أَهْزِمِ الْكُفَّارَ وَأَنْصِرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوسِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ وگاهی دعا را به این الفاظ شروع می کردند
اللَّهُمَّ أَنْصِرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْصِرْ جُيُوشَ الْمُؤَحِّدِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكَفَرَةَ وَ
الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ و باز دعای اول الذکر را می خواندند و در آخر بید دعا آیین گفته
به سجده می رفتند.

اذان در دہلی حضرت ایشان به کوہ "فتح گڑھ" کہ بہ جہت "سبزی منڈی" واقع است سالہا سال برائے
تفریح رفتہ اند۔ در آن ایام این کوہ تفریح گاہ عامۃ الناس نہ بودہ۔ برائے ذکر و فکر عجب جائے
پُر بہار و پرسکون بودہ۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ ایشان می بودیم۔ حضرت ایشان در جائے بہ
ذکر پاک پروردگار مشغول می شدند و مایان بہ قرب و نزدیکی ایشان بہ تفریح و بازی مشغول می شدیم۔ احیانا
حضرت ایشان آن جا اذان دادہ اند۔ صدائے حضرت ایشان نہ بسیار بلند و نہ بسیار پست بلکہ متوسط
می بود۔ و از مٹ و کشالی پاک و صاف، لحن و نرم را اثرے نہ می بود، بہ حضور و آگاہی اذان دادہ روئے
مبارک بہ سوائے مایان کردہ می فرمودند۔ "بیابید بچہا کہ نماز بخوانیم" و باز حضرت ایشان نماز می خواندند
باحق تعالیٰ بہ مناجات مشغول می شدند۔

در سال ہزار و سہ صد و سی و شش یاسی و ہفت خدائے رحم کہ از بلاد افغانستان بودہ خدمت
می کرد آواز وے بسیار بلند و پر درد بودہ۔ و آن سال در مسجد شریف کوٹہ وے اذان می داد۔ روزے برائے
کارے بہ وقت پیشین این عاجز در خدمت حضرت ایشان رسید آن وقت خدائے رحم اذان می داد۔
عاجز دید کہ حضرت ایشان چشمان مبارک خود را بند کردہ متوجہ بہ آواز اذان ہستند، عاجز بہ خاموشی استادہ
ماند و بعد از اتمام اذان عاجز ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان لطفہا برداشتہ اند و بہ عاجز خطاب کردہ فرمودند
"زید، خدائے رحم اذان خوب می دہد۔"

حضرت ایشان چون اذان می شنیدند بہ این الفاظ دعا می کردند۔ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذَا
الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْهُ مَقَامًا
مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ بِاللّٰهِ رَبِّ اَبِي مُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَاِلَّا سَلَامٌ دِيْنًا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّي رِضَالًا تَسْخَطُ بَعْدَهُ وَارْضَهُ عَنِّي.

جماعت حضرت ایشان در خانہ وضو کردہ، سنن خواندہ بہ کمالِ ہدور و وقار و سکینہ برائے قرائت فرما کر، مسجی شریف می رفتند، در صحیحین دارد است۔ اِذَا تَوَضَّأَ فَاحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطِ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِكَاهِاد رَحْبَةً وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ یعنی کسے کہ بہ نیک وجہ وضو کرد و محض از برائے نماز بہ مسجد آمد، بر ہر گامے کہ دے می بردارد و می نہد، یک رجبہ دے بلند و یک خطائے دے ساقط می شود۔ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اثر این مبارک حدیث بر بشرہ حضرت ایشان ظاہر و باہر می بود۔ در آن وقت بہ نوعی ظہور انوار و تجلیات می شد کہ ہر کس بہ سوئے حضرت ایشان تاب نظر کردن نہ می داشت، بر مبتدیان خوف و دہشت غلبہ می کرد و کسانے کہ از حضور نسبت و صفائے باطن نصیبہ و ربودہ اند بہ اندازہ صفائے خود مستفید و مستفیض می شدند، بعض افراد انوار و تجلیات الہیہ را عیاناً می دیدند و بعضے مشاہدہ جمال حضرت مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالتَّحِيَّاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ می کردند۔ کُلُّ مُتَسَرِّعٍ لِمَا خُلِقَ۔

نظر بر احوال مقتدیان معمول حضرت ایشان بود کہ قبل از نماز بلکہ قبل از اقامت گفتن نظر بر احوال مقتدیان می کردند و طریقہ اش آن بود کہ از جانب پشت نمازی با از یک طرف تا بہ سر دیگر گزری کردند۔ یک مخلص پاک باطن با کمال ادب بہ پہلوئے ایشان می بود، بر کسے کہ حضرت ایشان دست مبارک می نہادند، ویرا آن مخلص کہ ہمراہ ایشان می بود از صف بیرون می کرد، و گاہے حضرت ایشان بہ محراب رفتہ روبرو بہ جانب نماز یہا کردہ، چشم بند کردہ استادہ می شدند و یک مخلص از یک سر بر مصلی دست خود می نہاد و تا وقتے کہ از حضرت ایشان اشارہ نہ می یافت دست نہادہ منتظر امر می بود اگر حضرت ایشان آواز "ہون" می کردند و دے بہ دیگرے منتقل می شد، و اگر می فرمودند "این را دور کن" دے امتثال امر می کرد، بعض اوقات خدمتِ اخیار مقتدیان متعلق بہ مخلصے صاحب نسبت می شد، حسنِ مٹاخیل از گلو از افغانستان چند سال این خدمت را بہ وجہ خوب سرانجام دادہ۔

اعترض بے خردان اہل دنیا و اصحاب پندار را در ہیچ حال قرار نیست، مقصد ایشان جز اعترض کردن چیزے نیست، ملا علی بن حسین کا شفی در ریشات عین الحیاة

قول عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی نقل کردہ کہ "مردم بد نفس چون خواهند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشان موجود است بر زبان جاری می شود آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است" و قطب شام شیخ عبد الغنی نابلسی در رسالہ "ایضاح الدلالات" بیان خوب نوشتہ اند و این شعر را آورده اند۔

اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ وَصَدَقَ مَا يَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمٍ
بعضی از حاسدان گفته اند کہ در نماز از فاسقان و ارباب غفلت متاثر شدن از بے کمالی و قلت نور است
چہ اصحاب کمال را بہ نوع انواری باشند کہ ہزاران ظلمات غالب آید، این بے خبران نام الوار و تجلیات شنیہ
اند و از کیفیات و حقائق بے خبر اند نہ می دانند کہ مقتدی را با امام خود ارتباطی است، اگر ارتباط درست
کامل است خللہ در نماز پیدا نہ می شود، و اگر نادرست و ناقص است خلل واقع است۔ عاجز چند احادیث
می نویسند تا بے خردان عبرت گیرند۔

احادیث مبارکہ ۱۔ مشکات در باب القراۃ از مالک و احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن
ماجر روایت کردہ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ
جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ اِنْفَاقًا قَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
اِنِّیْ اَقُولُ مَا لِيْ اُنَاذِرُكَ الْقُرْآنَ۔ یعنی برگشت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از نماز کے کہ جہر کرد
دروے گفت، آیا کسی از شما یان اکنون چیزے با من خواندہ، یکے گفت آریے یا رسول اللہ من خواندہ ام، پس
آن حضرت فرمود من در دل خود می گفتم کہ مرا چه شدہ کہ کشاکش کردہ می شوم با قرآن مجید۔

۲۔ مشکات در باب الوسوسۃ از مسلم نوشته۔ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ ابِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَاءَتِي يُلْبِسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَاِذَا احْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ
مِنْهُ وَاتَّقِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَآذَنَهُ اللَّهُ عَنِّيْ۔ عثمان بن ابی العاص گوید کہ من
گفتم یا رسول اللہ بہ درستیکہ شیطان حائل می شود میان من و میان نماز من و میان قراۃ من، پس فرمود
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آن شیطانے است کہ وے را خنزب گفتم می شود۔ پس چون ویرا دریابی پناہ
جوئے بہ خدا از وے و تفل کن یعنی تف کن بر جانب چپ خود سہ بار عثمان گوید کہ من آن را کردم و دور گردانید
آن شیطان را اللہ تعالیٰ از من۔

۳۔ مشکات در کتاب الرقاق از احمد نقل کردہ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفت۔ كَانَ لَنَا
سِتْرٌ فِيهِ تَمَاثِيلٌ طَيْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيهِ فَإِنِّي إِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ
الدُّنْيَا۔ ما پرده بود کہ در وے تصاویر پرندگان بود پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اے عائشہ این
پرده را دور کن زیرا کہ من چون می بینم این را یاد می آرم متاع دنیا را۔

شیخ عبدالحق در شرح نوشته۔ "عزیز من چون یاد دنیا دیدن آن چہ یاد دہد از ان موجب تشویش دل

و تکریر صفائی وقت مقربان است قیاس باید کرد نفس دنیا را که چه حال خواهد بود“
 ۴- مشکات در کتاب الستراز بخاری نوشته که انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت: یَا کَانَ قِیْرًا امَّ
 لِعَالِشَةٍ سَتَرْتُ بِهٖ جَانِبَ بَیْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمِیْطِیْ عَنَّا قِیْرًا مَّا
 هَذَا فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ تَصَادِیْرُهُ تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلَاتِیْ - پرده باریک رنگین و منقش عاشره را بود
 که گوشه خانه خود را به آن پوشیده بود پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مرا عاشره را دور کن از پیش ما پرده خود را
 پس به درستی که این صورت را و ظاهری گردد بر من در نماز من -

۵- مشکات در کتاب الستراز بخاری و مسلم نوشته که عاشره صدیقہ رضی اللہ عنہا گفته صَلَّی رَسُوْلُ
 اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی خَمِیْصَہٖ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرُ اِلٰی اَعْلَامِہَا نَظْرًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَذْهَبُوْا
 بِخَمِیْصَتِیْ هٰذِہٖ اِلٰی اِلٰی جَہِیْمٍ وَاَنْتُوْنِیْ بِاَنْجَانِیَّةٍ اِلٰی جَہِیْمٍ فَاَنْتَہَا اَلْہِیْمَتِیْ اِنْفَاعَ عَنْ صَلَاتِیْ - نماز
 گزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در جامہ کہ سیاه علم داشت پس نگاه کرد آن حضرت به جانب اعلام وے
 یک نگاه کردن - و چون از نماز فارغ شد فرمود کہ این خمیصہ مرا پیش بوجہم برید و بیارید برائے من کلیم
 درشت وے - به درستی کہ این خمیصہ مرا از ذوق و حضور نماز اکنون باز داشت - و در روایتی از بخاری
 آمدہ - قَالَ کُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عِلْمِہَا وَاَنَا فِی الصَّلَاةِ - کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت - من به جب
 علم خمیصہ نگاه می کردم و حال آنکہ من در نماز بودم فَاخَافُ اَنْ یَفْتِنَنِیْ پس ترسیدم کہ در فتنہ بنیاد در مرا -
 و باز دارد از حضور - شیخ عبدالحق در شرح نوشته معلوم می گردد صورت و نقوش ظاہرہ

را در نفوس ظاہرہ و قلوب صافیہ تاثیر ہائے است، با وجود علو مقام و کمال نزاہت، و نظریہ تحقیق این تاثیر و
 تغیر ناشی از کمال صفا و غایت لطافت است چنان کہ در جامہ سفید یک نقطہ سیاه اگر افتد نمایان
 گردد و ہر چہ سفید تر و صاف تر نمایان تر و آلودگان و تیرہ دلان را از ان معنی آگاہی نہ بود، و نزد من این
 تعلیم است مرا مت را و توبیہ است مرا ایشان را بر تثبیت احتیاط و احتراست در معاشرت ملا بست ملا مشاغل
 ۶- مشکات در آخر باب صفتہ الصلاۃ از احمد نوشته کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گفت: ”صَلَّی بِنَا

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظَّہْرُ وَفِی مَوْخِرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا
 سَلَّمَ نَادَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِ اللّٰہَ اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اَنَا کُمْ
 تَرَوْنَ اِنَّہٗ یَخْشِیْ عَلٰی شَیْءٍ مَّا تَصْنَعُوْنَ وَاَللّٰہُ اِنِّیْ لَا اُرِیْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اُرِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْ - کہ پیغمبر
 خدا با نماز ظہر را گزارد و در صف پایان از صف ہا مردے بود پس نماز را بد گزارد چون سلام داد آن مرد را
 پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آواز داد و بخواند و فرمود اے فلان از خدا نہ می ترسی آیا نہ می بینی کہ چہ گونه

نمازی گزاری۔ بہ درستی کہ شمایان گمان می برید کہ پوشیده است بر من چیزی از آن چه کہ شمای کنید سؤگند بہ خدا۔ ہر آئینہ می بینم از پس پشت خود چنان کہ می بینم از پیش روی خود“

در مرقات نوشتہ | قال ابن حجر ای فی حال الصلاة لانه عليه الصلاة والسلام

كان يحصل له فيها قوة العين بما يفاض عليه فيها من غايات القرب وخوارق التجليات فتكشف له حقائق الموجودات على ما هي عليه فيدرك من خلفه كما يدرك من امامه لانه لباهر كماله لا يشغله جمعه عن فرقه فهو وان استغرق في عالم الغيب لا ينشغل عليه شئ من عالم الشهادة۔ الخ۔ ابن حجر گفته کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را این کیفیت در حال نماز بودہ زیرا کہ در حال نماز از وجہ غایات قرب و خوارق تجلیات قوت بصارت چشم مبارک بہ حدی می رسید کہ بر آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم حقائق موجودات بہ وجہ اتم ظاہری گشت، پس از جہت پشت ہم بہ همان طور ادراک می کرد کہ از پیش روی کرد، و از وجہ انتہائے کمال بے مثال دید حقائق کائنات جمعیت مبارکہ را بہ خود مشغول نہ می ساخت، و با وجود استغراق در عالم غیب، هیچ شے از عالم شہادہ بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخفی نہ می ماند“

شیخ عبدالحق نوشتہ | این جامع عتق و تذکار است مرعافل را در تاثیر صحبت کہ سید رسل

صلوة الله وسلامه عليه به آن مرتبہ و جلالت شان در حالت قرآن در نماز کہ از اعظم حالات و اقرب اوقات دوست در قرب حضرت رب العالمین از صحبت یک از احادیث بزرگ سنن و بعض آداب وضو کہ نہ عبادت مقصود لذاتہ است متاثر گردیدہ جائے دیگران کہ بہ مصاحبت و مخالطت اہل فسق و بدعت گرفتار باشند و شب و روز بہ ایشان باشند“

از خوان کریمان غلامان را نصیبی می باشد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف تانی قدس سرہ نوشتہ اند در مکتوب صدم از دفتر سوم۔ این بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تبعیت انبیا شریک دولت خاصہ انبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات۔ و اگر چہ طفیلی است اما سفرہ نشین خوان نعمت شان است، و ہر چند خادم است اما ہم نشین مخدومان است، و آن تابع است کہ مصاحب ہما از قبوعان است۔ الخ۔ بے خردان از بے خردی خود چیز ہائے می گویند و بہ شناعیت و قباحیت آن نہ می رسند حافظ شیراز گفتہ و چہ خوب گفتہ رحمہ اللہ۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

امامت | از حیات مبارکہ والد بزرگوار قدس اللہ سرہ تا ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۵ھ امامت خود

حضرت ایشان می کردند، دست از هر دو عالم افشاندہ تکبیری گفتند۔ به مجرد استماع اللہ اکبر از مقتدیان بر اصحاب نسبت اثر می شد کہ اکثر افراد راتن می لرزید و قرأت ایشان بہ منزلہ جوئے روان بود کہ بہ یک نہج و تیرہ روان می باشد، پاک باطنان از برکات و فیوضات سلسلۃ الجبراس "محمور شدہ مدہوش می شدند سرور مشوژی نعرۃ اللہ زدہ بہش شدہ می افتاد۔ در تن سید اکرم شاہ از آتش محبت بہ نوعی بے قراری روئے می داد کہ بہ ہر دو دست سینہ خود را اللہ گویان می زد۔ قاری عبد الغنی انطاکی شامی را اشک سیل از چشمانش روان می گشت۔ بعض افراد را بخودی روئے می داد۔ و از دنیا و مافیہا بے خبر گشتہ بر یک حال می ماند۔ کسے در قیام و کسے در سجود چنان چہ نماز تمام می شد، و نمازیان سنن و نوافل خواندہ می رفتند و این مدہوشان بادۂ وحدت بر احوال خود می ماندند۔ بیچ گاہ دیدہ نہ شد کہ حضرت ایشان بہ ابن عجمی پاک نہادان چیزے گفتہ باشند۔ قرأت حضرت ایشان قدرے طویل می بود۔ استعاذہ فرمودہ و بسمۃ خواندہ بہ تلاوت مصروف می شدند، عاجز یاد دارد کہ نوبتے در دہلی برجیل "فتح گڑھ" کہ ساہا سال تفریح گاہ حضرت ایشان بود در صلاۃ مغرب سورۃ صافات و سورۃ صافات تلاوت کردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی در پس ایشان بودیم۔ بہ دوران تلاوت از تن مبارک ایشان یک موئے را حرکت نہ می شد۔ توقف بہ مراعات اوقاف صحیحہ می کردند، چون آیات و عبید رامی خواندند در خضوع و خشوع نمایان اضافہ می شد۔ و گاہ استعاذہ می فرمودند۔ تلاوت چہ بود کہ مکالمہ باری العزت می بود، و از کیفیات و لذات "أَرْحَنِي يَا بَلَاءُ" روشناس می کرد۔ روزے بعد العصر برائے تفریح بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و تادروازہ اجمیری تشریف بردند، بہ قرب دروازہ اجمیری "تالاب شاہ جی" بود۔ این تالاب بسیار کلان و عمیق بود۔ از سنگ خارا ساختمہ شدہ بود۔ نزد تالاب بہ جہت شرق یک مصطبہ بود کہ وندکان و آندکان در آن جا قدرے استراحت می کردند و بعض اوقات نماز ہم می خواندند چون حضرت ایشان آن جا رسیدند وقت نماز شام شد چنان چہ فرمودند۔ بیانید کہ برین مصطبہ نماز بخوانیم۔ و حضرت ایشان در آن زاویہ خموشی و یکسوئی بہ ذوق و شوق تمام نماز خواندند، در اوّل رکعت دو رکوع از سورۃ النجم و در رکعت دوم رکوع سوم از النجم و رکوع اول از سورۃ قمر خواندند و از بحار حقائق حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلاۃ حقیقت معبود بیتِ ہرقہ۔ سیراب گشتہ مراجعت فرمودند۔ اندران ایام این جہت پراز خاک ویران بود۔ اگر حضرت ایشان بہ آن جہت گلہ می رفتند چون مراجعت می فرمودند در دروازہ خانقاہ شریف بر کرسی ہندی (مونڈھا) می نشستند و مخلصین پاک ضمائر کہ بہ انتظار چنین مواقع می بودند کہ بہ نوعی دست خود بہ جسم مبارک ایشان رسانند۔ بہ ادب تمام و حضور قلب بہ خدمت مبارک رسیدہ

اولاً اگر دو غبارِ رامی افشانند و باز پائِ ہارامی مالیدند، حضرت ایشان مصروف کار و مخلصین متوجہ بہ سونے یارمی بُودند، منشی احمد حسین دہلوی کہ صاحبِ نسبت و پاک ضمیر بودہ چند بار بہ عاجز گفت کہ من پائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ می مالیدم چون دستِ خود بر عضلاتِ ساق نہادم عیاناً محسوس کردم کہ ہر رگِ حضرتِ ایشان گویا بہ اسمِ اللہ است از احساسِ این امر کیفیتِ بر من طاری شد حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین من امروز نماز شام نزد تالابِ شاہ جی خواندم۔ سورۃ وَالنَّجْم تلاوت نمودم، عجب لذت و کیفیتِ حاصل شد۔

عاجز گوید کہ چند سال می شود کہ پیر مردے کہ بہ جہت صدر بازار قیام داشت حاضر شد و در سلسلہ شریفہ داخل شد و بیان کرد کہ من جوان بودم و برائے شناساندن بہ تالاب شاہ جی آمدہ بودم، وقت نماز شام رسید و اتفاقاً حضرت ایشان با جماعت مخلصین تشریف آوردہ نماز خواندند من نیز شریک جماعت شدم۔ عجب لذتے بمن حاصل شد و بہ خانہ رسیدہ بہ پدر خود واقعہ بیان کردم۔ ایشان گفتند۔ اے پسر، نصیبہ خوب داری، مدتهاست کہ آرزو دارم کہ یک نماز در پس ایشان بخوانم لیکن تا این زمان بہ مراد خود نہ رسیدہ ام و ترا صدقۃً این دولت دست داد۔ این پیر مرد گفت ازان روز متمنی بودم کہ در سلک خادمان حضرت ایشان در آیم۔ امروز پروردگار خواہش مرا بہ اتمام رسانید۔

معمول حضرت ایشان بود که در نماز قرآن مجید را با ترتیب تلاوت می فرمودند و چون ختم می فرمودند نان سُجَّته مخلصین را می دادند و آن روز آثار سرور و بر بشاره مبارکه ظاهری بود. خواجه با ششم گشتمی رحمه الله در فصل ششم از زبدة المقامات نوشته اند: «و در آخر ختم قرآن مجید در نماز اشتغال می فرمودند: دَمَنْ يُشَابِهَ أَبَاهُ فَمَا ظَلَمَ»

پس چوں حضرت ایشان از نماز سلام می دادند سه بار استغفاری کردند -
 بعد از سلام دادن

گاهی به این لفظ استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه و گاهی
 به این لفظ استغفر الله العظیم الذی لا اله الا هو الحق القیوم و اتوب الیه و بعد ازین دعای
 کردند مگر به فجر و مغرب بعد از خواندن استغفاره بار به همان جلسہ می خواندند - لا اله الا الله وحد لا
 شریک له له الملك وله الحمد بیده الخیر یحیی و یمیت وهو علی کل شیء قدیر و باز
 به این الفاظ دعای کردند اللهم انصر الاسلام و المسلمین اللهم انصر جیوش الموحیدین اللهم
 اهلب الکفره و المشرکین اللهم دمر اعداء الدین اللهم انصر من نصر دین محمد
 اللهم اخذل من خذل دین محمد اللهم اصلح امة محمد اللهم ارحم امة محمد

اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ وَأَحْيَانَا أَصْحَابِ إِيْمَانٍ دَعَا
مِي كَرْدَنَد. اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَاةِ الْمَمَاتِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ
الْمُغْرَمِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ
لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَتَّقُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ أَنْ نُفْتَنَ عَنْ
دِينِنَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ
مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْنَا
وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ نَعْمَلْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنَا أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالَّذِي لَا يَبْرَأُ
الْإِنْسُ يَمُوتُ تَوْنٌ. وَأَحْيَانَا بَعْدَ زَيْنِ دَعَايَ قُنُوتِ نَازِلِهِ بِهَمِّ مِي خَوَانَدَنَد.

و معمول حضرت ایشان بود که بعد از صلاۃ فجر چون از دعا فارغ می شدند بر سر سجاده به همان کیفیت
قعدہ مراقب می شدند و چون آفتاب می برآمد مخلصه بسم الله خوانده عرض می کرد، آفتاب برآمد و حضرت
ایشان نماز چاشت خوانده به قیام گاه تشریف می بردند.

نماز جمعه می فرمودند نماز جمعه چند شرط دارد که بدون تحقق آن شروط به خواندن نماز جمعه
مکلف از عہدہ فرض بر نہ می آید۔ کالمصدر والیتحاد عند جماعة۔ مولوی
عبد الرحمن پسر مولوی امام الدین ساکن نکودر علاقہ جالندھر پنجاب جوان صالح و سعادت مند بوده که در
مدرسہ دیوبند تبحر تحصیل علم دین مشغول بود۔ وے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشت و سوال از جمعه کرد حضرت
ایشان بہ جواب تحریر فرمودند۔ ماعناہ۔ اگر از شرائط جمعه بالیقین شرطے مفقود باشد پس نماز جمعه مسقط
فرض نظر نیست۔ و خواندن نماز ظہر ضروری و فرض است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ و شرح وقایہ قدوسی
و کنز این مسئلہ ظاہر است، کسانے کہ مذہب حنفی را و شرائط قومہ کتب راجح و معتبری دانند مسلک
ایشان بر ہمین است، و کسانے کہ اصول مذہب خود را و شرائط قومہ کتب راجح و معتبر نہ می دانند
مسلک ایشان مائل بہ عدم تقلید است کہ از راہ صواب برکنارند۔

عاجز گوید۔ علامہ مقدسی در نور الشمعہ فی ظہر الجمعہ کہ بہ عربی است تحقیق خوب کردہ و نوشتہ
برائے نماز جمعه چند شرائط اند۔ لا بد من تحققها للتحقق المشروط۔ اگر در تحقق شرطے شک واقع شود
بخواندن نماز جمعه مکلف از عہدہ فرض بر نہ می آید۔ و علامہ شنوانی در انوار ساطعہ مذہب اربعہ را بیان

کرده است. می نویسد که در زمان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم در مدینه منوره با مسجد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ نہ مساجد بودند کہ اہلِ این مساجد اذان حضرت بلالؓ را می شنودند و صلوات خمسہ در مساجد خود می خواندند لیکن نماز جمعہ را ہمہ در مسجد نبوی ادا می کردند و حضرت عمرؓ بہ امر اے اسلام ابو موسیٰ اشعری و عمرو بن العاص و سعد بن ابی وقاص نوشتہ کہ برائے قبائل مساجد ہا و برائے جمعہ مسجد جامع بنا کنند کہ بہ روز جمعہ ہمہ درین مسجد جمع شدہ نماز بخوانند، علامہ سبکی شافعی نوشتہ کہ لا اُحفظُ عن صحابیِّ ولا تابعیِّ تَجْوِیزَ تَعَدُّدِہا۔ شیخ احمد معروف بہ ملا جیون مؤلف نور الانوار در فی الاصول، المتوفی ۱۱۳۰ھ در کتاب التفسیرات الاحمدیہ بیان شرائط کردہ و نوشتہ است: "لہذا اُفترقوا فرقا مختلفا فقلیلٌ منہم من ترکوا الجمعۃ اصلاً و طائفۃ اکتفوا بها و بعضہم ادا الظہر فی منزلہم ثم سَعَوْا اِلَى الجمعۃ و اکثرہم داموا علی اداہا اذ لا علماً منہم بانہا من اکبر شعائر الاسلام و التزموا بعدہا اداء الظہر لکثرة الشکوک فی شأنہا و غلبۃ الاوہام و ان کان لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اهل الاسلام" علامہ ابن الہمام نوشتہ اند: "فالم یحقق وجود الشرط لَمْ یحکم بوجود الجمعۃ فلم یحکم بسقوط الفرض واللہ سبحانہ اعلم"۔ خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشتہ اند کہ حضرت مجدد قدس سرہ برائے نماز جمعہ بہ مسجد جامع و بہ عیدین بمصلیٰ حاضری شدند ظہر را نیز بعد از اداے جمعہ احتیاطاً می گزاردند عمل حضرت ایشان ماقدس سرہ بر مسدک حضرت مجدد قدس سرہ بود کہ ظہر را می خواندند و می فرمودند کہ خواندن نماز ظہر لازم و واجب است بعد از نماز جمعہ نماز ظہر کاملاً باسنن می خوانند۔

مساجد دہلی حضرت ایشان چند سال در جامع شاہجہانی و باز چند سال در مسجد مدرسہ خنیش نماز جمعہ خواندند اتفاقاً یک روز گزرا ایشان بر کلان مسجد شد کہ بہ جہت دروازہ ترکمان واقع است، این جامع از عہد فیروز شاہ تغلق است کہ در قرن ہشتم بودہ۔ در آن جامع حضرت ایشان انوار و برکات زیاد یافتند، بلکہ بعضی اسطواناتہا را منس کردند و مخطوط شدند و از آن پس بہ آن جامع تشریف می بردند، بعد از چند سال اتفاق افتاد کہ در خطبہ امام خطائے کرد حضرت ایشان بہ آواز بلند اصلاً فرمودند۔ بعد از یک روز آن امام بہ حضرت ایشان مکتوبے ارسال داشت کہ اگر جناب شما بہ جامع دیگر تشریف ببرند بہتر باشد چنانچہ بعد از آن روز حضرت ایشان در عربہ بہ مدرسہ مولوی عبدالرب تشریف می بردند کہ بعقب محطۃ خط آہن واقع است این مدرسہ بہ وجود مبارک استاد دی مولانا عبدالعلی آباد شدہ بود۔ حضرت مولانا اولاد مدرسہ حسین خنیش صدر مدرس بودند عجب مرد پاکیزہ و پاک باطن و پاک

مشرّب بودند و با حضرت سیدی الوالد ارتباط تام داشتند و حضرت ایشان نیز جناب ایشان را دوست داشتند راست است است انّما یعرف الفضل ذوّة بعد از نماز جمعہ حضرت ایشان با حضرت مولانا و دیگر اساتذہ ساعتی صحبت می کردند، چون اہل دہلی را ازین حال آگاہی شد پروانہ نمط آن جامی رسیدند از فیوضات و برکات دامنہائے مراد پری می کردند۔ فَهَیْئًا لَهُمُ ثَمَرٌ هَیْئًا لَهُمُ۔

در فصل اول گزشتہ چون حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ رسیدند، افسر پولیس بی، ٹی، بہ خدمت اقدس رسید و عرض کرد کہ از مجالس عمومیہ اجتناب نمایند۔ لہذا حضرت ایشان بعد از آن تا دو سال برائے نماز جمعہ بہ مہرولی تشریف بردند و آن جہاد مسجد خانقاہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی نماز خواندند بلکہ امامت نماز ہم حضرت ایشان می کردند۔ امام آن جامع مبارک حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حافظ عابد علی و دیگر صاحبزادگان آن در گاہ خواہش نمودند کہ حضرت ایشان امامت کنند۔ در دہلی چون اہل قلوب و پاکیزہ نفوس برین امر مطلع شدند بہ صد شوق بہ آن بارگاہ می رسیدند حتی کہ در مسجد و محن مسجد گوشہ خالی نہ می ماند۔ ہذا ہی القبولیۃ الّتی اخبر بہا الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال "ثم یوضع لہ القبول فی الارض" در کوئٹہ نماز جمعہ دائما در جامع قندھاریان می خواندند، چند وقت امام جامع مفتی محمد جمعہ بود چون دے بہ وطن خود (قندھار) مراجعت نمود مفتی عبید اللہ ساکن قریہ شالوکہ بہ فاصلہ دوسہ میل از شہر کوئٹہ واقع است، امام جامع مقرر شد، ہر دو پاک نہادان از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از نماز جمعہ احیاناً نزد مفتی عبید اللہ در جامع توقف می کردند۔ اجتماع علماء و صلحامی شد۔ چہ پاکیزہ نفوس بودند و چہ پاکیزہ اجتماع۔

آسمان رشک برد بہر زمینے کہ درو دوسہ کس دوسہ دم از بہر خدا بنشینند

در دہلی نماز عید بہ عید گاہ محمد شاہی می خواندند و در کوئٹہ بہ عید گاہ افغانان تشریف می بردند و امامت می فرمودند بہ عید شوال ۱۳۳۵ھ سورہ ق تلاوت فرمودند۔

گاہ سورہ قمر یا حدید یاد دیگر سورہ شریفہ می خواندند۔ و خطبہ مفتی عبید اللہ می خواند۔ البتہ یک نماز عید الاضحیٰ از ۱۳۳۵ھ کہ آخرین نماز عید بودہ، در عید گاہ پنجابیان خواندہ اند، چون کہ اندران آیام امامت متعلق بہ حضرت برادر کلان حفظ اللہ و البقاہ بودہ لہذا امامت ایشان فرمودند۔

بہ روز عید استعمال یک عبا یا چغہ می کردند و در غرۂ مصطفیٰ تشریف می بردند و در عید الفطر بہ آواز لیسٹ و در عید الاضحیٰ قدے بہ آواز بلند تکبیرات می خواندند، بہ وقت مراجعت، چہ در دہلی و چہ

در کوئٹہ برائے مصافحہ و دست بوسی ہجوم خلافت می شد چون کہ مخلصین پاک نہاد بر حضرت ایشان می آمد
می بودند ازین جهت بہ عافیت می ماندند چند افراد بہ عاجز گشته اند کہ این گونه ہجوم خلافت بر کسے دیگر نہ
دیدہ ایم، چون از عید گاہ بہ خانہ تشریف می آوردند بسیارے از مخلصین با عریہ می دویدند۔
از حسنِ ملیح خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ و سہل را مصروفِ فغان کردی
چون بہ خانہ می رسیدند اجتماع زائرین می شد و حضرت ایشان تا وقتِ زوال ملاقات می فرمودند۔
درین روز اہل دنیا نیز حاضر می شدند و خطہا می برداشتند۔

تراویح | از آغازِ شباب تا اولِ عقدِ سادس در تراویح امامت می فرمودند۔ و تا زمانے کہ حضرت سیدہ
الوالد حیات بودند افتتاک الامرہ و اتباع السیرتہ در تراویح سہ ختم از قرآن مجید می کردند
حضرت والد نیز گوار بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند۔ بہ سبب اوشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود، و مردمان
اہل ذوق و شوق حاضر می شوند تا تذکیر یعنی بدفعِ اول تراویح ایشان تمام می شود، و بعد از وفات قبلہ
گاہ خود اکتفا بہ ختمے کردند معمول حضرت ایشان بود کہ بعد از چہار رکعت بیان آن مضامین مبارکہ
می کردند کہ در چہار رکعات تلاوت فرمودہ بودند اہل ذوق و شوق مثل سید عہد امام عید گاہ دہلی و
حافظ محمد آفاق شریک می شدند سالہا سال این کیفیت بماند و خوش نصیبان ازین دولت لازوال
بہرہ ور شدند۔ کسانے کہ بیان حضرت ایشان شنیدہ بودند می گفتند کہ عجب حلاوت و لطف سرور روی
می داد، از سامعین ہر یک ہمہ تن گوش می بود۔ حضرت ایشان در چہار ساعت بلکہ در چہار نیم ساعت
از تراویح فارغ می شدند۔

چون سن شریف بہ پنجاہ رسید قصد فرمودند کہ خدمت امامت در تراویح بہ شخصے تفویض نمایند
کہ صاحب نسبت بود و بہ فن تجوید واقف بود چنان چہ مخلصے از مقاطعہ پنجاب دو سال امامت کرد۔
حضرت ایشان را الذتے روئے نہ داد۔ اندرین اشناحق تعالی حافظ نیاز احمد را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔
حافظ نیاز احمد | فرزند شیخ عبدالرحمن ساکن سہارن پور بہ عمر ہفدہ یا ہژدہ سال بہ آستانہ
خیر جہان رسید۔ درین عمر نوجوانی عجب صدق کابل و عزم راسخ نصیب شدہ
بود کہ باللہ العجب۔ در اوائل احوال زجر ہا و توجہا برداشت تا مستحق اکرامات و انعامات گردید ان اللہ
لا یضیع أجر المؤمنین۔ اندر ان ایام قاری عبدالغنی انطاکی شامی بہ اشارہ غیبی از وطن خود نزد
حضرت ایشان آمد و بہ کسب فیوضات و طی مدارج مشغول گشت، مسلسل چہار سال تا ۱۳۲۷ھ
در دہلی و کوئٹہ دامن مراد را پر کرد۔ درین ایام حضرت ایشان حافظ نیاز احمد را حوالہ قاری عبدالغنی

کردند مساعی ایشان بار آور شد و حافظ نیاز احمد در تجوید و ادائے حروف از کمال افراد گشت پروردگار ایشان را عجب شیرینی صوت و جلالتِ نغمه داده بود کہ چون بہ تلاوت قرآن عظیم مشغول می شد، یا دُعِیْتُ مِنْ مِزْنِ أَرَامِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ، را تازہ می کرد کہ سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ بعد ازین از حضرت ایشان تعلیم اوقاف حاصل کرد کہ بیانش فی مابعد خواهد آمد۔ از معرفت اوقاف برائے اہل علم در فہم معانی سہولتہا پیدا شد و لذت تلاوت دو بالاشد۔

حضرت ایشان از سال ہزار و سہ صد و سی و سہ (۱۳۳۳ھ) قاری نیاز احمد را تعلیم قرأت بدو در سبْعَہ شروع کردند۔ در سال سی و سہ روایت قالون از امام نافع مدنی، و در سال سی و چہار روایت ورش از امام نافع، و در سال سی و پنج روایت بزی از ابن کثیر مکی، و در سال سی و شش روایت قبل از امام ابن کثیر، و در سال سی و ہفت روایت دُوری در روایت سُوسی از امام ابو عمر و بصری، و در سال سی و ہشت روایت ہشام در روایت ابن ذکوان از امام ابن عامر و مشقی، و در سال سی و نہ روایت شعبہ در روایت حفص از امام عاصم کوفی و روایت خلف و روایت خلاد از امام حمزہ کوفی تعلیم دادند۔ و قاری نیاز احمد در ظرف ہفت سال بہ دوازہ روایت از ائمہ ستہ تلاوت نمود۔ قاری نیاز احمد در ماہ شعبان بہ کوٹہ می رسید و درس شاطبیہ و ابن قاصح از حضرت ایشان می گرفت و در ماہ رمضان از ساعت نہ صباحاً تا ساعت دو بعد از زوال نزد حضرت ایشان مصروفِ قرأت و تلاوت می بود۔ درین درس مبارک حضرت برادرِ کلان متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ نیز شریک می بودند و در سالہائے کہ جناب استاد مولانا محمد عمر گھوسوی در کوٹہ می بودند شریک درس می شدند۔

افسوس صد افسوس کہ بہ روز یکشنبہ ہفتم محرم ۱۳۴۰ھ در کوٹہ قاری نیاز احمد بہ مرض و بامبتلا شد و بہ چہارشنبہ دہم محرم کہ چہار دہم ستمبر ۱۹۲۱ء بود بہ وقت نیم روز رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلَہٗ وَرَحِمَہٗ وَرَضِیَ عَنْہُ وَحَشَرَہٗ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّہَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ حَسَنَ اُولَئِکَ رَافِقًا و در گورستان کاسیان، در سفح جبل مدفون گشت۔ حضرت ایشان قدس سرہ مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ دہلوی ارسال فرمودہ اند و در ان شتہ اند خیرے کن اے فلاح و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ برآید فلاح نہ ماند و از مرض و وفات ایشان نوشتہ در آخر تحریر فرمودہ اند۔ بہ دہم ماہ کہ یوم عاشوراء است بہ وقت نیم روز انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

جہان میں تو کارِ نکوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

در جهان کار نکوی خواهد ماند۔ نہ کسے پائیدہ است و نہ کسے پائیدہ خواہد ماند غفر اللہ لنا ولہ،
 چه وقت خوب روز خوب ایشان دریافتند۔ فی الحقیقہ ایشان لائق این سعادت بودند۔ صر خدا بخشے
 بہت سی خوبیاں بھیں مرنے والے میں۔ یعنی خداوند بیا مریزہ شخصے را کہ وفات یافتہ۔ فضائل کثیرہ می داشت۔
 در ظرف شانزدہ سال نسخہ عزیز الوجود قاری نیاز احمد ترتیب یافتہ بود کہ در عین ربیعان شباب
 سفر آخرت اختیار نمود۔ از قرأت آت بدو سبعمہ یک قرأت امام کسائی بہر دور روایت و از تراویح حضرت پیرو
 مرشد یک تراویح سال چہلم ماندہ بود کہ وقوع این کار شد۔ و کان ذلک قد راقم قد ورا۔ سر ضیبتنا
 بقضاء اللہ و قد سراہ۔ قاری نیاز احمد کشیدہ قامت، کشادہ جبین، سرگین چشمان،
 آرزو الحاجبین، بلند بینی بیضوی شکل، گندمگون رنگ، سابل الاطراف، خوش آواز، پاکیزہ کردار داشت،
 و پروردگار بہ کمالات باطنیہ ہم سرفرازش کردہ بود۔ گاہے شعر ہم می گفت۔ عاجز یک شعر ایشان یاد دار کہ
 درج ذیل است۔

لینے ہی نام مرشد ہاں اے نیاز دیکھو کوسون ہے بھاگی ظلمت وقت سحر سے پہلے
 یعنی بہ مجر دے کہ نام مرشد ہر زبان آمد۔ اے نیاز بنگر کہ چسپان ظلمت قبل از وقت سحر بہ مراحل دور تر شدہ
 دای، نام خیر جہان خیط انبیس است کہ بہ ظہورش خیط اسود در پوش شدہ۔ رحمہ اللہ۔

امامت قاری نیاز احمد | در او اہل ایام دوسہ سال قاری نیاز احمد در دہلی امامت کرد و مابعد
 تا آخر ایام سلسلہ امامت در کونٹہ جاری بودہ۔ برائے استماع قرآن
 مجید جم غفیر از کٹواڑ، وغرنی و شیلگر و مقس و قلات و قندھار و ارخسان و ڈوب و پشین می رسید۔
 چونکہ اندران ایام در بلاد افغانستان نہ وجود سیارات بود و نہ طرق معبدہ، لہذا مخلصین صادقین با قافلہ،
 اِمّا ذاکبّا و اِمّا قاشیّا، در روز ہا می رسیدند۔ بیشتر افراد از علما و طالبان علم می بودند و از اطراف شہر
 کونٹہ نیز جماعتی از اہل ذوق و شوق می رسید، کسے از سہ میل و کسے از چہار میل و کسے از پنج میل ہر روز می آمد
 بعد از تراویح بازی گشت و از شہر کونٹہ معدودے چند از مخلصین می بودند و سہ نفر از مقاطعہ پنجاب کہ از مریدان
 مولانا خلیل احمد انبیٹھوی بودند شریک می شدند۔ این مبارک جماعت از ہفتاد و ہشتاد نفر کم نہ می بود و در بعض
 سالہا تا بہ صد می رسید۔ در اخلاص و محبت و ذوق و شوق این طائفہ مبارکہ چون این عاجز فکر می کند عبارت
 حضرت جد امجد عاشر امام ربانی مجید الف ثانی قدس اللہ سرہ بہ یادش می آید کہ بہ برادر خورشید مودود رحمہ اللہ
 نوشتہ اند (دفتر اول مکتوب) ”اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترکیا سبب نیوی نمودہ در رنگ مورو
 تلخ می ریزند و شما قدر دولت خانگی را ناشناختہ در طلب نیایے و نییہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول

آنید "کیفیتے را کہ حضرت جدِ امجدِ اعلیٰ بیان فرمودہ اند، نمونہ اش را عاجز در زبانِ حضرت ایشان دید کسانے ہم می رسیدند کہ از وجہِ عُسْر پیادہ پا بر نان خشک اکتفا کردہ قطع منازل می کردند و بہ خندہ پیشانی از احوالِ زجر تو بیخ می گزشتند تا در بحرِ محبت نفسہا را پاک کنند و خود را از انوارِ باطنِ مثابہ املاک کنند و از گلستانِ عالم امر گل چینی ہا نمایند۔

وجودش موجِ الٰہی بیابد ز اصلِ موجِ آگاہی بیابد
ببیند موجِ حُسن و عشق یک دست شود زین موجِ عالمگیر سرمست
وقتے کہ امام و مقتدیان بہ یک رنگ باشند یقیناً آن نماز معراجِ مومنین باشد۔ درین مجمع کثیر از آثارِ کسالی و اطوارِ اہلِ غفلت از قسمِ آروغ و تنخخ ہیچ گاہ ظاہر نہ می شد، ہر یک بہ قدرِ حوصلہ و ظرفِ خود در بحرِ مشاہدہ غرق می بود۔ بر اصحابِ وجد و اہلِ درد آثارِ جذبِ ظاہری شد، بعضے از ایشان تاب نیاوردہ بہ نعرہ اللہ و آہ و بکا مصروف می شدند و بعضے از خود بے خبر می ماندند۔ قاری نیاز احمد رحمۃ اللہ بہ ذوق و شوق مصروف تلاوت می بود، بہ وقت ذکرِ تحجیم و روضاتِ جنات مشاہدہ آن احوال می کرد و چون بہ ذکرِ حضراتِ انبیاء علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام می رسید مشاہدہ می کرد کہ آن بزرگواران تشریف فرما شدہ استماع می فرمایند۔ ایامِ تابستان بود۔ قریب بساعتِ دہ ابتدائے نماز می شد و تا ساعتِ دو فراغت می شد۔ و معمول شریف آن بود کہ بعد از چہار رکعت قدرے بہ آواز بلند: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدِ خَلْقِهِ وَ سِرِّ صَافِئِ نَفْسِهِ وَ زِينَةِ عَرْشِهِ وَ مِدَادِ کَلِمَاتِهِ در ترویجہ سہ بار و باز یک بار درود شریف می خواندند و ماہر سہ برادر نیز با حضرت ایشان بہ آواز بلند می خواندیم۔ بعد از دو از دہ رکعت تمام افراد را دو دو پیالہ چائے خوب می دادند و بہ شبِ دواز دہم و نوز دہم و بست و یکم و بست و سوم و بست و پنجم و بست و ہفتم و بست و نہم تمام افراد را بعد از تراویح قورمہ و نان می دادند۔ حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ دہلوی در مکتوبے نوشتہ اند: بہ دواز دہم فاتحہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ نوز دہم فاتحہ شیر خدا علی مرتضیٰ و حضرت فاطمہ و بہ بست و یکم فاتحہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و سوم از شبِ ولادت محمدی (بنت البنت) و بہ بست و پنجم از حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و ہفتم ایضاً از حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و نہم ایضاً از حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسانے کہ در تراویح شریک می شوند قورمہ و نان و چائے و روزہ کشائی دادہ می شود و الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ در آخرِ ایامِ دو سال حاجی محمد آلم نوزی ماکیتی بہ پنج شبہائے جفت از عشرہ اخیرہ انتظام قورمہ و نان می کرد۔

حافظ پنجاب و یک کشف

در ایام تابستان به کوئٹہ حج کثیر از پنجاب و سندھ می رسید آوازہ قرأت قاری نیاز احمد به گوش اینہامی رسید و کسانے کہ شائقِ استماع قرأت می بودند آمدہ بیرون دروازہ خانہ بر لبِ شارع عام استادہ شریک نماز بانیا می شدند شارع شمالاً و جنوباً واقع بود و خانہ بہ جہت غرب از شارع بود دروازہ فراخ کشادہ می بود و تمام صحن و برخے از حصہ دالان از شارع بہ نظمی آمد صحن خانہ تادروازہ پر از نمازیہامی بود۔ بلکہ بعض افراد بر شارع نیز صفہا قائم می کردند۔ آواز قاری نیاز احمد بہ وجہ خوب ہمہ جامی رسید۔ قاری نیاز احمد بہ قرأت سُبْعۃ تلاوت می نمود۔ کسانے کہ تعلق بہ قرأت دارند اختلافات ائمہ را می دانند کہ در قرار تے اگر دَعْلَمُون بہ یا خواندہ شد۔ در قرأت اُخری تَعْلَمُون بہ تا وارد است۔ اتفاقاً حافظ از پنجاب بہ کوئٹہ رسید و شوقِ استماع قرآن مجید ویراہ در خیر رسانید۔ در جائے حافظ نیاز احمد تَعْلَمُون بہ تا خواندند و در روایتِ حفص آن کلمہ مبارکہ بہ یا خواندہ می شود۔ حافظ خیال کرد کہ قاری را اشتباہ شدہ، چنان چہ دے فتح داد و بہ آواز بلند تَعْلَمُون گفت۔ چون برد و رکعت تازی نیاز احمد سلام گشتانند حضرت ایشان با آواز بلند فرمودند نماز مایان را کلام شخص خراب کردہ دے را این جا حاضر کنید۔ حافظ پنجاب آواز حضرت ایشان شنید۔ و قبل ازین کہ خادم بہ دے برسد، دے بہ ہمت تمام دوید و خود را از دست گیری خلاص کرد۔ این واقعہ در شب جمعہ پیش آمدہ بود۔ و معمول حضرت ایشان بود۔ کہ از ساعت نہ صبحاً تا ساعت دو قبل از نماز پیشین تعلیم قرأت بہ قاری نیاز احمد می کردند و بہ روز جمعہ تا ساعت دو از دہ و باز سلسلہ تعلیم و تدریس در جامع بعد از نماز جمعہ شروع می کردند، بمائے استماع قرأت خلقِ خدا بہ جامع می رسید۔ چنان چہ بہ صبح آن شب حسب معمول بعد از نماز جمعہ سلسلہ تدریس در جامع شروع شد۔ چون قاری نیاز احمد پیش رُوے حضرت ایشان بہ فاصلہ چند گز نشست و شائقینِ استماع قرأت بہ سکون جا ہا گرفتند حافظ پنجاب نیز در اوایل صَف بہ جہت شرق نزد قاری نیاز احمد جا گرفت۔ بہ جُز پروردگار جل شانہ کسے را علم نہ بود کہ بہ شب این حافظ فتح دادہ بود۔ حضرت ایشان قبل از تدریس نظر بہ سُوے حضار کردند کہ بیشتر از دو صد بلکہ سہ صد نفر بودند و جوانے را کہ بہ قدر سنون ریش و کاکلہا تا نیمہ دوش و بر سر کلاہ و دستار سفید داشت و پیرہن و لنگ بستہ بود۔ بہ دقیق نظر دیدند و فرمودند۔ چرا بہ شب نماز مرا خراب کردی؟ تمام حاضرین متحیر شدند کہ حضرت ایشان چہ می فرمایند و آن جوان از خوف و دہشت بلرزید۔ و باز حضرت ایشان فرمودند۔ تو نہ می دانی کہ چند قرأت متواترہ اند و چند روایات ثابتہ؟ و باز این شعر خواندند۔

عشقت رسد بہ فریاد گرتو بہ سانِ حافظ، قرآن زیر بخوانی با چارہ روایت

حافظ پنجاب با خوف و ندامت و عاجزی بسیار اعترافِ لاعلمی و خطائے خود کرده یہ ہزار اخلّص
نزدِ حضرت ایشان رسیدہ بادیدہ گریانِ دستِ بوس شدہ از جان و دل گرویدہ حضرت ایشان شدہ
نگاہِ مستِ تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مُرید کند
این واقعہ غالباً در سال ہزار و سہ صد و سی ہفت بودہ۔

گلدستہ اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُذَكَّرُ۔ واقعہٴ حافظِ پنجاب ذکر کردہ شد کہ کرامتے است باہر از حضرت
ایشان قدس سرہ، و از واقعہٴ حافظِ یک جمعہ پیشتر یا پستتر کرامتے دیگر در مسجد جامع ظاہر
شد کہ خلق خدا را بہ حیرت انداخت لہذا عاجز آن واقعہ را نیز بیان می کند۔

حضرت ایشان در مسجد جامع چون نہشت گاہِ خود رسیدند گلدستہ بسیار کلان و اعلیٰ و خوب را
در ظرفی نہادہ یافتند حضرت ایشان بہ دقت در گلدستہ نگریستند و مفتی عبید اللہ گفتند: عبید اللہ! این
گلدستہ از کجا آوردی؟ عرض کردند: این را دلاور آوردہ است۔ فرمودند: دُرُ کُنْ دُرُ کُنْ۔ چنان چہ
مفتی صاحب آن را برداشتند۔

دلاور از بلادِ افغانستان و از مخلصینِ صادقینِ قدما و از اصحابِ نسبتِ بودہ حضرت
ایشان بہ دومِ رمضان ۱۳۱۵ مکتوبے بہ حاجی عبداللہ عمریمین بہ بمبئی نوشتہ اند: دران تحریر یافتہ است۔
”امروز روزہٴ دوم است از ما خنکی شدت دارد۔ نماز فجر در مسجد شریف ادا کردم، سکندر خان و دلاور
این دو افراد با من نماز خواندند، الخ، دلاور خان کہ بیانش در مکتوب شریف آمدہ ہمان دلاور است کہ
گلدستہ آوردہ بود۔ چند سال در خدمت بودہ۔ و خدمتہائے حضرت برادرِ کلان در خورد سالی کردہ۔
با وجود اخلاص و صدقِ عزیمت این مسکین خود را بہ نوشیدن چرس مُتَعَوِّذ ساخت۔ چون حضرت ایشان را
برین امر آگاہی شد وے را بدر کردند۔ این ہمہ واقعات قبل از ولادتِ این عاجز بودہ۔ دلاور از دل و
جان عاشقِ حضرت ایشان بودہ۔ بہ ایامے کہ حضرت ایشان در دہلی قیام می داشتند وے بہ دہلی می آمد و
چون حضرت ایشان برائے تفریح تشریف می بردند وے در راہ بہ گوشہٴ می استاد و از دور جمالِ باکمالِ
حضرت ایشان را می دید و چون حضرت ایشان بہ کوسٹہ می رفتند وے نیز بہ کوسٹہ می رسید و بہ نوعی مشاہدہٴ
رُوعِ انور می کرد۔ غَفَرَ اللہُ لَہُ وَ رَحِمَہُ۔

مسجد جامع از نمازیان پُر بود۔ جمیع افراد متحیر بودند کہ از گلدستہٴ خوش رنگ و خوش بو، بوئے
کراہیت و کثافت چہ گونه دریافتند مفتی عبید اللہ رحمہ اللہ نیز اظہارِ حیرت می کردند۔

صلوٰۃ تسبیح بہ اواخرِ رجب ۱۳۲۳ھ از مدینہ منورہ سید یوسف زواوی مع فرزند کلان خود بہ کوسٹہ

به اشاره رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے بیعت رسید در فصل سوم بیانش خواهد آمد شب بست و ہفتم بود کہ ایشان عرض کردند مبارک شب است اگر شام صلاۃ التبیح را بہ جماعت بخوانید بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ نزد احناف خواندن نوافل بہ جماعت کراہت دارد عرض کردند کہ چندین مسائل اند کہ پیروان یک امام اتباع امام دیگر کردہ اند متلاً مسئلہ اجرت بر طاعت کہ احناف قول امام شافعی را گرفتہ اند اگر حضرت شہادین مسئلہ بر قول شافعی عمل کنید کراہت را مدخلی نہ خواہد بود سید یوسف با خود رفیقے نیز آوردہ بودند عرض کردند کہ رفیق من شافعی المذہب است۔ وے امام شود و ما ہمہ ویرا اقتدا کنیم۔ بہ اندازہ شصت یا ہفتاد نفر از مخلصین آن وقت حاضر بودند و از ایشان جماعتی از اہل علم بود حضرت ایشان بہ اصحاب علم متوجہ شدہ کلام سید یوسف بیان فرمود استفسار نمودند اصحاب علم عرض نمودند کہ درین صورت کراہت باقی نہ می ماند چنانچہ رفیق سید یوسف امام شد و حضرت ایشان و تمام مخلصین و سید یوسف مع فرزند و ماہرادران ویرا اقتدا کردیم۔ و از ان پس این مبارک نماز را حضرت ایشان در لیالی مبارکہ بہ جماعت می خواندند و حضرات برادران و این عاجز تا این زمان می خواند۔ و ہزاران افراد بہ این نماز مبارک روشناس شدہ برائے خود اسباب سعادت فراہم آوردند امام مسلم در صحیح خود این حدیث شریف را روایت کردہ کہ رحمت عالمیان فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَ لَا كُتِبَ لَهُ مِنْ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ" کہ در اسلام طریقہ خوب را رائج کنند پس از وے بران طریقہ عمل کردہ شود ویرا مثل جرہر عامل دادہ خواہد شد بہ غیر آن کہ از اجر عالمین چیز کم کردہ شود۔ از وے این حدیث صحیح سید یوسف از او می تحتی اجر ہائے بے حساب شدہ۔ وَاللَّهُ يُخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

از مقاطعہ پنجاب غلام محی الدین بہ خدمت مبارکہ مکتوبے ارسال کرد و طریقہ خواندن این نماز استفسار کرد حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" را در چہار رکعات سہ صد بار باید خواند۔ در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار بعد از سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ و قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار، و بعد از فاتحہ سورہ دہ بار و در رکوع بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در قومہ بعد از رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دہ بار، و در سجۃ اولی بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در جلسہ بعد از اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار، و در سجۃ ثانیہ بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار، و بہ ہمین نہج در رکعت دوم و سوم و چہارم کہ قبل از قرأت پانزدہ بار و بعد از قرأت دہ بار و در رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در

سجده اولیٰ ده بار و در جلسہ ده بار و در سجده ثانیہ ده بار بخواند۔ در التحیات نہ خواند۔ کسے از حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید کہ در این نماز کدام سُورہ باید خواند۔ فرمودند در رکعت اولیٰ سُورہ تکوین و در ثانیہ سورہ عصر و در ثالثہ سورہ کافرون و در رابعہ سورہ اخلاص۔ شامی جلد اول صفحہ ۱۸، ۱۹۔ ام
 این مبارک نماز را رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عُمّ خود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم فرمودہ بودند۔ روزے عُمّ خود فرمودند۔ اے عُمّ، آیا با تو صلہ نہ کنم، آیا بہ تو نعمت عطا نہ کنم، آیا بہ تو نفعی نہ رسانم عرض کرد بلی یا رسول اللہ کردہ باش، فرمودند۔ اے عُمّ چہار رکعت نماز بخوان، و در ہر رکعت سورہ فاتحہ با سورتے بخوان و باز اللہ اکبر الحمد للہ و سبحان اللہ پانزدہ بار و باز بہ رکوع برو و در رکوع ده بار و باز چون از رکوع استادہ شوی ده بار و باز در سجده ده بار و باز چون از سجده بنشینی ده بار و باز در سجده دوم ده بار و باز بعد از سجده و قبل از قیام ده بار مجموعہ این ہمہ ہفتاد و پنج در یک رکعت دسہ صد در چہار رکعت شد۔ اگر خطا ہائے تو بہ اندازہ ذراتِ ریگ باشند، پروردگار آن را معاف خواہد کرد۔ حضرت عباس عرض کرد۔ کراہت است کہ ہر روز این نماز را بخواند۔ فرمودند۔ اگر ہر روز نہ توانی در ہفتہ یک بار بخوان و اگر در ہفتہ نہ توانی در ماہ و اگر در ماہ نہ توانی در سال بخوان۔ ترمذی و ابن ماجہ این حدیث شریف را روایت کردہ اند۔ و ترمذی از امام عبد اللہ بن مبارک آن کیفیت را روایت کردہ کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از شامی نقل کردہ۔ ————— باید دانست کہ چہار رکعات را بہ یک سلام خواندن و بہ دو سلام خواندن جائز است و اگر در نماز سہوے واقع شود، پس در سجرات سہو و بین السجدتین تسبیحات نہ خواند زیرا کہ تعداد تسبیحات سہ صد است کہ آن بہ اتمام رسیدہ۔ حضرت ابن عباسؓ بہ ہر روز جمعہ بعد از زوال این مبارک نماز را می خواند۔ امام غزالی فرمودہ اگر با تسبیحات الحاق لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم کردہ شود بہتر است حضرت سیدی الوالد حوالہ را ضم کردہ اضافہ عَدَدَ خَلْقِهِ وَ رِضَا نَفْسِہِ وَ زِنۃ عَرشِہِ قِمَدَ اَدَکَلِمَاتِہِ می کردند۔ و چہار رکعت را بہ یک سلام می خواندند چون نوبت امامت بہ حضرت برادرِ کلان ادا شد ارشادہ رسید ایشان سورہ مبارکہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا درین مبارک نماز تلاوت می کردند و حضرت ایشان قدس سرہ لذتہا بر می داشتند۔

معمول حضرت ایشان بود چون نماز تسبیح را بہ جماعت می خواندند، اول بیان فضیلت از روئے روایت ترمذی و ابن ماجہ می کردند۔ نوبتے در دہلی حاجی طغیر الدین بعد از نماز از حضرت ایشان استفسار کرد۔ جمیع گناہان مایان آمرزیدہ شدہ حضرت ایشان فرمودند۔ ”من از پروردگار خود امیدوارم کہ دے بفضل و کرم خود تمام گناہان ماہمہ می آمرزد“ عاجز گوید۔ در حدیث شریف ارد است۔ اِنَّا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بَیْ

إِنْ خَيْرٌ فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرٌّ أَفْشَرٌ بَاكِرِیْمَانِ کار ہا و شوار نیست۔ امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین مشکل کشا قدس اللہ سرہ و افاض علیہما من فیوضاتہ و برکاتہ فرمودہ اند۔ رحمت حق بہانہ می جوید۔ رحمت حق بہانہ می جوید۔

دے کریم است و رحیم است و سلام بندگان را چشم بر لطفش مدام
سُنُّنُ و نَوَافِلُ حضرت ایشان سُنُّن و نوافل را ایستادہ می خوانند۔ بسیار کم دیدہ شد کہ نوافل را نشسته خواندہ باشند حتی کہ بعد الوتر دو رکعت را نیز بیشتر استادہ می خوانند و احیاناً نشسته ہم خواندہ اند۔

روزہ کشائی معمول شریف حضرت ایشان بود کہ جمیع مخلصین را عند الافطار روزہ کشائی تقسیم می کردند تا زمانے کہ در دہلی بہ ایام ماہ صیام قیام داشتند و خود و پوری و خرما و غیرہ می دادند و در کوئٹہ قطعہ نان و دو پیالہ چائے۔ برائے نماز شام استعجال نہ می فرمودند۔ بہ اندازہ نیم ساعت یا قدرے کم وقفہ می شد و باز بہ سکون و طمانینت نماز می خواندند۔

فِطْرَہ معمول شریف حضرت ایشان بود چون مُبْصَلٰی تشریف می بردند اولاً فطرہ را تقسیم می کردند از خود و از حضرت والدہ محترمہ و از ہر سہ خواہران و ماہر سہ برادران و از ہر دو نواسہ۔

اضحیہ معمول حضرت ایشان بود کہ یک اضحیہ از حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یک از حضرت والد ماجد خود و یک از حضرت والدہ ماجدہ خودی گرفتند البتہ در بعض سالہا از ابوبکر کریمین ناغہ شدہ اما از حضرت رحمت عالمیان بیچ گاہ ناغہ نہ شدہ، و یک از حضرت والدہ شریفہ و یک از ہر اولاد و کذا از اولاد اولاد۔ در اواخر سالہا حضرت برادر کلان و باز این عاجز و برادر خورد چند ماہ قبل گو سفندان را گرفتہ و خود و جوی دادیم۔ چون حضرت ایشان را بریں امر آگاہی شد۔ این ہر سہ گو سفندان را بہ روز دوازہم عند العصر ذبح می کردند و بہ روز سیزدہم قورمہ و نان سختہ مخلصین را می دادند و بعض افراد از شہر نیز دعوت می کردند عجب مبارک اجتماع و مبارک صحبت می بود۔ کسانے کہ ازان خوان نعمت ہائے لازوال حظے یافتہ بودند تا حیات بودند از چشمہ ہائے خود گوہر غلطان رنجیتہ بیانش می کردند۔

زکات در حساب زکات فوق العادہ احتیاط می کردند مخلصے کہ تولید ار در اہم و دنانیر می بود، حساب نقد پیش می کرد و زیورات کہ برائے ہم شیرگان ساختہ بودند طلب می فرمودند بہ شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم و حافظ عبدالحکیم سوداگر حفت و حاجی شہاب الدین کلاہ فروش و مولوی بخش اللہ کہ در مدرسہ علوم جدیدہ مدرس بود، حوالہ می کردند اینہا زیورات را بہ وقت تمام وزن کردہ قیمتش معلوم

می کردند و مقدار زکات را بیان می کردند و حضرت ایشان به تحویل داری فرمودند که در اہم زکات را از مال ملکی کشیده در خریطہ زکات محفوظ کند۔ و در کتابچہ اندران آن بکند۔ در اہم و دنا نیر زکات را با در اہم و دنا نیر مال ملکی خلط نہ می کردند۔ یک سال یک تحویل داری چند در اہم زکات را با در اہم مال ملکی خلط کرد و مورد عتاب گشت۔ حضرت ایشان برائے سادات کرام زکات را تجویزی کردند می فرمودند۔ برائے سادات عوض زکات برنخ از خمس بود۔ چون خمس و نصیبہ خمس نہ ماند اخذ زکات جائز شد۔ عاجز در صفحہ ہفتاد و دو از جلد دوم رد المحتار تا یہ قول حضرت ایشان یافتہ۔ نوشتہ است۔ رَوَى عَصْمَةُ عَنِ الْإِمَامِ أَنَّهُ يَجُوزُ الدَّفْعُ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي زَمَانِهِ لِأَنَّ عَوَضَهَا وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ لِأَهْمَالِ النَّاسِ أَمَرَ الْغَنَائِمِ وَإِصْلَاحِهَا إِلَى مُسْتَحْقِيهَا وَإِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ الْعَوَضُ عَادُوا إِلَى الْمُعَوَّضِ، كَذَا فِي الْبَحْرِ۔ یعنی در مسئلہ غنائم اہمال واقع شدہ نہ خمس ماندہ و نہ خمس الخمس چون بہ بنی ہاشم عوض نہ می رسد کہ خمس الخمس است معوض برسد الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ فُخْرًا وَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَهْلًا۔

بیعت و ارشاد پروردگار جلّ شانہ حضرت ایشان را عجب بصارت و بصیرت عنایت فرمودہ بود کہ بہ یک نظر صدق و اخلاص و استعداد طالب حق را معلوم می کردند، چون بہ نظر غائر سوائے کسی دیدند محسوس می شد کہ نظر مبارک تا بہ سوی قلب رسیدہ و در بدن آن شخص آتش عار و ارتعاد پیدا می شد بلکہ بعض افراد را لرزہ بر اندام می افتاد۔ اگرچہ این یک نظر برائے قبول کردن و ناقبول کردن کفایت می کرد تا ہم حضرت ایشان بعض اوقات آزمائش و امتحان می کردند و بعد از آن سعیت می کردند۔ درین سلسلہ مولوی عبدالشکور فرزند شیخ احمد بن فدا حسین ساکن قریہ ”تنگمڈوا“ تابع میوڑگل علاقہ ”اگنیاب“ ملک ”برما“ در بیاض خود احوال مرید شدن خود را بہ قلم خود بہ اردو نوشتہ۔ عاجزان ذکر می کنند تا طریقہ حضرت ایشان ظاہر گردد۔

بیان مولوی عبدالشکور در میرٹھ بہ طلب علم دین مصروف بودم و خواہش داشتم کہ بہ ہادی طریقت خود را برسانم میلان طبعیتم بہ طریقہ نقشبندیہ بود۔

از اتفاقات آمدنم بہ دہلی شد، و صدقہ در جلسہ دستار بندی بہ مدرسہ مولوی عبدالرب رسیدم، آن جا بر تخت یک بزرگ رانستہ یافتہ کہ از دست ایشان بہ طالبان انعامات می رسیدند۔ بہ اختتام جلسہ ہر یک از حاضرین ساعی شد کہ با حضرت آن بزرگ مصافحہ بکنند من ہم منتظر فرصت بودم چون باریافتہ بسم اللہ خواندہ مصافحہ کردم، کف دست ایشان را لمس از ریشم و خنک چون بچ یافتہ۔ بہ وقت مصافحہ اثر خنکی در تمام جسم من بہ نوع سرایت کرد گویا اثر برق بمن رسیدہ است، من از کسانے کہ در آن محفل بودند

پرسیدم این بزرگ کیست۔ گفتند کہ ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در خانقاہ خود قیام دارند و خانقاہ ایشان در شارع چلی قبر است، و طریقہ ایشان نقش بندہ مجدیہ است۔

در دہلی مرا یک دوست چاٹگامی بود کہ نزد خانقاہ شریف قیام داشت بہ وے گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسان۔ وے گفت کہ من نہ می توانم کہ شمارا بہ خدمت حضرت ایشان برسانم۔ ہر کہ برائے ملاقات می رود، در بان اطلاعش می کند و دیدہ شدہ کہ بہ نوبت اول کم کسے رامی خواہند۔ بلکہ بعد از دو سہ روز طلب می فرمایند۔ حضرت ایشان امتحان عزم وے می کنند۔ و من بہ شما این رائے می دہم کہ شما اولاً از تحصیل علوم خود را فارغ کنید و باز برائے بیعت کردن بیائید زیرا کہ طالبان علم را کہ برائے بیعت می آیند حضرت ایشان می گویند اولاً از تحصیل علم خود را فارغ کنید و باز آمدہ داخل طریقہ شریفہ شوید۔ و وقتے کہ شما قصد آمد بہ خدمت حضرت ایشان کنید بہ عزم محکم قصد کنید و سنجیدہ باشید کہ اگر تا یک ماہ مرا طلب نہ کنند من بر دروازہ حضرت ایشان ہر روز خواہم رسید و ساعتہا انتظار خواہم کرد۔

دوست چاٹگامی بہ من درست مشورہ داد۔ پروردگار ویرا اجر دہد من بہ میرٹھ رفتم و بعد از یک سال از تحصیل علم فارغ شدہ بر در اقدس حاضر شدم۔ در بان حضرت ایشان را اطلاع داد و طلبم فرمودند من نزد بواب نشستہ انتظار کردم۔ سہ روزہ بر این منوال گزشت، روز چہارم حضرت ایشان (ملاً) عبد اللہ (علینری) را امر کردند کہ مراد داخل سلسلہ عالیہ کند چنان چہ وے در عمارت دروازہ مرا بیعت کرد و تعلیم و طیفہ قلبی کرد و گفت کہ این جانتہستہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باش۔ بہ روز ششم بعد ازان کہ بہ اندازہ یک ساعت مشغول ذکر شریف گشتم طلبم فرمودند، کسے کہ تعلیم دادہ بود بہ خدمت ایشان رسانید۔ وقتے کہ وے مراد حضور ایشان می برد، من ہمیت ایشان مستولی گشت و مَن مَرَّ تَعَدِ الْفَرَائِصُ بہ حضور ایشان رسیدہ عرض سلام کردہ دوزانو نشستم، حضرت ایشان بہ مہر و مودت معاملہ نمودند و مصافحہ کردند و از احوال استفسار نمودند و باز مرا بہ همان نہج بیعت کردند کہ خلیفہ ایشان کردہ بود و حضرت ایشان نیز تعلیم و طیفہ قلبی کردند۔ بعد ازین مرا اجازت شد کہ ہر روز بروے ایشان نشستہ بہ ذکر شریف مشغول مانم۔

اندر ان ایام حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدہ بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و ناسات وہ بلکہ یازدہ مصروف می ماندند و باز مؤذن اذان می داد و حضرت ایشان نماز خواندہ بہ حرم سر اشراف می بردند و مخلصین رخصت می شدند۔

طبیعت حضرت ایشان جلالی بود و اشرع عشق و سوز و گداز بر ایشان غالب بود۔ احیاناً

حضرت ایشان از مثنوی یا از کتاب دیگر شعرے یا از احادیث مبارکہ حدیث شریف می خواندند و بمن می گفتند "مولوی عبدالشکور مطلب این چہیت" من احیاناً خاموش می ماندم و احیاناً عرض می کردم کہ حضور مبارک بیان فرمایند۔ در آن وقت حضرت ایشان بہ نوعی بیان آن شعر یا حدیث شریف می کردند کہ مَا لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ بروئے صادق آمدے۔ ومن در آن وقت اشک ہائے حضرت ایشان می دیدم کہ از چشمان مبارک مسلسل می ریخت۔

لذتِ بادۂ عشق است زمنِ مست پیرس ؛ ذوقِ این می نہ شناسی بہ خداتانہ چشتی
احیاناً از ماندگی بر متکا تکیہ می فرمودند در آن وقت من جسد مبارک رامی مالیدم و حضرت ایشان در آن وقت با این ناچیز کلام می کردند، از شیرین کلامی حضرت ایشان من چہ گویم، البتہ یقین دارم کہ شیرین کلامی ایشان را ہر کہ بشنود از دل و جان شیدا و عاشق ایشان گردد۔ اگر چہ حضرت ایشان میانہ قد بودند لیکن در ہزار ہا افراد سر مبارک ایشان نمایان می بود، ومن طاقت نہ دارم کہ قوتِ بدنی و کیفیاً روئے انور را بیان کنم، و از رعب و ہیبت ایشان چہ گویم، بدانید کہ در مقابل شیرینان شستہ ام یا راے کس نہ بود کہ چشم خود را بر چشم مبارک ایشان دوختہ ہم کلام شود، ہر کہ با حضرت ایشان ہم کلام می شد از خود نظرش بہ سوئے زمین می رفت، در آئینہ ثلاثہ، اردو و فارسی و عربی مہارت داشتند و در ہر زبان اشعار گفته اند۔

مہابت سیدنا عمرؓ | مولوی عبدالشکور از ہیبت حضرت ایشان درست نوشتہ، عاجز ہزاران افراد را دیدہ کہ تاب دیدن داشتہ لرزہ بر اندام می شدند و این ہیبت از امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایشان را وراثتہ رسیدہ بود۔ علامہ ابوالفخر عبدالرحمن بن الجوزی رحمہ اللہ در سیرۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ "عَنْ اَسْلَمَ اَنَّ نَفَرًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ كَلَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَالُوا كَلِّمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْسَنَانَا حَتَّىٰ وَاللَّهِ مَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَدِيْعَ إِلَيْهِ أَبْصَارَنَا، قَالَ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِعُمَرَ، قَالَ أَوْ قَدْ قَالَ ذَلِكَ، وَاللَّهِ لَقَدْ لَبِثْتُ لَهُمْ حَتَّى تَخَوَّفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ اسْتَدَدْتُ عَلَيْهِمْ حَتَّى خَفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَابْتِغَيْتُ اللَّهَ لَأَنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ قَامَنِي۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ عُمَرَ فَقَالَ لِي لَنَا فَقَدْ مَلَأَتْ قُلُوبَنَا مَهَابَةً فَقَالَ أَفِي ذَلِكَ ظُلْمٌ قَالَ لَا قَالَ فَرَأَيْتَ اللَّهَ فِي صُدُورِكُمْ مَهَابَةً؟ لَعَنِي جَمَاعَتِي أَوْ مُسْلِمِينَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ" گفت کہ تو درین باب با عمر بن الخطاب چیزے مکالمہ کن کہ دے مایان را بہ حدے خائف کردہ کہ گویند

از من سر مست مست پیرس

به خدا، مبادا دست نظریه سولیش نمی توانیم کرد۔ عبد الرحمن گوید که من این سخن به ایشان رساندم۔ وے گفت
آیا مردم این سخن می گویند۔ سو گند به خدا که برائے آن باتا به حدے نرم شدم که از الله تعالی در نرمی خود ترسیدم
و تا به حدے شدت بر آن ها کردم که از الله تعالی در آن ترسیدم۔ سو گند به خدا که از آن ها خائف ترم از خود من۔
و عمر بن مڑه گوید که شخصی از قریش به عمر گفت، نرم شو برائے مایان که دلہائے مایان را از ہیبت پر ختی
وے گفت۔ آیا درین امر چیزی ظلم است۔ مرد قریشی گفت نے۔ عمر گفت۔ پس الله تعالی در صدور
شمایان زیاده کن در این ہیبت را۔ رضی الله تعالی عنہ۔

إِلَى مَا كُنَّا فِيهِ | حضرت ایشان به دست مبارک خود بعض افراد را بیعت کرده اند۔
والّا مخلصه صاحب نسبت و صاحب استعداد را می فرمودند که
از طرف ما بیعت کن و تعلیم و طیفه شریفه بده۔ و هر که برائے بیعت شدن می آمد و الا از وے اقرار
می گرفتند که نزد ما از امور دنیوی و امراض جسمانی چیزے نه خواہید گفت محض از برائے کسب عاف
باطنی و رضائے پروردگار آمد شما خواهد شد۔ این اقرار از مرد و زن می گرفتند و هر یک را پابند این اقرار می ساختند
و نیز اقرار می گرفتند که از محرمات شرعیہ اجتناب خواهد کرد و فرائض و واجبات را ترک نه خواهد کرد۔ باز هر دو
دست طالب حق را به هر دو دست مبارک خود گرفتند استغفار و کلمه توحید و کلمه شہادت می
خواندند و آن طالب نیز به آواز بلند می خواند و می فرمودند که ترا داخل سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ کردیم
و باز تعلیم لطیفه قلبی می کردند و ہدایت رابطه نیز می فرمودند۔ و تا وقتی کہ لطیفه قلب ذاکر نہ می شد۔
تعلیم لطیفه دیگر نہ می فرمودند و نہ به اوراد و وظائف و نوافل مشغول می کردند۔ ذکر آن است کہ به
مذکور و اصل کند و از غم دنیا و آخرت و اربا نند و از دل و زبان به مولائے خود گوید۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَقْصُودِي
وَسِرِّ صَالِكٍ مَطْلُوبِي۔

مَقْصُودِي مِنْ خَسْتَنَةِ زَكُونِيْنَ تَوَلَّيْ اَز بهر تو میسر و برائے تو نرم
اَلْبَتَّةَ حُجُوں طَالِبِ حَقِّ اَز وَرَطَهٌ رَبِّ تَالِي يَتْلُو الْقُرْآنَ وَ الْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ می برآمد اگر طالب
از اہل نوشت و خواند می بود اجازت دلائل الخیرات و حسن حصین یا حزب اعظم می دادند و ہدایت
می فرمودند کہ احیاء العلوم و منہاج العابدین و کیمیائے سعادت را مطالعہ کند و نفحات الانس و
رشحات عین الحیات و مکتوبات قدسی آیات را بخواند۔ حضرت ایشان از گرداب پندار و نام و نمود و
از مروجہ صوفیّت مُردیان خود را دور می داشتند۔ می فرمودند۔ "دل به یار و دست به کار" و این شعر
می خواندند۔

در بہاران کے شود سرسبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
 چون طالب حق در دائرہ ولایت کبریٰ داخل شدہ از تجلیات اسماء و صفات الہیۃ بہرہ مند
 می شد و استعدادِ ارشاد می داشت اجازت ارشادش می دادند۔ می فرمودند کہ حضراتِ انبیاء علی
 نبیینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات برین مقام فائز می شدند نبوت آن حضرات علیہم السلام ظاہر
 می شد۔ و حضرت ایشان سچیہا می کردند کہ کسی از مخلصان ایشان در دایم عجب پندار گرفتار نہ گردد،
 احیاناً این شعر را می خواندند کہ حضرت والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما فرمودہ اند۔
 رُوئے در خدمتِ پیرِ سعید تا نگو گرد در ذیلہ خوئے تو
 اگر در کسے شمع از آنا نیت می یافتند در شکنجہ تادیب در آورده مستقیم الاحوالش می ساختند۔
 خواہ مرید ارجمند می بود یا فرزند دل بند۔ در مکتوبے بہلولوی برکت اللہ ہا نسوی کہ صاحب نسبت و از
 اہل اجازت بود تحریر فرمودہ اند۔

خواہ پندار د کہ مرد و اہل است حاصل خواہ بہ جز پندار نیست
 و صفائی خود بہ رُغمِ حاسد تا کے ترویج چنین متاع کاسد تا کے
 تو معدوم خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے
مکتوب مبارک کسانے را کہ از اصحاب استعدادات و اہل نسبت می بودند بر آذنی لغزش
 ز جرد تو بیخ می کردند و سچیہا می فرمودند کہ ایشان را از اخلاق حیوانیہ رہانیدہ
 بہ اوصاف ملکیت متصف سازند۔ حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ از دہلی مخلصین
 صادقین کا ملین از کوٹہ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خادمانِ سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن
 و عبدالرشید و عبدالحکیم و ملا عبید اللہ و آیاز و عل احمد مؤذن و منو و ملا داد و مارکیٹی و محبت و ہارون سپر
 بوستان و احمد جان قندھاری و آغا جان و غیر ہم ہمہ بہ وظائف طاعات و عبادات بہ جد و جہد
 سعی می کردہ باشند و عمر گران مایہ را مفت ضائع نہ کنند۔

سر پایہ دولت اے برادر بہ کف آر دین عمر گرامی بہ خسارت مگزار
 دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار
 و از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرهیز کنند،
 این اخلاقِ ذیلہ در شمایان بسیار است و مستحکم است و چون کہ این رذائل در شمایان بسیار است
 ازین جہت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ حال شما کردیم و نصیحت

کردیم تا شہر دشمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شماست بہ اخلاقِ رذیلہ، پس باید کہ در دور کردنِ این اخلاقِ سیدہ سعی بلیغ کنند، وقتِ روانگی (از کوسٹ) در مرز انبیا سستی و پریشانی معلوم می شود و جبہ آن نبوید کہ چہ بود، اگر در ہفتہ یک بار بزیارت شریف حاضر شدہ وظیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل زیادہ شود و السلام علیکم

عبد اللہ ابو النخیر فاروقی

پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ

بہ کسانی کہ این مکتوب شریف ارسال شدہ بود اگر چہ در او اہل نوعی از جبر و تنبیہ برداشت کردند و از احوال "أُولَئِكَ الَّذِينَ أُمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى" قدرے دریافتند لہذا مستحقِ کرامت "إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ" شدند و ہر یک از ایشان بدر فلک الکمال گشت۔

بعض افراد بر حضرت ایشان اعتراضات می کردند کہ ایشان مریدان خود را زجر و تنبیہ می کردند این صرفہ گویان نہ دانستند کہ وظیفہ مرشد و ہادی این است کہ

صرفہ گویان

مریدان را از اخلاقِ رذیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتہ متصف گردانند۔ پروردگار جل شانہ می فرماید۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

ہمچنان کہ فرستادیم در میان شما رسولے را کہ از نثر ادا شما است

می خواند بر شما یان آیاتِ ما و شما یان را پاک می کند و می آموزد شما یان را کتاب و حکمت و تعلیم می دہد شما یان

را آن چیز کہ نہ می دانستید شما یان آن را پروردگار جل شانہ تزکیہ را اول ذکر کردہ و باز بیان تعلیم فرمودہ

تا وقتے کہ از آلائشات تجلیہ حاصل نہ شود حصولِ کمالات کہ تجلیہ است چہ گونه حاصل شود مقصدِ حضرت ایشان

طہارت و تزکیہ مریدان بود۔ بزمی بود یا بہ درستی، بہ قول شدید باشد یا بہ ضربِ موحج۔ بہ اصلاح آنها

می کوشیدند۔

مشکات در باب الدعوات از بخاری و مسلم آورده کہ سرورِ عالمیان صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اللہمَّ إِنِّي أَخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا أَنْ تُخَلِّفَنِي فَإِنَّمَا أَنَا شَرُّ أُمَّةٍ

الْمُؤْمِنِينَ أَذِيَّتُهُ شَتْمُهُ، لَعْنَتُهُ، جَلَدَتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهْ صَلَاةٍ وَزَكَاةٍ وَقُرْبَةٍ تَقْرُبُهُ بِهَا

إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اے خداوند! بہ درستی کہ من گرفتار نزد تو پیما نیں کہ ہرگز خلافت نہ کنی مرا آن پیمان

را، پس نیستم من مگر یک آدمی، پس از مسلمانان ہر کدام را کہ بر جانم اورا، دشنامش دہم، لعنتش کنم،

ویرا بزنم، پس این ذکر شدہ اشیاء را برایش بگردان رحمت و پاکیزگی و سببِ قربت بہ خود کہ نزدیک

گردانی تو اورا بہ این مذکورات بہ سوائے خود روز قیامت حضرت ایشان قدس سرہ کہ از دل و

جان شیفتہ و گردیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند ہمین دُعا از پروردگار خود داشتند۔

مقام مرشد

مشکات در باب حفظ اللسان از شعب الایمان بیہقی نقل کرده کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفتہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ بر ابوبکر رضی اللہ عنہ در حالے کہ ابوبکر بعضے از مملوکان خود را دست نام می داد۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ جانب ابوبکر التفات فرمود و ارشاد کرد۔ لعنت کنندگان و صدیقان (یعنی این دو صفت) با ہم نہ می شود، لَا يَنْبَغِي بِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَنًا، نہ می شاید صدیق را کہ لعنت کنندہ باشد) پس ابوبکر در آن روز از مملوکان خود بعضے را آزاد کرد و باز نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت، لَا أَعُوذُ۔ گرد این کار باز نہ کردم۔

و مشکات در فصل ثالث در مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از زین نقل کرده۔ کہ نزد عمر ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہما کردہ شد۔ پس عمر گریست و گفت۔ دوست می دارم کہ عمل تمام عمر من مانند عمل یک روز از روز ہا و یک شب از شبہائے ابوبکر می بود۔ شب آن شب است کہ بار سؤل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ غار رفت۔ و وقتے کہ بہ غار رسیدند۔ بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت بہ خدا کہ تو در غار نہ در آئی تا نہ در آیم پیش از تو۔ اگر دروے چیزے باشد بہ من برسد نہ ترا۔ پس ابوبکر در آمد بہ غار و جادوب داد غار را و در یک جانب غار سوراخے یافت پس پارہ کرد از آن خود را و بستہ کرد آن سوراخ را بہ آن پارہ ازار، و دو سوراخ ہا مانند پس بہ ہر دو پا ہائے خود آن دو سوراخ را بستہ کرد و باز بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت۔ اَدْخُلْ، داخل شو۔ پس در آمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سر مبارک خود را در کنار ابوبکر بنہاد و خواب کرد و از جہت سوراخ ابوبکر گزیدہ شد، و در حرکت نہ کرد جہت ترس آن کہ بیدار گردد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اشک ہائے ابوبکر بر روی مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد، پس آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ترا چہ شد اے ابوبکر۔ گفت لَدَغْتُ فِدَاكَ اَبْنِي وَ اُمِّي گزیدہ شد من فدائے تو باد پدر من و مادر من، پس افگند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعاب دہن خود را و رفت از الم آن چہ می یافت ابوبکر۔ و باز عود کرد آن زہر بر ابوبکر و سبب موت ابوبکر گشت۔ و روز آن روز است کہ چون وفات یافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرتد شد عرب و گفتند کہ مازکات نہ می دہیم و ابوبکر گفت کہ اگر عقالے را دپائے بند شتر را منع کنند من ایشان را جہاد کنم بر آن من گفتم اے خلیفہ پیغمبر خدا تَالِفِ النَّاسِ۔ تالیف کن مردم را، و نرمی کن با ایشان، پس ابوبکر بہ من گفت اَجَبًا رَفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَّارٍ فِي الْاِسْلَامِ آیا در جاہلیت جباری و در اسلام نامروی۔ اِنَّهٗ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْيُ وَ تَمَّ الدِّينُ اَيُنْقَضُ وَ اَنَا سَحِيٌّ۔

به درستی که وحی گسته شد و دین کامل گشت آیامن زنده مانم و دین نقصان نپذیرد“
 حضرت عمر رضی الله تعالی عنه اگرچه از سردارِ کلِ عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم مستفید شده بود و به صحبت آن حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم رسیده بود اما خلافت از حضرت ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنه رسیدنی بود و کیفیتی که برائے تحمل بارِ امانت ضروری بود از حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه رسید. حافظ ابو عمر بن عبد البر در کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب در احوال حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه نوشته کان ابوبکر یقول انا خلیفة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم و کذلک کان یدعی یا خلیفة رسول الله و کان عمر یدعی خلیفة ابی بکر صدرا من خلافتی حتی لسمی بامیر المؤمنین لقصة سئذ کرها فی باب ان شاء الله تعالی که حضرت ابوبکر خود را خلیفه رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم می گفت و مردمان نیز به این نام حضرت ایشان را یاد می کردند و در عمر را به نام خلیفه ابی بکر در اوایل خلافت ایشان می گفتند تا آنکه به نام امیر المؤمنین موسوم شد و در احوال حضرت عمر رضی الله تعالی عنه نوشته که حضرت عمر خود را خلیفه ابی بکر می نوشت و در گفتن خلیفه خلیفه رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم طوالت بود چون لبید بن ربیع عامری و عدی بن حاتم طائی حضرت ایشان را به امیر المؤمنین نام بردند حضرت عمر آن را خوش کردند و سیوطی در تاریخ الخلفاء نوشته که حضرت عمر رضی الله تعالی عنه می گفت “لَوِدْتُ اَنی شَعْرَةٌ فِی صَدْرِ ابی بکرٍ البتة خواهمش داشتم که من بر سینۀ ابوبکر یک موئے بودم“

ابن سعد در جُز پنجم صفحه دو صد و هشتاد و هفت از طبقات کبری نوشته عن عکرمه قال کان ابن عباس یجعل فی رجلی الکبَل لعلَّه یُعَلِّمُنِ الْقُرْآنَ وَ یُعَلِّمُنِ السُّنَّةَ - یعنی حضرت ابن عباس در پائے عکرمه قیدی نهاد تا که دے قرآن و حدیث را یاد گیرد - بخاری نیز در صحیح خود در باب التوثیق من تخشی معترته نوشته - قتیب ابن عباس عکرمه علی تعلیم القرآن و السنن و الفرائض - و آن چه حضرت عمر به درۀ خود غافلان را تنبیه می فرمود محتاج به هیچ تعارف نیست -

مرشد برحق از حَضِیضِ پستی به اوج بلندی می رساند و از لذائذ و کیفیات “وَالَّذِی نَفْسِی بَیْدُهَا لَوُتَدُّ وَ مَوْنٌ عَلٰی مَا تَكُونُونَ عِنْدِی وَ فِی الذِّکْرِ لَصَافِحَتُکُمُ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَ فِی طُرُقِکُمْ - و لکن یا حَظْلَةُ سَاعَةٍ وَ سَاعَةٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ کَمَا فِی بَابِ ذِکْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الْمَشْکَاتِ” حنظله بن ربیع اُسیدی رضی الله عنه می گوید که حضرت ابوبکر رضی الله عنه به من گفت، ای حنظله چه حال داری، من گفتم که رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم مایان را به نار و جنت

تذکیر می کند و احوال ما آن می باشد که گویا دوزخ و جنت را به چشم خود می بینم و چون از نزد آن سرور صلی الله علیه وسلم می برآئیم و باز نه با و اولاد و زمینات مخالط می کنیم از آن چیزها بسیاری را فراموش می کنیم. حضرت صدیق اکبر فرمود که به خدا این گونه احوال ما را هم پیش می آید و باز من و ابو بکر به خدمت آن سرور صلی الله علیه وسلم رسیدیم و من گفتم که یا رسول الله حنظله منافق شده و عرض احوال کردم. پس آن سرور صلی الله علیه وسلم فرمود: سوگند به آن پاک ذات که نفس من در دست قدرت اوست که اگر بر آن حال که نزد من به شمایان حاصل می شود، شمایان دایم بمانید هر آئینه مصافحه کنند شمار افرشتگان بر فراشهای شما و در راه های شما لیکن اے حنظله گاه و گاه.

اگر در ویش بر حال بماند
سر دست از دو عالم بر فشانده
گه بر طارم اعلیٰ نشینم
گه بر پشت پائے خود نه بینم

بیعت زنان | بیعت زنان متعلق به حضرت والدۀ ماجده بود. بلکه حلقه و توجه نسا نیز به ایشان تعلق داشت. روزی در کوسۀ حضرت ایشان به عاجز فرمودند و والدۀ شما احوال بلند و کیفیات ارجمند دارند و ما ایشان را اجازه تعلیم و ارشاد داده ایم. مع هذا یک نوبت در کوسۀ عاجز دیده که از پنجاب جماعتی از نسا برائے بیعت به خدمت حضرت ایشان رسید. حضرت ایشان ردائے طویل را بر زمین انداختند و جانبی را از آن رو در دست خود گرفتند و جانب دیگر را جماعت زنان گرفت و آن جناب اولاً عهد گرفت که از نواهی اجتناب و رزند و رادائے او امر کوتاهی نکنند و ایشان را داخل سلسلہ عالیہ نمود.

حلقه و توجه | حضرت ایشان به مواظبت بعد از وقت چاشت از ساعت نه تا ساعت دوازده بلکه تا ساعت یک از صبح و از نماز شام تا نصف اللیل حلقه می فرمودند. البته در چند سال آخر حلقه صبح نه می کردند و حلقه شام تا ساعت دو از لیل طول می کشید. در حلقه صبح بیشتر به تدریس مشغول می بودند که بیانش عن قریب خواهد آمد.

ابتدائے حلقه منظر کیفیات جلالتی می بود. حضرت ایشان به نظر باطن احوال مخلصین را ملاحظه می فرمودند. اگر در کس خلل می یافتند به حسب احوال تنبیه می فرمودند. به اندازه یک ساعت یا یک نیم ساعت دور جلالی طول می کشید و بعد ازین آغاز دور جمالی می شد. روزی در حلقه مبارکه به مخلصین گفتند: ما چه کنیم، برائے اصلاح احوال باطن شمایان توجهات و سعیهای کنیم و نوعی از آثار حسن و جمال در قلوب شمایان ملاحظه می کنیم و خوش می شویم، و دیگر روز چون آثار خیر و برکت را محو می یا بیم و جایش پرده های ظلمات به نظر در می آیند

کبیدہ خاطر شدہ زجر و توبیخ می کنیم۔ عاجز چندین افراد را دیده کہ سالہا سال بہ خدمتِ اقدسِ ایشان رسیدہ اند و دامنِ الطغیان و عنایتہا یافتہ اند۔ یک بار ہم کلمہ درشت را از ایشان نہ شنیدہ اند۔ چون میر حسن صاحبزادہ و ملا محمد حسن بابی قندھاری، و رحیم داد مستنگی، و فتح اللہ اندری، و حاجی نور احمد مقری، و ملا گل محمد انجیل، و ملا حاجی گل، و عبد الحکیم دفاتی، و مولوی عبد العزیز بنگالی و غیر ہم۔ بلکہ این عاجز دیدہ کہ بعض افراد را یاد می فرمودند و خواہش داشتند کہ ایشان برائے چند وقت حاضر شوند۔ از اینہا ملا محمد حسن بابی است کہ چند سال در کوسٹ بہ خدمت حضرت ایشان بودہ و در ۱۳۳۸ھ بہ قندھار رفت و دو سال آخر از خدمتِ مبارک جداماند۔ قیام ملا محمد حسن در کوسٹ بہ جائے محمد اسلم خاں نورزی بودہ حضرت ایشان درین عرصہ چند بار بہ محمد اسلم فرمودند کہ ملا محمد حسن را از قندھار طلب کنید۔ اگر در جائے شما ایشان را تکلیف می شود ما ایشان را جائے می دہیم۔ ایشان بیابند و بہ راحت قیام کنند۔

کسے کہ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ الی اللہ باشد با اصحابِ غفلت چہ صحبت دارد۔ عالمی کہ مصروف تحقیقاتِ علمیہ بود برایش صحبت جاہل بہ جز تضییع وقت چیزے دیگر نیست۔ مثلی مشہور است الْجَنُّسُ إِلَى الْجَنُّسِ یَمِيلُ۔ پروردگار جَلَّتْ حَکْمَتُهُ بہ سردارِ کلِ جہان و رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصہ ہائے انبیاء علیہم السلام بیان کردہ تاکہ قلبِ مبارکِ ایشان قرار گیرد۔ پروردگار گفتہ وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ۔ حضرت ایشان قدس سرہ چیزے را دلدادہ بودند بوی آن چیز را خواہان بودند، روزے در خانقاہ شریف دہلی مصروفِ حلقہ و توجہ بودند۔ ناگاہ شخصے از دروازہ شرقی درآمد و بر مزاراتِ مبارکہ رفتہ سلام و فاتحہ خواند و قدے مراقبہ کردہ باز گشت۔ وقتے کہ آن مرد خدا باز می گشت حضرت ایشان سر مبارک برداشتہ جانبِ آن مرد نگریستند و بہ حاضرین گفتند "این مرد پاک نفس را بنگرید کہ چہ دل پاک مثل انا دارد۔ اگر این گونه افراد نزد من آیند من ایشان را کسے چیزے خواہم گفت۔"

بعد از دو رجلاالی دورِ جمالی شروع می شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک ساعت و چہ پاک محفل می بود ہر یک از شرابِ محبت سرشار شدہ از دنیا و مافیہا بہ خبر می شد۔ نشست حضرت ایشان چہار زانو می بود۔ یک بالشت خورد بر رانہاے خود نہادہ ہر دو مرافق را بر آن می نہادند۔ بہ دورانِ توجہ سر مبارکِ ایشان مائل بہ زمین می شد۔ تا ساعت دو بلکہ بعد تر از آن این کیفیت می ماند۔ شبے بہ عبید الرحمن خان شروانی فرزند مولانا حبیب الرحمن خان، صدر یار جنگ، علی گڑھی بہ ساعت دو فرمودند۔ "بر ما چہ فضل پروردگار است، این وقت کہ مخلوق در خواب است۔ در این جا بندگانِ خدا مصروف ذکرِ الہی اند۔" عبید الرحمن خان می گوید کہ

بعد ازین قول حضرت ایشان صدائے هُو برآوردند و محسوس کردم نہ صرف خانقاہ شریف و مسجد شریف خانقاہ بلکہ از در و دیوار عمارات ملحقہ خانقاہ شریف صدائے اللہ اللہ برخاستہ از اہالیان ہند چندین برادران طریقت بہ این عاجز گفتہ اند کہ مادر خانہ خود سعیہا می کنیم کہ حضور قلب حاصل کنیم و بہ ذکر پروردگار مشغول شویم۔ اما وقتے کہ قصد حضرت ایشان می کنیم و از خانہ خود پائے پیروں می نہیم ذکر شریف جاری می شود و در حضور حضرت ایشان کیفیتے روی می دہد کہ از بیانش زبان قاصر است عاجز در نظم "نغمہ ہجران" گفتہ۔

قبلہ عالم ابو الخیر کبیر
داشت از گردون محی الدین لقب
با کمال و بدعریق اندر کمال
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد تلو ب
چوں نہ دارد تاب و صفش را ز بان
طالبان را ہر چہ باشد از کمال
خادمان شان بہ سوز و درد دل
آہ و زاری بود ایشان را شعار
از شراب معرفت بے ہوش بند
گریکے از سوز آہے می کشید
گریکے را چشم بودے اشک بار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر
ہر یکے مہبوت گشتے از جمال
بے خبر گشتے ز اخبار عیان
گر تو می دیدی جمال انجمن
می گزشت اندر دلت چندین سوال
این گروہ انس بیخیم یا ملک
جذبہ اصحاب چون بینم نہان

ذخردین عبداللہ آن قطب شہیر
مولدش دہلی و فاروقی نسب
چون مجدد داشت جد بے مثال
وز گمان من مقامش برتر است
یک دمش از مذنبان شستے ذنوب
زان نو لیسیم خادمانش را بے بیان
بر علو کعب استاذ است دال
ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
عشق حق می داشت شان را بے قرار
رُبَّ اشعث را مثال خوش بند
دیگرے را مرغ جانش می پرید
دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
دیگرے از وجد جامہ می درید
ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
مخواند ذات پاک ذوالجلال
با خبر گشتے ز اسرار نہان
کلب حیست می گزیدی در دہن
برزبان حال رفتے این مقال
یا قمر را با نجوم اندر فلک
برکت خیر القرون چون شد عیان

یہیچ گاہے من نہ دیدم مردمان
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا
بس ہمیں تعریفِ نیکانِ آمدہ
ختم سازم وصفِ شانِ براین کلام
زین نمطِ با این صفتِ اندر جہان
دیدنِ شانِ یادِ حق بخشد ترا
بس ہمیں تو صیفِ مردانِ آمدہ
تا کہ قولِ مصطفیٰ یا بدختام
نیک مردان، پچوایشان بر زمین
در لیا لہبائے برکت از صیام
ختمِ تران با قرأت با حضور
روحِ شان در خلدِ بس فرحان بود
رحمتِ حق روز و شب بر شان بود

دیدہ شدہ کہ بعض افراد از وجہ اقوالِ معاندین سورِ ظن بہ حضرتِ ایشان می داشتند
این سورِ ظن تازمانے می بود کہ بہ خدمتِ اقدس نہ رسیدہ بودند روزے کہ بہ خدمتِ ایشان می رسیدند
گر دیدہ حضرتِ ایشان می شدند و ازین جملہ سیادت پناہ سید احمد شمس العلماء، امامِ جامع دہلی
فرزند جناب سید حافظ محمد الامام رحمہ اللہ بودہ تا سالہا از حضرتِ ایشان دُوری و زبیدند و چون نوبتی
بہ خدمتِ ایشان رسیدند معتقد بلکہ گر دیدہ حضرتِ ایشان شدند و وفاتِ ایشان بہ روز چہار شنبہ
۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء) بودہ تا روز وفاتِ محبت و ارتباطی کہ با ما برادران داشتند بر فرط
عقیدتِ ایشان دال بود کہ با حضرتِ ایشان داشتند و وقتے کہ ذکر حضرتِ ایشان می کردند بہ ادب
احترام تام می کردند رحمہ اللہ۔

و کسانے کہ از وجہ ہیبتِ حضرتِ ایشان برکنارہ بودند چون بہ خدمتِ مبارک می رسیدند
از جان دل گر دیدہ حضرتِ ایشان می شدند و منہم صاحبِ النسبتہ و المودۃ و الاخلاص حکیم فرید احمد عتّابی
امروہوی، روزے بہ قُربِ چتلی قبر بہ دستِ بوسی حضرتِ ایشان رسیدند و عرض کردند اگر حضرتِ اقدس
اجازت دہند فقیر بعد العشاء بہ خدمتِ اقدس برسد حضرتِ ایشان بہ انبساطِ کامل فرمودند۔
ہاں، ہاں، بہ شب بیائید چنانچہ از ان روز تا شبِ وفاتِ سہ سال ہر شب در دہلی بہ خدمتِ حضرتِ
ایشان می رسیدند و ایشان شخصے اند کہ احوالِ کسبِ سلوک از حضرتِ ایشان استفسار کردند و جواب
کہ حضرتِ ایشان دادند تحتِ عنوانِ تحریرِ مبارک در فصلِ اولِ گزشتہ جناب حکیم صاحبِ از اہل
باطن و اصحابِ سلوک بودہ و سلسلہ ارادت و بیعتِ ایشان بہ قطبِ عالم حضرتِ شاہِ عِسلام
علی قدس، اللہ سرہ و آفاض علی العالمین برآ می رسید، ایشان از شاہ بہار الدین امروہوی بیعت

می دادند و در صلوات دلائلِ انجرات را دوست می داشتند اگر کسی تصحیح این کتابها را ایشان می خواست منظور می فرمودند چنانچه آن شخص به دورانِ حلقه هر روز یک حزب پیش حضرت ایشان می خواند پاک نسب پاک باطن سید احمد حسن ساکن انوپ شهر از توابع بلند شهر از حضرت ایشان دلائل انجرات خوانده و چند افراد حصن حصین خواندند بعد از نماز عشاء برائے نیم ساعت به حرم سرالتشریف می بردند آنجا مخلصات از پس پرده از حضرت ایشان تو جهات و هدایات حاصل می کردند

تربیت مخلصین حضرت ایشان به درستی اخلاق مریدان سعیهای کردند از گردابِ آنانیّت و پنداری کشیدند می فرمودند تا وقتی که اخلاق رذیل زایل نشوند حصول کمالات باطنی متعذر است ملا حبیب الله ولد زنگ از جهات پشاور و غیره بود سالها سال خدمت حضرت ایشان کرده قصیده مبارکه برده را عاقل بود بعد از بیعت شدن در خدمت حضرت ایشان عرض کرد که من این قصیده را عالم و خلق خدا را تعویذ می دهم اگر حضرت شما اجازت عنایت کنید من این عمل را جاری دارم حضرت ایشان به ملا حبیب الله اجازت داده بودند ملا حبیب الله از اصحاب نسبت و حضور آگاهی بود روزی خطائی کرد حضرت ایشان صبا با ساعت ده یا بعد از آن به عاجز فرمودند زید برو به حبیب الله بگو تو این خطا کرده ای لہذا دور و پیہ جرمانه بده ملا حبیب الله در خانقاه شریفی نزد محرم مبارک اسناد داده عاجز پیام حضرت ایشان رسانید وے گفت من جرمانه نمی دهم عاجز جوابش رسانید حضرت ایشان جواب شنیده برائے دوسه دقیقه سر مبارک را مائل به جهت صد مبارک کردند و باز سر مبارک را برداشته فرمودند برو به حبیب الله بگو مادر طلب تو نه رفته بودیم تو برائے بیعت آمدی و ما از تو اقرار گرفتیم که مخالفت نه خواهی کرد حالا مخالفت کرده ای و جرمانه نمی دهم لہذا به خانه خود برو و با ما تعلق مدار عاجز این قول را به ملا حبیب الله رساند وے این قول را شنیده چشمان خود را بند کرده وے خود را به جهت قیام گاه حضرت ایشان تحویل داده به کیفیت جذب درآمده با چشم گریان به عاجز گفت من جرمانه می دهم من جرمانه می دهم دور و پیہ به عاجز داد و خودش مصروف وجد و گریه شد عاجز آن دور و پیہ به خدمت مبارک رسانید و عرض کرد که ملا حبیب الله جرمانه ادا کرد حضرت ایشان سر مبارک خود را به جانب عاجز برداشته فرمودند زید تو دیدی در آن وقت بروے مبارک کیفیت انبساط ظاهر باهر بود و عاجز خیال دارد که حضرت ایشان وقتی که سر مبارک خود را برائے لحظات فرو برده بودند نوعی از تصرف باطنی به کار آوردند که ملا حبیب الله از دایره طغیان در حلقه فرمان درآمد و این گونه تصرفات در اکثر اوقات از حضرت ایشان ظاهری شد خصوصاً با کسانی که نوع ارتباط قلبی پیدا کرده بودند

حضرت ایشان احوالِ ہند را دیدہ مخلصین می گفتند کہ از
اجتناب از صحبت واعظان واعظان دور باشند و بہ وعظ ایشان نہ روید۔ عاجز گوید

در ہندوستان بہ کثرت فرق و اَخراب را ظہور شدہ است۔ کسے دیوبندی است، کسے بریلوی، کسے
 چترالوی، کسے غیر مقلد، کسے وہابی، کسے اہل حدیث، کسے اسلامی و کسے تبلیغی و کسے چیزے دیگر۔ این ہمہ فرق را
 داعیان اند، وعظہا می کنند و عوام را بر راہِ غلطی اندازند دیدہ شدہ کہ از استماع وعظ اینہا شکوکِ شبہات
 در دل جائے میگیرند، برائے مُرید پیرو مُرشد، ہر وہابی است۔ کسے را کہ پیرو دگار پیرو مُرشد کامل عنایت
 کردہ کہ علم بہ احکام شریعت و عارف بہ اسرار طریقت باشند از ہر چہ پیش دیگرے رود۔

آن را کہ در سرائے نگاہے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

و اگر پیر کسے بہ احکام شریعت چندان علم نہ داشتہ باشد و یا باید از عالم استفسار مسائل کند کہ از جمیع
 این احراب بر طرف باشد چہ اصحابِ احراب مسلکِ حزبِ خود را بیان می کنند و چغت سُوے ویرانہ
 کشد طوطی سُوے قند، و کس نہ گوید کہ دوغ ماتر ش است۔ سید احمد حسین انوپ شہری بہ سلسلہ ملازمت
 بہ شہر لونا رفت و آن جائزہ امام مسجد شریف کہ عالم بودہ نشست و برخواست شروع کرد۔ و حسبِ معمول
 بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوئٹہ عریضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: ”در وظیفہ شما کدورت
 بہ نظر درمی آید، آیا نزد بدعقیدہ افراد نشست و برخواست می دارید؟“ احمد حسین بہ عاجز گشت، من متحیر
 اندم کہ کدام کس بدعقیدہ است کہ ازوے دور مانم، و اندرین فکر غلطان و پیمان بہ مسجد شریف رفتم و در
 صحبت مولوی صاحبِ نشستم و مدتے نگزشت کہ شخصے نزد مولوی صاحب چیزے از علاوہ آورد و گفت:
 برائے فاتحہ حضرت پیران پر قدس اللہ سرہ این شیرینی آورده ام شما فاتحہ خواندہ ایصالِ ثواب کنید مولوی صاحب
 بہ آن شخص گفت: ”این ہمہ کارہائے لایعنی اند و من این گونه کار نہ می کنم۔“ از مولوی صاحب چون این سخن شنیدم
 و انستم کہ این امام بدعقیدہ است و خود را از صحبت وے برکنار کردم۔

دی فرمودند کہ از صحبت جاہل و ناتمام صوفیہ خود را محفوظ
اجتناب از صحبت صوفی ناتمام دارید۔ مولانا سید عبدالجلیل در ۱۳۲۲ھ بیعت شدند۔

دو سہ ماہ در حلقہ مبارکہ حاضر شدند۔ چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفتند، ایشان بہ ڈاسنہ برگشتند کہ در
 مضافات دہلی دسے بزرگ است۔ مولوی صاحب بہ این عاجز گفتند: ”آنجا یک صوفی بود۔ من ہر روز
 بہ خدمت وے رسیدہ بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ چون حضرت ایشان از کوئٹہ مراجعت فرمودند بہ خدمت
 مبارکہ رسیدم، حضرت ایشان مرا برائے تعلیم حضرت بلال مقرر فرمودند من محسوس کردم کہ حضرت ایشان را

بر احوال من آن نظر التفات نیست که در سالِ ماسبق بود۔ در آن آیام حضرت ایشان پاپیادہ برائے تفریح و تمشیہ از خانقاہ شریف می برآمدند و عند المعادۃ برگرسی ہندی در دروازہ خانقاہ شریف قدرے آرام می گرفتند و مخلصین پاک منش این فرصت را غنیمت شمرده پاہائے ایشان را بہ شوق تمام می مالیدند۔ روزے حضرت ایشان چون باز گشتند و برگرسی ہندی نشستند مراد رجا بنیہ استادہ دید و بہمن خطاب کردہ فرمودند: ”عبدالجلیل چہ ماجری است کہ حلاوت سال گزشتہ در تونہ می یابم“ عرض کردم: خطائے از من سر نہ زدہ البتہ من در صحبت یک صوفی نشستہ بہ ذکر شریف مصروف می شدم، فرمودند: ”این کثافت کہ در تو ظاہر است اثر بہان صحبت است“ عرض کردم حضور انور آن نسبت را سلب بفرمائید، فرمودند: ”سلب نسبت بکنم؟“ و باز چشمان مبارک را بند کردہ متوجہ بہ سوئے من شدند و من محسوس کردم کہ در سینہ من چیزے جمع کردہ می شود و باز چیزے از اُم الدماغ من خارج شد و آن وقت یک آواز کہ اَشْبہ بطنطن باشد شنیدم۔ حضرت ایشان چشمان مبارک را کشادہ بہمن گفتند: ”عبدالجلیل چند روز ذکر شریف نہ کنی“ مولوی صاحب می گفتند: بعد ازین احوال باطنی من درست شد و از الطاف و عنایات حضرت ایشان بہرہ مند گشتم۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

عمل حضرت ایشان بر عزیمت بود۔ اَمَّا اَحْیَانًا بِلا ضرورت برائے اختیار از عزیمت بہ رخصت

احوال مخلصین بر رخصت عمل می کردند کسانے کہ دانائے رازی بودند می دانستند کہ این اختیار است و پروردگار از من لای محفوظ دارد۔ و بعض افراد را خناس در ورطہ شکوک و اَوہام می انداخت و این گونه افراد را حضرت ایشان فی مابعد سیاست می فرمودند۔ ازین جملہ حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت دہلوی بود۔ در او اَیْل ماہ مبارک بَیْع الاول شہ واقعہ خود را بیان کردند۔ بعد از تقسیم ہند حافظ عبدالحکیم بہ کراچی رفت و بعد از یک و نیم سال واقعہ حافظ عبدالحکیم

بہ دہلی باز آمد روزے نزد محجربارک باعاجز نشستہ بود و بیان کرد کہ یک بار در دلم اعتراض پیدا شد و رفتہ رفتہ جائے گرفت، شبے برائے شرکت در حلقہ شریفہ حاضر شدم، در بان اطلاع کرد حضرت ایشان طلب نہ فرمودند، و من قدرے انتظار کردہ بہ خانہ رفقتم۔ شب دوم و باز شب سوم نیز ہمین صورت پیش آمد۔ آن گہ بہ دلم خیال آمد کہ امشب نیز حاضر می شوم، و تا آن وقت بہ خانہ مراجعت نہ کنتم کہ حضرت ایشان رانہ بنیم۔ چنان چہ بعد از عشاء بر در اقدس حاضر شدم، در بان اطلاع کرد و جوابے نہ یافت من در دروازہ نشستم، بعد از نصف شب بہ ساعت دو ملا حاجی احمد خان مٹہ خیل آمد و مرا گفت کہ حضور انور بہ قیام گاہ خود شریف بردند لہذا شما بہ خانہ خود

برگردید من به ایشان گفتم - تا وقتی که به سعادتِ قدسِ نبوی نہ رسم ازین جانہ خواہم رفت - شما یک بار بہ خدمتِ ایشان باز اطلاع من بدہید - چنانچہ ملا احمد خان از راہِ بام رفتہ حضورِ انور را اطلاع داد - حضرت ایشان فرمودند عبد الحکیم را بیار - چنانچہ من از راہِ بام با ملا احمد خان بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ حاضر شدہم چون حضرت ایشان آوازِ من شنیدند بیرونِ صحن برآمدہ دروازہٴ زینہ را کشادند - چون من بہ حضورِ ایشان رسیدم پائے مبارکِ ایشان گرفتہ اشکِ ریزانِ عرض کردم کہ تقصیرِ مرا عفو فرمائید، حضرت ایشان نزد دروازہٴ زینہ استادہ بودند، مرا از الکاف گرفتہ استادہ کردند و فرمودند - عبد الحکیم از چند روز در دلِ تو کجی بود لہذا ما ترانہٴ خواستیم حکیم اجل خان را تو می شناسی - بہ نوعی کہ فی تشخیصِ امراضِ جسمانی می کند و باز علاج می کنی، بہ فضلِ پروردگار تشخیصِ امراضِ قلب بہ همان طور می کنیم و باز علاج آن می کنیم تو بین کہ چہ طور از کجی دلِ تو آگاہ شدیم و علاج آن کردہ زائل کردیم - ہوش کن کہ بارِ درگراہِ گونہ فعل از تو سر نہ زند، این کلام فرمودہ مراد عدادہ رخصت کردند - این تنبیہ برائے عبد الحکیم باعثِ خیر و برکت گردید - پیر و مرشد و سوادِ قلبش متکمل گشت و از حلاوت - "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" متلذذ گشت - تا وقتی کہ مُریدِ در محبتِ پیر خود فانی نہ گردد - فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے می تواند شد و تا وقتی کہ فانی در محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ گردد، فنا فی اللہ کے می شود -

واقعة مولانا سيف الرحمن | حضرت ایتان مخلصین را بر زلاتِ تنبیہ می فرمودند، چنانچہ مولانا سیف الرحمن را برداشتگی ایشان با اہل دنیا تنبیہ فرمودہ اند - مولوی صاحب از مخلصینِ اولین حضرت ایشان اند و در مدرسہٴ عالیہ فتحپوری دہلی صدرِ مُدَرِّس بودند - در اوایلِ عقدِ رابع از مایہٴ چہار دہم در تحریکِ ترکِ مَوَالَاتِ ہجرت کردہ بہ کابل رفتند، در سالِ ہزار و سہ صد و پنجاہ ملاقاتِ ایشان در حرمِ محترمِ عندِ المَقَامِ با این عاجز شدہ، محبت و اخلاص و ارتباطی کہ با سیدی الوالد قدس سرہ داشتند آثارِ آن ظاہر و باہر بود، بیانِ حضرت ایشان می کردند و پیچہم اشکِ ہا از چشمانِ خود می ریختند و در آن بقعہٴ مبارکہ دعا ہا می کردند - رَحِمَہُ اللہُ دَرَضی عَنہُ -

مولوی صاحب از اہلِ دنیا شخصے را بہ خدمتِ حضرت ایشان آوردند - آن شخص دوازده ہزار روپیہ کلد از زکات بہ خدمتِ حضرت ایشان پیش کرد تا کہ ہر کرا خواہند بدہند و ہر جا کہ خواہند صرف نمایند - مولوی صاحب سفارشِ آن شخص کردند، حضرت ایشان را اوضاع و اطوارِ آن شخص پسند نیامد و روپیہ بہ دے گشتانند و مولوی صاحب را گفتند کہ چرا سفارشِ چنین شخص کردی و باز مولوی صاحب را از خانقاہ شریف بدر کردند چنانچہ چند روز مولوی صاحب از حلقہ و توجہ محروم ماندند -

واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ

در کوشہ بلوچستان نزد خانہ حضرت ایشان در احاطہ سفیر محمد اسماعیل محمد عمر نوری قیام داشت. وقتے کہ حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ تشریف می بردند در راه بہ کمال ادب عرض احترام می کردند و یگان وقت بہ خدمت شریف رسیدہ چندے می نشست. اگرچہ دے از حضرت ایشان بیعت نہ بود و ریش وے ہم کمتر از دانه برنج بودہ لیکن دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان بروے شفقت می کردند. روزے دے پریشان حال حاضر شد در دست وے یک جام بود و دران جام قدرے از آب آلودہ بود حضرت ایشان پرسیدند ”محمد عمر چیست“ عرض کرد: دخترم از دیروز بہ دزدیہ مبتلا است، ولادت نہ می شود و حالا امید حیات گستہ. حضرت ایشان جام را در دست خود گرفته چیزے خواندند و دم بر آب کردہ بہ محمد عمر دادند و فرمودند: پریشان مشو. این آب را بہ دختر خود بدہ. پروردگار فضل خواهد فرمود. چنانچہ محمد عمر آب را برد و بعد از نصف ساعت باز گشت و دست و پائے حضرت ایشان را بوسہ دادہ عرض کرد: بہ مجرد نوشیدن آب ولادت شد و دختر راحت یافت و از خطرہ برآمد. حضرت ایشان الحمد للہ گفتند و شادان گشتند.

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ از اجل خلفائے حضرت ایشان بودند. بیانش ان شاء اللہ در خاتمہ خواهد آمد. ملا صاحب روزے بلا وجہ محمد عمر نوری را کہ ذکرش بالا گذشت سخت و سست گفت. چون حضرت ایشان را علم واقعہ شد در بان را امر کردند کہ دو چار کفش ملا صاحب را بر سرش بزنند. چنانچہ در بان امتثال امر کرد. ملا صاحب چند دقیقه خاموش ماندند و باز بر در مبارک حاضر شدہ مصروف آہ و بکا شدند. حضرت ایشان آواز ملا صاحب می شنیدند و درین دوران متوجہ بہ سوئے ایشان ماندند و باز سراپا رحمت و شفقت شدہ نزد ملا صاحب آمدہ بر ہر دو پایائے خود شستہ دست مبارک بر سر ملا صاحب فرو آوردند و اظہار رضا مندی خود کردند. ملا صاحب رادل بستہ شد و دست مبارک ایشان را بوسہ داد. آہ و بکائے ملا صاحب نہ از در ضرب بود بلکہ در دل ایشان این خیال آمد کہ حضرت ایشان از من ملول خاطر شدہ اند. رَحِمَهُ اللہُ وَ رَاضِيَ عَنْهُ.

واقعہ ملا عبد اللہ عینی

ملا عبد اللہ از مخلصین قدام صاحب نسبت و اخلاص و مودت و صفا اجازت بود می گفت کہ لغزشے از من واقع شد و حلاوت باطنی را در باختم حضرت ایشان طبیب دہا بود بر ایم پنج ضرب چوب تجویز کردند. چنانچہ خادمے امتثال امر کرد. ملا عبد اللہ گفت چون ضرب اول بر جسم واقع شد دیدم کہ پردہائے غفلت چاک شدند از فرط مسرت بہ صفا گفتم کہ رعایتے بمن نہ کند و ضرب را بہ شدت جاری کند. چون ضرب پنجم رسید کار خانہ باطن کاملاً

پاک شدہ بود و اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حافظ منیر الدین دہلوی در آن وقت حاضر بود بہ عاجز می گفت کہ من حیران ماندم کہ ملا عبد اللہ بر سرِ ہر چوب الحمد للہ می گفت و در اتمام ضرب حالت وجد بروے طاری گشت من از ملا عبد اللہ استفسار کردم۔ ایشان حقیقت امر بیان کردہ گفتند۔ ”این ضرب چوب نہ بود بلکہ داروے دل بود“ رَحِمَہُ اللہُ وَرَاضِیَ عَنْہُ۔ بیان ملا عبد اللہ در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔

ملا جمعہ خان از یاران قدیم و مردِ مستقیم بود۔ احوالش در خاتمہ ان شاعر اللہ **واقعہ ملا جمعہ خان** خواہد آمد در سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بہ کوئٹہ آمدند۔ روزے در

خدمتِ حضرت ایشان عرض کردند۔ ”حضور انورِ فضل پروردگار شد کہ از بارگاہِ نبوت علیٰ صَلَاحِہَا الصَّلَاۃُ وَالتَّحَنُّنُ بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان خوش وقت شدہ فرمودند۔ ”اے عزیز ہر چہ می یابی ازین سوراخ می یابی“ و اشارہ بہ سینہ مبارک خود کردند، ملا صاحب عرض کرد کہ حال واسطہ در میان نہ مانده و بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان فرمودند۔ ”پس شمارا حاجت آمد بہ نزد چہیست شماروید“ و در بان را گفتند کہ ملا صاحب را رخصت کنند و فرمودند کہ در حد و خانہ ہائے مانہ آیند۔ ملا صاحب بعد ازین واقعہ پانزدہ یا بست روز در کوئٹہ ماندند لیکن شرفِ دست بوسی نہ یافتند و کیب الخاطر بہ وطن خود مراجعت کردند۔

عاجز گوید۔ بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ کتابِ ہدایۃ الطَّالِبِینِ در حیاتِ پیروم شد خود قیومِ جہان حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ اَلْقَدَسُ نوشته اند و باز حضرت پیروم شد آن تالیفِ قیم را مطالعہ کردہ نوشتہ اند۔ ”آن چہ درین رسالہ مذکور است بسیار مسرور و محفوظ گردانید“ این کتاب در بیانِ سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ از اُمِّہاتِ کتب است۔ درین کتاب حضرت جدِ امجد قدس سرہ تحریر کردہ اند۔ ”قلوبِ مشائخِ کرام را کہ تا بہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سائِلِ فیض اند مانند عینک باید داشت“ قلوبِ حضراتِ مشائخِ امثالِ زجا جہائے ”دور بین“ اند کہ ہر قدر زجا جہا را بہ پہلوئے یک دگر نہادہ بسوئے کو اکب می بینند نظر تیز تر و صاف تر می شود۔ بہ وقتِ نظر کردن زجا جہ از صفائے خود بہ نظر نہ می آید۔ انسان خیال می کند کہ وے اشیائے بعیدہ را بہ چشم خود می بیند۔ حالانکہ این دید رہینِ مَنِّتِ آن زجا جہا است کہ بہ پہلوئے یک دگر نہادہ شدہ اند۔ حضراتِ مشائخِ قدس اللہ امر از ہم فرمودہ اند۔ برائے تحقیق امور ظاہری قَلْبِ و سائِلِ بہتر است تا مَطْآنِ سہو و نسیان کمتر باشد۔ ازین جا است کہ ثَلَاثَتِ اَمَامِ بَخَارِی را منتر لتے دیگر است، اما برائے حِدَّتِ

بصیرت کثرت و سائنط بہتر و خوب تر است، ہر قدر کہ زمان از ایام سردارِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور تر می افتد زیادت و اسطہ نافع تر آید کہ قلوب اولیاء بایک دگر پیہم شدہ کیفیت دیگر پیدائی کند۔ ملا جمعہ خان رحمہ اللہ صفائے وقت و حال را دید و صفائے زجاہہ کا تھا کو کتب دُرّی را فکر نہ کرد کہ موصل بہ آن مصدر فیوضات است۔

رَقَّ الزَّجَاجُ وَ رَاقَتْ الْخَمَرُ فَلْتَشَابَهَا وَ تَشَاكَلْ الْأَمْرُ

دران روز ہا حسین اللہ صاحبزادہ اندر می شلگری حاضر بود۔ چون ملا جمعہ را حضرت ایشان از جائے خود کشیدند حسین اللہ بہوے گفت۔ آن چہ حضور انور فرمودہ عین صواب است، لہذا اعترافِ تقصیر خود بکنید۔ ملا صاحب گفت من حقیقت امر را بیان کردہ ام و رجوع از ان نہ می توانم کرد۔ این بیان حسین اللہ صاحبزادہ بہ عاجز کرد۔

ملا صاحب بعد از چند ماہ بہ دہلی حاضر شد۔ و در آن جا قیام کرد کہ برائے قیام کردن مخلصین مخصو بود۔ اما اجازت دخول خانقاہ شریف بہ ایشان دادہ نہ شد۔ روزی ملا صاحب بالائے بام دروازہ ترکمان رفت۔ واللہ اعلم چہ صورت حال پیش آمد کہ از بالائے دروازہ بر روئے خاک افتاد۔ بلندی بام دروازہ از ہشت یا نہ گزافرنجی کم نیست، اگر چہ ہیچ عضو از ملا صاحب شکستہ نہ شدہ بود اما خستگی و درد بہ حدّے بود کہ از حرکت معذور بودند۔ و مخلصین ایشان را برداشتہ بہ قیام گاہ رسانیدند۔ بہ وقت عصر چون حضرت ایشان برائے سیر و تفریح در عربہ سوار شدند از میان برادران یکے عرض کرد کہ امروز ملا جمعہ از بالائے بام دروازہ ترکمان غلطیدہ بر روئے زمین افتاد۔ حضرت ایشان بہ خوب وجہ تفصیل واقعہ شنیدہ و لحظہ توقف کردہ فرمودند۔ ”اچھا ہوا“ یعنی خوب شد۔

عاجز در احوال حضراتِ عالی قدر قدس اللہ اَسْرَارُہم در جائے خواندہ کہ برخالف اولیائے کاملین از جانب حق جلّ و علا تنبیہ واقع می شود و بعض اوقات آن تنبیہ مہلک می باشد، یکے را از حضرات کرام شخصے آزار رسانید، ایشان بہ خادمے گفتند کہ آن شخص را بزند۔ خادم تغافل کرد، و وقتے نہ گزشت کہ آن آزار دہندہ بر زمین افتاد و بہمان دم مرد۔ آن حضرت بہ خادم گفت من ملاحظہ کردہ بودم کہ غیرت خداوندی بہ جوش آمدہ، خواستم کہ بہ لکمہائے یا بہ لکدے خلاصی یا بدلیکن تو تغافل کردی و وے از جان رفت۔ و الْأَمْرُ کَمَا قَالُوا قَدْ سَأَلَ اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ فَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِثِي عَنْ أَنَسٍ وَ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَنْ أَهَانَ لِي دَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ۔ پروردگار از غضب خود ہمہ را محفوظ دارد۔ نزد عاجز ”خوب شد“ گفتن حضرت ایشان بعد از

استماع واقعہ و بعد از تفکر از این وجہ بوده باشد کہ ملا صاحب راجحت زیاد نہ رسید، تمام اعضا سالم مانند
واقعہ ملا عبد الحنان ترکی ملا عبد الحنان ترکی طالب علم ذی استعداد بود۔ در دہلی بہ طلب
 علم مصروف بود۔ چون در اوایل ماہ مبارک میلاد از شش سالہ
 حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی رسیدند، حسب معمول تا نیم روز بیرون نشستند و باز آخرین مصروف کلام
 ماندند۔ چون وقت برخاست رسید نظر ایشان بر ملا عبد الحنان افتاد۔ دریافت نمودند۔ در کدام مدرسہ
 خواندی و چہ خواندی عبد الحنان بیان کتاب ہا و مدرسہ کردہ عرض کرد کہ از استاد تجوید کلام اللہ شریف
 نیز کردہ ام۔ ازین خبر حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند۔ چیزے بخوان، آن وقت عاجز بہ قرب حضرت
 ایشان استادہ بود۔ عبد الحنان سورہ فاتحہ را تلاوت کرد، چوں ”بہ المغضوب“ و ”الضالین“ رسید
 ضاد را بہ صوت ظا ادا کرد۔ از استماع صوت ظا آثار کراہت بر روی مبارک ظاہر شدند و حضرت
 ایشان بہ حرم سرائف بردہ بہ عاجز گفتند کہ برو بہ دربان بگو کہ عبد الحنان را از خانقاہ شریف
 بکشند، داخلہ وے در خانقاہ شریف ممنوع است۔ عاجز پیام را بہ دربان رسانید و آمد عبد الحنان در
 خانقاہ شریف بند شد، بعد از شش ماہ حضرت ایشان بہ کوئٹہ تشریف بردند۔ ملا عبد الحنان نیز
 آل جا رسید۔ ماہ شعبان و ماہ رمضان گزشت و وے در حد و خانہ و مسجد شریف حضرت ایشان
 داخل نہ شد۔ در ماہ شوال روزے یک رقعہ خورد بہ عاجز داد کہ بہ خدمت حضرت ایشان برساند۔ بر یک
 جانب رقعہ نوشتہ بود۔ غلام شما عبد الحنان، ساکن ناوہ، مقرر افغانستان، و بر جانب دیگر نوشتہ بود۔
 ”ترحم یا حضوری ترحم“ حضرت ایشان رقعہ را ملاحظہ فرمودند و بعد از چند دقیقہ بہ عاجز گفتند۔
 بہ عبد الحنان بگو کہ تو چرا مسلک جمہور گزاشتی، مسلک روافض و غیر مقلدین اختیار کردی۔ عاجز ایس
 کلام بہ عبد الحنان رسانید۔ وے گفت۔ من بر خطائے خود نادم و منفعلم و تو بہ می کنم حضور تو بہ مرا
 قبول فرمایند و از من راضی شوند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ از تحریف کلام الہی دل من آزرده است
 و تا وقتے کہ بہ ایمان موثقہ اقرار نہ کنی کہ باز این فعل از تو صادر نہ خواہد شد، دل من از تو خوش نہ می شود۔
 ملا عبد الحنان بر دروازہ حضرت ایشان بہ انحنائے تام نشستہ مصروف آہ و فغان و اشک ریزی بود
 و بہ سوگند ہائے شدیدہ اقرار کرد کہ بازار تکاپ این عمل نہ خواہد کرد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ اقرار خود را
 با ایمان موثقہ تحریر کند۔ چنان چہ وے آن ہمہ را تحریر کرد۔ و عاجز آن رقعہ را بہ خدمت حضرت ایشان
 رسانید۔ حضرت ایشان بہ آواز بلند این الفاظ فرمودند۔ ”اگر بروعدہ خود
 قائم ماندی من از تو راضیم و الا لا“ بعد ازین عبد الحنان اجازت طلب کرد تا بہ وطن برود۔ حضرت

ایشان اجازت دادند۔ دوعے از دروازہ مرخص شد۔ حضرت ایشان از عبد الحنان بہ نوعی کہ سوگند ہا با اقرار لسانی و تحریری گرفتند برائے بعض افراد جائے حیرت بود۔ لیکن احوال عبد المنان ثابت کرد کہ آن ہمہ عین صواب بود و اندیشہ حضرت ایشان ناشی از احوال "إِنَّهُ يَنْظُرُ بُنُورِ اللَّهِ" بود عبد الحنان مسلک روافض و غیر مقلدین را تا آخر ایام نہ گذاشت، در عقدِ ساج از مایہ چہار دہم عاجز بہ توسط یک مُلا بہ دوعے احوال فرستاد کہ "حضرت ایشان قدس سرہ از استماع قرأتِ شما آزرده خاطر شدند۔ و عند الوداع چہ اقرار و چہ تحریر از شما گرفتند و شما چہ سوگند ہا خوردید۔ افسوس کہ آن ہمہ را فراموش کردید۔ رضائے حضرت ایشان مشروط بود۔ و شما خوب می دانید کہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ۔ چُون کہ این تمام واقعات بہ پیش عاجز بہ ظہور رسیدہ ازین جہت این احوال بہ شما می فرستد۔" آن مُلا پیام عاجز رسانید و عبد الحنان ساکت و واجم ماند۔ اَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ وَ رَحِمَهُ۔

واقعہ ملا نیک نظر ترکی ملا نیک نظر از قاری ولی محمد میرٹھی شش ماہ فن تجوید خواند و بہ سال آخر در کوسٹہ ملازم خدمت حضرت ایشان بود و در عربہ نزد سائق نشستہ ہمراہ ایشان بہ باغِ تولہ می رفت۔ روزے حضرت ایشان بہ وقت مراجعت از باغِ تولہ بہ دوعے گفتند نیک نظر تو از قاری مامشق کردہئی۔ چیزے تلاوت کن۔ نیک نظر دوسہ آیاتِ مبارکہ را بہ بد مزگی تلاوت کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ چہ طور می خوانی۔ دوعے گفت از دوسہ روز بر سینہ من گرانی است۔ آن وقت حضرت ایشان خاموش ماندند و روز دیگر چُون حضرت ایشان در عربہ نشستند و نیک نظر قصد کرد کہ بالا نزد سائق بنشیند حضرت ایشان فرمودند در سینہ تو گرانی است۔ لہذا دویدہ پیش عربہ برو۔ چنانچہ نیک نظر تا "جنگلِ باغ" کہ از باغِ تولہ یک میل پیشتر و از کوسٹہ بہ فاصلہ دو نیم میل واقع است پیش عربہ بتاخت و آن جا رسیدہ بہ سوعے جنگلِ باغ رفت۔ و چُون حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدند ملا نیک نظر بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان فرمودند "نیک نظر چہ ماجرا است" عرض کرد۔ در جنگلِ باغ بسیار استفراغ کردم و موادِ سیاہ از سینہ من خارج شد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتہ فرمودند "توبہ خانہ برو" نیک نظر فی مابعد می گریست و می گفت، آن گرانی کہ در سینہ خود محسوس می کردم قطعاً زائل شد و بیچ گاہ اثرے ازان نہ یافتم۔

عاجز گوید کہ علمائے سیر از احمد و داری و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن ابی شیبہ نقل کردہ اند کہ ابن عباس گفتہ کہ زنے بچہ خود را نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آورد و گفت کہ بہ وقتِ نان خوردن آتار جنون بر این طفل ظاہر می شود، حضرت رحمتِ عالمیان مبارک دست خود را بر سینہ بچہ فرو آورد

و آن بچہ تے کردو بلائے بہ شکلِ جبروے از شکیم بچہ برآمد و مرض زائل شد۔

وَكَلَّمَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُدَّتِمُسْ غَدَفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشَفًا مِنَ الدِّيَاسِ

واقعہ مولوی محمد اسحاق و سید زاهد حسین | مولوی محمد اسحاق در مدرسہ امداد الاسلام واقع صدر بازار، میرٹھ مدرس بود،

قبل از ولادت این عاجز بیعت شدہ بود۔ عیالش چند وقت مرضعہ عاجز بودہ و مولوی صاحب چند مدت حضرت برادر کلان را در خورد سالی سبق می داد۔

سید زاهد حسین از امر و ہمہ بود او ہم اندران ایام داخل سلسلہ شدہ بود۔

این ہر دو افراد سالہا سال بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شدند و استفادہ می کردند سید زاهد حسین بعض مکاتیب حضرت ایشان را جمع کردہ بود۔ وقتے کہ آن مجموعہ را می خواند بہ آہ و فغان مصروف می گشت۔ در حلقہ شریفہ بر ہر دو افراد احوال ارجمند طاری می شد کہ از ضبط ایشان خارج می بود لہذا در وجد آمدہ احیاناً غلطیدند و احیاناً نعرہ زدہ بے خودی شدند۔

و معمول حضرت ایشان بود کہ بہ دوران قیام دہلی بہ شب دوازدهم ہر ماہ کتاب مبارک سَعِيدُ الْبَيَانِ فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَنِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ را می خواندند۔ در حصہ شمالی از دالان مسجد شریف پردہ آویختہ می شد تا حضرت والدہ ماجدہ و نسای صالحات استماع کنند و بہ جہت جنوب مخلصین پاک نہاد صف بہ صف مراقب می نشستند و از انوار نبوت و اسرار ولایت بقدرِ حوصلہ خود ہر یک دامن مراد پرمی کرد۔ درین مبارک و پاکیزہ محفل غیر از مخلصین کسے شرکت نمی توانست کرد۔ قاری فضل الرحمن پانی پتی از مخلصین پاک نہاد بود۔ تلاوت شریفہ بہ وجہ خوب می کرد۔ درین مبارک محفل قدرے از کلام الہی تلاوت می کرد و کسے از مخلصین نعت مبارک ہم می خواند۔ درین مبارک محفل بعض افراد از میرٹھ، پانی پت، سرسہ، ہانسی، ریواڑی می آمدند۔ روزے بعض پاک نہاد افراد عرض کردند کہ اگر برائے عوام اجازت شود و ایشان نیز احوال مبارکہ بشنوند، بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ بہ شب دوازدهم ماہ مبارک میلاد برائے عوام اجازت است کہ بیابند و احوال مبارکہ بشنوند۔ و از اہل پس محفل مبارک میلاد بہ صورت عمومی انعقاد یافت۔ و بعد از قیام میرٹھ کہ در ۱۳۲۹ھ بودہ حضرت ایشان در تہنن ابن مبارک محفل سَعِيْہا فرمودند مولوی محمد اسحاق و سید زاهد حسین برائے اشتراک حاضر شدند، چون ترتیبات زیب و زینت و آرایش را ملاحظہ کردند در دل ایشان شکوک و شبہات پیدا شدند و ہمان دم ملاقات ناکردہ باز گشتند، حضرت ایشان را بر احوال ایشان آگاہی شد و در بان را فرمودند

برائے ایشان اجازت نیست کہ در خانقاہ شریف داخل شوند۔ مولوی صاحب و سید زاہد حسین در عرصہ دو سال چند بار حاضر شدند لیکن اجازت دخول نہ یافتند۔ حضرت ایشان نہ این دو افراد را از خانقاہ شریف بدر کردند بلکہ نسبت شریفہ را نیز از ایشان سلب کردند۔ آخر الامر ایشان بہ جائے دیگر رفتند و بیعت شدند۔ چند سال بعد ملاقات ہر دو افراد با قاری ولی محمد میرٹھی شد۔ قاری صاحب بہ ایشان گفتند: وجہ خوب گفتند۔ من این قدر می دانم کہ سالہا سال شما ہر دو بہ خدمت حضرت صاحب حاضر می شدید و بر شمایان ظہور کیفیاتی می شد۔ در حلقہ شریفہ گاہے نعرہ می زدید، گاہے در وجد می آمدید۔ پروردگار شمایان را نعمت عطا کردہ بود۔ شمایان از ان نعمت روگستاندہ بہ جائے دیگر رفتید۔ حالاً در شمایان از کیفیات سابقہ نامے و نشانے نہ ماندہ۔ اگر کیفیات سابقہ از راستی بودہ۔ شمایان کفران نعمت کردہ اید، و اگر از تصنع بودہ۔ شمایان مستحق نعمت الہی نہ بودہ اید۔ بہ ہر حال ہر چہ بہ شمایان رسیدہ، سزائے اعمال شمایان است۔“

در اوایل ۱۳۶۶ھ جناب مولوی محمد اسحاق بہ خانقاہ شریف دوسہ بار آمدند۔ این آمد ایشان بعد از سی و پنج سال بود۔ با حضرت برادر کلان و باین عاجز ملاقات کردند۔ بر حرام نصیبی خود متأسف و شک ریز بودند۔ از کلام ایشان پُر ظاہر بود کہ در جائے دیگر ایشان را، بیچ نصیب نہ شد۔ نوبت آخر چون برائے ملاقات آمدند۔ عند المراجعت دست عاجز گرفتہ تا بہ محضر شریف آمدند و آن جا بے اختیار شدہ بہ جانب مزار پُر انوار اشارہ کردہ گفتند: ”من بہ ہمان رنگ یک ادنی غلام حضور مبارک کہ اول بودم۔“ و یک نعرہ زدہ مصروف گریہ و بکاشدند۔ غفر اللہ لہ و رحمہ و رَضِیَ عَنْہُ۔

واقعہ ملا احمد خان | روزے حضرت ایشان در کوٹہ بیرون خانہ برکری ہندی جلوہ افروز بودند۔ جماعت کثیرہ از مخلصین افغانستان حضرت ایشان را مخاطب بود۔ و بیشتر از آنہا علما بودند کہ کم از چہل تن نہ بودہ باشند۔ طبیعت حضرت ایشان بسیار شاد و چہرہ مبارک مثل گل شکفتہ بود۔ از بطن اتفاق ذکر افغانستان و اہالی آن دیار در میان آمد، حاجی ملا احمد خان مٹھ خیل عرض کرد، در افغانستان از میراث چیزے نہ می دہند و اگر نہ را شوہر شش بمیرد و از اقربائے زوج جبراً بانی نکاح می کنند۔ از استماع این سخن حضرت ایشان متألم شدند و بعد از چند دقیقہ بہ قیام گاہ خود تشریف بردند۔ جماعت علما بہ ملا احمد خان گفت: چہ مبارک بود کہ آن را در ہم زدی۔ چہ این ذکر را در میان آوردی۔ ہنوز مکالمہ علما جاری بود کہ حضرت ایشان برہنہ سر برہنہ پا بہ صورت استعجال از خانہ برآمدند و فرمودند: ”کے را کہ کلام احمد ناگوار خاطر گزشتہ و دے می خواہد کہ خود را از وبال پاک کند پنچ ضرب چوب برداشت کند۔“ این قول فرمودہ بہ خانہ تشریف بردند۔ ہر یک از حاضرین جلسہ خود را برائے ضرب پیش کرد و خود را پاک کرد، غیر از یک ملا کہ دے بیار ظریف الطبع و خندہ رو بود۔

غالباً نامش ملا باز بود۔ وے برائے ضرب خود را پیش نہ کرد۔ رفقایِ ش گفتند۔ جائے ظرافت نیست۔ باید کہ خود را برائے تطہیر پیش کنی، ملا صاحب حسبِ عادتِ خود بہ ظرافت مشغول شد و خود را برائے ضرب پیش نہ کرد۔ بعض علماء کہ در ان وقت موجود بودند و خود را برائے ضرب پیش کردہ بودند بہ عاجز گفتند کہ بعد از چند روز مایان اجازت گرفتہ بہ وطن مراجعت کردیم۔ آن ملائے ظریف رفیق مایان بود۔ در راہ محسوس کردیم کہ درد ماغ ملا صاحب فتویٰ راہ یافتہ۔ چون وے بہ خانہ خود رسید بہ مرض جنون مبتلا شد۔ چند وقت زندہ ماند و بالاخر در جنون وفات یافت۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَحِمَ جَمِيعَ اِخْوَانِهِ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

واقعہ محمد رفیع شیخ محمد رفیع برادر خورد حاجی محمد اسماعیل از قدمائے مخلصین بود۔ بار اول بہ حج رفت و با مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی ملاقات کرد۔ حضرت مولانا استاد مشفق حضرت ایشان بودند محمد رفیع بہ عاجز بیان می کرد۔ چون برائے ملاقات بہ جائے حضرت مولانا رسیدم بہ خادم گفتم کہ برائے ملاقات آمدہ ام۔ خادم خبر رساند اما اجازت حضوری نہ یافتم۔ روز دوم باز رفتم و بہ خادم گفتم کہ عرض کند از دہلی آمدہ ام از غلامان حضرت شاہ ابوالخیرم و سلام ایشان آوردہ ام۔ چون این پیام بہ ایشان رسید طلبم نمودند و از احوال حضرت مرشدم استفسار کردند برائے حضرت ایشان سلام دادہ فرمودند "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان سلام ارسال می کنند۔" شیخ محمد رفیع گفت من طبیعت و احوال حضرت مولانا را مشابہ طبیعت و احوال حضرت مرشدم یافتم۔ بہمان کیفیتِ جلالی و بہمان استغفار و بے پروائی۔

مولانا حبیب الرحمن ردو لوی حضرت مولانا از عشاقِ حضرت سردارِ کل کائنات بودند علیہ الصلوٰات والتحیات در ان ایام بہ جہت بدویانِ حجاز آمد و رفتِ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا و تکریماً مأمون و مصون نہ بود۔ مردم بہ صورتِ قافلہ می رفتند و جماعتی از محافظین با قافلہ می بود لیکن حضرت مولانا ازین قیودات آزاد بود۔ ہر گاہ داعیہ شوق حضرت ایشان را بے قراری کرد۔ پا پیادہ و تنہا بہ طایبہ طیبہ روان می شدند۔ چون نظر اہلِ بادیہ بر حضرت ایشان می افتاد می گفتند "ہذا اولی اللہ"۔ حضرت مولانا می فرمایند۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَعْصُو فَوَادٍ وَشَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لَوَادٍ
تَالِقَ بَرْقٍ مِنْ حَمَى مَنْ هَوَيْتُمَا فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّسَادُ
وَمُعْذِرَةٌ مَتَى إِلَى مَنْ يَلُومُنِي إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادٍ
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْمِرُ الْجَحَى وَقَدْ قَادَهُ دَاعٍ وَأَطْرَبَ حَامٍ

وَهَلْ يَسْتَحْيِرُ الْمَرْءُ عِنْدَ ارْتِحَالِهِ إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ زَيْنَ الْعِبَادِ
كَفَى شَرَفًا إِنِّي أَلُوذُ بِحَضْرَةِ مُقَدَّسَةِ الْأَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى لِمَنْ ضَاقَ ذُرْعُهُ هِيَ السَّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهَا اعْتِمَادُ

بقیہ از احوال محمد رفیع | شیخ محمد رفیع بار دیگر بہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تکریمًا و
مہابۃ رفت و از ان جا قدرے با غرور طاعت بازگشت، چون بہ ستا

خیر جہان رسید و در بان اطلاع کرد حضرت ایشان فرمودند: ”چہ غرور داری کہ یک حج کردی و باز دیگر و برپا چہ
احسان می نہی“ وقتے کہ حضرت ایشان بہ توسط دربان این پیام بہ محمد رفیع فرستادند مولوی سراج الدین ساکن
پھاٹک مفتی والا ان علاقہ ترا بہرام خان۔ دہلی حاضر بود مولوی صاحب مرد پیر و ضعیف و نیک بودند عرض
کردند حضور انور برایش دعا فرمایند مولوی صاحب بہ نوعی از عاجزی این التماس کردند کہ قہر حضرت ایشان
مُبَدَّل بہ لطف و مہربانی شد و بہ مولوی صاحب فرمودند: ”آن چہ مامی کنیم برائے مخلصین غیر از دعا چیزے
نیست“ وقتے کہ حضرت ایشان این کلام فرمودند اثرے بر مخلصین شد و صدائے ”اللہ“ و ”ہائے ہو“
برخواست در ذکر ”صرفہ گویان“ عاجز حدیث صحیحین را نقل کردہ۔ آن را ملاحظہ باید کرد تا معلوم گردد ہر چہ
مرشد کابل می کند برائے بہبودی می کند۔ شیخ سعدی چہ خوش گفتہ رَحْمَةُ اللہ۔

پادشاہے پسر بہ مکتبہ اد لوح سیمینش در کنار نہاد
بر سر لوح بدنبشتہ بہ زر جور استاد بہ زہر پدیر

خلاصۃ القول | معاملہ حضرت ایشان با مخلصین خالصا اللہ بود۔ طالب حق را بہ ذکر شریف مشغول
می کردند، و سعی مامی فرمودند کہ ساحت سینہ وے از اخلاق سینہ پاک و صاف
گردد و از دولت حضور و آگاہی حظے برداشتہ از زمرہ ”رَبِّ تَالِیْ یَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُهُ“
برآمدہ داخل جماعت ”أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِکْرِ اللَّهِ“ گردد ازین جا است کہ حضرت ایشان طالب حق را
در ادائل احوال بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول نمی کردند و می فرمودند کہ بیست و پنج ہزار بار ذکر شریف
کردن برایش از اشتغال بہ آورد و وظائف بہ درجہا بہتر است۔ چہ این ذکر شریف وے را بہ درجہ
احسان ”أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ کَأَنَّكَ تَرَاهُ“ (المحدث) می رساند و تا وقتے کہ طالب بہ درجہ حضور و آگاہی
و بہ فنائے قلب نہ می رسید بہ لطائف دیگر و بہ مراقبات مشغول نہ می کردند و رونے این دو شعر خواندند۔

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است تعلیم کن اگر ترا دست رس است
گفتم کہ اَلِفْ گفت دگر، گفتم بیج درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

بعض پاک روش و سادہ منش افراد را بہ ظاہر و لطیفہ قلب مصروف می داشتند و بہ باطن از دولتِ سلطانِ الاذکار دامنِ مُراد ایشان را پُر می کردند و از ریشہ ریشہ آن ہا و از بُنِ ہر یک موئے ایشان صدائے اللہ بر می خاست۔۔۔۔۔ حضرت ایشان بر شجرہ مبارکہ احیاناً احوالِ سیرِ سلوک می نوشتند این عاجز بر شجرہ غلامِ اکبر ولد محمد ایاز اناخیل ملیزی دیدہ بود کہ ایشان بہ ولایتِ کبریٰ رسیدہ حَظِّہا برداشتہ اند۔۔۔۔۔ مولوی سید جعفر علی چند سال در دہلی از حضرت ایشان اخذ فیوض و برکات کرد و بعد از وصالِ حضرت ایشان بہ خدمتِ شیخ دیگر رسید۔ بعد از چند سال با فقیر ملاقات کرد۔ بَعْدَ اَنْ نَالَ الْخِلَافَةَ وَلَيْسَ الْخُرْقَةُ۔ می گفت "فیوضاتے کہ از حضرت ایشان قدس سرہ دریافتہ بودم، و بہ منازلے کہ بہ تو جہاتِ حضرت ایشان رسیدہ بودم، از ان بیشتر، بیچ نہ یافتہ ام، البتہ نامہائے مقامات از شیخِ جدید معلوم شدہ" عاجز گوید۔ نسبتے کہ در خدمتِ حضرت ایشان حاصل کردہ بود در خدمتِ مرشد ثانی صفائے آن را از دست در دادہ بود۔ حکیم فرید احمد عباسی مرید از شیخ بہار الدین امر و ہوی بود و دو سال بہ ورن قیام دہلی بہ خدمتِ حضرت ایشان رسیدہ عجب جلا و صفا پیدا کرد و فی مابعد بہ حفاظتِ آن پرداخت۔ کُلُّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خَلَقَ۔ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَرَضٰی عَنْهُمَا۔

اِجَازَتِ وَخِلَافَتِ | چون طالب حق بہ دائرہ ولایتِ کبریٰ می رسید و بہ مراقبہ اقربت و مراقبہ محبت مشغول می گشت حضرت ایشان ویرا اجازتِ طریقت می دادند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند ولایتِ کبریٰ ولایتِ حضراتِ انبیاء علیہم السلام است۔ وقتے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام بہ این مقام می رسیدند نبوتِ ایشان ظاہری شد و بہ مقام ارشاد فائز می شدند۔ البتہ کسانے را کہ از دولتِ علم بالکلیہ بہرہ می بُودند اجازت نہ می دادند، عبد اللہ کا کثر از ثوب، صاحبِ نسبت و از اہل فنار و بقاء بود۔ در کوٹہ بہ خدمتِ حضرت ایشان می رسید عجب درد و سوز و عشق و محبت داشت۔ اگر در حضورِ حضرت ایشان می رسید تاب دیدنیاد و درہ مصروف آہ و بکامی شد۔ و اگر در پسِ دیواری بود از دردِ فراق زار و قطاری گریست نئے تاب دیدش بود و نئے تاب وصال۔ روزے عاجز در خدمتِ حضرت ایشان حاضر شد۔ و عبد اللہ در ان وقت بیرونِ قیام گاہ حضرت ایشان بر شارع مصروف آہ و بکا بود حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند "زید عبد اللہ قابلِ این امر است کہ بہ وے اجازت دادہ شود، چون کہ از علم بالکلیہ عاقل است ازین جہت ویرا اجازت نہ دادہ ایم" شخصے پاک دل از پنجاب بہ خدمتِ اقدس حاضر شدہ داخل سلسلہ مبارکہ گشت۔ وے عرض کرد من بہ دیہات می روم و بندگانِ خدا را وعظ و پند می کنم۔ اگر اجازت حضورِ مبارک باشد ایشان را داخل سلسلہ کنم حضرت ایشان فرمودند شما در سلسلہ تریفہ داخل شدہ دیدہ ہنوز از کمالاتِ سلسلہ چیزے نہ دریافتہ اید۔

البتہ ما شنیدہ ایم کہ در پنجاب از دست جاہل پیران خلق خدا از راہ صواب دور افتادہ و فسق و فجور مبتلا می شوند
لہذا ما شمارا اجازت تبلیغ اسلام می دہیم کہ شما بندگانِ خدا را بر اتباع احکام شرعیہ و اجتناب از محرمات ،
بیعت کنید و از طرف ما وظیفہ لطیفہ قلبی تعلیم کنید تا کہ از تشریفاتِ پیرانِ جاہل محفوظ مانند۔

منشی حسین علی از مخلصین اولین و از خادمان خصوصی بود۔ در تعمیر خانقاہ شریف و محجر مبارک تسبیح خانہ
و حرم سرائے جدید و در ترتیب کتب خانہ خدمات شائستہ بہ جا آورده بہ عاجز می گفت کہ در او اہل ایام و نئے
در حلقہ شریفہ حاضر بودم کہ در بان عرض کرد۔ شخصہ کو ہی برائے بیعت حاضر شدہ (نام مسکن آن شخص از یاد منشی
حسین علی رفتہ بود لہذا تعبیر بہ مرد کو ہی کرد) حضرت ایشان ویرا طلب فرمودند۔ و ما دیدیم کہ فی جوانی بود۔ و رو بہ
رُوی حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان ویرا بیعت کردہ تلقین ذکر شریف کردند و ساعتی متوجہ بہ وے
شدند باز در بان را فرمودند از خانہ یک کلاہ و دستار بہار چوں کلاہ و دستار رسید بہ دست مبارک خود کلاہ
بر سر وے نہادہ دستار بستند و فرمودند۔ ما شمارا اجازت می دہیم ہر کر خواہید داخل سلسلہ کنید منشی حسین علی بعد
از بیان کردن این واقعہ گفت۔ مایان کہ در حلقہ شریفہ حاضر بودیم۔ بہ دل خود گفتیم۔ سالہا است کہ حاضر می
شویم و بہ سعادت اجازت نہ رسیدیم و این جوان آمد و بیعت شد و خلافت یافت و بہ خانہ خود برگشت۔
حضرت ایشان خیال مایان را دریافتہ فرمودند، شما مایان این گونه خیال نہ کنید۔ این شخص چراغ را درست کردہ،
بازیت و فقیلہ آورد۔ کار ما صرف این قدر بود کہ گوگرد زردہ چراغش را روشن کنیم۔ منشی حسین علی گفت بعد از
چند روز این خبر رسید کہ آن جوان رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہ۔

خلفے از حضرت ایشان تا بہ نہایات الوصال رسیدہ جہانے را مستفید و مستفیض کردہ اند۔ از این
جماعت صاف کی شان بیان آن افراد کہ بہ علم عاجز رسیدہ است در خاتمہ خواہد آمد۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعَہُمْ
وَرَضِیَ عَنْہُمْ وِعَنَّا مَعَہُمْ۔

در رگ و پئے حضرت ایشان عشق نبوی سرایت کردہ بود
محفل مبارک میلاد شریف غالباً واقعہ سال سی و ہشت بعد از مایہ سیزدہم است کہ

کہ در عشرہ اولی از ماہ میلاد سید امجد علی شاہ از میرٹھہ باریقیہ برائے زیارت حاضر شد۔ آن وقت حضرت
ایشان در قیام گاہ خود تشریف فرما بودند۔ عاجز آن ہر دو افراد را بہ خدمت شریف رسانید۔ بہ دوران گفتگو
حضرت ایشان فرمودند۔ از اوّل روز این ماہ مبارک بہ نوے نزول انوار و برکات می شود کہ ما را از خود
ما بے خبر می گرداند۔ در سال ہزار و سہ صد و بیست و نہ قیام حضرت ایشان چند ماہ در
میرٹھہ بود۔ آن جا حضرت ایشان را معلوم شد کہ بعض افراد از علمائے ہند مسلک و ہابیہ نجدیہ را اختیار کردہ

انعقاد محفل میلاد شریف و دران مبارک محفل عند ذکر الولاۃ الشریفہ قیام تعظیمی را با اسم مشرکین ہند تشبیہ دادہ مکروہ تحریمی می گویند از استماع این کلام حضرت ایشان بسیار افسردہ خاطر و متالم شدند و قصد فرمودند کہ در زینت این پاک محفل سعیہا نخواہند نمود چنانچہ حضرت ایشان بہ نوع انعقاد این مبارک محفل کردند کہ خلق بہ حیرت بماند در محفل مسجد شریف و در صحنہ کہ متصل بہ مسجد شریف است بہ قافلہ یک ونیم گز انگیزی عمود ہائے چوبی استادہ می کردند و بر سر این عمود ہا شبکہ محکم از عمدی ساختہ می شد و بالائے شبکہ شامیانہ ہائے منقش و مزین می بود و ما بین ہر دو عمود مجموعہ مشعلہائے بلوری کہ آن را بے رد و جھار گویند می آویختند و عمود ہا را بہ جامہ می پوشانیدند۔ یک عمود را بہ جامہ سرخ و دیگرے را بہ جامہ سبز و بر جامہ "فتیہ" زری می پیچیدند۔ بر جامہ سرخ قتیۃ نقری و بر جامہ سبز قتیۃ ذہبی و در دو دیوار خانقاہ شریف و مسجد شریف بہ گلہا و اوراق اشجار مزین می کردند و بر دروازہ خانقاہ شریف یک دروازہ بسیار خوش رنگ و خوشماز گلہا و برگہا استادہ می کردند و دروازہ دیگر برچوک حلی قبری بود۔ و از ان دروازہ تا دروازہ خانقاہ شریف بر تمام راہ کہ بہ اندازہ دو صد گز باشد شبکہ گلہا و برگہا می بود۔

منشی حسین علی، حافظ غلام محمد باغ والا، شیخ شہاب الدین تاجر کلاہ و پسرانش عبدالغفور و شمس الدین، شیخ محمد رفیع تاجر طرف چینی، شیخ عبدالحق اپن، حافظ عبدالحکیم سوداگر حفت، حکیم محمد شفیع معالج چشم، شیخ نور الہی صندوق والا، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، حافظ منیر الدین، حافظ محمد سلطان، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، حافظ محمد اسحاق مشہور بہ رانی کھیت والا و باز پسرش شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا مستری عبدالرحیم، این ہمہ از شہر دہلی۔ حافظ حفیظ الدین، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، چودھری مولاداد خان از خورجہ، شیخ غلام احمد از ہانسی، انتظام ابن مبارک محفل می کردند این ہا یکیشان و پاک نشان از جان و دل مصروف این کاری بودند۔ در مشکات از صحیحین نقل است کہ سردار عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُونَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِہٖ وَ ذَلِیْہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ عابز یقین دارد کہ ابن پاک نہاد افراد از کابل الایمان بودہ اند و از ایشان ہر یک عاشق سردار دو جہاں بودہ۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمَا اَجْمَعِیْنَ۔

معمول حضرت ایشان بود کہ در منتصف ذکر شریف وقفہ می کردند و آن گاہ تمام حاضرین حاضر را کہ بہ اندازہ چہار ہزار نفوس می بودند۔ دو دو جام شیر چاہے دادہ می شد۔ برائے اناث جماعتی از صالحات مقرر بود تا ہمہ را تقسیم نمایند و چون ذکر شریف تمام می شد ہر فرد را از شیرینی دو لڈ دادہ می شد۔ این شیرینی بہ مقدار دوازہ من انگلیزی دو روز پیشتر در خانقاہ شریف بہ اہتمام حاجی شہاب الدین و فرزندانش

تیار کرده می شد و معمول بود چون برائے عرض صلاۃ و سلام عند ذکر الولادة المبارکہ قیام کرده می شد عطر نفیس بر تمام حاضرین و حضرات مالیده می شد و در تمام خانقاه شریف از عرق پاشها عرق پاشی کرده می شد و از بخور عود و لوبان تمام فضا معطر می شد و معمول حضرت ایشان بود که به صبح آن مبارک شب به چهار صد یا پنج صد نفر طعام نفیس و اعلیٰ می دادند گاهی قورمه و نان سُرخ روغنی که آن را شیرمال گویند و شیر برنج و احیاناً بریانی و زرده (یعنی پلا و هندی و برنج شیرین با چیزے از میوه خشک).

عاجز بیان آن ذکر مبارک می کنند که روز پنجشنبه تمام کرده به شب **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** جمعه دوازدهم ماه مبارک ربیع النور ۱۳۴۱ هجری بوده و بعد از آن پانزده اسابع حضرت ایشان ازین جهان رحلت فرموده اند به اعتبار ماه شمسی دوم ماه نوامبر و یازدهم ماه عقرب بود و به آن شب چون بین العشائین از مستشفی تشریف آوردند به کارپردازان خطاب کرده گفتند: "موسم منوز به اعتدال نه رسیده است. اگر حیات باقی ماند سال آئنده تحویل ماه کرده خواهد شد. بیان ماه نه کردند که این احتفال در کدام ماه خواهد بود مخلصین برائے حضرت ایشان به جهت جنوب صحن مسجد شریف به قرب محراب مبارک نشستگاه مرتفع ترتیب داده بودند. ارتفاعش بیشتر از یک گز انجلیزی بوده. نماز عشا خوانده بعد از ساعت نه حضرت ایشان برائے بیان ذکر مبارک بر نشستگاه تشریف فرما شدند. خانقاه شریف از شائقین پر بود. اولاً حضرت ایشان به سونے چراغان و زیب و زینت نظر کردند و خوش وقت شدند و باز بر ازدهام مخلوق نظر کرده فرمودند: خاموش شوید و ذکر مبارک محبوب رب العالمین صلی الله تعالی علیه وسلم را بشنوید. مخلصان با وفا و مریدان با صفا و بالنسبت تحت شریف را محاط بودند. ماهر سه برادر به جهت غرب بودیم. وقتی که حضرت ایشان برائے خاموش شدن امر کردند به عجب نوع خاموشی سرایت کرد که آوازے از کس شنیده نمی شد. روع حضرت ایشان به جهت شمال بودند و نشست دوزانو به هیت قعدہ نماز چند دقیقه به کمال عاجزی سر مبارک را فرو آورده و چشم بسته خاموش نشستند. و باز به آواز بلند بسم الله الرحمن الرحیم خوانده به قرأت درود مبارک کبریت اخمر شروع کردند که از لسان عرب بهرہ دارد و از لذت صلوات طیبات حظ برداشته است، بعد از صلوات ماثوره بیج صلوات را بر صلوات کبریت اخمر ترجیح نه خواهد داد. از اول تا آخر این درود شریف را به کمال خضوع و خشوع خواندند به اندازه نصف است در قرأت درود شریف مشغول بودند حضرت ایشان جنباً و روعاً و قلباً و خیالاً متوجه به بارگاه نبوی علی صاحبہ اکمل الصلوات و الطیب التَّحِيَّاتِ بودند سوز درون از راه چشمان به شکل اشک ظاهر و بر اصحاب قلوب، کیفیات. کَآتِي النَّظْرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طاری بود

بر ایشان بار بار انکشاف می شد که حضرت ایشان این هدیه صلاوة و سلام در خدمت سرورِ دو عالم صلی الله تعالی علیه وسلم پیش می کنند و آن رحمتِ عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم از راه بندہ نوازی و غلام پروری قبول می فرمایند و بر حضرت ایشان الطاف و عنایات می کنند مولوی عبدالعزیز کھلنوی بنگالی که از خلص یاران و اہل نسبت و ارباب کشف و اصحاب ارشاد بوده بہ جہتِ مواجہہ شستہ بود۔ بار بار بہ جذب آمدہ و بختیاری شدہ جنت می زد و دستِ خود را جانبِ حضرت ایشان بلند کردہ از روی درد و سوز و جذبہ بہ آواز بلند می گفت "بنگرید، بنگرید کہ رحمتِ عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم تشریف فرما شدہ اند و بر حضرت ما بہ قیسم شفقت می فرمایند" و این گفتہ ہر دو دستِ خود را بر سینه خود بہ شدت می پیچیدند و زار، زاری گریستند۔ و بعض دیگر اہل نسبت در وجد آمدہ همچون ماہی بے آب می غلطیدند، از باب ضبط اگرچہ حرکت نہ می کردند اما بے اختیار از زبان ایشان لفظ مبارک "اللہ" می برآمد۔ بعض افراد بے ہوش شدہ می افتیدند و کسانی کہ از امور باطن و اسرارِ نہانی و سوزِ نہانی آگاہ نہ بودند بے مبارک حضرت ایشان رومی نگرستند و بار بار سبحان الله بر زبان ایشان جاری می شد۔ ایشان بر روی انور حضرت ایشان عیاناً انوار و تجلیات می دیدند۔ بعد از خواندن درود شریف، بیان ولادتِ مبارک از روی کتاب سعید البیان کردند چون بیان ولادتِ شریف شد۔ برخاستند و تمام حاضرین و حضرات ہم استادہ شدند و دست بستہ عرض صلاوة و سلام کردند حضرت ایشان در قیام این اشعار خواندند۔

وُلِدَ الْحَبِيبُ وَ مِثْلُهُ لَا يُوْلَدُ	وُلِدَ الْحَبِيبُ وَ خَدُّهُ يَتَوَرَّدُ
وُلِدَ الْحَبِيبُ مُطَهَّرًا وَ مُكَلَّلًا	وَالْتُّورُ مِنْ وَجَنَاتِهِ يَتَوَقَّدُ
وُلِدَ الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذَكَرَ التَّقَى	كَلَّا وَ لَا ذَكَرَ الْحَمَى وَ الْمَعْبَدُ
هَذَا الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذَكَرَ الْقُبَا	كَلَّا وَ لَا كَانَ الْمُحَصَّبُ يُقْصَدُ
هَذَا الَّذِي جَاءَتْ إِلَيْهِ عَزَالٌ	وَ الْحِذُّ عُ حَقًّا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ
هَذَا إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ حَقِيقَةً	هَذَا اخْتِلَامُ الْأَنْبِيَاءِ وَ سَيِّدُ
هَذَا الَّذِي خُلِعَتْ عَلَيْهِ فَلَاسٌ	وَ نَفَاسٌ فَ نَظِيرُهُ لَا يُوجَدُ
جَبْرِيلُ نَادَى فِي مَنْصَبِهِ حُسَيْنِهِ	هَذَا أَمْدُ الْكَوْنِ هَذَا أَحْمَدُ
يَا عَاشِقِينَ تَوَلَّوْهُوا فِي حُبِّهِ	هَذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِيلُ الْمُفْرَدُ
لَمْ يَأْتِ فِي أَوْلَادِ آدَمَ مِثْلُهُ	فِيمَا مَضَى هَذَا أَحَدٌ يَتُّ مُسْتَدُ
قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهِمْ	وُلِدَ الْحَبِيبُ وَ مِثْلُهُ لَا يُوْلَدُ

صَلُّوا عَلَيْهِ بِكُورَةٍ وَعَشِيَّةٍ أَلْفَ الصَّلَاةِ مَعَ السَّلَامِ وَازِيدُ
چون حضرت ایشان قیام کردند بعضی از مخلصین به عرق پاشی و بعضی به مالیدنِ عطر مصروف
شدند، حافظ عبدالحکیم دہلوی به شوق و محبت و ادب بر جسم مبارک ایشان عطر مالید و بزبانش صلاۃ و
سلام جاری بود۔ باز نزدِ ما برادران آمد و عطر مالید و باز نزدِ دیگران رفت، حضرت ایشان بعد از خواندن
اشعار بر جائے خود نشستند و به اندازہ یک ساعت بیان ذکر شریف کردند و باز وقفہ نمودند۔ و مخلصین
بہ تقسیم چائے مصروف شدند و بعض افراد نعت مبارک خواندند حضرت ایشان نیز درین وقت چائے نوش
فرمودند تقریباً یک ساعت این وقفہ بود۔ قاری فضل الرحمن و بابو شیر محمد تلاوت قرآن مجید کردند۔ بابو شیر محمد
فن تجوید رامی دانست و بسیار خوب تلاوت می کرد۔ حضرت ایشان خوش می شدند۔ از میرٹھ قاری ولی محمد درین
مبارک شب می آمدند۔ حضرت ایشان فرمودند: "قاری ما کجا است؟" چنانچہ قاری صاحب یک رکوع
بہ قرأت یکے از ائمہ سبعہ خواندند۔ سبحان اللہ چہ قرأت بود و چہ اثر داشت۔ اگرچہ بعد از ارتحال حضرت
ایشان چند بار قاری صاحب آمدند و تلاوت کردند، اما نہ آن اثر یافتہ شد و نہ آن کیفیت حضرات مشائخ
قَدَسَ اللہُ اَسْرَارُہُمُ الْعَلِیَّۃِ فرمودہ اند: "آب در جو بہ مددِ یاری رود"

الشیءُ بالشیءِ یُذْکَرُ | منشی احمد حسین ساکن چھتہ لال میان دہلی در مسجد شریف محلہ خود مدرسہ

قرأت ساختند۔ بعد از چند وقت در خدمت حضرت ایشان عرض کردند
کہ بعض طالبان مدرسہ و استاد ایشان شوق زیارت دارند۔ حضرت ایشان اجازت دادند و یک شب
بعد العشاءِ الآخرہ منشی احمد حسین با طالبان و استاد ایشان حاضر شد۔ اول طالبان و بہ آخر استاد چیزے
تلاوت کرد و از حضرت ایشان کلمات تحسین شنیدند و دعوات مبارکہ گرفتہ رخصت شدند۔ منشی احمد حسین
بہ عاجز گفت کہ طالبان بہ استاد خود گفتند: مایان را بہ وجہ خوب درس نہ می دہید، بہ نوعی کہ پیش حضرت صاحب
تلاوت فرمودید گاہے بہ پیش مایان نہ خواندید۔ استاد سوگند خورده گفت: بہ حضور حضرت ایشان چون برائے
تلاوت مبارکہ بسم اللہ خواندم بر من حالتے طاری شد کہ مرا از خود ر بود، خودم نہ می دانم کہ بہ چه طور خواندم چون
از تلاوت فارغ شدم بہ احوال خود باز گشتم۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ حقیقت را چہ خوب بیان کردہ۔
کین فغانِ این سرے ہم زان سراست۔

رجوع بہ حدیث میلاد | بعد از دو بجائے تا ساعت دو از شب این مبارک محفل برپا بود، ساعتے
حضرت ایشان بیان فرمودند و باز حضرت برادر کلان را فرمودند تا کہ از
رُوی کتاب مبارک بیان ذکر شریف کنند چنان چہ حضرت برادر کلان بیان ذکر شریف کردند و حضرت ایشان

بسیار خوش شدند۔ در احوالِ بابائے ہفتم گزشتہ کہ حضرت ایشان را معمول بود کہ بین
النظرین درس حدیث شریف می دادند بہ روزے کہ مقدمۃ الموت بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات
طالبہ پیشی شد، فرمودند بیشتر از فرزندم محمد اعظم خواهند شنید۔ حضرت ایشان ما قدس سرہ نیز اشارت بہ این
معنی کردند کہ این کار را تفویض بہ فرزند گرامی می کنم۔ اللہ الامر من قبل و من بعد۔

حضرت ایشان به دوران ذکر محمد بعض اشعار، مِمَّنْ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ
وَالْحَيَّةِ الْمُحَرَّكَهٖ لِقُلُوبِ إِلَى مُحَبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - از اردو فارسی و عربی می خوانند
و اصحاب بصیرت مشاهده می کردند و از باب محبت محسوس می کردند که حضرت ایشان را شرف حضوری شده
است و در بارگاه مقدس و مطهر و منور عرض نیاز می کنند، عاجز چند شعری نویسد -

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ...
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ
فَأَقِ الْيَتِيمَ فِي خُلُقٍ وَفِي خُلُقٍ
وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ
وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ
مُنْزَعٌ عَنْ شَرِيكِهِ فِي فَحَاسِنِهِ
دَعَا مَا دَعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ
فَانْسُبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا ست
اگر چہ طاقت یک گردشِ نگاہ ہم نیست
از آن طرف نہ پذیرد کمالِ تو نقصان
خواہم از شوقِ دستِ بوسِ تو مُرد
مہرِ روئے تو ہوشِ بُردِ ز من
چون توئی دیدہ و ز بہ باغِ بلاغ
کسے کہ خاکِ درش نیست خاکِ بر سرِ او
خدا کند ہمہ نازش بہ جانِ من باشد
وزین طرف شرفِ روزگار من باشد
دستِ بیرون کن از یمانی بُرد
بہارِ روئے خود ز بُردِ یمن
ہمچو زرگس ز سرمہ ما زارِ غ

سویم افکن ز مرحمت نظرے باز کن بر رخ ز لطف درے
 یار رسول اللہ السلام علیک انما الفوز والفلاح لَدَیک
 بہ سلام آدم جوا بم دہ مرہے بردلِ خرا بم نہ
 بس بود جاہ و احترام مرا یک جواب از تو صد سلام مرا
 گر نہ رفتم طریق طاعت تو ہستم از عاصیان اُمت تو
 رحم کن بر من و فقیر می من دست بکشا بہ دستگیری من
 آدم زیر بارِ عصیان پست افتم از پائے گر نہ گیری دست
 عفو فرما شہا گناہ مرا دم بہ دم دُور کن سیاہ مرا
 جلوہ می نما برائے خدا رحم فرما بہ مستمند گدا
 جائے دہ در حریم خویش مرا مرہے بخش سینہ ریش مرا
 خدا در انتظارِ حمدِ مانیت محمد چشم بر راہِ شنایت
 خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس محمد حامدِ حمدِ خدا بس
 مناجاتے اگر باید بیاں کرد بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد
 محمد از تو می خواہم خدا را الہی از تو عشقِ مصطفیٰ را

بعد از اتمام ذکر شریف سرایا نیاز شدہ مبارک دست ہائے خود را برائے دعائی برداشتند۔
 حاکم در جزء اول از مستدرک صفحہ ۵۳۵ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔
 ”إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَعِينِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيُرَدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔“ دعائے حضرت ایشان
 بہ دعواتِ ماثورہ می بود۔ در تمام مدتِ ذکر شریف بہ کمالِ ادب و وزانومی نشستند چوں از دعا فارغ
 می شدند پشتِ مبارک را بر مُتکا نہادہ پائے خود را دراز می کردند مخلصین پاک نہاد بہ انتظارِ این
 وقتِ مسعودی بودند و چند کس جسدِ مبارک ایشان را می مالیدند و فیض ہائے تازہ می برداشتند۔
 تقسیم کنندگان شیرینی بر ہر دو دروازہ با شیرینی می رسیدند۔ دروازہ غربی برائے ذکور و دروازہ شرقی
 برائے اناث می بود۔

بعض لطائف ذکر مبارک | این یک امر واقع است کہ بیچ مبارک محفل بہ این طور نہ بودہ
 است کہ دروے امرے ملتفتِ نظار نہ بودہ باشد۔ این جا عاجز
 آن واقعات را می نویسد کہ در این مبارک محفل بہ ظہور آمدہ۔ و قبل ازین کہ بیانِ واقعات کردہ شود، بیانِ

رسیدن صوتِ مبارک به جمیع حاضرین، می کند، که نزد عاجزان از لطائفِ عظیمه کراماتِ باهره است۔

رسیدن صوتِ مبارک به ہر یک | خانقاہ شریف کا ملا از ذکر و انات پُر می شد بلکہ پیشینے

در دوازہ بر شارعِ عام اجتماعِ شائقین می شد ہر یک ہمہ تن گوش می بود و بیانِ مبارک را بہ شوق و ذوق می شنید و برائے چند ساعت از امورِ ناکارہ و فانیہ دنیویہ گستہ بہ امورِ طیبہ و باقیہ اخرویہ می پیوست۔ تا چار پنج سال قبل چند افراد در دہلی بہ حیات بودند کہ در آن محفلِ مبارک شریک شدہ بودند و از حلاوت و برکتِ آن محفل بیان کردہ می گفتند عجب است کہ آوازِ مبارک ایشان بہ ہر یک می رسید حالانکہ حضرت ایشان را میانہ آواز بود و آلہٗ مگر الصوت را در آن ایام رواج نہ بود۔ عاجز گوید فی الواقع این از کراماتِ حضرت ایشان بود۔ نسبتِ غلامی و عشق کہ بہ سردارِ کل کائنات داشتند صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بہ این کرامت سرفراز کردہ بود، در جلد دوم از طبقات ابن سعد صفحہ ۱۸۵ روایت کردہ عن عبد الرحمن بن معاذ التیمی و کان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن بیئنا قال ففتحت السماء حتی ان کنا نسمع ما یقول ونحن فی منازلنا قال فطفق یعلمهم مناسکهم حتی بلغ الحمار یعنی عبد الرحمن بن معاذ تیمی کہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بودہ می گوید کہ مایان در منی بودیم کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ خواند و مایان را تعلیم احکام حج فرمود۔ برائے استماع خطبہ مبارکہ پروردگار گوشہائے مایان را بکشد، و مایان کہ در خیام و منازل خود بودیم خطبہ مبارکہ را می شنودیم۔ حضرت امام ربانی مجتہد الف ثانی قدس اللہ سرہ جابہ جاد رکاتیب مبارکہ خود می نویسند کہ در خوان دولت ضیافت کریمان زیاد تیہا لازم است کہ اولش گویان نصیب خادمان بود و اولش گویان را بہ تبعیت و وراثت شریک دولت خاصہ فرمایند۔ با کریمان کار ہادشوار نیست۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

خطاب بہ عبید الرحمن خان | عبید الرحمن خان فرزند صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان

شروانی در ۱۳۳۵ھ از حضرت ایشان بیعت شدند ہر سال در محفلِ مبارک شریک می شدند حضرت ایشان را بروے نظر عنایت بودہ۔ عبید الرحمن خان بہ قرب تخت نشستہ ذکر شریف را استماع می کرد۔ حضرت ایشان بہ دورانِ ذکر شریف دے را خطاب کردہ فرمودند۔ ”عبید الرحمن بنگر کہ چہ نزولِ انوار است خوب بنگر کہ فی مابعد این گونہ انوار نہ خواہی دید۔“ عبید الرحمن خان بفضل اللہ و احسانہ بہ حیات اند و بہ چشمِ پر نور دل بر بیان این واقعہ را بیان می کنند و سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ و وقفی و آیاتہا لہما یحبہ و یرضاه۔

سید بشیر علی

سید بشیر علی از گوالیار است۔ چند سال می شود کہ بہ خالقہ شریف آمدہ با فقیر ملاقات کرد و گفت... کہ من درین محفل مبارک شریک شدم سبحان اللہ چہ بابرکت محفل بود۔ ہیچ محسوس نہ می شد کہ ساعات گزشتہ بلکہ در اختتام خواہش دلی بود کاش این ذکر مبارک قدرے طول کشید۔ چون حضرت ایشان از دعا فارغ شدند و سامعین بر لے دست بوسی ایشان بہ ادب پیش آمدند مرا نیز خواہش این سعادت پیدا شد چون راہ یافتہ دست بوس شدم۔ و قلیکہ دست مبارک ایشان را بہ دست خود گرفتم حضرت ایشان یک بارگی بہ سویم نظر کردند و فرمودند تو سید مستی، و باز امر فرمودند کہ در قرب ایشان بنشینم۔ چون حضرت ایشان برخاستند امر فرمودند تا مرا از شیرینی دوسہم دادہ شود۔ سید بشیر علی این واقعہ بیان کردہ گفت کہ بسیار جا ہارفتہ ام و با افراد کثیرہ ملاقات کردہ ام، کس را بہ جز حضرت ایشان نہ یافتہ کہ بہ مجرد یک نظر سیادت مراد ریافتہ باشد۔ حضرت ایشان از نسبت سیادت تکلم من کردند۔ سید بشیر علی بعد از چہل سال این واقعہ بیان کرد و باز عقد گوہر غلطان بادعوات صادقہ نذر روح پر فتوح حضرت ایشان کردہ از عاجز مرخص شدند۔ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْہِ وَ اَلْحَقُّ بِاَبَائِہِ الْکَامِلِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ۔

بیانِ مردِ پیر

در محلہ فراش خانہ دہلی یک مرد پیر قیام داشت و با عاجز راہِ محبت و الفت می پے مود۔ دوسہ بار بہ این عاجز بیان کرد کہ چون حضرت ایشان قدس سرہ بیان دَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ کردند و فرمودند کہ چون این آیت شریفہ بر رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شد، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بارگاہ بے نیاز جَلَّ جَلَالُہُ وَ عَظَمَ نَوَالُہُ عرض کردند۔ اگر از امت من فردے در دوزخ بماند من راضی نہ خواہم شد۔ از سماع این بیان مبارک عجب کیفیت بر من طاری شد و عجب احوال روئے داد کہ از بیانش زبانم قاصر است۔ ہر گاہ مرد پیر این بیان می کرد بے ساختہ می گریست و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کرد۔ و بعد از ذکر این واقعہ گفت کہ من بہ مواظبت در حلقہ ترجمہ قرآن مجید از واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعید دہلوی حاضر می شدم۔ روزے بہ جناب واعظ گفتم، جناب من این چہ ماجرا است کہ من یک بار از حضرت شاہ صاحب بیان دَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ شنیدہ ام و بہل سال گزشتہ کہ از حلاوت آن سرشارم و از جناب شما ہر روز ترجمہ قرآن مجید می شنوم لیکن از آن کیفیت محروم۔ مولانا احمد سعید کلام مرا شنیدہ گفتند کہ اے عزیز۔ تو کہرا ذکر می کنی و از کہ می گویی، کجا حضرت ایشان و کجا من بیان مولانا احمد سعید رحمہ اللہ در فصل سوم ان شار اللہ خواہد آمد۔

مولوی اشفاق الرحمن | نزد خانقاہ شریف دہلی صوفی اسماعیل قیام داشت۔ مولوی اشفاق الرحمن ہمراہ صوفی در حلقہ مبارکہ شریک شد۔ دے خلیفہ یک مولوی دیوبندی مسلک۔ مخالف احتفال میلاد شریف و عرس شریف بود۔ و اشفاق الرحمن صاحب ہم مخالف این اعمال حسنہ بود۔ دے می گفت کہ من از اول تا آخر ذکر شریف شریک بودم۔ بیان حضرت ایشان بیچ ندرت نہ داشت ہمان بیان بود کہ اکثر و بیشتر از علمائے کرام آن را بیان می کنند۔ امانہ می دانم کہ چہ بود کہ از اول ذکر شریف تا آخر بر من رقت طاری بود و درین مدت پیہم اشک از چشمان من جاری بود۔ وقتے کہ ایشان قیام کردند من ہم استادم۔ و بعد ازین وقتے کہ من نزد پیر خود رفتم این واقعہ و کیفیت را بیان کردم۔ گفتند کہ ایشان مغلوب الاحوال اند۔

یک اہل حدیث | جوانے از قوم پنجاب بیان دہلی کہ در صدر بازار قیام داشت و از جماعت غیر مقلدین بودہ برائے دریافت حقیقت آمد۔ این جماعت خود را اہل حدیث می نامد۔ آن جوان گفت: "ارادہ کردہ بودم کہ قدرے می نشینم و بازمی روم۔ اما وقتے کہ حضرت ایشان بہ خواندن درود کبریت احمر ابتدا کردند دم قرار گرفت و این قرار تا وقت اختتام ذکر شریف ماند، قیام ہم بہ سکون خاطر کردم"۔ این جوان سی سالہ در اختتام محفل مبارک بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد بہ شوق و اخلاص یک صد روپیہ برائے مصارف این پاک محفل پیش کرد حضرت ایشان آن روپیہ را قبول کردہ بہ دے گفتند۔ در شکرانہ این نعمت عظمیٰ فردا کہ دعوت طعام است تو ہم بیا۔ چنانچہ آن جوان سعادت بہ روز دیگر آمد۔ از صحبت حضرت ایشان مستفید شد و بعد از طعام رخصت گرفتہ بہ خانہ رفت۔ نام این جوان از یاد عاجز رفتہ۔ رَحِمَہُ اللہُ اَبَیَاکَانَ۔

مسئلہ میلاد و قیام | حافظ محمد وزیر خان حافظ در محلہ دَریہ دہلی قیام داشت و دے شاگرد حافظ غلام رسول ویران بود۔ با استاد خود در سال سیزدہ صد یا یک سال قبل یا بعد از حضرت ایشان بیعت شدہ بود چون در دہلی دہا بیت را فروغ شد۔ حافظ مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ ارسال کرد حضرت ایشان بہ رد و جوابش نوشتند عاجر مفہوم آن مکتوب گرامی می نویسید۔

مکتوب مبارک | بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ محمد وزیر خان را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شما محررہ ۲۶ اگست ۱۹۱۰ (۲۰ شعبان ۱۳۲۸) رسید۔ نوشتہ اید کہ اسعد در دیوان خود بر انعقاد محفل میلاد شریف ایراد گرفتہ رئیس منکرین مولوی رشید احمد صاحب بہ دست خود تحریرے نوشتہ و مہر خود بر دے زدہ بہ من ارسال کردہ اند۔ می نویسند۔ مردم بر من الزام نہادہ اند کہ من

مولود شریف را مستحب نمی دانم، این گونه اختلافات در شهر شمار در هر کوچه و گزر موجود است و میلاد شریف کردن ماه هم مشهور است. در همین سال به شب دوازدهم ماه ربیع الاول مادر دہلی میلاد شریف خواندیم. مرزا عبدالحکیم بیگ مدرس و نشتی نئے خان و نواب احسان الرحمن خان و صدراعظم حاضر بودند مولوی عبد السبحان که یامن هم اخلاص دارد و بامنکرین مولد هم، نیز حاضر بود و خواندن مولود ما را می دانند و آن چه شمار یافت کرده اید از حاضرانستن پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در محفل مولود از خواندن درود تاج، پس از مولوی مشتاق احمد صاحب و دیگر علمائے شہر دریافت کنید.

غیر مقلدین را کلان پیر حافظ ابن حجر عسقلانی و محدثین را کلان دست گیر حافظ جلال الدین سیوطی مولود شریف را مستحسن بہتر و منکرش را بد قسمت و بے نصیب و بے ادب می نویسند حافظ جلال الدین سیوطی را یک رسالہ است کہ نام آن *حُسْنُ الْمُقْصِدِ فِي عَمَلِ الْمَوْلِدِ* است درین رسالہ از حافظ ابن حجر عسقلانی نقل کرده اند کہ انعقاد محفل مولود شریف بدعت حسنة است بمثل مدرسہ ساختن و کتاب تصنیف کردن عبارت کتاب را کہ به عربی است کاملًا نوشته بہ مولوی مشتاق احمد فرستاده ایم. و علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانی در رسالہ *"النظم البديع في مولد النبي الشفيح"* گفته اند:

وَأَعْلَمُ بَأَنِّ مَنْ أَحَبَّ أَحْمَدًا لَا بُدَّ أَنْ يَهْوَى اسْمَهُ مُرَدَّدًا
لِذَاكَ أَهْلُ الْعِلْمِ سَنُوا الْمَوْلِدَا مِنْ بَعْدِهِ فَكَانَ أَمْرًا رَشَدًا

أَرْضَى الْوَرَى إِلَّا غَوَاةً نَجَلِ

ترجمہ این اشعار از عالم دریافت کنید در ترجمہ از عاجزہ بدان، ہر آن کس کہ با احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت دارد یقیناً اوے نام آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بار بار بر زبان خود خواهد آورد. از ہمین جا است کہ بعد از زمان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل علم طریقہ مولود را رواج دادہ اند و از این عمل تمام عالم مسرور و شادان است بجز سرکشان نجد.

بقیہ المکتوب :- خلاصہ کلام این است کہ این عمل مبارک کہ خواندن مولود شریف می باشد نزد میان مفتاح سعادت و دو جہان و مصباح ہدایت انس و جان است. غیر ازین آن چه از امور اختلافیہ اند از مولویان شہر خود دریافت کنید. این رقعہ را بہ احتیاط نگاہ دارید. ان شاء اللہ تا یازدہم، دوازدهم شوال قصد سفر بہ دہلی داریم تحریر ہشتم رمضان المبارک، سہ شنبہ ۱۳۲۸ھ. حضرت ایشان ذکر تحریر مولوی رشید احمد کردہ اند عاجز آن تحریر را بلفظہ در رسالہ خیر المورود فی احتفال المولد و در کتاب مقامات خیر ص ۹۵ نقل کردہ است تحریر ایشان بہ اُردو است علجز ترجمہ آن را فارسی می نویسند.

ترجمہ تحریر مولوی رشید احمد

ذکر میلاد فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مندوب و مستحب است

اگر بہ روایات صحیحہ کردہ شود و امرے مکروہ و غیر مشروع منضم بہ آن نہ شود۔ این بیان را عا جز بار ہا بہ صراحت نوشتہ است و در کتاب براہین قاطعہ نیز بہ صراحت بیان جواز و ندب کردہ شد۔ درین امر کسے را اعتراض نیست و ہر چہ از بحث و کلام است آن ہمہ در قیود زوائد است لا غیر حَسَّاد را یا نظر نیست یا فہم عمل اسانذہ و مشائخ خود را ہم برین یافتہ ایم۔ آن چہ اہل عناد بر بندہ و احباب بندہ اتہام انکار نفس ذکر مولد شریف کردہ اند آن محض افترا است فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر

عبارت ابن حجر

حضرت ایشان ذکر عبارت حُسْنُ الْمُقْصِدِ فی احتفالِ المولِدِ کردہ اند این عبارت را بہ مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی و طنائو لکھنوی مَسْکُنًا بمولف کتاب نہایت الارشاد الی احتفالِ المیلادِ (عربی) نیز تحریر کردہ ارسال فرمودہ بودند۔ اتماماً للفاائدہ عاجز آن عبارت را نقل می کنند تا معلوم گردد کہ حضرات ائمہ اعلام چہ می فرمایند و مدعیان علم الذین یصدّقون علیہم حَفِظْتَ شَیْئًا وَ غَابَتْ عَنْكَ أَشْیَاءٌ چہ حال دارند۔ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ قَلْبٍ لَا یُخَشَعُ وَ نَفْسٍ لَا تَسْبَعُ وَ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ۔ عبارت کتاب این است: ”وَقَدْ سِئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أَبُو الْفَضْلِ أَحْمَدُ بْنُ حَجَرٍ عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ فَأَجَابَ بِمَا نَصَّهُ: أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بَدْعٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِينَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدْ اشْتَمَلَتْ عَلَى مَحَاسِنَ وَضِدَّهَا فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْمَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدَّهَا كَانَ بِدْعَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا۔ قَالَ: وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخَرُّجُهَا عَلَى أَصْلِ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا هُوَ يَوْمٌ اغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فِرْعَوْنَ وَنَجَّى مُوسَى فَخَنَّنْ نَصُومَهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَخَنُّ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ۔ فَيُسْتَفْتَى مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مَعَيْنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ وَيُعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يُحْصَلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتَّلَاوَةِ وَآيٍ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ وَذَلِكَ الْيَوْمِ، وَعَلَى هَذَا فَيَنْبَغِي أَنْ يُتَحَرَّى الْيَوْمُ بَعَيْنِهِ حَتَّى يُطَابِقَ قِصَّةَ مُوسَى فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَمَنْ لَمْ يُلَاحِظْ ذَلِكَ لَا يُبَالِي بِعَمَلِ الْمَوْلِدِ فِي أَيِّ يَوْمٍ مِنَ الشَّهْرِ بَلْ تَوَسَّعَ قَوْمٌ فَنَقَلُوهُ إِلَى يَوْمٍ مِنَ السَّنَةِ، وَفِيهِ مَا فِيهِ

فَهَذَا مَا يَتَعَلَّقُ بِأَصْلِ عَمَلِهِ وَأَمَّا مَا يُعْمَلُ فِيهِ فَيَتَّبَعِي أَنْ يُقْتَصَرَ فِيهِ عَلَى مَا يُفْهَمُ الشُّكْرُ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ مَخُومَاتٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ مِنَ التَّلَاوَةِ وَالْإِطْعَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالنَّشَادِ شَيْءٌ مِنَ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ وَ الزُّهْدِيَّةِ الْمُحَرَّكَةِ لِلْقُلُوبِ إِلَى فِعْلِ الْخَيْرِ وَالْعَمَلِ لِلْآخِرَةِ وَأَمَّا مَا يَتَّبَعُ ذَلِكَ مِنَ السَّمَاعِ وَاللَّهُوِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَيَتَّبَعِي أَنْ يُقَالَ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مُبَاحًا بِحَيْثُ يَقْتَضِي السُّرُورُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ لَا بِأَسْ بِالْحَاقِ بِهِ وَمَا كَانَ حَرَامًا أَوْ مُكْرُوهًُا فَيُتَمَنَعُ وَكَذَا مَا كَانَ خِلَافَ الْأَوَّلَى - - - - -

یعنی در مسئلہ احتفال مولد مبارک از شیخ اسلام، حافظ عصر ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی استفسار کرده شد۔ ایشان به جواب نوشتند۔ اصل از عمل مولد بدعت است در قرون ثلاثہ از سلف صالح یکے ہم این عمل نہ کرده مع ہذا این عمل بر محاسن و غیر محاسن مشتمل است، کسے کہ درین عمل محاسن را تحری کنند و از غیر محاسن اجتناب و رزد پس این عمل بدعت حسنة است، ورنہ نہ۔ و بر اصل صحیح کہ در صحیحین است تخریج این عمل نزد من ثابت است و اصل صحیح این است کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مدینہ منورہ تشریف آورد و یہود را دید کہ بہ روز عاشورا روزه می داشتند۔ از ایشان استفسار فرمود۔ گفتند این آن روز است کہ پروردگار در آن روز فرعون را غرق کردہ و موسی را نجات دادہ، لہذا شکر اللہ مایان روزہ می داریم۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود، نسبت بہ شما مایان برائے موسی مایان احق و اولی ہستیم۔ در رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در آن روز روزه گرفت و امر فرمود تا صحابہ روزه گیرند۔ ازین حدیث صحیح استفادہ می شود کہ اگر پروردگار در روزی مُعَيَّن نعتے ارزانی دارد یا نعتی را دور کند پس شکر آن بہ جا باید آورد و عادۃ آن شکر در نظیر آن روز ہر سال باید کرد۔ و شکر پروردگار بہ انواع عبادات حاصل می شود مثلاً سجدہ کردن (نماز خواندن)، و روزه داشتن و صدقہ کردن و تلاوت قرآن مجید و کلامین نعمت عظیم تر است از نعمت بروز نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و از آن روز کہ یوم میلاد سرورِ عالم است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہذا باید کہ بعینہ تحری آن روز کردہ شود تا کہ با قصہ موسی بہ روز عاشورا مطابقت آید، و کسے کہ ملاحظہ این امر نہ می کند فی دریک روز از روز ہائے آن ماہ عمل مولد می کند، و بعض افراد درین عمل توسع اختیار کردہ در یک روز از تمام سال عمل مولد می کنند و آن چہ درین صورت است ہست۔ این بیان متعلق بہ اصل عمل مولد است۔

و آن چہ در مولد از اعمال کردہ شوند بیا نش این است کہ اقتصار بر آن امور کردہ شود کہ شکر پروردگار از آن ہمیدہ شود بہ مثلی کہ آولا گفته ایم از تلاوت و اطعام و صدقہ و خواندن بعض مدائح نبویہ و زہدیہ کہ استماع آن محرک قلب باشد بہ فعل خیر و اعمال آخرت۔ و آن چہ در اتباع این امور از قسم سماع و لہو و غیر ذلک کہ وہ می شود پس درین باب مناسب قول این است کہ آن امور کہ مباح اند و سرور آن روز اقتضائے آن

مورکند نقصان نہ دارد کہ آن را ملحق بہ امور سابقہ گردانیم۔ و آن امور کہ حرام باشند یا مکروہ پس از ان منع کردہ شود و همچنان از امور خلافِ اولیٰ“

عاجز گوید | در او آخر قرن ششم در موصل (عراق) یک ولی پروردگار شیخ عمر بن محمد گزشتہ است وے در شب میلاد احوال مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بیان می کرد و اظہار اللہ در شکر اللہ خیرات و مبرات می کرد۔ این خبر بہ سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کو کبری رسید۔ در کتب تاریخ آمدہ کہ سلطان از صلحائے امت بودہ، وے این عمل افضل المندوبات و احسن المثوبات را بہ ترک احتشام شروع کرد و علامہ روزگار حافظ احادیث مبارکہ ابو الخطاب بن دحیہ را گفت کہ درین اجتماع عظیم احوال مبارکہ را بیان کند چنان چہ ایشان رسالہ ”التنویر فی مولد السراج المنیر“ تالیف کردند و در محفل مبارک ۶۳۰ خواندند۔ از ان روز این عمل مبارک را پروردگار قبولیت در روی زمین عنایت کرد و در اقطار عالم اسلام این سنت حسنہ رواج یافت و علماء اعلام و حفاظ احادیث مبارکہ رسائل نوشتند۔ عاجز چند حفاظ احادیث را نام می نویسد کہ رسالہ ہا نوشتہ اند۔ (۱) حافظ ابو الخطاب بن دحیہ (۲) حافظ ابوشامہ (۳) حافظ ابن کثیر (۴) حافظ سخاوی (۵) حافظ شمس الدین دمشقی (۶) حافظ جلال الدین سیوطی۔ (۷) و تحریرے کہ ابن حجر نوشتہ نقل کردہ شد۔ علمائے اعلام از مذاہب اربعہ در اثبات و افضلیت این عمل مبارک رسالہا نوشتہ اند و فتاویٰ دادہ اند۔ اگر کس نامہائے ایشان را جمع کند رسالہ کبیرہ ترتیب یابد۔ علمائے اعلام از احادیث صحیحہ و ثابۃ اثبات این عمل کردہ اند۔ البتہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کہ مصداق ”هَذَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتْنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ“ کہ ارواہ البخاری فی صحیحہ“ بودہ و اذنا ب وے مخالفت کردند، این گروہ باطن سقیم در مخالفت کوشید و از روزے کہ اشتقیا را تصرف بر حجاز مقدس شدہ بہ جبر و قہر و ضرب، اہالی آن دیار را از این عمل بازداشتہ اند۔ افسوس کہ در ہندوستان بعض افراد اتباع غواۃ نجد کردہ اند۔ پروردگار از شر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد۔

محبت حضرت رحمت عالمیان و محبوب رب العالمین سیدنا و سید الانبیاء والمرسلین شرعاً مطلوب است۔ حدیث صحیحین است۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَدَلِيلِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ از محافل میلاد شریف در محبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اضافہ می شود کہ سراسر خیر است۔ افسوس صد افسوس این گروہ باطن سقیم مصداق۔ مَنَاعُ الْخَيْرِ گشتہ چہتر سیدی الوالد القدس سرہ و نور ضریحہ چہ خوب نوشتہ اند۔ نزد مایان خواندن مولود شریف مفتاح سعادت و جہان مصباح ہدایت انس و جان است۔ در حدیث شریف وارد است۔ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔ إِنْ خَيْرًا خَيْرًا وَإِنْ شَرًّا شَرًّا۔ برائے عاشقان محفل میلاد شریف بشارت

است عظیم۔ فَطُوْبِيْ لَهُمْ ثُمَّ طُوْبِيْ لَهُمْ۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ۔

بعض معاندین و مخالفین

غالباً واقعہ سال سی و نہ است کہ بعض مفسدین مکتوبے بہ حضرت ایشان ارسال کردند کہ در تحریک ”ترک موالآت“ شریک شوید و الا مایان فتنہ بر پا کردہ در محفل میلاد تمام چہرہ اغان بلوری رامی شکینم و دیگر نقصان می رسانیم۔ این جماعت اشقیان نامہائے خود را در خطانہ نوشتہ بودند۔ حضرت ایشان این خطر را نزد حکیم محمد اجمل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری با این پیام فرستادند۔ ”ما اظہار اللہ شُرُور و شُکْر اللہ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ الْعَظْمٰی۔ جلسہ میلاد شریف منعقد می کنیم اگر مفسدین آمادہ فساد اند، جلسہ عام نہ می کنیم۔“ پروردگار حکیم صاحب و ڈاکٹر صاحب را اجر با عنایت کند کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند و عرض کردند، شما حسبِ معمول جلسہ منعقد کنید۔ ما از اول وقت عشا تا اختتام جلسہ حاضری باشیم و با خود چند رفقار می آریم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسے فتنہ و فساد نہ خواہد کرد چنانچہ ہر دو افراد بار فقار حسبِ وعدہ حاضر شدند و محفل مبارک با صد خیر و برکت بہ اتمام رسید۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، وَخَسَرَ هٰذَا لَکَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

مَالِکُ مُعْتَرِضٌ

در ہزار و سہ صد و چہل و دو مولوی بخش الشریک جوان را در خانقاہ شریف دہلی بہ خدمت حضرت برادر کلان اَدَامُ اللہُ ارشاد اُور دآن جوان از حضرت برادر بیعت شد و قبل از بیعت شدن این واقعہ را بیان کرد۔ سال گزشتہ ۱۳۴۱ھ من نزد دروازہ خانقاہ شریف استاد م کہ مردم در آرائش محفل میلاد شریف مشغول اند من در دل خود گفتم۔ این چہ بدعت و اسراف بے جا است۔ اندرین اثنا حضور اقدس از حرم سرا برآمدند و برائے تنبیہ من بہ آواز بلند بہ کارپردازان خطاب کردہ فرمودہ اند۔ اندرین ایام غفلت و بے دینی غلبہ پیدا کردہ است۔ این ہمہ مصارف و زیبائش برائے ازدیادِ شوق است و نیز اظہارِ سرور مقصود است۔ در مجالس دنیویہ مردمان بہ چہ قسم اظہارِ مسرت می کنند۔ ما اگر بہ روز ولادتِ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے اظہارِ سرور این ہمہ آرائش و زیبائش کنیم چہ قباحت دارد۔ چون حضور اقدس این فرمودند در دل من اعتراض دیگر پیدا شد، و حضور اقدس معاف فرمودند کہ سائے کہ در دل خود درشتی دارند پروردگار ایشان را توفیق نیکی عنایت کند۔ و باز بہ حرم سرا شریف بردند۔ حضور اقدس اگر چہ با من مکالمہ نہ فرمودند لیکن من بہ وجہ خوب فہمیدم کہ این ارشاد برائے من است۔ مع ذلک بہ دل خود ایراد ہا را جائے دادہ از آن جا روانہ شدم۔ از آن وقت خللے در عقل و دماغم پیدا شد و چند وقت نہ گزشت کہ من

مجنوب الحواس گشتم۔ والدین من نزد علماء و صلحا رفتند و کیفیت بیان کردند به ایشان گفته شد که فرزند شما در شان بزرگے بے ادبی کرده است و این همه وبال از آن است۔ چنانچه والدین من مرا به اجمیر شریف بردند و آنجا پیش روی مزار پیر انوار حضرت خواجہ قدس سرہ انداختند من چهل روز در اجمیر قیام کردم۔ چیزے از احوالم درست شد و من حقیقت واقعہ را به والدین خود بیان کردم۔ ایشان واقعہ را به علماء و صلحا بیان کردند۔ به ایشان گفته شد کہ فرزند خود را نزد حضور اقدس برید تا کہ وے را بیعت کنند۔ چون از وفات حضرت ایشان علم شد۔ به ایشان گفته شد کہ در خدمت جانشین حضرت ایشان قدس سرہ برید من به خدمت مفتی کفایت اللہ مکتوبے نوشتم و دریافت نمودم کہ جانشین حضرت ایشان کیست و قیام ایشان کجا است، مفتی صاحب تحریر فرمودند۔ جانشین حضرت ایشان فرزند کلان ایشان اند کہ حضرت بلال نام دارند و اندرین ایام قیام ایشان در خانقاہ شریف است۔“ این واقعہ بیان کرده آن جوان مکتوب مفتی صاحب را از جیب خود بر آورد و نشان داد۔
عَفَى اللَّهُ عَنْهُ دَرَجَةً۔

وہابیہ و اذنب و ہابیہ | از ذکر وہابیہ و اذنب و ہابیہ در دل کدورتے پیدامی شود و آثار جلیس بدو گمانی تفسیر ابن کثیر عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال، ان العبد اذا اذنب ذنبا كانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب منها صقل قلبہ وان زاد زادت فذلک قول اللہ تعالیٰ۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ وقال الترمذی حسن صحیح و لفظ النسائی ان العبد اذا اخطا خطیئۃ نکتۃ سوداء فان هونزع واستغفر و تاب صقل قلبہ فان عاد زید فیہا حتی تعلو قلبہ فهو الران الذی قال اللہ تعالیٰ۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ برائے ازالہ آن اثر بد کہ از ذکر اذنب و ہابیہ پیدا شدہ است چند شعر عارف کبیر و ولی شہیر شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید دلاوی مصری معروف بہ ابو صیری قدس سرہ کہ در اسکندریہ فون انداز قصیدہ ہمزیہ ایشان نقل می کنند کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ احیانامی خواندند و باز درود کبریت احمر می نویسند کہ حضرات عالی قدر قدس اللہ سرار ہم آن را بہ مواظبت می خوانند۔

ابیات قصیدہ ہمزیہ | يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

أَنْتَ مُصْبِحُ كُلِّ فَضْلٍ فَمَا تَصَدَّقُ..... دُرُّ الْأَعْيُنِ ضَوْؤُكَ الْأَضْوَاءُ

لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالَمِ الْغَيْبِ بِ وَمِنْهَا لَدَمُ الْأَسْمَاءِ
لَمْ تَزَلْ فِي ضَمَائِرِ الْكُونَ تَخْتَا لَكَ الْأُمَمَاتُ وَالْأَبَاءُ
فَامَضَتْ فِتْرَةٌ مِنَ الرُّسُلِ إِلَّا بَشَرْتَ قَوْمَهَا بِكَ الْإِنْبِيَاءُ
تَبَاهَى بِكَ الْعَصُورُ وَتَسْمُو بِكَ عَلِيَاءُ بَعْدَهَا عَلِيَاءُ
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّي مِنْ سُورٍ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءُ
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ وَلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَنَاءُ
مَوْلِدُكَ كَانَ مِنْهُ فِي طَالِعِ الْكَفِّ رِوَالٌ عَلَيْهِمُ وَوَبَاءُ
أَطْرَبَ السَّامِعِينَ ذِكْرُ عِلَّاهُ يَالرَّاجِ مَالَتْ بِهِ النَّدَاءُ
وَبِحُبِّ النَّبِيِّ فَا بُغِ رَضَى اللَّهِ فِي حُبِّهِ الرِّضَى وَالْحَبَاءُ
فَسَلَامٌ عَلَيْكَ تَتَرَى مِنَ اللَّهِ وَتَبْقَى بِهِ لَكَ الْبَاءُ وَاءُ
وَسَلَامٌ عَلَيْكَ مِنْكَ فَمَا غَدِ دُكَ مِنْهُ لَكَ السَّلَامُ كِفَاءُ
وَسَلَامٌ مِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ اللَّهُ لِتَحْيَا بِذِكْرِكَ الْأُمَلَاءُ
وَصَلَاةُ كَالْمُسْلِكِ تَحْمِلُهُ مِنْ نَبِيِّ شَمَالٍ إِلَيْكَ أَوَّلُ الْبَاءِ
وَسَلَامٌ عَلَى ضَرْبِ حِلَقٍ تَخْضَلُ لُ بِهِ مِنْهُ تُرْبَةُ وَعَسَاءُ
وَتَنَاءٌ قَدْ مَتَّ بَيْنَ يَدَي نَجْ وَاءُ إِذْ لَمْ يَكُنْ لَدَى ثَرَاءُ
مَا أَقَامَ الصَّلَاةَ مَنْ عَبَدَ اللَّهَ وَ قَامَتْ بِرَبِّهَا الْأَشْيَاءُ
الْحَبَاءُ الْعَطَاءُ - الْبَأْوَاءُ الشَّرَفُ وَالْفَخْرُ الْأُمَلَاءُ جَمْعُ مَلَاءٍ وَهُوَ الْجَمَاعَةُ مِنَ النَّاسِ الشَّمَالُ
هِيَ رِيحٌ تَهْبُ مِنْ جِهَةِ الْقُطْبِ إِلَى الْمَغْرِبِ - الْكِبَاءُ هِيَ رِيحُ الصَّبَا - وَعَسَاءُ أَيْ لَيْسَتْ
ذَاتُ رَمَلٍ - ثَرَاءُ أَيْ مَالٌ كُنِيَ اتَّصَدَقَ بِهِ -

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَأَنْعَى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَارْزُقْ
تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدَ أَمْوَالِكَ وَأَسْتِ سَلَامِكَ أَبَدًا مُجَدِّدًا
عَلَى أَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْجَانِبِيَّةِ وَتَجَمُّعِ الدَّقَائِقِ الْإِبْهَانِيَّةِ وَطُورِ التَّجَلِّيَاتِ الْإِحْسَانِيَّةِ
وَمَهَبِطِ الْأَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعَرُوسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدْسِيَّةِ وَإِقَامِ الْحَضَرَةِ الزَّيْنَبِيَّةِ وَاسِطَةِ عَقْدِ
النَّبِيِّينَ وَمُقَدِّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ رُكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُكْرَمِينَ وَأَفْضَلِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ
حَامِلِ لَوَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَمَالِكِ أَرْصَةِ الْمُجْدِ الْأَسْتِ شَاهِدِ أَسْرَارِ الْأَزَلِ وَمُشَاهِدِ

أَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْأُولَى تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقَدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِكْمِ مَظْهَرِ سِرِّ الْجُودِ
 الْجُزْئِيِّ وَالْكُلِّيِّ وَانْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ الْعُلُويِّ وَالسُّفُلِيِّ رُوحِ جَسَدِ الْكُونَيْنِ وَعَيْنِ حَيَاةِ
 الدَّارَيْنِ الْمُتَخَلِّقِ بِأَعْلَى رُتَبِ الْعُبُودِيَّةِ وَالْمُتَحَقِّقِ بِأَسْرَارِ الْمَقَامَاتِ الْإِصْطِفَائِيَّةِ سَيِّدِ
 الْأَشْرَافِ وَجَامِعِ الْأَوْصَافِ الْخَلِيلِ الْأَعْظَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ نَبِيِّكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ
 الْقَدِيمِ الْكَرِيمِ الْهَادِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ الْمُخْصُوصِ بِأَعْلَى الْمَرَاتِبِ وَالْمَقَامَاتِ
 الْمُؤَيَّدِ بِأَوْصِيَاءِ الْبَرَاهِينِ وَالِدَ الدَّلَالَةِ الْمَنْصُورِ بِالرُّعْبِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْجَوْهَرِ الشَّرِيفِ
 الْأَبَدِيِّ وَالنُّورِ الْقَدِيمِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ نَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الْمُحْمُودِ فِي الْإِيْمَادِ وَالْوُجُودِ الْفَاتِحِ لِكُلِّ
 شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ وَخَضِرَةِ الْمَشَاهِدَةِ وَالشُّهُودِ نُورِ كُلِّ شَيْءٍ وَهَدَاهُ وَسِرِّ كُلِّ سِرٍّ وَسَنَاهُ الَّذِي
 شَقَّقَتْ مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ الْأَنْوَارُ السِّرِّ الْبَاطِنِ وَالنُّورِ الظَّاهِرِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ
 الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْأَوَّلِ الْآخِرِ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ الْعَاقِبِ الْخَاشِعِ النَّاهِي الْأَمِيرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ
 الشَّكِرِ الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمَاسِحِ الْمَاجِدِ الْعَزِيزِ الْحَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ الْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ الْقَائِمِ
 السَّاجِدِ التَّابِعِ الشَّهِيدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ الْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ الْمُطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ الْخَاشِعِ الْمُسْتَنْصِرِ
 الْحَقِّ الْمُبِينِ طَهٍ وَلَيْسَ الْمُرْمَلِ الْمُدَّةِ ثَرِيسَيْدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَ
 حَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَالرَّسُولِ الْمُجْتَبَى الْحَكِيمِ الْعَدْلِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ
 الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْبَارِكِ الْمَلِكِ الصَّادِقِ الصِّدْقِ الْأَمِينِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ
 الْمُنِيرِ الَّذِي أَذْرَكَ الْحَقَائِقَ بِحُجَلَتِهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُؤْمَتِهَا وَجَعَلَتْهُ حَبِيبًا وَنَادَيْتَهُ قَرِيبًا وَ
 أَدْنَيْتَهُ رَقِيبًا وَخَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالََةَ وَالِدَ الدَّلَالَةِ وَالْبَشَارَةَ وَالنَّذَارَةَ وَالنَّبُوَّةَ وَنَصَرْتَهُ
 بِالرُّعْبِ وَظَلَلْتَهُ بِالسُّحُبِ وَرَدَدْتَ لَهُ الشَّمْسَ وَشَقَّقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَأَنْطَقْتَ لَهُ الضَّبَّ وَ
 الظَّبْيَ وَالذِّئْبَ وَالْجُدَعَ وَالذِّرَاعَ وَالْجَمَلَ وَالْجَبَلَ وَالْمَدَارَ وَالشَّجَرَ وَأَنْبَعَتْ مِنْ أَرْبَعِهِ
 الْمَاءُ الزَّلَالُ وَأَنْزَلْتَ مِنَ الْمُزْنِ بِدَعْوَتِهِ فِي عَامِ الْمَحَلِّ وَالْجَدْبِ وَابِلَ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ
 فَأَعَشَوْشَبَ مِنْهُ الْقَفُورَ وَالصَّخْرَ وَالْوَعْدَ وَالسَّهْلَ وَالرَّمْلَ وَالْحَجْرَ وَأَسْرَيْتَ بِهِ لَيْلًا مِنْ
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى السَّمَاوَاتِ الْعُلَى إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى إِلَى قَابِ قَوْسَيْنِ
 أَوْ أَدْنَى وَأَرَيْتَهُ الْآيَةَ الْكُبْرَى وَأَنْلَتَهُ الْغَايَةَ الْقُصْوَى وَكَرَّمْتَهُ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَ
 الْمُشَافَهَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةَ بِالْبَصَرِ وَخَصَّصْتَهُ بِالْوَسِيلَةِ الْعُظْمَى وَالشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى
 يَوْمَ الْفَرَجِ الْكَبَرِيِّ فِي الْحُسْرِ وَجَمَعْتَ لَهُ جَوَائِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ الْحِكْمِ وَجَعَلْتَ أُمَّتَهُ خَيْرَ

اللَّهُمَّ وَغَفَرْتَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ الَّذِي بَلَغَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ وَنَصَحَ الْأُمَّةَ
 وَكَشَفَ الْغَمَّةَ وَجَلَّى الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَيْدَ رَبَّهُ حَتَّى آتَاهُ الْبَقِيَّةُ اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ
 مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي يَغِيظُهُ فِيهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ عَظِّمُهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَاءِ ذِكْرِهِ وَ
 إِظْهَارِ دِينِهِ وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ وَفِي الْآخِرَةِ بِقَبُولِ شَفَاعَتِهِ فِي أُمَّتِهِ وَاجْزَالِ أَجْرِهِ وَثُبُوتِهِ
 وَابْدَاءِ فَضْلِهِ عَلَى الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ بِالمَقَامِ المَحْمُودِ وَتَقْدِيمِهِ عَلَى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِينَ بِالشُّهُودِ
 اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَأَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى
 كَمَا آتَيْتَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ أَكْرَمِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَمِنْ أَرْفَعِهِمْ
 عِنْدَكَ دَرَجَةً وَأَعْظَمِهِمْ خَطَرًا وَأَمْكِنِهِمْ عِنْدَكَ شَفَاعَةً اللَّهُمَّ عَظِّمْ بَرْهَانَهُ وَأَبْلِغْ
 حُجَّتَهُ وَأَبْلِغْ مَأْمُولَهُ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ اللَّهُمَّ اتَّبِعْهُ مِنْ أُمَّتِهِ مَا تَقَرَّبَ بِهِ عَلَيْهِ وَأَجْزِهِ
 عَنْ أَخَيْرِ مَا جَازَيْتَ بِهِ نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَأَجْزِ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرَ الْجَزَاءِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَرِهَتْهُ الْأَبْصَارُ وَسَمِعَتْهُ الْأُذَانُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى
 أَنْ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُصَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى
 آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَحْفَادِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَعِثْرَتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَ
 أَصْهَارِهِ وَأَحْبَابِهِ وَأَخْتَانِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَنْصَارِهِ وَخَزَنَةِ أَسْرَارِهِ وَمَعْلَدِ النُّوَارِ
 وَكُنُوزِ الْحَقَائِقِ وَهَدَاةِ الْخَلَائِقِ وَنُجُومِ الْإِهْتِدَاءِ لِمَنْ اقْتَدَى بِهِمْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا
 دَائِمًا أَبَدًا وَأَرْضَ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضَى سَرْمَدٍ أَعَدَّ دَخْلِكَ وَزِينَةَ عَرْشِكَ وَرِضَى
 نَفْسِكَ وَمِدَادَ كُلِّ مَاتِكَ وَمُنْتَهَى عِلْمِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَكَرُوا كُلَّمَا سَمِعُوا عَنْ ذِكْرِكَ غَافِلٌ
 صَلَاةٌ تَكُونُ لَكَ رِضَى وَلِحَقِّهِ أَدَاءٌ وَلَنَا صَلَاحًا وَإِيَّاهُ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالْدَّرَجَةَ
 الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ المَحْمُودَ وَالْبَوَاءَ الْمُعْقُودَ وَالْحَوْضَ الْمُرُودَ وَصَلِّ يَا رَ
 عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ
 وَصَلِّ عَلَى اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ
 لِلْخَلْقِ نُورُهُ وَالرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ عَدَدَ مَا مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ
 مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلَاةٌ تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيطُ بِالْحَدِّ صَلَاةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ
 وَلَا أَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَاةٌ مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ مَقْبُولَةٌ لَدَيْهِ صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بِدَوَامِ

وَبَاقِيَّةَ بَيْقَاتِكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا دُونَ عِلْمِكَ صَلَوةٌ تُرَضِّيكَ وَتُرَضِّيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَا صَلَوةً
تَمْلَأُ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ صَلَوةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُقَرَّجُ بِهَا الْكُرْبُ وَتُجْرَى بِهَا الطُّفُكُ فِي أَمْرِي
وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَبَارِكْ لَنَا عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَامْدُدْ نَاوًا لَجَعَلْنَا أَمِينِينَ وَكَبَّرْنَا
أُمُورَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا وَابْدَأْ إِنَّا وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَالْآخِرَتَيْنَا وَ
تَوَفَّنَا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بَلِّسِي مَعَ كُلِّ شَفِيقٍ وَ
أَنْتِ رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمْلِكُنَا وَاجْتَمِعْ لَنَا مِنْكَ بِخَيْرٍ وَعَافِيَةٍ بِلَا مُحَنَةٍ أَجْمَعِينَ خَتَمَ
اللَّهُ لَنَا بِالْحُسْنَى هُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

حرف آخر از مولد شریف حضرت ایشان از نعمت اطفار تا آخر ایام عاشق و دلداره این
مبارک و محمد محفل بودند و از آن افراد که محفل میلاد مبارک منعقد می کردند
خوش می شدند و برای ایشان دعاهای کردند و با آن کسان نیز ملاقات ها و دعاهای می کردند که انعقاد محفل
مبارک میلاد را بدنه می گفتند و کسی که انعقاد این مبارک محفل را بدمی گفت از وی نفرت می کردند می گفتند
که این گونه افراد بد عقیده و بے ادب اند.

از خدا خواهم تو رفیق آدب بے ادب محسوس ماند از لطف رب
زیارت قبور حضرت مشایخ قدس الله اسرارهم را معمول بوده است که بر مزارات اولیا و صلحا می روند
و فیوضات و برکات را استفاده می کنند مسلم در صحیح خود از بریده روایت کرده که
رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم فرموده: "كُنْتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُورُهَا" من شمارا نهی کرده بودم
از زیارت کردن قبور پس زیارت بکنید قبور را. و ابن ماجه از ابن مسعود روایت کرده که آن حضرت صلی الله
تعالی علیه و سلم فرموده: "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُورُهَا فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ
الْآخِرَةَ" من شمارا پیش ازین نهی کرده بودم از زیارت کردن قبور پس به درستی که زیارت کردن قبور بے رغبت
می گرداند از دنیا و یاد می دهد آخرت را.

بعض کوتاه نظر بر حضرت مشایخ اعتراض می کنند که مقصد از زیارت قبر عبرت و پند گرفتن است که
مصیبه را نیز به خاک رفتن و خاک شدن است نه استفاده النوار و استفاده فیوضات. امام فخرالدین رازی
در کتاب خود المطالب العالیه کلام لطیف نفیس نوشته اند و استاد محمد زاهد الکوثری وکیل الشیخ الاسلامیه بدار
السلطنة العثمانیه سابقا در تكملة السیف الصقيل فی الرد علی ابن قیل بر صفحه ۶۹ نقل کرده اند عاجز آن را نقل می کند.

امام رازی گفت

وَإِذَا عَرَفْتَ هَذِهِ الْمُقَدِّمَاتِ فَتَقُولُ إِنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قَبْرِ
 الْإِنْسَانِ قُوَى النَّفْسِ كَمَا مِلَ الْجَوْهَرُ شَدِيدَ التَّأْثِيرِ وَوَقَفَ هُنَاكَ سَاعَةً
 وَتَأَثَّرَتْ نَفْسُهُ مِنْ تِلْكَ التُّرْبَةِ حَصَلَ لِنَفْسِ الزَّائِرِ تَعَلُّقٌ بِتِلْكَ التُّرْبَةِ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّ لِنَفْسِ
 ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مُلَاقَاةً بِسَبَبِ اجْتِمَاعِهِمَا عَلَى تِلْكَ التُّرْبَةِ فَصَارَتْ هَاتَانِ النَّفْسَانِ
 شَبِيهَتَيْنِ بِمِزَاجَتَيْنِ صَقِيلَتَيْنِ وَضِعَتَا بَحِثٍ يَنْعَكُسُ الشَّعَاعُ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَى
 الْأُخْرَى فَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ الزَّائِرِ الْحَيِّ مِنَ الْمَعَارِفِ الْبُرْهَانِيَّةِ وَالْعُلُومِ الْكُسْبِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِ
 الْفَاضِلَةِ مِنَ الْخُضُوعِ لِلَّهِ تَعَالَى وَالرِّضَى بِقَضَاءِ اللَّهِ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ
 الْمَيِّتِ وَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مِنَ الْعُلُومِ الْمَشْرُفَةِ وَالْأَثَارِ الْعُلَوِيَّةِ
 الْكَامِلَةِ فَإِنَّهُ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ هَذَا الزَّائِرِ الْحَيِّ وَكَهَذَا الطَّرِيقُ تَصْبِيرُ تِلْكَ الزِّيَارَةِ
 سَبَبًا لِحُصُولِ الْمُنْفَعَةِ الْكُبْرَى وَابْتِهَاجِ الْعُظْمَى لِرُوحِ الزَّائِرِ وَلِرُوحِ الْمَزُورِ فَهَذَا هُوَ
 السَّبَبُ الْأَصْلِيُّ فِي مَشْرُوعِيَةِ الزِّيَارَةِ وَلَا يَبْعَدُ أَنْ يَحْصَلَ فِيهَا أَسْرَارٌ أُخْرَى أَدَقُّ
 وَأَحَقُّ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ وَتَمَامُ الْعِلْمِ بِالْحَقَائِقِ لَيْسَ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ - اهـ - وَأَمَّا بَقَاءُ النَّفْسِ
 مُدْرِكَةً لِبَعْضِ الْجُزْئِيَّاتِ فَقَدْ بَيَّنَّهَا الرَّازِيُّ فِي الْفَصْلِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنَ الْكِتَابِ
 الْمَذْكُورِ وَقَالَ الرَّازِيُّ أَيْضًا فِي تَفْسِيرِهِ: "أَنَّ الْأَرْوَاحَ الْبَشَرِيَّةَ الْخَالِيَةَ عَنِ الْعَلَائِقِ
 الْجِسْمَانِيَّةِ الْمُشْتَاقَّةَ إِلَى الْإِتِّصَالِ بِالْعَالَمِ الْعُلَوِيِّ بَعْدَ خُرُوجِهَا مِنْ ظُلْمَةِ الْجَسَادِ
 تَذْهَبُ إِلَى عَالَمِ الْمَلَائِكَةِ وَمَنَازِلِ الْقُدُسِ وَيُظْهِرُ مِنْهَا أَثَارَ فِي أَحْوَالِ هَذَا الْعَالَمِ
 فَهِيَ الْمُدَبِّرَاتُ أَمْرَاءُ الْإِنْسَانِ قَدِيرٌ أَسْتَاذَةٌ فِي الْمَنَامِ وَكَيْسَاءُ لَهُ عَنْ مُشْكَلَةٍ
 فَيُرْسِدُهُ إِلَيْهَا" يَعْنِي چُونِ اَيْنِ مَقْدَمَاتِ رَابِدَانَسْتِ پَسِ مِی گویم کہ چُونِ شَخْصِ بَزِیَارَتِ قَبْرِ کَسِ مِی رود کہ
 نَفْسِ قُوِی وَجُوهِ کَامِلِ وَتَاثِیرِ شَدِیدِ دَاشْتِہَ بَاشَدِ وَقَدْ کَسِ نَزْدِ تَرْبِتِ تَوَقُّفِ مِی کُنَدِ وِیْرَا بَا تَرْبِتِ تَعَلُّقِ پَیْدَا مِی شَوَدِ
 تَوَدَانَسْتِ لِی کہ نَفْسِ اَنِ اِنْسَانِ مَیِّتِ رَا بِالنَّفْسِ اِنْسَانِ زَائِرِ زَوْجِ اجْتِمَاعِ اَنِ هَر دُو نَفُوسِ بَرَا اَنِ تَرْبِتِ
 مَلَاقَاتِ رُو دَادِہِ اسْتِ وَمِثَالِ اِنِ هَر دُو نَفُوسِ بِہِ رَنَگِ دَوَا بَیْنِہِ مَجْلِی وَصَفِی اسْتِ کہ بِہِ نَوْعِ وَاقِعِ شَدَانَدِ
 کہ شَعَاعِ یکِہِ دَر دِیْگَرِہِ مَنعَکَسِ مِی شَوَدِ، ہَرْ چِہِ دَر زَائِرِ زَنْدِہِ اَز مَعَارِفِ بَرہَانِیَّہِ وَعُلُومِ کُسْبِیَّہِ وَاخْلَاقِ قَاہِ
 اَز قِسْمِ خُضُوعِ لِّلہِ وَرَاضِیِ بُوْدَنِ بِہِ قَضَائِہِ پُر وَر دِگَارِ مِی بَاشَدِ اَلْوَارِ اَنِ بَرُوحِ اَنِ اِنْسَانِ مَیِّتِ مَنعَکَسِ مِی شَوَدِ
 دِہَرْ چِہِ اَز عُلُومِ مَشْرُفِہِ وَآثَارِ عُلُوِیَّہِ کَامِلِہِ دَر مَزُورِ مَیِّتِ اَنَدِ بَرُوحِ اِنِ اِنْسَانِ زَنْدِہِ مَنعَکَسِ مِی شَوَدِ، وَازِ اِنِ
 وَجِہِ اِنِ زِیَارَتِ قَبْرِ سَبَبِ حُصُولِ مَنفَعَتِ کُبْرِی وَبِہِجَتِ عَظْمِی اسْتِ، ہَمْ بَرَاےِ زَائِرِ زَنْدِہِ دِہَمْ بَرَاےِ

مزور مرده۔ و برائے مشر و عیبت زیارت قبور این یک سبب اصلی است و ممکن که در مشر و عیبت زیارت قبور اسرار دیگر نیز باشند کہ احق بالذکر و ادق بوند از آن چه کہ ماذکر کرده ایم، چه علم تمام حقائق بہ جز پروردگار کے رانیست۔ و امام رازی این بیان را کہ نفس ادراک کننده بعض جزئیات می ماند، در فصل پانزدهم از این کتاب کرده اند و ایشان در تفسیر خود نوشته اند: آن ارواح بشریہ کہ از علائق جسمانیہ خالی و مشتاق بہ اتصال عالم علوی می باشند چون از ظلمت اجساد می برآیند بہ عالم ملائکہ و منازلِ قدس می رسند از آن ارواح در احوال این عالم آثار ظاہری می شوند و آن را مدبرات امر گویند۔ آیانه می بینی کہ احیاناً شخصے استاد خود را در خواب می بیند و از وی استفسار از اشکالے می کند و وی بہ بینندہ خواب می نماید۔ انتہی۔ پروردگار امام رازی رحمہ اللہ و رضی عنہ را اجر ہائے بے شمار دہد چه حقائق را بیان کرده اند کسانے کہ از این گونه اسرار حکم ناواقف اند و می خواهند کہ از زیارت قبور منع کنند در حدیث لا تشد الرجال الی ثلاثہ مساجد۔ خلاف قاعدہ نحویہ مستثنیٰ منہ را اعم قرار می دہند و خطا بر خطا می کنند۔ کُلُّ یَعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهِ۔

حضرت ایشان قدس سرہ بہ زیارت قبور می رفتند و مستفید می شدند و برائے زیارت قبور سفر کردن را جائز می گفتند چنانچہ در ابتدائے احوال دوبار از رامپور بہ سرہند شریف و در آخر احوال برائے زیارت حضرت قلندر بہ پانی پت سفر کرده اند و حافظ اشفاق الہی را ہدایت فرمودند تا بہ اجمیر شریف سفر کنند چنان چہ در فصل چہارم بیانش خواهد آمد و بیان رفتن حضرت ایشان بہ مزار والد بزرگوار خود در رامپور و بہ مزار مولانا طاہر بندگی در لاہور گزشتہ۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب بر مزارات بزرگان دین حاضر می شدند کفشہا را بیرون دروازہ احاطہ از پائے می کشیدند و از آن جادست بستہ سر بہ جیب انداختہ بہ مزار مبارک می رفتند۔ اولاً سلام مسنون برائے اموات رو بہ سوئے قبر و نیت بہ سوئے قبلہ کردہ استادہ می خواندند و باز دوزان نوشتہ چادر خود را بر سر و روئے خود انداختہ بہ آواز بلند مصروف تلاوت می شدند، اکثر سورہ یس و گاہ سورہ مائدہ می خواندند و باز قدرے مراقب می شدند و باز دست برداشتہ دعائی کردند و بعد ازین با حضور و آگاہی و با ادب و احترام بہ رجعت قہقری رخصت می شدند۔ عاجز بیان حاضر شدن حضرت ایشان را بر مزارات اولیائے پروردگار می کنند حضرت نقشبندیہ را اول ذکر می کنند۔ وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ

دو سہ بار رفتن حضرت ایشان بہ موقع عرس شریف
خواجہ نقشبندیان حضرت باقی باللہ
 و یک دوبار بدون عرس شریف بہ یاد عاجز است
 یک بار بہ شب عرس شریف حضرت ایشان در صحن مسجد شریف نشستند مزار پرنوار بہ جہت جنوب بود۔

بعد از عرض سلام و تلاوت سورہ مبارکہ حضرت برادر کلان بہ آواز بلند شجرہ شریفہ منظومہ حضرت مولانا خالد کردی خواندند سبحان اللہ چہ مبارک وقت و مبارک حال بود۔

سید السادات نور محمد بدایونی حضرت ایشان پیر و مرشد حضرت مرزا جان جانان مظہر خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین بوده اند قدس اللہ اسرار ہم و ساہا

از حافظ محمد حسن خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم کسب معارف نموده اند۔ در رقمہ نیک احتیاط می کردند۔ بہ دست خود چیزے می پختند و چند روز بران اکتفا می نمودند۔ استغراق کامل و جذب قوی داشتند۔ از کثرت مراقبہ لُشیتِ مبارک خم شدہ بود۔ می فرمودند از سی سال تعلق طبیعت بہ لذت طعام نہ مانده است ہر چہ میسر آید می خوریم۔ بہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ رحلت فرمودہ اند و بہ فاصلہ یک تیر پیرتاب بہ جہت جنوب از مزار حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ در باغ نواب مکرم خان مدفون شدند نواب مکرم خان از اولاد حضرت سید محمد نقشبند بہار الدین قدس سرہ و از خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بودند روزے سلطان اورنگ زیب عالمگیر از نواب صاحب استفسار از عمر ایشان فرمود عرض کرد، سہ سال کہ آن مدتے است کہ در خدمت پیر و مرشد خود بودند ام۔

اوقات ہمان بود کہ بایار بہ سرفرت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری است

چون ایشان وقت آخر شد بر سر ایشان کلاہ حضرت عبید اللہ احرار نہادند گفتند اگر چہ از انوار این کلاہ فائز شدہ ام اما می خواہم کہ در انوار پیر خود غرق شوم لہذا کلاہ پیر من بر سرم نہید۔ چنان چہ آن مبارک کلاہ بر سر ایشان نہادند و اندران حال رحلت فرمودہ اند۔ حضرت مرزا مظہر جان جانان می فرمودند کہ زائد از ہزار کس از آن جناب ذاکر و شاغل شدہ بہ درجہ حضور و آگاہی رسیدہ اند مثل سید حشمت خان و مولوی محمد باقی۔ قدس اللہ اسرار جمیعہم۔

بہ مرور ایام باغ نہ ماند و چون انگلیسہا ارادہ تعمیر شہر دہلی نو کردند تمام اراضی آن جہت را حکومت گرفت خواست کہ مزار حضرت ایشان را در سیل آب بارانی آوردہ بے نشان سازد حضرت ایشان را چون علم این امر شد بسیار متفکر شدند و درین سلسلہ از کوسٹہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را بشملہ نزد سفیر افغانستان فرستادند۔ سفیر سچیہا کرد و مزار پر انوار محفوظ ماند۔ و باز حضرت ایشان ارادہ فرمودند کہ آن قطعہ زمین را محفوظ کنند۔ چنان چہ بہ دیوار بختہ آن جا را احاطہ کردند و بہ سنگ سرخ فرش ساختند۔

در ایامی کہ عاجز چار پنج سالہ بود حضرت ایشان را دوسہ سال معمول بود کہ ہر روز در عربہ آن جامی رفتند بہ ساعت دہ صبا حاکم متوجہ آن جہت می شدند۔ یک مخلص افغانی را ہمراہ می گرفتند برائے فرش کردن

یک گلیم برائے استعمال یک آفتابہ کلان و یک صراحی و در مطبق غذا رہمراہ می بود ماہر سہ برادر ہمراہ می بودیم حضرت ایشان نزد مزار شریف زیر سایہ درخت "نیم" بہ ذکر شریف مشغول می شدند و ما برادران در قرب جوار بہ بازی و سیر و تفریح مشغول می شدیم چون وقت تناول غذا می رسید حضرت ایشان استادہ شدہ قدرے بہ آواز بلند می فرمودند "بچہا بیاید و نان بخورید" بعد از تناول غذا قدرے قیلولہ می فرمودند و باز وضو کردہ نماز می خواندند عاجز یاد دارد کہ احیاناً حضرت ایشان اذان می گفتند و تکبیر گفتہ نماز می خواندند تا آن زمان دیوار احاطہ و فرش نہ ساختہ شدہ بود حضرت ایشان می فرمودند کہ این مبارک زمین قطعہ جنت است۔ بہ پہلوئے حضرت سید السادات جہت شرق مزار حضرت امۃ الفاطمہ زوجہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرار ہما واقع است کہ جدہ حضرت ایشان اند۔

بروز جمعہ ۲۰ رمضان ۱۳۶۶ھ (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) انگلیسہا اسباب بربادی مسلمانان پیدا کردہ رخت سفر از ہند بر لبست۔ اندران وقت ہر چہ از ظلم و عدوان پیش آمدہ بر صفحات تاریخ ثبت است، دران ایام زد و خورد بعض اشقیاسنگ سرخ فرشی را از ان جابر دند۔ دو جادووار را نیز نقصان رساندند۔ بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۷ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء) عاجز آن جا با یک نفر رفت تا اندازہ مصارف کند۔ دران وقت یک ہندو با چیزے گلہا رسید۔ گلہا را بر مزارات نہاد و گفت "سنگہائے فرشی این جا را دو نفر بردہ اند۔ یکے در این قریہ سکونت دارد و اشارہ بہ جہت دہ کرد و دیگرے در بھوگل" می باشد کہ در قرب یک آبادی جدید است، صاحب قریہ ازین سنگہا خانہ خود ساخت۔ چون سقف خانہ می خست و تیر ہا را بردیوار نہادہ سنگ ہا را بالائے تیر ہا فرش کرد و بر سرش گل و خشت نہاد۔ و بنایان بعد از زوال برائے نان خوردن رفتند و اہل و عیال خود را آواز داد تا کہ تعمیر و تسقیف را بہ بینندہ با افراد خانہ زیر بام بود کہ یک بارگی بام بر سر آن ہافتاد۔ چنان چہ آن ہندو و زنش و یک دختر کلان وے و دو بچہ دختر ہمان دم بمزدند۔ و آن کس کہ در بھوگل سکونت داشت دو روز بیماری کشید و مرد و باز پیش و باز زن پیش و در چند یوم مردند۔ و زنش را ہر دو چشم کور شد۔ و مردم می گوید کہ این ہمہ عقاب آن بے ادبی است کہ ایشان در این جا کردہ بودند۔ من بہ ہر روز پنج شنبہ حاضری شوم و قدرے از گلہا بر مزارات می نہم۔ امروز شمایان را دیدم لہذا آمدم۔"

بروز سیلوم عاجز بورہائے سیمنٹ و اہاک و غیرہ آن جا فرستاد و مع یک بتار و چہار مزدور، و بعد از ظہر عاجز آن جا رسید۔ برائے حفاظت سیمنٹ و غیرہ لازم بود کہ دو نفر آن جا قیام کنند۔ چون کہ آن جائے تنہائی بود و در قرب و جوارش کسے سکونت نہ داشت مزدوران خائف بودند۔ یکے قدرے ہمت داشت،

وے راضی شد و دیگرے رفاقت وے کرو۔ روز دوم چون این عاجز عند الظہر آن جا رسید دید کہ بر مزار شریف گلهاء قدرے شیرینی نہادہ اند و مزدوران بہ شوق تمام مصروف عمل اند۔ دو نفر مزدور کہ آن جا بہ شب قیام کردہ بودند گفتند مایان نزد سامان خود خواب کر دیم۔ در نیم شب یکے از ما بیدار شد و باز پہلوئے خود تبدیل کردہ ارادہ خواب کر دید کہ بر صریح مبارک یک پیر مرد کہ پشتش دو تا بود مشغول ذکر شریف رو بہ قبلہ نشست است وے بہ غائر نظر در پیر مرد نظر کرد و باز رفیق خود را بیدار کر د کہ آن ہم بہ بیدار چنان چہ وے نیز بہ زیارت مشرف شد و آن ہر دو تا دیر این احوال را می نگریستند و بیان کردند کہ بعد از ان یک بار گئی آن پیر مرد از نظر مایان غائب شد۔ و بعد از دید این کرامت این دو نفر تا اختتام کار آنجا بہ رغبت و شوق تمام مقیم بودند۔

حضرت حافظ سعد اللہ | خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند ششم حضرت خواجہ محمد معصوم اند حضرت مرزا مظہر بعد از وفات سید السادات و حضرت محمد افضل خلیفہ حضرت

حجتہ اللہ نقشبند تادوازہ سال از حضرت حافظ سعد اللہ استفادہ کردند۔ مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اجیری در اعلاۃ مدرسہ غازی الدین خان در زیر زمین (سرداب) موجود است، روزے حضرت ایشان بر مزار مبارک ایشان حاضر شدند و دیدند کہ از صدمات قطار خط آہن کہ در قرب آن جا واقع شدہ در بام شگافہا افتادہ، حضرت ایشان آن جا پایہ ہائے عمدہ استادہ کردند۔ بعد از تعمیر پایہ ہا و ساختن دروازہ خوب چون بر مزار مبارک حاضر شدند در واقعہ دیدند کہ حضرت حافظ می فرمایند: "صاحبزادہ، تو خانہ مرا محفوظ کردی پروردگار خانہ ترا محفوظ دارد" آن وقت جمع از مخلصین و صدر مدرس مدرسہ غازی الدین خان، ماسٹر فضل الدین و مولوی سید عطار الحق موجود بودند۔ حضرت ایشان بہ انبساط تام این مکاشفہ را بیان فرمودند کہ کار اصلاح بہ توسط فضل الدین و عطار الحق شدہ بود۔ رحمہما اللہ و قدس اللہ سرہ الحافظ۔

حضرت شاہ گلشن | خلیفہ حضرت عبدالاحد وحدت۔ مزار مبارک ایشان در دائرہ کناٹ پلین (دہلی نو) آمدہ حکومت ارادہ کرد کہ مزار را بردارد۔ حضرت ایشان مساعی

فرمودند و بہ امام صاحب جامع مسجد دہلی (شمس العلماء) سید احمد گفتند کہ اجازت تعمیر مزار شریف حاصل کنند۔ امام صاحب معیبا کردند و چند روز قبل از وفات حضرت ایشان اجازت نامہ تعمیر مزار شریف آوردند حضرت ایشان برائے تعمیر مزار شریف بہ اندازہ دو ہزار روپیہ فراہم کردہ بودند۔ بعد از ارتحال حضرت ایشان حضرت برادر کلان بہ شخصے تفویض این کار کردند و تعمیر بہ وجہ خوب شد۔

بہ ایام آخرین روزے حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت دہلوی در خدمت حضرت ایشان بہ وقت ظہر بہ اسپتال رسید۔ عاجز نزد خیمہ استادہ بود۔ ناگاہ حضرت ایشان از خیمہ برآمدند و حافظ عبدالحکیم را فرمودند بیا

د دست راست خود بر شانہ عاجز نہادہ روان شدند۔ وہ مزار حضرت گلشن رسید فاتحہ منحصرہ خواندہ رو بہ حافظ عبد الحکیم کردہ فرمودند حضرت ایشان عمر شریف خود را در مجاہدات صرف کردہ اند۔ سبزی فروش دوکانداران ناکارہ برگہائے سبزی را می انداختند و ایشان آن برگہا را و پوست خرپزہ و تر بوز و غیرہ را از بازار جمع کردہ بہ آب حوض مسجد جامع می شستند و بعد از دو سہ روز قدرے ازان تناول می کردند و از آب حوض سہ کف آب می نوشیدند و سی سال در یک گلیم گز را نیدند۔ روزے در دالان مسجد کہ بہ جہت بازار واقع است نشستہ بودند نظر ایشان بر موکبے افتاد۔ مابین موکب یک "فینس" را معمور از الوار یافتند۔ بہ خادم خود فرمودند آتش بیارتا این گلیم خود را بسوزانم۔ خادم عرض کرد قبلہ گاہم چرا گلیم را می سوزند۔ فرمودند۔ از سی سال این گلیم را می پوشتم۔ دروے آن قدر الوار می بینم کہ در این فینس کہ از امیرے است می بینم۔ خادم عرض کرد حضور این موکب و این فینس از قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر است حضرت ایشان این کلام شنیدہ فرمودند پروردگار شاکر است کہ این موکب پیر زادہ من است و گلیم من رسوانہ شد۔ قدس اللہ سرہ۔

حضرت عبد العادل

مزار مبارک ایشان در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ مابین مزار پرنوار ایشان مزار حضرت خواجہ خورد واقع است۔ حضرت ایشان بہ روز یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۳۳۵ھ (۲۴ دسمبر ۱۹۱۶ء) صبا حاضر مزار پرنوار ایشان حاضر شدند۔ فاتحہ منحصرہ خواندند باز خس و خاشاک و غیرہ را بہ دست مبارک خود پاک کردند و عرض کردند۔ من از اولاد برادر مرشد شما ہستم شما برائے من و اولاد من دعا کنید۔ و باز دست مبارک خود را بہ خاک پاک تربت رسانیدہ بر سر و روے انور خود مالیدند۔ از مخلصین پاک نہاد چند افراد موجود بودند یکے از انہا روز و تاریخ و سال را نوشتہ بود۔ از روئے آن تحریر عاجز تاریخ نوشتہ است۔ حضرت عبد العادل از خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر کسب سلوک کردہ خلافت یافتہ اند و حضرت شاہ عبد القادر دہلوی از ایشان استفادہ کردہ اند این واقعہ بہ یاد عاجز بود بہ اول ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ عاجز بر مزار حضرت ایشان رفت و دید کہ بر مزار مبارک انبارے از خاک و سنگ افتیدہ۔ چنان چہ عاجز آن انبار را دو کرد و مصطبہ را ارتفاع دادہ سنگ مزار را بروے نہاد۔ و کَانَ الْفَرَاغُ مِنْ اَنْبَاءِ هَذَا الْعَمَلِ يَوْمَ السَّبْتِ ۳۱ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ ۱۳۶۶ھ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذَلِكَ۔

حضرت شاہ محمد آفاق

ایشان فرزند احسان اللہ فرزند محمد اظہر کہ از دربار سلطان عالمگیر خطاب نواب اظہر الدین خان داشت فرزند محمد نقی فرزند حضرت عبد الاحد و عدت قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند کہ سب سلوک مجددیہ از خواجہ ضیاء اللہ کشمیری کردند و خلافت یافتند ایشان از اہل خلفائے حضرت خواجہ محمد زبیر اند۔ قدس اللہ اسرار الجمع حضرت ایشان قوی النسبہ ،

قوی تاثیر و مقتدائے وقت و ہم عصر حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید بودند، و در محلہ مغلیہ پورہ دہلی قیام داشتند خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر و مسجد شریف ایشان بر بکرتِ انفاسِ قدسیہ حضرت ایشان آباد بود و فات حضرت ایشان بہ چہار شنبہ ہفتم محرم ۱۲۵۱ھ واقع شد و متصل بہ دیوار مسجد شریف جہتِ غرب مدفون شدند حضرت سیدی الوالد تاریخ وفات ایشان گفتہ اند۔

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم
گفت سالِ رحلتش خیرِ حزمین خلد راماوائے او کن اے کریم
و گفتہ اند

نور ملت نور اسلام آفتابِ اوجِ علم نور افزائے جنان گردید با صدا احترام
گفت رضوان از پے ضبطِ سنینِ حلتش جنت المادئی شدہ ماوائے آن عالی مقام
در مغلیہ پورہ دہلی قیام سعید الزبیر بود (فرزند محمد زبیر، فرزند سراج الزبیر، فرزند احمد بخش، فرزند عبد القدوس
فرزند عبد القادر، فرزند قبلہ عالم محمد زبیر، فرزند ابو العلی، فرزند حجۃ اللہ نقشبند، فرزند خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اسرارہم
و افاض علینا من برکاتہم) وفات ایشان بعد از طلوع آفتاب بہ ساعت نہ روز شنبہ ۲۲ جمادی الاولیٰ
۱۳۶۶ھ (۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء) واقع شد و متصل صحن مسجد شریف پیش روئے حجرہ کہ نشستگاہ ایشان بود
مدفون شدند ایشان را سہ سپر بود۔ رشید الزبیر، حمید الزبیر، حفید الزبیر، نام آخرین را حضرت سیدی الوالد
نہادہ بودند۔ سعید الزبیر مرد صالح و سادہ و پاک روش بود۔ اکثر بہ خدمت حضرت ایشان
می رسید۔ و حضرت ایشان نیز چند بار در سال بہ جائے ایشان می رفتند و احیاناً حضرت والدہ و خواہران را
نیز می بردند بر مزار پرانوار حضرت شاہ آفاق فاتحہ می خواندند و بہ مراقبہ و ذکر شریف مصروف می شدند۔ روزے چون
از ان جادو عریضوار شدہ بہ خانقاہ شریف روانہ شدند از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید گفتند کہ ایشان بہ خدمت
حضرت شاہ آفاق می رسیدند شاہ آفاق را نور بصارت نہ بود۔ نور بصیرت بسیار قوی بود۔ استعمالِ حلیم می کردند
حضرت جد امجد حلیم را درست کردہ پیش می کردند و بہ ادب می نشستند۔ وقتے کہ حضرت شاہ آفاق ہو کر دود
رامی کشیدند آن وقت نسبت شریفہ را آن گونه تاثیر می بود کہ در تو جہات حضرت شاہ غلام علی رومی داد۔
قَدَسَ اللہُ اسرارَہُمَا الْعَلِیَّۃ۔

نزد مزار حضرت شاہ آفاق متصل بہ دیوار مسجد شریف آن تختہ از سنگ "باسی" نہادہ بود کہ بر آن
قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر را غسل دادہ بودند۔ این قطعہ سنگ را حضرات کرام و آبائے عظام تخت
شریف می گفتند۔ در ہندوستان از خلفائے شاہ آفاق ملحق لائحہ بالاجداد مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی

اشتهار زیاد دارند فضل رحمن نام تاریخی است که ۱۲۰۸ هـ است و وفات ایشان در ۱۲۱۳ هـ بوده. صدر یار جنگ نواب مولانا حبیب الرحمن خان شروانی علی گڑھی از ایشان بیعت بودند. در حوالی ۱۲۴۹ هـ حبیب الرحمن خان بر مزار حضرت شاه آفاق حجره ساختند. تخت شریف حسب سابق متصل به دیوار بیرون حجره بود. به آخر رمضان ۱۳۶۶ هـ (آواسط اگست ۱۹۴۷ء) آزادی دست داد. زمین ہند بہ خونِ مظلومان رنگین شد و ہزار ہا مساجد و مقابر را نشان نہ ماند۔ اندرین آیام زرد و خورد رشید الزبیر شہید شد و اولاد و دے و برادرانش بہ پنجاب پاکستان رفتند۔ ہندوان بر مسجد شریف و مزار مبارک تصرف کردند۔ تخت شریف ضائع شد۔ مسجد شریف مسکن و حجره مزار شریف و اراضی دوکانہا گشت، تا ہفدہ سال مزار شریف نشانے نہ بود۔ بہ چشتنبہ یکم محرم ۱۳۸۴ هـ (۱۴ مئی ۱۹۶۴ء) عبدالغفار سکر تیر مجلس اوقاف دہلی نزد عاجز مولوی اخلاق حسین و برادرش حکیم سید حسین را فرستاد کہ دی روز حجره مزار شریف را ہندوان خالی کردہ اند۔ شما جائے مزار مبارک را در حجره معین کنید۔ عاجز ہمراہ ایشان بی غلیوہ رفت۔ شخصے کہ بر این حجره تصرف کردہ بود تعویذ مزار را شکستہ بود۔ و فرش آنجا را با فرش حجره برابر کردہ مخزن زغال ساختہ بود۔ عاجز جائے قبر را نشان داد۔ چون فرش آن جا شکستند قبر ظاہر شد۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

عاجز بہ روز چہار شنبہ ہفتم محرم آن جا رسید۔ آن روز، روز عرس بود، دکانداران آن جا کہ ہندوان و سکھان بودند در عرس شریک شدند، چون ایشان را علم شد کہ عاجز از اقارب حضرت ایشان است بہ بسیار تعظیم پیش آمدند و گفتند: "شخصے کہ قبر مبارک را شکستہ بود بعد از چند وقت در ہر دو دست وے در شروع شد و باز دہا پیدا شدند۔ ہر چہ علاج کرد فائدہ نہ شد آخر الامر ہر دو دستہاے وے پر از زخمہا شد و باز از بند دست ہر دو دست جدا شد و در ہمین رحمت و تکلیف شدید مرد، چون می مردمی گفت کہ رنجوری من از بے ادبی این مزار است لہذا این حجره را حوالہ مسلمانان کنید کہ شما یان بہ عذاب مبتلا نہ شوید۔ ازین جہت این حجره حوالہ بہ شما یان می کنیم و ما یان برائے ہر خدمت کہ باشد حاضر ہستیم"۔ این بیان ہندوان بود کہ پیش روے جمع کثیر بہ عاجز گفتند۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔

حضرات محدثین دہلویہ | نوبتے حضرت ایشان بہ گورستان ہندیان، بر مزارات شاہ عبدالرحیم و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر

تشریف بردند۔ ہمراہ ایشان بہ اندازہ بست و پنج نفر از مخلصین بودند مثلاً حاجی ملا احمد، مولوی عبدالعزیز کھلنوی، مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ وغیرہم۔ نماز مغرب در مسجد خواندند و باز متوجہ بہ مزارات شریفہ شدند، بعد از عرض سلام بہ تلاوت سورۃ یٰسین مصروف شدند۔ اگرچہ حضرت ایشان حسب معمول

بہ آواز بلند تلاوت می کردند اما آواز حضرت ایشان پست مانده بود حضرت ایشان بچہ مخلصین گفتند از این جائے بروید چنان چہ ہمہ پس دیوار مسجد شریف نشستند حضرت ایشان باز تلاوت شروع کردند چون آواز بلندی پیدائے کرد سوائے آسمان سرور داشتہ نظر کردند باز بہ تلاوت مصروف شدند چون از تلاوت و مراقبہ و دعا فارغ شدند صدابہ مخلصین دادند و فرمودند ما خیال کردیم شاید اثر کرد و رت شمایان است کہ آواز بلند نہ می دہند شمایان را گفتیم کہ بروید بعد از رفتن شمایان چون در کیفیت فرق نہ یافتیم بسوائے آسمان نظر کردیم دیدیم کہ از بالای سروائے مایان تا آسمان ملائکہ سکنہ فضا را پر ساخته اند و از ضغطہ ملائکہ آواز بلند نہ می شود۔

واقعہ حضرت اُسید | این واقعہ کہ حضرت ایشان را پیش آمدہ عاجز را واقعہ حضرت اُسید بہ یاد می آرد کہ در مشکلات در کتاب فضائل القرآن از صحیحین نقل شدہ است حضرت

ابو سعید خدری می گوید در اثنائے آن کہ اُسید سورہ بقرہ را در شبی خواند و نزد وے اسپ وے بستہ بود۔ ناگاہ اسپ وے بجهید وے خواندن را ترک کرد و اسپ ہم آرام گرفت۔ و چون اُسید باز خواند اسپ باز جولان کرد۔ اُسید باز خاموش شد و اسپ ہم ساکن گشت۔ اُسید بار سوم باز خواند و اسپ نیز بار سوم جولان کرد۔ اُسید قرارت را گذاشت۔ پس اُسید کہ یحیی نام داشت نزدیک بہ اسپ بود و وے رسید کہ پسرش را از اسپ آزلے رسد چون پسر خود را از آن جاپس کرد سر خود را بہ جانب آسمان برداشت۔ ناگاہ مانند سائبان چیز ہا بید و در سائبان امثال چرغ ہا چرے بود۔ اُسید بن حفصہ بن این واقعہ را صبا حان نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیان کرد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دوبار فرمود اے پسر حفصہ بنحوان اے پسر حفصہ بنحوان۔ اُسید عرض کرد یا رسول اللہ من ترسیدم کہ پسر یحیی را اسپ پائے مال کند کہ وے نزد اسپ بود و من بہ سوائے یحیی منصرف شدم و سر خود را بہ سوائے آسمان برداشتم ناگاہ دیدم مانند سائبان کہ در وے مانند چرغ ہا است۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمود خبر داری کہ آن چہ چیز است۔ اُسید گفت من خبر نہ دارم۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمود آن فرشتگان انداز جہت آواز تو کہ قرآن می خواندی قریب شدند۔ و اگر تمام شب می خواندی صبا حامی دیدی کہ مردم بہ سوائے آن ہا می بینند۔

واقعہ قبر فتح اللہ | بیان فتح اللہ ان شاء اللہ در فصل سوم خواہد آمد مزار فتح اللہ از مدخل بہ جہت شرق واقع بود چون حضرت ایشان از مدخل برآمدند عاجز عرض کرد جناب حضرت

آن قبر فتح اللہ است حضرت ایشان سر مبارک خود را بلند کردہ بہ دقت سوائے قبر نظر کردند۔ اصحاب نسبت عیاناً ملاحظہ کردند کہ از چشمان مبارک حضرت ایشان تا قبر فتح اللہ دو خطوط نوری ممتد شدہ۔ بعض افراد این واقعہ را دیدہ نعرہ اللہ زدند و تازمانے در احوال ماندند۔

حضراتِ عندلیب و درد

نماز عصر خواندہ یک روز بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و فرمودند بہ مزارِ عندلیب و دردی رویم۔ جماعتی از مخلصین ہمراہ بود۔ چون بہ مزارات رسیدند فاتحہ مختصرہ خواندہ مراجعت فرمودند۔ آن جا پہنچ زلشستند خواجہ محمد ناصر عندلیب از خلفائے قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر بود و بعد از ارتحال پیرو مرشد خود بنائے طریقہ محمدیہ نہادہ اند و ایشان را کتا بے است موسوم بہ "نالہ عندلیب" و خواجہ درد فرزند ایشان است، ایشان را اول المحمدین می گویند علم الکتاب نالہ درد، آہ سرود، درد دل، شمع محفل، اسرار صلاۃ از تالیفات ایشان است۔ اشتہار این بزرگواران نسبت بہ طریقت در شاعری بیش از بیش است قدّس اللہ اسرارہما۔

حضرت ایشان چون ازان جابر گشتند اتفاقاً قطارے از شران می گزشت۔ یک بچہ شتر آواز ہا کردہ نزد حضرت ایشان رسید، و ایشان استادہ شدہ "واہ وا" فرمودہ دست خود را جانب وے دراز کردند بچہ شتر سرور وے خود را بردست مبارک ایشان می مالید و آواز ہا می کرد۔ ان وقت عجب کیفیت ظاہر شدہ حاجی ملا احمد خان سبحان اللہ گفتہ در وجد آمدند۔ آواز بچہ شتر برائے دیگر مخلصین پاک نہاد ہم سبب جد شد۔ کسانے کہ یزدان پرستی کنند بہ آواز دولاب مستی کنند

حضرت قطب الاقطاب

بعد از مائت سیزدہ در سال سی و پنج و سی و شش حضرت ایشان بہ ہر روز جمعہ از دہلی بہ مہرولی می رفتند حکیم محمد شفیع معالج چشم و یک مخلص افغانی در عربہ ہمراہ می بودند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم متصل باڑی در پہاڑ گنج، کہ در ان ایام در راہ مہرولی واقع بود۔ قیام داشت چون عربہ حضرت ایشان آن جا می رسید محمد شفیع بالائے عربہ نزد سائق می نشست مہرولی از دہلی فصل یازدہ میل انگیزی دارد۔ در نیمہ راہ مقبرہ صفدر جنگ واقع است کہ حوضہا و باغچہ جمیل دارد۔ حضرت ایشان آن جا قدرے توقف می کردند۔ و سیر و تفریح کردہ بہ مہرولی می رفتند۔ روزے بر کنارہ حوض یک جا استادند و فرمودند کہ در او اہل صفر ۱۲۴۴ھ چون حضرت جد امجد بہ سفر حجاز مقدس روان شدہ بودند و چند روز این جا قیام کردہ بودند، در ان ایام ما این جا بازی می کردیم۔ و یک روز این جا بر کنارہ حوض استادہ بودیم کہ یک انجلیزی آمد و استفسار کرد کہ آیا در این جا عبد اللہ نام کسے مقیم است۔ کسے بہ وے گفت کہ این بچہ عبد اللہ نام دارد۔ انجلیزی تبسم کرد و بید خود را بہ نرمی بہ پشت من رساند و روانہ شد۔ عاجز آن وقت و آن جا را یاد دارد و البقاء للہ و حدّہ جَلَّ جَلالہ۔

از صفدر جنگ بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب می رفتند۔ درگاہ مبارک دو دروازہ دارد، یکے غرب رویہ و دیگرے شمال رویہ۔ حضرت ایشان از دروازہ غرب رویہ داخل می شدند۔ وقتے کہ از عربہ پائین می شدند۔

به سائق می فرمودند که به مینار قطب برود۔

حضرت ایشان کما کانت عادتہ المبارکۃ۔ تمامی ادب شده به مسجد شریف می رفتند۔ امام مسجد شریف حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بود۔ وے و جمیع صاحبزادگان آن درگاه به خدمت حضرت ایشان عرض کردند که امامت آن جناب فرمایند۔ چنانچه حضرت ایشان و باز حضرت برادر کلان آن جا امامت جمعہ کردند و بعد از نماز جمعہ بر مزار پرانوار حاضر شده سوره یسین می خواندند۔ عجب لطفها روی نمود۔ چون اہل دہلی را از این امر آگاہی شد اصحاب ذوق و شوق به کثرت آن جامی رسیدند۔ چنانچه دالان ہائے مسجد شریف و ہم صحنش از مردم پرمی شد و بہ وقت فاتحہ دائرہ مزار شریف از اندرون و آن ممر کہ مابین مسجد شریف و دائرہ واقع است از شاہین پرمی بود۔ حضرت ایشان سببہامی فرمودند کہ از خلایق خود را دور دارند لیکن خلق خدا پروانہ نمط بر ایشان هجوم می آورد۔ در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از ترمذی و ابن ماجہ نقل کرده کہ یک شخص نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر شد عرض کرد۔ دَلَّیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُ اَحَبَّنِی اللّٰہُ وَاَحَبَّنِی النَّاسُ، قال ازہد فی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ وَاَزْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ۔ راہ نماید مبراہ کارے کہ چون آن کار را بکنم دوست دارد مرا حق تعالیٰ و دوست دارند مرا آدمیان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود رغبت در دنیا مکن تا دوست دارد ترا پروردگار و در آن چہ نزد مردم است رغبت مکن تا دوست دارند ترا مردم۔ چون کہ حضرت ایشان از دنیا و از اہل دنیا تماً از ہد و زیدند و جانب آنها التفات نہ کردند و رضائے مولیٰ حاصل نمودند۔ قُلُوبُ الْعِبَادِ قَالَتْ لِیَبِّہ۔

غالباً در سال سی و پنج از ماتہ چہار دہم ملا صاحب خان قمبرانی از کوسٹہ و گل خان شخیل از افغانستان برائے خوش کردن حضرت ایشان از دہلی تا مہرولی و باز از مہرولی تا دہلی پیش روے عربہ حضرت ایشان می یافتند و در راہ با یک دیگر ملاعبت نیز می کردند تا نظر التفات بہ سوئے ایشان نہ فرمایند۔ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ وَحَشَرَہُمَا مَعَ مَنْ اَحَبَّاهُ۔

گرمیل کند سونے ہلالی عجیب نیست شاہان چہ عجب گربنواز ندگدارا

در دہلی نواب خضر در علاقہ بلیماران قیام داشت۔ وے از حضرت شاہ ولی النبی مجددی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید طریقہ شریفہ گرفتہ بود۔ مرد ذاکر و شاغل و متراض بود۔ از وجہ پیری از تحصیلداری متقاعد شدہ بود۔ لہذا فرصت یافت کہ در کنجہ نشستہ عبادت پروردگار کند۔ بیشتر بہ درگاہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین و کمتر بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب سکونت می کرد۔ در آیائے کہ حضرت ایشان بہ مہرولی می رفتند قیامش آن جا بود۔ در نماز و در حلقہ زیارت بہ مواظبت شریک می شد۔ روزے در حلقہ زیارت ظہور

برکات و فیوضات از حد فزون بود۔ از حاضرین کسے نہ ماند کہ بہ آہ و بکا مصروف نہ شدہ باشد۔ چون حضرت ایشان ازان جا روانہ شدند بہ دستِ یسار بازوے نواب خضر اگر فتنہ بودند۔ آن وقت بہوے فرمودند۔ خضر دیدی کہ امروز جناب حضرت چہ مہربانی ہا فرمودہ اند۔ نواب خضر بہ گریہ مصروف شدہ گفت، بلے من دیدم و خوب دیدم۔ حضرت ایشان بہوے فرمودند۔ یک در گیر محکم گیر۔ یعنی این چہ می کنی کہ گاہے در نظام الدین قیام می کنی و گاہے در قطب۔ بعد ازین ارشاد گرامی نواب خضر سکونت نظام الدین اختیار کرد و تا آخر حیات آنجا قیام کرد۔ در یک ماہ برائے یک روز و یک شب بہ دہلی می آمد۔ وجہ معاش رami گرفت و اہل و عیال رami دید و روز دیگر می رفت۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنہُ۔

از حلقہ زیات فارغ شدہ پا پیادہ بہ مینار قطب کہ بہ اندازہ نصف میل فصل دارد تشریف می بردند و آن جا در مرغ زار زیر سایہ درختہ با ماہر سہ برادر غذا تناول می کردند و قریب لوہ کردہ مراجعت بہ خانہ می کردند۔

دو بار حضرت ایشان در عرس شریف حضرت نظام الدین قدس
حضرت سلطان المشائخ

سُورۂ بہ شب تشریف بردہ اند۔ بہ ظاہر احوال سبب رفتن آن شد کہ حسب معمول چون بعد العشاء بر تخت تشریف فرما شدند کہ در دروازہ خانقاہ تشریف بودہ۔ از شارع آوا مردم بہ مسامع تشریفہ رسید۔ استفسار نمودند این آواز ہا از چہ وجہ است۔ مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام عرض کردند کہ شب عرس حضرت سلطان المشائخ است و مردم آن جامی روند۔ فرمودند عربہ بیارید کہ ما ہم می رویم۔ چنان چہ عربہ رسید و حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و حاجی مُلا احمد خان و یک مخلص دیگر از افغانستان روانہ شدیم۔ حضرت ایشان از جانب دروازہ شمالی بہ ادب تمام داخل شدند۔ از مخلصین پاک نہاد جمع کثیر آن جا رسیدہ بود آن پاک نہادان حضرت ایشان را مُحاط شدند و از هجوم خلایق محفوظ کردہ بہ مزار پُر انوار رسانیدند۔ حضرت ایشان در گنبد شریف داخل شدہ جہتِ غرب مزار اولاً سلام عرض کردند و باز سُنۃ سُورۂ مُلک تلاوت کردند۔ پس پشتِ حضرت ایشان پنجرہ ہائے سنگی بود متصل بہ آن مخلصین پاک نہاد نشستند۔ نزد چتلی قبر مولوی دُکھن قیام داشت کہ ہم واعظ شیرین بیان و ہم در طریقہ چشتیہ شیخ طریقت بود۔ دُکھن متصل پنجرہ از اول تا آخر استادہ بود۔ بر حضرت ایشان حالتے طاری شد کہ غیر از آن وقت دیدہ نہ شد۔ با حضرت سلطان المشائخ بہ آواز بلند ہم کلام بودند و بار بار لفظ ”جی“ می گفتند کہ بہ جائے بلے در آمد و استعمال می شود۔ آن وقت حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند کہ من بہ خدمت شمار رسیدہ عرض کردہ بودم کہ اولادِ زینہ نہ دارم۔ دعا فرمائید کہ اللہ تعالی مرا اولادِ زینہ عنایت کند۔ حضرت شہاد عا کروید و

پروردگار مراسمہ سپر عنایت کرد۔ یکے بلال است دوم زید سوم سالم۔ حالاً از حضرت شہا التجامی کنم کہ در حق ایشان دعا فرماید کہ حق تعالی ایشان را نیک صلح کند۔ و باز حضرت ایشان خاموش شدند و بعد لحظہ لفظ ”جی“ بر زبان مبارک راندند۔ بہ دوران مکالمہ احیاناً سر مبارک خود را خم می کردند و گاہے دستہا را برداشته اشارہ می کردند حضرت ایشان درین مکالمہ محو بودند کہ ناگاہ از دروازہ گنبد مبارک آوازے کرخت بلند شد کہ شمایان برآئید تا دیگران بہ زیارت مشرف شوند۔ این آواز کرخت سلسلہ مکالمہ را بند کرد و حضرت ایشان مابرداران را فرمودند ”این افراد ناراض می شوند بیایید چہا کہ ما برویم“

عاجز سابقاً بیان کردہ کہ کسانے کہ با اولیائے پروردگار می ستیزند۔ از جانب پروردگار بہ ایشان تنبیہ می شود، درین وقت اطہار آن تنبیہ شد۔ ہنوز حضرت ایشان از جائے خود قدم نہ برداشته بودند کہ آن شخص کرخت آواز صد بلند کردہ گفت ”وائے کسے مرا کشت“ و معلوم شد کہ کسے بر شکم کلان دے مشتے بہ شدت زدہ بود۔ و آواز دردی نالید و می پیچید۔

چون حضرت ایشان از قبۃ برآمدند خلق خدا برائے مصافحہ هجوم آورد۔ مخلصان پاک نہاد را پروردگار اجر ہادہ کہ ایشان احاطہ کردہ حضرت ایشان را بہ عربہ رسانیدند۔ مولوی دلہن فیما بعد بہ مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام وغیرہما گفت کہ سالہا است کہ من بہ عرس شریف می روم۔ کیفیائے کہ آن شب بہ ظہور آمدند، بیچ گاہ نہ دیدہ بودم تا وقتے کہ حضرت ایشان در قبۃ بودند من از خود بے خبر بودم۔

نوبت دیگر | الطاف و عنایاتے کہ در سال اول یافتہ بودند محرک شد کہ سال دوم باز قصد کنند، چنان چہ نماز عشا خواندہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و مولوی سردار احمد و کمال مجبوری را امپوی مع یک مخلص افغانی بہ مزار فائض الانوار حضرت سلطان المشائخ رسیدیم۔ حضرت ایشان حسب معمول سلام عرض کردند و در نوشتند تا سورتے تلاوت فرمایند۔ لیکن درنگے نہ شد کہ حضرت ایشان برخاستند و آثار پریشانی بر لبشہ مبارکہ ظاہر بود۔ در عربہ چند دقیقہ خاموش ماندند و باز بہ سردار احمد و کمال خطاب کردہ فرمودند۔ ”سردار احمد، امروز چہ بود کہ مزار مبارک را از انوار و برکات یک سرخالی یافتم۔ امروز از من گناہے ہم سر نہ زدہ“ چون عربہ ایشان بہ محاذات دروازہ غری قلعہ کہنہ نزد مزار ”مشکے شاہ“ کہ بہت شرقی شارع عام است، رسید۔ حضرت ایشان یک بارگی بہ آواز بلند فرمودند ”بنگرید بنگرید! کہ این جا حضرت استادہ اندومی فرمایند۔ شما بر تربت مارفتید و ما از بے اعتدالی زائرین این جا آمدیم“ حضرت ایشان اشارہ بہ بہت غرب شارع کردہ بودند و وقتے کہ کلام حضرت سلطان المشائخ را نقل می کردند از مسرت روئے مبارک چون گل شگفتہ بود۔ و اثر نسبت مبارکہ ہر یک محسوس کرد۔ حیف صد حیف۔ آن قدر بکشست و آن ساقی نہ ماند۔

حضرت چراغ دہلی | بہ مزار پرانوار حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی دوبار حضرت ایشان تشریف
بروزہ اند۔ نوبتِ اول بہ قطار آہن تا محطہ اُکھلا رفتند از آن جا مزار شریف

بہ اندازہ دو و نیم میل افرنگی بُعد دارد برائے حضرت ایشان بند و بستِ فینس کردہ شدہ بود و برائے ماہر سہ براد
انتظامِ عربہ گاؤ۔ و نوبتِ دیگر در عربہ بہ راہ مہرولی تا مقبرہ ”بیوی باندی“ (السَّيِّدَةُ وَالْأَمَةُ) و از آنجا
در فینس۔ از بیوی باندی تا اہر مبارک فاصلہ دو میل افرنگی باشد بہ ہر دو نوبت جمع کثیر از مخلصین رفاقت کردند
مرد پیر محمد احسان از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید بیعت بود۔ و در آن ایام حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ
می گشتند و بے ازجان و دل عاشق و شیدا ئے حضرت ایشان بود، درین سفر مبارک رفاقت کردہ بود و متصل
بہ فینس با حضرت ایشان حرف زدہ می رفت۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ بصارت نہ داشت
و مولوی بخش اللہ و مولوی بدر الاسلام و مولوی عبدالعزیز کھلنوی با چند مخلصین خود و جمعی از مخلصین افغانستان
و سید احمد حسین انوٹپ شہری وغیرہ نیز ہمراہ بودند، آن جا بر مولوی عبدالعزیز احوالِ جذب طاری شد و آن چہ
بہ باطن مشاہدہ می کرد بر زبانش می آمد و بہ آواز بلند می گفت۔ حضرت ایشان بخلصین فرمودند۔ بشنوید
عبدالعزیز چہ می گوید۔ و بیانِ کرامتِ آن خاک کہ زیر پائے مبارک آمدہ بود در فصل سوم ان شاہ اللہ خواہد آمد۔

سید محمود بکار | بعض افراد بہ حضرت ایشان گفتند کہ بعد از ”بارہ پلہ“ از شاہراہ بہ جہت شرق
مزار سید محمود بکار است کہ بہ ۲ صفر ۱۲۸۷ وفات یافتہ و از اولاد سید ناصر الدین

است۔ ایشان از اکابر اولیائے وقت بودند و چون کہ در علم ظاہر پائے بلند داشتند ازین جہت ایشان را بکار
گفتند حضرت ایشان یک بار آن جا تشریف بردند از شہر دہلی غالباً فاصلہ پنج میل انگیزی دارد۔ قدر لُٹہ سرہ۔

شاہ کلیم اللہ | مزار ایشان در شہر دہلی ما بین قلعہ و مسجد جامع واقع است۔ روزے صبا حانزد
حضرت ایشان متولی مزار شریف ایشان حاضر شد و کاغذے پیش کرد کہ بران کاغذ

امضاء کردہ مہر کنند حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ صند و قچہ ماہیاری عاجز آن را آورد۔ مہر و قطعہ مداد از
صند و قچہ بر آوردند و قطعہ مداد را بروے مالیدند چون سیاہی خوب گرفت کاغذ را قدرے نم دادند و مہر کردند
بسیار روشن و صاف مہر آمادہ بود۔ چون حضرت ایشان از مہر و امضاء فارغ شدند متولی عرض کرد کہ شب
عرس حضرت است۔ اگر تشریف بیارید سبب از دیاد و خیر و برکت باشد حضرت ایشان دعوتش را قبول
فرمودہ بعد العشاء الآخرہ تشریف بردند۔ بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندند و چند کلمات نصیحت و پند
بہ حاضرین گفتہ مراجعت فرمودند متولی مزار شریف بعد از تشریف آوردن حضرت ایشان مجلسِ قوالی و ساز
را شروع کرد۔ تا وقتہ کہ حضرت ایشان آن جا بودند ساز و قوالی چیزے نہ بود۔

شاہ عبدالسلام | روزے پیر جی عبدالصمد کالے صاحب والے، بہ خدمت ایشان در اسپتال حاضر شدند و عرض کردند کہ مزار مبارک حضرت والدہ شاہ عبدالسلام در حدود این مستشفی واقع است۔ شاہ عبدالسلام (فرزند دختر شاہ فخر معروف بہ کالے صاحب) در طریقہ چشتیہ صاحب ارشاد بودند در اول قرن چہارم ہم حضرت ایشان در دہلی قیام داشتہ اند۔ کما تقدم فی الفصل الاول۔

و در ان ایام با شاہ عبدالسلام ملاقات کردہ بودند۔ لہذا بہ پیر جی عبدالصمد فرمودند۔ ما بہ مزار ایشان می رویم چنان چہ ہمان وقت با پیر جی عبدالصمد روان شدند۔ دست مبارک بر شانہ عاجز نہادند و از پس یک مخلص افغانی بود۔ در جائے کہ مزار شاہ عبدالسلام واقع است مشہور بہ ”بانس کولی“ است۔ حضرت ایشان بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندہ رو بہ پیر جی عبدالصمد آوردہ فرمودند: ”نقشہ مولوی عبدالسلام پیش رویم آمد و محبت و مہربانی ہا کہ با من می کردند بہ یادم آمد“ و باز بہ پیر جی عبدالصمد گفتند: ”مراد از الباقیات الصالحات خیر ہمین است“ و باز با پیر جی بہ اسپتال تشریف آوردند۔ بہ او اہل رمضان ۱۳۶۶ھ (او آخر جولائی ۱۹۴۶ء) پیر جی عبدالصمد رحلت نمود، و بہ پہلوئے پدر بزرگوار خود مدفون گشت۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَ سَاحَی عَنہُمَا۔

بندہ عالم الغیب | بر کوہ فتح گڑھ متصل بہ مستشفی عمارت پختہ سنگی دومنزلہ است۔ اہل دہلی می گویند کہ در این عمارت مزار پیر غیب است۔ بہ منزل زیرین آثار قبر نہ بود۔ البتہ در منزل دوم نشان قبر بے بود و آن قبر شرقاً و غرباً ساختمہ شدہ بود۔ در ایام طفولیت نسبت بہ این مزار از افراد کہن سال شنیدہ شد کہ مشہور این است کہ چون ایشان را شمالاً و جنوباً دفن کردند روز دوم دیدہ شد کہ قبر ایشان از خود محول بہ شرق و غرب شدہ است لہذا چون عمارت ساختند بر بالاخانہ نیز شرقاً و غرباً قبر ساختند نشان زیرین از مورایام محوشدہ بود و نشان منزل دوم در سال ۱۳۶۶ھ اعدار اسلام محو کردند۔ عاجز در نظم ”تذکرہ لحد“ گفت۔

رفته رفته جسم گردد خاکِ گو ر رفته رفته گور گردد بے اثر
رفته رفته محو گردد این جہان کس نہ ماند جز خدائے بحر و بر

حضرت ایشان چون از نزد این عمارت بر شارع می گزشتند احیاناً بر کنارہ شارع رو بہ عمارت کردہ پا ہارا از کفش کشیدہ و بر کفش نہادہ سلام و فاتحہ مختصرہ می خواندند۔ روزے ارشاد کردند: ”کسے از نیک بندگان پروردگار است“ حضرت ایشان گاہے در ان عمارت داخل نہ شدند و صاحب مزار را بہ نام ”پیر غیب“ ہیج گاہ یاد نہ کردند بلکہ ”بندہ عالم الغیب“ می گفتند۔ رَحِمَہُ اللہُ اَیَّ کَانَ وَضِیُّ

چتلی قبر

روزے برائے تفریح در عربہ می رفتند چون نزد چتلی قبر رسیدند فرمودند: "این جای هیچ نسبت نیست" از ارشاد حضرت ایشان تا سید آن روایت مشہورہ می شود کہ مردم کہن سال بیان می کردند و واعظ شیرین بیان دہلی مولوی احمد سعید نیز بیان کردہ اند کہ امیرے را بڑا بلیق بود۔ این بزرگے بسیار دوست می داشت چون آن بزرگہ۔ دے آن را دفن کرد چون کہ بڑا بلیق بود یعنی سیاہ و سفید و در اردو آن را "چتلی" گویند ازین جہت این قبر بہ چتلی قبر اشتہار یافت۔ بر تعویذ این قبر تا این روزہ نشانات ابلق بودہ چون کہ در ہندوستان برائے تولیت سعبہا می کنند و می خواہند کہ آن قبر را کہ متولی آن گشتہ اند مکانے دہند۔ لہذا برایش انتسابے پیدای کنند چنان چہ برائے این قبر نیز این واقعہ پیش آمد کہ بعد سہ چار سال از ارتحال حضرت ایشان شخصے نزد عا جز آمد و گفت این قبر پسر حضرت شہاب الدین سہروردی است قدس سرہ کہ نامش مجد الدین بود۔ و چند روز نہ گزشت کہ آن شخص و برادرانش یک جوان صالح را علی رؤس الأشرہا د نزد قبر در چوک قتل کردند۔ این اشقیار نہ با مجد الدین تعلق بود و نہ با شہاب الدین مقصد۔ ایشان تولیت مزار و چیزے از در اہم بود۔ برائے فائدہ دنیویہ فانیہ ارتکاب کبیرہ کردند۔ حسیبی اللہ و نِعَمَ الْوَكِيل۔

مَا يَتَعْلَقُ بِزِيَارَةِ الْقُبُورِ

دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان نزد آن قبر راحت و سکون می یافتند کہ در حوالی آن قبور عامۃ المسلمین نہ می بود مثلاً در دہلی قبر سید السّادات نور محمد بدایونی یا شاہ محمد آفاق مجددی قدس اللہ اسرارہما یاد رکوسٹہ قبر عثمانی و حیدری نزد این چنین قبور حضرت ایشان ساعتہای نشسنند و بہ ذکر پروردگار مصروف می مانند و چون می برخاستند مسرور و شادان و چشمان مبارک خمار آگین بود در رکوسٹہ پنجشنبہ، رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ وفات ملا عبدالحلیم آخوندزادہ شدہ ایشان را در دائرہ عثمانی و حیدری بہ جہت شرق مدفون کردند حضرت ایشان حسب معمول بعد از رمضان چون برائے زیارت رفتند قبر ملا عبدالحلیم را دیدند بعد از آن وز گاہے بہ آن جانہ رفتند روزے در رکوسٹہ بہ عاجز گفتند۔ عبدالحلیم عاجز می می کند و ذہن مرا بہ سوئے خود متوجہ می کند ازین جہت ما آن جانہ می رویم۔ شبے در دہلی اہل حلقہ را خطاب کردہ فرمودند: "از رونے کہ تدفین شمایان در حوالی قبور صلحا شدہ مادر خدمت پیران عظام خود رفتن گزاشتیم، ما قبور شمایان را از اغرہا پرمی یا بیم، و شمایان وقتے کہ در زندگانی خود پیش مامی آسید بہ نوعے تکرر پیدای شود کہ از وظائف خود بازمی مانیم۔ لہذا بہ صحرامی رویم و در گوشہ تنہائی تکمیل وظائف می کنیم" از ہمیں جا است کہ حضرت ایشان خوش نہ داشتند کہ جماعت مخلصین در تفریح گاہ بہ خدمت ایشان برسند۔ و خدمت گارے را کہ می بردند ہدایت بود کہ از حضرت ایشان دور تر بنشینند۔

نورِ خدا مشعلِ خیر است و بس رسمِ صفّا منزلِ خیر است و بس

بعض اوراد و وظائف

بیان ذکر و مراقبات و تلاوتِ مبارکہ در فصل اول تحت عنوان
”تحریرِ مبارک“ و در ”لائحہ عمل“ گزشتہ اندران آیام حضرت
ایشان شمس پارہ قرآن مجید تلاوت می کردند و فی الجہت پنج پارہ می خواندند حضرت والدہ مبارکہ یا کہ از خواہران
از روی مصحفِ مبارک استماع می کرد و حضرت ایشان از حفظ تلاوت می کردند و بہ جائے دلائل الخیرات
یصلوات ماثورہ اشتغال می نمودند و در مطالعہ احادیثِ مبارکہ مشغول می بودند مسند امام احمد و منتخب کنز
العمال را بسیار دوست می داشتند و در مطبعہ میمنہ مصر مسند شریف و برہامش منتخب کنز العمال در پنج جلد
طبع شدہ است۔ این کتاب مبارک دامن نزد ایشان می بود۔ ازین کتاب نسخہ داشتند۔ آن نسخہ کہ در مطالعہ
حضرت ایشان بودہ، بہ جبرائیل علامت خطوط دارد چون برائے تفریح تشریف می بردند۔ در گوشہ تنہائی دو
ساعت بلکہ قدرے زائد بہ ذکر پروردگار مصروف می بودند۔ مسبحہ صد دانہ در دست راست می بود۔ کس می
دانند کہ حضرت ایشان آن وقت بہ کدام ذکر شریف مشغول می بودند۔ وقتہ کہ می خیسند چشمان مبارک خمار
آلود و طبیعت حضرت ایشان مسرور و شادان بودے۔

حضرت ایشان مخلصین را ہدایت می فرمودند کہ ختم خواجگان را بخوانید خواندن این
ختم خواجگان ختم بس نافع است۔ پروردگار آفات را دور می کند و نزولِ برکات و خیرات می نماید
و طریقہ خواندنش این است۔

اولاً سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار۔ بار۔ درود شریف یک صد بار۔ و منقول از حضرات مشائخ این
درود مبارک است۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمْ۔ و باز سورہ
الْمُتَشِّرِخْ مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار۔ و باز سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ مع بسم اللہ یک ہزار بار۔ و باز سورہ
فَاتِحَہ مع بسم اللہ ہفت بار و باز فوق الذکر درود شریف یک صد بار۔ اصل ختم خواجگان این است
کہ ذکر کردہ شد۔ البتہ معمول حضرات مشائخ کرام است کہ بعد از ختم مبارک چند اسمائے مبارکہ نیز می
خوانند۔ حضرات کرام قدس اللہ اسرار ہم این ہفت مبارک اسماء را یک یک صد بار می خواندند۔
(۱) يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ اے رواکنندہ حاجتہا۔ حاجات دنیویہ باشند یا اخرویہ۔ (۲) يَا كَافِيَ
الْمُهِمَّاتِ۔ اے کارساز امور عظام۔ (۳) يَا ذَا فَخْرِ الْبَلِيَّاتِ۔ اے دورکنندہ بلاہا (۴) يَا رَافِعَ
الدَّرَجَاتِ۔ اے بلندکنندہ مراتب۔ (۵) يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ۔ اے شفا دہندہ از مرضہا۔ باید
دانست کہ بعد از شافی کلمہ عَنْ مَقْدَرِ اسْتِ، و اہل عرب این کلمہ مبارکہ را يَا شَافِيَ الْمَرَضَى

می خوانند یعنی اے شفا دهنده بیماران - (۶۱) یا مُجِیبُ الدَّعَوَاتِ - اے قبول کننده دعاها -
(۶۲) یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اے در رحم کنندگان بیش از بیش رحم کننده -

ده چیزها که هفت هفت بار خوانده می شود حضرت ایشان چون
مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ در عربی روانه می شدند مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ و اسمای حسنی را به آواز

می خوانند و ماهر سه برادر نیز به آوازی خوانندیم و اگر تفریح یا پیاده می بود، هر که همراه می بود می خواند و حضرت
ایشان بر اے خواندنش هدایت می فرمودند آن ده چیزها این است - (۱) سورۃ فاتحه مع بسم الله (۲) سورۃ
ناس مع بسم الله (۳) سورۃ فلق مع بسم الله (۴) سورۃ اخلاص مع بسم الله (۵) سورۃ کافرون مع بسم الله،
(۶) آیتہ الکرسی (۷) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ (۸) درود شریف
و حضرت ایشان در ج ذیل درود شریف می خوانند و می فرمودند که درین درود شریف ذکر امهات المؤمنین
و ذکر ذرّیت آمده، و در معنی ذرّیت عموم آمده، لهذا این درود شریف را خوش می دارم - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
(سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
(سَیِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ (سَیِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآزْوَاجِهِ
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى (سَیِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ (سَیِّدِنَا)
إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (۹) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -
(۱۰) اللَّهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِي وَبِهِمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لَهَا
أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ أَهْلٌ إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ بَلِّغْ بَرُّوْفَ رَحِيمٍ -

حضرت ایشان با مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ سید الاستغفار را ضم می کردند
سَیِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ هفت بار می خوانند و می فرمودند ما دوست داریم که این هفت

بار خوانده شود - اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ
وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَالْبُوءُ
بِذُنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

اَسْمَاءُ حَسَنَى حضرت ایشان قدس سره مبارک نامهای پروردگار جلّ شأنه

وَعَمَّ إِحْسَانُهُ رَابِعُ نَجْمٍ خَوَانِدُو لُطْفِهِامِي بِرِوَاشْتَنْدَرِ - اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ
شَرِّ مَا خَلَقَ - سُبْحَانَكَ اللَّهُ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ - سُبْحَانَكَ اللَّهُ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - سُبْحَانَكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمِّنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَكَ اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ هُوَ اللَّهُ الَّذِي
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمِّنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ
الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُدِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ
الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقَيِّتُ الْحَسِيدُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ
الْجَبُّبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْحَيُّدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ
الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْحَيُّ الْمَيِّتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْفَاعِلُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ
الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُنْعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنَى الْمَانِعُ الضَّارُّ
النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ - لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ
مِنَ الظَّالِمِينَ - وَهَبْ بَارِقُ سُبْحَانَكَ اللَّهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحُكْمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا
يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا الْكِرَاهَةَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ
بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ
الطَّاغُوتُ يُخْرِجُهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
أَمَّا الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَأَتْهُ كُتُبُهُ

وَرُسُلِهِ لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرَ أَكْمَلَتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ لَأَسْلَافٌ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُولُوا الْكِتَابِ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ - سُورَةُ اخْلَاصٍ سَبْعٌ بِأَرْبَعِ سُوْرَةٍ فَلَقِ سَبْعًا بِأَرْبَعِ سُوْرَةٍ نَاسٌ سَبْعٌ بَار-

المزوجة الغراء في الاستغاثه بِاسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى | علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی

(بفتح النون وسكون الباء كما في معجم البلدان) یک صد و شصت و نه اسماء حسنی را از روئے روایات مختلفه جمع کرده با کلمات ماثوره نظم فرموده است حضرت ایشان قدس سره این منظومہ مبارکه را بسیار خوش داشتند برائے رفع شدائد و الا این منظومہ مبارکه را و بعد از شجره طیبہ نقشبندیہ را کہ نظم کرده حضرت مولانا خالد کردی است قدس الله اسرارہما می خوانند و حق تعالی جل شانہ لطف می فرمود و آن صحت و رفیع می شد، روزی حضرت ایشان قدس سره می فرمودند کہ در اوائل قرن رابع عشر روزی از حرم نبوی علی صاحبہ ازکی الصلوات و الطیب التحیات و افضل التسلیمات بیرون آمدم شخصی این مزدوجہ غراء بہ من داد چون آن را خواندم لطفها برداشتم و اَلِیْکُمُ الْاَنَ بِالْمَزْدُوجَةِ الْمُبَارَكَةِ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الْإِلَهِ وَبِیْ بَدِیْنَا دَلَّوْ عِبْدَنَا غَیْرَهُ شَقِیْنَا
يَا حَبْدًا رَبَّنَا وَحَبْدًا دِیْنًا وَحَبْدًا مُحَمَّدًا هَادِیْنَا
لَوْلَا هُ مَا كُنَّا وَلَا بَقِیْنَا
اَللّهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا هَتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

فَأَنْزَلْنٰ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتِ الْأَقْدَامَ إِن لَّا قِيْنَآ

نَحْنُ إِلَّا إِلَىٰ جَاوِلِهِ مُسْلِمِينَ

وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَقَدْ تَدَاعَىٰ جَمْعُهُمْ عَلَيْنَا طَبَقَ الْحَادِيثِ الَّتِي رَوَيْنَا

فَارْدُدْهُمْ اللَّهُمَّ خَاسِرِينَ

اللَّهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ اللَّهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

اللَّهُ يَا قَوِيُّ يَا قَدِيمُ اللَّهُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ

لَا يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ أَنْ يَعْلُوْنَا

اللَّهُ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ اللَّهُ يَا رَوْفُ يَا حَكِيمُ

اللَّهُ يَا تَوَّابُ يَا حَلِيمُ اللَّهُ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيمُ

هَبْنَا الْعُلَا وَاجْعَلْ عِدَاَنَا الدُّوْنَا

اللَّهُ يَا مَالِكُ يَا مُنِيرُ اللَّهُ يَا مَلِيكُ يَا قَدِيرُ

اللَّهُ يَا مُوَلَّىٰ وَيَا نَصِيرُ اللَّهُ أَنْتَ الْمَلِكُ الْكَبِيرُ

لَيْسَ عِدَاْنَا لَكَ مُعْجِزِينَ

اللَّهُ يَا شَاكِرُ يَا شَكُورُ اللَّهُ يَا عَفُوُّ يَا غَفُورُ

اللَّهُ يَا عَالِمُ يَا خَبِيرُ اللَّهُ يَا فَتَّاحُ يَا بَصِيرُ

وَتَحَرَّمْنَا فَتَحَكَ الْمُبِينَا

اللَّهُ يَا ظَاهِرُ يَا جَلِيلُ اللَّهُ يَا بَاطِنُ يَا وَكِيلُ

اللَّهُ يَا صَامِقُ يَا جَمِيلُ اللَّهُ يَا حَافِظُ يَا كَفِيلُ

كُنْ حَافِظًا لَّنَا وَكُنْ مُعِينَا

اللَّهُ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيدُ اللَّهُ يَا مُغْنِيُّ يَا رَشِيدُ

اللَّهُ يَا مُبْدِيُّ يَا مُعِيدُ اللَّهُ يَا عَزِيزُ يَا مَجِيدُ

لِعِزِّكَ التَّوْحِيدُ يَشْكُو الْهُوْنَا

اللَّهُ يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ اللَّهُ يَا قَاهِرُ يَا مُوَحِّدُ

اللَّهُ يَا فَاطِرُ يَا مُصَوِّرُ اللَّهُ يَا مُحْصِيُّ يَا مُدَبِّرُ

دَبَّرْنَا وَدَمَّرْنَا الْعَادِيَّةَ
 اللَّهُ يَا دَائِمُ لَا يَمُوتُ اللَّهُ يَا قَائِمُ لَا يَقُوتُ
 اللَّهُ يَا مُجِيئُ وَيَا مُمِيتُ اللَّهُ يَا مُعِيتُ يَا مُقِيتُ
 كُنْ غَوْثَنَا وَحِصْنَنَا الْحَصِيَّةَ
 اللَّهُ يَا بَاسِطُ أَنْتَ الْوَاسِعُ اللَّهُ يَا قَابِضُ أَنْتَ الْمَانِعُ
 اللَّهُ يَا خَالِقُ أَنْتَ الْجَامِعُ اللَّهُ يَا خَافِضُ أَنْتَ الرَّافِعُ
 اِرْفَعْ مَعَالِيَنَا لِعِلِّيَّةِنَا
 اللَّهُ ذُو الْمَعَارِجِ الرَّفِيعُ اللَّهُ يَا وَاقِي وَيَا سَرِيعُ
 اللَّهُ يَا كَافِي وَيَا سَمِيعُ يَا نُورُ يَا هَادِي وَيَا بَدِيعُ
 أَذْ بَدَّنَا بِمَا جَرَى يَكْفِيْنَا
 اللَّهُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُ ذُو الطُّوْلِ عَلَى الدَّوَامِ
 اللَّهُ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ وَالسَّيِّدُ الْمُطْلَقُ لِدَا نَامِ
 اِرْحَمْ عِبِيدَ اللَّهِ عَابِدِيْنَا
 اللَّهُ يَا أَوَّلُ أَنْتَ الْوَاحِدُ اللَّهُ يَا آخِرُ أَنْتَ الرَّاشِدُ
 يَا وَثَرُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا وَاحِدُ يَا بَرُّ يَا مُتَفَضِّلُ يَا مَاجِدُ
 بِفَضْلِكَ أَقْبَلْنَا عَلَى مَا فِينَا
 اللَّهُ يَا مُبِينُ يَا وَدُودُ اللَّهُ يَا مُحِيطُ يَا شَهِيدُ
 اللَّهُ يَا مَتِينُ يَا شَدِيدُ يَا مَنْ هُوَ الْفَعَّالُ مَا يُرِيدُ
 إِنَّا ضِعَافٌ لَكَ قَدْ لَحِيتْنَا
 اللَّهُ يَا مُعِزُّ يَا مُقَدِّمُ اللَّهُ يَا مُذِلُّ يَا مُنْتَقِمُ
 الْبَادِي الْبَاقِي فَلَا يَنْعَدِمُ الْحُسْنُ الْوَالِي الْحَفِيطُ الْأَكْرَمُ
 لَيْسَ لَنَا سِوَاكَ مَنْ يَحْمِدُنَا
 اللَّهُ يَا وَاسِعُ أَنْتَ الْأَبَدُ اللَّهُ يَا بَاعِثُ أَنْتَ الْوَاحِدُ
 يَا مَالِكُ الْمُلْكِ إِلَهُ الصَّمَدُ لَا كُفُوَ لَهُ وَالِدُ لَا وَلَدُ
 كَفَّ الْعِدَا عَنَّا فَقَدْ أَوْزَيْتَنَا

اللَّهُ يَا غَالِبُ يَا قَهَّارُ اللَّهُ يَا نَافِعُ أَنْتَ الضَّارُّ
اللَّهُ يَا بَارِيَّ يَا غَفَّارُ يَا رَبِّ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْجَبَّارُ

قَوْمٌ لَنَا الدُّنْيَا وَقَوْمٌ الدِّينُ

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمِّنُ الْعَلَامُ
ذُو الرَّحْمَةِ الْأَعْلَى الْأَعَزُّ التَّامُّ مَنْ دِينُهُ الْحَقُّ هُوَ الْإِسْلَامُ

قَبِيضٌ لَهُ اللَّهُمَّ نَاصِرِينَا

اللَّهُ أَنْتَ الْمُتَعَالَى الْحَكَمُ الْفَرْدُذُّو الْعَرْشِ الْوَلِيُّ الْأَحْكَمُ
الْغَافِرُ الْمُعْطَى الْجَوَادُ الْمُنْعِمُ الْعَادِلُ الْعَدْلُ الصَّبُورُ الْأَرْحَمُ

مَكِّنْ لَنَا فِي أَرْضِنَا تَمْكِينَنَا

اللَّهُ يَا قُدُّوسُ يَا بَرُّهُانُ يَا بَارِيَّ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ
يَا حَقُّ يَا مُقْسِطُ يَا دَيَّانُ تَبَارَكْتَ أَسْمَاؤُكَ الْحَسَنُ

بِهَاقِرْعَنَابَا بَلَاكِ الْمَصُونَا

اللَّهُ يَا خَلَّاقُ يَا مُنِيبُ اللَّهُ يَا رَزَّاقُ يَا حَسِيدُ
اللَّهُ يَا قَرِيبُ يَا رَقِيبُ الْمُسْتَعَانُ السَّامِعُ الْمُجِيبُ

إِنَّا دَعَوْنَاكَ اسْتَجِبْ آمِينَ

شجره نقشبندیہ مجددیہ | ابن شجرہ شریفہ راقطب الافاق شیخ
المشاخ علی الاطلاق علامہ ضیاء الدین

خالد العثماني العراقي الشهير بـ النقشبندی قدس الله سره نظم کرده جناب ایشان از اجل خلفاء حضرت
شاه عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی قدس سرہ بودند و در مرض طاعون بہ شب جمعہ چہار دہم ذی القعدہ
سنہ ۱۲۴۲ ہجری رحلت فرمودند۔

بسم الله الرحمن الرحيم

خداوند! بہ حق اسم اعظم
بہ سوزِ سینہ صدیق اکبر
بہ شاہِ صفدر کرا رحیدر
نشد فصلی بہ روزِ کارزارش
بہ نورِ سیدِ اولادِ آدم
بہ سلمان و بہ قاسم با ردیگر
کہ از نیروش و اشد بابِ خیبر
زعز را بیل و ضرب ذوالفقارش

بہ آن سَرُو گِلستانِ نبوت
 حَسَن کز محض لطف و خیرخواہی
 بہ آن نو باوہ بارغِ رسالت
 حُسین آن سَرُو رِجَمِ سعیدان
 بہ آن چشم و چراغِ اہلِ بنیش
 علی بن الحسین آن زینِ عباد
 بہ آن کانِ صفا و منبعِ نور
 محمد باقر آن کوہِ مفاخر
 بہ حقِ مجمعِ البحرین انوار
 امامِ صادق و مصدوقِ جعفر
 بہ حقِ جملہ اہلِ بیتِ اطہار
 کہ ہر یک کشتیِ بحرِ یقین است
 بہ آن سَرِ مستِ صہبائے محبت
 رئیسِ عشقِ بازانِ قطبِ بسطام
 بہ سَرِ بولِ الحسن از جامِ عشقت
 بہ حقِ بوعلی آن قطبِ فائق
 بہ عبدالحق آن اَلْبُرزِ تمکین
 کہ پانہاد آن فرخندہ اختر
 بہ حقِ خواجہ عارفِ کانِ معنی
 بہ تمکینِ عزیزانِ پیرِ نساج
 بہ حقِ خواجہ بابائے سماسی
 امیرِ شہِ کلالِ آن پیرِ کامل
 بہارِ الدین والدِ نبیٰ محمد
 بہ بے نقشیِ چو کردی سر بلندش
 ز بس کز دے گرہ از کار و اشد
 بہ آن شمعِ شبستانِ فتوت
 فرود آمد ز تختِ بادشاہی
 بہ آن یکتائے میدانِ بسالت
 سپہ سالارِ افواجِ شہیدان
 کہ بروئے بدمدارِ آفرینش
 کہ بود از غیرِ ذاتِ بختِ آزاد
 کہ بود اندرِ قبابِ عزِ مستور
 کہ از نحرِ ریش گفتند با قر
 کہ شد او را ز صدیق و علی بار
 کہ این دو منصب اورا شد ملیر
 کلان و خورد و مرد و زن بہ یک بار
 چہ کشتیِ لنگرِ روئے زمین است
 کہ بدغواصِ دریائے محبت
 کہ در این رہ نہ زد چون او کسے کام
 کہ بدشائستہ اقدامِ عشقت
 بہ خواجہ یوسف آن غوثِ خلافت
 امامِ پیشوایانِ رَہِ دین
 بہ جز اندرِ قدمِ گاہِ ہمیر
 بہ حقِ خواجہ انجیرِ فغنی
 کہ بر چرخِ برین سودا ز شرفِ تاج
 بہ آن خورشیدِ برجِ حق شناسی
 کہ فکرِ غیرِ نگزشتہ است در دل
 کہ این راہِ ہدیٰ زو شد مہمہد
 نہادی نامِ شاہِ نقشبندش
 خطابش خواجہ مشکِلِ کُشا شد

بہ قطبِ حق علاء الدین عطار
 بہ آن پیرے کہ چرخ آمد مقامش
 بہ حق آبروئے پیرِ احرار
 چہ گویم من بہ وصفِ آن گرامی
 مقامِ خواجہ برتر از گمان است
 دلش بحرے است ز اسرارِ الہی
 بہ خواجہ زاہد آن پیرِ صفائش
 بہ حق خواجگی کا ندر بدایت
 بہ آن مہر سپہر ارجمندی
 کہ صہبائے محبت راست ساقی
 بہ آن سیارِ سیرِ بے نہایت
 بہ آن ینبوعِ اسرارِ نہانی
 بہ نورِ دیدہ فاروقِ احمد
 ز نورش شد سوادِ ہند روشن
 چراغِ محفلِ باریک بینان
 نہ سجد ہر کہ داندار تقائش
 بہ ہر دو دیدہ آن غوثِ قیوم
 بہ شیخ عبد الاحد آن نجمِ ثاقب
 بہ سیف الدین و آن نورِ محمد
 بہ پیرِ ماکہ ہست اندر زمانش
 نہ شد مجز بندگی آرام گاہش
 نہ گویم از کمالاتش کہ چون است
 بہ حق بوسعیدِ سعد و ران
 بہ حق ہادیِ ابدالِ اوتاد
 بہ پیر و مرشدِ عالمِ محمد

کہ از عالم گشادے قفلِ اسرار
 از آن یعقوب چرخ گشت نامش
 کہ زویبِ دگر گرفت این کار
 کہ در وصفش چنین گفت آجامی
 برون از حدِ تقریر و بیان است
 کہ زویک قطرہ از مہتابہ ماہی
 بہ جان بازی مولاناے درویش
 نمودے درجِ اسرارِ نہایت
 ختامِ خواجگانِ نقشبندی
 دُرِ دریائے عرفانِ خواجہ باقی
 بہ آن سرہنگِ اربابِ درایت
 بہ آن شہبازِ بُرجِ لامکانی
 کہ زو شرعِ محمد شد مجدد
 از و سرہند شد وادتی ائمن
 سپہ سالارِ فوجِ پاک دینان
 نگاہِ ہیچ کس با نقشِ پایش
 سعید و عروۃ و ثقاتِ معصوم
 محمد عابد آن والا مناقب
 بہ شمس الدین حبیب اللہ ارشد
 ہدایتِ حصرا ندر آستانش
 از آن شد نام عبد اللہ شاہش
 زہر و صفی کہ اندیشم فزون است
 بحارِ فضلِ ایزد لطفِ یزدان
 شہ احمد سعید آن قطبِ ارشاد
 عمرِ کز وے طریقت شد مجدد

ز عرفان عین و از مقصود مبین است
در آخر اول اسم رحیم است
به آن غوثِ زمان قطبِ ہدایت
امامِ اولیا کا نِ کرامت
رئیسِ پاکِ بازانِ قبلہ دین
حارِغِ محفلِ اربابِ تمکین
محی الدین عبد اللہ ابوالخیر
کہ بودہ ذاتِ پاکش منبعِ الخیر
بہ درگاہِ تو این عبدِ محقر
کند عرضِ اے کریم بندہ پرور
غریب و بے کسم بر من بخشائے
چو کس مشکل کشا نبود تو بخشائے
در بکشتائے از خوشنودی خویش
برین سرگشتہ مہجورد لریش
بہ ہر کس کز کرم کردی نگاہے
دو عالم رانہ می سجد بہ کاہے
ز بحرِ کز فیوضت گشت ریزان
زعینِ مکرمت بر این عزیزان
بہ رحمتِ رشحہ ہم بر دل من
اگر ریزی شود حل مشکل من
زمن ہرگز نہ شد کارے کہ باید
کنہ زین سان کہ در گفتن نیاید
ز اعمالِ بدِ خود شر مسارم
نہ طاعت نے زبانِ عذر دارم
چو بر خود بینم از بس شرمساری
بہ وزخِ خوشترم از رستگاری
بیامرز و میرس از کار خامم
بہ رسوائی نیز دانتقامم
اگر چہ من ستم بر خویش کردم
قباحتہائے از حد بیش کردم
چومی اندیشتم از دریائے جودت
خوشم با این ہمہ نقضِ عہودت
بہ محضِ فضلِ تو امید دارم
تو خود فرمودہ آمرزگارم

مخفی نہ ماند کہ ما بین خطین ہشت اشعار از حضرت ناظمِ قدس سرہ نیند بلکہ فیما بعد
حضراتِ کرام قدس اللہ اَسْرارُہم اِضافہ فرمودہ اند۔

اشعارِ مالتی سہیلی | روزے در کوسٹہ اشعار عبد الرحمن مالتی سہیلی خواندند و فرمودند، اگر چہ جنوہ
قلب این اشعار را خواندہ دعا کردہ شود۔ انشاء اللہ مقبول خواہد شد۔

يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
أَنْتَ الْمُعَدُّ لِكُلِّ مَا يُتَوَقَّعُ
يَا مَنْ يَرَجَى لِلشَّدَايدِ كُلِّهَا
يَا مَنْ إِلَيْهِ الْمُشْتَكَى وَالْمَفْزَعُ
يَا مَنْ خَزَائِنُ رَحْمَتِهِ فِي قَوْلٍ كُنْ
أُمْنٌ فَإِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ أَجْمَعُ
مَا لِي سِوَى فَقْرِي إِلَيْكَ وَسَبِيلُهُ
فَبِالْإِفْتِقَارِ إِلَيْكَ فَقْرِي أَذْفَعُ

فَالَّذِي رَدَّدَتْ نَائِي بَابٍ أَقْدَرُ
فَالَّذِي رَدَّدَتْ نَائِي بَابٍ أَقْدَرُ
دَمِنَ الَّذِي أَدْعُو وَاهْتِفُ بِاسْمِهِ
دَمِنَ الَّذِي أَدْعُو وَاهْتِفُ بِاسْمِهِ
أَسْأَلُ الْجُودَ أَنْ تُقَنِّطَ عَاصِيًا
أَسْأَلُ الْجُودَ أَنْ تُقَنِّطَ عَاصِيًا
فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ
فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ

صلوة حاجت علامہ ابن جزری در حصن حصین بہ دو وجہ صلات حاجت را ذکر کرده، یکے از ابن حبان و ابن سنی وغیرہما و دیگرے از ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم۔ و در ہر دو وجہ آمدہ کہ اولاً بہ نیک وجہ وضو کند و دو رکعت نماز گزارد۔ و باز دعا کند۔ در وجہ اول الفاظ دعا بہ این لفظ وارد است۔ کہ اولاً پروردگار را ثنا کند و باز بر رسول وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درود فرستد باز گوید۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ عَنِّي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ و حاجت اعم است کہ بہ اللہ تعالیٰ باشد یا بہ یکے از بنی آدم۔ و در وجہ دوم آمدہ کہ بعد از دو رکعت این دعا کند۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَالتَّوَجَّهْ اِلَیْکَ بِبَنَدِیْکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوْجَّهْ بِکَ اِلَی رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

مولوی بخشش اللہ دہلوی مرد پاک دل و صادق الارادہ کامل المحبہ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا آخر یوم در حلقہ شریفہ ہر روز شریک می شد۔ سیزدہ یا چہارودہ سال بہ خوب وجہ خدمت کرد۔ حضرت ایشان را نیز نگاہ لطف بر حالش بود۔ روزے بہ وے فرمودند ما ترا صلاۃ حاجت تعلیم می کنیم در حاجت شدید این نماز بخوان۔

بہ وقت تہجد، بہ وجہ احسن، با حضور دل و ضو بکن و باز بہ عاجزی و صدق نیت پنج بار یا ہفت بار استغفار و توبہ بکن۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الْاَرْحَمَ
اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الْاَرْحَمَ
و باز دوازده رکعت بہ یک سلام بخوان۔ از اول نماز تا آخرش کا بلا متوجہ بہ پروردگار باش و نیک دانستہ باش کہ پیش مولی و مالک خود استادہ ئی۔ وے ترامی بیند و توازگشت گناہان خود از دید انوار تجلیات وے تعالی شانہ قاصر ہستی۔ بعد از ہر دو رکعت قعدہ کنی و در قعدہ اخیرہ التَّحِيَّاتُ خواندہ بخوان۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّعْيِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ و باز به حضور قلب درود شریف خوانده
رَبَّنَا آتِنَا الْحَمْدَ خَوَانِدَه سَلَام بَدَه و باز تکبیر گویان به سجده برو، و در سجده سورۀ فاتحه مع بسمه هفت بار،
و آیتہ الکرسی هفت بار، و لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يَدِيهِ
الْخَبْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ده بار، و- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ
الْعِزِّ مِنْ عَرَشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلَى
وَكَلِمَاتِكَ الثَّامَةِ- هفت بار- بخوان و در جناب مالک و مولای خود به عاجزی دعا کن و تکبیر گفته
سراز سجده بردار-

تعویذات | عاجز یازده دارد که حضرت ایشان تعویذ نوشته باشند و نه از کس شنیده که به کس تعویذ داده
باشند، البته به حضرت والدۀ ماجده قدس سرها فرموده اند که حصن حصین و القول الجمیل
کتاب های معتبر اند و برائے حضرت والدۀ ماجده طفر الجلیل ترجمه و شرح حصن حصین و شفا العلیل
ترجمہ القول الجمیل پسند فرموده بودند چنانچه حضرت والدہ صاحبہ احياناً تعویذ می دادند و حضرت
ایشان بعض مخلصین را نیز اجازت داده بودند مثلاً ملا عبد الرشید آخوند زاده از کونستہ ملا حبیب اللہ
از جہات سرحد و غیر ہمارا-

تعویذ سال نو | سالے در کونستہ چون اول ماہ محرم دیدیم حضرت ایشان به ما ہر سہ برادر فرمودند
بروید و یک صد سیزده بار بسم اللہ الرحمن الرحیم بنویسید و نزد والدہ خود ببرید
کہ تعویذ کنند شمایان در کلوئے خود برسینہ آن تعویذ را آویزان کنید و بہ عاجز و برادر عزیز فرمودند کہ بسم اللہ
نوشته بہ ما نشان دہید چنانچه ما ہر دو تحریرات خود را پیش کردیم و حضرت ایشان ملاحظہ فرمودہ چند جا را
اصلاح فرمودند و گفتند ہر سال بہ اول شب سال نو، پمچنان کردہ باشید چنان چہ تا یک مدت عاجز
بر آن عمل کرد-

برائے مرض صراع | حضرت ایشان در اول دلائل الخیرات موروئی تحریر فرمودہ اند بسم اللہ
الرحمن الرحیم- برائے دفع مرض صراع اول یک کرتہ (قمیص) فراخ دوختہ
ہشت تعویذ بہ این نہج بدوزند کہ دو تعویذ جانب پیش برسینہ و دو بہ جانب پشت بہ زیر شانہ ہر دو بہ
ہر دو بازو و دو زیر ہر دو بغل، و تعویذ این است- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُوِّدَتْ
بِهَ الْجِبَالُ اَوْ قُطِعَتْ بِهَ الْاَرْضُ اَوْ كَلِمَةٌ بِهَ الْمَوْتِ بَلَّ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا-

القول الجلیل

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الاقدس در تعویذات کتاب مفید است۔ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و اولادہ الکرام قدس اللہ سرہ ہم از روئے این کتاب تعویذات می نوشتند۔

دعا و دم کرن

البتہ حضرت ایشان دعا می کردند و بر مریض دم ہم می کردند۔ در بیان واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ گزشتہ کہ محمد عمر نوری آب آورد و حضرت ایشان بران دم کردند اگرچہ این گونه واقعات بسیار کم بودہ اند۔ روزی حضرت ایشان در حرم سرا بودند کہ یوسف علی خان مدار الہام ریاست جے پور حاضر شد و بہ دست خادمش یک صراحی پر از آب بود۔ در خانہ او مریضی بود و ارادہ داشت کہ آب را دم کنانیدہ برد۔ اطلاع آمد یوسف علی خان کردہ شد۔ وقتے نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند، هنوز نہ نشستگاہ نہ رسیدہ بودند کہ حاجی ملا احمد مٹھ خیل را بہ آواز بلند فرمودند۔ احمد بہ فلان بزرگ بنویس کہ بر آب دم کردہ ارسال دارد۔ یوسف علی خان چون این کلام را شنید و دستبوسی کرد و رخصت شد۔ اگر حضرت ایشان درین باب مراعات کردے۔ صفائے وقت از حضرت ایشان رفتے۔ و بہ جائے طالبان حق۔ اصحاب حاجات را ہجوم بودے۔ چند واقعات کہ پیش آمدہ نوشتہ می شود۔

والدہ شوکت علی محمد علی

آبادی بانو والدہ شوکت علی محمد علی از شاہ ولی اللہ مجددی رامپوری خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید بیعت بودہ۔ در فصل اول در بیان واقعہ مولانا عبد الغفار خان نیز بیان والدہ محمد علی گزشتہ۔ اگرچہ آبادی بانو باہر دو فرزند خود با انگلیسہا در جہاد مصروف بودہ اما از صفائے باطن غافل نہ بودہ۔ اکثر نزد حضرت والدہ محترمہ می آمد و بہ ذکر شریف مشغول می گشت۔ شبے دے با دختر محمد علی آمد۔ این دختر نہ سالہ یادہ سالہ بود۔ حضرت ایشان آن وقت بہ حلقہ شریفہ مصروف بودند۔ والدہ محمد علی دختر را بہ خدمت حضرت ایشان فرستاد۔ دختر عرض کرد کہ والدہ من بسیار علیل است۔ برائے صحتش دعا فرمائید محمد علی و شوکت علی۔ ان روز ہا سیر فرنگ بودند خذ لہم اللہ تعالیٰ۔ در عرض داشت دختر عجب اثرے بود کہ چہمان مبارک حضرت ایشان پر نہم شد و دست تضرع بہ بارگاہ کبریا دراز کردند۔ کسانے کہ در حلقہ شریفہ شریک بودند نیز دستہا برداشتند۔ حضرت ایشان دعا کردند و جماعت آمین گفت۔ چند روز نہ گزشت کہ خبر صحت یابی بہ حضرت ایشان رسید و معنی این حدیث شریف ظاہر شد کہ حاکم در مستدرک روایت کردہ۔ اِنَّ اللہَ لَیَسْتَجِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ فَیَرُدَّہُمَا خَائِبَتَیْنِ۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللہِ۔

مُعَظَّمُ عَلٰی شَاہِ اِپسری علی خان پسر جانفشان خان از مخلصین صادق المحبہ الارادہ بود

اما اشتغال در امور دنیویہ بیشتر داشت اوقات عزیز خود را در قضا یا دعاوی صرف می کرد۔ حضرت ایشان چند بار نصیحت کردند لیکن او بہ حال خود گرفتار ماند۔ نوبتہ در بعض دعاوی چنان ملوث شد کہ اندیشہ سزائے قہس و بند پیدا شد چوں راہ خلاصی مسدود یافت بہ خدمت حضرت خیر جہان رسید تا ہمت برگمارد و دعائے فرمانید کہ مشکل آسان گردد۔ حضرت ایشان اولاً زجرش کردند و از خانقاہ شریف بدر کردند و فرمودند: "ما چند بار نصیحت کردیم لیکن تو گوش نہ نہادی" معظّم علی شاہ دو روز در کوچہ بہ سر کرد بہ عاجزی وزاری مصروف ماند۔ تا آن کہ فغانش را اثرے پیدا شد۔

تازہ گریہ طفل کے جوشد لبّین تازہ گریہ ابر کے خند و چمن

حضرت ایشان معظّم علی شاہ را طلب فرمودند و بہ محبت نصیحت کردند و دستش را در دست ہائے خود گرفتہ اقرار گرفتند کہ بار دیگر نافرمانی نہ خواہد کرد، بعد ازین حضرت ایشان ہر دو دست ہائے خود را برائے دعا برداشتند و بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ سورہ فاتحہ را تا بہ آیات نستعین خواندند فرمودند: "یا اللہ العالین مبرا پرستش می کنیم و از تو طلب کار عون و امداد میستیم۔ بہ لطف خود گناہانِ مایان و معظّم علی شاہ و جمیع مسلمانان را معاف فرما و معظّم علی شاہ را ازین آفت محفوظ دار" حضرت ایشان این دعا می کردند و اہل حلقہ و معظّم علی شاہ بہ تائین مصروف بودند و آثار "اجابت از در حق بہر استقبال می آید" ظاہر و لائح بود۔ معظّم علی شاہ مطمئن البال و قریب العین مخلص شد۔ روز دوم بمحکمہ رسید۔ و حاکم بہ برائت دے حکم کرد۔ معظّم علی شاہ ہماں دم برقیہ ارسال کرد چوں حضرت ایشان را اطلاع واقع شد پروردگار را حمد و ثنا کردند و شکرانہ الہی بہ جا آوردند۔

دم بر بیمار ان معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بر بیمار ان دم می کردند۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ می خواندند و دعا می کردند۔

علالت اولاد اگر از اولاد کے علیل می شد حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر می شدند۔ در معالجہ مصارف زیاد می کردند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہر شب زیر بالش مریض پنج پیسہ می نہادند و در قیام دہلی بڑا و در کوئٹہ گوسفند را صدقہ می کردند و روز و شب دوسہ بار لا محالہ نزد مریض می آمدند و ادعیہ فوق الذکر را خواندہ دم می کردند۔ اگر مریض بہ خواب می بود بیدارش نہ می کردند۔ و اگر بیدار می بود از احوالش استفسار می فرمودند و دست مبارک بر پیشانی دے نہادہ کیفیت تب معلوم می کردند۔ بر بستر مریض گاھے نہ می نشستند کہ بے آرام نہ شود بلکہ بر گرسی یا بہ جائے دیگری نشستند و دیدہ شدہ کہ

مخطوطہ حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ مِنْ قَوَائِدِ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ وَأَسْرَارِهَا وَمَنَافِعِهَا إِنَّمَا تَقْرَأُ أَحَدِي دَارَ لَعِينٍ مَرَّةً مَا بَيْنَ صَلَاةِ رُكْعَتِي الْفَجْرِ وَصَلَاةِ فَرِيضَةِ الصُّبْرِ كُلِّ وَجَعٍ عَامَةً وَلَوْ جَعَلَ الْعَيْنُ خَاصَةً فَيَبْرَأُ الْوَجَعُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى - حَدَّثَنِي بِذَلِكَ بَعْضُ أَوْلِيَاءِ الْهِنْدِ وَهُوَ يَعْقُوبُ بْنُ خُضَيْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ - يَعْنِي جَهْلِي وَيَكُ بَارِخَوَانْدِنْ سُوْرَهُ فَاتِحَةُ مَا بَيْنَ سُنْتِ وَفَرِيضَةٍ صَبْحَ بَرَاءَتِ هَرُوجِ عُمُوْا وِبَرَاءَتِ وَجَعِ چِشْمِ خُصُوصًا مُفِيدٌ اسْتِ وَبِهِ مِنْ اَيْنِ فَاَنْدِه رَا اَز اَوْلِيَاءِ هِنْدِ يَعْقُوبُ بْنُ خُضَيْرٍ بَيَانِ كَرْدِه رَحْمَةُ اللهِ

دعائے ماہِ نور | چوں ماہ نور امی دیدند هر دو دست ہا را برداشته این دعای خواندند اَللّٰهُمَّ اَهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْیَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا نَحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللهُ - هِلَالٌ خَیْرٌ وَرُشْدٌ - چُون کَلِمَةُ رَبِّكَ اللهُ می فرمودند بہ انگشت شہادت اشارہ بہ ہلال می کردند تا معلوم شود کہ این جا خطاب بہ ہلال است۔

دعائے سالِ نور | در کونہ چون ماہِ محرم از ۳۳۰ھ دیدند بہ حکیم مسیح الزمان ہندی کہ مخلص صادق بود این دعا تعلیم فرمودند۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ الْاَبَدُ الْقَدِیْمُ وَهَذِهِ سَنَةٌ جَدِیْدَةٌ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِیْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَاَوْلِیَاءِ الشَّیْطَانِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ مِنَ الْبَلَاِیَا وَالْاَفَاتِ وَاسْأَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی هَذِهِ النَّفْسِ الْمَمَّارَةِ بِالسُّوءِ وَالْاِسْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَبِوَعْدِ کَفْتَنْدِ بِرُشْدِ کَرَانِ حَقِّ بِہ جَا آر، دو رکعت بخوان کہ وے تعالیٰ شانہ ترا این نعمت عطا کرد۔

بے توجہان و ترار نہ توانم کرد احسان ترا شمار نہ توانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موعے یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

رویت سبیل نجات از بلیات | بروقتی تحریر فرمودہ اند۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَنْ أُتِلَى بِبَلِیَّةٍ وَشَاءَ أَنْ یُرَى فِی مَنَامِهِ سَبِیْلُ

النَّجَاةِ مِنْهَا فَلْیَقْرَأِ الشَّمْسِ وَاللَّیْلِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کُلَّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُّضْطَجِعًا عَلٰی الشَّقِ الْاَلِیْسِ مُتَوَضِّئًا مَّتَلْبَسًا بِلباسِ طَهِیرٍ، وَلْیَقُلْ بَعْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ - اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ فِی مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ مِنْ اَمْرِیْ قُرْجًا وَخُرْجًا وَارِنِیْ فِی مَنَامِیْ مَا اسْتَدَلَّ بِہ عَلٰی اِجَابَةِ دَعْوَتِی - اَنْتَہی - اِنْ رَاَیْ فِی اللَّیْلَةِ الْاُولٰی فِیْہَا - وَالْاَقْلِبْ عَمَلْ فِی الثَّانِیَةِ وَالْاِنِّیْ الثَّالِثَةِ وَهَكَذَا اِلٰی سَبْعِ لَیَالٍ فَاِنَّہُ یَرَاہُ فِی تِلْكَ الْمُدَّةِ بِالضَّرُورَةِ اِنْشَاءً اللهُ

تَعَالَى - وَقَدْ جُذِبَ مَرَارًا - اگر کسی به آفت مبتلا شود و نخواهد که در خواب راه نجات را دریابد، پس وضو کرده و لباس طاهر پوشیده به پہلوئے چپ دراز گشته ہفت ہفت بار سورہ شمس، و سورہ یس و سورہ اخلاص را بخواند - و باز ہفت بار این دعا کند، بار خدا یا - مراد خواب ازین آفت راه نجات بنا و برائے من ازین آفت مخلص پیدا کن و در خواب بر من چیزے ظاہر کن کہ بر اجابت دعائے من دال باشد، ۱۵ - اگر بہ شب اول ظاہر شود فبہا و نعم، ورنہ بہ شب دوم ہم این عمل کند اگر باز ظاہر نہ شود بہ شب سوم این عمل کند، و ہم چنان تا ہفت شب - ان شاء اللہ درین مدت مقصد خود را دریابد، بار ہا بہ تجربہ آمدہ -

ختم مقدس در بیاضے نوشتہ اند ختم مقدس و عظم در جلسہ واحدہ بہ تعیین وقت بحضور قلب خوانندہ ایصال ثواب آن بہ روح پُر فتوح امام الطریقۃ قطب الحقیقۃ مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدسنا اللہ بسرہ الاقدس کند، برائے حل مشکلات و انجاء مہمات حصول نسبت بہ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ غایت مجرب است (۱)، درود شریف یک صد بار (۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - پنج صد بار، (۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ - صد بار (۴) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ، صد بار (۵) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ - صد بار (۶) يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، صد بار (۷) يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، صد بار (۸) لَا مُلْجَاؤَ وَلَا مَنجَا اِلَّا اِلَيْكَ، صد بار (۹) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ، صد بار (۱۰) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، پنج صد بار (۱۱) درود شریف یک صد بار، **بہترین اوقات ولیالی و ایام** تحریر فرمودہ اند کہ بہترین اوقات سحر است یعنی رُبع آخر شب، بعد از ان صبح کہ وقت نماز فجر است، بعد از ان بین العصر و المغرب، بعد از ان بین المغرب و العشاء، بعد از ان بعد العشاء، بعد از ان مابقی من الاوقات علی السوار - و بہترین شب ہا شب آدینہ و شب دوشنبہ و بہترین روز ہا جمعہ و دوشنبہ و پنجشنبہ است -

لطف خفی در اول مجلد دلائل الخیرات نوشتہ اند

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ يَدُقُّ خَفَاةً عَنْ فَهْمِ الزَّكِيِّ
وَكَمْ لِيْسِرَاتِيْ مِنْ بَعْدِ عُسْرِ وَفَرَجَ كُرْبَةِ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ

وَتَأْتِيكَ الْمُسَرَّةُ بِالْعَشِيِّ
فَتَقُ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
يَهُونُ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ
فَكَمَ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيِّ
وَكَمَ أَمْرٌ نَسَاءً بِهِ صَبَاحًا
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا
تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ فَكُلَّ خَطْبٍ
وَلَا تَجْزَعُ إِذَا مَاضَاكَ صَدْرٌ

داروئے دل عاشق در اول مجلد نوار الاصول نوشته اند الصلوة والسلام
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِيثُكَ غَوْثِي

وَأَعْتَصَمْتُ بِبَابِكَ وَالتَّجَانُّ إِلَى جَنَابِكَ -

عَهْدُ دَا بَجَزْوِي وَالْعُذْيُ بِوَذِي قَارِ
وَأَجَّ فِي أَحْشَائِنَا لَاعِجَ نَارِ
سَرَى الْبَرْقُ مِنْ فُجْدٍ فَجَدَّ تَدَكَّارِي
وَهَيْمَ مِنْ أَشْوَاقِنَا كُلِّ كَامِي

یعنی، اے رسولِ خدا، درود سلام بر شما باد، اے رسولِ خدا حدیث شما معنوت من است و التجانی من
به دہلیز شما است و ملاذ من رجبہ شما است۔ برق بہ جہات نجد درختید و مرا آن آیام یاود ہانید کہ
بہ جزوی و عذیب و ذی قار بہ سر بردہ بودم و از اشواق من برانگیخت آن چہ پوشید بود و در در نہاد من آتش را

سِوَالِكْ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعِجْمِ
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِأَسْمِ مُنْتَقِمِ
كَرْدُ دَانِ مَلِكِ مِلَاحَتِ عَذْرَا خَوَاهِ آنْجَا
نَمُودَانِ قَافِلَه سَالارِ عَالَمِ شَاہِرَاہِ آنْجَا
صَبَارَا كُلِّ بِہ دَامَانِ مِی كُنْدِ ہر صَبَحِ گَاہِ آنْجَا
تَوَانِ لے سُرُورِ دینِ سُرُشیدِنِ گَاہِ گَاہِ آنْجَا
پِیَاہِ دَرِ رِکَابِ تِ چُونِ دُورِ رُشِ شَاہِ آنْجَا
يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ
وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بِي
چہ غم گرداغِ عصیانِ می بر موی سیاه آنجا
درانِ وادی کہ نتواند ز حیرتِ مُورِ پاماندن
چمنِ معلومِ بوی زلفِ عنبرینِ اودانم
مرا لرزیت در کاشانہ دلِ خلوتی دارم
رُخِ خود بر نہ تابی یا شفیعِ المذنبینِ از من

اجازت اوراد و صلوات حضرت ایشان را اجازت عن سیدہ الوالد عن أبيہ
عن شاه عبد العزيز عن والدہ شاه ولی الله قدس

الله اسرارہم بودہ و از حضرت شاه عبد الغنی قدس سرہ نیز مجاز بودند اگر بہ کسے اجازت دلائل الخیرات
یا حصن حصین یا حزب اعظم یا اورادِ فتحیہ می دادند در اکثر اوقات بر سر ورقِ کتابِ سند را ہم می نوشتند۔
و محبت بعض جاہانیز می کردند عاجز در افغانستان نسخہ دلائل الخیرات را زیارت کرد۔ حضرت ایشان بہ
حَبْرِ أَحْمَدِ کَمَا کَانَتْ عَادَتُهُ الشَّرِيفَةُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحْيَانِ بِرَأْسِ مَبَارَكِ أَحْمَدِ رَأَى اللَّهُمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ اسْمُهُ أَحْمَدُ - دو پیش نوشتہ بودند یعنی اسم مبارک را منصرف کرده بودند، عاجز روزے این امر را پیش مولانا قاضی سجاد حسین صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری بیان کرد۔ ایشان گفتند امام قسطلانی در ارشاد الساری شرح بخاری بیان این مسئلہ کردہ اند۔ قسطلانی نوشتہ اند۔ اسمہ احمد، قال فی الدرر یحتمل النقل من الفعل المضارع او من افعل التفضیل والظاهر الثاني وعلى كلا الوجهين فمنعه من الصرف للعلمية والوزن الغالب الا انه على الاول يمتنع معرفة وينصرف نكرة وعلى الثاني يمتنع تعريفاً وتنكيراً لانه يختلف العلمية الصفة واذا انكر بعد كونه علماً جرى فيه خلاف سيبويه والاخفش وهي مسئلة مشهورة عند النحاة والاشد حسان يمدحه (فی الرثاء)، عليه الصلاة والسلام وصرفه -

صَلَّى إِلَٰهٌ وَمَنْ يَحْفُ بِعَدُ شَيْءٍ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدُ

فاحمد بدل او بيان للمبارك -

تحریر بر شجرہ شریفہ حضرت ایشان بر شجرہ شریفہ نام خود را و باز نام طالب حق مع ولادت می نوشتند و دعای کردند و بعد از ولادت ماهر سہ برادر - بعد از نام خود نام ماهر سہ را می نوشتند و باز نام طالب حق را عبارت یک شجرہ شریفہ بہ این نہج است -

جُدُّ لِعَاصٍ وَمَا سِوَايَ هُوَ الْعَا صِيٌّ وَلَكِنْ تَنْكَرِي اسْتَحْيَاءُ
الہی برین بندہ شرمندہ عبد اللہ ابوالخیر فاروقی و بر اولادش بلال بن عبد اللہ وزید بن عبد اللہ و سالم بن عبد اللہ عفی اللہ عنہم و غفرلہم و رحمہم و بارک فی ایمانہم و صلاحہم و علمہم و عملہم و محمد و بر دین محمد و لد شجاع شاہ توری مہربانی و رحم کن و از خشم و غضب خود ہمہ مایان را نگاہ دار و بہ رضا مندی خود ہمہ مایان را مشرف کن آمین بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
دوشنبہ ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ

شعر عربی از قصیدہ ہمزیہ امام البصیری است قدس سرہ - در ماسوی، مانافیہ است یعنی کرم کن برگناہگار و نیست جز من گناہگارے - و تنکیر لفظ عاصی از وجہ شرمندگی است نہ از وجہ جہل حضرت ایشان بر بعض شجرات احوال سالک را نوشتہ اند کہ از درجات ولایت بہ کدام درجہ رسید است -
اشتراک در مجلس نکاح حضرت ایشان بعض اوقات در محفل عقد نکاح شریک شدہ اند بلکہ خطبہ نکاح نیز خواندہ اند خطبہ کہ حضرت ایشان می خواندند

در کتاب حصن حصین موجود است تبرکاً عاجز آن رامی نویسد: **الخطبة** - اِنِّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَحْمَدُهُ
وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِ
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ
لَهُ وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَاَرْحَامًا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلٰهًا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ
يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ
السَّاعَةِ مَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعَصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّهُ اَنْفُسُهُ وَلَا
يُضِرُّ اللّٰهَ شَيْئًا وَنَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَ نَاِمَتَنَا يَطِيْعُهُ وَيَطِيْعُ رَسُوْلَهُ وَيَتَّبِعَ رِضْوَانَهُ
وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَاَنْتُمْ اَنْحَنُ بِهِ وَلَهُ -

عقیقه بیان عقیقه انشاء الله تعالی در خاتمه این کتاب در ذکر اولاد خواهد شد.

مسأله فقهیه در لباس حضرت ایشان تحریر کرده اند: **تَقْصِيْرُ النِّسَابِ سُنَّةٌ وَاسْبَابُ**
الْاَزَارِ وَالْقَمِيْصِ بِدْعَةٌ، يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْاَزَارُ فَوْقَ

الْكَعْبَيْنِ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ وَامَّا النِّسَاءُ فَيَرْخِيْنَ اَزَارَهُنَّ
اَسْفَلَ مِنْ اَزَارِ الرِّجَالِ لِيَسْتَرْظَهْنَ قَدْ مَهَّنَ اسْبَابُ الرَّجُلِ اَزَارُهُ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ
اِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْخِيْلَاءِ فَفِيْهِ كَرَاهَةٌ تَنْزِيْهٌ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ - عالمگیری به باب للباس -

کوتاه کردن جامه ها سنت است و فرو گذاشتن بنگی یا شلوار و پیرمین بدعت است. باید که ازار بالاتر از
بند پا بود تا نیم شتالنگ، و این حکم بر مردان است. و زنان را باید که فرو گزارند ازار خود را که پشت پا
ایشان پوشیده ماند، فرو گذاشتن ازار زیر بند پا از مرد اگر از وجه تکبر نیست که اہمیت تنزیہ دارد از فتاویٰ عالمگیری

منقبت غوث دہلی ملا فیض اللہ ولد ملا در محمد قوم وردگ ساکن شنکی به یکشنبہ نوزدہم جمادی
الاولی ۱۳۳۶ھ واردات قلب خود را قلم بند کرده موسوم بہ منقبت غوث

دہلوی ساخت تخریش پیش عاجز است بر نخ ازان نوشته می شود و قد لحق هو بہن احبہ، خدا
رحمت کند این عاشقان پاک طینت را -

بیایے کامل و مرد خرد مند کہ گویم پیش تو پیرانہ یک پسند

ازین دنیا تو محبتِ خویش بردار
 به زاری رُوبه درگاهِ خدا آر
 شرارِ عشق او در جان افکن
 دله اول یکے رہبر بگیری
 کہ در شہِ راه عشقش پردہا هست
 اگر یک جرعه از جامت چشیدی
 یگانہ پیر دارم من بہ دہلی
 کہ اوصافش برون از حدِ کلام
 کمالاتش چو بیش از بیش باشد
 کہ شاہِ دہلوی غوثِ جہان است
 بہ صدقِ دل غلامِ خاکِ او شو
 کہ خادم را بہ راہِ راست آرد
 موافقِ دال با مذلول یک جا
 بہ علمِ ظاہر و باطن محفل
 کلامِ پاک را از بہرِ توشہ
 بہ مثلِ کوه ثابت بر شریعت
 ز اشغالِ جہانی بس نفور است
 مجددِ اُلفِ ثانی حیدرِ او بود
 ز رویش آن چمنِ انوار تا بد
 اگر در روزِ خورشید است تابان
 گزرتا دارد ایام و لیالی
 فیوضِ عام او ہر جا رسیدہ
 گزشتہ پایہ اش زین طاقِ اخضر
 مبارک ذات او از فضلِ بے چون
 طفیلش عاجزان و بے نوایان
 ز اموال و منالش دلِ جُدادار
 کہ گردی بر درش از اہلِ ابرار
 تعلق ہائے غیرش را بہ ہم زن
 کہ بے رہبر نہ پے بُردن توانی
 بہ جز مرشد ترا وصلش کجا هست
 حجاباتِ جہان را بس دریدی
 عجب بحرے است از فیضِ الہی
 صفاتش بیشتر از حدِ عقلم
 یکے از نعتِ فیضِ اللہ نگارد
 ز فیضش پر زمین و آسمان است
 پس او بستہ فراقِ او شو
 در اوصافِ نکو ثانی نہ دارد
 ابو الخیر آمدہ متلّاعِ شہِ ہا
 ز نورِ پاکِ سبحانی محفل
 ز اول تا بہ آخر یاد کردہ
 رسیدہ تا بہ پایانِ طریقت
 مگر در آن چہ کز بہرش ضرور است
 کہ در عرفان کسے بروئے نیفزود
 کہ در شمس و قمر ہرگز نہ باشد
 جمالش روزِ شب بنگر فروزان
 نہ باشد از فیوضش جائے خالی
 بہ جانِ ارجمندان آرمیدہ
 ز رویش نورِ بیچون است اظہر
 یکے گنجے است از انوارِ مکنون
 چشیدہ جاہا از بحرِ عرفان

به راه راست آورده هزاران
 به وقت کشف بر آن خواجہ عالی
 چو در اسرار حق مجذوب گردد
 نگاہے گر بہ مردم افکناند
 مراقب می شود چون خواجہ ما
 رود تالا مکان در طرفتہ العین
 چو واصل می شود در کنہ پاکش
 بہ جائے می رسد آن جانِ جانان
 چو بر حالش کرم کرده الہی
 وجودش موردِ انوارِ سبحان
 مقام غوثیت دارد جنابش
 خدا بخشیدہ برتر پایہ اورا
 فدا کردہ اگر کس بر درش سر
 ز بحر فیض خود آن مرشد ما
 اگر یک جرعه اندازد بہ کامت
 بہ رحمت کن نظر اے خواجہ دین
 منم کمتر غلام از خادمانت
 اگر در آستانت جائے یابم
 رما دِ گلخن تو تاج من باد
 برائے بے کسان روز قیامت
 قبولم کن زہرت بر غلامی
 رہانیدہ زدست نفس و شیطان
 ہویدا باشد از مسہ تا بہ ماہی
 عوائق از دلش مسلوب گردد
 ہمہ پیرو جوان در رقص آید
 شود در لحظہ از عرش بالا
 شود تازہ بہ نور رب کونین
 ہمہ تن محو در کنہ جلالش
 نہ یابد رہ بدانجا عقل انسان
 نہ دارد دوی بہ عصر خویش ثانی
 بود در روز و شب دائم در خشان
 بسے ابدال و اقطاب اندیشش
 الہی کم مگردان سایہ اورا
 ز عرفان گشتہ پُر چون معن زار
 کند سیراب و ادیہائے دلہا
 شوی مخمور تا روز قیامت
 بہ حال زار فیض اللہ غمگین
 مرا نم از جناب بارگاہیت
 میان خلق سرافراز باشم
 بر اوج و صلتت معراج من با
 توئی جبل المتین جانم فدایت
 غلامیت مرا شد پادشاہی

بود از صدق فیض اللہ غلامت

نگاہ لطف کن بر خاکسارت

فصل سوم

در

اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان

در فصل اول، تحت عنوان "نورِ ہدایت دمید" حدیث مبارک از صحیحین نقل کردہ شدہ کہ چون پروردگار جلّ شانہ و عَمَّ احسانہ از بندہ خود راضی می گردد و جبریل را خواندہ می گوید من فلان بندہ را دوست می دارم تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و در آسمان ندای کند کہ پروردگار فلانی را دوست می دارد پس اے اہل آسمان شما ہم ویرا دوست دارید پس آسمانیان ویرا دوست می دارند و قبولیت آن بندہ در زمین نہادہ می شود و در دہائے اہل زمین محبت دے جائے می گیرد و مشکاکہ در باب ذکر اللہ عزوجل و التقرب الیہ حدیث صحیح بخاری از ابوہریرہ نقل کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ گفت کسے کہ دوستی را از دوستان من دشمن دارد پس بہ تحقیق من خبر می کنم او را بہ جنگ۔ و بندہ من نزدیک من نہ جست بہ بیچ چیزے کہ محبوب تر است بہ من۔ تقرب دے از چیزے کہ فرض گردانیدہ ام بروے و بندہ من دانما نزدیک من می جوید بہ نوافل تا آن کہ دوست می دارم من آن بندہ را چون دوست می دارم او را می باشم ستم دے یعنی شنوائی دے کہ می شنود بہ آن وی باشم بصروے یعنی بینائی دے کہ می بیند بہ آن۔ وی باشم دست دے کہ می گیرد بہ آن۔ وی باشم پائے دے کہ راہ می رود بہ آن۔ اگر آن بندہ از من طلب کند می دهم او را و اگر پناہ جوید پناہ می دهم او را، الخ۔ چون بندہ بہ محض فضل پروردگار بہ مقام محبوبیت و ملائمت می رسد ہمہ افعال دے افعالِ الہیہ می گردند۔ عاجز در منقبت حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نوشتہ۔

بہ اسرارِ طریقت فردِ کامل
دشمن معمر از انوارِ باری
ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود
ہمہ تن دیدہ بہر دیدِ جانان
نہ دیدے گر رضائے حق نہ دیدے

بہ احکامِ شریعت مردِ کامل
زبان در ذکرِ حق ہر آن جاری
ہمہ تن پائے در راہ رضا بود
ہمہ تن لب برائے ذکر سبحان
نہ گفتے نہ برفتے نہ شنیدے

بہ ظاہر پیکر شس از خاک بودہ بہ باطن کل ز نور پاک بودہ
 آن بندہ برگزیدہ کہ این مقام را می یابد وے خلیفۃ اللہ فی الارضین می شود، قیام تمام عالم
 بہ ذات وے وابستہ می باشد۔ امام المحققین، برہان المتقدّمین، حجۃ المتأخّرین حضرت ابوبکر محمد محی الدین
 الحاتمی الطائی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ الاقدس این گونه فردا کل را قطب الاقطاب می
 گویند و امام ربانی مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ الاقدس ویرا قیوم
 می نامند۔ درین امر کسے را کلامے نیست کہ مخلوقات منظر صفات حضرت خالق عزّ ربّانہ و تعالیٰ شانہ می باشند۔
 انسان کامل کہ ممتاز بہ احسن تقویم شدہ منظر صفت قیومیت ہم شدہ لہذا نزد عاجز نامے را کہ حضرت مجدد
 قدس سرہ تجویز کردہ اند انسب اولی است بلکہ مطابق واقعہ۔ و کسانے کہ از علم و دانش دور و از حقائق و
 دقائق بے خبر اند این تسمیہ را سو را ادب قرار می دهند۔ و فکر نہ می کنند کہ صاحب سمع و بصر را سمع و
 بصیر و صاحب علم و خبرت را علیم و خبیر و صاحب حلم و دانش را حلیم و حکیم و صاحب جبر و قہر را جبار و
 قہار می گویند و هیچ خیال سو را ادب بہ کسے نہ آمد۔ در قیومیت این خیال چرا آمد۔ و الحقیقۃ کما قیلت۔
 النَّاسُ اَعْدَاءُ لِمَا جَهِلُوا۔

راہ اجتناب | بہ این مراتب عالیہ رسیدن وابستہ بہ محض فضل و لطف پروردگار است۔ لا غیر۔ حضرت
 موسیٰ علی نبینا وعلیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات برائے آتش گرفتن برآمدند و بہ نبوت و رسالت
 فائز شدند۔ اللّٰهُ یُجْتَنِبُ الْبَیْہُ مَنْ یَّشَاءُ وَ یَهْدِی الْبَیْہُ مَنْ یَّخْتِیْبُ۔

عاجز احوال حضرت سیدی الوالد قدس اللہ سرہ الاقدس را از یوم ولادت تا اول روز علالت
 بہ تفصیل در فصل اول نوشتہ۔ از روز اول کہ اسباب سعادت برائے حضرت ایشان مہتیا شدہ کسب
 دران ہیچ مدخلے نیست وَ الْبَیْہُ بِبَعْضِ هَذِہِ الْاَسْبَابِ۔

دراشت علم و فضل و حفظ قرآن و ولایت و مقبولیت از آبا ئے کرام یعنی از حضرت مجدد و از
 حضرت مخدوم بلکہ از بابائے پانزدہم حضرت امام رفیع الدین قدس اللہ سرار ہم العلیہ رسیدہ۔ ذلِکَ
 الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ۔

ولادت با سعادت حضرت ایشان ثمرہ قیوم وقت بودہ۔
 در گوشہ ہائے حضرت ایشان اذان و اقامت قیوم جہان کردہ و تحنیک از دست مبارک
 ایشان شدہ۔ ابتدا ئے تعلیم کہ آن را رسم بسم اللہ گویند در حرم محترم نبوی علی صاحبہ
 الصلاۃ و التحیۃ قیوم جہاں کردہ۔

در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ عند المواجهۃ الشریفہ بردست حق پرست قیوم جهان بیعت شدند — در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ بشارت خلافت خاصہ یافتند۔
و علوم دین از اولیائے کبار و عشاق سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند۔ این گونه سعادت و خصوصاً بہ این تسلسل بہ کہ نصیب می شود۔

بالائے سرش ز ہوش مندی می تافت ستارہ بلندی
پروردگار حضرت ایشان را بہ این سعادت سرفراز کرد و از محبوبان و مرادان خاص گردانیدہ
در قلوب اہل زمین محبت ایشان را محکم کرد۔ حضرت ایشان از حجاز مقدس با اہلیہ خود یک خورسہ
و دختر یک مخلص بخاری بہ دہلی تشریف آوردند و دروازہ خانقاہ شریف بروئے مردم بستند مع ذلک
بندگان خدا بہ اشارت غیبیہ از اطراف و کناف عالم بردار قدس حاضر می شدند و سلاطین و امراء
ساعی می بودند کہ نوبتے سعادت دست بوسی حاصل نمایند۔ کسے گفتہ و راست گفتہ۔

بہ مقبولی کسے را دست رس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست
در ایامی کہ عاجز ہنوز در عقد اول از عمر خود آزادی گشت در کونٹہ بلوچستان جماعتی از مخلصین
با اختصاص قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کاکڑی، سید عبدالحق ازیشین،
خدائے رحم کاکڑ ازیشین، ملا یاز کاکڑ از کچلاغ، ملا محمد شاہ افغانی، ملا پیر احمد ترکی، احسان اللہ صاحبزادہ
ابوبکر خیل، عبدالحق صاحبزادہ ابوبکر خیل، ملا محمد علی افغانی، مرزا نیاز محمد خاں قندہاری و غیر ہم نزد حضرت
ایشان حاضر بودند۔ محمد شاہ در احوال جذب و مستی خود اشعار خود را می خواند و آہ و نعرہ می زد چند شعرش
را عاجزی نوید۔

اے محمد شاہ زحق غافل مباش	طاعت کن روز و شب کاہل مباش
لاف کم زن از دروغ و مکر و کید	منصرف شو از گنجہاں عمر و وزید
گر تو خواہی تا شوی بدر منیر	خاک شود در زیر پائے این فقیر
عزوة و ثقی زکان معنوی	بحر معنی بادشاہ دہلوی
مے کہ تنہا جن و آدم با جماد	ہر چہ در امر است در حکم تو باد
زادہ خود را بہ رحمت دارشاد	اے ستون دہلوی ذات العباد
تا زمین و آسمان دارد قرار	نام نیکت باد باقی پائدار
آن وقت ہر یک از مخلصین از باد ہائے عرفان سرشار بود و از تن ایشان — دل	

ہر ذرہ در جوش انا الشرق گویان“ و جبین مبارک ایشان کالہدرا تمام روشن و تابان بود۔ دران وقت حضرت ایشان تحدیثاً بنعمۃ اللہ فرمودند: ”اے عزیزان تعلقِ فتح باب بہ محض فضل پروردگار است، کسے افواج کثیرہ می برد و سعیہا می کند و ناکام می گردد و دیگرے بالنصرے چند می رود و قجیاب می شود“ نہ ہر کہ سر بترشد قلندری داند، ایں واقعہ را حاجی تلاً ایاز کا کڑی بہ عاجز بیان کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند و دران آیام سید محمد شاہ قُصُوری کہ بیانش درین فصل خواہد آمد مصروف کسب سلوک بودند۔ عرض کردند: ”فرد را چہ مقام می باشد؟“ آن وقت مولانا سیف الرحمن، مولوی عبد الباقی، منشی حسین علی، منشی احمد حسین و دیگران حاضر بودند۔ حضرت ایشان چند دقیقہ خاموش ماندند کہ از میرٹھ مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی رسیدند۔ و مولوی شمس الدین سلام و احترام یک مردِ کامل رسانید۔ آن مرد نہ گاہے بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ بود و نہ حضرت ایشان را باوے تعارف ظاہری بود البتہ ”الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجْتَمِعَةٌ قَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اتَّخَفَ وَمَا تَنَافَرَ اخْتَلَفَ“ را حکمے دیگر است، حضرت ایشان بہ سید محمد شاہ فرمودند: ”فرد را ایں مقام است“ پروردگار حضرت ایشان را مراتبِ عالیہ عنایت کردہ بود، ارباب بصیرت با حضرت ایشان بہ اخلاص پیش می آمدند۔ کسانے را کہ عاجز دیدہ یا احوال ایشان را شنیدہ ذکر می کند۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِیْقِ۔

مولا نا عبد الحق الہ آبادی | خلیفہ محدث دارالہجرۃ حضرت شاہ عبد الغنی و شیخ الدلائل حرم کی و مؤلف الاکلیل علی مدارک التنزیل، والد المنظم فی حکم مولد البنی

الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم، والکنز الاکبر شرح الفقہ الاصفیٰ وغیرہا اند۔ با حضرت ایشان اخلاص کامل و محبت زائد داشتند۔ ایشان را در بہرہا یک خلیفہ بود کہ نامش نور محمد بود۔ وے بیان می کرد کہ پیرو مرشد من می فرمود کہ در ہندوستان حضرت شاہ ابوالخیر اند۔ در فضائل و کمالات ایشان را نظیرے نیست۔ مولوی صاحب سالہا سال خدمت کتابہائے حضرت ایشان کردہ اند جزاؤ اللہ خیرا و رحمہ و رضی عنہ۔

سائین توکل شاہ انبالوی | خلیفہ تلاً محمود جالندھری بود و تلاً محمود خلیفہ تلاً محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہم۔ در

سرہند شریف و در انبالہ ملاقات حضرت ایشان با جناب سائین شدہ بود۔ سائین از اصحاب نسبت و جذب و اہل کمال بود۔ اگرچہ از علم ظاہر نصیب نہ داشت انا از علم باطن سینہ اش معمور و مملو بود۔ ہزارا افراد از ایشان استفادہ کردند و صدہا افراد اجازت و خلافت یافتند۔ حضرت ایشان چون سینہ سائین را معمور یافتند خوش شدہ فرمودند: ”سائین ایں دولت از کجا یافتید؟“ سائین دست بستہ با گریہ و نالہ

عرض کرد حضور، ابن ہمدان خانہ شہماست۔ قدرے انا حوال جناب سائین در فصل اول صفحہ یک صد و چہل و ہشت گزشتہ رَحِمَہُ اللہُ و رَضِیَ عَنْہُ۔

پیر سید جماعت علی شاہ | خلیفہ بابا فقیر محمد چورہی خلیفہ خواجہ نور محمد تیراہی خلیفہ بابا فیض اللہ تیراہی
خلیفہ خواجہ محمد عیسیٰ گندہ پوری خلیفہ حافظ سید جمال اللہ رامپوری خلیفہ

سید قطب الدین محمد شرف حیدر حسین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ جد امجد خود حضرت حجتہ اللہ محمد نقشبند خلیفہ پدر بزرگوار خود حضرت خواجہ محمد معصوم اندقدس اللہ اسرار رحم قیام ایشان در علی پور سیدان، علاقہ سیالکوٹ بود۔ یک صد و دو سال عمر یافتہ بہ شب جمعہ بست و مفتاح ذی القعدہ ۱۳۶۷ھ رحلت نمودہ اند۔ ملاقات ایشان در خانقاہ شریف دہلی و باز در کوئٹہ بلوچستان با حضرت ایشان شدہ، در کوئٹہ فرزند کلان خود را کہ سید محمد حسن نام داشت تبرکاً از حضرت ایشان بیعت کنانید۔ سید محمد حسن در مدرسہ دیوبند تحصیل علم کردہ بود۔ پیر صاحب دے را از مدرسہ بہ اجیر شریف فرستادہ بودند۔ چہرا کہ ایشان در بعض مسائل مخالف دیوبندیہا بودند و مزلات این گروہ را بہ شدت تمام ردی کردند چوں کہ در مشاجرات و مناظرات از وجہ تعصب انسان در اکثر اوقات در لغزش می افتد ازین جہت در دہلی حضرت ایشان بہ پیر صاحب فرمودند: "جماعت علی شاہ بشنود۔ اللہ تعالیٰ را در مرتبہ دے و نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در مرتبہ دے بدارید۔ این امر واقع نہ شود کہ نبی را از مرتبہ دے بلند کردہ بہ مرتبہ الوہیت برسانید و این تمام مختہا کہ شما کردہ اید برباد نہ شود" یعنی

خدا را در الوہیت احد خوان
نبی را در عبودیت یکے دان

سلسلہ ایشان بفضل اللہ و احسانہ جاری است۔ رَحِمَہُ اللہُ و رَضِیَ عَنْہُ

احوال میان شیر محمد بر صفحہ ۸۸ گزشتہ است

احوال رؤف احمد شاہ نیز بر صفحہ ۸۸ گزشتہ است

احوال پیر عبد الخالق بر صفحہ ۲۰۱ و مایلہا گزشتہ است

مفتی محمود مدراسی | فرزند علامہ قاضی بدرالدولہ مدراسی۔ بہ مدینہ منورہ رفت و از حضرت شاہ محمد منظر مجددی سلسلہ شریفہ گرفت و کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔

حضرت شاہ محمد منظر بہ عربی رسالہ "الہدای المنظم" فی القیام تجاہ القبر المکرم نوشتہ اند مولانا محمود شرخش بہ عربی نوشتہ اند کہ نامش۔ السلک المنظم۔ است و در احسن المطالع مدراس در ۱۳۲۲ھ طبع شدہ مفتی محمود چند بار بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ اند۔ نو بتی استادی مولانا محمد عمر نیز حاضر بود۔ چون حضرت

ایشان از حلقہ و توجہ فارغ شدند مگر بہ مفتی محمود کردہ فرمودند: مفتی محمود راست گو کہ در توجہات حضرت عم گرامی و توجہات ما فرق محسوس کردید مفتی محمود بہ وجد در آمدہ عرض کردند: "بہ خدا من ہیچ امتیاز در توجہات شما و توجہات حضرت عم شما نہ می کنم" حضرت ایشان سرور شدند و شکر حق بہ جا آوردند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

پیر جی منظر علی خان | وطنش مراد آباد است و قیام در حصار کردہ۔ عاجز در مقامات خیر و برا خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی نوشتہ حالانکہ وے خلیفہ پیر سائین توکل شاہ، جناب حاجی محمود جالندھری است۔ وے از پیر خود و نیز از سائین توکل شاہ مجاہد حضرت سیدی الوالد شنیدہ بود لہذا اشتیاق ملاقات داشت، وے بہ حاجی فیض اللہ سرسوی گفت کہ از مخلصین با کمال بودہ و کار تعمیر خانقاہ شریف بہ وے تعلق داشت حاجی فیض اللہ برایش اجازت طلب کرد و وے بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و بروے این حقیقت ظاہر شد: "شنیدہ کے بودمانند دیدہ" ہرچہ شنیدہ بود از ان بیش از بیش یافت۔ و از حضرت ایشان طلبگار اجازت سلسلہ مبارکہ شد چونکہ احوال وے بسیار خوب بود حضرت ایشان بہ خوشی و برا اجازت ارشاد دادند۔ روز منظر علی خان بہ منشی احمد حسین دہلوی گفتند: "گدائی در جناب حضرت صاحب از شاہی جائے دیگر نہ رہا بہتر است۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔"

حافظ انور علی رشتکی | وے نسباً صدیقی است و از خلفائے حاجی محمود جالندھری است۔ وفات حاجی صاحب بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ شدہ۔ بعد از وفات پیر و مرشد بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ مرد نیک و پاک دل بودند۔ در ساختن ساعات شمسی مہارت کاملہ داشتند در مسجد جامع و در فتحپوری و دیگر مساجد بر سنگ مرمر ساعات شمسی ساختہ نصب کردہ بودند کہ از دست برد زمانہ محفوظ نہ ماندند۔ در خانقاہ شریف ہم دو ساعت در ۱۳۲ھ (۱۹۰۳ھ) نصب کردہ بودند یکے در صحن مسجد شریف و دیگرے بر بام مسجد شریف کہ بفضل اللہ و احسانہ تا زمان تحریر این کتاب ہر دو محفوظ اند۔ برائے معرفت سایہ اصلی و وقت زوال و وقت عصر سہولت زیاد پیدا کردہ اند۔ جناب اللہ خیرا۔ چون عمر ایشان بہ ہفتاد و نہ رسید بہ روز پنجشنبہ ششم شوال ۱۳۳۶ھ (۲۴ جون ۱۹۲۰ھ) در وطن خود رحلت نمود و ہمہ در ان جامہ دفون گشت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولوی جعفر شاہ | از افراد خصوصی سائین توکل شاہ بودند و با حضرت ایشان نیاز تام داشتند و از روزے کہ درج ذیل خواب دیدہ بودند در اعتقاد و محبت ایشان مزید

اضافہ شدہ بود۔ می گفتند ”من در چراغ دہلی“ بہ درگاہ حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ شے ماندم و در خواب دیدم کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بر تخت رونق افروز ہستند و حوالی تخت کرسیہا نہادہ اند کہ بر آن ہا علما و مشائخ نشستہ اند۔ می بینم کہ بر یک کرسی حضرت شاہ ابوالخیر نشستہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

شاہ سلیمان کنگن پوری | خلیفہ سائین توکل شاہ اند۔ حکیم مکرم الدین معالج چشم مرید ایشان بود کہ نزد ”حوض قاضی“ دہلی جائے داشت۔ و حکیم صاحب با حضرت ایشان نہایت محبت و اخلاص داشت۔ از اولاد حکیم صاحب کسے را عقد نکاح بود حکیم صاحب حضرت ایشان را بہ نیازمندی و عاجزی دعوت اشتراک داد۔ حضرت ایشان فرمودند ”اگر برائے نشستن مایک جائے خالی مہیا کنید کہ آن جا کسے نہ باشد مای آئیم“ حکیم صاحب بر بالاخانہ انتظام جائے کردند و حضرت ایشان تشریف بردند۔ ماہر سہ برادر و یک منخلص افغانی ہمراہ حضرت ایشان بودیم۔ آن جا حکیم صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدہ عرض کرد کہ شاہ سلیمان خواہش دستبوسی دارد۔ حضرت ایشان برایش اجازت دادند۔ شاہ سلیمان دستبوسی کردہ بہ ادب تمام دوزانو نشست و بعد از لحظہ عرض کرد ”حضور انور مرا در طریقہ سہروردیہ بیعت کنید“ حضرت ایشان استدعائے ایشان را قبول کردہ فرمودند۔ بیائید۔ چنانچہ ایشان قریب تر رسیدند۔ حضرت ایشان دستہائے ایشان را در دستہائے خود گرفتہ کلمہ توحید و کلمہ شہادت خواندند۔ ایشان نیز خواندند باز فرمودند۔ ما شمارا در سلسلہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ بیعت کردیم و اجازت می دہیم کہ شما درین سلسلہ عالیہ کسے را بیعت کنید و اجازت دہید۔ باز ہر دو حضرات در مراقبہ نشستند و شاہ سلیمان فی ما بعد غالباً پنج روپیہ ہدیہ پیش کرد و دست بوسیدہ مرخص شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی | ایشان خلیفہ حافظ صابر علی رامپوری خلیفہ سرست بادہ وحدت حافظ لطافت علی دیوبندی و طنائو شیخوپورہ مسکن و دفن اند و شرب ایشان قادری و چشتی بود۔ از پیر پیر خود نیز فوائد حاصل کردہ اند۔ اگرچہ وطن ایشان انبیٹھہ بود لیکن در آواخر در کنجپورہ علاقہ کرنال اقامت اختیار کردند و ہشتاد و ہشت سال عمر یافتہ بہ دوشنبہ بیست و ہفت محرم ۱۳۸۴ھ رحلت نمودند۔ عجب مرد پاک دل پاک روش بودند۔ سالہا سال در عربک اسکول ”نزد دروازہ اجیری مدرس بودند۔ دوران آیام بہ مواظبت

بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند و فائدہ حاصل می کردند۔ در سال ۱۳۵۶ ملاقات با ایشان در سمرقند شد۔ ایشان با خلیفہ خود حافظ عبد الغنی پیش امام مسجد کشمیریان شملہ برائے ملاقات آمدہ بودند۔ بیشتر از یک ساعت نشستند جنرال قونصل افغانستان صلاح الدین خان سلجوقی نیز آن وقت موجود بودند جناب مولانا بہ ذوق و شوق و اشک ریزان ذکر حضرت ایشان می کردند خلیفہ ایشان حافظ عبد الغنی دریافت کرد کہ جناب شما ذکر کدام بزرگ می کنید۔ ایشان گفتند من ذکر حضرت مولانا شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ می کنم کہ سالہا سال از ایشان استفادہ کردہ ام۔ صلاح الدین خان سلجوقی کلام مولانا مشتاق احمد را بسیار بہ فکر می شنود۔ سلجوقی از زبدۂ علماء و اہل فضل و کمال بود۔ سالہا بہ وظائف دینی مشغول بودہ باز بہ میدان سیاست درآمد۔ زبان انجلیزی بیاموخت۔ حافظہ قوی داشت از قصائد عربی و فارسی شی کثیر از برداشت۔ با عاجز اکثر بہ عربی کلام می کرد۔ اگرچہ دے حضرت سیدی الوالدانہ دیدہ بود اما احوال ایشان شنودہ بود و از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ چون مولانا مشتاق احمد بیان حضرت ایشان کرد۔ سلجوقی را مزید محبت و عقیدت پیدا شد۔ جناب مولانا اختتام کلام خود بر این قول کردند۔ "من سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رفتم۔ کمالے و کشفے کہ حق تعالی بہ حضرت ایشان عنایت کردہ بود نظیر آن در جائے یافت نہ می شود۔ و از وجہ اخلاص پروردگار ایشان را این دولت عطا کردہ بود۔" رحمہ اللہ و رحمہ صلاح الدین و رضی عنہما۔

مولوی رکن الدین الوری | خلیفہ مولانا مفتی مسعود احمد صدیقی پیش امام مسجد فتحپوری مفتی صاحب خلیفہ سید امام علی شاہ اندکہ در رتر حقیقہ پنجاب قامت داشتند در بیان میان شیر محمد شرقیوری بیان سلسلہ شریفہ گزشتہ۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ وقتے کہ عارضی قیام در خانقاہ شریف داشتند و ہنوز بہ حجاز مقدس مراجعت نہ فرمودہ بودند با مفتی صاحب ملاقات ہا کردہ بودند و چون از حجاز مراجعت فرمودند برائے ملاقات مفتی صاحب دوسہ بار رفتند حضرت ایشان از احوال باطن ایشان خوش بودند۔ در ان ایام مولوی رکن الدین را ہم دیدہ بودند وفات مفتی صاحب در سال ہزار و سہ صد و نہ شدہ۔ بعد از وفات پیرو مرشد خود مولوی رکن الدین سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند و فوائد ہا حاصل کردہ اند فرزند ایشان مفتی محمود کہ درین ایام در حیدر آباد سندھ مقیم اند بہ عاجز بیان می کردند کہ والد بزرگوارم بہ من گفت۔ "روزے بہ خدمت حضرت شاہ ابوالخیر می رفتم۔ نزد مسجد جامع سید احمد (شمس العلماء) پیش امام مسجد جامع ملاقی شد (اندر ان ایام جناب سید احمد از حضرت ایشان انحراف داشت) و نسبت بہ حضرت ایشان اعتراضات کرد۔

من از انجا بہ خانقاہ شریف رفتم و بعد الاستیذان چون نزد حضرت ایشان رسیدم و جائے گرفتہ دیدم کہ کتابے در دست مبارک ایشان است و ایشان ازان کتاب چیزے می خوانند و شخصے آن را می نویسند۔ و بہ ہمین حال دیدم کہ حضرت ایشان ہچنان کتاب را پیش روی خود داشتہ بہ زبان اردو فرمودند: "این امام جامع مسجد اعتراض می کند و بلا وجہ غیبت می کند" و باز مصروف بہ خواندن کتاب شدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مفتی محمد منظر اللہ | فرزند مولوی محمد سعید، فرزند مفتی مسعود احمد نقشبندی ہستند روزے عاجر گفتند کہ قبلہ گاہ من بہ حیاتِ جدم رحلت نمودند۔ من خورد سال بودم کہ جدم مرا برائے اہانت تجویز کردند و فرمودند کہ تا من بہ سن بلوغ و رشد نہ رسم اعام من نیابۃ امامت کنند چنانچہ بعد البلوغ و رشد امامت بہ ایشان متعلق شد۔ ایشان از پیر زادہ جد خود سید صادق علی بیعت شدند و خلافت از مولانا رکن الدین آلوری یافتند۔ اما کسب سلوک از حضرت ایشان کردہ اند۔ سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ روزے بہ عاجر گفتند کہ بعد از سالہا روزے تبسم فرمودہ حضرت ایشان بہ من خطاب کردند۔ مولوی منظر ہر چہ کہی من پیر تو گشتہ ام۔ مفتی صاحب می گفتند دران روز ہا اگر چہ من تصور پیر خود می کردم لیکن آن تصور از خود زائل گشتہ تصور حضرت ایشان قائم می شد۔ مفتی صاحب این بیان کردہ از فرط محبت اشک ریز شدند۔ و روزے بہ عاجر گفتند کہ جناب حضرت ایشان را در گرفت و ساوس بے حد کمال بود۔ روزے من حاضر شدم در بان اطلاع کرد۔ حضرت ایشان نسبت بہ شخص دیگر می فرمودند کہ "در خانہ خود چنین می کند و حالانکہ من آمدہ است" من چون این کلام شنیدم بہ دل خود گفتم کہ حضرت ایشان عیوب و ایراظا ہر فرمودند و اندیشہ کردم کہ این وقت بہ خانہ باز گردم۔ بہ مجر داین کہ خیال بازگشت بہ دلم رسید حضرت ایشان مرا طلبیدند چون جائے خود گرفتہ۔ ازالہ خیال اول بہ این الفاظ کردند "مولوی منظر، تمام مردم بہ یک رنگ نیستند۔ با کسے نرمی کردہ می شود و با کسے دشمنی۔ ما چہ کنیم کہ این نا اہل سزاوار ہمین بودہ" از ارشاد ایشان وسوسہ از دل من رفت و مفتی صاحب روزے این واقعہ ہم بہ عاجز بیان کردند کہ یک شخص بسیار متمنی بود کہ از حضرت ایشان بیعت شود۔ اما ہیبت ایشان غالب بود و نہ می توانست کہ در خدمت حضرت ایشان برسد۔ چند بار بہ من گفت کہ مرا ہمراہ خود ببرید کہ بیعت شوم۔ چنانچہ روزے دیر ہمراہ خود گرفتہ حاضر شدم۔ و عرض کردم کہ این شخص خواہش دارد کہ بیعت شود، حضرت ایشان فرمودند "مولوی منظر، برائے خدا بسیار کم افرادی آیند۔ اکثر افراد برائے امور دنیویہ می آیند کہ تعویذ بگیرند یا برایشان دم کردہ شود یا برائے

مشکلات دنیویہ دعا کردہ شود۔ مولوی منظر این شخص را شما همراه خود ببرد و بیعت کنید، مفتی صاحب گفتند چون با آن شخص روان شدم به دے گفتم، یقین دارم کہ تو این گونه خیالات را در دل خود جائے داده باشی، دے بگریست و گفت، راست گفتید، من در دل خود آن گونه خیالات آورده بودم۔ مفتی صاحب بار بار به این عاجز گفته کہ پروردگار حضرت ایشان را به نوعی از کمالات عالیہ سرفراز فرموده بود کہ در مشائخ سابقین کمتر افراد به آن کمالات متصف باشند۔ مفتی صاحب این قول گفته آبدیده می شدند و دعا ها در حق حضرت ایشان می کردند۔ افسوس صد افسوس کہ جناب مفتی صاحب به روز دوشنبہ چہارم شعبان ۱۳۸۶ھ (۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء) رحلت سرفرازین جهان بر بستند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

سید ظہور الحسن از نگینہ ضلع بجنور و معروپاک دل بود و در طریقہ شریفہ صاحب الاجازہ والاشارہ بود۔ در سر ہند شریف حضرت ایشان را دیدہ بود و از دل و جان معترف کمال ایشان بود۔ پیارے لعل و پسر انش ہزاری لعل و را چندر کہ بردست مبارک حضرت ایشان مشرف بہ اسلام شدہ بودند۔ از دوستان ظہور الحسن و پسرش نور الحسن بودند۔ ظہور الحسن بار بار بہ ایشان می گفت کہ مثل حضرت ایشان در مشائخ موجود نیست بعد از وفات حضرت ایشان وفات یافتہ، پسرش را قیام دعلی گرٹھ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

حافظ سید محمد شاہ قصوری دے پسر دختر مولانا عبدالرسول قصوری است کہ فرزند و خلیفہ و جانشین جناب غلام محی الدین قصوری بودند و ایشان از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند۔ چون عبدالرسول وفات یافت محمد شاہ ۱۰ سالہ یا یازدہ سالہ بود۔ از معارف یکسر تہی دامن بود۔ چون کہ از او دیاے حق یک ولی کامل و بیستاجادہ نشین خود ساختہ بود۔ حق تعالی اسباب سعادت برایش مہیا ساخت سید محمد شاہ چون جوان شد داعیہ خدا طلبی در باطنش پیدا شد و بہ خدمت خیر جهان رسید و بہ کسب سلوک مشغول گشت۔ دے ہر سال برائے چہل روز می آمد و فیوضات و برکات حاصل می کرد۔ برادر خورد دے سید احمد شاہ از حضرت ایشان بیعت بود۔ دے برائے پسر کلان خود سید رؤف احمد شاہ خواہر کلان را طلب کردہ بود۔ کما سیاقی البیان فی الخاتمۃ۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم۔

پیر جی سید ممتاز علی ساکن فیروز آباد و خلیفہ مولوی سرفراز علی ساکن سکندر پور علاقہ مین پوری را داعیہ خدا طلبی از سر صدق و اخلاص بود۔ سالہا سال مجاہدات شاقہ و ریاضات کثیرہ کردہ بود۔ پیروے خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی بود۔ ملاقات ممتاز علی شاہ با حاجی

فیض اللہ سرسوی شد کہ از مخلصانِ پاک نہاد حضرت ایشان بود و دران ایام کارِ تعمیر خانقاہ شریف متعلق بہ دے بود۔ بہ سال بست و ششم یا ہفتم از قرن چہار دہم ممتاز علی شاہ در مقامے از مقاماتِ سلوک بند ماند۔ بہ مشورۂ حاجی فیض اللہ دے مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کونٹہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب نوشتند کہ عبور از این مقام تعلق بہ صحبت دارد۔ اگر مصارف آمد و رفت داری حاضر شو۔ چنان چہ دے بہ کونٹہ رفت و آن جا مولانا سید عبد الجلیل را یافت یک ہفتہ قیام کرد و بفضل اللہ و احسانہ از ان مقام عبور حاصل کرد و از کونٹہ مسرور القلب مراجعت کرد و در دل خود محبت مولانا سید عبد الجلیل را با خود آورد۔ سید ممتاز علی شاہ با عاجز ارتباط زیاد داشت یک بار عاجز را بہ فیروز آباد ہم برہ۔ عجب پاک دل و صادق المجتہ بود۔ اگر دے مدتے در خدمت حضرت ایشان ماندے از عجائب و زکار گشتے۔ چون کہ از حضرت ایشان بیارمی ترسید از حضوری قاصر ماند۔ حاجی فیض اللہ و مولانا عبد الجلیل راتاً آخر وقت یادی کرد۔ بہ روز سہ شنبہ ۱۳ شعبان ۱۲۴۵ھ ۲۴ مارچ ۱۹۵۹ء رحلت نمود و در فیروز آباد در خانہ خود جائے را کہ برائے خود تجویز کردہ بود بہار امید۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

سید ابوالخیرات

فرزند سید عبد الحلیم است کہ خلیفہ محمد رضا بنارسی بود و دے خلیفہ جد امجد حضرت شاہ احمد سعید بود۔ در حدود ہزار و سہ صد و بست و پنج یا شش بہ خانقاہ شریف دہلی آمد۔ حضرت ایشان نماز عصر خواندہ از والان مسجد شریف برآمدند و نظر کیمیا اثر بر دے فتاد بہ مخلص افغانی فرمودند۔ برو آن جوان را بیار کہ بوی انس از دے می آید۔ دے ابوالخیرات را پیش کرد۔ حضرت ایشان از احوالش دریافت نمودند، چنانچہ کیفیت خود بیان کرد و باز عرض کرد مرا بیعت کنید۔ حضرت ایشان فرمودند نصیبہ تو نزد پدر بزرگوارت است۔ برو از ایشان بیعت شو و سلوک مجدد بہ راطے کن و فیما بعد برائے چند وقت این جا بیا، چنان چہ سید ابوالخیرات بہ خانہ رفت و از حضرت والد خود بیعت شدہ کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔ بہ بست و ہفتم صفر سال سیزدہ صد و سی والد بزرگوارش رحلت نمود و بعد از چند ماہ دے بہ خدمت خیر جہان رسید، چند وقت در حلقہ نشست و آن چہ مقسوسش بود حاصل کرد و با اجازت ارشاد بہ وطن خود مراجعت کرد۔ فَهَيْئَلَهُ ثُمَّ هَيْئَلَهُ وفات ابوالخیرات بہ نوزدہم ذی الحجہ سال سیزدہ صد و پنجاہ و سہ در مقام سیوان ضلع سارن شد۔ دے بہ مخلصین خود این واقعہ را بیان می کرد و خلیفہ دے غلام محمد ساکن کمال پور ڈاک خانہ نرائن پور ضلع مرزا پور سہ سال قبل نزد عاجز آمد و این تفصیل بیان کرد۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

شاہ محمد شعیب

فرزند حکیم راحت علی ساکن قلندر پور۔ علاقا عظم گڑھ بیان کرد کہ آغاز شباب

من بود۔ و دران ایام من ریش خود را می تراشیدم۔ من برای تحصیل علم بہ دہلی رفتم۔ و در آبادی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ ملاقات من با شاہ عبدالصمد شد، چوں کہ من تمنائے داشتہ کہ یک بار زیارت حضرت ایشان بکنم لہذا بہ شاہ عبدالصمد گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسانید، ایشان گفتند طاقت این کار نہ داریم۔ حضرت ایشان یک بزرگ شمشیر برہنہ ہستند چون این جواب شنیدم بہ دل خود گفتم کہ من لا محالہ بہ درگاہ حضرت ایشان خود را می رسانم و ہر چہ پیشم آید نقصانے نہ دارم۔ اگر بہ حضوری مشرف شدم بہ مقصود رسیدم و اگر مرارند نہ سردار آنم، بعد ازین بہ کمالِ محبت و اخلاص حاضر شدم و بہ دربان گفتم کہ حضرت ایشان را اطلاع بدہد۔ آن وقت چند طالبانِ علم نیز حاضر شدند۔ دربان از آمد طالبان و از آمد من اطلاع رسانید حضرت ایشان بہ طالبان جواب ارسال کردند: ”فقیر کے فرصت دعا ہا دارو کہ شمایان در امتحانات کامیاب شوید۔ دیگر مشائخ موجود اند نزد ایشان بروید“ و مرا طلب فرمودند۔ من بہ ادب تمام حاضر شدم و سلام عرض کردم۔ دیدم کہ حضرت ایشان یک گونہ در احوال استغراق اند۔ بر چہرہ النور پر تو انوار تجلیات ظاہر و باہر بود، آن گونہ انوار و تجلیات من بر چہرہ کسے نہ دیدہ ام، محسوس می کردم کہ عکس آفتاب در آئینہ رخسار ظاہر است۔ حضرت ایشان سلام را جواب دادند و من نشستم، بآب بہ من اشارہ کرد تا بنحیم، لیکن من حرکت نہ کردم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند: ”جان بجانا نہ بدہ ورنہ بتاندا جلا“ اے عزیز رخصت ہستی۔ ”و من از اینجا برخاستم۔ ارشاد حضرت ایشان را اثر ظاہر شد کہ من وابستہ بہ سلسلہ قادریہ شدم۔ انتہی“ شاہ محمد شعیب ابن بیان را در ۳۸۵ھ در گھوسی نویسانید و بعد از یک سال در ۳۸۹ھ رحلت کردہ و بہ پہلوے پیر و مرشد خود شاہ فتح قلندر در موضع قلندر مدفون شد۔ ایشان خلیفہ پیر خود بودند و با استادی جناب مولانا محمد عمر گھوسی از بناطز یاد داشتند۔ حضرت استاد می فرمودند کہ شاہ محمد شعیب مرد پاک باطن و مبارک احوال بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

وطن ایشان اُمرؤہہ است از توابع مراد آباد۔ از شاہ بہار الدین

حکیم فرید احمد عباسی | مردہوی خلیفہ شاہ عبدالرحمن شاہ جہانپوری خلیفہ قطب ارشاد زمانہ

حضرت شاہ غلام علی عبداللہ دہلوی قدس اللہ سرار ہم بیعت بودند۔ مرد پاک باطن و صاحب نسبت بودند۔ در طب یونانی استعداد خوب داشتند۔ حکیم محمد اجل خان ایشان را در جامعہ طبیبیہ استاد مقرر کردہ بودند۔ در سال ۳۴۸ یا ۳۳۸ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد نزد چلی قبر شد۔ حضرت ایشان در عربہ سوار بودند و برائے تفریح تشریف می بردند۔ حکیم صاحب حضرت ایشان را دیدہ بہ سرعت نزد عربہ رسید و سلام عرض کردہ دست مبارک را بوسہ داد۔ آن بوسہ چہ بوسہ بود کہ مہر غلامی بر قلب حکیم صاحب ثبت کرد۔ بہ اخلاص

تمام عرض کردند اگر اجازت باشد بعد العشاء حاضر خدمت اقدس شوم۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و حکیم صاحب ازان روز تار و زلفات حضرت ایشان بالالتزام بہ خدمت اقدس می رسید۔ چون کہ صاحب استعداد بود ترقیات بے اندازہ حاصل کرد عاجز خبر نہ دارد کہ حضرت ایشان حکیم صاحب را اجازت ارشاد دادند یا نہ البتہ ایں قدر می دانند کہ از بسیاری پیران و خلفاء بہ مراتب بلند تر بود۔ وے احوال سیر سلوک را از حضرت ایشان دریافت کردہ بود، شاگردانش بہ عاجز بیان کردہ اند کہ بہ دوران درس اگر ذکر حضرت ایشان می آمد بر حکیم صاحب کیفیت طاری می شد و بیان حضرت ایشان را بہ اخلاص تمام می کردند و اشک ہائے محبت می ریختند۔ بعد از تقسیم ہند بہ لاہور رفتند۔ پس از ہشت سال عاجز بہ لاہور رفت۔ آنجا بہ روز دو شنبہ دہم شعبان ۱۳۴۲ھ (۲۴ اپریل ۱۹۵۵ء) با فرزند کلان ایشان برادر طریقت علی احمد ملاقات شد و از وے معلوم شد کہ حکیم صاحب در ”موڈل ٹاؤن“ خانہ نشین اند۔ عاجز با وے بہ ملاقات حکیم صاحب بہ موڈل ٹاؤن رسید۔ از وجہ کلان سالی و تقلبات روزگار ضعف و نقاہت بر جسم ایشان ظاہر بود مع ذلک در محبت و اخلاص حضرت سیدی الوالد عاجز ایشان را مصداق این شعر یافت۔

ہر چند پیر دختہ دل و ناتواں شدم ہر گز کہ یاد روے تو کروم جوان شدم
بعد ازان روز عاجز ایشان را ندیدہ۔ پروردگار بادستان پاک طینت زیر سایہ پیر و مرشد برحق عاجز
را جمع کند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولوی امداد اللہ خان | فرزند کلان حافظ عنایت اللہ خان رامپوری کہ خلیفہ حضرت مولوی
ارشاد حسین مجددی رامپوری اند۔ مولوی امداد اللہ از دیاست رامپور
بہ سرہند شریف رفت و ازان جا برائے ملاقات حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ ہمراہ وے باقر رضا خاں بود
کہ فی ما بعد سکونت کراچی اختیار کرد۔ چہار سال قبل بہ حیات بود وے ایں واقعہ بیان کرد کہ مولوی امداد اللہ
خان بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدہ در عمارت دروازہ نشست در بان را برائے اطلاع کردن نہ گفت۔ مدت
نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرادریافت فرمودند کہ از رامپور کد ام شخص آمدہ۔ آن وقت مولوی
امداد اللہ نام خود را بہ بواب نشان دادند و وے اطلاع رسانید۔ حضرت ایشان مولوی صاحب را نزد
خود طلب فرمودند و فیما بعد مرانیز خواستند۔ ایں کرامت حضرت ایشان بود کہ از خود بہ آمد مولوی امداد اللہ
آگاہ شدند۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

ذکر محمد حسن خان رامپوری چشتی بر صفحہ ۸۷۸ گزشتہ است۔

دبیان محمد حسن خاں کرتپوری نقشبندی از کتاب دے "حالات مشائخ نقشبندیہ" بر صفحہ ۲۰۷ گزشتہ۔

پیر ابوالخیر غازی پوری | در سلسلہ نقشبندیہ پیر طریقت بود۔ در سال آخر مع فرزند خود ابوالہیث بعد العشاء الآخرہ برائے زیارت حاضر شد۔ روز دوم برائے عبادت حضرت والدہ ماجدہ بہ مستشفی رسید و آن جاد در خدمت حضرت ایشان بہ اندازہ دو ساعت نشست چون قصد مراجعت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ بعد العشاء بہ خانقاہ شریف برسید و ہمراہ ماغذ تناول کنید۔ چنان چہ دے باپسر خود ہر وقت رسید۔ چون وقت شستن دست رسید دے آفتابہ دلگن در دست خود گرفت و دست مبارک حضرت ایشان شست و گفت۔ "پروردگار بر من چہ کرم فرمودہ کہ این خدمت از من گرفت" پیر ابوالخیر بہ دوران اکل طعام گفت۔ دی شب ہجوم فیوض برکات بود و امشب احساس کمی می شود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ فضل پروردگار است کہ در فیوضات و برکات کمی نیست البتہ از وجہ نان خوردن در ادراک فیوضات کمی واقع شدہ است۔ بر سر مبارک حضرت ایشان مثال نعل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آویزان بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری استفسار آن کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ سن این مثال مبارک را بر سر خود آویزان کردہ ام تا کہ در حضور مبارک سردار کائنات علیہ افضل الصلوات و ازکی التحیات اظہار غلامی من بودہ باشد و باز حضرت ایشان از حضرت جامی قدس سرہ این شعر خواندند۔

ادیم طائفی نعلین پاکن شرک از رشتہ جانہاے ماکن

پیر ابوالخیر در خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ حضور اقدس لطائف مرا معائنہ فرمائید چنان چہ ہر دو حضرات چشمہا بند کردہ بنشستند۔ و بعد از مدتی حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است کہ چیزے از انوار یافتہ۔ پیر ابوالخیر این شعر خواند۔

من نوشدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدمی تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگر

پیر ابوالخیر غازی پوری بہ خواندن ثنوی شریف مشہور بود چنان چہ دے چیزے از ثنوی شریف بہ ذوق و شوق خواند۔ و باز عرض کرد۔ حضرت شما بزرگ و بزرگ زادہ ما ہستید۔ اگر بہ من اجازت ارشاد عنایت کنید عین بندہ پروری باشد۔ حضرت ایشان طلبش را قبول فرمودہ گفتند۔ از ما بہ شما اجازت است۔ دے در شکرانہ دست مبارک حضرت ایشان بوسید و بہ یاد عاجزی آید کہ چیزے بہ طور نذر نیز پیش کرد۔ غالباً بعد از یک ماہ حضرت ایشان رحلت فرمودند و پیر ابوالخیر در فاتحہ کلاں کہ بہ ۲۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری بودہ

حاضر شدہ دوسرے روز ماندہ ثنوی شریف ہم خواند و وقت اول را یاد می کرد و می گریست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

جناب مولانا از خلفائے حاجی امداد اللہ ہاجر کی بودند و بر

مولانا کرامت اللہ خان دہلوی

مسلکِ پیرو مرشد خود بہ وجہ خوب قائم بودند۔ بہ بسیار

محبت میلاد شریف می خواندند و قیام می کردند۔ و با حضرت ایشان محبت فوق العادہ داشتند۔ شبے در

کوچہ قابل عطار دہلی میلاد شریف بود۔ اہل کوچہ حضرت ایشان را دعوت شرکت دادند چنانچہ حضرت

ایشان آن جا رفتند۔ برائے بیان ذکر شریف مولانا را طلب کردہ بودند چون حضرت ایشان نشستند اہالی

آن جا بہ مولانا گفتند کہ بیان بفرمائید۔ و برائے ایشان کرسی نہادند۔ جناب مولانا گفت۔ حضرت ایشان

بر زمین باشند و من بر کرسی۔ کلام مولانا بہ سمع مبارک حضرت ایشان رسید۔ فرمودند۔ جناب مولانا این

احترام شمانست این احترام آن ذکر مبارک است کہ پروردگار آن را بلندی عطا کردہ و فرمودہ۔ وَرَفَعْنَا

لَكَ ذِكْرَكَ۔ عَلٰی صَاحِبِ الذِّكْرِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ وَحَمْدُ اللَّهِ كَرَامَتِ اللَّهِ وَرَضٰی عَنْہُ۔

ایشان از ارشد تلامیذ مولانا محمد قاسم نانوتوی اند و از استاد ایشان

استادی مولانا عبد العلی

مولانا احمد علی سہارنپوری نیز حدیث شریف خواندہ اند۔ در ابتداء

کار بہ دہلی در مدرسہ حسین بخش واقع محلہ ٹیپا محل صدر مدرس بودند۔ با منتظمین آن مدرسہ در امرے

اختلاف واقع شد لہذا قصد کردند کہ بارفقائے خود از دہلی بروند۔ این خبر چون بہ نواب فیض احمد خان

نواب ابوالحسن خان، مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتہبی، منشی نئے خان و عبدالستار مشہور بہ نواب

صاحب کازہ پنجاہ پہلے دہلی و از مخلصین حضرت سیدی الوالد بود رسید۔ با ہم گفتند کہ چہین مرد پاک

طینت را نہ باید گزاشت کہ از دہلی رود۔ لہذا این جماعت نزد ایشان حاضر شد و گفت بہ مسجد مولوی عبدالکز

اتشریف برید و آن جا درس دہید۔ چنان چہ آن جناب مع رفقا آن جا رفتہ سلسلہ تدریس شروع کردند۔

شمار مولوی صاحب اگرچہ در علمائے کرام و محدثین عظام می شود اما ایشان از جماعت

”خیار کم الذین اذا رآوا ذکر اللہ“ بودند۔ یہمائے ولایت از حبیبین ایشان ظاہر بود۔ عاجز صمیمین و ابن

را از اول تا آخر حرفا حرفا از ایشان خواندہ۔ و مدارک عشق ایشان را کہ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود

در یافتہ است در رد ابن تیمیہ و اتباع وے از وہابیہ نجدیہ تقریرات شائقہ می کردند چون بہ حدیث

لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدًا رسیدند فرمودند۔ آن چہ این گروہ در حجاز مقدس گنبد ہا و مقابر را شکستہ

و مسلمانان عالم را رنج رسانیدہ است از روی این حدیث صحیح فعل ایشان ناجائز است۔ و تقریرے

کہ در بیان حدیث لا تشد الرجال کردہ اند علاؤش تا این زمان عاجز را خوش وقت می سازد چون عاجز

از دورۂ حدیث فارغ شد فرمودند چیزے دیگر بخوان و باز انتخاب قصیدۂ بُردہ کردند چنان چہ تا اہلِ ماہِ رمضان عاجز از ایشان قصیدۂ مبارکہ می خواند چون عاجز از قصیدۂ مبارکہ شعرے رامی خواند جناب ایشان در گریہ مصروف می گشتند و تا حدے می گریستند کہ ایشان را طاقت گفتار نہ می ماند بہ وقت تمام در یک روز دو یا سه شعر خواندہ می شد حضرت سیدی الوالد قدس سرہ پاک باطنی جناب ایشان را دریافتہ بودند لہذا اولاً در مدرسہ حسین بخش نماز جمعہ می خواندند و چون جناب مولانا بہ مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند حضرت ایشان نیز آن جامی رفتند بعد از نماز بہ اندازہ یک ساعت ہر دو حضرات با ہم تکلم می فرمودند و اہلِ دل لطفہا می برداشتند جناب مولوی صاحب تقریباً از پانزدہ سال در مرض فلج مبتلا بودند طاقت حرکت و نشست و برخاست نہ داشتند یک دست را قدرے حرکت می دادند لہذا حضرت ایشان نزد ایشان می رفتند آن وقت جناب ایشان دامن حضرت سیدی الوالد را بر چشمہاے خود می نہادند و می فرمودند مرا بوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم می آید۔

دلم گردیدہ بوی جیب است زہے بوی کہ از کوئے جیب است

روزے جناب ایشان بہ حضرت سیدی الوالد رقعہ ارسال کردند و در آن نوشتہ بودند کہ من در خواب دیدم کہ شما در مدرسہ گشت می کنید و ناگاہ شما بہ صورت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر می شود جناب مولوی صاحب در جلسہ افتتاح صبح بخاری یا در جلسہ اختتامش حضرت ایشان را مدعو می کردند و حضرت ایشان بہ شوق می رفتند جناب مولوی صاحب را با استاد خود مولانا محمد قاسم و با حضرت سیدی الوالد تعلق خاطر و ارتباط وافر بود چون ذکر ایشان می کردند بے ساختہ از چشمان ایشان اشک جاری می شد وفات ایشان بہ روز یکشنبہ سیزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ در مدرسہ عبدالرب واقع شد و بعد الغروب در جوار حضرات محدثین دہلویہ در گورستان مہندیان مدفون شدند قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

از جہات سرحد افغانستان یک دلی کامل برائے سہ روز نزد حضرت

آمد یک دلی کامل

ایشان می آمد بیچ سامان ہمراہ ایشان نہ می بود یک مجلد از حدیث شریف در غل ایشان می بود در اتباع سنت نظیر خود نہ داشتند لباس ایشان لگی و ردا و دستار بود و در پائے نعل شرک دار و اما بر سر خاک نمازی خواندند گاہے دیدہ نہ شدہ کہ ہر جامہ نماز خواندہ باشند عاجز آن وقت دآن جائے را یاد دارد کہ در تفریح گاہ بر سر کوہ مخلص افغانی کبیل فرش کرد حضرت ایشان امام و ماہر سہ برادر و مخلص افغانی دآن مرد دلی مقتدی بودیم چون حضرت ایشان برائے نماز استادند مرد دلی از جانب خود کبیل را دو تہ کرد و بہ حضرت ایشان خطاب کردہ گفت "شما ایں چہ بدعت اختیار

کرده اید۔ حضرت سیدی الوالد بہ سوئے ایشان ملتفت شدہ تبسم فرمودند۔ و باز شروع بہ نماز کردند۔ ہر دو حضرات پاک مشرب و پاک مسلک و پاک دل بودند و از دل و جان عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند مقصد ہر یک رضا پروردگار بود۔ ہر یک می گفت۔

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زیم

لہذا قصہ ناراضگی را گنجائش نہ بود۔ بلکہ کلّیّ عمل علی شاکلتہ قریبکم اعلّمہ من ہوا ہدی سبیلًا۔ را کیفیت بود۔ عاجز تقریرات و تحریرات مدعیان علم شنیدہ و دیدہ کہ بیان بدعات می کنند ترغیب می دہند کہ از بدعت اجتناب کردہ شود۔ تمام زور گفتار و قوت قلم برین صرف می کنند کہ محفل مبارک میلاد شریف منعقد نہ کنید و قیام نہ کنید عرس بزرگان دین نہ کنید غیر ازین سہ امر ہر چہ کردہ شود حرجی نہ دارد۔ اتباع سنت آن بود کہ آن ولی پروردگار می کرد۔ چہ در اکل و شرب چہ در لباس و مسکن۔ برائے نماز سجادہ افروش کردن یقیناً بدعت است۔ امتیاز علماء بہ دستار کلاں و سیرہن طویل و جبہ فراخ یقیناً بدعت است۔ روزی حضرت عمر حضرت جابر رضی اللہ عنہما را دیدند۔ استفسار نمودند ما ہذا یا جابر وے عرض کرد۔ اَشْتَمْتُ لِحَمَا فَاشْتَرَيْتُہُ۔ حضرت گفت۔ کَلِمَا اَشْتَمْتُ اَشْتَرَيْتَ اَمَّا تَخَافُ هَذِهِ الْاَيَّةَ۔ اَذْهَبْتُ طَلِبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔ کَمَا ذَكَرَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي سَيَرَتِہِ۔ افسوس صد افسوس کسانے کہ امامت نماز را جرت گیرند و بعد از نماز صبح ترجمہ قرآن مجید بہ مز و کنند۔ و اگر برائے وعظ روند مقررہ خود را وصول کنند آنہا انعقاد محفل مبارک را بدعت گویند۔ علی اللہ تو کلنّا۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ این واعظان ارشاد حضرت عمر را بفہمند تا اَذْهَبْتُ طَلِبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا برایشان صادق نیاید البتہ امثال این ولی پروردگار را می شاید کہ از نماز بر بساط خواندن یا از انعقاد محفل میلاد استفسار کنند چہ وے در تمام امور اتباع سنت را ملحوظ می دارد۔ چنان چہ آن ولی روزی نسبت بہ محفل مبارک میلاد شریف بہ حضرت ایشان گفت کہ در عہد نبوی و عہد صحابہ انعقاد این گونه محافل شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند این درست است۔ در آن زمان مبارک بہ فریضہ جہاد ہر یک مشغول بود۔ درجہ مستحسانات و مستجابات بعد از فرائض و واجبات است۔ و در این زمان عوام در لہو و لعب و فسق و فجور اوقات خود را صرف می کنند۔ ما می خواہیم کہ در قلوب ایشان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شود کہ محبت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان است۔ برائے حصول این مقصد انعقاد این مبارک محفل می کنیم کہ امّہ دین آن را بدعت حسنہ گفتہ اند۔ و نیز فرمودند کہ یوم المیلاد و یوم الارتحال و یوم البعث را فریتے است۔ پروردگار نسبت بہ حضرت یحییٰ علیہ السلام گفتہ۔ وَسَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔

و پروردگار قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را نقل کرده و گفته: وَالسَّلَامُ عَلَیْ یَوْمٍ وُلِدْتُ وَیَوْمَ أَمُوتُ وَ یَوْمَ أُبْعَثُ حَیًّا۔ ولادت سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیان سراسر رحمت است واللہ تعالیٰ می فرماید قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔ لہذا انعقاد محفل مبارک میلاد شریف و اظہار سرور در آن یوم مسعود مطابق نشانہ خداوندی است جل شانہ۔ چون آن ولی پاک نہاد کلام حضرت ایشان شنید خاموش نشست و چیزی نہ گفت۔

شبے آن پاک نہاد در کوچہ چہل امیران معروف بہ کوچہ چیلان نزد خانہ مولوی بدرالاسلام در مسجد شریف بعد از نماز خفتن در احوال جذب و وجد از شمال بہ جنوب از جنوب بہ شمال می گشت، اتفاقاً مفتی کفایت اللہ آن وقت داخل مسجد شریف شد و سر مست بادۃ الفت را در چنین احوال بے قراری یافت مفتی صاحب تادیر احوالش را دید، و فیما بعد از مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ آن شخص از کجا بود و حالا کجا است مولوی بدرالاسلام گفت کہ این شخص ہر سال برائے سہ روز بہ خدمت اقدس حضرت صاحب می آید۔ یک کتاب حدیث متاع دے می باشد۔ مابین نہ از نام دے واقف، مستقیم و نہ از وطنش خبر داریم اگر چہ آن ولی پروردگار مراجعت کردہ اما در خانقاہ شریف امثال دے موجود اند۔

سربراہ راز کاشف تحقیق تادیر کوئے خیر کشتگان زندہ بنی انجمن در انجمن

حضرت ایشان بسیار مراعات این ولی پروردگاری کردند کہ اعلیٰ نمونہ۔ رَبِّ اشْعَثْ اَنْغَر۔ بود یک سال چون دے آمد از موہائے مژہ، چشم دے زخمی شدہ بود، حضرت ایشان بہ حکیم محمد شفیع معالج چشم فرمودند کہ علاج چشم بکنہ۔ چنانچہ دے معالجہ کرد و حضرت ایشان یک کبل برائے پوشش و لنگ و ردای چیزے از دراہم بہ آن پاک مرد الذی لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْبَنَانِ دادند، روزے بہ وقت بازگشت از سیر و تفریح در یک حدیث شریف مابین ہر دو حضرات اختلاف شد و اختلاف در لفظ حدیث شریف بود۔ چون بہ خانقاہ شریف رسیدند حضرت ایشان از کتب خانہ کتاب را خواستند۔ و آن چہ حضرت ایشان می فرمودند در کتاب بود۔ آن پاک نفس آن جا را دید و بسیار خوش شد۔

بلبل خود را بگل می رساند و پروانہ بر شمع می ریزد و بندگان خدا نزد او لیامی روند تا وقتے کہ وجود حضرت ایشان موجود بود قیام گاہ حضرت ایشان از رجال الغیب محاط بود، حیف صد حیف۔ آن قدح بشکست و آن ساقی نہ ماند۔

صاحبزادہ ملا پیر محمد | خلیفہ والد خود صاحبزادہ امیر محمد بود و دے خلیفہ پدر خود صاحبزادہ مرزا محمد مشکبیل کٹوازی کہ خلیفہ دوست محمد شرنی بود و دے خلیفہ صہونی زبردست

لوگری کہ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نسباً و دہلوی مولداً و مدفناً بود۔ در حوالی سال ہجرت ۱۰۴۰م از ماہ چہارم ہمراہ مریدان خود برائے حج رفت۔ در مراجعت بہ دہلی در خدمت حضرت ایشان رسید۔ حاجی ملا احمد شاہ خلیل اطلاع کرد، حضرت ایشان صاحبزادہ را طلب کردند۔ ایشان عرض کردند۔ پروردگار شما را در این زمان قطب ارشاد کردہ است۔ احوال باطنم ملاحظہ کنید۔ اگر در من صلاحیت ارشاد باشد فریداً اجازت عنایت فرماید چہ شہادین وقت امام طریقہ ہستید و اگر در من صلاحیت ارشاد نہ باشد مرا آگاہ سازید تا ترک مشیخت کردہ غلامی در گاہ شما اختیار کنم۔ حضرت ایشان متوجہ بہ باطن ایشان شدند و فرمودند "فصل پروردگار است و شما صلاحیت ارشاد است۔ و از طرف ما نیز بہ شما اجازت ارشاد است۔ شما بہ ہدایت خلق مشغول باشید" صاحبزادہ بہ اجازت و خلافت حضرت ایشان مشرف گشتہ بہ وطن مراجعت نمود۔ رَحِمَہُ اللہُ دَرُغی عَنَہ۔

خلیفہ طریقہ بنوریہ | در علاقہ ارغسان و بلوچستان از سلسلہ میاں عبدالحکیم کہ در طریقہ بنوریہ مجدد فرد کامل گزشتہ اندیک شیخ بن رسیدہ و صاحب ارشاد بود چون حضرت ایشان بہ کونٹہ تشریف بردند، آوازہ حضرت ایشان بہ آن مرد کامل رسید۔ وے بہ نور باطن دریا کہ حضرت ایشان قطب ارشاد و قیوم جہان اند۔ لہذا وے نزد ملا عبدالحکیم آخوندزادہ خلیفہ خود را فرستاد کہ من خواہش دارم کہ زیارت حضرت صاحب بکنم۔ ملا صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد و حضرت ایشان اجازت دادند کہ وے بیاید۔ ملا صاحب این خبر بہ خلیفہ وے گفت و خودش مشغول بہ انتظام خانہ شد۔ چہ ہمراہ آن شیخ جمع از مریدان و خلفانیزی آمد چون خلیفہ نزد آن شیخ رسید و خبر فرحت اثر رسانید وے در صدد سفر شد لیکن، تَجَرِي الرِّیَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ۔ ہنوز وے حرکت نہ کردہ بود کہ پیام۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ گوش حق نیوشش شنید و وحش پرواز کردہ "فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي" را سزاوار گشت چون این خبر بہ حضرت ایشان رسید دعا ہا در حق وے کردند رحمہ اللہ و رضی عنہ، این واقعہ یک سال یا دو سال قبل از ولادت این عاجز بہ وقوع پیوستہ، ملا ایا زکا کروی بیان این واقعہ می کرد و نام آن خلیفہ طریقہ بنوریہ را ہم بیان می کرد لیکن از یاد عاجز رفتہ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى مُقَدُّوْرًا۔

مقبولیت ایں را گویند | در فصل اول بیان عوام داہل دنیا گزشتہ کہ بہ چہ طور گر حضرت ایشان جمع می شدند و حالا عاجز بیان اولیائے حق کردہ کہ چہ ادب و احترام حضرت ایشان می کردند و ہر یک سعی می کرد کہ از حضرت ایشان استفادہ بکنند۔ ہمین را مقبولیت گویند و ہمین منصب قطب و الاقطاب قیومیت است۔ راست است۔

بہ مقبولی کے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

اشاراتِ غیبیہ | ملا فیض اللہ دروگ گفتہ رحمہ اللہ۔

چو احوال ترا در خواب دیدم زارشادِ دیگر کس دست شستم

عاجز احوال چند نفر می نویسند کہ ایشان را اشارات شدہ تا بہ خیرِ جہان خود را رسانند

اختر مشکی | از افغانستان بودہ۔ برائے ایفائے نذر بہ سرہند شریف یک دُنبہ بُرد تا آن را ذبح کردہ بہ خدام حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس سرہ تقسیم کند۔

بہ شب در خواب حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی را دید کہ می فرماید: "اختر این دنبہ را بہ دہلی بر آن جا در خانقاہ یک پچہ من است۔ خادمان دے در حقیقت خادمان من اند۔ دنبہ را ذبح کردہ بہ ایشان بدہ" اختر آن دنبہ را بہ دہلی آورد و خواب خود را پیش حضرت ایشان ذکر کرد۔ آن وقت ظہورِ برکات و فیوضاتِ عجیبہ شد و خانقاہ شریف از نعرہ ہائے آہ و ہوا پر شد و حضرت ایشان بہ عاجزی و نیاز مندی این شعر خواندند:

گرمیل کند سوئے ہلالی عجی نیست شاہان چہ عجب گریہ نوازند گدا را

غلام احرار صاحبزادہ آن وقت موجود بود و این واقعہ را بیان می کرد۔

مردولی فتح اللہ اندری | از بلادِ افغانستان بود۔ از روئے مصحفِ قرآن مجید را می خواند۔ دیگر از نوشت و خواند بے بہرہ بود۔ مرد سادہ و صاف دل و کم گو

بود آن چہ از اشارات و بشارات دریافتہ بود۔ نویسانیدہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد۔ آن تحریر را عاجز نقل می کند، لَعَلَّہُ مَدَارُکُ فَضْلِہٖ وَ فَضْلُ مَوْشِدِہٖ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ

بہ خدمت خادمانِ قدسی مکان ولایت و کرامت نشان قطب الطریق غوثِ الخلائق پیرِ روشن ضمیر حضرت صاحب دامنِ برکات۔ از کمترین مریدانِ حلقہ بہ گوش فدوی ترابِ القدر و خاکسارِ فتح اللہ اندری بعد از قدسِ سہائے فراوان (عرض می دارد) آن کہ سہ شبانروز پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام را در خواب دیدہ ام و پیرِ صاحب (حضرت صاحب) ہم در خواب بہ من حکم کردہ کہ شما آردہ خدمت مرا بکنید۔ چون از خواب بیدار شدم نہ دانستم کہ تعبیر خواب من چیست۔ قبلہ گاہا۔ آیا اجازت می دہید کہ خدمت شما را بکنم و یا بہ اجازت شما بہ زیارتِ بیت اللہ بروم۔ آن چہ امر بدہید۔ زیرا کہ بہ دنیا دار، ہیچ خاطر متوجہ نہ می گردد۔ و غیر از درسِ کلام اللہ و خدمتِ پیرِ صاحب دامنِ برکات دیگر مطلب بہ دنیا نہ دارم۔ زیادہ برین خورشیدِ افادت و افاضت گرم باد بالنون والصاد، فقط حدیث است ۲۴ شعبان المعظم

۳۲۵ھ۔ المکرر آن کہ یک راس گو سفند ہم بہ ذمہ من فی سبیل اللہ خیرات ہست آن چہ حکم شود عریضہ۔
فدوی تراب القدم فتح اللہ اندر۔

بعد از تقدیم این عریضہ فتح اللہ یازدہ سال خادمِ خصوصی حضرت ایشان بودہ چون حضرت ایشان از حرم سرا بیرون تشریف می آوردند فتح اللہ بہ فاصلہ سہ یا چہار گز می نشست در احوال خود مستغرق می گشت حضرت ایشان ہیچ وقت از فتح اللہ ناراض نہ شدہ اند و نہ گاہی ویراز جبر و تویخ کردہ اند۔ اگر حضرت ایشان کے راز جبر و تویخ می کردند فتح اللہ بہ بسیار مسرت می گفت: "نَنْ يٰ بَيَاغُوَا جُوْدَ كَثِيْرِي دِي" امروز باز تماشاے برپا کردہ۔ معلوم می شود کہ بہ مقامِ ضمنت فتح اللہ فائز شدہ بود و بہ طور انعکاس بر سر آن امر سرور و شادان می بود کہ رضائے حضرت ایشان را دران می یافت۔ تا وقتہ کہ فتح اللہ زندہ ماند در سیر و تفریح وے رفیق می بود۔ استغنائے حضرت مرشد در وے کامل اثر کردہ بود و نہ کسے التفات نہ می کرد خواہ کسے امیر باشد یا خان بود۔ صاحبزادہ باشد یا آخوندزادہ۔ چون از تلاوت قرآن مجید فارغ می شد۔ جامہ ہائے کہنہ خود را بہ دست خود پیوند می نہاد و می دوخت، ہر خانہ بخیمہ وے بہ اندازہ درازی برنج می بود۔ در دہلی گنبد ہائے مسجد شریف صنادیق وے بودند۔ سامان خود را اندرون گنبد ہا می نہاد۔ در عیدین حضرت ایشان بہ وے جامہ ہاے نومی دادند۔ دوسہ روز آن جامہ ہا را می پوشید۔ و باز ہمان جامہ ہا تار تار بر تنش می بود۔ آن چہ وے در عریضہ خود نوشتہ بود بر ہمان کیفیت تا آخر وقت بماند۔ و سفر کوئٹہ و دہلی ہمراہ می بود۔ غالباً واقعہ عشرہ اولیٰ از محرم ۱۳۳۶ھ است (الکتوبر ۱۹۱۷ء) کہ در سفر مراجعت از کوئٹہ حسب معمول سالون حضرت ایشان در ساسٹ استادہ شد۔ فتح اللہ در جامہ نان خود را بچپیدہ بر رصیف نشست و بہ اکل طعام مصروف گشت۔ از بے خودی و وارفتگی فتح اللہ را چارہ نہ بود، وے اندران احوال بودہ کہ سگے جامہ نان را از پیشش ربود۔ فتح اللہ در پس سگ دوید۔ سگ بہ خط آہن رسید۔ وے نیز از رصیف بر خط آہن درآمد و جامہ را حاصل کردہ می خواست لہ بر رصیف بر آید کہ یک قاطرہ رسید و شکم و حصہ زیرین فتح اللہ را از کار انداخت۔ مخلصان کہ رفیق سفر بودند فتح اللہ را در حالت بیہوشی ازان جابر داشتند۔ تقریباً تا دو روز نفس فتح اللہ جاری بود۔ و باز رحلت کرد و در دہلی در جوار حضرت محدثین کرام مدفون گشت۔ در فصل دوم "واقعہ قبر فتح اللہ" کہ نوشتہ شدہ آن واقعہ از قبر وے بودہ۔ کَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ صَادِقًا فِيْ مَنَامِهِ صَادِقًا فِيْ قَوْلِهِ صَادِقًا فِيْ وَعْدِهِ وَكَانَ يَصْدُقُ عَلَيْهِ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَبِّ اشْعَثْ اَعْبَرْدِي طَمَرِيْنَ تَبْنُوْ عَنْهُ اَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَا بُرَّهٖ"

اکبر توخی

مثل مشهور است۔ اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدْكَوْ۔ ذکر فتح اللہ اندری عاجز را اکبر توخی بہ یاد آورد۔ اکبر توخی چارہنج سال کاملًا صِفْتًا وَشَتَاءً در کوئٹہ خدمت کردہ۔ در زمستان حفاظت خانہ در تابستان بَوَّابی حرم سرا۔ عاجز یاد نہ دارد کہ درین عرصہ حضرت ایشان گاہے بروے ناراض شدہ باشند۔ یاد درین عرصہ گاہے اکبر توخی را غفلت طاری شدہ باشد۔ ہمہ وقت وہمہ حال در ذکر پروردگار مصروف می بود۔ اگر ناگاہ کسے نزد وے می رفت یا آوازے رامی شنید از جاے خود جست می زد و ذکر قلبی ذکر لسانی شدہ اللہ اللہ گویان یک نفس می دوید و درین عرصہ چیزے کہ پیش وے می آمد آن را سوے آسمان می انداخت۔ اکثر دیدہ شد کہ جماعتے از مخلصین بیرون دروازہ نشستہ می بود۔ اکبر رتار ہلے ایشان را اللہ اللہ گویان می پرانید۔ و اگر کفشہا یا چیز دیگر می یافت آن را بہ بالامی انداخت و چون نفس وے تمام می شد بہ ہوش می آمد و آثار ماندگی بروے ظاہر می شد۔ اکبر توخی در ہر چہ مشغول می بود اظہار ہمان حال از وے می شد۔ چون کہ لطائف مبارکہ را عروج می بود و ہر لطیفہ مبارکہ بہ جانب فوق کشان کشان می رود اظہار آن بہ انداختن اشیاء بہ سوے فوق می شد۔ بعد از وفات وے چند معتبر افراد بہ عاجز گفتند اند کہ تا یک زماں بر قبر وے ایما نا شعلہ نور دیدہ شدہ۔ کَانَ رَحِمَہُ اللہُ جَدِّکُمْ بِہَذِہِ الْکَرَامَۃِ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللہِ۔

قاری عبد الغنی شامی

وطن ایشان انطاکیہ از ملک شام است اشارہ غیبی یافتند۔ ع۔ بہ دہلی روا گرد جستجوے آب حیوانی۔ چنان چہ بہ خدمت بابرکت خیر جہاں رسیدند از ۱۳۲۳ھ تا ۱۳۲۷ھ چہار سال کاملًا در دہلی و کوئٹہ در خدمت حضرت ایشان ماندند۔ در ۱۳۲۷ھ وقتے کہ از کوئٹہ رخصت می شدند حضرت ایشان بروے عنایات کردند و بہ اجازت خلافت ممتاز فرمودند۔ مولانا سید عبد الجلیل در آن وقت موجود بودند و بہ عاجز این بیان کردند۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان فن تجوید از قاری صاحب خواندہ اند۔ سلیمان فرزند عبد الرحمن دہلوی کہ ہم عمر حضرت برادر کلان بود و چند مدت با حضرت ایشان می بود نیز مخارج حروف را از قاری صاحب درست کردہ بود۔ چارہنج سال پیشتر عاجز ویرا ملاقات کردہ۔ وصحت مخارج حروفش یا د قاری صاحب تازہ کرد۔ قاری صاحب از کوئٹہ بہ افغانستان رفتند و در سال چہل و سہ یا چہل و چار از ماہ چہار دہم بہ ارادہ حج از افغانستان برآمدند۔ اندران ایام عاجز جناب ایشان را دیدہ۔ از رفقائے پاک نقش عاجز شنیدہ کہ چون قاری صاحب در نماز اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و سیل اشک از چشمان جاری می شد۔ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضٰی عَنْہُ۔

سید یوسف زواوی | سید یوسف مع فرزند جوان سال و یک رفیق از مدینہ منورہ در ۱۳۳۳ھ - ۱۹۱۵ھ

بہ کوٹہ رسیدند۔ نزد محطہ قطار برلے واردین عمارت دو منزلہ حکومت ساخته بود کہ بسیار جمیل و آرام دہ بود۔ سید یوسف آنجا قیام کرد۔ و برلے زیارت نزد حضرت ایشان رسید۔ و از اولاد سید صالح زواوی بود کہ از اجلہ خلفاء حضرت شاہ محمد منظر مجددی بود قدس سرہ بلکہ بعد از وفات پیر مرشد جانشین ایشان و مربی اولاد و محافظ خانقاہ شریف ہم بود۔ فرزند کلان حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ کہ احمد (الثانی) بہار الدین بود در آن وقت شش سالہ بود۔ پروردگار سید صالح زواوی را اجر داد کہ خدا شائستہ در آن وقت سرانجام داد جزاۃ اللہ خیراً و رَحِمَہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔ سید یوسف را اشارہ غیبی رسید کہ از حضرت ایشان بیعت شوند و استفادہ کنند۔ در فصل دوم در بیان صلاۃ تسبیح ذکر ایشان گزشتہ چند روز در کوٹہ قیام کردند و فیوضات گرفتہ بازگشتند۔ افسوس صد افسوس کہ در ۱۳۴۳ھ از دست اشیائے نامہ و ہابیہ نجدیہ در طائف جام شہادت نوشیدند۔ رَحِمَہُ اللہ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

سید علی زواوی | بن اعم سید یوسف زواوی نیز بہ اشارہ غیبی بہ مفتی جادی الآخرہ ۱۳۴۴ھ (۵ فروری ۱۹۲۲ھ) بہ دہلی آمدند و از حضرت ایشان بیعت شدند رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

سید عبداللہ دحلان | از اولاد شیخ الاسلام سید احمد دحلان کئی اند و سید احمد استاد حضرت ایشان بودند۔ بیان می کردند کہ از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ برلے زیارت مبارکہ رفتیم۔ آن جا

بجواب سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ می فرمایند خاتم من ابوالخیر عبداللہ در دہلی قیام دارد۔ برو و از وی بیعت شو۔ چون از خواب بیدار شدم قصد کعبۃ الآمال کردم و الحمد للہ کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدم۔

كَمَلْتُ مَسَافَةَ كَعْبَةِ الْأَمَالِ حَمْدَ الْمَنْ قَدْ مَنَّ بِالْإِكْمَالِ

مسافت آماجگاہ و کعبہ آمید ہا کامل شد، حمد است مر آن ذات پاک کہ بہ لطف خود این مسافت را بہ پایان و مرا بہ مقصودم رسانید حضرت ایشان سید عبداللہ را بیعت کردند و براحوالش عنایات خصوصیتہ مبذول داشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

زیرا کہ جناب دے فرستادہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بود و یالہا من سَعَادَةِ دُنِیَا و نِیْزَا سَلَامِ طَاہِرَہِ نَبِوِیْہِ از اولاد استاد مشفق و مہربان بود۔ لہذا حضرت ایشان از عمائدین شہر دہلی و از مخلصین پاک طینت جماعتی را دعوت طعام دادند۔ بہ اندازہ پنجاہ نفر بودہ باشند۔ تعارف سید عبداللہ با ہمہ کردند۔ باز حافظ عبدالحکیم درخانہ خود کہ بہ محلہ چوڑی والان بود، و حاجی محمد رفیع درخانہ خود کہ در محلہ بیری باغ بود۔ و ڈاکٹر مختار احمد انصاری در قیام گاہ خود کہ متصل شہر پناہ ماہین دروازہ کشمیری و دروازہ موری واقع بود جناب

عبداللہ و حضرت ایشان را مدعو کردند۔ حکیم محمد اجمل خان ہمہ را بہ مقبرہ بادشاہ تغلق بردند و آن جا طعام مکلف پیش کردند۔ غالباً این واقعہ ۱۳۲۷ھ بم ۱۹۱۹ء ہوئے۔ چند روز بہ این کیفیات گزشت۔ از مخلصین با صفا بعض افراد قدرے از دراہم بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردند تا کہ بہ سید عبداللہ بہ طور زار راہ پیش کردہ شود۔ این روپیہ کہ ما بین چار و پنج صد بود بہ ایشان دادہ شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مقبولیتِ تامرہ | محمد شاہ افغانی گفتہ و خوب گفتہ

نئے کہ تنہا جن و آدم با جماد ہرچہ در امر است در حکم تو باد
عاجز ملاحظہ کردہ کہ حیوانات با حضرت ایشان محبت می کردند۔ در فصل دوم در بیان حضرات
عندلیب و درد واقعہ شتر بچہ گزشتہ۔ حالادوسہ واقعات دیگر نوشتہ می شود۔

آہوئے سیاہ شاخدار | حافظ محمد یوسف دہلوی کہ از پنجابیان دہلی بود یک بچہ آہو بر حضرت
برادر کلان آورد۔ بعد از دو سال شاخہاے آہو بہ اندازہ یک نیم ذراع
دراز شد و پشت دے کامل سیاہ گشت۔ اگرچہ آن آہو بسیار مانوس شدہ بود تا ہم خطرہ بود کہ از شاخہاے
دے کسے افکار شود۔ بلکہ بالفعل سید محمد افضل کہ از جہات لورالائی بود قدرے مجروح شد۔ لہذا بر سر
شاخہاے دے چوگانہاے مسی نہادہ شد۔ دران روز با حضرت ایشان بہ باغ "روشن آرا" برائے تفریح
می رفتند۔ گل محمد محمود خیل آہو را بہ باغ می برد و آن جا دیر از بند زنجیر آزادی کرد۔ آہو بر مرغزار حبستہا می نمود
و احیاناً نزد حضرت ایشان می آمد و قرار می گرفت۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را گاہے بر سرش
می نہادند و "واہ واہ" می گفتند۔ روزے حضرت ایشان قصد کردند کہ اولاً نزد باغ روشن آرا بر مزار
پیرانوار حضرت شاہ محمد آفاق حاضر شوند و آن جا سعید الزبیر مجددی را ہم بینند و نماز عصر را در اواخر
اوقات در باغ بخوانند چنان چہ بہ عاجز فرمودند۔ "برو بہ ملا حبیب اللہ وغیرہ بگو کہ امروز ما قدرے
بہ تاخیر می رسم اما نماز در باغ می خوانیم" ملا حبیب اللہ ملا خیر اللہ ملا یاسین وغیرہم ہر روز بہ باغ
می رسیدند و آن جا ہمراہ ما برادران بہ سیر و بازی مصروف می شدند در عموم روز ہا عربہ از دروازہ شمالی
در باغ داخل می شد۔ آما آن رود کہ حضرت ایشان بر مزار شریف رفتند از دروازہ جنوب شرقی داخل
باغ شد و دے حضرت ایشان بہ جانب نشستگاہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بچہا بینید کہ ملا
حبیب اللہ انتظار نہ کرد و بہ نماز استاد۔ چون عربہ آن جا رسید و هنوز حضرت ایشان از عربہ پائین
نہ شدہ بودند۔ آہو جستہا زدہ آن جا رسید۔ ملا حبیب اللہ بہ رکوع رفت۔ آہو از جانب پس سر خود را
ما بین ہر دو پایے حبیب اللہ داخل کردہ بہ نوعی جہت بالا حرکت داد کہ حبیب اللہ بر زمین افتاد

حضرت ایشان تبسم فرمودند و گفتند: "بین حبیب اللہ پیغام مرا زید رسانیده بود، تو انتظار مانہ کردی و آہوئے ما بہ تو سزا داد" بر حبیب اللہ آن وقت کیفیت طاری شد و از غلبہ نسبت شریفہ در وجد درآمد۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک غزال

در سال ۱۳۳۹ یک مخلص افغانی غزالے آورد۔ نظر اندری آن آہو بچہ را در صحن خانہ حضرت ایشان بستہ کرد۔ چند روز بعد از افغانستان بہ اندازہ ہفتاد نفر از علماء و طالبان علوم و غیر ہم رسیدند۔ حضرت ایشان بہ دروازہ خانہ خود تشریف آوردند چون جماعت مخلصین را دیدند، فرمودند شمایان دو جانب استادہ شوید و از ہر دو جانب مدخل را بستہ کنید تا این غزال برین راہ جست و خیز کند۔ مخلصین پاک نہاد ہر دو جانب راہ را سد شدند و حضرت ایشان بہ نظر اندری گفتند کہ آہو بچہ را آزاد کند۔ آن غزال آزاد شدہ یک دو بار شمالاً جنوباً جستہا زد و حضرت ایشان واہ بر زبان می رانند کہ ناگاہ آن غزال از جانب جنوب سداً عبور کرد و مخلصین حیران ماندند و حضرت ایشان فرمودند: "افسوس شمایان آہو بچہ ما را رہا ندید" حضرت ایشان بر جائے خود استادہ ماندند۔ چند دقیقہ گزشتہ باشد کہ آن غزال از بہت شمال نمودار شد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید و بہ نوعی متصل بہ حضرت ایشان ایستاد کہ سرش بہ جامہ ایشان مساس می کرد۔ حضرت ایشان واہ واہ گفتہ بر سرش دست مبارک نہادند۔ جماعت مخلصین بہ تعجب این واقعہ را می دیدند و سبحان اللہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری بود۔

کبوتر

حضرت برادر کلان از عمدہ اقسام کبوتران دوسہ جفت را در خورد سالی پرورش کردہ بودند و متصل بہ کتب خانہ یک حجرہ مخصوص برائے کبوتر ہا بود۔ در چند سال تعداد کبوتر ہا قریب بہ صد شد۔ بہ ۱۳۳۳ حضرت ایشان بہ عبدالحق ساکن چوڑی والاں گفتند کہ کبوتر ہا را ببرد و حجرہ را صاف کنید۔ در ایامی کہ کبوتر ہا را وجود بود حضرت ایشان بہ وقت عشاء بہ کوئٹہ می رفتند۔ منشی احمد حسین و دیگر مخلصین استادہ بودند۔ چون حضرت ایشان نزد دروازہ کبوتر ہا رسیدند یک دم صدائے کبوتر ہا یا ہوا ہو بلند شد۔ منشی احمد حسین رحمہ اللہ بیان می کرد کہ حضرت ایشان سہ چار دقیقہ آن جا استادہ و باز بہ مخلصین فرمودند: "ببینید کہ بہ رفتن ما کبوتر ہا اظہار افسوس می کند"

طوطی و کنجشک

در قفس یک کنجشک بمیل بود کہ حضرت ایشان آن را مرغ زرین می گفتند و نیز دو طوطی بود۔ صبا حاکم حضرت ایشان بہ حرم سرامی آمدند و نزد قفس ہائے این طیور می استادند۔ آن وقت طیور بہ عجب نوع اظہار مسترت می کرد و حضرت ایشان کلمہ مسترت

واہ واہ بر زبان می آوردند۔ ہر روز این معاملہ را میان می دیدیم۔ راست است۔
 بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

حضرات ذوی المجد والاحترام | از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ
 بعض اہل کمال را حضرت ایشان زیارت کردہ اند و بعض

حضرات برائے ملاقات حضرت ایشان آمدہ اند، عاجز بیان آن حضرات می کند۔

حضرت شاہ محمد معصوم | فرزند عم اکبر حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ اسرارہما از حضرت
 ایشان نہ سال بہ عمر کلان بودند (بیان ولادت و وفات را بر صفحہ

ہشتاد و ہفت باید دید) چون کہ ہر دو حضرات برادر حقیقی نہ داشتند و در خورد سالی بہ یک جات تحت
 رعایتہ الجدا لا فجد قیام داشتند لہذا یک دیگر را بہ برادری آدمی کردند۔ و با ہم محبت و مودت زیاد
 داشتند۔ قیام جناب ایشان در رامپور بود۔ احیانا با اہل و عیال بہ دہلی تشریف می آوردند و بہ خانہ حکیم
 محمد واصل خان قیام می کردند۔ حکیم صاحب برادر خورد حکیم عبدالحمید خاں و برادر کلان حکیم محمد اجل خان
 بودند۔ این خاندان حکیمان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ الغریرز بوده۔ چون جناب
 ایشان بہ دہلی می آمدند۔ برائے زیارت حضرت قدس اللہ اسرارہم و برائے ملاقات حضرت ایشان اکثر
 بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ حضرت ایشان بہ دربان ہدایت کردہ بودند کہ چون جناب برادر صاحب آیند مرا
 خبر بدہ۔ بہ عاجز حضرت حافظ محمد یوسف مجددی خسر زادہ جناب ایشان بیان کرد کہ قیام جناب ایشان
 در خانہ واصل خان بود آن جاشخصے نزد جناب ایشان می آمد کہ از وارث علی شاہ چشتی بیعت بود و می
 گفت کہ اشتیاق زیارت حضرت ایشان دارم۔ جناب شما مرا برسانید۔ جناب ایشان فرمودند کہ از
 احوال و کیفیات ایشان شما را علم ہست و من در معاملات ایشان مداخلت نہ می کنم و کسے را نزد ایشان
 نہ می فرستم۔ البتہ این صورت امکان دارد کہ شما در رفاقت ما بہ خانقاہ شریف بروید و ہوش کنید کہ از ما
 جدا نہ شوید۔ درین صورت ملاقات شما ان شاء اللہ خواہد شد۔ چنانچہ آن مشتاق ملاقات بہ میت جناب
 ایشان بہ خانقاہ شریف آمد۔ و من ہم ہمراہ ایشان بودم، جناب ایشان برائے فاتحہ بہ مجر شریف گفتند
 و من نیز رفاقت ایشان کردم۔ آن شخص بہ سیر کردن عمارت مسجد شریف مصروف گشت کہ دران ایام نو
 ساختم شدہ بود۔ درین اثنا حضرت والد بزرگوار شما از خانہ برآمدند۔ چون نظر ایشان بر آن شخص افتاد کہ در
 مسجد شریف می گشت استفسار فرمودند۔ کیستی و از بہر چہ آمدہ ئی۔ بروئے خوف و دہشت غالب آمد و

عرض کرد۔ من مرید وارث علی شاہ ہستم و برائے زیارت حضرت شما حاضر شدہ ام۔ حضرت ایشان بہ درستی وقہر فرمودند کہ این را از خانقاہ شریف بدرکن چنانچہ دربان وے را از خانقاہ شریف بیرون کرد و وقتے کہ این معاملہ با این شخص می شد حضرت عم شہادر مجر شریف تبسم کردہ بہ من گفتند۔ این شخص نصیحتم را در گوش نہ نہاد و پریشان شد و چون ایشان بعد الملاقات بہ قیام گاہ خود رسیدند آن شخص را پریشان حال یافتند۔ بہ وے فرمودند۔ اگر رفاقتم را نہ می گزاشتہی چنین پریشان و سرگردان نہ می شدی۔ حالاً من ترا ہمراہ خود ہم نہ می توانم کہ ببرم۔

پیر وارث علی شاہ مرد مجذوب الاحوال بود و در ادائے نماز از وے کوتاہی بہ ظہوری رسید این فعل را حضرت ایشان بدی گفتند۔ و ملاقات با این چنین افراد خوش نہ داشتند۔

داماد حضرت العم شیخ خلیل النبی فرزند کلان حضرت شاہ ولی النبی بہ عاجز بیان کردند کہ در ایامے کہ حضرت غم شہا بہ دہلی تشریف می آوردند حضرت والد شہا ہر روز برائے ملاقات ایشان بہ "بلیمارن" بہ خانہ واصل خان می رفتند۔ روزے بہ حضرت عم شہا فرمودند۔ برادر صاحب۔ شما این جاقیام کردہ اید و طعام اہل دنیا را تناول می کنید از خوردن طعام اہل دنیا بر دل غفلت طاری می شود، لہذا برائے جناب شما طعام مامی آریم چنان چہ طعام یک وقت ہمراہ خودی آوردند و طعام وقت دیگر بدست مخلص افغانی ارسال می کردند۔ قَدْ سَأَلَ اللَّهُ سِرَّةً وَ تَوَسَّلَ ضَرْبَ نَجَاتٍ۔

فرزند شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد رافت فرزند شیخ
حضرت شاہ ابوالواحد عبداللہ شعور احمد فرزند شیخ محمد شرف فرزند شیخ رضی الدین فرزند شیخ

زین العابدین معروف بہ فقیر اللہ فرزند حضرت محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیو فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرار ہم العلیہ در ماہ رمضان ۱۰۲۶ھ تولد ایشان شدہ۔ کسب سلوک از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی کردہ بہ بھوپال مراجعت کردند و در خانقاہ جد امجد خود مصروف ارشاد شدند۔ نہایت پاکیزہ مشرب و پاک مسلک بودند۔ ہزاران افراد از ایشان مستفید شدند چون بہ دہلی تشریف می آوردند با حضرت ایشان ملاقات ہامی کردند و ہر دو حضرات خوش وقت می شدند و وفات ایشان در ۱۰۳۳ھ واقع شدہ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

فرزند حضرت غلام صدیق فرزند حضرت عبدالباقی فرزند حضرت صفی اللہ
حضرت غلام قیوم فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم
 ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند اکبر حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ

اسرار ہم العلیہ مشہور بہ حضرت صاحب کابل“ اند، حضرت ایشان در عقد ثالث از ایہ چہار و ہم برائے حج بیت اللہ با فرزند کلان خود حضرت فضل محمد و پسر فرزند اوسط فضل عثمان کہ ہفت یا ہشت سالہ بود و جماعتی از مخلصین از کابل برآمدند چون بہ دہلی رسیدند در جامع فتحپوری قیام کردند برائے ملاقات حضرت سیدی الولد چند بار بہ خانقاہ شریف آمدند و حضرت ایشان نیز برائے ملاقات بہ قیام گاہ ایشان می رفتند و نوبتے جناب ایشان را با جمیع زفقار و دعوت طعام دادند، حضرت فضل محمد بیان می کرد کہ بہ اثنائے اکل طعام حضرت ایشان بعض اشعار خود خواندند و چون بہ این شعر رسیدند۔

مردیم و نہ مرد آتش عشق دود دلم از کفن بر آید

بر حضرت ایشان کیفیت طاری گشت۔ دست مبارک ایشان در قاب و خود ایشان غرق در کیفیات بودند چند دقیقہ برین کیفیت گزشت حضرت قبلہ گاہ ہم نیز ازین احوال متاثر شدند“ حضرت ایشان فرمودند۔ کتب خانہ ما را ملاحظہ کنید و کتابے کہ پسند آید بگیری، چنانچہ جناب ایشان کتاب۔ ازالۃ الغین عن بصارتہ العین فی اثبات شہادۃ الحسین۔ تالیف مولوی حیدر علی را پسند فرمودند و حضرت ایشان آن کتابے بہ جناب ایشان دادند۔ این کتاب در مطبع شرمہند واقع لکھنؤ طبع شدہ وفات حضرت صاحب کابل در شعبان ۱۳۳۳ھ واقع شدہ، قدس اللہ سرہ الاقدس۔

حضرت محمد حسن | فرزند حضرت عبدالرحمن، فرزند حضرت عبدالقیوم، فرزند حضرت محمد فضل اللہ فرزند حضرت غلام نبی، فرزند حضرت غلام حسن، فرزند حضرت غلام محمد معصوم، فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم ثانی، فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند حضرت محمد معصوم، فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرار ہم العلیہ۔ صاحب علم و فضل و کمال و ارشاد بودند ولادت ایشان بہ ششم شوال ۱۲۶۵ھ در قندھار بودہ۔ و در سندھ در ٹنڈہ سائیندا و نزد ٹنڈہ محمد خان سکونت اختیار کردند، بہ دوشنبہ دوم رجب ۱۳۶۵ھ وفات یافتند و بہ پہلوئے حضرت والد خود نزد ٹنگر در دامن کوه بہ فاصلہ ہفت کروزہ از حیدرآباد مدفون شدند تالیفات مفیدہ نامدار بہت دارند۔ نوبتے بہ دہلی آمدند و ملاقات با حضرت ایشان کردند۔ ہر دو حضرات بسیار خوش شدند۔ با ایشان بعض خلفائے ایشان نیز بودند۔ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

مولانا اعجاز حسین | فرزند احمد حسین، فرزند غلام محی الدین، فرزند فیض احمد، فرزند کمال الدین، فرزند درویش احمد، فرزند حضرت زین العابدین شاہ فقیر اللہ بھیمی، جناب ایشان برادر خور حضرت ارشاد حسین اند، در ریاست رامپور قیام داشتند۔ از برادر خود و نیز از دیگر علمائے تحصیل علم

نمودند و کسبِ سلوک از برادرِ خود کردند۔ بہ زبان اُردو تالیفاتِ نفیسہ دارند مثل کتابِ اعجازِ کرامت و بہارِ خلافت و رسالہ اعجازِ سلوک و رسالہ اعجازِ الاسناد و رسالہ اعجازِ الصرف و رسالہ در بیانِ بشنوا زنی و رسالہ التاویلات النجمیہ و رسالہ الآیات البینات فی نعت سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم و رسالہ غایۃ التہذیب فی اثبات علم الغیب للحبیب و رسالہ الأجوبۃ الظافرہ علی سوالات القاہرۃ الفاجرہ در رد آن کہ در جمعہ اذانِ ثانی بیرون مسجد دادہ شود و غیر آن۔ احیاناً ایشان شعرِ ہم می گفتند۔ بہ اُردو و بہ فارسی۔ تبرکاً و تذکاراً یک شعر نوشتہ می شود۔

نگہت و حدتِ سبحان چو شامش پُر کرد گشت اعجازِ درین فکر کہ وحدت گیرم

ایشان در احوالِ برادرِ کلانِ خود سہ اوراقِ نوشتہ اند۔ نامہائے بست و سہ خلفائے ایشان را نوشتہ می نویسند کہ صد ہا افراد در علوم عقلیہ و نقلیہ شاگردانِ ایشانند و نصرتِ فیضِ اثرِ حضورِ اقدس ہموارہ شامل حالِ این ہیچمدان بودہ اما وے لیاقتے پیدا نہ کرد و این از کم نصیبی وے است۔ ایشان دوسہ بار در حفلہ میلادِ مبارک از رامپور بہ دہلی آمدہ اند و با حضرت ایشان صحبتہا داشتہ اند حضرت ایشان نیز مراعاتِ ایشان می کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حافظ محمد یعقوب | فرزند حافظ غلام مجدد و فرزند محمد عباس فرزند عزت اللہ فرزند غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل مشہور بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ قدس اللہ سرار ہم العلیہ بہ او آخرِ محرم ۱۲۷۴ھ فرنگیہا بردہ ملی قابض شدند۔ والدِ بزرگوار ایشان در باب خانہ خود نشستہ بودند کہ یک فرنگی خذ لہم اللہ ایشان را نشانہ تفنگ ساخت ہمان جا شہید شدند۔ بود و باش حافظ محمد یعقوب در پانی پت بود۔ بیعت از حضرت شاہ محمد معصوم بودند۔ عجب پاک دل و پاک مشرب بودند۔ بہ خدمتِ حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ عاجز ایشان را عاشقِ حضرات یافتہ بہ نوعی کہ ذکرِ حضرت سیدی الوالد و حضرت جدِ امجد حضرت شاہ محمد معصوم می کردند کم کسے بہ چنین شوق و محبت ذکر کسے خواہد کرد۔ بہ دورانِ بیانِ اکثر کلمہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری می شد۔ رحمہ اللہ قدس سرہ۔

ابو ذکار مولانا سلامت اللہ | از اسلام پور بودند۔ در مدرسہ عالیہ رامپور اتمامِ تحصیلِ علم کردند و در خدمتِ حضرت مولوی ارشاد حسین راہِ سلوک را طے کردہ بفضلِ اللہ

واحسانہ مجمع البحرین گشتہ در مدرسہ دائرہ تدریس و در خانہ دائرہ ارشاد قائم کردہ خلقے را از علوم ظاہرہ و باطنہ مستفید کردند چون در آواسط ۱۲۹۷ھ حضرت جدِ امجد با حضرت ایشان ماہِ رامپور رسیدند مولوی صاحبِ فریفتہ این حضرات شدند قبل از ارتحالِ حضرت جدِ امجد بہ اُردو غزلے گفتہ اند و عاجز ترجمہ بعض اشعار در احوال

مبارک ایشان بر صفحہ یک صد و پنچ و یا بلہا نوشتہ است۔ و چون حضرت سیدی الوالد بہ حجاز مقدس شریف بردند جناب مولوی صاحب این غزل را مخمس ساختہ کہ سی و یک بند دارد۔ درین تخمیس اظہارِ محبت و عقیدتِ خود را بہ وجہ اتم کردہ۔ و چون حضرت ایشان بہ رامپور تشریف بردند مولوی صاحب سراپا محبت و اخلاص گشتہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند۔ سبحان اللہ چہ مبارک وقت بود و چہ مبارک نفوس عاجز بعض مخلصین ایشان را چند سال قبل دیدہ با وجود مضعی نصف قرن چہ ایمان محکم و صدق کامل داشتند کہ اثرے بود از آثار مرشد کامل۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔

مولانا ظہور حسین | ایشان نسباً فاروقی، مذہباً حنفی، مشرباً مجددی و خلیفہ حضرت مولانا ارشد حسین بودند، در علوم عقلیہ و نقلیہ، خصوصاً در منطق از اکابر اساتذہ صدر المدرسین مدرسہ عالیہ رامپور بودند، با وجود تجرّد در علوم ظاہرہ در علم باطن ہم مرتبہ عالی داشتند۔ مثل مشہور است۔ الجنس الی الجنس یمیل۔ چوں حضرت ایشان بہ رامپور رسیدند، در ایشان روح تازہ دمید۔ بعد از سالہا لذت کیفیات و توجہاتِ پیرو مرشد خود را دریافتند۔ لہذا بہ محبت و اخلاص تمام نزد حضرت ایشان حاضر می شدند و لطفہا می برداشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری | شاگرد و خلیفہ حضرت مولوی ارشد حسین بودند۔ از رسیدہ اند۔ حضرت مولوی ارشد حسین عشق و محبت و احترام نبوی را از پیرو مرشد خود حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہا بہ وجہ کامل حاصل کردہ بودند و این مایہ ایمان را بہ شاگردان و خلفائے خود بہ وجہ اتم دادہ بودند۔ لہذا این بزرگواران در دین و ایمان خود صلابت داشتند۔ و از اقوال و عبارات وہابیت و اذناپ ایشان متنفر بودند۔ اگر ازلے و ادبے چیزے می شنیدند بیزاری شدند و بر این حدیث شریف عمل می کردند۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بَيِّدًا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔ چنانچہ یک بار مولوی صاحب از اذناپ وہابیت چیزے بے ادبی یافت و پریشان شدہ باریدہ پر خم و آہ پر سوز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و کیفیت را بیان کرد و جوابے کہ حضرت ایشان دادند برائے قلب حزینش مرہمے بود۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

محمد امیر خان | نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشتند۔ بیعت از حضرت شاہ احمد سعید بودند خط ایشان بسیار عمدہ و پاکیزہ بود۔ برائے حضرت ایشان حزب البحر نوشتہ بودند۔ آن نسخہ نزد برادر عزیز حفظ اللہ تعالیٰ و سلمہ محفوظ است۔ درین نسخہ مبارک نام خود را محمد امیر الدین خان

نوشتہ اند۔ عجب پاک دل و صاف منش بودند چون کہ وجہ معاش چیزے نہ داشتند حضرت ایشان بہ بیان خانقاہ شریف امر کردہ بودند کہ روزینہ ایشان را با صدا و احترام بہ قیام گاہ ایشان ہر روز طَوَّلُ السُّنَّةِ بَلِّ اِلٰی اٰخِرِ یَوْمِہِ رسانیدہ باشد۔ اَن رَوزِیْنہ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوَّتَ آلِ مُحَمَّدٍ کِفَافًا۔ را مثال بود۔ استغناء بہ حدے داشتند کہ غیر از روزینہ مقررہ حضرت ایشان از کسے حَبَّتہ نہ گرفتند۔ شخصے برائے لباس ایشان چیزے از جامہ آورد۔ فرمودند فضل پروردگار راست۔ محتاج چیزے نیستیم۔ و قبول نہ کردند۔ روز خان صاحب عرض کردند۔ حضور! اندرین ایام مسلمانان بسیار پریشان اند۔ حضرت ایشان فرمودند "خان صاحب، شما بزرگانِ ما را در زمانہ قدیم را کہ ہنوز انگلیسہا بر دہلی قابض نہ شدہ بودند، دیدہ اید۔ شما موازنہ آن وقت را با این وقت بکنید۔ درین ایام کہ شما در مسلمانان بے شرمی و بے حیائی می یابید در آن وقت گجا بود۔ و مصیبتے کہ درین ایام ظاہر شدہ این است کہ ایمان پختہ و یقین کامل بر آخرت نہ ماندہ۔ اگر درین دور پر فتن شش صد افراد ذاکر و شافل وفانی فی اللہ جمع شوند و در ذکر شریف مشغول گردند ما امید داریم کہ مالکِ دو جہان جَلَّ و علا از برکت ذکر این جماعت گناہان مایان را بیا مژدہ شامی بینید کہ ماتام دن در دروازہ خانقاہ شریف می نشینیم کہ شاید کسے از بندگان خدا برائے اصلاح احوال قلب خود بیاید۔ لیکن بیشتر افراد کہ می آیند بر حاصل کردن اغراض دنیویہ می آیند برائے حصول رضائے پروردگار بسیار کم افرادی آیند۔ روزے خاں صاحب در حلقہ مبارکہ شریک بودند۔ از فیوضات و برکات متکلیف شدہ ستانہ وار بہ آواز بلند این بیت خواندند۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق ہر ہوسنا کے چہ دانجام و ہندان بافتن
روزے حضرت ایشان در حلقہ شریف فرمودند۔ یک ناخن خان صاحب نزد ما از تمام شمایان بہتر است، ایشان بہ حدے نیک و راسخ الایمان و صاحب الایقان اند کہ اگر یک ناخن ایشان در کفن شمایان نہادہ شود ما از پروردگار خود امید داریم کہ از برکت آن پروردگار گناہان شمایان بخشند۔ از گریبان کار ہادشوار نیست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان فرزند اکبر جناب مولانا اسماعیل کاندھلوی بودند کہ عنقریب
مولانا محمد میان کاندھلوی در بیان کرامات ذکر وفات ایشان خواہد شد۔ مولانا محمد میان

در آبادی حضرت نظام الدین در "مسجد بنگلہ" قیام داشتند و بہ تدریس قرآن مجید و کتب ابتدائیہ از علوم دین مصروف بودند۔ در اہل میوات جہالت بود۔ ایشان سببہا فرمودند کہ این قوم را بہ مسائل دین روشناس کنند۔ کارے کہ ایشان کردہ اندازہ عظیم امور است۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند و معمول ایشان

بود کہ بہ روزِ پنجشنبہ عند العصر بہ دہلی می آمدند۔ نزد "دروازہ ترکمان" در مسجدے قیام می کردند و بہ شب جمعہ بعد العشاء الآخرہ در حلقہ شریفہ حضرت ایشان شریک می شدند و تا ساعت دو از شب مصروف ذکر شریف می ماندند حضرت ایشان از احوال مولانا صاحب بسیار خوش بودند و رسال سی و شش از ماہ چہارم دہم حضرت ایشان از او کلمہ بہ وقت عصر می آمدند، روزی چون بہ محاذات مسجد نگاہ رسیدند فرمودند: اینجا دوست ما مولانا محمد میان قیام دارند و ایشان علیہ اند۔ بچہا بیا سید کہ ایشان را عیادت کنیم۔ چنان چہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و یک افغانی نزد ایشان رسیدیم قیام ایشان در حجرہ مسجد شریف بود۔ ایشان شمالاً جنوباً بر سر پیرے دراز بودند و دو نفر نزد ایشان بودند۔ غالباً از طالبان علم بودہ باشند ضعف نقاہت بر ایشان بسیار غالب بود۔ طاقت نشست و برخاست نہ داشتند۔ چون حضرت ایشان نزد سریر جناب مولانا رسیدند و نظر ایشان بر پیر و بر شد خود افتاد بہ رفقائے خود گفتند مرا بنشانید۔ اگر چہ حضرت ایشان فرمودند مولوی صاحب شمانہ نشینید۔ لیکن شوق و محبت ایشان بر ایشان غالب بود و تکیہ گرفتہ نشستند و حضرت ایشان نزد مولانا صاحب نشستند اولاً استفسار احوال کردند و باز ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند و ہر دو حضرات چشم بند کردہ بہ اندازہ پانزدہ دقیقہ نشستند و باز حضرت ایشان دعا کردہ مراجعت فرمودند۔ چون در عربہ نشستند فضائل و کمالات مولانا صاحب را بیان کردند۔ یک ہفتہ یا عشرہ گزشتہ باشد کہ شب جمعہ در نماز وتر چون بہ سجہ رفتند روح پاک ایشان را ضیئہ مرضیہ پر داز کرد کہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ ۱۵ فروری ۱۹۱۷ء بود۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔ در خاندان خود صرف جناب مولوی صاحب را با حضرت ایشان تعلق بود۔ برادران ایشان علی الخصوص برادر وسط را مسلک دیگر بود۔ لہذا کسے بہ خواہش و وصیت جناب مولانا التفات نہ کرد و نماز ہزارہ راز و خواندہ سپرد خاک کردند۔ عاجز علم نہ دارد کہ حضرت ایشان جناب مولانا را اجازت و خلافت دادہ بودند یا نہ۔ بیانی کہ از حضرت ایشان عاجز شنیدہ دال بر جلالت قدر ایشان است۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

ملا کمال دہلوی نام ایشان مولوی عبدالحق و مشہور بہ ملا کمال بودہ شش سال می شود کہ فرزند ایشان مولوی عبد الرحیم خود را چہ آمدند و دو واقعات را بیان کردند کہ از والد خود شنیدہ اند۔ والد ایشان شاگرد مولانا محمد میان کاندہلوی ہستند۔ عاجزان دو واقعات را می نویسند۔
۱۔ پدر من ہمراہ مولانا محمد میان نزد حضرت ایشان حاضر می شد و اچنانا تنہا می آمد و بیرون دروازہ در کوچ می نشست۔ از وجہ خوف و ہیبت حضرت ایشان در خانقاہ شریف داخل نہ می شد۔ یک بار والد من در کوچ نشستہ بود و حضرت ایشان را اطلاع آمد ایشان شد حضرت ایشان بہ والد من

گفتند: "اے عزیز۔ ماہرے اہل دنیا بندش نہادہ ایم۔ برائے تو نیست، تو شاگرد مولوی صاحب مہتمی"
۲۔ روزے والدہ در خدمت حضرت ایشان نشستہ بود کہ ناگاہ حضرت ایشان فرمودند "ببینید چہ برائے
خوش می آید و چہ روح پاک است۔ بر دید و زیارتش بکنید" چنان چہ ملا کمال و جمیع اہل حلقہ از خانقاہ شریف
از دروازہ غربی برآمدند و دیدند کہ جماعتی یک جنازہ را بردوش برداشتہ روان است۔ چنانچہ ملا کمال و جمیع اہل
حلقہ شاہدادند و قدرے مشایعت کردہ باز گشتند۔

عجب مرد مبارک بود۔ بہ وجہ خوب علم دین خواند و باز علوم دنیویہ
مولا ناجیب الرحمن شروانی را حاصل کردند۔ و از حضرت مولا ناجیب الرحمن گنج مراد آبادی در

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بیعت شدند۔ جناب مولا ناجیبہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی بودند کہ بہ بست دوم
ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بہ عمر یک صد و پنج سال رحلت فرمودند اند۔ جناب حبیب الرحمن رسا داخل سلسلہ
نہ شدہ بود، بلکہ در کسب سلوک سعیہا نمودہ و حق تعالی ایشان را از اصحاب نسبت کردہ بود۔ امارت و
وجاہت دنیوی بہ ایشان دراشتہ رسیدہ بود۔ میر عثمان علی خان نظام حیدر آباد رحمہ اللہ مرد جوہر شناس بود
فضائل ایشان را شنیدہ بہ منصب "صدر الصدور امور ہندوہی" فائز کرد و خطاب "صدر یار جنگ" داد
چنان چہ ایشان سالہا سال بران منصب عالی فائز بودند در علوم دینیہ ایشان را دستگاہ کامل بود،
کتب نادرہ و گران قدر از جمیع فنون جمع کردہ بودند چندین تالیفات قیمیہ دارند، بعد از طلوع شمس بہ روز
جمعہ ۲۶ شوال ۱۳۶۹ھ (۱۱ اگست ۱۹۵۰ء) بہ سن ہشتاد و شش رسیدہ رحلت نمودند رحمہ اللہ و
رضی عنہ۔ ایشان را با حضرت ایشان ارتباط زیاد بود و اجیاناً بہ خدمت مبارکہ می رسیدند۔ و قتیکہ
حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ تعمیر محجر شریف مصروف بودند۔ ایشان درین کار خیر اشتراک مالی
نمودہ اند و چون حضرت ایشان از دنیا رحلت فرمودند ایشان قطعہ تاریخ وفات نظم کردہ اند کہ در فصل نہم
خواہد آمد۔ دران ایام ایشان در حیدر آباد بودند۔ بہ فرزند کلان خود برادر طریقت عبید الرحمن خان شروانی نوشتہ
اند "از مکتوب حکیم فرید احمد خیر رحلت حضرت مولانا ابوالخیر قدس سرہ العزیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ۔ برین حادثہ ملال قلبی است۔ درین ایام از ذات گرامی ایشان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ را رونق زیاد
بود۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز ارشاد کردہ اند کہ "یک گریب زندہ بہ از صد شیر مرده" و حضرت
ایشان شیر زندہ بودند، ایشان را دو پسر بود۔ عبید الرحمن و مسعود الرحمن۔ و ہر دو از حضرت ایشان بیعت
بودند۔ پروردگار جناب مولانا را بہ فضائل ظاہر و باطن و کمالات دنیویہ و دینیہ و بہ وجاہت و عزانت متصف
کردہ بود۔ جَعَلَهُ اللّٰہُ بِفَضْلِہِ وَجِیْہًا فِی الْآخِرَۃِ کَمَا جَعَلَهُ وَجِیْہًا فِی الدُّنْیَا۔

ایشان از حضرت سیدی الوالد در سال ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء بیعت شدہ اند
مولانا عبید الرحمن شروانی

علیہ افضل الصلوٰات و ازکی التسلیمات حاضری شدند و لطفہا می برداشتند۔ و در ایام دیگر نیز می آمدند و روز ہاہ دہلی قیام کردہ در حلقہ مبارکہ شریک می شدند چونکہ با ادب و با اخلاص بودند حضرت ایشان براحوالش نوازشات می کردند۔ چنانچہ در بیان حلقہ و توجہ و در بیان محفل میلاد از فصل دوم بیان بعض نوازشات گزشتہ۔ با عاجز و الباطل سادقہ و صافیہ دارند۔ احیاناً می آیند و یاد ایام عہد زرین را تازہ می کنند۔
حَفِظَهُ اللّٰهُ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصّٰلِحِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ۔

فرزند مولانا رشید احمد گنگوہی، مرد پاک دل و صاف روش بود۔ بعد از وفات پدر بزرگوار خود برائے زیارت حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ چند کس ہمراہ ایشان بود۔ حضرت ایشان بہ محبت و مودت پیش آمدند۔ چائے با شیر طلب کردہ ہمسرا دادند و تا ساعتی ہمراہ ایشان بہ سخنان محبت آمیز مصروف ماندند، و در آخر فرمودند: "مولوی صاحب دوست من بودند و من دوست ایشان" حضرت ایشان بہ این کلام مختصر حقیقت امر را بیان فرمودند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان در سال ۱۲۹۴ھ برائے حج مع رفقا رفتند۔ در مکہ مکرمہ قیام ایشان در قیام گاہ پیر و مرشد خود حضرت حاجی امداد اللہ و در مدینہ منورہ در جائے

استاد خود محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی بودہ۔ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد و حضرت جد امجد در مکہ مکرمہ شدہ۔ مولانا رشید احمد در مسائل میلاد شریف و فاتحہ بزرگان دین با پیر و مرشد خود و با استاد خود اختلاف داشتند و اختلاف ایشان ناشی از بیان لفظ بدعت بود۔ بہ نہیجہ کہ ایشان بیان بدعت می کردند این امور داخل بدعت می شدند۔ حضرت سیدی الوالد را بر این امر اطلاع تام حاصل بود، اما در حقیقت راسخ القدم بودند و در محبت پیر و مرشد خود بے نظیر۔ مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام جامع فتجوری دہلی در بعضے مسائل با مولانا رشید احمد اختلاف داشتند۔ مع ہذا روزی بہ عاجز گفتند کہ یک پیر مرد دوست من بود، وے برائے ملاقات مولوی رشید احمد رفت۔ و نزد ایشان نشستہ بود کہ یک مراسلہ حاجی صاحب نام مولوی صاحب آمد۔ مولوی صاحب آن خط را اولاً بوسہ داد و باز بر چہان خود نہادہ بر سر نہاد و بہ احترام تمام در صندوق محفوظ کرد۔ و مولانا فضل الرحمن فریدی صدر مدرس مدرسہ حسین بخش واقع بازار ٹیا محل دہلی بہ عاجز بیان کردند کہ مولوی زین الدین قادری مشہور بہ کنج نشین سجادہ بیدر (حیدر آباد دکن) می گفت کہ

عجم من مرادیت کرد کہ برائے چند وقت نزد مولوی ندیر حسین دہلوی و نزد مولوی رشید احمد گنگوہی بروم۔ چنانچہ من اولاً نزد مولوی ندیر حسین و باز نزد مولوی رشید احمد رفتم، وقتے کہ من نزد مولوی رشید احمد رسیدم ایشان از بینائی چشم معذور شدہ بودند۔ بہ خدمت ایشان یک دو روز گزشتہ بود کہ مولوی صاحب سر خود را برداشتہ گفتند "افسوس ندیر حسین مرد" و بعد از لحظہ گفتند "افسوس کہ روئے دے از قبلہ برگشتہ است" و چرانہ برگرد کہ در شان اہل حق گستاخی کردن ہمین نتیجہ دارد" عاجز گوید کہ مولوی ندیر حسین در دہلی بیرق و ہایت را برا فرشتہ پور۔ چون درس حدیث شریف می داد بر امام عالی مقام سراج الامہ حضرت ابو حنیفہ زبان طعن درازی کرد و کلمات سوقیانہ بر زبان می آورد۔ غالباً مولانا رشید احمد ازین گستاخیہا بہ دوران قیام دہلی شنیدہ باشند یا کہ پیش ایشان بیان کردہ باشد۔ علی کل حال مکاشفہ ایشان آن بود کہ بیان کردہ شد جناب مولانا حضرات امہ و مشائخ را احترام می کردند۔ چون کہ نسبت بہ ایشان بعض اقوال نامرضیہ اشتہار یافتہ و خصوصاً از وجہ آل فتادی کہ بہ نام ایشان نسبت دارد و مورد قیل و قال اعتراضا شدہ اند۔ ممکن است بعضی از آن فتادی تخریر کردہ ایشان باشد۔ اما بیشترش الحاقی است این حقیقت را اگرچہ چل سال قبل از بعض افراد اہل علم شنیدہ بودم اما درین روز ہا کیے از اجل علماء دیوبند این حقیقت را برو وجہ یقین بیان کرد۔ و نزد عاجز در این امر کلامے و شکے نیست۔ آن فتویٰ کہ جناب مولوی صاحب بہ دست خود نوشتہ و امضار و تہر کردہ بہ حضرت سیدی الوالد ارسال کردہ اند و عاجز آن را در رسالہ خیر الموردر بر صفحہ ۲۷ و در کتاب مقامات خیر بر صفحہ ۵۷۹ نقل کردہ و در فصل دوم این کتاب ترجمہ اش را نوشتہ است در فتادی ایشان موجود نیست۔ افراد متعصب و تنگ نظر کہ مولوی صاحب را محاط بودند سبب قیل و قال گشتہ اند۔ حضرت سیدی الوالد را با جناب مولوی صاحب تعلق و ارتباطی بود کہ تقدیم فی بیان ابنہ و بیاتی فی الفصل الخامس المکتوب الذی کتبہ الی ظہور الحسن کرتپوری۔ وفات جناب مولوی صاحب بہ روز جمعہ ہشتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ واقع شدہ (رحمہ اللہ و رضی عنہ)۔

مولانا محمد قاسم نالوتوی | ایشان با مولانا رشید احمد بہ حج رفتہ بودند و در حرم مکہ مکرمہ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد شدہ بود، می فرمودند کہ حضرت والد ماجد علیہ و صاحب فراش بودند، خدمت حلقہ و توجہ متعلق بہ من بود، روزے چون از حلقہ فارغ شدہ قصد مراجعت بہ خانہ کردم مولوی صاحب آمدند و استفسار از حضرت والد ماجد کردند، گفتم کہ حضرت ایشان صاحب فراش اند۔ ایشان گفتند۔ خواہش دارم کہ عیادت و زیارت ایشان کنم۔ گفتم ہمراہ من بیائید۔ چون بہ خاتم یکے از مخلصین سجادہ را برداشت۔ مولوی صاحب گفتند این خدمت امروز برائے

من بگزاید۔ وایشان اصرار کرده سجاده را برداشتند و با من بیامدند و نزد حضرت ایشان نشسته به محبت آهنگی حضرت ایشان را مالیدند و گفتند: در هندوستان دو دجال پیدا شده اند، حضرت شما دعا فرمائید که پروردگار از شر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد، مولوی صاحب نام هر دو دجال ظاہر نہ کردند، وفات ایشان بعد از نماز ظہر بہ روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ شدہ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

قاضی سید محمد اسماعیل | از قصبہ منگور، توابع سہارنپور، و خلیفہ شیخ محمد تھانوی خلیفہ میاں نجی نور محمد چشتی، مرد ذاکر و شاغل و صاحب ارشاد بودند۔ در اوائل دور حضرت

ایشان بہ دہلی آمدہ ملاقات کردند، اثر صلاح و کمال ایشان در مریدان ایشان لایح بود، بہ روز دوشنبہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۷ھ بہ عمر شصت و سہ سال وفات یافتند، مطابقت با سر و اردو عالم صلی اللہ علیہ وسلم در روز و تاریخ و ماہ و عمر یافتند۔ سبحان اللہ چہ سعادت عظمیٰ است۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

سید محمد امام جامع دہلی | ایشان از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی بیعت بودند، عجب مرد مبارک خصال و مبارک احوال بودند، قرآن مجید را حافظ بودند

و ہمہ وقت بہ تلاوت شریفہ طب اللسان می مانند چون حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند در رمضان برائے استماع قرآن مجید بہ خانقاہ شریف می آمدند و از حقائق صلاۃ و قرآن و کعبہ لطفہا می برداشتند و در حلقہ شریک شدہ از کیفیات توجہات پیر و مرشد خود برومندی شدند، بہ عمر ہفتاد و سہ سال رسیدہ بہ روز جمعہ سوم ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ رحلت نمودند و بہ جوار حضرت محدثین دہلویہ قدس اللہ اسرار ہم در گورستان مہندیان مدفون شدند رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

سید احمد شمس العلماء | بعد از پدر خود (سید محمد) امام مسجد جامع بودند۔ در اوائل احوال از استماع اقوال مخالفان بر حضرت ایشان چیزے ایرادت می گرفتند۔ اما در اوخر

احوال از جان و دل مخلص حضرت ایشان شدہ بودند بیعت از مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی بودند چون نزد حضرت ایشان می آمدند نزد خود ایشان را جائے می دادند، نظر السیادتہ۔ بعد از وفات حضرت ایشان نگرانی تعمیر مزار حضرت شاہ گلشن کردند و بہایان برادران بانہایت محبت پیش می آمدند۔ وفات ایشان بہ روز چہار شنبہ ۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ھ) واقع شد و متصل بہ مسجد جامع در گوشہ شمال غربی مدفون شدند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

سید محمد امام عیدگاہ | بعض افراد ایشان را سید محمد حسن نیز گویند۔ ایشان حافظ قرآن و امام عیدگاہ دہلی بودند۔ عجب مرد پاکیزہ صورت و پاکیزہ سیرت بودند۔ وقتے کہ حضرت

ایشان در تراویح امامت می کردند، ایشان به خانقاه شریف می آمدند و لطفهای برون داشتند، وفات ایشان بستم ربيع الاول ۱۳۳۶ هـ شده و در جوار سید حسن رسول نما مدفون شدند، به روز سوم در مدرسه حسین بخش جلسه فاتحه و دستار بندی و جانشینی فرزند ایشان سید طاہر حسن بود، حضرت ایشان تشریف بردند و بر سر طاہر حسن دستار بستند و بر لے پدرش دعائے مغفرت کردند و لے از حضرت ایشان بیعت شد۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مولانا محمود احسن | ایشان صدر مدرس مدرسه دیوبند بودند۔ در ۱۳۲۹ هـ قیام حضرت ایشان بر لے چند ماہ در میرٹھ بود۔ در ان ایام روزے صبا حاکم جناب مولانا برائے ملاقات آمدند۔ حضرت ایشان به وجہ احسن با ایشان ملاقات کردند و از انداز یک ساعت مدت ملاقات طول کشید۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا مفتی عزیز الرحمن | ایشان خلیفہ شاہ رفیع الدین دیوبندی بودند و شاہ رفیع الدین از خلفائے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ بودند۔ مولوی حافظ کفایت اللہ در ان روز با تفسیر منظر می پیش حضرت ایشان می خواند تا حضرت ایشان آن را تصحیح فرمایند و لے از مفتی صاحب بیعت بود۔ حافظ کفایت اللہ بیان می کرد کہ روزے جناب مفتی صبا برائے ملاقات نزد حضرت ایشان رفتند و من در رفاقت ایشان بودم حضرت ایشان بر لے مفتی صاحب بر جائے خود ایستادند و بسیار به محبت ملاقات کردند چہان ہر دو حضرات اشکبار بود۔ عاجز گوید جناب مفتی صاحب نسبت مبارکہ را با خود آوردند و حضرت ایشان را به خود کشیدند۔ و حافظ کفایت اللہ بیان کرد کہ بعد از چند وقت جناب مولانا محمود احسن و جناب مفتی عزیز الرحمن باز برائے ملاقات حضرت ایشان رفتند و من در خدمت آنها بودم۔ ہر سہ حضرات بسیار پُر از محبت ملاقات کردند۔ جناب مفتی عتیق الرحمن فرزند جناب مفتی عزیز الرحمن به عاجز گفتہ اند کہ در سال سی یا سی و یک حضرت والدہم بہ دہلی تشریف آوردند و با حضرت ایشان ملاقات کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا احمد حسین خان امر وہوی | مؤلف جواہر مجددیہ و جواہر معصومیہ و جامع گران مایہ ثنویات مترجم حضرات القدس اند شاگرد مولانا سید احمد حسن امر وہوی

و خلیفہ والد خود عباس علی خان بودند۔ عجب مرد کامل و فاضل بودند۔ در سال سی و سہ از ماتہ چہار دہم در محفل نکاح خواہر کلاں ایں عاجز شریک شدند۔ از ملاقات ایشان حضرت ایشان بسیار خوشی شدند و بعد از نماز جمعہ در خانقاه شریف وعظ کردند۔ حضرت ایشان دو زانو نشسته از اول تا آخر استماع فرمودند و بسیار خوش شدند۔ عاجز در ان ایام نور سال بود ہر چہ نوشتہ از مخلصین پاک نہاد شنیدہ و نوشتہ، ایشان می گفتند

کہ در وعظ مولوی صاحب اثرے بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا عبدالکافی الہ آبادی | در نکاح ہمشیرہ محترمہ شریک شدند و بہ صباحش چون قوالان بادف غزل خواندند و بر حاضرین کیفیات مبارکہ ظہور کرد، ایشان نیز شریک

بودند۔ عجب مرد مبارک و صالح بود۔ سیمائے رشد و صلاح بر ایشان ظاہر و باہر بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

قاری عبدالرحمن الہ آبادی | ایشان برادر خورد قاری عبداللہ شیخ القرامکہ مکرمہ بودند۔ در حفلہ نکاح خواہر کلان آمدند۔ حضرت ایشان از آمد ایشان خوش شدند۔

حضرت ایشان می فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد من است۔ در مکہ مکرمہ از کتاب ہا خواندہ۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

مولانا نور احمد سپہری | از امر تسر عجب مرد صالح بود۔ از اعمال صالحہ ایشان کہ ہمیشہ یاد خواہد ماند طبع کردن مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ

احمد فاروقی است در ۱۳۳۴ھ از طباعت مکتوبات شریفہ فارغ شدہ اند۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت

بودند۔ از مکتوبات مبارکہ چند نسخہ ہائے قلمی نزد حضرت ایشان بود و مولوی نور احمد در تصحیح مکتوبات

آن نسخہ ہا پیش روئے خود داشتہ بود و در بعض جا ہا از حضرت ایشان استفسار نیز می کرد۔ در نکاح ہمشیرہ

کلان مولوی صاحب آمدہ بودند۔ بہ صباح آن شب از علما و مشائخ و عمائدین و مخلصین خانقاہ شریف

پُر بود و حضرت ایشان با و اردین مصروف کلام بودند کہ دوسہ قوال (خوانندگان نعتہا) آمدند و خواہش

کردند کہ چیزے بادف بخوانند۔ حضرت ایشان متصل بہ صحن مسجد شریف نشستند و قوالان نعتے خواندند مولوی

نور احمد متحیر ماند و قدرے دور تر نشست آن وقت عجب کیفی بر حاضرین طاری گشت و صدائے آہ و بکا

و اللہ و یا ہوا ز جہا ر اطراف بلند شد۔ ملا عبدالحلیم آخوند زادہ کہ از اخص خواص بود بہ وجد درآمد و آواز بلند

گفت۔ سبحان اللہ، حضرت ایشان را چہ پایہ بلند در طریقہ چشتیہ است۔ مولوی نور احمد کہ منقبض الصدر

دور تر نشسته بود مورد نظر فیض اثر حضرت ایشان گشت۔ حضرت ایشان بہ دے فرمودند: "نور احمد بیا۔

امروز دریائے رحمت در جوش است اگر کافر صد سالہ باشد مسلمان گردد" بہ استماع این کلام انقباض

وے دور شد و در محفل شریک شد۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔ عاجز یاد نہ دارد و نہ از کسے شنید کہ غیب ازین

روز گاہے حضرت ایشان سماع بادف شنیدہ باشند۔

حکیمان خاندان شریفی | حکیم شریف خان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ از اطبائے مشہور بودہ۔ از اولاد ایشان حکیم محمود خان و پسران ایشان

عبدالمجید خان و واصل خان و حافظ محمد اجل خان را شهرت زیاد حاصل است۔ در آیا میکہ حضرت ایشان از عربین شریفین بہ دہلی تشریف آوردند محمد خان کلان سال مؤمن بودہ۔ وے از دل و جان معتقد حضرت ایشان شدہ۔ اکثر بہ مردمان می گفت: "ما حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم البتہ احوال مبارکہ ایشان را شنیدہ ایم و خواندہ ایم۔ اگر کسے خواہش دارد کہ اثرے ازان احوال مبارکہ دریا بد پس بہ خانقاہ شریف برود و بہ چشم سر ببیند" فرزند کلانش عبدالمجید خان را با حضرت ایشان ارتباط و تعلقے بود و تا وقتے کہ بہ قید حیات ماند خدمت معالجہ وے می کرد۔ بہ دوران این خدمت یک لطیفہ نیز پیش آمدہ و بیاناش چنین است کہ حکیم صاحب نسخہ تجویز کردند حضرت ایشان بر رقعہ اظہار اختلاف کردہ بہ ایشان ارسال کردند ایشان تحت تحریر حضرت ایشان این معنی نوشتہ اند: "حضرت والا، پروردگار درین فن مرابصیرت عنایت کردہ بہ مثلنے کہ حضرت شمارا در علم باطن عطا کردہ" عاجز این رقعہ را خواندہ است۔ راست است کہ اصحاب کمال را شانے می باشد بر صفہ ۵۵ نیز بیان حکیم صاحب در ذکر فتویٰ کفر شدہ است۔ حضرت ایشان را نیز با افراد این خاندان ارتباط و مودت بود۔ نام بہ یاد عاجز نہ ماندہ کہ واصل خان بود یا غلام رضا خان یا دیگرے۔ چون وے حج کردہ بہ دہلی رسید حضرت ایشان برائے تقدیم ہدیہ تبریک بہ محطہ قطار آہن (اتاسیون) تشریف بردند، و این گونه شرف بہ کسے دیگر حاصل نہ شدہ۔ چونکہ واصل خان بہ امور باطنیہ نیز قدسے مائل بود لہذا حضرت ایشان بیشتر واصل خان را بہ پیرزادہ یادمی کردند۔ بہ روز جمعہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ ہجری (۲۰ جنوری ۱۹۱۲ء) حکیم محمد اجل خان باڈاکٹر مختار احمد انصاری و حاجی عبدالغفار علی جان نزد حضرت ایشان آمدند و حضرت ایشان برائے معاونت مملکت ترکیہ یک ہزار و پنچ صد روپیہ بہ آنہا دادند۔ وقتے کہ حکیم محمد اجل خان نکاح اولاد خود کردند حضرت ایشان بہ شریف منزل رفتند و شریک محفل ازدواج شدند۔

رحمہم اللہ و رضی عنہم اجمعین۔

خاندان خانان | عبد الرحیم خان فرزند محمد تقی خان و کرم اللہ خان فرزند آغا جان حقیقی ابنار العم بودند۔ بود و باش ایشان در یک کلان حویلی در علاقہ ٹیٹیا محل بود۔ مابین ایشان بہ نوعی محبت بود کہ در برادران حقیقی کم دیدہ شد کہ کرم اللہ خان مشہور بہ نشی نئے خان از خصوصی مخلصان حضرت ایشان بود، در تعمیر خانقاہ شریف مدگار و معاون حاجی فیض اللہ بود۔ در ۱۳۳۵ھ از وجہ علالت و نقاہت طاقت حرکت نہ داشت، چون حضرت ایشان قصد کوٹہ کردند خان صاحب دینس برائے تودیع خود را بہ محطہ قطار آہن رساند۔ چون کہ طاقت نشستن نہ داشت۔ دینس دراز کشیدہ بود۔ در محطہ حضرت ایشان نزد خان صاحب رفتند۔ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند خان صاحب دست مبارک را گرفتہ

برچشان خود نہاد۔ ولبوسہ داد۔ وَكَانَ ذَاكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِالْمُرْشِدِ۔ از کونٹہ حضرت ایشان در مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ نوشتند: از احوال ضعف و نقاہت خان صاحب کہ طاقتِ گفتار ہم نہ ماندہ و نجیدہ شدم۔ نسبت بہ مزار قبلہ عالم حضرت سید نور محمد بدایونی آن چہ رائے خان صاحب است رائے من نیز ہمان است۔ حاجی عبدالغنی و حافظ عبدالحکیم را خبر کنید۔

وَكُنْ عَلَى الدَّهْرِ مَعُونًا لِذِي آمَلٍ يَرْجُو نَدَاكَ فَإِنَّ الْحُزْنَ مَعُونٌ

اگر کے مصداق ایں شعر است، آن خان صاحب است: چون وفات خان صاحب شد بہ مولوی بدرالاسلام دہلوی نوشتند۔ از خبر انتقال خان صاحب ہمہ مایان را رنجہ رسید کہ بیانش چہ کنم۔ ایشان را فرزند نیست۔ اہلیہ و خواہر و برادر زادہ دارند۔ شہا و عبدالحکیم رفتہ از جانب ما ہمہ تعزیت کنید۔

امروز گرا ز رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا ست درین بزم زما ہم اثرے نیست
اللہ تعالیٰ ایشان را غریقِ رحمت سازد و تمام گناہان ایشان را معاف کند و جائے ایشان در جنت کند
والسلام پچشنبہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ (۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

برادرش عبدالرحیم خان اگرچہ بیعت نہ بود لیکن بہ عقیدت و محبت از مریدان گویے سبقت
برہ بود چون وقتِ آخرش رسید بہ ہوشی برے غالب شد و چون قدرے بہ ہوش می آمد می گفت: "قلم
دوات بیا و حساب بدہ" خان صاحب ازین احوال پریشان شدہ بہ درگاہ خیر عالم رجوع کرد حضرت
ایشان با خان صاحب بہ خانہ اش رفتند۔ نزد عبدالرحیم خان قدرے مراقب شدند۔ و باز ایشان را بہ
مبارک دستہائے خود حرکت دادند و سہ بار "خان صاحب" گفتند۔ بہ نوبت سوم خان صاحب بہ ہوش
آمدند۔ و دست مبارک حضرت ایشان را گرفتہ اظہارِ نیاز مندی و عاجزی کردند۔ حضرت ایشان دست
عبدالرحیم خان را در دست مبارک خود گرفتہ تو بہ اش دادند و استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت تلقین
فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند۔ و چون قصد مراجعت فرمودند، خان صاحب دست مبارک را
بہ دست خود گرفتہ بر حشیم خود نہاد و لبوسہ داد و عرض کرد: حضرت والا، شما عاقبت مراد درست کردید چون
حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند یک شعر اردو از غلام امام شہید خواندند، مفہومش بہ این طور
است: "غلامانِ مسیحائے مدینہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ تا این ایام صدمہ دہائے صد سالہ را در آنے
حیاتِ طیبہ می بخشند" و باز از اشعار خود سہ شعر اردو خواندند و مفہوم آن بہ این طور است: "اگر از
دل پر وہ غفلت برداشتہ شود، دل را از خود دوام حضور نصیب گردد۔ حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام
محببت حضرت احمد ست۔ برق طور از خود در تلاش جبل احد است۔ این خانہ از فیوض عمر روشن است،

از خود در سینه خیر نور نیست“ اثرے کہ بر عبد الرحیم خان شد اہل خاندانش را بہ صدقِ دل مخلص و غلام حضرت ایشان ساخت۔ دو یا سه روز خان صاحب زندہ ماند۔ درین دوران چون بہ ہوش می آمد می گفت “نماز اوقت شدہ۔ جائے نماز و آفتابہ و لگن بیارید“ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي يُقَلِّبُ قُلُوبَ الْعِبَادِ كَيْفَ شَاءَ۔ پسرش عبد المجید خان خواجہ از دل و جان منتقد حضرت ایشان بود، اثر می گفت “از یاد ایشان یاد سلف صالح تازہ می شود و دورِ حضرات صحابہ یادی آید“ وے جنازہ پدر خود را بہ خانقاہ شریف آورد تا حضرت ایشان امامت فرمایند حضرت ایشان در نماز جنازہ قدرے وقفہ دادند و فرمودند درین تاخیر فائدہ خان صاحب بود و باز امامت فرمودند۔ رحمہ اللہ جمیع افرادِ ہذہ العائلۃ و رضی عنہم۔

زائرینِ آخرین

برائے ملاقات و زیارت حضرت ایشان خلق خدا از اطراف و جوانب می آمد عابز نام چند افرادی نو پسید۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی، خواجہ حسن نظامی (مصور فطرت) مولانا مظفر علی خان مدیر روزنامہ زمیندار۔ ڈپٹی محبوب عالم۔ مصباح الدین حقّی۔ پیرزادہ مظفر احمد۔ مولوی عبد الاحد مالک مطبع مجتبائی و شرف الدین سورتی کتبی در سال بست و دو یا بست و سه از ماتہ چہار دہم بہ خدمت مبارکہ رسید و بیعت شد و از طریقہ اتباع سنت متاثر شد و فیما بعد بہ نجد و حجاز رفت و در عقائد متبع محمد بن عبد الوہاب شد، و علی رسا زینل کہ فی ما بعد از اکابر تجار شد۔ وے بیان می کرد کہ در سال بستم یا یک دو سال بعد بہ خدمت حضرت ایشان بہ دہلی حاضر شدم۔ دران ایام اموال و دولت نہ داشتم در خانقاہ شریف اختفا لے بود۔ من در اواخر صفوف نشستم کہ قریب تر بہ جائے جفت کشیدن بود۔ چون محفل اختتام یافت حضرت ایشان بہ مخلص فرمودند۔ در اواخر صفوف شخصے نشسته است ویرا بیار۔ چنان چہ وے مرا بہ خدمت مبارکہ رساند و من بیعت شدم، و حاجی محمد صدیق بلوچ مستنگی خلیفہ ملا علی محمد قندھاری کہ سلسلہ طریقتش بہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ می رسد۔ وغیرہم۔

نبذۃ من الکرامات

در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از احمد و ابن ماجہ نقل است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ می گوید، اے فرزند آدم از مہمات و مشاغل دنیویہ فارغ شو برائے عبادت من، پُر کنم سینہ ترا بہ غنائے بے نیازی از خلق، و اگر برائے عبادت من خود را فارغ نہ سازی، پُر کنم دست ترا بہ اشغال گوناگون و در نہ بندم فقر و احتیاج ترا، ساحتِ سینہ مبارکہ و خانہ قلبِ مطہر حضرت ایشان قدس سرہ یکسر از برائے عبادت پروردگار فارغ شدہ بود لہذا کارہائے دنیویہ را کار ساز حقیقی از خود اجرامی داد و دو سال قبل از واقعہ وفات کارے از قوانین حکومتی در پیش آمد۔ عاجز دید کہ مکتبے ازالہ آباد برائے زیارت آمد۔ وے از

انگلستان قانون خوانده آمدہ بود۔ برائے کار حضرت ایشان دو شب حاضر شد و باز دیدہ نہ شد و شبے دونفر از علماء حاضر شدند و بیان کردند کہ ما از مولانا عبدالحق خیر آبادی معقولات خواندہ ایم و ایشان در اظہار علمیت خود مشغول شدند، ہمدردان وقت از رامپور مولوی سردار احمد وکیل مجددی رسیدند حضرت ایشان فرمودند: ”یہ سردار احمد و بشنو کہ این دونفر چہ می گویند۔ مولوی سردار احمد رحمہ اللہ از روئے لباس و ہیئت و صورت از زمرہ علماء معلوم نہ می شد۔ صورت ظاہر ایشان را دیدہ آن دونفر مصروف اطراف تعریفات خود شدند۔ سردار احمد متبتم بود و حضرت ایشان خاموش۔ چون آن دونفر از ادعا ہا فارغ گشتند مولوی سردار احمد بر کلام ایشان بہ نوعی مواخذہا کردند کہ طاقت دم زدن برائے ایشان نہ ماند و واجہ مساکت ماندند۔ مولوی سردار احمد در آخر بہ ایشان گفت شمایان را نسبت بہ مولانا عبدالحق نیست۔ من بہ خدمت ایشان سالہا ماندہ ام۔ با گرجیزے دارید بیان کنید۔ این شنیدہ آن دونفر کبیدہ و شرمندہ رخصت شدند و اظہار کفی اللہ المؤمنین القتال شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ در میرٹھ حضرت ایشان بیان یک واقعہ کردند۔ یکے از علماء گفت این واقعہ درست نیست۔ بہ ہمان وقت مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی بہ خدمت مبارکہ رسیدند۔ ہر دو افراد از شاہدان آن واقعہ بودند و مولوی شمس الدین بیان واقعہ در خدمت شریف کردہ بود۔ حضرت ایشان رو بہ سوئے ایشان کردہ فرمودند۔ اے عزیز جواب بدہ۔ مولوی شمس الدین حقیقت را بیان کرد: ”وَ كَانَ عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ“ را اظہار شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ معمول حضرت ایشان بود کہ در عمارت دروازہ غربی خانقاہ شریف بر تخت می نشستند و بہ مطالعہ کتاب یا ذکر شریف مصروف می شدند، چون کہ دروازہ مفتوح می بود دربان بہ جہت شارع نشستہ می بود تا سہ در نیاید، روزے یک پشادری کہ افسر پولیس برتری بود، چیزے استخفاف کردہ در گزشت، حضرت ایشان روئے خود را برگشتانندہ لا حول خواندند بہ روز و دم نیز این صورت پیش آمد۔ بہ روز سوم واقعہ عجیبہ روئے داد کہ حضرت ایشان بر تخت نشستہ بودند و آن شقی بید خود را چرخ دادہ بہ شان فرعونیت تمسخر کنان از پیش دروازہ می گزشت کہ از جانب دیگر یک دیوانہ فرزانہ نمودار شد و دست در گریبان پشادری انداخت و در طرفتہ العین ویرا برداشتہ بر روئے زمین زد و بر سینہ وے نشستہ چند لکلمات شدیدہ زد و بہ آخر بر رویش بُصاق انداخت و ستانہ وار بر خاست و ہرفت۔ بعد ازین آن شقی دیدہ نہ شد۔ فَقَطَّعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الدِّينِ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بادشہ کشور افلاک دل قطب درین کرۂ املاک گل
پیر و فاسق گنج دہ ناقصان زوہر و نور مہ کامان

راست بود ہر سخن راستمان کادمہ از صدق بود داستان

تبعاً لسنن سادۃ المشائخ عاجز چند کراماتِ حضرت ایشان می نویسد۔

یک پادری وزن فے

حضرت ایشان در باغ روشن آرا بر مصطبہ قبلہ روز چہار زانو نشسته مصروف ذکر شریف بودند۔ و ماہر سہ برادر در مرعزار بہ کرہ بازی مشغول بودیم۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ یک زن و مرد از انگلیسہا قریب مصطبہ رسیدہ کلاہ خود را در دست گرفتہ بہ ادب تمام جانب حضرت ایشان سر ہائے خود را انحناء دادند حضرت ایشان را چشم مبارک بند بود۔ انگلیسہا بہ ادب دست بستہ استادہ ماندند۔ این کیفیت را چون عاجز ملاحظہ کرد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان بہ آواز قدم این عاجز چشمہا کشادہ فرمودند: "زید چہ شدہ" عاجز عرض کرد: "جنابا یک انگلیسی و یک میم بہ انتظار حضرت شما استادہ اند۔ حضرت ایشان بہ جہت ایشان ملتفت شدند۔ و ایشان سر ہائے خود را انحناء دادہ احترام بجا آوردند۔ حضرت ایشان پرسیدند: چہ می گوئید، مرد انگلیزی عرض کرد: آیا مایان نزد شما بیائیم؟ فرمودند: بیائید۔ چنان چہ ہر دو نزد حضرت ایشان رسیدہ اذلا زانو ہائے خود را بر زمین نہادہ و سر ہائے خود را انحناء دادہ احترام بجا آوردند و باز مرد انگلیزی استفسار کرد۔ شما چہ کاری کنید حضرت ایشان فرمودند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم" انگلیزی کلام حضرت ایشان را نہ فہمید و بہ سوے عاجز نظر کرد۔ اگر چہ عاجز انگلیزی نہ می داند لیکن تعبیر بعض مطالب بہ نوعی می کند۔ چنانچہ عاجز بہ دے گفت کہ حضرت ایشان پیشوائے مذہبی مسلمانان اند۔ چون از عاجز این سخن شنیدند ہر دو احتراماً سر ہائے خود را پست کردہ احترام بجا آوردند۔ باز مرد انگلیزی گفت من از فرقہ "بروتانت" یک پادری ام و این زن عیال من است۔ و بعد از چند دقیقہ ہر دو رخصت شدند۔ چون می رفتند تا سر مصطبہ بہ رجعت قہقری رفتند و باز استادہ سر ہارا انحناء دادہ تہنیت بجا آوردہ بہ ادب باز گشتند۔

یک انگلیزی

حضرت ایشان سالہا برائے تفریح بہ کوہے می رفتند کہ بہ جہت شمال غربی شہر قدیم دہلی واقع است۔ این کوہ شمالاً جنوباً واقع است و بر سر کوہ شارع است جہت شمالی را "بادشا" و جہت جنوبی را "فتح گرٹھ" می گویند۔ روزے در باوٹہ بر مصطبہ حضرت ایشان قبلہ رو مصروف عبادت و ذکر بودند و مایان بہ سیر و تفریح مشغول بودیم ہمراہ مایان ملا صاحب خان قمبرانی بود۔ مایان دیدیم کہ یک افرنکی در پس درختان خود بہ نوعی استادہ شد کہ اگر حضرت ایشان چشم واکندے بہ نظر نیاید و باز دے کلاہ خود در دست گرفت و سر خود را بہ جانب حضرت ایشان انحناء داد و بہ ادب استادہ شد و از زمین

برگہائے درخت حضرت ایشان رامی دید بہ اندازہٴ دہ یا پانزدہ دقیقہ برین کیفیت ماند و باز دوسہ بار بہ جناب حضرت ایشان سر خود را پست کرد و چند قدم رجعت قہقری کردہ را خود گرفت، این کیفیت را از اول تا آخر عاجز و ملا صاحب خان دید۔ وَلِلّٰہِ فِی عِبَادَہٖ شُکْرٌ۔

برادہٴ آخر محرم ۱۳۹۰ در گھوہی از توابع اعظم گڑھ در خانہٴ استادی
منتحرے را تویخ کردن مولانا محمد عمر، جناب مولانا سید عبد الجلیل درج ذیل واقعہ بیان کردند۔

در آیامے کہ من بہ کوئٹہ می رفتم یک افغانی در کوئٹہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید، وے بسیار تنگدست و پریشان حال بود۔ روزے بہ قصد خودکشی بالائے "کوہِ مُردار" رفت۔ این کوہ بسیار بلند است و متصل بہ "کاسیان" جہت شرق واقع است۔ وے ارادہ کرد کہ از بالائے کوہ خود را بیفکند، ہمینکہ ارادہٴ جست و نڈن کرد کہ از عقب ویرا محکم گرفت۔ چون بہ جانب گیرندہ نظر کرد جناب حضرت صاحب راقائم یافت حضرت ایشان ویرا بہ قہر فرمودند۔ اے خبیث تو شرم نہ داری و از زن ہم دُون ہمت شدی کہ خود را می کشی، باز چند دراہم بہ وے دادند و فرمودند برو یک تیشہ در لیمان بگیر قوتِ حلال بہ فروختن ہنرم حاصل کن۔ مولوی صاحب گفتند این واقعہ را خود آن شخص بہ من بیان کرد کہ قصداً انتحار کردہ بود۔

حضرت ایشان یک سال ملا صاحب خان را برائے خدمت
ملا صاحب خان ممبرانی خواہر کبریٰ بہ قصور فرستادند، بیرون شہر قصور قبرے بود۔ اہالی

آن جا ہر سال عرس صاحب قبری کردند ملا صاحب خان برادر رضاعی این عاجز بود۔ وے بیان کرد کہ من نیز برائے سیر بہ آن جا رفتم دویدم کہ ہزاران مرد و زن آن جا مجتمع شدہ اند و جا بہ جا مجالس شرب و رقص برپا است و فسق و فجور را رواج تام حاصل است۔ بہ روز سوم از دہلی مکتوب حضرت ایشان بہ نام من رسید نوشتہ بودند "آیا ترا برائے فسق و فجور و خباثت فرستادہ ایم" بہ رسیدن این خط تو بہا کردم و پس ازان روز ہیچ گاہ بہ چنین مجالس نہ رفتم۔

ساکن النوپ شہر از توابع بلند شہر بہ عاجز بیان کرد کہ در خدمت حضرت ایشان
سید احمد حسین بہ "چراغِ دہلی" رفتم، چون حضرت ایشان از مزار پُرانوار حضرت نصیر الدین قدس

بازی گشتند من در پس حضرت ایشان روان بودم بر من احوالے طاری شد و دران احوال من قدرے ازان خاک پاک برداشتم کہ پائے مبارک حضرت ایشان بران نہادہ شدہ بود۔ چون بہ خانہ رسیدم آن مبارک خاک را خوب سائیدہ در کحلہ انداختم و با کحل خلط کردم و آمیزش دادم و آن را استعمال می کردم۔ چون بہ سلسلہ خدمتی حکومت بہ شہر پونا رسیدم آن جا یک شخص بہ من گفت کہ بنیائی چشم من

رو بہ زوال است، ہر چند علاج کردم فائدہ نہ شد۔ من آن شخص را قدرے ازان کھل دادم۔ عجب لطف پروردگار را ظہور شد کہ مینائی دے کاملاً عود کرد۔ عاجز گوید کہ امام نووی در باب الرخصة فی التخلّف عن الجماعة از شرح صحیح مسلم در حدیث عثمان بیان فوائد کردہ و نوشتہ۔ ومنہا التبرک بالصالحین اثارہم الخ۔ حق تعالی سید احمد حسین البصیرت غایت کرد و قَبْضُ قَبْضَةٍ مِّنْ اٰخِرِ الْمُرْشِدِ الْکَامِلِ وَاَنْتَفَعَ بِهَا، و سید احمد حسین این ہم بیان کرد کہ در پونا نزدیک مولوی صاحب می نشستم و بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ از کونہ حضرت ایشان تحریر فرمودند۔ در وظیفہ تو کدورت بہ نظر درمی آید۔ آیا نزد بدعقیدہ افسردہ نشینی۔ من متحیر ماندم کہ کدام شخص بدعقیدہ است و حسب معمول نزد مولوی صاحب رفتم، وقتے نہ گزشت کہ شخصے با چیزے از شیرینی نزد مولوی صاحب آمد و گفت، این شیرینی برائے فاتحہ حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر قدس سرہ آورده ام۔ شما فاتحہ خواندہ ایصالِ ثواب بکنید۔ مولوی صاحب گفت۔ این ہمہ بیکار است و ما این را نہ می کنیم، وقتیکہ من از مولوی صاحب این سخن شنیدم دانستم کہ شخص بدعقیدہ ہے است و از صحبت دے کنارہ کشیدم و در باطن خود حلاوت و تازگی محسوس کردم۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ از قریہ مغل، یاخیل، کٹواڑ مخلص پاک باطن بود۔ و سببہا کرد کہ بر نہج حضرت ایشان **ملاطیب** تلاوت قرآن مجید کنند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ آیا طیب وفات کردہ۔ حاضرین اظہارِ لاعلمی خود کردند و آن روز و تاریخ را محفوظ کردند و بعد از چند روز خبر وفات طیب رسید و بہ همان روز و تاریخ وفات دے شدہ بود کہ حضرت ایشان بہ آن روز فرمودہ بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ بہ روز نہم ذی الحجہ مولوی عبدالسبحان طالب را فرمودند۔ معلوم می شود کہ امروز در **ذکر اُضحیہ و منی** منی نحر کردہ می شود۔ مولوی عبدالسبحان آن روز را یاد گرفت چون حجاج آمدند معلوم شد کہ آن روز یوم النحر بود۔

بہ قرب خانقاہ شریف، جہت دروازہ ترکمان عبداللہ خراکار سکونت داشت **عبداللہ خراکار** دے از مخلصین صادقین بود۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ ببینید کہ عبداللہ استادہ است و می گوید کہ جناب شما امامت نماز جنازہ من کنید۔ و حضرت ایشان بہ جہت غرب اشارہ کردند۔ آن وقت مولوی عبدالسبحان و سلیمان پسر عبدالرحمن و غیرہما نشستہ بودند سلیمان بیان کرد کہ مایان بہ جہت غرب دیدیم لیکن چیزے بہ نظر مایان نیامد۔ البتہ مولوی عبدالسبحان طالب گفت کہ من عبداللہ را استادہ یا فتم کہ کفن پوشیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روح فتح اللہ

در اوائل این فصل واقعہ فتح اللہ اندری مذکور شدہ است۔ وقتیکہ روح فتح اللہ از قفسِ جسدِ خاکی آزاد شد بہ خدمت حضرت ایشان بہ صورتِ مثالی رسید۔ حضرت ایشان در قیام گاہ خود شریف داشتند۔ از زبانِ مبارک ایشان یکبارگی برآمد: "فتح اللہ بہ خانہ درآمد ویرا بیرون کنید" و بعد از وقفہ ظاہر گشت کہ آن وقت روح فتح اللہ پرواز نمودہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی

ایشان والدِ بزرگوار مولانا محمد میاں اند کہ درین فصل بیان ایشان گزشتہ مردِ پاک طینت و پاک مشرب بودند۔ در آبادی حضرت نظام الدین قیام داشتند۔ از انجا بہ شہر دہلی۔ علاقہ "تراہا بہرام خان" در "مسجد شریف خرا" آمدند و بہ چہارم شوال ۱۳۱۵ھ (۲۶ فروری ۱۸۹۹ء) رحلت فرمودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حلقہ مصروف بودند۔ ناگاہ دستِ راست را بالا کردہ بہ حاضرین فرمودند۔ بینید کہ روحِ مردِ نیک پروازی کند۔ اشارہ دستِ مبارک بہ جہتِ همان مسجد شریف بود۔ مخلصین چون معلومات فراہم آوردند معلوم شد کہ جناب مولانا رحلت کردہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک پہلوان شناور

روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف نشستہ بودند و عبد الرحیم متری دیگر افراد موجود بودند۔ نظر مبارک حضرت ایشان بہ سوے آسمان بلند شد۔ فرمودند۔ روحِ صالحی را ملائکہ می برند۔ چون مخلصین برخاستند۔ دریافت نمودند کہ یک پہلوان شناور فوت کردہ اگرچہ این شخص چندان از اہل صلاح و اصحابِ قلوب نہ بود اما بہ آیام طغیانی رُود و جہنما نزدِ قلعہ شاہجہانی می استاد و غرقی را از آب می کشید و صد ہا افراد را سببِ حیات گشتہ بود و افسوس کہ نام این پاک مرد از یاد عاجز رفتہ، رحمہ اللہ ایتاگان و رضی عنہ۔

حکیم نور الدین قادیانی

در آیامیکہ نور الدین در دائرہ اسلام داخل بود بہ حریمِ شریفین ادھما اللہ شرفا رفته بود و آن جا با حضرت ایشان ملاقات کردہ بود چون نوبت شقاوتش در رسید اتباعِ غلامِ قادیان اختیار کردہ گمراہ شد۔ در آن آیام وے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشتہ است روزے حضرت ایشان فرمودند: "حکیم نور الدین بہ من مکتوبے ارسال کردہ بود۔ در آن خط آن آیام را ملاقات ہا را کہ در مکہ مکرمہ گزرا نیدہ بود، یاد کردہ بود و نوشتہ بود حضور، مرا خواہند شناخت ان شاء اللہ فراموش نہ کردہ باشند۔ چون کہ وے قادیانی شدہ بود ازین وجہ بہ وے جواب نہ نوشتم" و باز حضرت ایشان فرمودند: "پروردگار از شرِ علم محفوظ دارد۔ نور الدین کہ مردِ عالم و دانا بود چہ طور گمراہ گشت" در آن آیام حضرت ایشان در مدرسہ مولوی عبدالرب واقع "گندہ نالا" نماز جمعہ می خواندند و بعد از نماز با استاد

حضرت مولانا عبدالعلی صحت می داشتند، از اصحاب قلوب مسجد شریف پُرمی شدنو بتی بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو نیم از زبان مبارک حضرت ایشان بہ آواز بلند برآمد "حالا ہم اگر تائب شود برایش بہتر است" تمام افراد کہ در مسجد شریف بودند این کلام حضرت ایشان را شنیدند لیکن کہے نہ توانست کہ وضاحت طلب کند۔ در سامعین مولوی عبدالسبحان طالب، مولوی عبدالعزیز کھلنوی، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بودند، بہ جمعہ دیگر چون حضرت ایشان از نماز فارغ شدند و محفل اہل قلوب بیاراست مولوی عبدالسبحان حرکت کردہ قدرے قریب تر شد، حضرت ایشان فرمودند "بگو عبدالسبحان چہ می گوئی" دے عرض کرد۔ بہ جمعہ گزشتہ حضرت شہا فرمودہ بودید۔ حالا ہم اگر تائب شود برایش بہتر است۔ در آن لحظات حکیم نور الدین بہ احوال سکرات بود۔ تمام اہل محفل و حضرات علماء، مولوی عبدالعلی، مولوی محمد شفیع، مولوی حکیم جی منظر اللہ، مولوی عبدالملک کہ در آن ایام امام مسجد شریف بود۔ کلام مولوی عبدالسبحان را شنیدہ متحیر ماندند، حضرت ایشان چند دقائق سکوت کردہ فرمودند "خداوند کریم را این تار برقی است" تا زمانہ کہ مولوی عبدالعزیز و شیخ عبدالباری بہ حیات ماندند بیان این واقعہ را می کردند۔ مولوی عبدالسبحان نیز بیان این واقعہ می کرد و از آن روز در اخلاص و اعتقاد و دے نچستگی تمام پیدا شدہ بود۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم۔

از پانی پت بودند و تلاوت قرآن مجید بہ وجہ خوب می کردند حضرت ایشان اگر بہ محفل می رفتند بہ ایشان می گفتند کہ تلاوت قرآن مجید کنند۔ و تیکہ سید محمد امام عید گاہ دہلی رحلت کردند و حضرت ایشان بہ مدرستہ حسین بخش در حلقہ تابین ایشان شریک شدند۔ آن شخصے تلاوت قرآن مجید شروع کرد و از وجہ ناواقفیت تجوید نا درست می خواند، حضرت ایشان دے رامنح کردہ بہ قاری فضل الرحمن صدا دادند۔ در آن وقت ساعت یازدہ و پانزدہ دقیقہ گزشتہ بود۔ قاری فضل الرحمن آن وقت بہ پانی پت بودی گفت برائے کارے رفتہ بودم و از آن کار فارغ شدہ قدرے بہ پہلوئے خود دراز گشتم و بہ خواب رفتم و در حالت خواب صدائے حضرت ایشان شنیدم و فی الفور قصد دہلی کردم۔ بعدا بہ برادران طریقت این واقعہ را بیان کرد و از برادران طریقت بہ دے معلوم شد کہ آن وقت حضرت ایشان از مدرستہ حسین بخش اورا صدا دادہ بودند این واقعہ صحیحہ ثابۃ امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ را یاد داد۔

وَإِنِّي حَفِصٌ وَكَرَامَتِهِ فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ الْخُبَيْجِ، وَمَنْ يُشَابِهْ أَبَهُ فَمَا ظَلَمَ۔
رَحِمَهُ اللَّهُ فَضْلَ الرَّحْمَنِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

مولوی محمد یونس | در ۱۳۱۶-۱۳۱۷ م بیعت شدہ بود و در جامع شاہجہانی اجمیر شریف تا آخر ایام

امام بود۔ دو سال قبل از وفات خود نزد عاجز آمد و بیان کرد، ایک ہندو مسلمان شد و نامش رحیم اللہ بود۔
وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ شبے چون از حلقہ فارغ شدند بہ رحیم اللہ گفتند۔ "تو کیا آموختی؟" وے
یک پیسہ را بہ چیزے سفید کردہ بہ عوض ہشت آنہ صرف کردہ بود۔ و باز حضرت ایشان ویرا چند تپانچہ زدند
و فرمودند برو اولاً چیزے از مسائل بیاموز و باز نزد من بیا۔ چنان چہ رحیم اللہ ہفت یا ہشت سال بہ
محنت تمام علم دین خواند و پروردگار ویرا مولوی کرد۔^۲ حکیم حبیب اللہ و مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیالہ
بودند کہ اسلام آوردند و بعد از آن نزد سید محمد (حسن) امام عید گاہ دہلی رسیدند تا بہ خدمت حضرت ایشان
بروہ داخل سلسلہ مبارکہ کنند چنان چہ امام صاحب ایشان را آوردند و ہر دو داخل سلسلہ شدند۔ حبیب اللہ
و عزیز اللہ می گفتند کہ مایان در ہمان ایام نکاح کردہ بودیم و تا ساعت دو از شب در حلقہ شریفہ ذکر شریف
می کردیم و بیچ خیال خانہ بہ دل مایان نہ می گزشت، و مولوی محمد یونس این واقعہ را ہم بیان کرد کہ من
در حلقہ شریفہ نشستہ بودم در بان از آمد عطا محمد اطلاع داد۔ فرمودند۔ برو و از وے پرسان کن کہ تو بد فعلی
کے کردہ ئی۔ وے چند روز قبل را بیان کرد۔ فرمودند۔ برو و برو وے وے چند تپانچہ بہ شدت بزن و
باز بہ حلقہ شریفہ مشغول شدند۔ بہ ساعت دو چون از حلقہ فارغ شدند ویرا طلبیدند و از عصائے خود پنج
یا ہفت بار ویرا بدست خود زدند و فرمودند۔ آن بیعت کہ تو کردہ بودی شکست۔ حالا برو۔ وے بسیار
گریہ وزاری کرد۔ حضرت ایشان پرسیدند کہ بار دیگر از کتاب فعل شینع نہ خواہی کرد چون وے اقرار کرد۔
بیعتش کردند۔ تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْ سَيِّئَاتِهِ وَ رَحِمَهُ۔

ملا سبزل | در بلوچستان رواج است کہ بزکاح کنندہ عملے می کنند کہ وے ناکارہ می شود و در اصطلاح
آن جا این عمل را "عل بند کردن" می گویند۔ بر ملا سبزل کسے این عمل کردہ بود و وے
از چند سال ناکارہ بود۔ روزے بہ آن وقت بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد کہ قاضی عل محمد حاضر
بود۔ قاضی صاحب کیفیت سبزل را بیان کرد۔ حضرت ایشان سبزل را رو بہ روے خود نشانند و فرمودند
بہ خانہ برو۔ سبزل می گفت۔ چون بہ خانہ خود کہ از کوٹہ بہ فاصلہ پنج میل جہت جنوب در سریاب واقع
است روان شدم در خود حرارتے محسوس کردم و تا وقتے کہ بہ خانہ خود رسیدم اثر بندش بالکل تہ زائل شد
بود۔ وَ كَفَرَ اللَّهُ مِنْ لُطْفِ خَفِيِّ۔

شاہراحمدرخان انصاری | از نواب زادگان پانی پت و برادر خورد فاخر احمد خان از مخلصین
صادق الارادۃ و المحبۃ بود۔ روزے ہمراہ حبیب اللہ پانی پتی
در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، حضرت ایشان آن وقت بر تخت خود "دوشالہ" زرد عمدہ پوشیدہ

نشسته بودند در دل حبیب اللہ گزشت کہ پیران کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت می نشینند این طریقہ امر است۔ بعد قلیل حضرت ایشان سر مبارک برداشته فرمودند: اگر پیر کے دل پوشیدہ بر سر خاکستر بنشینند و خیال کنند کہ وے چیزے ہست۔ بدان کہ وے ہیج نیست، و اگر پیر کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت بنشینند و خود را ہیج و اند بدان کہ وے چیزے ہست۔ این واقعہ را حبیب اللہ پانی پتی بہ روز جمعہ نہم محرم ۱۳۸۱ھ (۲۳ جون ۱۹۶۱ء) در خانہ محترمہ بمشیرہ وسطی بہ لاہور بیان کرد و گفت کہ مدت پنجاہ سال برین واقعہ گزشتہ من و اما متحرمی مانم کہ حضرت ایشان چہ گویند و سوسہ دل را گرفتند۔ و وقتیکہ مایان از حضرت ایشان رخصت گرفتیم۔ در راہ بہ شاکر احمد خان اندیشہ خود را بیان کردم۔ ایشان گفتند اے عزیز این کیفیت از حضرت ایشان گفتی الصبیح ظاہر و باہر است و مایان کہ حاضری شویم تمام و ساوس را در کردہ می آئیم۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

فرخ علی شاہ

از عالمہ نواب جانفشان خان است پدرش خان شیرین بود۔ در بلند شہر سکونت داشت در سن ۱۳۳۸ھ (۱۹۱۲ء) خانہ وے را حضرت ایشان بیا بجا گرفتہ در بلند شہر قیام کرہ بودند۔ در آن ایام فرخ شاہ چہار دہ پانزدہ سالہ بود۔ مادرش و خواہرش بیشتر اوقات نزد حضرت والدہ صاحبہ بہ تیمارداری خواہر کلان مصروف می بودند و وے در خدمت حضرت ایشان می رسید۔ اگر چہ صغیر السن بود اما در اعتقاد و محبت راسخ و ثابت بود۔ از دل و جان قائل بزرگی و جلالت شان حضرت ایشان بود۔ از حضرت ایشان بسیار خائف می بود۔ بعد از تقسیم ہند در ۱۳۶۸ھ (۱۹۴۹ء) وے مع فرزند کلان خود بہ خانقاہ شریف آمد و این واقعہ بہ عاجز بیان کرد۔ سالے من در محفل مبارک میلاد شریف شریک شدم و بہ صبح آن مبارک شب برائے ملاقات و دعوت طعام حاضر شدم۔ ہمراہ من یک رفیق نیز بود قبل الحضور بہ وے گفتم۔ ہوش کن کہ در دل خود اعتراضے بر حضرت ایشان نہ کنی ورنہ خود را و مرا رسوا خواہی کرد۔ بہ صبح چون شرف دستیابی حاصل کردم حضرت ایشان از والدہ من و از خواہر انم، کوکوجان و بوبوجان استفسار فرمودند و خیریت آنہا پرسیدند۔ بہ ہمین وقت در دل رفیق گزشت۔ عجب پیر اند کہ استفسار از احوال مادر و خواہران می کنند۔ حضرت ایشان ہمان دم روے خود را جانب رفیقم کردہ بہ قہر گفتند: اے حبیب۔ دیگر شما ہا ہم بدہ۔ چون از حضرت ایشان اجازت گرفتہ بیرون بر آمدم بہ رفیق طریق گفتم۔ توجہ کردی کہ مورد عتاب گشتی۔ وے بیان خیال فاسد خود کرد و گفت یقینم بر آنچه تو گفتہ بودی نہ بود۔ امتحاناً این خیال فاسد را بہ دل خود راہ دادم و رسوا شدم۔ این چنین پیر کامل بہ نظر ہیج گاہ نیامدہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

سفید باز

در کورہ معمول حضرت ایشان بود۔ کما تقدم البیان فی الفصل الاول فی ذکر میر اعظم خان کہ بروز جمعہ بر مزارات عثمانی و حیدری بہ چوہی می رفتند۔ در راہ چوہی گورستان نصاری واقع است۔

نوبتے چون از ذکر شریف و از مراقبہ عند القبرین فارغ شدہ از احاطہ بیرون برآمدند ملا عبد الرشید ملا عبد الحلیم ملا ایازو دیگر دوسہ نفر را منتظر یافتند۔ آن روز آثار سرور بر چہرہ حضرت ایشان لایح بود۔ بہ ملا ہا خطاب کردہ فرمودند چون از گورستان عربہ مامی گزر و میان صاحب بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کنند ملا عبد الحلیم عرض کرد۔ آیا مراد از میان صاحب میان فقیر اللہ شکار پوری اند فرمودند نے بلکہ آن میان عبد الحلیم اند۔ (کہ در تھل مدفون اند) میان فقیر اللہ از وقتے کہ من از خانہ روانہ می شوم بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کند۔ ملا عبد الحلیم از استماع این بیان بہ وجد اندر آمد۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلُ ذَوُوہُ۔ رَحِمَہُمُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُمُ۔

ذکر احمد اللہ خان بر صفحہ ۵۹ گزشتہ۔ فیما بعد معمول وے بود کہ ہر سال برائے چند روز بہ دہلی می آمد و سکون قلب حاصل کردہ بہ خانہ می رفت۔ وے بیان کرد

احمد اللہ خان

نوبتے چون وقت مراجعت رسید۔ در خدمت حضرت ایشان عرض کردم۔ اجازت سفر می خواہم حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون وقت آن قطار گزشت کہ از ان قصد سفر داشتم۔ اجازت تم بخشیدند۔ و من بہ دیگر قطار سفر کردم و فیما بعد معلوم شد کہ قطار اولین را حادثہ پیش آمد و بسیارے از مسافر ہا زخمی شدند۔ مردند۔ بہ آن وقت محمد صوفی چریا کوٹی حاضر بود وے عرض کرد۔ قربانت شوم۔ مریدان خود را بہ این طور حفاظت می کنند۔

بہ می تجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

در عرض مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ از بمبئی جماعتی از مہمانان بمبئی

بہ سر ہند شریف می رفت۔ بعض افراد عند الذہاب و الایاب در خدمت خیر جہان نیز می رسیدند۔ یک سال بعد العشاء الآخرہ چند نفر بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند خواہش داریم کہ فردا بین الطہر و العصر در "ہوٹل کورونیشن" حضرت شما با مخلصین چائے نوش فرمایید حضرت ایشان دعوت را قبول کردند و مخلصین را کہ بہ اندازہ صد نفر از ہند و افغانستان بودند۔ فرمودند کہ آن وقت نزد قہپوری بہ این ہوٹل برسند۔ بہ صبح آن شب چون بین العصرین حضرت ایشان بہ ہوٹل رسیدند و بر محل جلوس رونق افروز شدند و مخلصین پاک نہاد بہ صورت حلقہ نشستند، حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ چٹم بند کردہ چند دقیقہ خاموش نشستند و باز بہ حافظ عبد الحلیم دہلوی و بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل خطاب کردہ فرمودند۔ چہ سبب است کہ این جادو طبعتم انقباض پیدا شدہ۔ حالان کہ از من گناہے سر نہ زدہ۔ و باز حضرت ایشان مہمانان را طلب کردند و استفسار نمودند کہ از نمایان کدام شخص مصارف دعوت را برداشت کردہ۔ چون وے پیش آمد۔ بہ وے گفتند۔ راست گو

که کاروبار سودمی کنی، وے اعتراف کرو۔ آن وقت روئے مبارک از فرط مسرت بشگفت و باز ارشاد کردند
 "اے عزیز از عذاب خدا خود را محفوظ کن۔ مال تو حرام است و ما آن را استعمال نہ می توانیم کرد" بہ پہلوئے داعی
 میمن دیگر نشسته بود۔ وے عرض کرد حضور اقدس۔ مال من پاک است۔ لہذا این دعوت از جانب
 من قبول فرمائید، فرمودند اگر داعی جمیع مصارف از تو بگیرد و تو در پیش من وے را تمام در اہم بدہی۔
 می توانم کہ دعوت ترا قبول کنم چنان چہ داعی دو صد روپیہ از ایجا رہوٹل و سہ صد روپیہ از چائے و
 شیرینی و فواکہ و دیگر اشیا از وے در پیش حضرت ایشان قبض کرو۔ و باز حضرت ایشان بہ شفقت داعی
 اول را فرمودند۔ با خادمان ما تو ہم در دعوت شریک شو نصیحت و شفقت حضرت ایشان ویرا آن
 قدر متاثر کرو کہ از چشمان وے سیل اشک جاری شد۔ و بہ عاجزی عرض کرد حضور اقدس مراد غلامی
 خود قبول فرمائید چنان چہ آن نیک بخت بر دست حق پرست حضرت ایشان توبہ کرو و در صہف
 مریدان خیر جہان درآمد۔ **هَنْيئَالَهُ ثُمَّ هَنْيئَالَهُ**۔ چار سال می شود کہ فرزند پسرش نزد عاجز آمد و گفت
 فضل پروردگار است کہ ازان روز مبارک از کاروبار سودمایان محفوظ، ستیم۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ**
رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۹ھ برائے ملاقات نزد عاجز آمدند و ذکر

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کردند۔ گفتند۔ مرا ایام جوانی
 بود، از مردمان ذکر حضرت ایشان می شنیدم۔ روزے بہ دلم گزشت کہ زیارت ایشان بکنم و بینم کہ چون
 اندر ان ایام بہ طلب علم مصروف بودم۔ با دوسہ طالبان علم حاضر شدم۔ حضرت ایشان در عمارت دروازہ
 نشسته بودند۔ بواب اطلاع داد۔ و حضرت ایشان بایان را طلبیدہ و حاضر شدہ پیش روئے حضرت
 ایشان نشستیم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند "اے عزیز تو دیدی کہ چونم، حالارخصت ہستی
 برو پروردگار ترا بخیریت دارد" این واقعہ را بیان کردہ مولوی صاحب برائے حضرت ایشان دعا ہا
 کردند۔ **رحمہ اللہ ورضی عنہ**۔

ایشان از واعظان شیرین بیان بودند چون کہ مسلک ایشان بیونہی

مولانا احمد سعید دہلوی

بود ازین وجہ با عاجز چندان ارتباط نہ داشتند۔ بہ روز چہارشنبہ ۲۴ صفر
 ۱۳۶۶ھ (۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء) قبیل الغروب با جماعتی از رفقا بہ خانقاہ شریف آمدند و با عاجز ملاقات
 کردند۔ ایں آمد ایشان بہ خانقاہ شریف اول آمد بود و ملاقات ایشان با عاجز اول ملاقات بود چون کہ
 عاجز در این آمد و در این ملاقات تصرفی را از حضرت ایشان قدس سرہ می یابد لہذا این فصل ثالث را

براین بیان ختم می کند و کلامی که گفته شده بجنسه نقل می کند۔

بعد از نماز شام این عاجز با مولانا مصروف کلام شد چون که ملاقات اول بود از احوال و اشتغال یک دیگر استفسار کرده شد و به همان وقت کتاب "بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید" را دفتری جزو داشت و درست کرده آورد و در یک کنج غُرفه آن را نهاد۔ مولانا پرسیدند این چه کتاب است۔ عاجز گفت ع می تراود آنچه در آوند من است

گفتند خواهش مطالعه دارم، گفت، مطالعه را دو نوع است۔ یکے از بهر دید، دیگرے از بهر سنجید۔ اگر مطالعه شما از نوع اول باشد پس شما را اجازت است، کتابے بگیرید۔ و اگر از نوع دیگر باشد پس عاجز بہت خود تقدیم خواهد کرد، مولانا بعد از تفکرے گفتند مطالعه از نوع دیگر خواهد بود۔ و عاجز بہ ایشان کتاب داد، فی ما بعد عاجز در احوال مولانا انقلابے یافت۔ ایشان را با حضرت سیدی الوالد تعلقے و ارتباطے پیدا شد۔ بعض افراد را برائے بیعت نزد عاجز فرستادند و اکثر نزد عاجز می آمدند و اظهار مسرتہا می کردند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

محمد شاه مخلص افغانی بود۔ بہ آواز بلند و سوز دل پیش خانہ حضرت ایشان در کویہ از اشعار خود اچیاناً می خواند۔ عاجز بعض اشعار را نقل می کند۔

محمد شاه گفته

سگ کوچہ اوز شیران خوش است	ز باغ ارم خاک اودل کش است
بنہ سر برین خاک اے خاکسار	کہ فردا ز عصیان نہ سوزی بہ ناز
شدہ ضرب او ہچو سوط عمر	کند نقش در دل زایمان اثر
طریقش بود مسلک حق پسند	برو فخر دارد شہ نقش بند
دلیل ہمہ اہل عرفان از دست	فروغ ہمہ اہل عرفان از دست
دلان را بہ انوار آراستہ	بہ چوب انتقام از لعین خواستہ
دل پیر ما صنع رب جلیل	اگر بیت باشد نہ صنع خلیل
یکے صنع خالق یکے از بشر	کہاش بود خوب اے خوش سیر
دل عارفان عرش یزدان بود	کجا عرش با فرش یکسان بود
چو دودان رقم خیر زرد رنگین	شدہ خیر در خیر تا یوم دین
برین خیر ہر کس کہ دل بستہ شد	ز شرّ دو عالم ہمان رستہ شد

نغمہ، ہجران | بہ شب جمعہ ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۴ھ از زلزله ہائیکہ تمام شہر کوٹہ مسمار شد و خلق

غدا بہ شہادت رسید۔ درین ہائیکہ عظیمہ و کارنامہ الیمہ حضرت والدہ ماجدہ و عزیزانِ پاک نہادانِ عزیز از جان ابوالمجد
عبدالرحمن و عائشہ وزینب اولاد حضرت برادرِ کلان و از مخلصین احمد نواز سربریدہ و سلیمان خروٹی رحلت نمودند
رحمہم اللہ و رضی عنہم۔ اثرے کہ ازین حادثہ برعاجز شد صورتِ نعمۃ ہجران گرفت۔ چونکہ کوثر مصیف حضرت
ایشان بود ازین جہت ذکر مبارک حضرت ایشان آمدہ عاجزان بیان برنخے رامی نویسند۔

بود شیخ نقشبندان را مصیف
داشت از گردون محی الدین لقب
با کمال و بد عریق اندر کمال
ہرچہ گویم در کمالش کمتر است
یک نگاہش زندہ کرد صد قلوب
چون نہ دارد تاب و صفش را زبان
طالبان را ہرچہ باشد از کمال
خادمانِ شان بہ سوز و درود دل
آہ وزاری بود ایشان را شعار
از شراب معرفت ہمیشہ بُدند
گریکے از سوز آہ می کشید
گریکے را چشم بودے اشکبار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر
ہر یکے بہ ہوت گشتے از جمال
بے خبر گشتے را اخبارِ جہان
گر تو می دیدی جمالِ انجمن
می گزشت اندر دلت چندین سال
ایں گروہ انس بنیم یا ملک

کو بہ عفان بد مجد را ردیف
مولدش دہلی و فاروقی نسب
چون مجد و داشت جد بے مثال
وز گمان من مقامش بر تراست
یک دیش از زندبان شستے ذنوب
زان نویسم حادثاتش را بیان
بر علو کعب اتاذاست دال
ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
عشق حق می داشت شان را بقرار
رُبَّ اشعث را مثال خوش بُدند
دیگرے را مرغ جانش می پرید
دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
دیگرے از وجد جامہ می درید
ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
محو اندر ذاتِ پاک ذوالجلال
با خبر گشتے را سرارِ نہان
کلک حیرت می گزیدی در دہن
ہر زبانِ حال رفتے این مقال
یا قمر را با نجوم اندر فلک

۱۔ در صبح مسلم از ابو ہریرہ روایت است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ رَبِّ اشْعَثْ مَدَّ قُوعٍ بِالْأَبْوَابِ
لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ۔

قرن چون ربع عشر شد اولین
یا منم در قرن اول جیست این
ہیچ گاہے من نہ دیدم مردمان
زین نمط با این صفت اندر جهان
گفت پیغمبر کہ مردان خدا
دیدن شان یا در حق بخشد ترا
بس ہمین تعریف نیکان آمدہ
بس ہمین توصیف مردان آمدہ

ختم سازم وصف شان بر این کلام
تا کہ قول مصطفیٰ یا بد ختام

زین اقوال | حضرت ایشان قدس سرہ بر رسالہ عقد الالٰہی نوشتہ اند۔

قال عمر رضی اللہ عنہ زلوا انفسکم قبل ان توزنوا وحاسبوا قبل ان تحاسبوا
فانہ اھون علیکم فی الحساب غداً۔ ان تحاسبوا انفسکم وتزینوا للعرض الاکبر، یومئذ تعرضون لا تخفی
منکم خافیۃ، ویلی وویل امی ان لم یرحمنی ربی۔ وقال عمر اللہم انی اعوذ بک ان تلخذنی علی غرۃ او تذرنی
فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ اللہم اعصمنا بحبلک وثبتنا علی امرک عن حارثۃ بن النعمان رفعہ۔
مناولۃ المسلمین تقی مینۃ السوء، یا حازم اکثر من لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فانہا
کنز من کنوز الجنۃ۔ حازم بن حرملة الاسلمی رفعہ عن عبد قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قل۔ اللہم اجعل سریرتی خیراً من علا نیتی واجعل علا نیتی حسنۃ۔ قال عمر۔
نظرت فی هذا الامر فجعلت اذا اردت الدنیا اضرب بالآخرۃ، واذا اردت الآخرۃ اضرب بالدنیا،
فاذا کان الامر هكذا، فاضروا بالفانیۃ، من خلصت نیتہ کفاه اللہ عز وجل ما بینہ و بین
الناس، ومن تزین للناس بغير ما یعلم اللہ من قلبہ شانہ اللہ، وجالسوا التوابین فانہم ارق شیء
افئدۃ۔ وصليت خلف عمر فسمعت حنینہ من وراء ثلاثۃ صفوف۔ قال مسروق کفی
بالمرء علماً ان یخشى اللہ وکفی بالمرء جهلاً ان یعجب بعلمہ۔ والمرء لحقیق ان یکون لہ
محال یخلو فیہا یتذکر ذلوبہ ویستغفر عنہا۔ لا تعترض فیما لا یعنیک واعتزل عدوک
واحفظ من خلیک الامین فان الامین من القوم لا یعاد لہ شیء۔ ولا تصحب
الفاجر فیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک۔ واستشر فی امرک الذین
یخشون اللہ عز وجل۔ قال عبد اللہ۔ ما منکم الا ضیف وماله عاریۃ فالضيف
(باقی بر صفحہ ۳۷۸)

لہ ابن ماجہ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اَلَا اَنْبِئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوا بَلٰی
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رَأَوْا ذُکِرَ اللّٰہُ۔
لہ ابن تحریر مبارک تعلق بہ صفحہ ۳۷۶ دارد۔

فصل چہارم

در

ملفوظات حضرت ایشان

چہ خوش گفتہ اند و در رہا سفتہ اند

حرفے کہ ازان دہن برآید
بدست چو آن سمن برآید
در جملوہ گہ خرام نازت
در دل نگہ تو مست خواب است
خط حلقہ بہ گوش روئے یار است
گل کرد عشق خط آخر
مردیم و نہ مرد آتش عشق
در سینہ ہمین خلد ہمانا
در ظل عمر اگر رود خیر
دڑے است کہ از عدن برآید
فریاد ز انجمن برآید
نہرین دمد و سمن برآید
وز دیدہ نفس زتن برآید
این سبزہ کے از چمن برآید
از خاکم بوئے عنبر آید
دودِ دلم از کفن برآید
خارے کہ ز پائے من برآید
از نیچہ اہر من برآید

ملا پیر احمد ولد ملا جان محمد ترکی ساکن اولان رباط از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت و اجازت بود، روزے در کونہ می گفت کہ حضرت ایشان شعرے را از پنج کتاب و گلستان می خوانند تا محسوس می کنیم کہ نوبت اول آن شعر را شنیدہ ایم۔ حالانکہ صد بار آن شعر از نظر گزشتہ و بر زبان آمدہ و این تلاوت و کیفیت اثر خواندن حضرت ایشان است۔ ملا صاحب رحمہ اللہ درست گفتہ و واقعہ ہمین بود کہ بیانش خود حضرت ایشان در شعر اول "حرفے کہ ازان" الخ۔ کردہ اند۔ برائے اصحاب قلوب در ہر لفظ لذت ہارومی نمود بلکہ مصداق "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" می بود۔ حضرت اُسید بن حُصَیر رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید کرد و از آسمان برائے استماع قرآن مجید ملائک نزول فرمود چنانچہ در فصل دوم بیانش گزشتہ، وہاں قرآن مجید و فرقان حمید است کہ برائے کم نصیبان مستوجب لعنت می گردد "ذَبَّ تَالِیْ یَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یُلْعَنُ" بروے صادق می آید۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کرار شد۔

ملفوظات حضرت ایشان را شخصے کہ جمع کرده است آن حاجی رضا الیزری بود کہ از ملک دین آخر ناوہ
 بودہ۔ دے عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود۔ ہر سال شش ماہ خدمت می کرد۔ مرد ناخواندہ بود۔ نوشتن
 الف با آموخت و برائے خود رسم خطے اختراع نمود، ہر چہ می شنید علی الفور آن را بہ قید کتابت می آورد۔ ہر
 سال یک دفتر کبیر و ضخیم مہیامی کرد و ارشادات حضرت ایشان را در آن می نگاشت، وہ اوقات فراغ
 آن را می خواند و لطفہا می برداشت۔ حضرت برادر کلان تحریراتش را بہ خوب وجہ می خواندند۔ این عاجز نیز
 قدرے واقفیت پیدا کردہ بود۔ اگر آن دفاتر ملفوظات پیش عاجز بودے فوائد بسیار نقل شدے افسوس
 صد افسوس نہ آن عاشق و شیدا ماند و نہ دفاترش۔ **بَلَّغَ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ**۔ ہر چہ عاجز یاد دارد
 یاد زیاد داشتہا قلم بند کردہ بود می نگارو، واللہ ولی التوفیق۔

۱۔ می فرمودند از یک صد سال در ہندوستان ظہور فساد بسیار شدہ، از تالیفات این دور خود را
 دور دارید۔ و بر مسلک متقدمین ثابت قدم مانید۔ عاجز گوید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردان
 خود می فرمودند۔ **مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فليستن بمن قد مات فان المحي لا تو من عليه الفتنة** الخ۔ کہما فی
 المشكاة۔ یعنی ہر کہ می خواہد کہ بر راہ راست رود باید کہ اختیار کند راہ کسانے را کہ از دنیا سفر کردہ اند زیرا کہ
 زندگان از فتنہ و ابتلا محفوظ نیند۔ الخ

۲۔ در دہلی یکے از ہندیان اجازت خواندن کتاب ”مناجات مقبول“ طلب کرد۔ فرمودند ما نمیدانیم
 کہ این کتاب را کدام شخص تالیف کردہ۔ کتاب ہائے را کہ ائمہ مایان جمع کردہ اند بخوانید۔ مثل حصن حصین از
 امام جزری و حزب اعظم از ملا علی قاری۔ از صد ہا سال این کتاب ہا مروج اند و علماء دین آن را پسند کردہ اند۔
 عاجز گوید کہ کتاب حصن حصین عجب جامع کتاب است۔ آن ہمہ از کار مبارکہ را کہ بہ اوقات مخصوصہ
 تعلق دارند امام محمد جزری بہ نہج خوب جمع کردہ است۔ اگر کسے آن ادعیہ ماثورہ را یاد کند در بیچ وقت از
 اوقات بے ذکر نہ ماند و از جمیع آفات و نوائب محفوظ ماند۔ در ہندوستان جناب مولانا فضل رحمن
 گنج مراد آبادی قدس سرہ از اکابر مشائخ نقشبندیہ بودہ اند۔ یکے از علماء غیر مقلدین بہ خدمت ایشان
 رسید۔ نامش مولوی ابراہیم بود۔ جناب مولانا بہ دے گفتند۔ مولوی صاحب شماعل بالحدیث ہستید عرض
 کرد۔ الحمد للہ کہ من از عالمین بالحدیث می باشم۔ فرمودند۔ نشانم دہید کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم
 بہ وقت خواب کدام دعای خواندند۔ مولوی صاحب گفتند کہ این وقت یاد نہ دارم۔ فرمودند۔ وقتے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ بر می آمدند کدام دعای خواندند۔ مولوی صاحب گفتند یاد نہ دارم۔ جناب مولانا بعض
 ادعیہ آخری را استفسار کردند کہ بہ اوقات مخصوصہ تعلق دارند و مولوی صاحب ہمہ را جواب بہ یاد نہ دارم آوند۔

جناب مولانا بہ آخر فرمود۔ مولوی صاحب۔ نمایان صرف احادیث اختلافی را یاد گرفته اید۔ و احادیثی را کہ تعلق بہ اختلاف نہ دارند بہ طاقِ نسیان گذاشته اید۔ آیا این عمل بالحدیث است۔ این واقعہ را مولانا سید مناظر حسن در کتاب تدوین حدیث بر صفحہ ۳۳۹ نوشتہ اند۔ حضرت مولانا قدس سرہ چہ کلام درست فرمودہ۔ جزاۃ اللہ خیرا۔ اگر مولوی ابراہیم حصین را مطالعہ کروے این گوئہ رسوائہ شدہ۔ در ہندوستان اساس غیر مقلدی مولوی اسماعیل پسر عبدالغنی پسر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہادہ است۔ پدرش اصغر برادرانِ خود بود و اکبر برادرانِ شاہ عبدالعزیز محدث بود و پسر شاہ رفیع الدین، پسر شاہ عبدالقادر پسر وے اعنی عبدالغنی۔ در رسالہ ارواح ثلاثہ بر صفحہ ۹۴ نوشتہ است۔ کہ چون مولوی اسماعیل ابتدائے رفع یدین فی الصلاۃ کرد و ردی شوری پیدا شد۔ شاہ عبدالعزیز برادرِ خود شاہ عبدالقادر گفتند کہ اسماعیل را نصیحت کنید کہ سببِ فتنہ نہ گردد۔ شاہ عبدالقادر بہ مولوی محمد یعقوب کہ نواسہ شاہ عبدالعزیز بود گفتند کہ محمد اسماعیل را بگو کہ رفع یدین را بگزارد تا در عوام فتنہ پیدا نہ شود۔ محمد یعقوب کلام ایشان را بہ محمد اسماعیل رساند۔ وے گفت اگر نظر بر فتنہ عوام داشتہ شود، حدیث "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ" را چہ مفہوم بود۔ محمد یعقوب جواب محمد اسماعیل را بہ شاہ عبدالقادر رساند جناب ایشان فرمودند "بابا۔ ما خیال می کردیم کہ اسماعیل ملامت شدہ است لیکن وے از فہمیدن معنی این یک حدیث ہم قاصر مانده۔ این حکم دران وقت است کہ در مقابل سنت خلاف سنت بود و در مابین فیہ مقابل سنت خلاف سنت نیست بلکہ سنت دیگر است۔ اگر رفع یدین سنت است ارسال ہم سنت است" محمد یعقوب بیان کرد کہ من این ارشاد گرامی بہ محمد اسماعیل رساندم و وے ساکت ماند۔ جناب مولانا نے گنج مراد آبادی و شاہ عبدالقادر چہ کلام درست گفتہ اند و حقیقت امر را واضح کردہ اند، فجزاہما اللہ خیر الجزاء و وفقنا لمرضاتہ۔

۳۔ روزے در دہلی پیش حضرت ایشان بعض افراد قباحت فسق و فجور را بیان کردند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ نمایان از کوتاہی اعمال نالان ہستید کہ فلانی نماز نہ می خواند و فلانی گرفتار فسق و فجور شدہ، و مرا فکرِ ایمان و اعتقاد آزرده خاطر ساختہ است، می بینم کہ ایمان یوفا یو ما رو بہ انحطاط دارد، بیشتر افراد گناہ را گناہ نہ می دانند۔

۴۔ روزے حافظ منیر الدین عرض کرد۔ درین روز ہا فسق و فجور را رواج تمام شدہ است۔ حضرت ایشان آن وقت سر بہ جیب انداختہ شمال روئیہ نشستہ بودند، بعد از چند دقیقہ سہ مبارک برداشتہ بہ حاضرین حلقہ خطاب کردہ فرمودند۔ "اے عزیزان، منیر الدین از فسق و فجور نالان است و من

ظلمات کفر می بینم کہ از افق سر بر آورده است، و قتی کہ کلمہ از افق فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہ جہت شمال اشارہ کردند۔ این واقعہ غالباً در ۳۳۸ھ بودہ۔ بعد از بست و ہشت سال در ۳۶۶ھ خلق خدا بہ جہنم سر دید کہ از دہلی تا حدود کشمیر در علاقہ صد ہا میل چہ قدر خلق خدا کشتہ شد و چہ قدر راہ کفر و ازتداد اختیار کرد۔

بِمَثَلِ هَذَا يَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ بَیْدٍ اِنْ كَانَ فِي الْقَلْبِ اِسْلَامٌ وَاِيْمَانٌ

۵۔ روزے فرمودند از صلحائے اُمت و اصحاب قلوب زمانہ خالی شدہ است و اہل غفلت را اعتنائے بہ دین نہ ماندہ۔ می ترسم کہ احوال قلب نسیاً منسیئاً نہ شود۔ بر ما ظاہر می شود کہ بعد از ما آن افراد را ولی خواہند پنداشت کہ بہ روز با مسلمانان نماز خواہند گزارشت و بہ شب در تماشا ہا مصروف خواہند بود، یعنی چون بہ خلوت می روند آن کار دیگری کنند۔ مصداق حال ایشان خواہد بود۔ وَقَدْ ظَهَرَتِ الْاَثَارُ فَلِلَّهِ الْمَفْزَعُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهِ۔

۶۔ فرمودند۔ دورا نخطاط است۔ ایمان را محفوظ داشتن آنچنان دشوار شدہ کہ کسے اخلگر را در دست خود نگاہ دارد۔ سالبقین ریاضتہا و جلہ کشی ہا می کردند۔ اندرین ایام بر فرض خدا قائم شدن و از حرام اجتناب کردن و با خلق معاملہ درست داشتن کار عظیم است۔ کسے کہ برین امور پابند باشد راہ نجات را دریافتہ۔

۷۔ می فرمودند از مجالس و اعطان و حلقات پیران خود را دور دارید، و بہ ظہور الحسن نوشتہ اند۔ با بزرگان این زمانہ ملاقات نہ باید کرد۔

۸۔ روزے فرمودند۔ اے عزیزان ملاقات ما با شما یان اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ در جنات عالیہ خواہد شد۔ عاجز گفتم۔

پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی	در ریاض قدس باشد ذی وقار
خادمان را دستگیر یہا کت۔	روز محشر آن شہ والا تبار
مخلصانش در بہشت آیند کل	فوج در فوج و قطار اندر قطار
از مسلمانان الہی ہر یکے	داخل جنت شود بے انتظار

۹۔ روزے شخصے بد عقیدہ پیش روئے حضرت ایشان استاد، بہ حاجی ملا احمد خاں مٹخیل فرمودند، تکلیفے کہ از قرب بد عقیدہ بہ من می رسد، از قرب بے نمازی نہ می رسد۔ برو، این شخص را از پیشم دور کن۔

۱۰۔ فرمودند، از صحبت پنج افراد اجتناب کنید زن، مرد، امیر، بدعتی، فاسق۔
۱۱۔ فرمودند، بر مسلک حضرات قائم باشید و از مجالس و اعطان خود را دور دارید و از صحبت صوفی

نا تمام پیر بیزید۔

۱۲۔ فرمودند۔ در راہ طریقت، زندہ پیر خود را گزاشتن و بہ دیگرے پیوستن بسیار خطرناک است۔
۱۳۔ فرمودند بہ طورے کہ جامعہ چرک رنگ جیل را قبول نہ می کند، همچنان اصلاح مرید غیر دشوار است۔
روئے تخته اگر صاف می باشد اصلاح را قبول می کند۔ تخته سیاه چہ اصلاح پذیرد۔
۱۴۔ کسانی کہ وابستہ بہ سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ می بودند اگر برائے استفادہ حاضری شدند می فرمودند۔ بر بیعت خود قائم باشید و مشغول کار شوید۔

۱۵۔ فرمودند۔ شمایان برابے پیری و مریدی عنوانہا ساختہ آید۔ کسے خود را قادری می گوید کسے چشتی کسے سہروردی کسے نقشبندی، اگر در خانہ دل یا دیک پروردگار جل شانہ دارید ہر عنوان را شایانید و اگر خانہ دل از یاد پروردگار خالی است ہیج نیست۔

سعدی بشوئی لوح دل از یاد غیر حق علمے کہ رہ بہ حق نہ نماید جہالت است

۱۶۔ فرمودند۔ خوبی و طیفہ آن است کہ ہیج وقت از روز و شب و سوسے غیر بہ دل راہ نہ یابد۔
۱۷۔ مدارِ صحت جسم بر سه چیز است کہ غذا لطیف باشد و در جسم مادہ فاسدہ نہ باشد و از اشیائے ضارہ اجتناب کند، همچنان مدارِ صحت قلب ہم بر سه چیز است۔ اعمال صالحہ کہ بمنزلہ غذائے قلب و روح است، و اجتناب از اخلاق رذیلہ مثل بغض و کبر و غیرہ کہ بمنزلہ مواد فاسدہ اند و اجتناب از گناہان۔
۱۸۔ بہ مولوی امام الدین جالندھری فرمودند۔ تصوف آن است کہ مکروہات شرعیہ بہ منسلہ مکروہات طبعیہ شوند۔

۱۹۔ بہ مناسبتے حکیم حافظ محمد اجل خان طبیب شہیر و ڈاکٹر مختار احمد انصاری نطاسی کبیر و مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی وغیرہم را دعوت طعام فرمودہ بودند کسے تذکرہ امیر حبیب اللہ خان شاہ افغانستان کرد۔ فرمودند۔ "امیرے کہ مادر بغل خود دار کیم تا این زمان مُنقاد نہ شدہ است ما امیر کابل را چہ کنیم؟"

۲۰۔ مولوی احمد سعید پسر عصمتہ اللہ سرحدی چیزے عرض کرد۔ فرمودند۔ باواز بلند بگو تا بہ فہم آید۔
عرض کرد۔ از ہیبت شما آواز بلند نہ می شود۔ فرمودند۔ از آن ترس کہ مارا و ترا زیر و زبر کنندہ است۔
۲۱۔ شخصے عرض کرد کہ فلانی ریش خود را خلق می کند۔ اگر حضور والا بہ وے نصیحت فرمایند یقین

دارم کہ دے ازاں عمل باز آید۔ فرمودند۔ بر ملا گفتن سودے نہ دارد بلکہ کروارے باید کہ دیگرے را متاثر کند۔
۲۲۔ فرمودند۔ مابندگان خدا را راہِ عمل نشان می دہیم و بہ تدریج ایشان را سودے منزل می بریم۔
از وجہ ترین و مداومت ایشان ثابت قدم می شوند و اعمال حسنہ برائے ایشان سہل می شوند بلکہ بمنزلہ طبیعت
ثانیہ می گردند۔ و جماعت و عاظر را گفتار بسیار است نہ کردار۔ دیگران را پرمی گویند و خود تہی می مانند۔ مارا
قول قلیل است اما سعی کثیر، وَاللّٰهُ الْهَادِي إِلَى سَوَاءِ السَّبِيلِ۔

۲۳۔ در میرٹھ چند ماہ قیام حضرت ایشان بود۔ روزے در صحن اقامت گاہ نشستہ بودند۔ و پیش
روئے مبارک رتقص بعض پرندہا بودند۔ و مخلصین ہچون ہالہ حضرت ایشان را مخاطب بودند۔ ناگاہ سر
مبارک برداشتہ فرمودند۔ پیش روئے من در قفص پرندہا اند من آنہا را بہ چشم سرمی بینم و کسانے کہ
پس پشت من نشستہ اند احوال و طیفہ ایشان ہم مثل این قفص در نظر من است۔ و ذلک من فضل اللہ علیہا۔
عاجز در فصل سوم در بیان سید احمد حسین بیان کردہ است کہ دے در شہر یونا چند روز در صحبت
ملائے بد اعتقاد نشست، حضرت ایشان از کوٹہ بہ دے نشستند۔ در وظیفہ تو کہ دورت بہ نظری آید،
آیا نزد بد عقیدہ افراد می نشینی؟ مولوی بخش اللہ دہلوی در کتاب خود بر صفحہ ہشتاد نوشتہ: چون حضور بہ
کوٹہ تشریف می بردند، اینجا اگر در وظیفہ خدام فتورے واقع می شد فوراً تنبیہ می فرمودند و می نوشتند کہ
در وظیفہ تو فتورے راہ یافتہ۔ راقم الحروف مشاہدہ کردہ کہ برائے ادراک احوال باطن فاصلہ کوٹہ و دہلی برائے
حضرت ایشان چیزے نہ بود۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست قبضہ آتش جز قبضہ اللہ نیست

صفائے قلب حضرت ایشان بہ حدے بود کہ عکس افعال خدام بر آئینہ قلب مبارک ظاہری
شد اگر ذکر خامے در محفل مبارک می شد، همان دم احوال اضطراب و پریشانی آن خدام بہ صورت مثالی
ظاہری شد و اظہار آن می فرمودند۔

۲۴۔ نوبتے مولوی بخش اللہ را کمزوری و خشکی دماغ عارض شد۔ فرمودند۔ وظائف شریفہ را برائے
چند وقت ملتوی کن و بہ تفریح خود را مشغول دار۔ و بعد از شش ماہ مشغول وظائف کردند۔

۲۵۔ شخصے از لاہور بہ دہلی رسید و بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ من بہ مزار پُرانوار حضرت
علی بن عثمان ہجویری معروف و اتا گنج بخش قدس سرہ حاضر شدہ این وظیفہ شریفہ می خوانم و بیان آن وظیفہ
کرد، و وقتے نہ می گزر د کہ صورت مبارکہ حضرت داتا گنج بخش بر من ظاہری شود۔ و مرا از خودی بیاید
و احوال جذب بر من طاری می شود۔ من آثار جذب را در حواس خود مشاہدہ می کنم۔ حضرت ایشان

فرمودند۔ این وظیفہ شریفہ را بگزار و این وظیفہ کہ ما بہ تو نشان می دہیم بخوان (وظیفہ بہ وے تعلیم کردند) ان شام اللہ احوال جذب پیدا نہ خواہد شد، و اگر صورت حضرت داتا گنج بخش ظاہر شود، عرض کن کہ من بہ دہلی نزد خادم شمارفتہ بودم وے مرا این وظیفہ تعلیم کردہ است۔ ان شام اللہ حضرت داتا گنج بخش ازین کلام خوش می شوند و احوال درست خواہد شد۔

۲۶۔ نوبتے در محفل میلاد مبارک بعد از بیان کردن احوال مبارکہ استماع کلام الہی می کردند۔ چون از حلاوت کلام پاک سرشار شدند فرمودند "تو الی چیست۔ حق تعالی می فرماید، وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ۔ و ماویرا شعر نیا موقتیم و نہ سر و خود اورا شعر گفتن، آنچه اومی آورد نیست آن گریادے از خداوند و قرآنے آشکارا۔

۲۷۔ غلام اکبر معروف بہ اکرو ولد محمد ایازا تخیل کوازی عرض کرد، من بہ پانی پت رنتم و نزد مزار حضرت قلندر مراقب شدم و برے ترقی مملکت افغانستان عرض کردم۔ حضرت بہ روز دوم فرمودند "ان شام اللہ مملکت افغانستان ترقی خواہد کرد" حضرت ایشان بعد از استماع این مکاشفہ فرمودند۔ "وقتے کہ حضرت امام مہدی ظہور خواہد کرد" و باز بہ غلام اکبر گفتند "آیا حضرت قلندر اضافہ این قید نہ کردہ بود" از استماع این قول بر غلام اکبر کیفیتے روداد کہ از خود بے خبر گشت و در اہل حلقہ گرمی و تاثیر ظاہر شد۔

۲۸۔ روزے بہ عاجز گفتند۔ غلام اکبر را بگو کہ بہ مزار پُرانوار حضرت سید السادات (نور محمد بدایونی) رفتہ سلام مرا عرض کند و آنچه حضرت ایشان ارشاد فرمایند آمدہ بما بگوید۔ عاجز بہ غلام اکبر خبر رساند، آن پاک دل و صاحب عزیمت علی الفور روان شد۔ بعد از ساعتے حضرت ایشان عہ طلب کردند و بہ مزار پُرانوار حضرت سید السادات تشریف بردند۔ غلام اکبر آنجا مراقب بود۔ بعد از عرض سلام و قرأت سورہ ملک حضرت ایشان نیز مراقب شدند و تا دیر مراقب ماندند چون از مراقبہ فارغ شدند۔ رُوبہ غلام اکبر آوردہ فرمودند۔ دیدی کہ حضرت ایشان چہ عنایات و نوازشات فرمودند۔ غلام اکبر گفت۔ بلے حضرت دیدم و بہ وجد درآمد و سیل اشک از چہان وے روان شد۔

۲۹۔ روزے غلام اکبر عرض کرد کہ من بر مزار پُرانوار حضرت یعقوب چرخ در حصار شادمان حاضر شدم حضرت اقدس فرمودند کہ اللہ الصَّمَد را وظیفہ کن۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ محجر مبارک رفتہ از حضرات کرام دریافت کن۔ غلام اکبر رفتہ مراقبہ کرد و آمدہ عرض کرد کہ حضرات کرام نیز تائید این قول می فرمایند و قتیکہ غلام اکبر بہ محجر مبارک رفتہ بود حضرت ایشان نیز مراقب شدہ بودند چون وے مکاشفہ

خود عرض کرد۔ فرمودند: ”نزد من تعبیر این است کہ سورۃ اخلاص کلاً بخوانی“ عاجز گوید این ارشاد گرامی،
الہام حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ را یاد می دهد شاہ عبدالغنی در رسالہ ”ہوالغنی“ ذیل رسالہ ”مقاماتِ
منظری“ بر صفحہ یک صد و پنجاہ و دو نوشتہ اند۔ روزے گفتیم۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئاً لِلّٰہِ۔ الہام
شد بگو۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ شَیْئاً لِلّٰہِ۔

۳۰۔ مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری بہنشی احمد حسین دہلوی گفتند۔ اگر رضامندی
پیر کمال حاصل شود، از قلب پیر بر قلب مرید اثرے بلکہ عکسے ظاہری شود و کار ہا بہ وجہ آسن انجام می یابد۔
احمد حسین این قول را در سویدائے قلب محفوظ کردہ بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان تبسم کنان ویرا
دیدہ فرمودند، احمد حسین محبت صرفہ کار را با انجام نہ می رساند، عمل ہم در کار است۔ پیر کمال برائے مرید
مُتَّکَا است بہ منزلہ عصا برائے اعلیٰ۔ یعنی اعلیٰ را عمل رقتن است و عصا را آگاہ کردن از مواضع خطر۔
۳۱۔ روزے احمد حسین خیال کرد کہ از ناغہ کردن ذکر قلبی بد مزگی پیدامی شود نہ از ناغہ کردن ذکر
لسانی۔ وے این خیال را گرفتہ بہ خدمت مبارکہ رسید حضرت ایشان ویرا دیدہ بہ محبت فرمودند احمد حسین
بیا۔ آیا چیزے از قرآن مجید یاد داری۔ عرض کرد۔ بلے یاد دارم۔ فرمودند۔ بخوان، وے چیزے خواند۔
حضرت ایشان بہ دورانِ تلاوت چند بار کلمہ ”واہ واہ“ بر زبان مبارک راندند و بہ این طور ویرا آگاہ
کردند کہ ہر عضو را در ذکر پاک پروردگار جل شانہ مصروف باید داشت۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْتُورًا۔

۳۲۔ ہیبت حضرت ایشان برا احمد حسین مستولی بود، روزے در خانہ خود چون از وظیفہ شریفہ
فارغ گشت مناجات کرد۔ الہی پیر مرا بر من مہربان کن۔ و باز بہ خدمت مبارکہ رسید، چون نظر فیض اثر
حضرت ایشان بروے افتاد۔ فرمودند۔ اے عزیز احمد حسین بیا، بیا۔

نزد وے محبت بہ شیرین ادا بفرمود وے را عزیزم بیا

۳۳۔ مولوی بخش اللہ دہلوی مرد صادق المحبۃ والارادۃ بود حضرت ایشان بروے لطفہامی
کردند۔ روزے بہ وے گفتند۔ آیا در دولت آرزوے ماندہ، عرض کرد البتہ یک آرزو دارم کہ خانہ را
مالک شوم۔ فرمودند۔ آرزوے چہا رگز زمین کردن چہ آرزوے ہست کہ سگ ہم درختے بروے بجزوے
عاجز گوید وفات مولوی بخش اللہ بہ روز پنجشنبہ ۲۴ صفر ۱۳۴۳ھ۔ ۵ نومبر ۱۹۵۳ء۔ واقع شدہ و
بعد از وصال حضرت ایشان سی و دو سال زندگانی بہ سر کرد و تا وقت آخر مالک خانہ نہ شد۔ رحمہ اللہ۔
۳۴۔ حضرت ایشان بر ورقے نوشتہ اند۔ ہر کرا جو ہر قابلیت بہ صحبتہائے فاسدہ خراب شدہ تدبیر کار

اُد جز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریتِ احمر است، دشوار است۔

جز صحبتِ عاشقانِ مستانِ مپسند در دلِ ہوسِ قومِ فرومایہ مپسند
ہر طائفہات بہ جانبِ خویش کشد چغندتِ سونے ویرانہ و طوطی سقند

۳۵۔ و نوشتہ اند۔ در افتادگیہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بار بار بخود زیادت می گردانند و گرنہ قصور در فیضِ الہی نیست۔

۳۶۔ و نوشتہ اند۔ عادتِ انس می شود و انس طبیعتِ سالک را ترکِ نوافلِ عبادات گاہ گاہ از برے ترک استیناس رواست۔

۳۷۔ و نوشتہ اند۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر فرمودہ۔ اِغْبَابُ الزَّيَارَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ مِنْ دَوَامِهَا بِمَا حُضُورِ حَضْرَتِ رَسَالَتِ مَرَاثُورِ ہریرہ را فرمود۔ زُرْعَتَا تَزْدَدُ حُبًّا۔ وے از پس ستونے در گشت و گفت یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم۔ اگرچہ وے اظہارِ کمالِ محبتِ خود کرد اما اگر متابعتِ امر کردے بہتر بودے۔

۳۸۔ فرمودند۔ در ذکر شریف بر دل زور نہ باید داد۔ از زور دادن دل سخت می شود۔

۳۹۔ فرمودند۔ قبل از ذکر شریف بہ عاجزی باید گفت۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو محبت و معرفتِ خویش بہ من عطا کن۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم خاکے شوم و بہ زیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زیم

۴۰۔ فرمودند۔ بہ وقتِ گر سگی و احتباسِ بول و براز و سحجان خواہشِ نفسانی و طیفہ شریفہ کردن بے ادبی است و بہ تجربہ مار سیدہ کہ در چنین احوال و طیفہ کردن سبب نقصان و مفقوت می گردد۔ و طیفہ شریفہ را بہ سکون و فراغ تام باید کرد۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

عاجز گوید مشکلات در کتاب التبیح والتحمید از صحیحین روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودے مردم بر نفوسِ خود نرمی کنید بہ درستی کہ شما کرد و غائب را نہ می خوانید بلکہ شما شنو و بینا را می خوانید و او با شماست و آن ذاتِ پاک را کہ شما می خوانید نزدیک تر است بہ یکے از شما یان از گردنِ شتر بے۔ این مبارک ارشاد در سفرے بودہ کہ صحابہ کرام بر شتر ہا سوار بودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز بر شترے سوار بودند۔ و از صبح مسلم روایت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا نوشتہ کہ در بامداد ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز بامداد گزار داد

نزدوے برآمدوے در مصلائے خود بود و بعد از چاشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرمود و ہی لجاۃ کہ ہنوزوے در مصلائے خود نشسته بود۔ پس فرمود آیا تو برہمان حال ہستی کہ من بران حال ترا گزاشته بودم۔ وے گفت آری برہمان حال ہستم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ ہر آئینہ گفتیم بعد از تو چہار کلمات راسہ بار۔ اگر وزن کردہ شوند با چیزے کہ امروز تو گفتے ہی ہر آئینہ راجح خواہند شد۔ و آں کلمات اسن است۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَہٗ عَرِیْثِہٖ وَمِدَادِ کَلِمَاتِہٖ۔

۴۱۔ صحھے از خواندن درود تاج اسفصار کرد۔ فرمودند اگر مراد از۔ وَجِبْرِیْلَ خَادِمُہٗ۔ آن است کہ حضرت جبریل علیہ السلام کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کرد و وحی می رساند پس قباحتے نیست و شالش این است کہ این وقت ما چائے می نوشیم دیک فغان پُر کردہ بہ تو بدیم۔ ما کار ترا کردیم و ما خدمت کریم۔ و اگر مراد از این لفظ آن است کہ جبریل علیہ السلام نوکر و چاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است پس قباحت دارد۔ ملائکہ عظام مکرم اند مایان بر جمیع مرسل و جمیع ملائکہ ایمان آورده ایم، توہین ایشان کفر است و درین درود۔ دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ۔ آمدہ۔ اگر مراد از این کلمات آن است کہ جہان تاریک و پُر آفات بود و از برکت ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلمتھا و آفاتھا دور شد پس درست است و اگر مراد آن باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کننده این آفات اند پس نادرست است۔ دافع پروردگار است و سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔

۴۲۔ اجمائنا ما برادران پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم، میر یک طائفہ حضرت برادر کلان و میر دیگر طائفہ این عاجز می بود۔ از مخلصین بعضے بہ جہت حضرت برادر و بعضے بہ جہت این عاجز روزے ملا صاحب خان قبرانی شعرے خواند کہ دران نسبت بعض حضرات انبیاء علیہم السلام بہ چاکری کردہ شدہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ این شعر را نہ خوانی، حضرات انبیاء علیہم السلام واجب التعظیم اند نسبت چاکری کردن سُوئے ادب است۔

۴۳۔ روزے فرمودند۔ در محفل میلاد شریف عند ذکر الولادة المبارکۃ قیام کردن برائے اصحاب قلوب داہل نسبت مستحسن است۔

۴۴۔ یکے از ہندیان نام بعض افراد گرفتہ عرض کرد کہ ایشان در محفل میلاد قیام نہ می کنند۔ فرمودند اگر ایشان قیام نہ می کنند بہ توجہ آفت رسیدہ، تو چہر تعرض بہ ایشان می کنی۔

۴۵۔ یکے عرض کرد۔ حضور دالا، شہاد محفل میلاد قیام می کنید۔ فرمودند۔ در ولادت مبارکہ می شود و دل ما خوش می شود و ما قیام می کنیم و صلاۃ و سلام می خوانیم۔ اگر دل تو خوش نہ شدہ تو بر زمین دراز شو۔ کسے بہ تو نہ می گوید کہ قیام بکن۔

لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدَّيِّ مِنْ سُورَةِ بَيِّنَاتٍ وَأَزْدِهَا
وَتَوَالَتْ بِشَرِّى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ وَلَدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَنَاءُ

۴۶۔ یکے استفسار کرو آیا در محفل مبارک شریف سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف می آورند۔
فرمودند۔ آفتاب برجائے خود است و نور وے بہ ہر جامی رسد۔ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم در مقام
خود اند، برائے اصحاب قلوب و اہل نسبت محب مرفیع می شوند۔ ایشان بہ چشم باطن زیارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم می کنند۔

شَمْسٌ فَضْلٌ تَحَقَّقَ الظَّنُّ فِيهِ أَنَّهُ الشَّمْسُ رِفْعَةً وَالْقِيَاءُ
فَإِذَا مَا صَحَّاحًا نَوْرُهُ الظِّلُّ لَوْ قَدْ أَثْبَتَ الظَّلَالُ الْقَعَاءُ

۴۷۔ در دہلی یکے از پیر مردان صاف کیش عرض کرد: "عجب دورِ بدعات است۔ بعض افراد
رامی بنیم کہ بعد از سلام دادن نماز دست راست خود را بر سر خود نہادہ و چیزے خواندہ بر روی خود فرو
می آرند" حضرت ایشان فرمودند: "ابن جزری در کتاب حصن حصین از بزرگوار و طبرانی و ابن اسنی نقل
کرده کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از نماز فارغ می شدند دست راست خود را بر سر مبارک نہادہ
بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزْنَ۔ خواندہ دست
مبارک را بر روی مبارک فرو می آوردند۔ آن پیر مرد چون کلام حضرت ایشان شنید عرض کرد۔
"آن شام اللہ این مبارک دعا را من ہم عامل می شوم" کلمہ حَزَن بہ دو وجہ مروی است۔ بہ ضم حا و سکون
زا۔ در سورہ یوسف آمدہ۔ اِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ۔ و بہ فتح حا و زاء، در سورہ فاطر آمدہ،
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ۔

۴۸۔ روزے مولوی بخش اللہ حاضر شد و بہ دست وے عصا بود۔ حضرت ایشان عصا را
معائنہ کردہ فرمودند۔ عصا خوبصورت و عمدہ است و باز دست مبارک خود را بر دل مولوی بخش اللہ نہادہ
فرمودند اگر این عصا در درازی تا دل بودے خوب تر بودے چہ این مقدار سنون است و بازار شاد
کردند، تعلق ذکر شریف بہ دل است و از دل مالک و مولائے خود را یاد کردن بسیار مفید است
آگاہی۔ عصائے مولوی بخش اللہ بہ یاد آورد کہ حضرت ایشان قدس سرہ سالہا سال استعمال عصا کردہ اند
و عصائے حضرت ایشان بہ درازی تا قلب مبارک می رسید، البتہ در دہ سالہائے آخر عصا را استعمال
نہ می کردند۔

خدا نیست آن کہ ذاتِ بے مثالش نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

۴۹۔ غالباً واقعہ ۱۳۳۷ھ است کہ حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ آن جامع عظیم از مخلصین افغانستان منتظر حضرت ایشان بود۔ روزے بعد العصر ہر دو دست مبارک خود برداشتہ بروئے مبارک بہ نوعی فرو آوردند کہ موہبہائے ریش مبارک خود را از جانبین حرکت دادند و باز بہ مخلصین فرمودند: اے عزیزان ایام پیری و ضعیفی بر سر رسیدہ، عمر من از شصت و سہ تجاوز کردہ، در ابد اکرام ما قدس اللہ اسرارہم بہ جز حضرت خواجہ محمد معصوم کسے بہ این عمر نہ رسید، وقت سفر من قریب رسیدہ، در ایام جوانی صرف قوتہامی کردیم، افراد قلیل تاب تو جہات مامی آوردند، این فرمودہ حضرت ایشان ہوئے کردند و اہل حلقہ بہ سان ماہی بے آب بروئے خاک غلطان و بیجان گشت۔ عاجز و ناجیہ استادہ این احوال و اقوال مبارکہ را می دید و می شنید۔ از مخلصین، اصحاب صحو و تمکین را ہم تاب آن توجہ مبارکہ نہ ماند۔ اگرچہ ایشان بر جائے خود ماندند اما اجساد ایشان بہ رنگ بیدی لرزید۔ آن وقت عاجز را این شعر بوستان سعدی بہ یاد آمد۔

تنم می بلرز دچو یاد آورم مناجات شوریدہ در حرم

۵۰۔ روزے نماز شام در مسجد جامع قندھاریان خواندند و بعد از نماز قدرے آن جانشینند و باز خرامان خرام بہ خانہ تشریف آوردند، پانزدہ یا بست نفر از مخلصین پاک نہاد و اصحاب نسبت در رفاقت بودند۔ چون بہ مستشفی النساء کہ در وسط طریق بود حضرت ایشان رسیدند پاک نفس محمد علی بشورید و بہ آواز بلند این دو شعر خواند۔

اولیا رہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ
غدارا سوئے مشتاقان نگاہے پیالے گر نہ باشد گاہے گلہے

حضرت ایشان بہ عجب انداز شفقت و مرحمت فرمودند۔ اے عزیزان کہ دورت اخلاق زدیلہ عاجز است ورنہ در تو جہات و فیوضات قصور نیست۔ چون لفظ قصور نیست، فرمودند بر قے از فیوضات الہیہ برخیز و دلہا افتید و از شور ہو دہائے دل ہر ذرہ در جوش اَنَا الشَّرُّی، افتاد۔

از حسن ملیح خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ و بسمل را مصروف فغان کردی

۵۱۔ چون اتراک خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان طاب ثراہ را معزول کردند۔ حضرت ایشان بسیار متالم شدند و در خواب سرور عالمیان را دیدند صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ از جہتے بہ جہتے قدم می زنند و آثار طال بر لبشہ مبارکہ ظاہر است۔ عرض نمودند فَذَاكَ دُوحِي يَا سَأُولَ اللَّهِ سَبَبُ مَالٍ خَالٍ اقدس چیست۔ فرمودند۔ امروز عبدالحمید خان از تخت محروم شدہ، ازین جہت مال دارم۔ این خواب لے

بیان کردہ فرمودند: درین دورہ صدر سالہ مثل سلطان عبدالحمید خان در تقویٰ از شاہان کسے نہ بودہ من می توانم کہ حلفیہ بگویم کہ ایشان خمر را بہ دست خود نہ گرفتہ اند چہ جائے نوشیدن۔ ایشان ہمدرد قوم و خیر خوا ملت و متقی و علم دوست بودند۔ استاد من حضرت مولانا رحمت اللہ را از مکہ مکرمہ نزد خود بہ قسطنطنیہ طلب فرمودند، بسیار اکرام ایشان کردند، از دست خود برائے ایشان جائے نماز را فرش می کردند و چون بر ماندہ برائے طعام می نشستند بہ حضرت مولانا می گفتند: "بابا این را نوش کنیہ۔ بابا شما این را دست نہ بردید" این خواب و این واقعہ را بیان کردہ فرمودند: "اکنون قوم ترک مائل بہ تباہی است" عاجز گوید، در ردّ نصاریٰ حضرت مولانا را پروردگار مہارت زائدہ دادہ بود، از علمائے نصاریٰ پادری فائدہ بہ وقت خود بسیار مشہور بودہ۔ نصاریٰ ویرا با جماعتی از پادریہا بہ ہند فرستادند تا مذہب عیسائیت فروغ یابد۔ در سنہ ۱۲۷۰ ہجری بہ ماہ ربیع الآخر مناظرہ اولی و بہ یازدہم ماہ رجب مناظرہ آخری با فائدہ حضرت مولانا کردند۔ فائدہ کاملاً مغلوب شد و جاء الحق و زہق الباطل را ظہور شد۔ و بعد از تغلب انگلیسہا بہ ہند حضرت مولانا ہجرت فرمودہ بہ مکہ مکرمہ تشریف بردند۔ بہ اواخر قرن ثالث عشر پادریہا بہ قسطنطنیہ رسیدند و با علمائے اترک مناظرہ کردند۔ صدر اعظم ملک تترکیہ خیر الدین پاشا جناب مولانا را از مکہ مکرمہ طلب کرد۔ چون جناب ایشان آنجا رسیدند بر پادریہا خوف و دہشت غالب آمد و ایشان مغلوب شدہ از انجراہ فرار اختیار کردند۔ فخر الدین پاشا بہ حضرت مولانا گفت کہ در ردّ مکاید نصاریٰ کتابے تحریر فرمایند چنانچہ ایشان از ۱۶ رجب تا آخر ذی الحجہ ۱۲۸۰ ہجری در ظرف پنج و نیم ماہ کتاب "انہار الحق" بہ عربی نوشتند کہ از "تایید الحق بر حمتہ اللہ" سال تالیف ظاہر است۔ این کتاب در سنہ ۱۲۸۱ ہجری بہ قسطنطنیہ طبع شدہ و بہ اشارہ صدر اعظم ترجمہ این کتاب بہ ترکی ہم کردہ شد کہ بہ طبع رسیدہ و باز بہ اُسنہ متعدّدہ اُوربا ترجمہ کردہ شد و حکومت عثمانیہ آن ہمہ را طبع کردہ در اُوربا نشر کرد، از طباعت این کتاب لا جواب در آیوان تثلث تزلزل افتاد، و روزنامہ مشہور انگلستان در ان ایام نوشت: "اگر مطالعہ این کتاب جاری ماند، در ترویج عیسائیت بندش خواہد افتاد" الحق کہ در ردّ نصاریٰ ازین بہتر کتاب بہ نظر نیامدہ۔ واللہ یختص بر رحمۃ من یشاء۔ چون حضرت سلطان عبدالحمید خان در سنہ ۱۲۹۳ ہجری بر تخت خلافت نشست حضرت مولانا را طلب فرمود۔ چنانچہ حضرت مولانا بہ پنجشنبہ دوم رمضان سنہ ۱۳۰۰ ہجری بہ دار الخلافہ رسیدند و حضرت سلطان برایشان نوازشات فوق العادہ مبذول داشت۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی در جلد اول از کتاب نظام تعلیم و تربیت "بر صفحہ دو صد و ہشتاد و دو نوشتہ اند: "مکتوب مولانا رحمت اللہ نزد مولانا سید محمد علی (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی) محفوظ بود، بیان عنایات و نوازشات سلطانی کردہ اند و نوشتہ اند

”چوں از محفل حضرت سلطان رخصت می شدم، حضرت سلطان پاپوشہائے مراد رست کرده می نہادند“
حضرت مولانا بہ عمر ہفتاد و پنج رسیدہ بہ روز جمعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ در مکہ مکرمہ رحلت فرمودند و در مقبرہ مبارکہ معلّٰۃ کہ در حجّون واقع است مدفون شدند رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ تَوَسَّلْ بِحَبِیْبِہٖ وَ رَفَعْ مَکَانَتَہٗ فِی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ
وفات حضرت سلطان در ۱۳۳۶ھ واقع شدہ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ

۵۲۔ روزے فرمودند۔ فتح باب نصیب ہر کسے نیست ہر کرا خدا خواہدی نوازد۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشند خدائے بخشندہ

۵۳۔ فضل عمر دہلوی سر کردہ مخلصین ہندوستان بہ او اہل ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ رحلت فرمود۔
اندر ان ایام حضرت ایشان بہ کوئٹہ بودند چون بہ دہلی تشریف آوردند ہزاروں رفتند، جمعے از مخلصین و از خوشان فضل عمر آن جا حاضر بود، حضرت ایشان چون از فاتحہ فارغ شدند بہ حاضرین گفتند۔ ببینید کہ ہر ذرہ خاک از قبر فضل عمر مصروف ذکر پروردگار است۔

۵۴۔ حافظ محمد اسحاق معروف بہ ”رانی کھیت والا“ عجب مرد پاک دل و صادق المحبۃ بودہ۔
بہ دوازدم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء۔ وفات یافت، حضرت ایشان ہزارش رفتند۔
زینجالیان دہلی جمعے عظیم آنجا موجود بود۔ حضرت ایشان بہ دُعا و فاتحہ مصروف بودند کہ ناگاہ چند قدم پستّر شدہ فرمودند۔ چہ می کنی، چہ می کنی۔ و بعد از فاتحہ از روئے انبساط بہ حاضرین گفتند ”راحتے کہ محمد اسحاق رانصیب شدہ، بہ شکرانہ اُن قصداً بوسی کردہ بود“ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

۵۵۔ در میرٹھ نشی عزیز الدین والد حافظ حفیظ الدین از مخلصین صادق المحبۃ بود در ۱۳۲۷ھ
۱۹۰۵ء کتاب ہائے حضرت ایشان از مکہ مکرمہ آورد۔ و خدمت تجلید کتب بر ذمہ خود گرفت، بہ روز
سہشنبہ یازدم ذی الحجّہ ۱۳۲۹ھ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ کہ در دہلی روز و بار انگلیسہا بود وفات یافت، حضرت
ایشان راقیام در میرٹھ بود۔ روز دوم ہزارش تشریف بردند۔ وے نیز بہ مثل حافظ محمد اسحاق از وجہ
در یافت سعادت برائے قدم بوسی تقدیم کردہ بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

۵۶۔ در محطہ سکتہ الحدید چھاؤنی میرٹھ حضرت ایشان در انتظار قطار بر کرسی نشستہ بودند و
حافظ حفیظ الدین بہ پشت حضرت ایشان استادہ بود۔ ناگاہ بہ دلش آمد کہ مرید چنین پیر کاظم آٹا بے نصیبم
حضرت ایشان ہمان دم دست ویرا گرفتہ پیش رو آوردہ فرمودند ”اے عزیز دیگر چہ می خواہی از فضل
پروردگار دین ہم یافتی و دنیا ہم“ عاجز گوید۔ پروردگار بر حفیظ الدین کرہا کردہ بود۔ ساحت سینہ مے
از دولت نسبت آراستہ بود و وجاہت و عزت و ثروت دنیوی ہم می داشت، مَا أَحْسَنَ الدِّیْنَ وَاللّٰہُ

إِذَا اجْتَمَعَا - رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ -

۵۷۔ حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیان کرد کہ فرزند نہ داشتیم و بہ دلم می گزشت کہ اگر حضرت ایشان دعا فرمایند بہ مُراد رسم۔ اندرین فکر نزد محجّر مبارک استادہ بودم، ناگاہ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند و نزد من رسیدہ فرمودند: "چرا بہ اجمیر شریف نہ میروی و آن جادعانہ می کنی؟" و بعد از آن فرمودند: "حضرت والدہم بہ اجمیر شریف رفتند و آن جادعا کردند و دعائے ایشان قبول شد و حق تعالی ایشان را پسر داد و آن پسر منم کہ پیش روی تو استادہ ام" حافظ اشفاق الہی حسب الارشاد بہ اجمیر شریف رفتند و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد، صنعتہ اللہ، عبدالرشید، عبدالحمید، اخلاق احمد، مؤخر الذکر و خورد سالی فوت کرد و باقی در کراچی بہ عافیت می باشند۔

۵۸۔ روزے از حرم سرا برآمدند۔ جمعے از مخلصین نزد محجّر شریف نشستہ بود و بین ایشان شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بود۔ حضرت ایشان فرمودند: "ما این چنین دل را طالب، ستیم کہ عبدالباری دارد" عاجز گوید۔ پروردگار درجات عبدالباری را بلند کند عجب مرد پاک باطن و صاحب نسبت بود۔ در اوقات فراغ بہ جز ذکر و فکر کارے نہ داشت۔ بہ روز سہ شنبہ نہم رجب ۱۳۸۳ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۳ء رحلت نمود۔ چون ازین دار فانیہ بہ نعیم باقیہ کوچ می کرد عاجز موجود بود و دے تا نفس آخر بفضل اللہ و احسانہ بہ ذکر شریف مصروف بود۔ هَنِئْنَا لَهُ هَنِئْنَا لَهُ، عاجز از موالائے کریم و رحیم پر امید است کہ دے با آن مبارک افراد خواہد بود کہ در حق آنہا پروردگار فرمودہ۔ وَانَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحَسَنَ مَّآبٍ۔ در جوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۹۔ حضرت ایشان کار تعمیر محجّر مبارک بہ حاجی فیض اللہ و منشی حسین علی سپرد کردہ بودند منشی حسین علی بیان کرد۔ بہ نزد بُنیاد قبرے ظاہر شد۔ و سنگے کہ بالائے قبر می نہند و بالائے آن خاک انداختہ می شود از وجہ کنیدن بنیاد قبرے از جائے خود بے جائے شدہ بود، و آن وقت نصف النہار بود۔ لحظہ سہ گزشت کہ حضرت ایشان خلاف عادت از حرم سرا برہنہ سر و برہنہ پا برآمدند و فرمودند: "بچہا کجا چہ می کنید۔ عرض کردم۔ مایان بنیادی کنیدی کہ ناگاہ قبرے ظاہر شد و سنگ مے قدرے بے جائے شد۔ فرمودند: "بچہا کار بہ آستگلی و بہ وجہ خوب کنید۔" نشستہ بودیم کہ ایشان (صاحب قبر) آمدہ فرمودند کہ مرا آزاری رسانند؟ و باز بہ حرم سرا تشریف بردند۔ منشی حسین علی آن مقام را بہ عاجز نشان دادہ کہ نزد دروازہ محجّر است۔ پروردگار ایشان را اجراء دہد، خدمات شائستہ کردہ اند و از مخلصین قدما برہنہ۔ بہ روز جمعہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء رحلت نمودند و در قبرستان حضرت خواجہ

باقی باللہ قدس سرہ مدفون شدند۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۶۰۔ حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر حفت سالے در تجارت خسارہ کشید۔ از وجہ پریشانی در احوال باطنش خلل افتاد۔ روزے چون برائے تفریح می رفتند، پیش دکان وے عربہ را ستادہ کردند چون وے بہ دست بوسی مشرف شد۔ بر شائہ وے دست شفقت نہادہ بہ بسیار ملائمت و تلطف فرمودند۔ اے عزیز۔ چرا پریشان می شوی و چرا بہ جزع و فزع اوقات خود را بہ سری بزمی۔ پروردگار ترا مال و عیال و اولاد و عزت و صحت دادہ است۔ اگر جزوے از مال ضائع شد چہ شد۔ اگر پروردگار جل شائہ مابقی را ہم بگیرد چہ خواہی کردی؟ حافظ عبدالحکیم بہ عاجز گفت کہ ہر حرف مبارک ایشان برائے دروہم دارو شفا بود۔ عجب سکون و طمانیت بہ جانم حاصل شد چون حضرت ایشان کلام خود را تمام کردند دل من از ہمہ آلاشہا پاک شدہ بود در فصل دوم ہم واقعہ وے تحریر شدہ است۔ حضرت ایشان صراحت فرمودہ اند کہ در تشخیص امراض قلب پروردگار ایشان را بصیرت کاملہ غایت کردہ بود۔ حضرت ایشان مخلص پاک باطن را نہ می گزاشتند کہ راہ ہاویہ اختیار کند حتی المقدور بہ قہر و عتاب یا بہ لطف و مرحمت، بہ ہر طورے کہ مناسب می دانستند از نار حامیہ دیرا محفوظ می کردند و فضل پروردگار بود کہ ہزاران افراد ہدایت یافتند۔

۶۱۔ فرمودند۔ اے عزیزان "کثرت و قلت را سوال نیست ہر چہ گوئید بہ حضور قلب و کمال اخلاص گوئید۔ از غفلت و اخلاق رذیلہ خود را دور دارید"

رو عمر در خدمت پیر سعید
تا نگوگرد رذیلہ خورے تو

۶۲۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ ہنوز اسلام را ظاہر نہ کردہ بود علیل شد و ازین خیال اندوہ گین شد کہ اگر درین حال بمیرم کالبدم را ہنوز بسوزانند، مولوی بخش اللہ این احوال را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔ فرمودند "بہ وے بگو۔ جسم ترا دفن کنند یا بسوزانند هیچ اہمیت نہ دارد۔ مہتمم باشان این امر است کہ از دنیا با دولت ایمان بروی"

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی
پیش ازان کاندہ لحد خاکم کنی
اندر ان دم کز بدن جانم بری
از جہان بانور ایمانم بری

فرمودند۔ عبدالباری را بگو کہ فی الحال نہ خواہی مرد دَقْدَ عَاشٍ بَعْدَ ذَٰلِكَ ذَہَاءٌ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ سَنَةً۔
۶۳۔ روزے فرمودند۔ تلاوت قرآن مجید را سہ درجات است۔ ادنی درجہ این است کہ با تجوید تلاوت کردہ شود۔ و اوسط درجہ این است کہ با تجوید و فہم معانی تلاوت کردہ شود و اعلیٰ درجہ این است کہ

تلاوت با تجوید و فہم معانی بود و دل بہ حلاوت باطنی بہر یز بود۔

۶۴۔ روزے در دہلی شخصے بیان روحانیت جوگی کرد حضرت ایشان چند دقیقہ متوجہ بہ آن شخص شدند۔ آن شخص را احوال عجیبہ روداد۔ بعد ازین فرمودند کہ اے عزیز، روحانیت این را گویند و شان مرد مومن این است کہ این احوال و کیفیات را محفوظ دارد۔

۶۵۔ مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ وظیفہ شریفہ را قدرے بہ سرعت باید کرد تا تعداد بست و چہار ہزار کامل شود یا بہ طمانیت۔ فرمودند۔ وظیفہ شریفہ با حضور قلب و طمانیت باید کرد۔ و تعداد بست و چہار ہزار از بس مفید است۔

۶۶۔ در دہلی بعض عازمین حج را فرمودند۔ صعوبات سفر را بہ ذوق و شوق برداشت باید کرد۔ کلمہ جزع و فزع بر زبان نہ باید آورد، با آبائی آن دیار مبارکہ بہ محبت و احترام معاملہ باید کرد کہ ایشان جبران پروردگار و حیران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انداگر کہے راتاب تحمل شدائد نیست وے را اجازت سفر دادن بیکار است۔

۶۷۔ بہ مولوی بخش اللہ دہلوی فرمودند۔ در قصیدہ منفرد اسم اعظم مخفی است، اگر متواتر چہل روز این قصیدہ مبارکہ را برائے حل مشکلی کہے بخواند۔ ان شاء اللہ مشکل وے حل خواہد شد۔

۶۸۔ در دہلی حاجی ظفر الدین مرد نیک دل و سادہ مزاج بود۔ عرض کرد۔ حضرت والا چہ کنیم؟ پروردگار خواہشات نفسانیہ را در خلقت مایان نہادہ۔ فرمودند۔ الاریب کہ پیدا کنندہ خواہشات پروردگار است اما او جلّ شأنہ انسان را طاقت دفع کردن خواہشات نیز عطا کردہ است۔ انسان آن قوائے کامنہ را بہ کار آورد و بہ طریق مشروعہ ازالہ خواہشات کند۔ اسلام دین فطرت است۔ شمار بر فرض خدا قائم و از حرام خدا محترز باشید۔ ہمین دینداری است۔

۶۹۔ روزے در دہلی فرمودند۔ "بہ دوران قیام مدینہ منورہ چون ماہ صیام رسید من بہ روضہ مطہرہ رسیدہ، پردہ مبارکہ را کہ بر شبکہ مبارکہ آویزان می بود بر سر خود انداختہ و شبکہ مبارکہ را بہ ہر دو دست خود گرفتہ آن مقدار از قرآن مجید تلاوت می کردم کہ بہ شب بہ حرم محترم در تراویح می خواندم۔"

بحان اللہ چہ سعادتہا و برکتہا نصیب حضرت ایشان شدہ بود۔

۷۰۔ فرمودند۔ در نہاد من جزع و فزع نہ نہادہ اند۔ البتہ اناخبار پریشانی مسلمانان صدہ بر دل می رسد۔ و ازین صدمات اعضائے رئیسہ من متاثر شدہ اند۔

۷۱۔ در اواخر سال ۱۳۴۲ھ یا در اوائل ۱۳۴۳ھ در کوٹہ بہ باغ تولہ عند العصر روان بودند

چون از شہر برآمدہ بر شارعِ سرِ آبِ عربہ روان شد، یکے از ما برادران روزنامہ اُردو را پیش کردہ عرض کرد۔ حضور والا، خبر وفاتِ انور پاشا تحریر است و عکس ایشان شائع شدہ۔ حضرت ایشان روزنامہ را گرفتہ سوے عکس نظر کردند۔ بہ مجرد دیدن آن عکس بے قرار شدند و سیلِ اشک از چشمانِ مبارک جاری شد، اشکِ ہامی ریختند و دعا ہامی کردند چون بہ دہلی تشریف آوردند، سردار غلام حیدر خان سفیرِ افغانستان بہ خدمتِ مبارک رسید حضرت ایشان ازوے استفسارِ خبرِ انور پاشا کردند۔ وے عرض کرد کہ انور پاشا شہید شدہ از تصدیق وے رنج و ملال حضرت ایشان تازہ شد، دیدہٴ مبارک پُر آب شد و دعا ہا کردند، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغِیْثُکَ۔ عاجز امید ہا دار د کہ دعا ہائے حضرت ایشان مقبول و مستجاب ہ باشند۔ ۴۲۔ چون از اولاد حضرت ایشان کسے علیل می شد آثارِ رنج و ملال بر بشرہٴ مبارکہ ظاہر می شد، روزے در دہلی بہ مخلصین گفتند۔ بہ وقتِ علالتِ اولاد بہ دلم خیال می آید کہ دعا کنم، بہ مجرد این خیال از مالک و مولائے خود شرمندہ می شوم، عاجز گوید از مقامِ رضا کہ اعلیٰ ترین مقامات است حضرت ایشان را نصیبہٴ کاملہ حاصل بود، در بآسماء و ضرائع بہ جز صبر و شکر کارے نہ بود۔

۴۳۔ روزے در دہلی فرمودند۔ از وجہِ اخلاص ابوابِ سعادت کشادہ می شوند از بزرگانِ با شفعہ ضعیف العمر و اُمّی بیعت بود۔ عشقِ خدا و رسول در تمام جسم وے سرایت کردہ بود۔ قرآن مجید را نہ خواندہ بود اما از روزے محبت قبلہ نوشتہ مصحفِ مبارک را بر رُحل نہادہ بر ہر سطر وے انگشت خود را از اول تا آخر می کشید و بہ محبت و اخلاص می گفت۔ یا اللہ خوش گفتمی و در صفتی، بہ یک وقتِ معین این شغل را ہر روز جاری می داشت۔ مدتے نہ گزشت کہ بروے ظہورِ احوال سامیہ شد و از کیفیاتِ احوالِ دہدانیہ سرشار گشت و در انجامِ کار فائز المرام گردید۔

۴۴۔ فرمودند در مکہ مکرمہ نکاحِ دخترِ خواہرِ زادیِ شاہِ محمد اسحاق محدث بود۔ جنابِ حاجی امداد اللہ شیخِ کبیر سلسلہٴ چشتیہ ہم موجود بودند و ارادہ داشتند کہ خطبہٴ نکاح بخوانند، ناگاہ چشم ایشان بر حضرت ایشان افتاد۔ جنابِ ایشان بہ کمالِ محبت حضرت ایشان را نزد خود خواستند و گفتند شما خطبہٴ بخوانید چنانچہ حضرت ایشان خطبہٴ خواندند۔ جنابِ حاجی صاحب از اصدقائے قدیم حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ سرار ہما بودند۔ از خورد سالی احوالِ حضرت ایشان را دیدہ بودند و ارتباطِ تام داشتند و

قدر ز زر گر شناسد قدرِ جوہرِ جوہری

۴۵۔ فرمودند۔ بہ ایامے کہ در سر ہند شریف بودم روزے بر مزارِ پُر انوار حضرت امامِ تہانی مجد الفِ ثانی قدس اللہ سرہ مراقب بودم کہ حضرت ایشان فرمودند۔ آن شخصی را کہ بہ زاویہ شستہ است

دور و پیہ بدہ، چنانچہ امتثالِ امر کردہ بہ دے دور و پیہ دادہ شد۔ وے گفت۔ از بس حاجت مند بودم و بہ خدمتِ مبارکہ برائے دور و پیہ عرض کردہ بودم۔

۷۶۔ بہ وقتِ نکاح خواہر کلان حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند۔ مرا معلوماتِ امورِ دنیویست لہذا بہ شمایان اجمالاً گفتہ می شود کہ طریقہ شرفائے دہلی را ملحوظ دارید کہ محفل عقدِ نکاح بہ طریقہ خوب سرانجام یابد حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر جفت عرض کرد۔ بعد از عقدِ نکاح از جانبِ زوج چیزے از شیرینی و از جانبِ جہ چیزے از اشیایے خوشبودار و خوش ذائقہ مثل اہیل خورد، شیرین بویہ (بادیان)، بون بریان، ہوز مہندی وغیرہ تقسیم می کنند۔ حضرت ایشان فرمودند ہر چہ در شرفار مردج است بکنید۔ عبدالحکیم گفت کہ تقسیم کردن اہیل وغیرہ ضروری است فرمودند امرے را کہ از شرع مبارک ثابت نہ باشد و کروش مباح باشد ضروری واجبہ دانستن گناہ است، لہذا این رسم را بگزارید یعنی اہیل و بون تقسیم نہ شود۔ چنانچہ دیگر تمام رسوم بہ جا آورده شدند و این رسم ترک کردہ شد۔

۷۷۔ بہ زمانہ تعمیر مسجد شریف خانقاہ دہلی حضرت ایشان در گرد و غبار بہ جائے می نشستند و متوجہ بہ باطن می شدند۔ بعض افراد عرض کردند۔ این جا خاک و گرد است۔ فرمودند۔ بنائیان خستہ ہارامی تراشند و آوازے کہ از تراشیدن خشت پیدا می شود۔ مرا ذکر الہی مسموع می شود، اسرار ”وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اَسْمِعُ بِحَمْدِی“ بر حضرت ایشان ظاہر بود۔

۷۸۔ در مکتانِ پشین ملا عبدالحمید آخوندزادہ گفت۔ کسانے کہ در نماز نعرہ می زنند، نماز ایشان نہ می شود۔ بہ مسامع مبارکہ این قول رسید۔ بہ آخوندزادہ فرمودند۔ اے عزیزِ حلاوتِ ایمان نہ چشیدہ ”کَمَا تَقَدَّمَ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ“۔

۷۹۔ ملاگل ادنخیل در خانقاہ شریف دہلی مصروف ذکر بود حضرت ایشان تشریف آوروہ استفسار کردند۔ ملاگل چہ حال داری۔ عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می آیم از دنیا و مافیہا بے خبر می گردم۔ فرمودند۔ اے عزیز اگر درین جائے پُر انوار این احوال را دریافتی، چہ کمال است اگر بہ وقت گزشتن از بازار چاؤ ڈری (بازارِ زنانِ فاحشہ) بہ این حال باشی البتہ کمالے است۔

۸۰۔ فرمودند۔ ولایتِ کبری را ولایتِ انبیا از آن گویند کہ چون آن سروران علیہم الصلاۃ والسلام

بہ این مقام می رسیدند، نبوتِ ایشان ظاہری شد۔

۸۱۔ شخصے در کونٹہ استفسار کرد، آیا بدون توجہ ولی کامل کسے بہ مقامِ ولایت می رسد۔ فرمودند

البتہ می رسد و واقعہ حاضر شدن خود را بر مزار ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کردہ گفتند ہر گاہ برائے تکبیر

تحریمہ دستہائے خود را می بردارم صورت آن شخص پیش رویم می آید۔ اگر آن شخص ولی نہ بودے صورتش چرا پیش رویم آدے۔ (تفصیل واقعہ را در فصل اول دریا بید)

۸۲۔ حاجی محمد اسماعیل پسر جیون بخش کہ از پنجابیان دہلی بود حزب البحر از حضرت ایشان خواند و اجازت گرفت۔ حضرت ایشان بہ دے گفتند: "این مبارک حزب را حضرت شاذلی قدس سرہ نوشتہ است۔ درین حزب آیات مبارکہ و احادیث شریفہ ہم شامل اند۔ عجب مبارک حزب است۔ اگر این حزب را از برائے رضامندی پروردگار خواندی و بہ ضمن آن از فتوحات بہرہ مند شدی بہتر است۔ ہم دین یافتی و ہم دنیا، و اگر برائے فتوحات دنیویہ خواندی، پس اگر چیزے از فتوحات دنیویہ دریافتی فہما وَ نِعْمَ وَاگر نہ یافتی، ہیچ نہ یافتی۔ ثواب آخرت در صورت یافتن و نہ یافتن ہیچ نیست" عاجز گوید کہ در "لوائح الانوار القدسیہ" شعرانی از مسند منیل این حدیث شریف نوشتہ است "مَنْ عَمِلَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَمَلٌ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ" غم دین خور کہ غم دین است۔

۸۳۔ مولوی عبدالرشید ساکن بلند شہر بیان کرد۔ من از بلند شہر بہ خانقاہ شریف برائے محفل مبارک میلاد شریف باد و رفیق حاضر شدم۔ وقت طعام رسید۔ بہ رفیقان گفتم۔ بیائید تا بہ بازار رفتہ چیزے بخوریم۔ مایان در صد در فتن شدیم کہ حضرت ایشان ملاعل محمد را فرستادہ گفتند کہ بہ ذکر شریف مانید، ان شاء اللہ نمان خواہد رسید۔

۸۴۔ پاک دل سید احمد حسین النوپ شہری از حضرت ایشان دلائل الخیرات حرفاً از اول تا آخر خواند۔ روزے بعد از فرات دلائل مبارکہ مصروف بہ مالش بدن حضرت ایشان شد و دوش مشغول بہ ذکر پاک رب العالمین گشت، در این احوال مبارکہ اشکہائے محبت از دیدہ مالش ریخت اتفاقاً نظر مبارک بر آب دیدہ وے افتاد۔ بہ دست مبارک خود آن قطرات مہر و عقیدت را صاف فرمودند، احمد حسین بہ ہوش خود آمدہ بے ساختہ عرض کرد و حضور مبارک، این چہ می کنید۔ فرمودند نزد من از نماز و طاعات من، کار نا شائستہ سید بہتر است۔ احمد حسین گوید من حیران شدہ عرض کردم حضور وَاَلَا۔ این چہ ارشاد می فرمائید۔ فرمودند "اظهار خیال دل خود می کنم۔ بیان مسئلہ شرعی نہ می کنم" عاجز گوید علماء اعلام در تفسیر۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَادِقًا۔ نوشتہ اند۔ "قِيلَ إِنَّهُ أَبُوهُمَا مُبَاشَرَةً وَقِيلَ هُوَ الْأَبُ السَّابِقُ وَقِيلَ الْعَاشِرُ" پروردگار جلّ شانہ و عَمَّ إِحْسَانُهُ را این لطف و مہربانی با اولادیکے از صلحائے بنی آدم است پس با اولاد حضرت سید الاولین و الآخرین رحمۃ اللہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم چہ معاملہ خواہد بود، محبت اہل بیت اطہار رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ أَجْمَعِينَ، از بابائے چہلم حضرت عبداللہ و از بابائے

چہل و یکم حضرت عمر رضی اللہ عنہما وراثتہ حضرت ایشان رسیدہ بود۔ امام ابن اثیر جزری در نصف آخر از کتاب "جمع الفوائد" نوشتہ، کہ حضرت عمر برائے اسامہ بن زید سہ و نیم ہزار درہم وظیفہ مقرر کرد و برائے پسر خود عبداللہ سہ ہزار عبداللہ عرض کرد۔ اسامہ را بر من چہ افضلیت دادی، وے در ہیچ مشہد از من سبقت نہ کردہ۔ فرمود۔ پدرش زید است کہ وے رسول خدا را از پدر تو احب بود و اسامہ رسول خدا را از تو احب است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و ابن اثیر ابن ہم نوشتہ کہ ابن عمر در مسجد شریف نشستہ بود ناگاہ شخصے را دید کہ یئحب ثیابہ۔ فرمود این کیست۔ عرض کردند محمد بن اسامہ است۔ وے سر خود را بہ سوئے گریبان انگند و باز فرمود۔ لَوْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ۔ اگر سر و ار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم دیرا دیدے ہر آئینہ محبوب داشتے۔

۸۵۔ روزے بہ نیاز مندی تمام خواندند۔

وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَرِيرَةٌ
وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غَضَابُ
وَلَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَامِرٌ
وَلَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ الْعَالَمِينَ خَرَابُ

زندگانی تلخ است، اے کاش تو براہیم شیریں باشی۔ و خلق جہان ناخوش بود اما تو از من خوش باشی۔ رشتہ محبت کہ میان من و تو است استوار ماند، اگر چہ تعلق من با عالمیان خراب بود۔

۸۶۔ شاکر احمد خاں انصاری با حبیب اللہ از پانی پت حاضر شد۔ حضرت ایشان بر تخت خود عمدہ و دوشالہ کشمیری در بر کردہ نشستہ بودند شاکر احمد مخلص کامل بلکہ عاشق صادق بود، او بہ کار خود مصروف بود، آمار فیکش حبیب اللہ تازہ وارد بود و بہ سلسلہ مبارکہ وابستگی نہ داشت، خیال کرد کہ پیر طریقت را بہ تخت و دوشالہ چہ کار بلکہ خاک و دلق است برایش سزاوار۔ در سال ۱۳۸۰ھ حبیب اللہ در لاہور بہ عاجز گفت۔ چون این خیال در دلم گزشت، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند! اگر پیر کسے دلق پوشیدہ بر خاکستر بنشیند و پندارد کہ وے چیزے ہست، ہیچ نیست و اگر پیر کسے دوشالہ پوشیدہ بر تخت نشیند و خود را ہیچ داند، وے چیزے ہست۔ حبیب اللہ می گفت کہ پنجاب سال برین واقعہ گزشتہ و ہر گاہ کہ این واقعہ را یاد می کنم بہ حیرت می روم۔

۸۷۔ حافظ محمد یوسف از چشمہا معذور و حافظ کلام الہی بود۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ مردنیک و پاکیزہ اطوار بود۔ از حضرت ایشان بیعت شد۔ مدتے نہ گزشت کہ در احوالش تغیر پیدا شد۔ پیش دروازہ غربی خانقاہ شریف شب روز افتادہ می بود۔ نشست حضرت ایشان غیر از سہ سال آخر در عمارت دروازہ می بود، وے آواز حضرت ایشان را شنیدہ بہ وجد و جذب می آمد، شبے

حضرت ایشان مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ محمد یوسف در شارع شور و فغان برپا کرد و عصائے خود را بہ زور بر زمین می زد حضرت ایشان فرمودند: "بہ یوسف گرمی زیادہ رسیدہ" و شبے فرمودند "سفر اکیثر کردہ" ای شراب معرفت ویرامد ہوش ساختہ در حیات حضرت ایشان وے از دروازہ خانقاہ شریف بہ جائے نہ رفت، و روزے کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند وے از انجا بہ مسجد جامع رفت و از احوال خود قطعاً بے خبر گشت۔ در لباس عریانی صیفاً و شتاء نزد جامع گشت می کرد و بہ نام مجذوب اشتہار یافت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۸۔ شخصے گفت در فلان شہر تبرکات اند۔ فرمودند۔ اے عزیز خوبی آن است کہ خودت را تبرک سازی۔

۸۹۔ یکے از مخلصین حج کردہ باز آمد و برائے حضرت ایشان آب زمزم آورد۔ چون بہ حضرت ایشان اطلاع کردہ شد فرمودند، پروردگار از فضل خود، خود مرا زمزم ساختہ است۔

۹۰۔ روزے اہل حلقہ مصروف کلام بودند کہ اذان مغرب شد۔ و حاضرین قصد نماز کردند۔ فرمودند قدرے متوجہ بہ قلب شدہ بنشینید و سکون قلب حاصل کنید تا نماز بہ یک سوئی ادا کردہ شود۔

۹۱۔ روزے بعد از ادائے نماز شام چون از دالان مسجد شریف بہ صحن برآمدند، یک نو وارد افغانی مخلص را دیدند کہ از سجدہ اولی بہ قدر یک وجب سر خود برداشتہ بہ سجدہ ثانیہ رفت۔ قدرے بہ آواز بندہ نقرًا کتف الدیک، فرمودہ تشریف بردند۔ آن نو وارد بلکہ بیشتر از حاضرین از وجہ فقدان علم بیچ نہ فہمیدند۔ حاجی ملا احمد خان فی ما بعد بہ ایشان مفہوم ارشاد گرامی را بیان کرد۔

۹۲۔ در حرم مکہ بہ مولوی عبدالحق الہ آبادی شیخ الدلائل و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرۃ قدس اللہ اسرارہما فرمودند۔ مولوی صاحب شامہ تالیف "الإکلیل علی مدارک التنزیل" مصروف ہستید و ما می بینیم کہ شما از تفاسیر مبارکہ نقل می کنید و از خود بیچ بیان نہ می گوئید۔ اگر در مسائل تحقیقات کنید خوب تر باشد۔

۹۳۔ روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ اوائل جوانی ما بود۔ با چند رفقا بہ سیر و تفریح می رفتیم و خوب خیز و جست می کردیم۔ و شتر روان می بود و ما عنق ویرا گرفتہ بروے سواری شدیم و پیمنان از وے پائین می شدیم۔

۹۴۔ حضرت برادر کلان را برودت ظاہر شد، و حضرت والدہ محترمہ در شکرانہ آن چیزے پختند و مخلصین تقسیم کردند، حضرت ایشان آثارِ مسترت ظاہر بود، چون برائے تفریح در عربہ روان شدند دست

مبارک خود را بر بروتِ حضرت برادرِ کلان نہادہ فرمودند: ”جدا کبر شہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ را وقتے کہ قہری آمد بروت خود را می پیچیدند“

۹۵۔ در کونٹہ بہ ما برادران گفتند: ما اولادِ پسر را نہ دیدیم، البتہ اولادِ دختر را دریا یتیم می بینیم کہ باوے قلب را ارتباط و محبتہ فوق العادہ است۔ و خیال داریم کہ ایں از آثارِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم است“

۹۶۔ در میرٹھ بہ انتظارِ نمازِ عید نشستہ بودند و یک پیر مرد از علما کرام مردم را وعظ و پند می کرد، باز یک جوان آغاز پند کرد حضرت ایشان دوسہ بار لا حول و لا قوۃ الا باللہ خواندہ فرمودند۔ بیان آن پیر مرد اگرچہ سادہ بود اما با نور ایمان بود و بیانِ ایں جوان اگرچہ شستہ و منمق است اما پراز کدورت است“

۹۷۔ اہل ہند بظلافِ حکومتِ آن وقت مصروفِ عمل بودند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ مبارکہ فرمودند: ”شما یان ازالہ ایں حکومت میخواستید و طلبگارا استقلال ہستید۔ اما امن و راحتیکہ درین ایام بہ شما یان حاصل است آن را از دست نخواہید داد و باز ایں ایام را یاد خواہید کرد۔ و کلاتِ حینِ مَندَم۔ عاجز گوید۔“

مردانِ خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

حضرت ایشان در سال سی و ہفت یا سی و ہشت از مائتہ چہار دہم ایں سخن فرمودہ بودند، و در سال شصت و شش اہل ہند آزادی یافتند، نزد عاجز ابتداے روزِ آزادی آغازِ دورِ بریادی ہم شدہ ہزاران ہزار بندگانِ خدا کشتہ و ابوابِ فتن و بلا ہا بر اہل ہند کشادہ شدند۔ حافظ عبد الحکیم دہلوی برائے چند روز از پاکستان بہ دہلی آمدہ بود، روزے نزد عاجز نشستہ اشک ہارِ بختہ می گفت: ”حضرت ایشان سی سال قبل ازین فتنہ شغواء آگاہ کردہ بودند۔ دران وقت ما یان حقیقتِ کلامِ حضرت ایشان فہیدیم و خیال کردیم کہ از تسلطِ نصاری رستن و ملک خود را آزاد کردن امرے خوب است۔ حالاکہ کار از دست رفتہ صداقتِ قولِ حضرت ایشان مثل آفتابِ ظاہر و روشن است۔“

۹۸۔ می فرمودند در احوالِ مبارکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ زبانِ اُردو ”توارِ سخِ حبیب“ کتابِ خوب است و ایں کتاب را بہ ہم شیرگان ایں عاجز تعلیم کردہ اند۔

۹۹۔ محمد ہاشم ساکنِ دوتانہ، نزد کوسی کلان جوان صالح دوی استعداد بود، احیاناً پیشِ حضرت ایشان کلامِ نعتیہ می خواند، روزے شیخ غلام احمد ہانسوی کہ شاعرِ شیوا بیان و عاشقِ صادق و متراح

حضرت ایشان بود حاضر بود کہ ہاشم قصید خواندن نعتِ جامی کرد، غلام احمد در مدح حضرت ایشان چیرے گفتہ بود، اجازتِ خواندن طلب کرد، حضرت ایشان فرمودند: "ہاشم نعتِ جامی می خواند کہ در مدحِ سرورِ دوسراست صلی اللہ علیہ وسلم و کلامِ جامی آن کلام است کہ مقبولِ بارگاہِ نبوی است" علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتَّحیَّات والتَّسْلِیْمَات۔

۱۰۰۔ کسے استفسار از ذکرِ جہر کرد۔ فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید بہ جہر مفید تر است از ذکرِ جہر کہ مروج است۔ سبحان اللہ چہ جواب شیرین و زیبا است۔

۱۰۱۔ روزے در خانقاہ شریف نزد حضرت ایشان مولوی عبدالسلام فرزندِ برادرِ زادہ حضرت شاہ عبدالعزیز آمدند حضرت ایشان مولوی صاحب را آن روز بہ پہلوئے خود بر تخت جائے دادند و باز بہ محبتِ تمام پائے ایشان را مالیدند و فرمودند اگر حضرت شاہ عبدالعزیز بہ حیات بودے فرمودے کہ این ہم شاگردِ ما است و آن روز ہر چہ از ہدایا آمدہ بود بہ مولوی صاحب دادند و این ہمہ تعظیم و احترام از وجہ آن بود کہ مولوی صاحب اُستادِ زادہ از اولاد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ بودند۔

۱۰۲۔ سید سلیمان اشرف از فضلاء نامدار ہند و از ساداتِ کرام و از اولادِ پیرانِ پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بودہ اند۔ ایشان با حبیب الرحمن خان شروانی (صدرِ یارِ جنگ) برائے زیارت حضرت ایشان آمدند جناب شروانی از راہِ تعارف عرض کردند کہ ایشان از ساداتِ کرام و از اولادِ حضرت پیرانِ پیر اند حضرت ایشان بہ جناب سید فرمودند بیا سید و ما بر تخت بنشینید۔ ایشان عرض کردند این جائے ارشاد است کہ شایانِ شما است حضرت ایشان فرمودند شما سیدِ مستیدِ احترامِ شما لازم است و شما بہ ما می گوئید لہذا بقولِ شما عمل می کنیم۔ جناب شروانی بعد از بیان کردنِ این واقعہ گفتند سبحان اللہ حضرت ایشان احترامِ سادات بہ چہ اندازہ می کردند۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُوؤُة۔

۱۰۳۔ روزے بہ حلقہ و توجہِ مصروف بودند نشی احمد حسین بیان کرد کہ بر حضرت ایشان احوالِ طاری گشت، سر مبارک را بلند کردہ قدرے از احوالِ بدِ مجد خود بیان کردہ گفتند در حرمِ نبوی علیٰ صلاحبہ الصلوٰۃ والسلام از ایشان بیعت شدہ ام و باز فرمودند کارِ ولایت بر ایشان تمام شدہ۔ احمد حسین گفت۔ من بہ دلِ خود گفتم۔ و آن چہ بقیۃ الباقیہ بود بر حضرت شما تمام شد۔

حیف بنیر چشمِ گیتی مفت را کئے کالمے چون ابوالخیر ولی قطبِ جہان فخرِ زمن
تمام شد ملفوظات والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

فصل پنجم

در

بعض تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان

مولد سعیدیہ | جدِ بزرگوار حضرت ایشان شاہ احمد سعید قدس سرہ کتاب "سعد البیان فی مولد سید الانس والجان" تحریر فرمودہ اند۔ مولوی ظہور علی ظہور بہ دران ایام این کتاب را نظم کردہ و نامش "مولد سعیدیہ" نہاد حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود دوسہ سال در دہلی قیام داشتند چنانچہ در فصل اول بیانش گذشتہ، دران ایام فرزند ناظم مولد سعید البیان مولوی ذوالفقار حسین غنی مولد سعیدیہ را نزد حضرت ایشان آورد تا بر کتاب تقریظ بنویسد حضرت ایشان تقریظ نوشتند کہ بر صفحہ شصت و ہشت کتاب مندرج است و این کتاب در ۳۲۰ ص در مطبع چشمہ رفیض دہلی طبع شدہ، حضرت ایشان نوشتہ اند۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، انا بعد عرض دار و خادم درویشان بلکہ خاک قدم ایشان فقیر ابو الخیر محی الدین عبداللہ مجددی ابن غوث حرم محترم، صاحب بقائے اکمل و فنائے اتم میسائے زمان، قبلہ اہل عرفان، نائب سید البشر، مرشدنا و مولانا حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ فرزند خاص و جانشین با اختصاص قطب و حید غوث فرید، حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی رَحَّ اللّٰهُ مُجْتَابُہٗ رُوحُہُمَا وَاَوْصَلْ اِلَیْنَا فُتُوْحُہُمَا کہ رسالہ سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان از تصنیفات بابرگاہ حضرت جدِ مجرم راجناب مولوی ظہور علی صاحب مرحوم و مغفور در سلکِ نظم کشیدن دہ کمال فصاحت و بلاغت در ریغِ منشورہ را عقد منظوم ساختند جَزَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی خَیْرًا، فقیر این رسالہ را بالتام مطالعہ کردہ و صحت بعض غلطیہا بہ ذات خود نمودہ۔ این رسالہ متبرکہ کہ مستغنی عن التوصیف است ذکر محبوبِ خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و بہ وجہ صحت نقل از اکثر موار را بہتر است، مؤلفش قطب زمان و ولی کامل است و ہم نامش مُحِبِّ نَبِیِّ و مُحِبِّ اَوْلِیَا است رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ مہر **ابو الخیر احمدی**

الدرا لمنظم | تالیف مولانا عبدالحق الدآبادی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی و شیخ الدلائل حرم کی است۔ این کتاب را بہ اشارہ پیر و مرشد خود تحریر نمودہ است چنان چہ بر صفحہ یک صد و سیزدہ

تصریح کرده و این کتاب بہ ایمائے مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی در مطبع محمود المطابع دہلی در سنہ ۱۳۲۸ھ بہ طبع رسیدہ چون حضرت ایشان از ہند برائے مدتِ قلیلہ بہ عربین شریفین تشریف بردند و درج ذیل تقریظ نوشتند:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، عبد اللہ ابو الخیر احمدی

بہ مطالعہ این رسالہ شریفہ مشرف شد جزای اللہ مؤلفہ خیرا وَاَسْبَغَ عَلَیْہِ نِعْمَہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرٰی۔

بسیار خوب و زیبا نوشتہ اند و ہر چہ نوشتہ اند صحیح است و معمول صلحائے مومنین است و جناب مؤلف عمدہ اتقائے زمانہ اند و در صلاح و تقویٰ و استقامت و علم و عمل چہ جائے ہند بلکہ در حرمین محترمین نظیر خود نہ دارند، مجددی مشرب حنفی مذہب، صدیقی نسب، بقیہ سلف اند و امید از حق تعالی دارم کہ حجہ مخلف گردند، بَارَکَ اللّٰهُ فِیْ عِلْمِہِ وَارْشَادِہِ آمِیْن۔

ابو الخیر عبد اللہ بن عمر
الفاروقی النقشبندی

ہر

حاملِ اعجازِ صنعت

مولوی حکیم غلام محی الدین مشہور بہ "زینتِ رقم" از لاہور بہ نہم ماہ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ حاضر شد و از حاملِ اعجازِ صنعت یک نسخہ پیش کرد۔ حضرت ایشان تحریرے در بیان اوقافِ قرآن مجید بہ فارسی و تحریر دیگر در وصفِ حاملِ شریف بہ اردو ایشان را دادند۔ تحریر اول کہ در بیان اوقافِ کلامِ الہی است در فصل اول بر صفحہ صد و بست و شش نقل شدہ، مفہوم تحریر دوم درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ - سبحان اللہ کلامِ الہی چہ بحرِ فطرت کہ صنائع و بدائعش را حد و عد نیست، غواصانِ بحرِ لطائف و نکات غواصیہا نمودہ اند و ہر یک از ایشان در بے مثال بر آوردہ کہ از صفا و لمعان آن در رحیم بصیرت خیرہ ماندہ است ہر صنعتِ کلامِ الہی بر اعجاز و بے برمانے است، وَلَا رَیْبَ ہٰذَا هُوَ شَانَ کَلَامِ اللّٰهِ، و درین ایام کہ حاملِ اعجازِ صنعت دیدہ شد، دلیل تازہ بر اعجازِ کلامِ الہی بہ نظر آمدہ۔ و شکے نیست کہ حاملِ شریف بے مثال و بے عدیل است و حکیم صاحبِ آنچہ از ثنا و صنعت حاملِ شریف در اشتہار خود بیان کردہ است، ہمہ درست مطابق واقعہ است، صنعتی را کہ حکیم صاحب ظاہر کردہ تا این زمان نہ کسے شنیدہ بود و نہ دیدہ بود۔ امرے کہ باعثِ مسرت گشتہ این است کہ در این چنین زمانہ ادبار ہم پروردگار جل شانہ و عم احسانہ را بندگان اند کہ ایشان را با کلامِ پاک و بے جل شانہ بہ نوعی دلسوزی و محبت است کہ ساہا سالِ محنتہامی کشند تا اظہارِ یک صنعت نو نمایند۔ مسلمانان را شاید و باید کہ قدر و منزلتِ این تحفہ نایاب کنند۔

اجازتِ طریقت | بہ مولوی عبد اللہ ولد مولوی عبد الحق قوم علی زری دُرانی قندھاری مرحمت

فرمودند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الدِّیْنِ اَصْطَفٰی وَبَعْدُ فَيَقُوْلُ الْوَلِیُّ
عَبْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ الدِّیْنِ الْعُمَرٰی الْاَحْمَدِیْ اِنَّ الْاَخَرَ الْاَعَزَّ الْكَامِلَ الْعَالِمَ الْعَارِفَ الْفَاضِلَ صَاحِبَ الْاَسْرَارِ
الْعَلِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الْبَهِیَّةِ الشَّیْخَ عَبْدَ اللّٰهِ الْقُنْدَ هَارِی سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اِسْتَنْغَلَ عِنْدِی بِاشْغَالِ
الطَّرِیْقَةِ الْاَحْمَدِیَّةِ وَتَأَدَّبَ لَدِیْ بِاَدَابِ تِلْكَ السَّادَةِ السَّنِیَّةِ وَدَخَلَ بِوَاسِطَتِیْ فِیْ اَهْلِ
السَّلْسِلَةِ الْبَهِیَّةِ بِالتَّوَجُّهَاتِ الْخَاصَّةِ فِیْ مُدَّةٍ یَسِیْرَةٍ اِلٰی نِهَایَةِ الطَّرِیْقَةِ الْاَحْمَدِیَّةِ فَصَارَ
اَهْلًا لِلاِرْشَادِ فَاجْزَتْهُ بِاجَازَةٍ مُّطْلَقَةٍ یَدُهُ كَیْدِیْ فَهُوَ خَلِیْفَتِیْ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْمَا اَعْطَاهُ وَجَعَلَهُ
لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًّا مَّهْدِیًّا وَكُنْ لَهُ حَافِظًا وَنَاصِرًا وَمُعِیْنًا وَكَفِیْلًا بِرَحْمَتِكَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِحَبِیْبِكَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم، وَاَوْصِیْهِ بِاتِّبَاعِ
السَّنَةِ السَّنِیَّةِ، وَالْاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ غَیْرِ الْمَرْضِیَّةِ، وَحُبَّةِ مَشَائِخِنَا الْكِرَامِ وَالْاَقْنِدَاءِ
بِهَدٰیهِمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَدَوَامِ الْاِسْتِغَالِ مَعَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَوَصَّیْ بِهَا اِبْرَاهِیْمَ
بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبَ یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰی لَكُمْ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوتُوْنَ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، وَصَلَّى
اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّم، رَقْمُهُ بِیْدِهِ اَبُو الْخَیْرِ الْاَحْمَدِیْ، حُرَّرَ بِاَقَمِ الْقُرَى یَوْمَ
الْجُمُعَةِ سَادِسَ عَشَرَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ الْحَرَامِ سَنَةِ ۱۳۰۲

مر ابو الخیر احمدی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد، عبد الله ابو الخیر فاروقی اجازت
اجازت دلائل دلائل الخیرات از حضرت قبلہ گاہی ارشاد و ہدایت پناہی حضرت شاہ محمد عمر
ذکرہ اللہ بالخیر و رحمہ و رضی عنہ، دارد عن والدہ القطب الربانی الشیخ احمد سعید عن الشیخ
عبد الغزیز عن والدہ الشیخ ولی اللہ عن الشیخ ابی الطاہر عن الشیخ احمد التخلی عن السید عبد الرحمن الادریسی
الشہیر بالمحب عن ابیہ السید احمد عن جدہ السید محمد عن ابی جدہ السید احمد عن مولفہ السید محمد بن سلیمان
الجزولی، زاد اللہ فی درجہ جاتہم و افاض علینا من بركاتہم۔ جان محمد جبرانی را اجازت خواندن
دلائل الخیرات دارم و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ و الحمد لله رب العالمین۔ چہار شنبہ
۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ دہلی خانقاہ شریف مجددیہ۔

بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ دبائے طاعون ظاہر شد بعض مخلصین میرٹھ بہ خد
نصیحت نامہ حضرت ایشان عریضہ ارسال کردند و طالب دعا شدند حضرت ایشان درج
ذیل نصیحت نامہ نوشتہ بہ مولوی سید عبدالجلیل دادند تا بہ مخلصین بنویسند۔

پریشانی و جزع کردن بے سود است، اگر کے را اجل رسیدہ است۔ بیج کس آن را برائے

یک ساعت نہ می تواند که مؤخر کند، و اگر کسی را وقت نہ رسیده است ہر چہ کند نہ خواهد مرد، پروردگار فرمودہ است۔ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَنْقِذُ مَوْتًا۔ این حکم برائے ہر زمان و ہر کس است کثرت اموات بود یا قلت، ہیچ تفاوت نہ می کند، شمایان را باید کہ بہ استغفار و تلاوت و نماز و خیرات و اعمالِ صالحہ با حضورِ قلب و خشوع و خضوع خوب مشغول باشید، از منہیاتِ توبہ کنید، اگر در ادائے زکات تقصیر واقع شدہ بہ صدق دل نیت تکمیلش کنید و کسانے کہ استطاعت دارند، ادا کنند شمایان را باید کہ یک دیگر را معاونت کنید و ہمدرد یک دیگر باشید۔ اگر کسی وفات یافتہ است و چیزے وصیت کردہ است باید کہ وصیتش را بہ جا آرید، کسی نہ گوید کہ خود من مردنی ہستم من وصیت دیگر را چہ کنم۔ از چنین خیالات فاسدہ احتراز کنید۔ ہر یک بہ وظیفہ و طاعات مصروف ماند، و در حالِ صحت وصیت نامہ نوشتہ نگاہ دار، لازم نیست کہ طاعون برائے ہر یک عقوبت باشد، در زمان امیر المومنین خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ طاعون بودہ است و جمعی از صحابہ کرام درین مرض وفات یافتہ است رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ برائے نیکو کاران این موت موجب رحمت و شہادت است۔ بر فعلِ خدا راضی باشید۔ اَحْيَا وَاَمَاتَتْ کَارِ خُلا است، کسی را یارای دم زدن نیست۔ بہ دل و جان راضی بہ حکم دے تعالیٰ باشید۔ والسلام علیکم۔

نصائح حضرت ایشان چند افراد را درج ذیل نصائح در مکتوبات خود نوشتہ اند۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند کہ می گوید اللہ تعالیٰ لے فرزند آدم از مہات و مشاغل دنیا برائے عبادت من فارغ و خالی شو۔ من پُر کم سبب ترا بہ غنا و بے نیازی از خلق و بند کم راہ فقر و احتیاج ترا بہ خلق، و اگر فارغ نہ شوی برائے عبادت من پُر می کم دست ترا بہ اشغال گوناگون و بر نہ بندم و دور نہ کم احتیاج ترا، مشکات در کتاب الرقاق از احمد و ابن ماجہ این حدیث را نقل کردہ، برائے نصیحت گرفتن و دستور العمل خود ساختن این حدیث کافی است۔ و در باب استحباب المال و العمر للطاعة از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ: "زیرک و فرزانه کسی است کہ مُحاسبہ کند و زبون گرداند نفس خود را و کار کند برائے مابعد موت و احمق و نادان کسی است کہ پیر و گرداند نفس خود را ہوای نفس را یعنی ہر چہ نفس از محرمات طلب کند ویرا بدہد و از عقبی بے خبر ماند و با این نافرمانیہا توقع دارد از اللہ تعالیٰ حُسنی را یعنی پروردگار ازوے راضی گرد و دومی بخشد" لے عزیز تمینات را بگزار۔ اگر شب در روز خواہش مال و متاع کنی و عمل و سعی نہ کنی ہیچ نہ خواہی یافت۔ و ہر چہ کنی ثمرہ آن بلی۔

شب و روز در طلب دنیا مصروف مانی و توقع داری کہ مراتب اہل دین را دریابی۔ ہیئاتِ ہیئات۔
فلاح عاقبت نہ بر آئینتہاے شمایان موقوف است و نہ بر آئینتہاے اہل کتاب؛ بلکہ موقوف بر عمل
است؛ ہر آن کس کہ عمل بد کہہ جزاے آن دریا بد۔ بہ جز پروردگار کسے را معین و مددگار خود نہ یابد؛
و آن کس کہ کارے نیک کند؛ مرد باشد یا زن، دوسے ایمان ہم آورده باشد۔ این گوئہ افراد و اخیل
جنت خواہند شد و برایشان قدرِ ذرّہ عدوان نہ خواہد شد؛ این بیان آیت شریفہ است کہ برے
شمایان کردہ شد۔ بزرگان ماگفتہ اند۔ ولے کہ گرفتار غیر است ازو توقع چہ خیر است، شاہ ولی اللہ
در تالیفے نوشتہ اند کہ بزرگے بہ دیگرے گفت این شعر را از ما یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و دمیدن گرفت صبح حرفے چراغِ خانہ بہ افسانہ سوختیم

و نوشتہ اند | مَن التفت بین یدی الشیخ یمیناً و شمالاً اولم یحضر ذہنہ فقد نسب الی سوء الأدب،
اربابُ النفوسِ امواتٌ، واصحابُ القلوبِ احياءٌ، اصحابُ النفوسِ قد انفصلوا، واربابُ القلوبِ
قد اتصلوا، لَعْمَرِي اِنَّ الفقراءَ قطعوا المراحلَ، وبلغوا المنازلَ، ووجدوا ما طلبوا، وِسَكْنُوا في مقعدِ
الانسِ بالله، لَعْمَرِي اِنَّ الفقراءَ اهلُ الله۔ التوکلُ ترک طلب الرزقِ، التوکلُ قطع الاسبابِ مع
اطمینان القلبِ بغير التردد، التوکلُ کمال الدینِ و هو محضُ الایمانِ و امر الدینِ و خصلۃ الاقویاءِ
یا عبدَ الله کُن اضعف العبادِ ولا تکن صاحب النخوة والعنادِ، و طأ طأ راسک تواضعاً للانامِ عیشُ
مسکیناً فقیراً ولا تَعِشْ محتشماً امیراً، و اخدم المشائخ و الفقراءَ و اترك الأغنیاء و الأمراءِ من
ماتت نفسُه فی الدنیا فهو لا یموتُ مرّةً اُخری، طوبی لمن قام فی الاسحارِ و اشتغل بالصلاة
و التلاوة و الاستغفار، ان افضل الاذکار التهلیلُ۔ (زیرین اقوال را بر صفحہ ۳۷ ملاحظہ کنید)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست توارند

جو انان سعادت مند پندیر دانا را

مکتوب اول بہ عربی :- بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله و سلام علی
عبادہ الذین اصطفی۔ من عبد الله ابی الخیر الی اخیه و حبیبہ الصالح

مکاتیب مبارکہ

الفاضل زاد الله تعالى فی صلاحہ و فضلہ، السلام علیکم ورحمة الله، فانی احمد الیک الله الذی لا
اله الا هو و اصلی و اسلم علی سیدنا و سید الاولین و الآخرین محمد عبدہ و رسولہ و بعد فقد
وصلت الہدیۃ مع المکتوب بصعبۃ مٹلاشاہ و فرحت بذلك و أتوجه لکم کل یوم و لکن
احیاناً اری الحجب مسدوداً لہ فیتعسر وصول التوجه الیکم و کثیراً اری الحجب بحمد الله مرفوعة

فسری البرکات الیکم بسهولة ومن بعد هذا الملتوب اشرعوا فی النفی والاثبات مقدراً جسمائے
موتة بحبس النفس تدریجاً مراعیاً للوتر، وفی المراقبة الأحدیة وهی عبادة عن انتظار فیض من
الذات اللتی هی موصوفة بجميع صفات الکمال ومنزهة عن جمیع النقائص والزوال وهو مفهوم
اسم الجلالة، وحين المراقبة لا یقصد الذکر ولا الرابطة بقصد هابل یكون مستغرقاً فی الانتظار
المذکور بمقدار ساعة کاملية، وأتوجه لکم بعون الله الوهاب فی ذلک، وبلغوا سلامی الی حضرة
الرسالة، سلام عبد ذلیل عاجز الی سید عزیز کریم، ثم الی ضحیّیه المکرمین، ونسخة صحیح
البخاری فی عشرة اجزاء ارسلوها الی نابید الی مسلم او غیره بالحفاظة فقد شرعنا تدریسها
ونحتاج الیها، یعرفها ملا صفر وعبد الستار افندی، وبلغوا سلامی الیهمما والی المحبین و
اوصیهم بتقوی الله فان الله یحب المتقین، وصلى الله على سیدنا محمد وآله وصحبه اجمعین
والحمد لله رب العالمین۔

مکتوب دوم به فارسی به حضرت الاتاد مولانا سید حبیب الرحمن کاظمی بسم الله الرحمن الرحیم۔
جناب مولوی صاحب مخدومنا الاعظم، بعد ادائے ماوجب علینا من التیمات والتسلیمات عرض
آن کہ ”خیر جاری“ بہ مدینہ منورہ فرستادہ شد و نزد احقر ہیج شرح بخاری بہ جز قسطاً فی نیت
ونسخہ نفحات شریف کہ از جناب مستعار آورده بودم بہ صحابت حامل رقمہ مرسل است، والتسلیم۔
احقر ابوالخیر عبد اللہ بن عمر غفی عنہما

مکتوب سوم به فارسی۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله وسلام علی عباده الذین
اصطفیٰ۔ حق سبحانہ این دُور از کار را و آن عزیز ملا عبد الحکیم صلاح آثار را از جمیع مرادات بلکه از صفت
ارادہ ہم تہی سازد، ہیج ہوسے و آرزوے بجز اوسبحانہ در دل نہ ماند، بندہ را بہ ارادہ چہ کار بہر قدر توانند
وظائف بندگی ادا نمایند، حامل رقعہ عبد الرحیم کولابی خادم مرحومی ملا شاہ است، آرزوئے زیارت و ضہ
مطہرہ کردہ، باعث تحریر این سطور شد، عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند و تحیہ صلاۃ و سلام بہ صد تعظیم نمایند
بس بود جاہ و احترام مرا یک علیک از تو صد سلام مرا
حضرت قبلہ عالم جناب مرثد م قدس سرہ السامی می فرماید۔

شده فی تو مسخ و بیجان بنشین بہ قرب انسان
کہ رود ز فیض یزدان بہ تن تو جان ایمان
بکن اقتباس عرفان کہ شوی تو قابل آن
تو غریق بحر عصیان چہ روی بہ کوئے جانان

سگ ترشده بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بزرگے دیگر می فرماید

بہ زمین چو سجده کردم ز زمین ندا برآید کہ مرا خراب کردی توبہ سجده ریائی

لَا اَنْ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ یا رسول اللہ چشم رحمت بکشا سوائے من انداز نظر
سلام علیک علی ضحییٰ ابی بکر و عمر، و علی خادیمیک سعید و عمر، رحمہم اللہ سبحانہ۔ ابوالخیر عبداللہ

مکتوبات چہارم بہ فارسی۔ بہ مولوی عبدالعزیز سرہندی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد

للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حق سبحانہ این دور از کار و آن عزیز صلاح آثار را از جمیع مرادات

بلکہ از وصف ارادت نیز تہی سازد کہ بندگی و صف ارادت را بر نہ تا بد، مراد خود خواستن منع مراد حق سبحانہ

کردن است، باید کہ ساحت سینہ از ہمہ مرادات و آرزو ہا خالی بود و ہیچ ہو سے و بایتے جز حق سبحانہ نہ ماند

ع در تو یک یک آرزو ابلیس تست۔ اہل اللہ برائے دفع مرادات اہتمام تام در زوال صفت ارادت

می نمایند و علاج استیصال آن می فرمایند کہ تا صفت ارادہ در بندہ است، وجود مرادات متصور است،

چون صفت ارادت منفی شود حضور مرادات متصور نہ باشد۔ ع این کار دولت است کنون تا کار رسد۔

در ہنگام فنا لطف ثانیہ پر توے از اشعہ جمال این سخن سایہ می اندازد و حقیقت فہم این معاملہ منوط

بہ حصول مقام رضا است، او سبحانہ این پس ماندہ را ہم شربے ازان آرزائی دہد۔ ع با کریمان کار ہا

و شوار نیست۔ سلوک طریق اولیا کار ہر بے سر انجام نیست، فرمائش بر خدا کردن ہر کسے می تواند،

قیوم عالم، قطب اعظم، امام کبار، مجدد ہزار قدس سرہ بہ فرزندان و خلفائے خود در ہنگام محبوس شدن

بہ قلعہ گویا رچہ تاکید ہا کردہ اند و در نفی مرادات چہ قدر مبالغہ ہا فرمودہ، سہ مجلد مکتوبات قدسی آیات

مملو و مشحون است۔ اِنْ شِئْتَ فَرَا جِعَ اِلَيْهَا۔ مکتوب آن عزیز رسید، حق سبحانہ و تعالیٰ بہ استقامت

دارد، از تغیر محفوظ دارد، حقیقت معاملہ ہر چہ بود و نمودم، وقت ظہور محن و بلا است زمانہ اخیر است

ہر قدر توانند در نفی مرادات کوشند باشد کہ بہ حقیقت فنا مشرف شوند، و برائے این دور افتادہ نیز

دُعائے کردہ باشند و بہ دوستان طریقہ سلام رسانند و السلام تحریر پنجم صفر ۱۳۰۳ھ از مکہ معظمہ، قریب

باب عتیق۔ از اہل حلقہ سلام خوانند، پیر جی حسین شاہ و حافظ امیر اللہ و محبوب بخش و حاجی حسینی و حاجی

عبداللہ و محمدی شاہ و پیر محمد و امام بخش و عبدالرحمن و قلی و جملہ برادران بہ دعا مخصوص اند، والسلام

علی من اتبع الہدیٰ۔ بہ میان توکل شاہ، و میاں عبدالخالق و حسن محمد و سوندھے شاہ سلام رسانند

و صحت و سلامتی ایشان را نویسند۔

مکتوب پنجم بہ اُردو، بہ حافظ امیر اللہ، مسجد شریف مولوی امین الدین، محلہ غلزیان، مقام سرہندی، پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر عبداللہ برادرانِ طریقت حافظ امیر اللہ و عمر بخش راسلام و دعا رسد۔ دو خط نمایان رسید، احوال معلوم شد، ذکر اسم ذات با حضور دل از ہر لطیفہ بکنید، بہ غفلت ذکر نہ کنید۔ تمام کردنِ سُبْحہ مقصود نیست (اتمام عد اگر بہ غفلت بود مقصود نیست) رابطہ ہر وقت کردہ باشید، قدرے مراقبہٴ احدیت بہ غیر ذکر ہر روز باید کرد۔ وہ نوعی کہ شمارِ تعلیم دادہ شدہ است نفی و اثبات با جس دم ہر روز ضرور بکنید، جس دم بہ این اندازہ نہ کنید کہ شمارِ تکلیف و زحمت شود۔ در ذکر شریف خواہ از اسم ذات بود، خواہ از نفی و اثبات، باز گشت ضروری است یعنی بعد از دو قفات بگوئید۔ الہی مقصود من توئی در ضائع تو، معرفت و محبت خود بہ من عطا کن۔ ذکر شریف بہ وجہ بکنید کہ اثرش ظاہر شود گریہ آید، در ذوق و شوق و محبتِ خدا اضافہ شود، از مردمان نفرت پیدا شود۔ از جانب من در حضور حضرت امام و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) و حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین سلام عرض کنید و بگوئید کہ امیدوار توجہ و دعائے شامی باشم، جمیع مجاہدان راسلام برسند، عمر بخش اگر می خواہد ختم مجددی بخواند، اما ہر چہ خوانید بہ حضور دل خوانید والسلام محرمہ دوم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ از رامپور۔

مکتوب ششم بہ اُردو نیز بہ حافظ امیر اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از غلام حلقہ بہ گوشِ عمرہ فقیر ابوالخیر عبداللہ احمدی، برادرِ طریقت سعادت مند حافظ امیر اللہ، بہ عافیت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مطالعہ نمایند، خط شمار رسید و احوال معلوم شد، احوال برادرانِ طریقت خود را چراندہ نوشتید، احوال خود را ہم بہ وجہ خوب نہ نوشتہ اید کہ ذکر شریف چہ قدر و مراقبہ چہ قدر می کنید در وسوس و خطرات کمی است یا بیشی، مطلع سازید بر روضہ مبارکہ حضرات رسیدہ از جانب این غلام احترامات و تسلیمات عرض کردہ بگوئید کہ این غلام را باز بار دہید کہ برائے چند روز بر آستانہ عالیہ حاضر شود۔ بعد از عرض کردنِ مراقبہ کنید و آن چہ بر شما ظاہر شود تحریر کنید، قصد دارم کہ باز بہ عتبہ بوسی مشرف شوم، مولوی عبدالعزیز چہ حال دارند۔ بار دیگر آمدن ایشان بہ سرہند شریف شدہ یا نہ۔ پروردگار ما را دخترے عنایت کردہ بود پنج ماہ پائید و رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ والسلام تحریر روزِ شنبہ دوازدهم ذی القعدہ ۱۲۹۹ھ از رامپور متصل قلعہ نواب صاحب۔

مخفی نہ ماند کہ مولوی عبدالعزیز سکونت در پٹیالہ داشت، وے مرید شاہ امین الدین نانوتوی است کہ خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودہ۔ مولوی عبدالعزیز از حضرت ایشان نیز استفادہ کردہ

رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مکتوب ہفتم بہ فارسی بہ مولوی عبداللہ علی زری و زانی قندہاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مکتوب مرغوب برادر عزیز مولوی عبداللہ قندہاری
کہ بہ کمال محبت فرستادہ ہو در سید۔ بَارکَ اللہ فی عَمَلِکُم و عِلْمِکُم و رُشْدِکُم و اِرشَادِکُم و جَعَلْکُم اِمَامًا
لِلْمُتَّقِیْنَ هَادِیًا مَّهْدِیًّا و کَثْرًا مِّثَالِکُم۔ ہمت بلند دارند و بہ مامتوجہ باشند ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی
کثیرہ خواہند نمود، و بہ تکرار کلمہ طیبہ و تلاوت قرآن مجید و نماز بہ طول قنوت راغب، دل خواہان ترقی
شما است و بہ شما متوجہ است، مطمئن باشند، در رجب بہ مدینہ منورہ حاضر شدہ ام و بہ غایات
بے غایات مشرف، کسے ہم مشرب و ہم جنس نیست الاقلیل، زیادہ طاقت تحریر نیست۔ نیک عالم
بہ بمبئی رفت، ما را دشنام می دہد و بد می گوید حَسْبُنَا اللہ و نِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ می باید دید و دوم باید زد۔
وَلَيْتَکَ تَحْلُوَ وَ الْحَيَاةُ مَرِیْرَةٌ وَلَيْتَکَ تَرْضَى وَاَلَا نَامُ غَضَابُ

بعض برادران ترقی ہا کردہ اند، استقامت و تسلیک در ترقی است، الحمد للہ، شیخ
عماد الدین اجازت تعلیم یافتہ بہ ملک خود "بلغار" رفتند، مولانا مختار مخدوم سمرقندی اجازت یافتہ مقیم
مکہ معظمہ اند، شیخ محمد حسن جوان خوش استعداد است، ظاہر ابعد چندی مشرف بہ اجازت شود، احوال
سرگرمی حلقہ تعلیم باطن و ظاہر نہ نوشتید، پارہ از وقت دران ہم صرف کنید، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ
الْهُدٰی۔ تحریر ۱۵ محرم ۱۳۰۴ھ از مدینہ منورہ۔

مکتوب ہشتم بہ فارسی نیز بہ مولوی عبداللہ قندہاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ
و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اخئی اعزّی معارف آگاہی ازین فقیر سلام و دعوات طیبات
مطالعہ فرمایند و یک دم غفلت را بہ خود راہ نہ دہند، گاہے از گلستان عالم امری گل چینی کنند
و گاہے در بحر محبت نفس را پاک کنند۔

رفتہ ز حروف در معانی

قدمے ز وجود خویش فانی

گاہے عناصر را از انوار باطن مشابہ ملک کنند و گاہے مشت خاک را ہم رتبہ فلک کنند
ہمت را بلند دارند و سر خود را پست، نماز بہ طول قنوت و تلاوت قرآن مجید لازم است، مکتوب
مرغوب ایشان رسید، واقعی در عروج سالک را متوسّم می شود کہ از مشائخ بلند تر رفتہ ام، تحقیق آن
در مکتوبات شریفہ موجود است، فقیر ہر وقت متوجہ کمال شما است، برائے شفائے امراض ہم دعا ہا
نمودہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُم و علی من لدیکم۔ تحریر ششم صفر ۱۳۰۴ھ از مکہ مشرفہ۔ قریب

باب عتیق۔

مکتوبِ نہم بہ فارسی بہ اسماعیل بن عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ محبت آثارِ سعادت اطوار، اخلاص شعار اسماعیل بن عبدالرحمن ازین خفیر دعوات طیبات مطالعہ فرمایند، مکتوب شمار سید، در وقت مطالعہ اش آثارِ محبت بلکہ خلوص مودت مفہوم شد۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة علی ذلک کثیراً لآئنہ اعظم النعم واساس الایمان، حق سبحانہ استقامت بران عنایت کند، بشری لکم۔ و کتاب مستطاب نیز رسید، سبحان اللہ عجیب کتاب است، سہاہا است کہ خفیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شہا بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این خفیر را بہ قرآن شریف است، ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرائے نگار بیت فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار
 اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یُصَنَّفْ مِثْلُهُ گفتن روا است۔ چہار ڈوبہ سکر
 نیز رسید در استعمال خفیر بہ کار نیامد کہ نفاستش از ابوالمتقین بسیار کم است، شاید بہ کار دیگر صرف
 شود، باقی حاجی ایوب را بگویند کہ نو میدہنہ شود و متخیر ہم نہ گردد کہ چہ کنم، ظاہر و باطن را یکسان کند
 طالب زیادتی اخلاص و محبت بہ طریق استقامت باشد۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَ
 اٰمَنْتُمْ۔ و در گفتار و کردار تقوی را شعار خود سازد۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ ایوب ثانی خود را
 چہر است می کند و قدم استوار بہ راہ حق نہ می گزارد و طیب و یعقوب را ہم تذکر کنید اگر ہیچ
 نہ تواند رشتہ محبت را قوی کند، اے عزیزان، فرصت غنیمت است۔ هَلَاکَ الْمُسَوِّفُونَ۔ باقی
 احوال مستوجب حمد کثیر است۔ زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدم بیرون نہ نہادہ ام
 دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است، دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام
 حاضر می شود، طالب خدا نیست الا ماشاء اللہ۔ از آمدن مردم بے مزگی می شود، بہ دعا یاد دارند۔ آ
 عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مراد ذوق دہد، بہ جز خلوت من سلوک سالکان و جذبہ تجربہ
 را درون حرم دل من بار نیست، خود در فہم عنایتے کہ بر من است قاصر، بہ دیگران چہ رسد۔ واللہ
 یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ تھریثاً بنعمۃ اللہ بہ شما نوشتہ کہ دوست
 باشید و فہم کنید۔

من اگر زندم و گر شیخ چہ کارم با کس حافظ راز خودم عارف وقت خویشم
 والسلام علیکم اجمعین۔ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ سال یازدہم از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دہم بہ اُردو، بہ عبدالرحیم بن عبدالکریم متوطن ڈیبائی از توابع بلند شہر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر احمدی برادر طریقت میان عبدالرحیم منصرم محکمہ پیمائش سلمہ اللہ تعالیٰ را بعد سلام مسنون معلوم باد، ہر دو مکتوب شمار سیدند الحمد للہ سبحانہ کیفیت کہ در اخیر نوشتہ بودید کہ فیض معیت بہ تمام بدن محیط می شود، بسیار خوب است اگر شاہ بہرام از خادمان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اند، از سلسلہ ماہستند، حرج نیست اگر نزد ایشان نشستہ بہ مراقبہ مشغول شوید۔ از سہ ماہ منشی رفتہ است لہذا در تحریر جواب تاخیر می شود، بعد مغرب متوجہ فیض باشید، ان شاء اللہ تعالیٰ در فیض ترقی خواہد شد۔ بہ دعائے خیر مرا ہم یاد دارید والسلام روز جمعہ ہر دہم ذی القعدہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب یازدہم بہ اُردو نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی۔ محبت آثار میان عبدالرحیم بہ عافیت و انتقامت باشند، مکتوب مرغوب رسید، از مضامین مندرجہ آن خوش وقت شدیم، وقت کہ معیت بہ کمال می رسد و از انجا ترقی می شود لطیفہ نفس را تربیت می فرمایند۔ کشف شما درست است۔ مع ہذا۔ ہنوز مدت بہ معیت مشغول مایند کہ معیت مقام ولایت صغریٰ ہست درین موطن از ظلال اسما و صفات الہیہ حصول فیض می شود، ہر قدر کہ در معیت بختگی آید، همان قدر در سلوک مضبوطی خواہد بود۔ در معیت قلب را فنا حاصل می شود بلکہ اجازت مفیدہ نیز عنایت کردہ می شود، بعد از مغرب بہ ما متوجہ باشید، اثر توجہ خواہد رسید، والسلام تحریر روزہ شنبہ سیزدہم ذی الحجہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دوازدهم بہ فارسی نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از فقیر ابوالخیر احمدی کان اللہ برادر عزیز منشی عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ سلام خوانند مکاتیب شما ہمہ رسیدند۔ الحمد للہ۔ اثر توجہات بہ شامی رسد۔ این از نعمتہائے الہی است، اوقات خود را بہ طاعات و اذکار و تلاوت و مراقبات مشغول دارند و خالی نہ باشند۔ و رابطہ بسیار کنند۔ و قائل شما اکثر نیک اند، از فنائے لطائف نوشتہ بودند، الحمد للہ تعالیٰ۔ توجہ بہ شما کردہ می شود، خصوصاً وقت کہ مکتوب شامی رسد۔ زیادہ تر باعث فیض بہ شامی شود۔ از جواب نہ نشستن دل تنگ نہ باشند، منشی درین وقت کہ نیست و فقیر را فرصت کم، مجملًا این قدر بدانند کہ دروازہ فیض بمنہ تعالیٰ کشادہ شدہ است، این نعمت الہی است والسلام از مولوی عبدالغنی

دیار محمد خان سلام خوانند، درین شهر از رمضان شریف وبائے ہیضہ سبب ابتلا شدہ است، دعا کنند کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان را توفیق توبہ و عبادت و ہر والسلام تحریر روز شنبہ نہم شوال سال نہم از مایہ چہار دہم۔ از خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب السیر و ہم بہ فارسی بہ سید عبداللہ زواوی کہ فرزند سید محمد صالح بن عبدالرحمن زواوی خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ بودہ و تربیت اولاد پیر و مرشد خود کردہ۔ سید عبداللہ زواوی از پدر بزرگوار خود اخذ نسبت کردہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتَابَ لَتُبَیِّنَنَّہُ لِلنَّاسِ وَاَلَّا تَکْمُوْنُوْہُ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی سیادت و شرافت دستگاہ سید عبداللہ سلام خوانند۔ الذین النصحۃ مکتوب شمار سید آوردن احمد (فرزند اکبر حضرت شاہ محمد منظر) از حرمین شریفین و رسانیدن بہ رامپور از برائے چیت، اگر برائے علوم ظاہریہ است پس در حرمین ہم میسر است، و اگر برائے اصلاح قلب و تزکیہ نفس و سلوک طریق اولیا، پس برائے این کار آوردن فائدہ نہ دارد، بہ دل جان آمدن طالب شرط است۔ اگر در احمد شوق طلب است بہتر، پاک نیست، و اگر این مفقود است، صبر کنید کہ حق سبحانہ اورا شوق طلب این راہ عنایت کند۔ ولایت کار دنیا نیست کہ بہ عقل و تدبیر راست آید۔

دل اندر زلفِ یلے بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک رازیان دارد مقالاتِ خردمندی دیگر آن کہ مولوی ارشاد حسین صاحب مرد نیک و لائق ہستند (متوفی بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) لیکن شب و روز ہمراہ احمد بودن نہ می توانند، البتہ با مردم دیگر مصاحبت خواہد شد، و اہل رام پور لائق مصاحبت نیستند و احمد را ترک حرمین بر دل گران باشد۔ و با وجود گرانی دل، ہیچ کار نہ می تواند شد، نہ دینی و نہ دنیوی، خصوصاً شغلِ طریقہ، کہ گرانی دل ستم مہلک است درین راہ، شیخ غلام نقشبند یا کسے کہ با فہم باشد یا سید عماد الدین صاحب، شاید این تحریر فقیر را قدر کنند کہ بہ خلوص نیت ہر چہ بہ قدر عقل من بود نوشتم۔ احمد را دعا رسانند۔ این مکتوب کہ نوشتہ ام موافق مشرب خود نوشتہ ام۔ زمانہ سازی بہ من لائق نیست، و ہم با احمد محبت دارم، و مقتضائے محبت آن است کہ۔ یَحِبُّ لِاخِیْہِ مَا یَحِبُّ لِنَفْسِہِ۔ اگر موافق شما تحریر من باشد بہتر است ورنہ مرا معذور دارند و السلام تحریر بست و چہارم ربیع الآخر جمعہ۔ از خانقاہ شریف۔

مکتوب چہار دہم بہ اردو بہ جناب محترمہ نجم النساء خواہر جد مادی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی۔ از جانب عبداللہ البوالخیر بہ خدمت جدہ محترمہ انجم النساء سلام با احترامات مسنونہ کرام قبول باد۔ اولاً سوال از احوال مزاج شریف و باز از اشتغال بہ ذکر الہی و تلاوت منزل قرآن مجید و تصویر شیخ و حضور دل و اسم ذات از ہر لطیفہ جدا جدا، لطائف عالم امر بہ اسم پاک گویا، استفساری نہایم۔ جدہ محترمہ ہوش دارید و در کار خود و در اعتقاد خود خوب محکم مایند۔ دولتی کہ پروردگار بہ شما ارزانی داشتہ است آن را قلیل تصور نہ کنید۔ قدر این دولت را بزرگان دین می دانند۔ اگر در حیات باز ملاقات شدان شاد اللہ مزید تعلیم خواہم کرد، ورنہ برہمین قدر قانع باشید۔ انتہی۔ عاجز ابوالحسن زید خیال دارد کہ این مبارک مکتوب از دہلی بہ مکہ مکرمہ رسیدہ تحریر فرمودہ اند۔

مکتوب ۱۵ پانزدہم بہ اردو بہ حفیظ الرحیم (بہ توسط نیاز احمد محمد صدیق ۲۷ پانی گھر۔ پلٹن گورہ۔ چھاؤنی دل کشا، لکھنؤ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب حفیظ الرحیم رسید اثر محبت ما این است کہ از تمام مکروہات و لغویات دل خادم متنفر بہ دینداری و پرهیزگاری راغب شود اگر این کیفیت را حاصل کردہ اید پس فی الواقع شما خادم ما ہستید۔ و شما استفسار از خدمت کردہ اید۔ خدمت پیر و مرشد برائے خادم سعادت کبریٰ است۔ اما شرط آن است کہ مال پاک و نیت نیک داشته باشد۔ برائے خادم ما فرض است کہ بر فرائض قائم و از محرمات مجتنب ماند۔ اگر این دو امر در کس نیست وے خادم من نیست۔ والدہ خود را نیز این کلام برسانید و تاکید کنید کہ دل را از وساوس پاک کردہ صبح و شام بہ ذکر شریف مشغول ماند۔ والسلام علیکم۔

مکتوب ۱۶ شانزدہم بہ اردو بہ مولانا سید امیر نواب بہاری کہ بہ خدمت حضرت شاہ احمد سعید رسیدہ بود و باز از فرزند کلان ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ سرارہ ہما بیعت شدہ بود بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مہربان سید امیر نواب را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ مکتوب شمار رسید و احوال معلوم شد۔ مکتوب بے کہ پیشتر آمدہ بود جوابش فرستادہ ایم۔ امید است کہ رسیدہ باشد (بعد ازین حدیث شد ابن اوس نوشتہ اند و باز تحریر نمودہ اند) از تبرکات بزرگان ما بعض اوراق بہ دست ما رسیدہ اند۔ ما آن را زیارت کردیم کہ ہمہ پند و نصائح است از ان جملہ است کہ حضرت از دوستان خود استفسار کرد کہ کدام کس در راحت و آرام از دیگران بیشتر است۔ کس گفت۔ آن کس کہ ایماندار است و ہم آسودہ۔ فرمودند اے عزیز۔ آن جسم را بیشتر راحت و آرام است کہ در قبر نہادہ است و از عذاب خدا مامون گشتہ۔ برائے پند گرفتن این دو سخن (حدیث مبارک و ارشاد حضرت)

کافی است۔ برائے برخورداران نصیر الحق والوار الحق زیارت کردن این مکتوب سودمند است و اگر ایشان نقلش برداشته نزد خود محفوظ کنند بہتر است، ممکن است وقتی آن را مطالعہ کنند و راہ درست را اختیار کنند۔

در باب سفر حرمین شریفین باز استفسار کرده اید۔ درین امر جائے شک ریب قطعاً نیست کہ بہ آن مبارک دیار رفتن و آن جا قیام کردن و در آن جا مردن از عمدہ سعادتہا است۔ مع ہذا امرے است کہ بیان کردنش از بس ضروری است۔ قاعدہ عمومیہ است کہ پیش از مردن انسان علیل می شود۔ آن وقت دے بے قرار می شود و خواہش می کند کہ معالجے را پیدا کند و دوا بخورد، در آن دیار مقدسہ معالج وادویہ را فقدان است لہذا در صورت ناسازی مزاج خیالات فاسدہ بہ دل راہ می یابند۔ مثلاً من چرا بہ چنین جائے آدم کہ نہ طبیب دار و نہ دوا۔ ما برائے سر دار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ ایم، کسے از بد حالی ما رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کند۔ و امثال این خیالات، و افرادے را کہ زندگانی بہ راحت بہ سر کرده اند و دوا و دار و عادی شدہ اند۔ این گونه خیالات بیشتر می آیند۔ و از چنین خیالات فاسدہ در ارتباط مع اللہ بے علاوہ و در قوت ایمان کمزوری پیدا می شود۔ بنا برین من شمارا چہ نویسم۔ البتہ اگر کسے از اصحاب عزیمت باشد کہ ہر گونه شدائد و آلام را بہ طیب خاطر و سکون دل برداشت کند برایش بہ آن دیار مقدسہ رفتن و قیام کردن بسیار خوب است آتا این گونه افراد کجا ہستند۔ انتہی ملخصاً۔

عاجز گوید سیادت پناہ امیر نواب را شوقش بہ آن دیار مقدسہ رسانید اما قصد ہجرتش ناتمام ماند و بعد از مدت قلیل بہ وطن مراجعت فرمود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفدہم بہ اردو بہ مولوی کاظم حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی کاظم حسین را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ بعد مدت مکتوب شمار سید۔ خود من خیال داشتم کہ شمارا مکتوبے ارسال کنم۔ از غفلت و حدیث نفس اگر رنگاری حاصل نہ شود تا ہم وظیفہ شریفہ کردن نعمت عظمی است۔ البتہ برائے ازالہ غفلت و حدیث نفس سعیہا باید کرد۔ ہر چہ از مساعی بہ ظہور رسد آں ہمہ داخل در جہاد فی سبیل اللہ است حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ: ہر کہ تلاوت قرآن مجید بہ مہارت و خذاقت کند وے با فرشتگان عالی قدر است و ہر کہ در تلاوت قرآن مجید می ماند و زبانش خوب روان نہ می شود و تلاوت بروے دشواری باشد او را دوا جہراست۔ یکے اجر قرات و دوم اجر مشقت۔ کجا مایان و کجا آن زمرہ فرشتگان، اگر مایان از اصحاب دوا جہر شویم

زہے قسمت۔ و سبب غفلت و حدیث نفس این است کہ در طبیعت ما و شما تبتل و انقطاع الی اللہ نیست۔ باز کہ شریف پروردگار افکار دنیویہ لاحق می باشد۔ و اے افسوس۔ پروردگاری فرماید۔
 وَ اذْکُرْ اِسْمَ رَبِّکَ وَ تَبْتَئِلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ و یاد کن نام پروردگار خود را و بہ سوئے او منقطع شو بہ انقطاع کامل۔
 و امام ربانی فرمودہ کہ فائدہ ذکر بعد از اخلاص نیت و تخلیص امنیت حاصل می شود۔ و فرمودہ اند۔ گرسنگی باید تا ذکر شریف اثر خود نماید، سیر آمدن و سیر رفتن فائدہ نہ دارد، و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ اے فرزند آدم خالی شو برائے عبادت من، پُرکنم سینہ ترا از بے پروائی و محتاجی ترا بندکنم و اگر تو بہ این طور نہ کنی پس پُرکنم سینہ ترا بہ کلام فارغ و بے کار و محتاجی ترا بندکنم۔ این حدیث را امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند۔ مولوی کرامت حسین را از جانب اسلام برسانید۔ اوصاف حمیدہ ایشان بہ من گفتہ شدہ بود، مثلاً کسے را بہ نگاہ بدنہ دیدن، و بر بندگان خدا ہر بانی کردن و بر نماز و روزہ قائم بودن۔ ازین وجوہ ماہم از پروردگار برائے ایشان طالب حُسنی، ہستیم۔ چون کہ صحبت ایشان بیشتر بآلے دینان است (حاکم بود) دعای کنیم کہ پروردگار ایشان را بر دینداری قائم دارد۔ پروردگار بہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام می فرماید۔ فَلَا یَصُدُّکَ عَنْہَا مَنْ لَا یُؤْمِنُ بِہَا وَ اتَّبِعْ هَؤُلَاءِ فَتَرْدٰی۔ پس باید کہ باز نہ دارد ترا از باز داشتن آن کسے کہ ایمان نہ دارد بران و پیروی کرد خواهش خود را، آن گاہ ہلاک شوی، اگر مناسب خیال کنید این تحریر را بہ ایشان نشان دہید۔ حضرت بلال، حضرت زید، حضرت سالم مع النخیر ہستند از جانب ایشان بہ شما سلام برسد۔ در خانہ خود از جانب اسلام برسانید تا کہ دینداری بکنید و السلام تحریر روز یکشنبہ یازدہم جمادی الآخرہ۔

مکتوب ہشودہم بہ فارسی بہ نام سید امجد علی شاہ سر دھنوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار سید امجد علی شاہ رسید۔ سعادت سلوک این حقیر را از حضرت قبلہ گاہی، ارشاد پناہی، نائب خیر البشر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ رسیدہ است، و اجازت و خلافت ہم از حضرت ایشان است۔
 گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر دے از ہزار نہ توانم کرد

جزاہ اللہ سبحانہ عنی و عن المسلمین خیر الجزاء و شرف بیعت از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ دارم و جد امجد بشارت خلافت خاصہ بہ این حقیر عطا فرمودہ، چنانچہ در انساب الطاہرین حضرت والد آن را نقل فرمودہ۔ و جامع ترمذی از عم والد مولانا شاہ عبدالغنی خواندہ ام و اجازت عامہ بجمع مایحوز روایت بہ ابن حقیر عنایت فرمودہ اند۔ چنانچہ اجازت نامہ خاص و تخطی ایشان نزد فقیر موجود است۔ غرض این کہ واسطہ میان من و میان شاہ احمد سعید، حضرت شاہ محمد عمر اند (مفہوم شعر اردو) این

خانان فیوضاتِ عمر روشن شدہ است، در سینہ خیر از خود نور پیدائہ شدہ۔ شمار ذکر اسم ذات بہ کثرت مفید تر است، مقرر کردن تعداد مناسب نیست، ہر قدر توانید بہ حضورِ دل این شغل شریف کنید یعنی ذکر اسم ذات و یوسف بخاری ہم شغل اسم ذات کند۔ مطالعہ تالیفات امام غزالی بسیار نفع دارد و قرآن شریف با ترجمہ ہم ہر روز قدرے لازم است۔ والسلام علیکم۔ تحریر روز جمعہ ششم شوال ۱۳۱۹ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب^{۱۹} نوزدہم بہ اردو، نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار امجد علی شاہ رسید۔ استفسار از دو امر کردہ۔ اولاً من در کتاب خواندہ ام کہ چون سالک بہ فتائے لطیفہ اخفی مشرف می شود ویرا محمدی المشرب می گویند۔ آیا این بیان درست است؟ جواب این سوال این است کہ سبق شمای صحیح است۔ سالکے کہ از لطیفہ اخفی بہ نسبت دیگر لطائف بیشتر فیض یاب می شود، ویرا محمدی المشرب می گویند۔ و آن چہ شما خواہش کردہ اید کہ حق تعالی شما را حافظ لطائف عشرہ بکند، خواہش لغو است۔ کسے لطائف را حافظ دقاری نہ می باشد۔ در کارخانہ باطن چون تجلی فعلی جائے می گیرد۔ یعنی آن چہ ظہورِ افعال در تمام عالم می شود آن ہمہ رافعِ فاعل حقیقی می انگارد، نہ تقلیداً بلکہ ذوقاً، آنگاہ سالک آدمی المشرب می گویند۔ این بیان از لطیفہ اولی است کہ دل از یادِ خدا در بیچ حال غافل نہ می ماند، نہ در خواب نہ در بیداری۔ خیال کنید کہ سبق اول چہ قدر دشوار است۔ سوال دوم نیز از قسم سوال اول است، وقتے کہ احوال مردم را قابل سبق اول نہ می یابیم، برائے طباعت کتاب چہ گوئیم، برائے کدام افراد آن را طبع کنیم۔ اے عزیز از مسائلِ طریقت چہ می گوئی۔ این مسائل را بالائے طاق بنہ و بن بگو کہ آیا از مسلمانان در یک ہزار افراد یک مسلمان بہ این کیفیت پیدا می شود کہ از روئے مذاہب اربعہ وے مسلمان کامل بود۔ حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ تحریر دہم محرم ۱۳۲۵ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب^{۲۰} بیستم بہ اردو نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، مکاتیب شمار رسیدند، بر آن کلام بے جا کہ از شما سرزدہ بود اظہارِ ندامت کردہ اید، پروردگار کلام بے جا را کہ از ما و شما سرزدہ است بہ فضل و کرم خویش معاف کند، ما خطا ہائے شما را معاف کردیم۔ آئندہ چنین کارے نہ باید کرد کہ دل بزرگ خود را آزرده کنی۔ ہدیہ شما تنبیہا و پس کردہ شد۔ احمد اللہ خان چرا اظہار این قدر پریشانی کردہ است۔ حالانکہ از وے امرے بیجا سرزدہ است۔ شاید وے خیال کردہ کہ ما او را بدگفتہ ایم۔ چون او کار بے جا نہ کردہ ما چرا او را بدگفتیم۔ و آن چہ شما از

پریشانی ملازمت خود و از ناکام شدنِ فرزندِ خود در امتحان و از نہ رفتنِ وے برائے تعلیم بہ انگلستان نوشتہ
اید و خیال کردہ اید کہ این ہمہ از بددعائے ما پیش آمدہ پس این خیال شما درست نیست۔ ما برائے شما یہ نہ
بددعا کردہ ایم و نہ گاہے خواہانِ خرابی و پریشانی شدہ ایم۔ این ہمہ خرابی نتیجہ اعمال شما و ظہورِ تحریرِ ازل
نوشتہ تقدیر شما است۔ در دل خود بدگمانی را جائے نہ و امید نہ من بدخواہ شما، ستم و نہ بدخواہ احمد اللہ خان
ما از پروردگار برائے خود و برائے شما یہ طالبِ حُسنی می باشیم کہ پروردگار از رسوائی در دنیا و آخرت
محفوظ دارد، عثرات و زلالت مایان را معاف کند و از عذابِ مصون و مامون دارد و توفیق دینداری و مسلمانی
درست عنایت کند و بہ آن کار ہا مُوفق شویم کہ او سبحانہ و تعالیٰ از ما راضی شود و ازان کار ہا اجتناب کنیم
کہ او تعالیٰ آن را خوش نہ دارد۔

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازان کاندہ لحدِ خاکم کنی

اندر ان دم کز بدنِ جانم بری از جہان بانور ایمانم بری

تحریر روز یکشنبہ ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ از کوئٹہ۔ عبد اللہ ابوالخیر فاروقی عفی عنہ

یک نقل ازین مکتوب بہ احمد اللہ خان و یک بہ اشتقاق الہی ارسال دارید۔

مکتوب^{۲۱} بست و حکیم بہ اردو، نیز بہ امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را

بعد از دعائے خیر معلوم باد۔ اقبال (پسر امجد علی شاہ) را آوارگی و شمارا افسردگی۔ حَسْبُنَا اللہ۔ عزیزان

وے را۔ چہ از جہت پدر و چہ از جہت مادر شاید ہمین حال باشد، پس وے چہ گونہ محبتہ احوال گردد۔

ع از کوزہ برون ہمان تراود کہ دروست۔ حالانکہ از علالت نجات یافتید و در جزع و فزع فرزند و لبند

مصرف گشتید کہ وے چہ اسعادت مند نہ شد۔ تمام عمر در کفرانِ نعمت و جزع و فزع بہ سر شد کہ از

علاماتِ ادبار است، پس بگو کہ آیا سپاسداری و شکر نعمت کہ علامتِ فلاح و اقبال است، بعد از مرگ

خواہی کرد۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْسِدًا۔ بر ما و بر شما نہایت

ضروری است کہ سپاسداری و شکر نعمتہائے پروردگار بہ جا آریم۔ دیگر خیریت است۔ حضرت بلال

برائے شکار رفتہ اند۔ دیروز بست و ہشت بکہاے عمدہ از شکار گاہ برائے ما ارسال کردہ اند۔

والسلام۔ جمعہ سوم محرم ۱۳۳۹ھ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء۔

مکتوب^{۲۲} بست و دوم بہ فارسی۔ بہ مخلصین کوئٹہ بلوچستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاندان

سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن خان و عبد الرشید و عبد الحلیم و ملا عبید اللہ و یازو لعل احمد مؤذن و منو

و ملا داد و مارکیٹی و محبت و ہارون پسرانِ بوتان و احمد جان قندھاری و آغا جان و غیر ہم ہمہ بہ ظائف

طاعات و عبادات بہ جد و جہد سعی می کرده باشند و عمر گران مایہ رامفت ضائع نہ کنند۔
 سرمایہ دولت اے برادر بہ کف آر دین عمر گرامی بہ خسارت مگزار
 داکم ہمہ جا بہ ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار
 و از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند۔ این اخلاقِ رزیدہ
 در شمایان بسیار است، ازین جہت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ
 حال شما کردیم و نصیحت کردیم، تاثیر در شمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شما است بہ اخلاقِ رزیدہ
 پس باید کہ در دور کردن این اخلاقِ سیئہ سعی بلیغ کنند۔ وقت روانگی (از کوئٹہ) در مرزا نیاز سستی و
 پریشانی معلوم می شد، وجہ آن بنویسد کہ چہ بود۔ اگر در ہفتہ یک بار بر زیارت شریف (مزار عثمانی و
 حیدری، نزد شیخ ماندا) حاضر شدہ وظیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل زیادہ
 شود و السلام علیکم پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ عبداللہ ابوالخیر فاروقی۔

مکتوب ۲۳ بست و سوم۔ بہ اردو۔ بہ نام ظہور الحسن ساکن نگینہ از توابع بجنور۔ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید و احوال معلوم گردید، پیداشدن شوق و محبت خوب است، مالا اُبُدینہ
 رسالہ خوب است بران عامل باشد شغل اسم ذات ذکر قلبی بکنید، از طرف ما بہ شما اجازت است
 ان شاء اللہ ازین شغل برکت خواہد شد و ترجمہ قرآن مجید از شاہ عبدالقادر بخوانید کہ از مضامین کلام الہی
 قدرے واقفیت پیدا شود و رسوم جہالت و بدعات از دل دور شوند، بابررگان این زمانہ ملاقات
 نہ باید کرد۔ رشتنبہ نہم رمضان شریف۔ از کار بد و از نام خوب ابوالخیر۔

مکتوب ۲۴ بست و چہارم بہ اردو۔ نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و
 سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ عزیز من، مکتوب شمار سید و احوال مکاتیب شامی رسد۔ بہ وقت
 رسیدن مکتوب خیال شامی آید و طبیعت را یک گونہ توجہ بہ جانب شما پیدامی شود و اگر تحریر شما موافق
 مزاج می باشد برائے شما در اکثر اوقات از دل دعا برمی آید۔ اے عزیز، در خانہ خود بہ آرام نشستہ تی، نہ
 در راہ دین محنتی کردہ تی و نہ در طریق سلوک ریاضتہ دین نعمت دریافتہ تی۔ آیا این برکت کم است،
 اے عزیز شکر حق بہ جا آر۔ ناپاسی کردہ نعمت را زائل کن۔ این خدمت بہ طاقت من نیست کہ من
 جواب ہر مکتوب بہ ہر کس بنویسم۔ این گونہ کار شغل بے کاران است۔ انسان را باید کہ عقل و تمیز
 حاصل کند۔ تحریر بست و چہارم جمادی الاولیٰ۔ از خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

مکتوب ۲۵ بست و پنجم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید، شما

خود فکرے بکنید کہ چہ کلام تحریر کردہ اید۔ کجا طرق کسب دنیا و کجا من بے چارہ و غریب۔ اگر چہ از مزاج من شما را واقفیت کم است۔ زیرا کہ در ایام درس خود کہ از حکیم عبد المجید خان می گرفتید چند بار برائے ملاقات من آمدہ بودید۔ تا ہم این قدر عقل داری کہ بسنجی کہ قاعدہ من چہ است و طریقہ من چہ و از من طلب کدام امر باید کرد و پیش من نام چہ چیز باید گرفت۔ برائے تحصیل مطالب دنیویہ نزد من آمدن یا بہ من چیزے نوشتن سخت کم عقلی و حماقت است۔ پروردگار کتاب پاک نازل فرمود و انبیاء علیہم السلام فرستاد نہ برائے این کہ مخلوق خدا را طرق کسب دنیا نشان دہند۔ بلکہ برائے این امر فرستادہ کہ مخلوق را تعلیم دین فرمایند، برائے کسب دنیا حاجت کتاب و پیغمبر نیست، بے کتاب و بے پیغمبر ہم کسب دنیا می شود۔ بزرگے اگر بہ اوج کمال می رسد مقام نیابت پیغمبر حاصل می کند۔ چون برائے پیغمبر تعلیم طرق کسب دنیا لازمی نیست، برائے نائبانش چہ گونه لازم می شود۔ از بیانے کہ نوشتم معلوم شد کہ بہ دعائے پیر کامل مقاصد دنیویہ را حاصل کردن امر بے حاجت بلکہ و ضَعُ الشَّيْءِ عَنِّي غَيْرِ فَحْلَةٍ است و این ظلم است، اما اہل بدعت و غفلت درین امور مبتلا اند بلکہ حقیقت امر و اصل کلام این است کہ اگر بندہ نماز و روزہ و وظیفہ قرآن مجید و ذکر شریف بہ این مقصد می کند کہ دیر افتوح دنیویہ میسر شود و وے از اجر و ذخیرہ آخرت محروم است مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زَيَّنَّا لَهَا تُوفًى إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَ هُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صُنَعُوا فِيهَا وَ بَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ ہر کہ زندگانی دنیا و آرائش آن را می خواہد بہ تمام رسانیم بہ ایشان جزائے عمل ایشان در دنیا و ایشان در دنیا نقصان دادہ نہ شوند۔ آن گروه کسانی اند کہ نیست مرایشان را در آخرت مگر آتش و باطل شد آنچه کردہ بودند در دنیا۔ و آنچه می کردند باطل است۔ اَعَاذَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ ذَلِكَ۔ در دوم رکوع سورہ ہود (علیہ السلام) این آیات موجود اند۔ اگر می خواہید کہ فی مابین خط و کتابت جاری ماند پس ز اینگونه کلام احتراز کنید چہ مقصد از خط و کتابت دیگرے را بخیر ساختن نہ می باشد۔

مکتوب ۲۶ بست و ششم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزیز من چند روز شدہ کہ مکتوبے بہ شما ارسال کردہ ام و سبب نوشتن مکتوب ہذا این امر شدہ کہ در شہر شما حافظ نور الحسن فرزند مولوی ظہور الحسن مرحوم قیام دارند۔ ایشان بہ من مکتوبے متضمن استغفار ارسال کردہ اند و من درین امور سوال و جواب را خوش نہ دارم، لہذا ٹکٹ ایشان کہ برائے جواب ارسال کردہ بودند بہ شما می فرستم کہ بہ ایشان برسانید و غدر من بگوئید کہ من در ضروریات مقصر مانده ام (چہ جائے این گونه سوالات و جوابات) و در شہر شما محمد حسن خان ہستند، ایشان مرید مولوی غلام نبی للہی اند کہ از سلسلہ مامی باشند۔

دیر است کہ مکتوب ایشان نیامده۔ احوال ایشان تحریر کنید۔ والسلام تحریر یوم جمعہ چہارم جمادی الآخرہ
۱۳۱۶ھ، عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

مکتوب بست و ہفتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) مکاتیب مرسلہ
ظہور الحسن می رسند۔ ابتداءً از خطوط ایشان احساس پریشانی بیشتر می شد و الحمد للہ کہ درین ایام قدرے
کمی است۔ پریشانی را تا حد امکان کم باید کرد کہ نتیجہ پریشانی خوب نیست۔ پابندی نماز و روزہ و احکام
شرعیہ لازم است و برائے سلیم القلب شدن و ساوس را از دل دور کردن امر ضروری است بقولہ
بزرگان ما است و الحق کہ مقولہ خوب است۔ دلے کہ گرفتار غیر است از وجہ توقع خیر است۔ والسلام
بجشنہ سیزدہم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و ہشتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت
آنرا ظہور الحسن رسید۔ احوال معلوم گردید۔ از مدتہ مکتوب شما نیامده بود لہذا از جانب ما ہم جوابے نہ
رفت۔ بر دینداری ثابت قدم و بہ اعمال صالحہ مشغول باشید۔ دنیا جائے چند روز است۔ آرامگاہِ مسلم
آخرت است۔ دنیا جائے رحمت و آخرت جائے راحت است، الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔
مشہور مقولہ است و شما ہم آن را شنیدہ باشید۔ در طول اہل و آرزو ہائے دراز وقت عزیز را ضائع نہ کنید۔
از افکارِ دنیویہ باطن خود را پاک دارید و شوقِ ذکرِ شریف را زیادہ کنید، از خطرات و وساوسِ دل را پاک
کنید۔ ہر روز در وقتے بہ تلاوتِ قرآن مجید با فہم معنی خود را مشغول دارید۔ طریقہ نیکان بہین است در
غمِ دنیا ماندن و غمِ تہی دتی (از مال و متاع دنیویہ) خوردن کارِ خردمندان نیست۔ از غم خوردن دنیا بہ
دست نہ می رسد۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ من بہ اندازہ ہفت ماہ در کونٹہ و گلستان قیام کردہ
بہ منتصفِ رجب بہ دہلی رسیدہ ام۔ والسلام تحریر یکشنبہ دوازدهم شعبان ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔
مکتوب بست و نہم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر
فاروقی ظہور الحسن را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ مکتوب شما در کونٹہ رسیدہ بود۔ ما درین روز ہا بہ دہلی
رسیدہ ایم و جواب می نویسیم۔ پروردگار را و شمارا توفیق عمل صالح عنایت کند،

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بہ درگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش
کس نہ تواند کہ بہ جا آورد

در نیک کار ہا اوقاتِ عزیزہ را صرف کردن مناسب است۔ ملازمت و تجارت و زراعت
از نیک کار ہا است و بہ خلوص دل یا دالہی کردن نعمتِ عظمیٰ است کہ یقین را می افزاید البقیۃ الخیر

والسلام تحریر چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب سی ام بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے نیک مرد عزیز۔ چنان شود و چنین شود و آن شود و این شود گفتن و آرزو کردن سودے نہ می رساند۔ نہ دنیا بہ دست می آید و نہ دین۔ البتہ بہ جد و سعی چیزے حاصل می شود و آن ہم اگر در تقدیر نوشته است ورنہ با وجود جد و سعی چیزے بہ دست نہ می رسد، بہ دست من دولت آید، من مالک باغ شوم، من حکمران گروم، اگر تمام روز در این گونہ خیال خام بمانی، ہیچ نہ خواہی یافت، چرا ضبط الحواس شدہ نی۔ ہرچہ خواہی کنی ثمرہ آن خواہی یافت۔ در طلب دنیا شب و روز سرگردان مانی و آرزو ہا داری کہ مرا تہاے اہل دین اصحاب معرفت را دریابی۔ ہیہات ہیہات۔ فلاح عاقبت نہ بر خواہشات شمایان ہو قوافست و نہ بر خواہشات اہل کتاب بلکہ موقوف بہ عمل است۔ ہر کہ کار بد کند جزاے آن دریا بد و نہ کسے را بہ جز پروردگار معین و مددگار خود یابد۔ و ہر کہ کار نیک کند و ایمان ہم آورده باشد خواہ مرد باشد یا زن۔ پس ایشان داخل بہشت خواہند شد و بر ایشان مقدار ذرہ عدوان نہ خواہد شد۔ این ترجمہ آیت شریفہ است کہ برائے ہدایت شما نوشته ام والسلام روز پنجشنبہ سیزدہم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ البوالخیر فاروقی عفی عنہ۔

مکتوب سی و یکم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ از عبداللہ البوالخیر فاروقی سعادت آثار ظہور الحسن۔ رابعہ از سلام سنون معلوم باد کہ بفضل پروردگار با متعلقین بہ عافیت، مستم و عافیت شما مطلوب۔ شاہ ولی اللہ در تالیف از بزرگے نقل کردہ کہ بزرگ دیگر بہ ایشان گفت این شعر را از یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و میدان گفت صبح
حرفے چراغ خانہ بہافسانہ سوختیم
مقصود این است کہ اگر چیزے نہ کردیم، رنج آن باید کرد (بیان مفہوم پنج اشعار اردو کہ حضرت جدِ مجدد گفتہ اند و حضرت ایشان درین جا نقل کردہ اند قدّس اللہ أسرارہما) ما در این محفل دنیا آمدہ چہ کردیم غیر ازین کہ خود را رسوا کردیم۔ تمام عمر درین بازیچہ اطفال بہ گوناگون تماشا، مصروف ماندیم۔ ہمدان ساغر ہا نوشیدہ رفتند و تو در خواب غفلت شب را بہ سر بردی۔ ہم پیالہ و ہم نوالہ تو کجا بستند کہ مدتی با ایشان ہم مشرب بودی۔ قَدْ كَفَى بِالْمَوْتِ يَاعُمَرُوْا عِظًا فَاَعْتَبُوْا اَلْاَعْظَمُ مَا دُمْتَ حَيًّا
بَاکِیَا۔ وَهُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ يُوَفِّقُكَ لِمَا يَجِبُہُ وَيَرْضَاہُ۔ چہار شنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کوثرہ بابو جملہ۔

مکتوب سی و دوم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ البوالخیر فاروقی میان ظہور الحسن بعد از سلام مطالعہ کند کہ بہ روز و شنبہ و پنجشنبہ روزہ داشتن موجب اجر جزیل است۔ الصّوم لی و انا اجزیٰ بہ۔ نص مبارک است۔ اگر بر این اعمال صالحہ ثابت قدم باشید

ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب در اہل فلاح داخل خواہید شد و جمیع نحوستہا از شما دفع خواہند شد۔ نیت
قیام اللیل کردہ بہ شب در خواب روید۔ وقتے کہ بیدار شوید دو چار رکعت بخوانید و اگر بیدار نہ شدید کلمہ
استرجاع بخوانید۔

مکتوب سی و سوم۔ بہ فارسی، نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ البوالخیر
فاروقی میان ظہور الحسن سلام خوانند۔ مکتوب شمار سید۔ بر سلامتی ایمان شکر الہی بہ جا آرند کہ بزرگترین نعمتہا
است۔ از مؤلفات امام غزالی کیمائے سعادت و منهاج العابدین مطالعہ کنند بہ صدق و راستی ذکر شریف
رب العالمین بر طریقہ مقررہ خواجگان نقشبندیہ، علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بہ وقت صبح و قدرے
بہ وقت شام بکنند، امیدواریہا است، و بہترین نعمتہا سلامتی ایمان است۔

گر رشک برد فرشتہ برپائی ما کہ طعنے زند دیو بہ ناپائی ما
ایمان بہ سلامت چو لب گو بریم اخسنت برین چستی چالاکئی ما
مرگ مولوی رشید احمد زخمی است کہ مریم نہ دارد عالم صالح و دیندار در این وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا
لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ مُردن این چنین یک شخص از مُردن یک ہزار بردینداران سخت است۔
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِی دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلْ الدُّنْیَا اَکْبَرَ هَمِّنَا وَلَا تَبْلُغْ عَلَیْنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَیْنَا
مَنْ لَا یَزِیْ حَمْنًا وَاَلْسَلَامُ۔ رشتنبہ بست و مفتاح جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ۔

مکتوب سی و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ظہور الحسن را بعد از
سلام معلوم باد، بعد مدت مکتوب شمار سید۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَی الْعَافِیَةِ۔ افسوس کہ عمر گران مایہ بہ بطالت و غفلت
بہ سرفت۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

جہان لے برادر نہ ماند بہ کس دل اندر جہان آفرین بند و بس
تحریر رشتنبہ، مفتاح ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ از کوٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ البوالخیر فاروقی غفر عنہ
مکتوب سی و پنجم بہ اردو بہ احمد یار خان عرف مولوی مدّن۔ ساکن محلہ بھیر، ٹونک۔ راجپوتانہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ لفافہ و بطاقہ ہر دور رسیدند۔ احوال معلوم شد۔ اے
عزیز، آن سبق اعتبار دارد کہ شاگرد پیش استاد خود بخواند و آن وظیفہ مقبر است کہ مرید در حضور مرشد خود ادا
کند۔ از دور سبق خواندن و از دور وظیفہ کردن اعتبار نہ دارد، خواب و خیال شما ہم معلوم شد، اللہ تعالیٰ مارا
و شمارا توفیق عمل صالح عنایت کند۔ تحریر یکشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۲۶ھ دہلی۔ محلہ چٹلی قبر خانقاہ شریف مجددی
مکتوب سی و ششم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد از سلام علیک

معلوم باد۔ پروردگار جل و علا خطا ہائے ما و شما را معاف کند و بر راہِ مستقیمِ دینِ متین گامزن کند، بخشندہ گناہان
صرف اللہ تعالیٰ ہست، لہذا پیش وے بہ خلوصِ دل و بہ عاجزی دعا کردن برائے ما و شما بلکہ برائے ہمہ
ضروری است۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ وَعَمَّا عَصَيْتُ الْأَمْرَ قَوْلًا وَمَفْعَلًا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَمَكْرِهِ وَأَذْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُمْتَدًّا لَلَا

تحریر روز پنجشنبہ شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۹ھ۔

مکتوب سی و ہفتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام
معلوم باد۔ از مکتوب شما احوال خوبی نماز و ذوق و طیفہ معلوم شد۔ شکر است اللہ تعالیٰ را۔ عوض ذکر جہرہ
تلاوت قرآن مجید (بہ جہر) با فہم معنی مفید تر است و السلام روز یکشنبہ ہفتم رجب الحرام ۱۳۳۰ھ
مکتوب سی و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمہ خواب خیال
شما معلوم شدند۔ اے عزیز ہر قدر کہ تعمیر دیوار کردی۔ اجرتِ ہمان قدر خواہی یافت۔ از سخن رانی نہ در کم
بہ دست می آیند و نہ بزرگی۔ مسلمان را شاید کہ نیک عمل بکند۔ تزکیہ نفس خود کردن ضروری است۔ اگر
نہ می توانی بہ تعلیم دین مشغول شو و السلام جمعہ بست و سوم ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ۔

مکتوب سی و نہم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ شما
نوشتہ اید کہ در وظیفہ شریفہ ترقی و برکت شدہ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماکشف نہ دار کم و تا وقتہ کہ
احوال را مشاہدہ نہ کنیم چیزے حکم نہ می توانیم کرد۔ دیگر خیریت است و عافیت ہر دو جہان برائے خود
و برائے اولاد خود و برائے جمیع مسلمانان از اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ طلب می کنیم و می خواہیم السلام
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَتَابِعِیْنِ۔ تحریر روز چہارشنبہ
ہشتم ذوالقعدہ الحرام ۱۳۳۰ھ۔

مکتوب چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب شما احوال معلوم شد۔
برائے حاصل کردن علم دین نزد استاد حاضر بودن نہایت مستحسن بلکہ لازمی است مانہ می دانیم کہ بے صحبت
استاد در وظیفہ برکت حاصل شود۔ و اگر شما این خیال دارید کہ بہ ذریعہ توجہات از دور ہم برکات حاصل
می شوند۔ بہ گمان من این خیال باطل و آرزوئے غلط است۔ اگر در صورت صحبت ہم چیزے برکت
حاصل شود بسیار خوش قسمتی و بزرگ کمال است۔ درین دور بیشتر افراد خواہش دارند کہ از دور اخذ برکات
کنند و ترقیہا نمایند۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۛ

وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ رَضَا نَفْسِهِ حَمْدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلًا

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔ پنجشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و یکم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ الحمد للہ رب العالمین ماہمہ بخیریت مستقیم۔ اَسَامِی تمام انبیاء و مرسلین خوب اند صلوٰۃ اللہ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِمُ أَجْمَعِينَ و ہمچنان نامہائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بہ ہر نام کہ پسندی پس خود را موسوم کن والسلام جمعہ دوم رمضان مبارک ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و دوم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آن بزرگ کہ در خدمتِ عمّ ما بودہ و بہ خدمتِ بسے بزرگان رسیدہ، بیعت از کیست و در کدام خاندان است۔ بہ ایشان بگوئید کہ ہر اے ما و اولاد ما دعائے نیک نختی و دینداری بکنند۔ ایشان کسے را بیعت می کنند یا نہ و از بزرگے بہ ایشان اجازت ارشاد حاصل است یا نہ۔ در کراچی صد ہا نفر بہ روز سہ شنبہ وقت شام ہلالِ رمضان دیدہ اند و در پونہ و بمبئی نیز بہ چہار شنبہ اول رمضان بود و آن روز ہمہ صائم بودند۔ لہذا قضائے یک روزہ ضروری است والسلام شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و سوم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمد یار رسید۔ کیفیت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماہمہ بہ خیر و عافیت مستقیم۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند۔ و از رسوائی در دنیا و از عذاب در آخرت محفوظ دارد۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمْ عَلَى جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَ اَلْحَقْنَا بِهِمْ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِيْنَ، در ذکر شریف بسیار برکت است، این را ترک نہ باید کرد۔ و الحمد للہ رب العالمین۔ عنوان حالیہ ما این است۔ ریاست را میپور۔ قلبہ کہنہ۔ بجلی گھر۔ تحریر روز سہ شنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۶ء

مکتوب چہل و چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر این درست است کہ وظیفہ قلبی می کنید پس امیدوار حضور دل باشید و کسے کہ حضور دل را حاصل کرد در صالحین داخل شد۔ وَاَدْخَلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔ والسلام تحریر روز پنجشنبہ بست و ششم ذوالقعدۃ المحرم ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و پنجم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از برائے اولے قرض

دعائے را پر سیدہ فی حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم این دعا کردہ کہ در حصن حصین موجود است۔ اَللّٰهُمَّ اَلْفِنِّیْ بِمَحَلَّاتِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِّیْ بِفَضْلِکَ عَنْ سِوَاکَ۔ بعد از ہر نماز وہ بار و درود شریف در اول و آخر سہ بار بخوانید۔ اُمید است کہ در یک اربعین (چلہ) پروردگار صورتی آسانی پیدا خواہد کرد۔ دیگر آن کہ ما ہمہ بہ عافیت ہستیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اُو تعالیٰ گناہانِ مایان را معاف فرماید وہ رمضان دی خود مشرف سازد۔ چہار شنبہ بست و دوم شوال ۱۳۳۴ھ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ مسجد حضرت بلال۔

مکتوب چہل و ششم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمد یار رسید۔ اگرچہ مریدانِ من ہزار ہا افراد اند۔ لیکن ما دختر کے رابہ نکاح مریدے نہ می دہیم، وقت بسیار نازک است۔ ما در معاملہ کے مداخلت نہ می کنیم۔ ذکر این امور با ما ضروری نیست دیگر بحمد اللہ مایان بہ عافیت ہستیم۔ ضمان کے مباحث، بہ وصایاے مردم درمیا، در قبالہا نام خود منویس، بہ محکمہ قضا حاضر مشو۔ خواجہ جہان عبد الخالق عجد وانی رحمہ اللہ در ضی عنہ بہ فرزند خود این نصیحت فرمودہ اند۔ وصیت نامہ حضرت ایشان را حضرت پیر و مرشد برحق (الوالد الما جد) این ناکارہ را در طفلی آموختہ بودند و این ناکارہ آن را حفظ کردہ بود۔ جَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرَ الْجَزَاۃِ وَ رَضِیَ عَنْہُ وَ اَکْرَمَ نَزْلَہُ وَ عَفَا عَنْہُ ذُنُوبَہُ وَ غَفَرَ لَہُ وَ لِوَالِدَیْہِ وَ لِاَوْلَادِہِ۔ آمین۔ یوم الجمعہ چہار دہم ذوالحجۃ الحرام سال ہزار و سہ صد و سی و چہار از ہجرت حضور مقدس۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ وَ اٰہْلِ بَیْتِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مکتوب چہل و ہفتم بہ اردو۔ نیز بہ احمد یار۔ از امور بے جا بزرگان منع می فرمایند۔ زیرا کہ از وجہ امور بے جا چون کسے گرفتار آفات می شود (معاذ اللہ) خلاصی دے متذری شود۔ چند بار بہ شمار نوشتہ ایم۔ کہ در ضروریات خود و احوال ضعیفی می باشیم۔ ما خیال لغو افراد نہ می کنیم و نہ از خیال کردن ما مقصود بہ دست می رسد۔ ما را کجا این قدر فرصت است کہ سبق ”گاؤ آد و خرفوت“ را یاد کنیم۔ اگر کسے موافق باشد یا سخن موافق باشد فیہا، در نہ ”ہمہ داخل دفتر باید کرد“ کلام درست بہ شمار نوشتہ شد۔ رَبِّ اَعْفِرْنِیْ۔ پروردگار گناہانِ ما و شمارا معاف کند۔ برائے دفع پریشانی استغفار بسیار مفید است ائمہ دین برین متفق اند و السلام جمعہ ۲۲ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ

حَسْبُنَا اللّٰہُ فِی الْحَیَاۃِ وَ فِی	سُکْرَاتِ الْمَمَاتِ وَ اللّٰحَدِ
وَحِسَابِیْ وَ وَرَنِ اَعْمَالِیْ	وَ اِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدِ
وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ یُکَلِّمُنِیْ	فِیْ نَهَارِیْ وَ لَیْلَتِیْ وَ غَدِیْ

مکتوب چہل و ہشتم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب احمد یار۔
 ماجرائے الم انگیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پروردگار مہربانی فرماید و گناہان ما و شمار معاف
 کند۔ در این چنین احوال ختم خواجگان خواندن بسیار نافع است و السلام جمعہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
 مکتوب چہل و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام
 مسنون معلوم باد۔ بزرگان دین برائے دفع بلیات و مصائب ختم خواجگان می خوانند غالباً مولوی
 محمد حسین خان نیز می خواند۔ شما شاید نہ می خوانید۔ بعد از ہر نماز فرض دہ بار خواندن سید الاستغفار
 برائے دفع پریشانی بسیار نافع است۔ و الباقی الحمد للہ رب العالمین ہمہ خیریت است و السلام
 دوشنبہ یکم شعبان ۱۳۳۶ھ۔

مکتوب پنجاہم۔ بہ اُردو بہ نام مولوی برکت اللہ مختار فاروقی۔ ہالنسی ضلع حصار۔ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ برادر طریقت برکت اللہ حفظنا اللہ وایاہ من الفتن۔ بعد از سلام و دعا معلوم باد
 کہ از ما ہے بیمار بودم۔ پروردگار را حمد است کہ حالادرمض تخفیف است از مدتے مکتوب شما نیامدہ و
 احوال معلوم نہ شدہ، بے خیالی مناسب نیست طریقہ و قاعدہ خود را تبدیل نہ دہید کہ نالاش و خیم است۔
 شغل ذکر و رابطہ را بہ قوت جاری دارید۔ نماز را پنج وقت با جماعت ادا کنید۔ اگر سستی پیدا شدہ
 است تو بہ بکنید و از احوال خود اطلاع دہید۔ منشی رمضان علی و شیخ غلام احمد را سلام و دعا برسانید
 و السلام تحریر یوم شنبہ ۲۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ھ ہجری مقدسہ۔

مکتوب پنجاہ و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ شرط استقامت
 فی الواقع خوش نصیبی شما است خوش گفت۔

مُورِ سکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسید دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید
 بہ بست و یکم صفر، وقت رسیدن این مکتوب شما یک گونہ مناسبت شمارا با وظیفہ شریفہ در خیال
 ظاہر شد۔ اگرچہ اثر بد مزگی ہنوز قدرے باقی است۔ باید کہ در امر این بد مزگی فکر بکنی کہ از چہ وجہ آ۔
 آیا از بقیہ اثر صحبت ناقص برادر شما است یا از وجہ دیگر۔ بہ ہر حال از دل توبہ و ندامت کنید تا کہ
 این بد مزگی زائل شود۔

ترسم کہ یار با مانا آتش ناہماند تا دامن قیامت این غم بہا نہماند
 رمضان علی را نصیحت کنید کہ بر راہ آید و السلام یکشنبہ ۲۲ صفر ۱۳۱۴ھ

مکتوب پنجاہ و دوم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو مکاتیب شما

رسیدند و بروقت رسیدند الحمد للہ کہ در حالِ شما خوبی بہ نظر آمد۔ در سالہا این کیفیت بہ شما نصیب شد،
جلے مسرت و مقامِ شکر است۔ باید کہ قدر این نعمت بجنی کہ از تمام نعمتہائے دنیا این نعمت بہتر است۔
غلام احمد و رمضان علی راتا این زمان این دولت نصیب نہ شدہ پروردگار ایشان را نیز توفیق دہد۔
صد بلا در گردنم بود این اسیری تانہ بود کرد آزاد از جہان یک حلقہ گیسوے دوست
در این نسبت چون ترقی واقع می شود سالک بہ مرتبہ فنا فی الشیخ می رسد تا یا کر خواہد میلش بہ کہ باشد۔
سہ شنبہ ۲۷ ربیع آخر ۱۳۱۴ھ۔ خانقاہ دہلی۔

مکتوب پنجاہ و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ روزے کہ شمار خست شدید در دل ما
از جہت شملے حلاوتی ظاہر شد۔ شمار اطلب کردیم لیکن رفتہ بودید۔ شما سہ روپیہ ہدیہ آوردہ ہوید چون
کہ حالت شما مشکوک شدہ، لہذا بہ ذریعہ ”منی آرڈر“ ہدیہ شما واپس کردہ می شود۔ اگر شما صاف می ہوید
در دل ما از شملے حلاوتی پیدانہ شدے۔ ما ہدیہ ہر شخص را نہ می توانیم گرفت ونہ ہر شخص از ما بہرہ مندی
تواند شد۔ برائے شما بہتر است کہ از زیغ باطنی تائب شوید۔ والسلام ۲۷ رجب المحرم ۱۳۱۴ھ
مکتوب پنجاہ و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ در دین دآئین، تہا ون و بے باکی از علا
شقاوت است۔ ہر قدر کہ درس و سال افزونی شود باید کہ در عقل سلیم بختگی و کمال پیدا شود۔ بعد از بعیت
کردن در مخالفت و بے باکی غرق ماندن و متنبہ نہ شدن و از نیک و بد بے خبر ماندن در راہ غفلت ہوید
کہ شما یان اختیار کردہ اید قطعاً خلاف طریقہ اہل دین است۔ کار ما آگاہ کردن است۔ بہ ذریعہ این تحریر
شمار نصیحت کردہ شد۔ قبول و ناقبول کردن کار شما است۔ احوال خود را بسنجید و وضع قبیح را ترک کنید
و طریقہ مسلمانی برگزینید۔ والسلام تحریر روز و شنبہ ۲۲ رجب المحرم ۱۳۱۴ھ از خانقاہ شریف دہلی۔
رقیمہ عبداللہ ابو الخیر عفی عنہ

مکتوب پنجاہ و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ درین روزہا از چند وقت مکتوب برکت اللہ
نیامدہ۔ ما در ہفتہ عشرہ ان شاہ اللہ بہ کونہ سفر می کنیم۔ پروردگار توفیق توبہ و ایمان درست و اعمال صالحہ
در راہ مستقیم عنایت کند والسلام دوشنبہ ۲۱ محرم ۱۳۱۴ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابو الخیر فاروقی
مکتوب پنجاہ و ششم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را
بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ از دور سخن سازی فائدہ نہ دارد۔ وَ یَقْدِرُ قُوْنٌ بِالْغَیْبِ مِنْ
مَّکَانَ بَعِید۔ و نا دیدہ می انگنند از جاے دور۔ اگر نزد ما بیاید احوال و طیفہ شما معلوم خواہد شد کہ در
و سادس بہ چہ مقدار کمی واقع شدہ۔ بنائے طریقہ ما بر صحبت است۔ مرید را باید در سال چہل روز نزد ما

باشد کہ احوال ترقی وے معلوم شود۔ اگر این قدر ہم نہ تواند از سخن سازی چہ می رسد۔ تحریر روز جمعہ بست
وہمتم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ از کوئٹہ۔ بابو محکمہ جدید۔

مکتوب پنجاہ و ہفتم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ در دنیا ہر چہ از شر
و فساد ظاہر است از وجہ نافرمانی پروردگار است۔ علی الخصوص برائے مسلمان نافرمانی کردن سبب آفت عظیم
است والسلام تحریر روز جمعہ یازدہم شعبان ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب پنجاہ و ہشتم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ
را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمارید۔ احوال معلوم شد۔ از خوابی کہ دیدہ اید دل خوش شد۔ در وظیفہ شریفہ
سعیہا کنید۔ از اہل خانہ و اولاد و شاگردان و دوستان ہر کہ خواہش کند تعلیم وظیفہ شریفہ بہ نوعی بہ کنید کہ این
جایش خدمت تعلیم می دہد۔ و ساوس را دور کردہ بہ حضور دل وظیفہ شریفہ باید کرد و تلاوت مبارکہ بہ لحاظ
معنی والسلام تحریر یکشنبہ نہم محرم ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب پنجاہ و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از
سلام علیک معلوم باد، اولاً بطاقہ و باز ملفوف رسید از احوال آگاہی شد۔ شما چند اشعار در حمد الہی گفتہ اید در
بعض اشعار ابطار است۔ اگر فرصت دست داد اصلاح کردہ فرستادہ خواہد شد، شما در خواب زیارت حضرت
کلان کردید (حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ) سعادت مندی شما است۔ شکر بہ جا آرید و شکر این سعادت
آن است کہ بطریقہ ایشان و بردینداری و پیرہیزگاری محکم شوید ہر آن امر کہ مخالف طریقہ ایشان باشد
از ان اجتناب کنید و در معاملات اتباع شریعت کنید والسلام تحریر روز چارشنبہ چہارم شعبان ۱۳۲۸ھ
مکتوب شصتم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ مختار را بعد از
سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ در خواب پیغمبر را (صلی اللہ علیہ وسلم) یا پیر را زیارت کردن از احوال
رائی آگاہی کند۔ اگر در عقیدہ رائی چیزے ضعف است، وے پیغمبر یا پیر را بہ کیفیت ضعف صورت
پیری خواہد دید۔ و اگر در عقیدہ وے تروتازگی و قوت است پس بہ کیفیت قوت و بہ صورت جوانی
خواہد دید۔ شما در خواب دیدہ اید کہ جسم ما کوتاہ شدہ است۔ آن کوتاہی در جسم ما نیست بلکہ در آن نسبت
واقع شدہ است کہ از ما بہ شامی رسد شما در عالم مثال آن کوتاہی را دیدہ اید۔ باید کہ تفکر و تفحص کنید کہ
چرا درین نسبت و فیوضات و برکات کمی واقع شدہ است، و درازا لہ ضعف سعی نماید والسلام تحریر روز
شنبہ چارہم شوال ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب شصت و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ

را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید مابہ فضل پروردگار بہ عافیت مستقیم۔ (و باز حدیث ابو ہریرہ کہ در نصائح گزشتہ تحریر فرمودہ اند و نوشتہ اند) برائے نصیحت گرفتن و معمول ساختن این یک حدیث کافی است۔ مسموع شدن آواز مخصوص بہ کبرائے کاملان است (یعنی آواز ذکر قلبی) برائے ما و شما این قدر کافی است کہ نہ آواز مسموع شود نہ چیزے دیگر تا داکم خیال بہ سوئے قلب باشد۔ و مقدم ترک کرن آن کار ہا است کہ شبے روز دران مصروف می باشیم۔ از زبان مایان کلامے نہ برآید کہ بران مواخذہ باشد و رسوم و عادات بے جا را باید گزاشت و السلام تحریر و ثنبہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۲۹ھ از دہلی۔ خانقاہ شریف۔

مکتوب شصت و دوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمار سید۔ و قبل ازین مکتوب جوابی نہ رسیدہ۔ مابین جا از مخلصین استفسار می کردیم کہ برکت اللہ کجا ہست و احوالش چیست۔ و شما درین خط نوشتہ اید۔ بادشاہ کامران بود از گدایان عار داشت۔ من بندہ عاجز پروردگارم از بندگان وے چگونہ عار دارم۔ من طلبگارِ اظہارِ می خواهم کہ بندہ کمالاً بندہ پروردگار باشد۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ لِلّٰهِ لَہ۔ شمارا در وظیفہ شریفہ ذوق و شوق روئے می دہد، جائے بسیار مستر است، و شوق نماز تہجد و خواندن تہجد از بیدار بختی و خوش نصیبی است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِہ۔ بر شکرگزاری خود شکر را بہ جا آرید۔

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان است قربانت شوم

در عشرہ اخیرہ رمضان بہ وجہ علالت یکے از بر خورداران بہ میرٹھ رسیدیم۔ چون از علاج و معالجہ فائدہ نہ شدہ بلند شہر رسیدیم۔ و این جا فائدہ شدہ۔ بعد از چند روز کہ صحت کامل شود بہ دہلی می رویم۔ این جا را نشان این است۔ بلند شہر۔ کوٹھی پھونس والی۔ حضرت صاحب۔ شوال ۱۲۳۰ھ۔

مکتوب شصت و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد خط شمار سید۔ از علالت و ختر خود نوشتہ اید۔ عَافَاَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَيَّاكُمْ فِي الدِّينِ وَالْ دُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وِعَافَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْكُمْ وَرَحِمَنَا وَاَيَّاكُمْ وَرَحِمَ اللّٰهُ مَشَاطِعَنَا وَاَبَاءَنَا وَمَنْ اَحْسَنَ اِلَيْنَا اَمِيْن۔ ذکر شریف با حضور دل و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی و خواندن استغفار عمدہ عبادات اند و السلام سہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۲۳۱ھ۔ خانقاہ شریف مجددی۔ دہلی

مکتوب شصت و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو اخیر فاروقی میان برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد خبر انتقال مرحومہ فاطمہ معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰهِ

وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِهَآءِ اَرْحَمِيْ وَيَا هَآءِ اَعْفُ عَنِّيْ وَعَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَنِّيْ سَيِّئَاتِيْ وَ
سَيِّئَاتِهَا وَاَدْخِلْنِيْ رَايَاهَا الْجَنَّةَ وَاَجْزِنِيْ رَايَاهَا مِنَ النَّارِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِ
يا غفار۔ بعد از نماز فرض این دعا را سه بار بخوانید۔ امید است که اللہ تعالیٰ به فضل و کرم خود دعا را قبول خواهد
کرد و به مغفرت سرفراز خواهد فرمود، صبر کنید و امیدوار ثواب باشید والسلام

امروز گراز رفته عزیزان خبری نیست فردا است رین بزم زما هم اثری نیست

چهارشنبه پنجم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

مکتوب ۶۵ شخصت و پنجم۔ به اردو نیز به برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ
را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ الحمد للہ رب العالمین۔ مایان به خیریت مستقیم شما نوشته
اید که وظیفه شریفه می کنید۔ البتہ این قدر بدانید کہ اصل وظیفہ آن است کہ آمدہ پیش ما بکنید وظیفہ کہ از
ما به دوری باشد فائدہ زیادی نہ دارد۔

خواجه پندارد کہ مرد واصل است	حاصل خواجه به جر پندار نیست
و صفائی خود به رغم حاسد تا کے	ترویج چنین متاع کاسد تا کے
تو معدومی و خیال ہستی از تو	فاسد باشد خیال فاسد تا کے

تحریر پنجم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب ۶۶ شخصت و ششم۔ نیز به برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ترکیب ختم شریف
(از حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم) درود شریف (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَسَلِّمْ) یک صد بار۔ سورہ فاتحہ ہفت بار۔ سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ہفتاد و نہ بار۔ سورہ اخلاص یک ہزار بار
سورہ فاتحہ ہفت بار درود شریف یک صد بار۔ اسمائے حسنی، یا قاضی الحاجات (اے روا کنندہ
حاجات) یا کافی المہتمات (اے کارندہ دشواریہا) یا دافع البلیات (اے دور کنندہ بلاہا) یا رافع
الدرجات (اے بلند کنندہ مراتب) یا شافی الامراض (اے شفا دہندہ بیماریہا) یا مجیب الدعوات
(اے قبول کنندہ دعاہا) یا ارحم الراحمین (اے مہربان تر مہربان ہا) ہفتم شعبان ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۶۷ شخصت و ہفتم۔ به اردو به نام حاجی عبداللہ عمر مبین۔ تاجر موزہ و بنیان بمبئی۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ و بترسان ایشان
را از روز پشیمانی (حسرت) چون فیصل می شود کار و حال آن کہ ایشان در غفلت اند و ایمان (وایقان)
ند دارند۔ مکتوب عبداللہ عمر رسید نصیحتی کہ به شما کردہ بودیم بر آن محکم قائم مانید، کار دینداری بیا موزید چیز

کہ بعد از مرگ بہ کار آید آن را بہ بسیار شوق حاصل کنید تا کہ در آخرت حسرت نہ برید و از آن روز بہتر سید کہ اہل غفلت را در آن روز بسیار شرمندگی و ندامت خواہد بود۔ برائے آن روز درین جا عمل نیک بکنید مکتوب حاجی احمد نیر رسیدہ۔ پابندی یا د خدا و تابعداری شریعت بہ وجہ خوب ضروری است۔ در معاملات و نیویہ موافقت شرع اختیار کنید۔ اہالی مہبتی در مصیبت مبتلا اند۔ ایشان را باید کہ این نصیحت را قبول کنند۔ فرمان بردار خدا شوند و توبہ کنند و از دل راغب بہ نصیحت ما شوند تا از غضب خدا نجات یابند۔ بہ ایوب این پیام برسانید و نیز بہ جمیع دوستان و بہ طبیب و ایوب ثانی و صدیق و غیر ہم۔

ہر چہ بر تو آید از شادی و غم
آن ز بے باکی و گستاخی است ہم
بد ز گستاخی کسوف آفتاب
شد عزا ز بے زجرات رَدِ باب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

گویند اسماعیل کھتری بے ادبی کردہ اگر کردہ جان خود را خراب کردہ مارا چہ نقصان رسیدہ۔ ہر دو ایوب را از این مکتوب آگاہ کنید و بگوئید کہ کلام درست از پروردگار شما است۔ پس کسے خواہد قبول کند یا ناقبول۔

و در مکتوب بے کہ بہ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۱۸ھ تحریر نمودہ اند نوشتہ اند۔ ”در محبت و شوق باطن و یاد الہی اضافہ کنید و از شرک و بدعت عقیدہ را پاک کنید۔“ مالا بدّ منہ“ مفید رسالہ است۔ آن را بخوانید و اگر فارسی نہ می دانید ترجمہ آن را بخوانید دوستان را سلام رسد۔ خانقاہ شریف دہلی۔ مکتوب شصت و ہشتم۔ بہ اردو نیر بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو خطوط عبداللہ عمر رسیدند پروردگار ما را و شمارا توفیق نبی عطا کند و خطا ہا را معاف کند۔ شما نوشتہ اید کہ وظیفہ یاد الہی می کنید و قرآن مجید می خوانید و فیض حاصل می کنید۔ الحمد للہ۔ ازین خبر دل خوش شد۔ از آن بندہ کہ مسلمان باشد و از نا فرمانی اجتناب کند و حکم بردار خدا باشد و نماز بخواند و از دل مولائے خود را یاد کند و طلبگار رضائے وے باشد، کدام شخص بہتر خواہد بود۔ پروردگار ما را و شما یان را در این افراد شامل کند۔ مکتوب حاجی ایوب نیر رسید پریشانہائے ما را و ایشان را پروردگار کم کند و عافیت عطا فرماید۔

توبہ علم ازل مرا دیدی دیدی آن کہ بہ عیب بخیریدی

توبہ علم آن و من عجیب ہمان رد کن آن چہ خود پسندیدی

کسے حنا حال را این شمارد الحق کہ پریشانی و مصیبت کہ بہ مایان می رسد از اعمال ما است۔ پروردگار ہر نعمتے کہ بہ کسے می دہد از وے تا آن وقت نہ می ستاند کہ بندہ در صلاحیت و نیت خود فتورے پیدا نہ کند۔

صدیق را وحاجی احمد را و نیز شمارا و ایوب را و نویسنده خط را سلام برسد۔ این عنوان (برائے خط) کافی است
شہر کوئٹہ۔ بڑس روڈ۔ حضرت صاحب دہلوی را برسد۔ خانہ محمد علی بوہری است کہ شیعہ است و در کراچی
می باشد۔ وہ روپیہ کرایہ ماہانہ است۔ این جاموسم معتدل است گرمی نیست۔ تحریر شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۱۸
مکتوب شصت و نہم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام
علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مکتوب سعادت آثار عبداللہ بن عمر رسید از ضروریات فرصت کم است ازین
وجہ توجہ بہ جانب جواب مکتوبات نیست۔ درین روز وظیفہ شریفہ سورہ قمر است و امیدواری برکات این
سورہ مقدسہ است۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این سورہ مقدسہ را در رکعت دوم نماز عیدین تلاوت
می فرمودند۔ عجیب نیست کہ این سورہ مقدسہ را در ارشاد و ہدایت دحل تمام باشد بنا برین امر و زائد کے توفیق
تحریر جوابات شدہ است۔ آیا در بہتئی شمایان مائل بہ جہت صلاحیت شدہ اید۔ و در دعوی محبت ماکہ
شمایان دارید، صادق آمدہ اید، یا براوضاع سابقہ خود کہ غفلت آمیز اند قائم ہستید۔ اگر در محبت ما
صادق ہستید پس ضروری است کہ صلاحیت پیدا شود و باید کہ غفلت و نافرمانی کم شود ہمہ دوستان
را سلام و دعا برسد۔ درین روز ہا این جا خنکی زیادہ شدہ۔ در ہفتہ عشرہ قصد دہلی داریم۔ چرا کہ این قدر
خنکی را معتاد نیستیم۔ این جانیزی نفر داخل سلسلہ شدہ اند و وظیفہ شریفہ را یاد گرفتہ اند۔ تحریر روز
چہار شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ کوئٹہ۔ بڑس روڈ۔

مکتوب ہفتاد و م۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ
عمر را پروردگار نیک کند و از گناہ و بدی محفوظ دارد۔ مکتوب شما و ہدیہ موزہ کہ بہ دست حاجی احمد ارسال
کردہ اید رسید۔ و نیز رختہ کہ برائے شہید عمر و گلزار و نجم الدین فرستادہ بودید وصول شد۔ دیر و زور و زاول
از رمضان مبارک بود ہر سہ افراد را رخت دادہ شد۔ از مکتوب شما شوق و محبت شما خوب معلوم شد۔
برائے شما توجہ باطنی ہم ہست۔ نماز را قضاء نہ کنید و قدرے صبا حاً و قدرے مساءً ذکر شریف کردہ باشید
و ہفت سور اخیر قرآن مجید و سورہ فاتحہ را بہ وجہ صحیح یاد کنید و یک بار صبا حاً و یک بار مساءً بخوانید و
ہر چہ حکم شرع شریف باشد آن را قبول کنید اگر چہ در قبول کردن آن حکم نقصان از جان یا مال بود۔
حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) را غلامے بود کہ نام ایشان بلال بود (رضی اللہ عنہ) ایشان بسے عالی
قدر بودند۔ جدی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) می فرماید۔ اَبُو بَکْرٍ سَيِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ یعنی ابوبکر
آقائے ما ہستند و ایشان آقائے ما را کہ بلال ہستند آزاد کردہ اند۔ بہ نیت تحصیل برکات ما نام فرزند
خود را بلال نہادہ ایم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ شاید نام دیگر کسے نیادہ

باشد۔ ایوب گاہے در روزِ گاہے در روزِ یک بار می آید۔ ہم در وظیفہ مست است و ہم در شوق و محبت، حاجی احمد بے چارہ تا این زمان وظیفہ قلبی را نہ می داند بہ زبان چیرے می خواند شہابہ زبان خود وے را طریقه وظیفہ شریفہ نوشتہ ارسال دارید۔ زبان مانہ می فہم۔ امروز دوم روزہ ما است و سرما شدید است۔ ما نماز صبح در مسجد شریف ادا کردیم۔ سکندر خان و دلاور خان، دو نفر، ہمراہ ما نماز خواندند۔ بہ ہمان وضو ما در محراب مسجد نشستہ ایم۔ و چند نفر، مولوی سید شرف الدین خراسانی، سراج الدین خان، مرزا خان، سکندر خان، زمرائے خان، گلزار خان، دلاور خان، عبدالمنان خان، اختر خان، در حضور ما وظیفہ می کنند۔ امید است کہ وظیفہ ایشان خوب خواہد شد۔ حال ساعت یازدہ نیم است۔ امید است کہ بہ وضوئے صبح نماز پیشین بخوانم۔ بیان این احوال برائے از دیارِ شوق کردہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِمْ وَآصْحَابِهِمْ وَاتَّبَاعِهِمْ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ تحریر روزِ شنبہ دوم ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۸ھ

و در مکتوبے کہ بہ سوم محرم ۱۳۱۹ھ نوشتہ شدہ تحریر نمودہ اند۔ کہ مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالحلیم کہ از مخلصان اند خانہ محمد علی بوہرہ را کہ نزد "مارکیٹ" واقع است بہ چہل و پنج روپیہ ماہوار بہ ایجا گرفتہ اند و مخلصان این جا وظیفہ می کنند۔ نجم الدین، شہید عمر، غلام اکبر، شیر، حافظ حمید اللہ، معلمہ، خادمہ ہمراہ ما آمدہ اند۔ پروردگار شمارا نیک و دیندار گرداند۔

مکتوب ہفتاد و یکم بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ عمر را بعد از سلام معلوم باد، در دہلی مکتوب شمار سیدہ بود۔ حاجی ایوب کہ مخلصین ما بود و طلت کردہ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ، غَفَرَ اللَّهُ لَنَا وَلَهُ۔ از این خبر متاّلم شدم۔ از جانب ما اطفال ایشان را دعا ما رسانید و دست شفقت بر سر ایشان نہید و زوجہ اش را سلام رسانیدہ تلقین صبر کنید و بگوئید کہ قبل از پیدائش کسے زندگی و موت، تندرستی و بیماری، کشاوگی و تنگی مقدر معی شود و باز بیشی و کمی واقع نہ می شود۔ برائے مسلمان ضروری است کہ در مصائب صبر کند، بیعت شدن بہ وظیفہ قلبی اشتغال داشتن در اوقات شدید و در مصائب آرام می رساند مسلمان را باید کہ بہ کثرت یاد الہی کند، ہر کہ بہ دنیا آمدہ روزے کوچ خواهد کرد۔ سعادت مند کسے است کہ توبہ کردہ و بہ ذکر الہی مشغول ماندہ بمیرد۔ دوستان را باید کہ بہ اخلاص دل ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ خواندہ ثوابش را بہ روح حاجی طیب رسانند و در بارگاہ خداوندی برائے بخشایش وے عرض کنند۔ این تحریر را با ہلیہ ایوب نشان دہید و مطالب را بروے واضح کنید۔ محرّر مکتوب شما نیز

وفات کرده۔ مکتوب را خوب پاکیزہ می نوشت پروردگار ویرایا مرزد مولوی عبدالحلیم حج کرده از راه کراچی مع الراحة والخیر بہ کوئٹہ رسیدند و بہ عافیت ہستند والسلام تحریر روز پنجشنبہ بہت و ششم ربیع الاول ۱۳۲۰ھ۔

دور مکتوبے کہ بہ روز شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند، سعادت آنا عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و دینداری معلوم باد کہ صبح و شام وظیفہ شریفہ ذکر قلبی و بیخوقت نماز بہ ادب و حضور دل ادا کنید۔ شوق و محبت را زائد و غفلت را دور کنید۔ جمع مریدان و مخلصین را تاکید این امر نماید و در معاملہ دنیوی امر ناجائز و خلاف شرع نہ کنید۔

مکتوب ہفتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آنا عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعا معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ نوشتہ آید کہ بسیار شوق قدم بوسی دارم۔ لہذا اجازت است بیایید آنا اولاً بہ صدق دل استغفار و توبہ بکنید۔ مکتوب ایوب الیاس کہ بہ عربی نوشتہ نیز رسید۔ وے نکاح کردہ است، بَارَكَ اللهُ فِيهِمَا وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بَخَيْرٍ۔ قَالَ تَعَالَى۔ زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْقِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔ برے مردم زینت دادہ شدہ از محبت اشیائے مرغوب و از زنان و فرزندان و خزانہ ہائے جمع شدہ و از زر و سرخ و زر سفید و اسپان داغ نہادہ شدہ و چارپایان و کشتہا و این چیز ہا سامان زندگانی دنیا است و آن چہ نزد اللہ تعالیٰ است نیکو جائے بازگشت است۔ ایوب را بگوئید کہ از مآب یعنی از بازگشت آخرت غافل نہ ماند بہ محبت دنیا مبتلا نہ شود۔ مرگ قریب است۔ قلب را بہ زوجہ نہ بندد بلکہ بہ پروردگار بندد، (باز اشعار حضرت والد خود قدس اللہ اسرار ہما نوشتہ اند کہ در مکتوب سی و یکم گذشتہ) تحریر دو شنبہ ہشردہم ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کوئٹہ، بلوچستان، قریب مسجد جامع قندہاریان۔

دور مکتوبے کہ بہ روز چہار شنبہ بہت و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ از خانہ کہ نزد مسجد جامع قندہاریان واقع بود نوشتہ شدہ، تحریر فرمودہ اند۔ در تحریر جواب بنا بریں تاخیر واقع شد کہ دختر خورد عثمانی بیگم یک ہفتہ علالت کشیدہ انتقال نمود۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فُرْطًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً آمین۔ ما این وقت نزد مزار شریفش نشستیم و این خط می نویسیم۔

دور مکتوبے کہ بہ روز شنبہ پانزدہم رمضان مبارک ۱۳۲۱ھ از خانقاہ شریف دہلی نوشتہ شدہ

تحریر فرمودہ اند۔ ”مرزا نیاز محمد خان برائے حج روانہ شدہ اند۔ درجائے حاجی شیر محمد و ملا عبداللہ کہ در بھٹری بازار واقع است، با ایشان ملاقات کنید و طریقہ احترام مرعی دارید کہ از عمدہ مریدان ماہستند سلام ما بہ ایشان برسانید۔“ درین ہر سہ مکاتیب مبارکہ حضرت ایشان از بمبئی کتب نفیسہ طلب فرمودہ اند (مثلاً تفسیر خازن بامدارک، جمل بر جلالین، اعراب القرآن، صحیح بخاری، تفسیر امام رازی، تفسیر ابن جریر شرح احیاء العلوم، تاج العروس شرح قاموس، تفسیر فتح البیان، تفسیر روح المعانی) و بہ روز پنجشنبہ چہار دہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ از بابو محلہ کوئٹہ مکتوب خیریت تحریر فرمودہ اند و بہ سہشنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ برائے طبقات ابن سعد کہ در اُردو با طبع شدہ بود، نوشتہ اند و آن کتاب مبارک را خواستہ اند۔

مکتوب ہفتاد و سوم۔ بہ اُردو بہ نام مولوی عبدالرحمن فرزند مولوی امام الدین ساکن بکودر۔ ضلع جالندھر پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکتوب شمارید۔ شکر خدا بہ جا آرید کہ انتظام درس شما شدہ و در مدرسہ جائے یافتید۔ استطاعت خرج سفر شما نیست و از خانہ خود برائے تحصیل علم برآمدہ اید، لہذا بہ ذوق و شوق کسب علم و بہ وجہ خوب مطالعہ کنید۔ ہمہ مساعی خود را در تحصیل علم صرف نمایند۔ حاجت نیست کہ این جا بیا آید۔ شامی خواہید کہ وظیفہ شریفہ ہم بکنید و سبق ہم بخوانید۔ لیکن این را صورت نیست **طَلَبُ الْکُلِّ فَوْتُ الْکُلِّ**۔ شما را باید کہ اولاً علم دین بخوانید۔ ہر چہ خوانید بہ فکر و دل بستگی بخوانید و بر نیکی ثابت قدم مانید از سیر و تماشا اجتناب کنید و السلام ہستم ذی القعدہ ۱۳۲۴ھ

مکتوب ہفتاد و چہارم۔ بہ اُردو نیز بہ عبدالرحمن نوشتہ شدہ۔ دران ایام ایشان در مدرسہ دیوبند بہ تحصیل علم مشغول بودند۔ ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم محرم ۱۳۵۴ھ برائے ملاقات با برادران بہ دہلی آمدند و ہمراہ خود مکاتیب شریفہ نیز آوردند۔ عاجز بر بیاض خود مکاتیب را نقل کرد۔ مولوی عبدالرحمن آن وقت گفتند کہ من از حضرت ایشان استفادہ در نسبت مولوی اشرف علی و در مسئلہ جمع کردن تبرعات برائے مدرسہ کردم و حضرت ایشان آن وقت بہ من درج ذیل جواب تحریر فرمودند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمارید۔ شما نوشتہ اید کہ خیالات فاسدہ در دل می آیند۔ دریافت طلب این امر است کہ خیالات از کدام وجہ می آیند۔ آیا از جہت ضرورت نکاح و احتیاج در اہم یا از جہت خرابی در عقائد۔ علاج امراض باطن امر سہل نیست کہ بہ خط و کتابت ازالہ آن شود۔ بلکہ ضروری است کہ یک مدت صحبت شیخ حاصل شود تا ازالہ آن امراض میسر آید۔ علاج این است کہ نوشتیم۔ و سر دست شما را کہ مشغول بہ تحصیل علم دین ہستید، باید کہ بہ تلاوت

قرآن مجید دل خود را مائل کنید و معافی مبارک را فہم کنید و اگر در دل شما محبت بہ جانب ماہست پس دل خود را بہ جانب ما متوجہ کنید و تصور کنید کہ شما در حضور آمدہ اید تا خیالاتِ شیطانیہ از شما دور شوند۔ برائے ازالہٴ جہل بہ خدمتِ استاد رسیدن لازمی است و برائے ازالہٴ امراض باطن بہ خدمتِ شیخ رسیدن ضروری است۔ نزد ما اکتفا بر تحریر مرشد کردن یا بہ وردے مشغول شدن برائے دفعِ این امور کفایت نہ می کند و نہ بہ این طریق کمالے حاصل می شود۔ پیرانِ این زمانہ را، مثلِ مولوی اشرف علی از تھانہ بھون، ما اعتقاد نہ داریم سببش این است کہ ایشان در خدمتِ پیر و مرشد خود مدتِ مدید قیام نہ کردہ اند و مدارِ حاصل کردنِ کمالاتِ دین بر صحبت و خدمت است۔ ہر قدر صحبت بیشتر باشد کمالات ہم بیشتر باشند، و اگر مدتہا صحبت و خدمت نہ کردہ کے بہ این مقام می رسد،

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگر م تو دیگری و تا وقتے کہ با پیر خود بہ این مقام نہ رسد با شریعت و با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ این کیفیت می تواند شد، یعنی فَنَافِی الرَّسُولِ چہ گوئید خواهد شد۔ و شما نوشتہ اید کہ اگر شخصی برائے خدمتِ اسلام طلبگارِ تبرعات شود یعنی "چندہ" وصول کند۔ آیا شمارِ این چنین شخص در گدگران خواهد شد۔ این سوال تعلق بہ شما نہ دار۔ از کارہائے دیگران شمار چہ تعلق است و چرا از کارِ دیگران استفسار می کنید ما را کجا فرصت است کہ این گونه سوالات را جواب دہیم۔ مع ہذا مختصر اُمی نویسیم کہ مدارِ این گونه اعمال بر نیت است۔ اگر نیت درست است ان شاء اللہ دے مصیب است وَالْأَفْلَاحُ۔ مولوی حافظ احمد از وجہ ما مراعاتِ شما می کنند و ضروریاتِ شمار بہ ہم می رسانند۔ خداوند کریم ایشان را جزائے خیر و ہد و نیک فرماید و شمار لازم است کہ رضامندی والد خود حاصل کنید و طبق امر ایشان باشید و السلام تحریر روزِ شنبہ سوم شعبان ۱۳۲۸ھ از کوئٹہ۔

مکتوب ہفتاد و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت نشان عبدالرحمن را بعد از اسلام معلوم باد۔ اگر از شرائطِ جمعہ شرطے یقیناً مفقود باشد، جمعہ مسقطِ فرضِ ظہر نیست و خواندنِ فرضِ ظہر ضروری است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ، شہرحِ وقایہ، قدوری، کنز، این مسلک ظاہر است، کسانے کہ مذہبِ حنفی را و شرائطِ مرقومہ کتب را معتبر می دانند مسلکِ ایشان، ہمین است و کسانے کہ در حقیقت مذہبِ حنفی، و شرائطِ مرقومہ کتب را حق و معتبر نہ می پندارند، مسلکِ ایشان میلان بہ عدمِ تقلید دارد و ایشان بر راہِ صواب نیستند۔ شما اقلاً علمِ ضروری را حاصل کنید بعد از ان برائے تکمیلِ علمِ قرأت بہ مصر رفتن بہتر خواہد بود۔ علمِ قرأتِ بروجہ تام در ان دیار است، در این جانبست و علمِ قرأتِ بلا واسطہ

متعلق بہ قرآن مجید است۔ وَتَقْنِيَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَآيَاتِكَ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ وَالسَّلَامُ، عبد اللہ البخیر فاروقی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَأَخْسَنَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَيْنِهِمَا وَالْيَهُ كَيْمِ جَاهِدِي الْأَوَّلِيَّ
 ددر مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ، ششم شعبان ۱۳۳۵ھ تحریر نموده اند می نویسند: اگر شما بعد از رمضان
 برائے تحقیق وقوف قرآن مجید یا برائے خواندن شاطبیہ قصد آمدن دارید باید کہ خوب بسنجید و باز مارا از
 قصد خود آگاہ کنید خوراک و کرایہ آمد و رفت را پروردگار صورتے پیدا خواهد کرد۔ شخصی کہ نزد ما می آید باید
 کہ از مزاج ما واقف باشد کسانے کہ صحبت فاسقان عمر خود بہ سر برده اند نزد ما خوش نہ می باشند و نہ می
 توانند کہ نزد ما قیام کنند بلکہ بر ما اعتراضات می کنند۔ بنا برین دور بودن و موافق ماندن بہتر است۔
 ازین کہ نزد ما قیام کنند و مخالف و معترض باشند۔ خوب فکر دہ جواب با صواب بنویسید والسلام۔
 عاجز گوید۔ پدر مولوی عبدالرحمن مولوی امام الدین از خلص یاران و مخلصان حضرت ایشان
 بود و مولوی عبدالرحمن مرد پاک دل و سادہ طبیعت بود از حضرت ایشان استفسارات می کرد۔ و بہ
 جوابات سرفراز می شد۔ از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود و حضرت ایشان را نیز بر حال و
 چشم عنایت بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفتاد و ششم۔ بہ اردو۔ بہ غلام محی الدین از جہات لاہور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
 غلام محی الدین را بعد از سلام معلوم باد، مکتوب شمار سید طریقہ صلاۃ التبسیح دریافت کردہ اید۔ لہذا نوشتہ
 می آید، در چہار رکعات سہ صد بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خواندہ می شود۔
 در ہر رکعت این کلمات مبارکہ را ہفتاد و پنج بار بخواند۔ بہ این نہج کہ در قیام قبل از سورۃ فاتحہ پانزدہ بار
 و بعد از سورت دہ بار و در رکوع بعد از تسبیحات دہ بار و در قومہ بعد از رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دہ بار و در سجدہ
 اولی بعد از تسبیحات دہ بار و در جلسہ کہ ما بین دو سجدہ می باشد بعد از اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ دہ بار و در سجدہ ثانیہ
 بعد از تسبیحات دہ بار و در قعدہ بعد از التَّحِيَّاتِ خواندہ نہ می شود۔ از حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 کسے پرسید کہ در این نماز از سور مبارکہ کدام سورت ہا خواندہ شود۔ فرمودند در رکعتِ اوّلین سورۃ تکاثر
 و در دوّمین سورۃ عصر و در سَوّمین سورۃ کافرون و در چہارمین سورۃ اخلاص۔ کما فی رد المحتار لابن
 عابدین الشامی۔ فی جزء الاول ص ۱۷۔

مکتوب ہفتاد و ہفتم۔ بہ اردو بہ محمد حیات۔ مقام نور پور ٹوانہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عفا اللہ عنا و عنک، غفر اللہ لنا و لک، رَحِمَنَا اللَّهُ وَآيَاتِكَ۔ از تحریر شما
 استعدا و لیاقت شما ظاہر شد۔ کم کردن و ساوِس از علم ظاہر آحق و مستحق محنت است۔ بہ مطلق سوال

کردن نہ علم ظاہر حاصل می شود و نہ وسوس کم می شوند۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَّ قَلْبِيْ خَشِيَّتَكَ وَذِكْرَكَ
وَاجْعَلْ هِمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ وَالسَّلَامُ۔ ہفتم صفر ۱۳۳۷ھ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد وزیر ساکن حصار۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ بعد مدت مکتوب حافظ محمد وزیر رسید۔ مقصد از مکتوب خوش کردن مکتوب الیہ می باشد۔ اگر القاب و
آداب مناسب می باشند دل خوش می شود۔ و از الفاظ تمسخر آمیز دل رنجیدہ می شود۔ مثل مولانا۔ مولوی۔
حاجی۔ صوفی۔ صاحب۔ از این چنین الفاظ دل را نفرت می شود۔ لہذا از استعمال این گونه الفاظ احتراز
باید کرد۔ و بہ جائے مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد بلال نوشتن تحقیر حضرت بلال است رضی اللہ عنہ۔
اگرچہ تحریر عوام و قعے نہ دارد۔ امثال شماراچہ نوشتن وچہ نا نوشتن وچہ مدح سرائی وچہ ہرزہ گوئی۔ مع
ہذا مناسب معلوم شد کہ بہ طریقہ مہذبان و اہل بینش شمارا ہدایت کردہ شود۔ آئندہ این گونه الفاظ نہ نویسد
بلکہ امثال شمارا کم نوشتن مکتوب بہتر است و السلام دوم ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔

عاجز گوید حافظ محمد وزیر حصار از مخلصین قدما و اصحاب نسبت و پاکیزہ صفت بود مع
ہذہ الاوصاف العالیہ شخصے سادہ بود، حضرت ایشان قدس سرہ مَرَبِّی کمال بودند ہدایت بہ اطوار
ثالثہ می کردند تا ظاہر و باطن محلی باشد۔ از حافظ محمد وزیر رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ چیزے بے خیالی ظاہر
شد۔ در نتیجہ اش حضرت ایشان این سہ شعر گفتند۔

نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا	بندہ آستانہ عظم
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض	ہرچہ گفتی ازان بلندترم
در کنی زین اضافہ فی الجملہ	زشت کردار خیر محقرم

مکتوب ہفتاد و نہم۔ تعزیت بہ نام بابو محمد ہاشم سرسوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَمَّا
بَعْدُ فَاعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَالْهَمَّكَ الصَّبْرَ وَرَزَقْنَا وَاِيَّاكَ الشُّكْرَ فَإِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْهَيْبَةِ وِعَوَارِيَةِ الْمُسْتَوْدَعَةِ، نُمَتِّعُ بِهَا اِلَى
اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَيَقْبِضُهَا لَوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ، ثُمَّ افْتَرَضْ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطٰى وَالصَّبْرَ اِذَا ابْتَلٰى،
فَكَانَ ابْنُكَ مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَيْبَةِ، وِعَوَارِيَةِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهٖ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُوْرٍ
وَقَبْضَةٍ مِنْكَ بِاَجْرِ كِبَرِ الصَّلَاةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْهُدٰى اِنْ اَحْتَسَبْتَ فَاَصْبِرْ وَلَا يَجُوبُ جُزْعُكَ
اَجْرَكَ فَتَنْدَمْ وَاَعْلَمْ اَنَّ الْجَزْعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلَا يَدْفَعُ حُرْنَآ وَمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَأَنَّ قَدْ وَالسَّلَامُ۔
رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ كَمَا فِي الْحَصَنِ الْحَصِيْنِ۔ عاجز گوید این مکتوب مبارک

در عقد سوم از مایہ چہار دہم نوشتہ شدہ این تعزیت نامہ ہست کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت معاذ بن جبل نوشتہ وقتے کہ فرزند ایشان وفات یافتہ بود۔ مولوی عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ در حاشیہ حصن حصین نوشتہ اند کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی نیز در تنبیہ الغافلین این حدیث را روایت کردہ۔ حضرت ایشان ابن مبارک وصیت را بہ پاک دل بابو ہاشم آن وقت تحریر نمودند کہ فرزندوے وفات یافتہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مکتوب ہشتاد و م۔ بہ اردو بہ نام سید زاہد حسین امرہوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مارا کشف نیست کہ غائبانہ احوال کسے را دریاہیم۔ لازم است کہ یک مدت کسے نزد ما باشند تا استعداد و صلاح ویرا معلوم کنیم و آن وقت بگوئیم کہ آیا وظیفہ کردن برائے او بہ چہ اندازہ مفید است۔ بناے طریقہ شریفہ بر اکل حلال و صدق مقال و پرہیزگاری است، کہ در این ایام مفقود شدہ شوق دنیا بیش و شوق آخرت کم شدہ است و السلام روز یک شنبہ ہفدہم رجب الحرام ۱۳۲۲ھ از بابو محلہ۔ کوئٹہ بلوچستان۔

عاجز گوید سید زاہد حسین ہفت ہشت سال بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ پروردگار وے را بہ احوال شائستہ نواخت۔ ایما نا بہ وجد درمی آمد و بہ آہ و بکا مصروف می شد۔ و درین زمان سعی نمود کہ مکتوب شریفہ حضرت ایشان را جمع کند۔ ہر چہ جمع کردہ بود آن را بہ ذوق و شوق با دیدہ گریان می خواند۔ از وے اتفاق بہ دوران قیام میرٹھ کہ در ۱۳۳۰ھ بودہ حضرت ایشان را ملاقات با شخصے شد کہ نوگرتار بعض افکار و ہابیہ شدہ بود بعد از آن روز محفل مبارک میلاد شریف را حضرت ایشان بانہایت تحمل و کرفر منعقد می کردند۔ سید زاہد حسین و استاد وے مولوی محمد اسحاق راشکوک و شہات رُودادند۔ لہذا رشتہ ہر دواز حضرت ایشان گستہ شد، و کیفیاتے کہ ہر دورا حاصل شدہ بود بہ منزلہ خواب و خیال گشت۔

مکتوب ہشتاد و یکم۔ بہ اردو بہ نام قاضی وزیر حسین ولد قاضی عظیم الدین ساکن سوخت روٹ۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید، یک بار نزد ما آمدہ اید، خواہشات و مطالب شما دیگر اند و قواعد و ضوابط ما دیگر، بنا برین شمار داخل سلسلہ نہ کردیم۔ ہم چنین احوال برادر شما است کہ ایشان را اوراد و وظائف دیگر اند و ما را قواعد دیگر۔ بہ ہر شخص تعلیم دادن سلسلہ ما پسند نیست کسے کہ بر قواعد ما درست می آید، ویرا تعلیم می کنیم۔ پروردگار ما را و شمارا بر دینداری قائم کند۔ و السلام روز یک شنبہ پنجم شوال ۱۳۳۱ھ بابو محلہ جدید۔ کوئٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ ابوخیف فاروقی علیہ السلام۔

مکتوب ہشتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ قاضی وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ ترجمہ مولانا
شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ درست و صواب است۔ شاید شمارِ علم نیست کہ در کلام و گفتگو تقدیم تاخیر
مفعول بہ جائز است۔ و شمارا باید کہ از عملِ دینی کہ متعلق بہ خود شما باشد استفسار کنید از اعمالِ دیگران شما
راچہ کار و از طریقہ جنگا نیدن مرغہا کہ اندرین ایام رائج است با ما کلام نہ کنید۔ بندہ نیک باشد و گناہان
را بگزاید و السلام یک شنبہ ہفتم شوال ۱۳۳۲ھ۔ عاجز گوید کہ در محاورہ اُردو کلام مرغ جنگا نیدن آن وقت
گفتہ می شود کہ کسے کلام شقاق و افتراق را رواج دہد و بے وجہ اختلاف پیدا کند۔

مکتوب ہشتاد و سوم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از
سلام واضح باد اما از احوال شما بہ خوبی واقف نیستیم و بدون واقفیت مرید کردن مناسب نیست۔ و خیالے کہ
شما دارید ما از ان خیال خبرداریم۔ پسندیدہ است کہ باعث برکت باشد یا فاسد است کہ آن را دور باید
کرد۔ شما نوشتہ اید کہ آن خیال از حضور پوشیدہ نیست۔ مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ مسلمان را از این گونه خیال
باطل توبہ باید کرد۔ و انائے جمع را زہایک ذات پروردگار جَلَّ شَانُہٗ است و کسے او را شریک نیست،
سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ البتہ در حفلہ مبارکہ میلاد کہ بہ یازدہم این ماہ است آمدہ شریک شوید۔
اجازت است و السلام چہار شنبہ ہشتم ماہ مبارک میلاد شریف ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب ہشتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی وزیر حسین را
بعد از و علیکم السلام واضح باد شما یان ملاقات نہ کردہ برقتید۔ این چنین کردن بے قاعدہ و غیر مناسب
است۔ اگر در بان اطلاع نہ کردہ شما یان را انتظار می بالست و تحمل مناسب بود۔ بہ درستی و وظیفہ سعی کنید
و از بے ادبی اجتناب کنید۔ شما در مکتوب خود از امور دنیویہ نوشتہ اید۔ روزے کہ شما بیعت می شدید
اقرار و قول محکم کردہ بودید کہ بہ امور دنیوی چیزے بہ مانہ خواہید گفت۔ و گفتہ بودید کہ من خالصا للہ
بیعت می شوم۔ آن قول و اقرار خود را یاد کنید و از خیالات فاسدہ توبہ کنید و بہ درستی و وظیفہ قلبی مشغول
شوید۔ پروردگار بر ما و شما مہربانی فرماید و ما یان را از کلام فارغ محفوظ دارد و السلام شنبہ یازدہم
شعبان ۱۳۳۵ھ۔

و در مکتوبے کہ بہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۳۵ھ تحریر فرمودہ اند می نویسند۔ امید است کہ در وظیفہ
قلبی خوبی پیدا شدہ باشد یعنی بہ دوران وظیفہ شریفہ خطور و ساوس کم شدہ باشند و زوجہ شما اگر شوق
وظیفہ شریفہ دارد ویرا از طرف ما وظیفہ شریفہ تعلیم کنید۔ صبا حاد سائر یک یک ساعت وظیفہ بکنند و بہ

والد خود ہم تاکید کنند کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باشند۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ ۲۳ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶
سیر فرمودہ اندی نویسند۔ الحمد للہ تا این زمان ماہمہ مع الخیر زندہ ہستیم و از اللہ تعالیٰ طلبگار مہربانی و بخشاش۔
نعمتہائے اوجہانہ و تعالیٰ را کہ بے حد اند اقرار داریم و خطاہے خود را کہ بے حساب اند معتر فیم۔ و ما از شما خوش ہستیم
و برائے شما دعا می کنیم، شما مُسَبَّعاتِ عشری خوانید بسیار خوب می کنید۔ برائے ما و اولادِ ما دعا می کنید۔
خوب می کنید۔ پروردگار شمار جزائے خیر دہد و السلام۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ سیر و ہم ذوالقعدہ ۱۳۳۷
تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ کالو خان را وظیفہ قلبی از جانبِ ما تعلیم کنید یک ساعت صبحا و یک ساعت
مسائہر روز شغل اسم ذات کند یعنی از دل اللہ اللہ گوید و خیالات ماسوی اللہ را از دل دور کند و السلام۔
و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۹ تحریر فرمودہ اند در آخر نوشتہ اند۔

آن کہ ترش زیادہ از خیر است خاک پائے عمر البواخیر است
حُبُّہُ اللہ رَبُّہُ وَ کَفَى وَ مَحَا عَنہُ ذَنْبُہُ وَ عَفَا

و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ششم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۷ تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ اجازت است بیاید بہ روز شنبہ یازدہم ربیع الاول مسرت محفل میلاد شریف است۔
در این محفل مبارک شریک شدن بہتر است۔ زائد از سہ ہزار روپیہ کلداران شامل اللہ در این مسرت منوشتی
صرف می کنیم طلباء لِرِضَاءِ اللہِ تَعَالٰی وَ السَّلَام۔

مکتوب ہشتاد و پنجم۔ بہ اردو بہ حافظ اشفاق الہی ولد کرم الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب رسید نوشتہ اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید و قرآن مجید و آلہ بدمنہ می خوانید۔
الحمد للہ۔ این تمام امور نشان سعادت مندی است، ہر آن بندہ کہ فرمان بردار مالک خود جلّ جلالہ طلبگار
رضا مندی اُد تعالیٰ و از قہر و غضب او ترسندہ باشد بے شک آن بندہ، نیک بندہ پروردگار است۔ و در
وقت ذکر شریف و ساوس را دور کردن و درین امر سعی کردن بسیار خوب است، پروردگار ما را و شمارا
توفیق نیک عنایت فرماید و السلام تحریر روز دو شنبہ ہز دہم رجب الحرام ۱۳۳۳۔ و در مکتوبے کہ بہ سوم
جمادی الآخرہ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ شما نوشتہ اید کہ بعد از نماز ہائے ما دعا می کنید جزاک اللہ خیر۔
اگر شما برائے ما دعا خواہید کرد از دل ما برائے شما دعا خواہد شد۔ و در مکتوبے کہ تاریخ نہ دارد تحریر نمودہ
اند۔ لے عزیز مولوی شمس الدین و مولوی اسحاق کہ در قرب و حضور داشتہ اند تا این زمان صلاح ایشان
ذکر دہ ایم۔ شمارا کہ بر این دوری و بعد نشستہ اید بہ توجہ درست کردن از کجا کلام شما یان مشابہ است بہ کلام
یہود۔ وَ مِنْهُمْ اَقْبِيُونِ لَا يَفْلَحُونَ الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِي وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظْلُمُونَ۔ و بعضے از ایشان ناخواندہ

اندر کتاب رانہ می دانند مگر آرزو ہا (آرزو ہائے دروغ) و ایشان نیستند مگر کہ گمان می کنند سالہا است کہ بہ شہامی گوئیم کہ در آئین و مذہب ما آسیرا اگر دایندن است (زحمت کشیدن است) بہ اندازہ کہ محنت خواہید کرد، اجر ہمان مقدار خواہید یافت لیکن شہامیان بر ہمان خیال فاسد قائم ہستید۔ حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند: جناب عبدالکریم (پدر حاجی رشید احمد سوداگر سلمہ) بسیار مہربانی فرمودہ کہ رقعہ تبرعات بہ ما فرستادہ۔ سُبْحَانَ اللہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ حالا از ایشان استفسار کنید کہ این رقعہ را تعویذ سازیم یا مُسَجَّل کردہ بہ خدمت شریف ایشان ارسال داریم فقط

مکتوبہ ہشتاد و ششم بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظ اشفاق الہی

را بعد از سلام معلوم باد۔ از دو حال انسان خالی نیست۔ یا شوق دین دارد یا شوق دنیا۔ بہ خیال مادر شہامی شوق دین کم است و شوق دنیا زیادہ و علی الخصوص از رونے کہ از پدر و برادر خود در تجارت علیحدگی اختیار کردہ اید و بہ زعم خود مردنیک گشتہ اید۔ در احوال باطن شہامی تغیر پیدا شدہ است۔ شہامی خود فکر کنید می نویسید کہ در ذکر الہی دل را سکون نہ ماندہ!۔ وَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الدّٰیْنِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ۔ و چون تنہا اللہ یاد کردہ شود منقبض می گردد و دلہائے آنان کہ بہ آخرت ایمان نہ دارند۔ این ترجمہ را فکر کنید کہ گریختن دل و انقباض دے از یاد الہی از صفت کافران است۔ مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اندیشہ کنید کہ این گونه قلب چہ قلب است۔ نزد ما این را علاج نیست۔ پروردگار ہر کرامی خواہد شوق می دہد و ہر کرامی خواہد بے شوق می سازد۔ ما بہ شہامی گوئیم کہ احوال شہامی خراب شدہ است۔ بر احوال خود فکر کنید لیکن شہامی بے خیالی می کنند حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ بدون شوق و بردل جبر کردہ ذکر شریف نہ باید کرد و بلکہ بہ شوق و دل را راغب کردہ ذکر شریف باید کرد و السلام چہار شنبہ ہشتم محرم الحرام ۱۳۳۲ھ و در مکتوبے کہ بہ روز و شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۳۲ھ ارسال فرمودہ اند نوشتہ اند۔ امتہ القیوم خوب نام است اللہ تعالیٰ مبارک فرماید۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ کسے کہ شوق استماع ذکر پاک دارد بہ روز و شنبہ برسد بہ شب سہ شنبہ ان شاء اللہ مولود شریف می خوانیم۔ کسانے کہ منکر مولد شریف اند خبیث دارند و ایشان را اجازت آمدن و شریک شدن نیست و ہم کسانے را کہ در فسق و فجور مبتلا ہستند و در نماز پنجوقتہ کوتاہی می کنند ہم اجازت نیست۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ نوشتہ شدہ تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین ما بہ خیریت ہستیم۔ امتہ الہی برائے خواہر امتہ القیوم بہتر نام است۔ اللہ تعالیٰ ہر دورا از صالحات فرماید و در عمر ایشان برکت دہد۔ مولوی وحید اللہ خان و مولوی سردار احمد (دکیل مجددی) و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ بعد از مغرب بہ تحقیق شاطبیہ شریف می خوانند اگر قاری دلی محمد شوق قرأت

دارند بیایند فکر نان و جائے سکونت نہ کنند از میرٹھ بہتر انتظام خواهد بود۔ ہم خادم و ہم مسجد موجود است۔ اگر شمار و حفظ الدین و یاسین را شوق خواندن یا وظیفہ باشد بیایند۔ والسلام از ریاست رامپور قلعہ کہنہ بجلی گھر و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ از خبر خراب شدن استخوان سرور (افغانی) متا لم شدم و شماسرور را بہ امر وہ برائے علاج رسانیدید بہتر کردید مولوی اختر شاہ خان را پروردگار جزائے خیر دہد۔ ایشان بسیار خوب مشورہ دادہ اند۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ شما قاعدہ خود را کہ با ما داشتید تبدیل کردہ اید و در پریشانی مبتلا گشتہ اید۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوْا مَا بِالْاَنْفُسِہُمْ۔ را بفہمید کہ پروردگار تغیر و تبدل نہ می کند تا وقتے کہ آن قوم رسم و آئین خود را تغیر و تبدل نہ کند۔ حالاً ہم شما بہ ہوش آئید تا از مزید پریشانی محفوظ مانید۔ فکر کنید کہ اول چند روز بہ ہر سال نزد ما می ماندید و حالا چہ حال دارید و چہ مدت می ماند۔ شما ہم احوال خود را تبدیل کردید، یاسین ہم، علیم الدین ہم، عبدالکریم ہم، زید ہم، عمر و ہم، بکر ہم، بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

بلغتاً فلا نے کہ بدی کند نہ با من کہ بالنفس خودی کند

مکتوب ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار۔ مقصد از مرید شدن حضور قلب حاصل کردن است۔ و طریقہ حصول این دولت آن است کہ صبح و شام بہ نیاز مندی و عاجزی ہر روز ذکر شریف بکنید۔ و از پروردگار خائف مانید۔ و وسوسہ را از دل دور کنید۔ برائے دفع وسوسہ محبت شیخ در دل باشد۔ اے بندہ نیک اگر بہ این پنج چہل روز ذکر شریف کر رہہ شود۔ ان شاء اللہ در دل اثر پیدا می شود، غفلت و یاد ماسوی کم می شود۔ و در حضور دل بخشی می شود و بندہ نیک را در عبادت حلاوت رومی نماید۔ بہ افراد را ازین امور وحشت پیدا می شود و ایشان طلبکار آن چیز ہا می شوند کہ در آن فائدہ دنیویہ باشد۔ چون حضور دل قدرے حاصل شود و بابررگان محبت پیدا شود شجرہ شریفہ طلب کنید۔ در اصل پیری و مریدی ہمین است کہ مانوشتیم۔ این مکتوب بہ حفاظت نگاہ دارید و اجیاناً مطالعہ کنید۔ شاید کہ توفیق ذکر شریف یا بید۔ یکشنبہ چہار و ہم صفہ از بابو محلہ کوٹہ۔

مکتوب ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو بہ انعام الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابو الخیر فاروقی میان انعام الہی را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان واضح باد شما در مکتوب خود حال وظیفہ نہ نوشتہ اید، معلوم نہ شد کہ بہ دوران ذکر شریف بعد از چہ مقدار و سوسہ پیدا می شود۔ خوبی وظیفہ این است کہ بعد از ذکر شریف تا چہا گھڑی (مدت سہ ساعت) و سوسہ بیدار نہ شود و دوم بہ دم در یاد الہی

در محبت و شوق اضافہ شود و دل ہمہ چیز ہا را گزاشتہ بہ تعظیم تمام خیالِ نامِ پاک کند۔ پروردگار را و شمارا
توفیق دہد۔ اے عزیز شائقین و طیفہ شریفہ در دنیا بسیار کم اند۔ گویا لذتِ یادِ الہی از دنیا برخاستہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ۔ اَلْهٰکُمُ الشَّکَاوَةُ حَتّٰی زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ شمارا حصہ
افزونی مالِ غافل کرد تا آن کہ قبر ہا دیدید۔ نے نے (یعنی حقا) خواہید دانست و حقا کہ باز خواہید دانست ،
سہ شنبہ بست و یکم جمادی الاولیٰ۔ بابو محلہ۔ کوٹہ۔

مکتوب ہشتاد و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی شمس الدین ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار شمس الدین بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و ترقی
صلاح مطالعہ نمایند، از مکتوب شما معلوم شد کہ وظیفہ شریفہ می کنید و در وظیفہ تلاوت می یابید۔ در نماز
قدرے حضور دل یافتہ اید و در محبت اضافہ شدہ است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ وَ
جَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ ازین نعمتہا ہر نعمت عمدہ و عظیمہ است۔ بزرگان دین قدر این امور دانند شوق
پرہیزگاری داشتہ باشید۔ از تالیفاتِ امام غزالی کتابے را مطالعہ کنید۔ مثل ترجمہ احیاء العلوم یا ترجمہ کیمیائے
سعادت کہ برائے پاکی و صفائی قلب بسیار مفید است و قدرے تلاوت قرآن مجید با فہم معنی ہر روز ضروری
است۔ تا در امورے کہ شما نوشتہ اید بختہ شوید پرہیزگاری و دینداری ہر قدر زائد می شود و در وظیفہ شریفہ
ہمان قدر اضافہ می شود و السلام چہار شنبہ چہار دہم ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ہر دہم حب
۱۳۲۳ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ ما غیر از بے دینان از کسے ناراض نیستیم و غیر از پرہیزکاران از کسے خوش
ہم نیستیم۔ پروردگار را ہم از بے دینی محفوظ دارد و پرہیزکار کند و شمایان ہمہ را نیز و السلام

مکتوب نودم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد ایوب۔ پدر مولوی محمد عمر ساکن محلہ بدایوں۔ گھوسی۔ ضلع
اعظم گڑھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ مالک حقیقی اللہ جل شانہ است ہر
چہ خواہی کند۔ پاک است آن پاک پروردگار کہ آسمان و زمین اورا ہست ہر چہ ہست زیر فرمان او
است و ادبجانہ بر ہر شے حکمران است۔ بندہ را باید کہ در ہر حال از مالک خود راضی و شاد باشد۔ یازدہم
ذی القعدۃ المحرم ۱۳۲۴ھ۔ عاجز گوید کہ استاد مولانا محمد عمر سخت علیل شدہ بود و ایشان از حضرت بیٹی والد
بیعت شدہ بودند لہذا پدرش عیضہ ارسال کرد تا حضرت ایشان برائے ازالہ مرض توجہات فرمایند۔
و قد شفاه اللہ بمنہ و کریمہ۔

مکتوب نود و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد عمر فرزند محمد ایوب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شنیدہ ایم
کہ دوست ذی وقار و خادم با اعتبار و مرید امانت دار ما شیخ فضل عمر (دہلوی) رحلت نمودہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دنیا جائے قیام نیست۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُعِشْ إِلَّا عِيشَ الْآخِرَةِ مَا ظَلَمْنَا دُنْيَا رَاغِبَةً وَآخِرَتِ رَا
ویران ساختہ ایم بنا برین از نام مرگ مُنزع و پریشان خاطر می شویم۔ اگر مایان آخرت را آباد و دنیا را ویران
سازیم از مرگ خوش خواهیم شد۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اَللّٰهُمَّ وَفَّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا
خَيْرًا مِّنْ اُولٰٓئِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِي خَشِيَّتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هَمَّتِي وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ۔
روز و شب ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ۔ در مکتوبے نوشته اند۔ در یاد خدا غفلت نہ کنید۔ وظیفہ شریفہ خود را درست
کنید۔ پروردگار را ہمہ وقت حاضر و ناظر دانید و از او سحانہ طلبگار خیر و خوبی باشید در طلب علم سعی جاری دارید در
اوقات فراغ بہ وظیفہ شریفہ متوجہ باشید والسلام۔ در مکتوبے نوشته اند۔

علم دین ہم حاصل کنید و در وظیفہ شریفہ ہم سعی باشید۔ در وقت آمدن و رفتن و برخاستن و نشستن ہمہ وقت
دل را متوجہ بہ پروردگار دارید تا کہ دل را ملکہ حضور دائم حاصل شود۔ در مکتوبے نوشته اند۔ سردست شما بہ
طلب علم مشغول ہستید لہذا اگر وظیفہ شریفہ قدرے کم می شود حرج نیست تحصیل علم دین ہم کاریک است
و مقدم است۔ تا ہم در روز و شب یک ساعت یا یک و نیم ساعت بہ ذکر شریف مشغول مابند۔ وساوس
را دور کرده بہ صدق دل و اخلاص و محبت و وظیفہ شریفہ کنید۔ نیکی را اختیار کنید و در امور شریعت شوق و محبت
داشتہ باشید و السلام و در مکتوبے نوشته اند۔ قدرے قرآن مجید بالمحافظہ معنی تلاوت کردہ باشید و کثرت استغفار
و کثرت اِخْوَالٍ و لَا تُؤْتُوا إِلَّا بِاللّٰهِ برائے دور کردن وساوس و دور کردن گناہان مفید است۔ در مکتوبے نوشته اند۔

یک قدم راہ راست بیدل از تو تا دامن خاک
بر سر مژگان چو اشک استاد ہشیار باش

و مکتوبے بہ این معنی نوشته اند۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

امروز گرا ز رفتہ عزیزان خبرے نیست
فراست درین بزم ز ما ہم اثرے نیست

مکتوب سعادۃ آثار مولوی محمد عمر رسید۔ الحمد للہ دب العالمین ما ہمہ بہ خیریت ہستیم مولوی
عبدالحق آبادی مقیم حرم در ماہ شوال، حکیم قیام الدین خاں (دہلوی) دیروز، حاجی محمد عمر سوداگر بہ شب
راہی ملک بقاشدند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ این ہمہ اشخاص از منتخبات
زمان و معتنات دوران و در مسلمانان اہل الحلق و العقد و صلحائے اہل سنت و خدام طریقہ شریفہ مجتہدین
بودند، وفات یافتن این اشخاص برائے مسلمانان مصیبت عظمیٰ است۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلٰی اللّٰهِ
تَوَكَّلْنَا۔ دو شنبہ دواز دہم صفر ۱۳۳۳ھ۔ و در آخر مکتوبے نوشته اند۔ والسلام علیک یوم عاشوراء سال سی و نهم
بعد از ہزار و سہ صد از ہجرت سید الخلق و رسول الحق، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِلْکَاتِبِ اَبٰی بِلَالٍ۔ در مکتوبے نوشته اند۔ دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ

ہفدہم رمضان راہی ملک بقاشدند۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا جَعُوْنَ۔ مارا این گونه رفیقِ صالح وداناتا امروز کے دیگر پیدائش شدہ۔ جَزَاہُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ والسلام جمعہ نہم شوال ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۹۲ نو و دووم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی محمد عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا
عَلَى خَلْقِهِ يُحْيِي وَيُقِنِّي لَهُ الْعَلَا
عَلَى جَدِّهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَحْدَهُ
وَسُبْحَانَہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَامِلًا

لفظ علی در آخر مصرع اول فعل است و در اول مصرع ثانی حرف و در آخر مصرع ثانی اسم۔ حقیر تادم تحریر بہ عافیت است لیکن از حقیقت عافیت کہ فرمان برداری مالک است عاری است و محروم است، وقت ضعف و پیری است کسبندی غلبہ کردہ است، حُبُّنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ والسلام دوشنبہ ششم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ خانقاہ شریف مجددی۔

مکتوب ۹۳ نو و دو سوم۔ بہ فارسی بہ مولوی عبدالعزیز۔ گونا کر کاٹی۔ ضلع گھلنا۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن

الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز بعد سلام و دعا مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین۔ حقیر با متعلقین و اولاد بہ عافیت است۔ کارڈ ہائے شماریدند و خیریت شما معلوم شد۔ اللہ تعالیٰ عاقبت ما و شما بہ خیر کند و گناہان ما و شما را عفو کند و از غضب خود ما و شما را نگاہ دارد۔ بِاسْمَائِہِ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِہِ الْعُلٰی وَنَبِیِّہِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاصْحَابِہٖ۔ بہ جمیع خادمان سلام و دعا و تاکید یا دالہی رسانید۔ سبحان اللہ با وجود این قدر پریشانی کہ تمام جہان را گرفتہ اللہ تعالیٰ بفضل و کرم این حقیر را بہ امن و امان نگاہ داشتہ۔ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ وَالشُّکْرُ۔ والسلام دوشنبہ ہشتم شوال ۱۳۳۷ھ از کوئٹہ

مکتوب ۹۴ نو و چہارم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ مولوی عبدالعزیز ازین حقیر بعد سلام و دعائے سلامتی ایمان و دیناری مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین تادم تحریر بن جمیع الوجہ ماہمہ بہ خیریت زندہ ایم۔ حق سبحانہ در وظیفہ باطنی ما و شما برکتہائے فراوان را نگاہ دارد۔ بفضلہ و کرمہ آمین۔

چشم دارم کز گنتہ پاکم کنی پیش از ان کاندہ لحد خاکم کنی

اندر ان دم کز بدین جانم بری از جہان با نور ایمانم بری

والسلام جمعہ شانزدہم ذوالحجۃ الحرام ۱۳۳۷ھ۔ از کوئٹہ۔

مکتوب ۹۵ نو و پنجم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ مکتوب مولوی عبدالعزیز

رسید الحمد لله رب العالمین تادم تحریر این حقیر با اولاد و عیال بہ خیریت زنده است، خادمان دریا و الہی باشند
و بہ دعا معاون ما غفر الله لنا و لکم و رحمنا الله و یا اکرم و عفا الله الکریم عتاً و عنکم آمین۔ باقی خیریت
است و السلام شنبہ یازدہم شوال ۱۳۳۹ھ

مکتوب نو و دوششم۔ بہ اردو نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز
را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ از احوال ترقی و طیفہ شریفہ نوشتہ اید از این خبر سرت ماصل شد آن
پہ شما نوشتہ اید کہ از بعض افراد و بعض قبور در وظیفہ شریفہ تنگی پیدا می شود درست و خوب است۔ شوق
نیکی و دینداری و پیرہن گاری دارید و تمام خادمان را تاکید وظیفہ شریفہ و نیکی و دینداری بکنید۔ و آن چه شمار
خیال حضور مقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ اید بہ فکرمانہ رسید۔ چرا کہ تا آن جا رسائی هنوز دور است۔
البتہ با حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیاز مندی و محبت داشتن بر ہر مسلمان فرض است۔ شما طالبان سلسلہ
شریفہ را تعلیم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و خود شما ہم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی
کردہ باشید۔ از جانب ما بہ جمیع مریدان تاکید دینداری وظیفہ شریفہ بکنید و السلام چار شنبہ ببت و حکم
محرم۔ و نیز تحریر فرمودہ اند۔ مولوی عبدالعزیز را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمارید نوشتہ اید کہ
در وظیفہ بہتری است و قرآن مجید را تلاوت می کنید و برکت حاصل می کنید۔ از این احوال دل ما خوش شد
شما سہ پارہ از کلام الہی ہر روز می خوانید بسیار خوب می کنید با فہم معنی بخوانید و در وقت تلاوت گریہ و زاری
کردن سعادت عظمی است۔ و شما نوشتہ اید کہ در احوال مریدان ترقی شدہ است۔ و احوال آن افراد کہ بہ سال
دوم حاضر شدہ بودند از احوال آن افراد کہ بہ سال اول حاضر شدہ بودند بہتر است و در حضور ایشان ترقی
است۔ الحمد للہ مریدان را تعلیم وظیفہ کنید۔ البتہ بر جسم زن دست خود را مرو نہ نہد۔ شمار زن خود را یا دختر
خود را تعلیم وظیفہ بکنید۔ تا کہ دے بہ زنہا تعلیم وظیفہ کند۔ درین امر نیک احتیاط کردہ باشید۔ و کسانے کہ از
دل خود اللہ گفتن نہ می توانند بہ ایشان بگویند کہ ایشان بہ دل خود خیال کنند و دل خود را متوجہ بہ
حق تعالی بدارند۔ دو مولوی چرا مخالفت شما می کنند۔ آیا از این وجہ می کنند کہ بہ دوران وظیفہ شریفہ یا
بہ دوران نماز از شما بیان آواز گریہ و صدائے اللہ بلند می شود۔ یا مخالفت ایشان از وجہ دیگر است۔ نام
یا کہ پروردگار از دل گرفتہ و در بارگاہ اوتعالی و تقدس عاجزی و زاری کردن و اشک ندامت ریختن
نہایت عمدہ کار است۔ آن را از علمائے صالح کسے بد نہ می تواند گفت۔ فضل پروردگار است ما بہ عافیت
ہستیم۔ شما برائے ما دعا می کنید خوب می کنید۔ مریدان را از جانب ما سلام و دعائے خیر برسانید۔ آن چه از
نیکی خواہید کرد، ثمرہ آن ہم بہ این جہان و ہم بہ آن جہان می یابید و ما غائبانہ برائے شما دعائے نیک

می کنیم شما ہم برائے مابکینید والسلام پنجشنبه بستی و ششم شعبان۔

دور مکتوبے نوشتہ اند۔ از مکاتیب شما خوش شدیم و برائے شما دعا کردیم۔ طلبگار علم دین را تدریس علم و خواہشمند وظیفہ را تعلیم ذکر شریف کنید از طرف ما اجازت است بہ شرط دینداری و استقامت والسلام سہ شنبہ دوم صفر از خانقاہ شریف مجددی۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین بہ عافیت ہستیم۔ در شما یان شوق و محبت ہست الحمد للہ بنعمتہ تمم الصالحات۔ برائے شما یان دعا کردہ شد۔ و بہ شما یان توجہ دادہ شد۔ پروردگار در شوق و محبت اضافہ کند۔ تمام اجاب را سلام و دعائے سلامتی ایمان برسانید۔ اولاد بہ عافیت است والسلام پنجشنبه شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۹ھ

مکتوب ۹۷ نو و ہفتم۔ بہ اردو بہ سید عبدالغفر۔ پچھم گاؤں ضلع ٹیرہ۔ بنگال نوشتہ اند۔ بہ ذریعہ خط و کتابت نہ جاہل عالم می شود و نہ غافل صاحب حضور و برکت۔ لہذا معذور ہستیم۔ البتہ مولوی عبدالحق ال آبادی از دوستان ما بودند و سالہا بوجہ خوب حفاظت کتابہائے ما کردہ اند۔ جزاۃ اللہ خیرا و غفر لی ولہ۔ مکتوب ۹۸ نو و ہشتم۔ بہ اردو بہ منزل حسین۔ لکھنؤ۔ ضلع رنگپور۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابی الخیر فاروقی منزل حسین را بعد از سلام معلوم باد امر وز کہ روز دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ ہفتدہم اپریل ۱۹۲۲ء۔ است جوابی بطاقہ شما این جا (بہ کونٹہ بلوچستان) رسید۔ احوال خیریت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تا این زمان با متعلقین بہ عافیت ہستم۔ در دہلی طبیعتم قدرے پریشان بود۔ بہ این وجہ شاید جواب خطوط شما نہ نوشتہ باشم۔ پروردگار بہ مہربانی خود گناہان مایان را بیا مرزد و از غضب خود محفوظ دارد و در رضا مندی خود را نصیب مایان گرداندا میں باقی خیریت است والسلام دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ مسجد حضرت بلال۔ کونٹہ بلوچستان۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ اشفاق محمد را معلوم باد۔ اللہ الحمد رب السموات و رب الارض و رب العالمین، حقیر مع العیال و الاطفال بہ خیریت است۔ دختر را علالت ہست۔ اللہ الشافی اللہ الکافی اللہ المعافی۔ پروردگار گناہان مایان را بیا مرزد و بہ عافیت ظاہری و باطنی سرفراز کند۔ آمین

مکتوب ۹۹ نو و نہم۔ بہ اردو بہ ڈاکٹر اشفاق محمد ہاتھی دروازہ۔ امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ اے برادر بہ اندازہ محنت فائدہ می شود۔ شما را باید کہ ہمت کنید و سعی نماید اوقات عزیز خود را ضائع نہ کنید۔ و ساوس را از دل خود دور کنید و حضور دل را حاصل کنید۔ چوں طفلے سہ، چار سال محنت می کند حافظ قرآن می شود، و طالب علم ہفت ہفت سال سعی می کند عالم می شود، بہ تمنیات و خواہشات ہیچ کار بہ انجام نہ می رسد۔ شما نوشتہ اید مرا خبر نیست کہ نیک

۵۰ این تحریر حصہ آخر مکتوب نو و نہم است۔

ہستم یا بد۔ البتہ این قدر می دانم کہ بر آستانہ خیر حاضر شدہ ام و وابستہ آن آستانہ ام۔ اے عزیز! این کلام
شما خلاف طریقہ و آئین ما است خیال کنید کہ اگر نزد حافظ قرآن مجید سپر خود را برید کہ سپر شما ہم قرآن مجید را
حفظ کند آیا بہ بردن یک روز آن سپر حافظ می شود۔ از تمنیات ہیچ کار بہ سر نہ می رسد۔ پروردگار در قرآن
مجید گفتہ۔ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ یعنی مدار کار نہ بر آرزو ہائے شما است و نہ بر آرزو ہائے
اہل کتاب۔ و شما مخالف حکم الہی کلام می نویسید و فکر نہ می کنید کہ دینداری چیست و پیر کیست پیغمبر
طاقت نہ دارد کہ خلاف حکم خدا کارے بکند۔ شما را علم قواعد دین نیست و کلام نادرست بہ مامی نویسید و نہ
می دانید کہ ازین عمل بہ جائے فائدہ، نقصان می شود۔ شما در پیے نقصان خود چرا سر گرم گشتہ اید۔ افسوس
است شما طب جدید (ڈاکٹری) آموختید و در علاج و معالجہ عمر خود را بہ سر بردید۔ گاہے شما توفیق یافتہ
اید کہ یک ساعت یا دو ساعت در حضور پیر خود بنشینید۔ شما در دل خود این خیال را محکم کردہ اید کہ پیر
من مرا بزرگ خواہند ساخت۔ معاذ اللہ من هذه الخرافات۔ اے عزیز۔ حقیقت امر این است کہ اگر
سالہا خدمت پیرے بکنی و از کمالات چیزے حاصل کنی، خود را خوش نصیب بدان۔ در این زمانہ این گونه
پیر ہم بہ نظر نہ می آید۔ آئندہ از این گونه کلام احتراز باید کرد۔ مرا از خیر تو امید نیست بدمرسان۔ والسلام
یکشنبہ است دوم ربیع الاول۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ صبح و شام وظیفہ شریفہ قلبی بہ پابندی کنید و در
یک ماہ یک بار شجرہ شریفہ بخوانید و السلام و در مکتوبے نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق
محمد و مولوی نور احمد (طابع مکتوبات شریف) را بعد از سلام معلوم باد کہ بہ روز دوشنبہ یا زہدہم ماہ ربیع الاول
حاضر شوید تا کہ بہ اطمینان در محفل ذکر شریف شریک شوید و آمدن شما یان بلکہ آمدن نظام الدین ہم مناسب
است۔ چہارشنبہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۳۲ھ۔

مکتوبہ صد م بہ ڈاکٹر شوق محمد (برادر کلان ڈاکٹر اشفاق محمد) ساکن دیوڑوال۔ تحصیل
ترن تارن ضلع امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر شوق محمد و ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مستون معلوم
باد۔ وظیفہ شریفہ را بہ آن مقدار کہ ہدایت کردہ شد، بلا تشدد ضرورت ناغہ نہ کنید۔ بہ جان و دل پابند
فرائض باشید و از حرام خدا قطعاً خود را دور دارید۔ قدرے کلام پاک الہی با ترجمہ ہر روز بخوانید۔ در شوق
دینداری اضافہ کنید۔ خود را عاجز بندہ خدا سازید۔ بر عقائد مسلمانان قائم مانید۔ درین روز ہا کہ اظہار عقائد
باطلہ و مسائل جدیدہ پیدا شدہ۔ خود را ازاں محفوظ دارید۔ اگر استعداد فارسی باشد رسالہ مالا بہتر منہ را بخوانید
و آن را در مطالعہ خود دارید۔ و در مکتوبے بہ شوق محمد نوشتہ اند۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند
و بر مایان مہربانی کند و از مایان راضی شود و بہ جنت رساند و از دوزخ محفوظ دارد۔ و از عذاب قبر نگاه

دارد و تمام امور ضروریہ مایان را درست فرماید۔ آمین۔ سورۃ اخلاص سے بار۔ سورۃ فلق سے بار۔ سورۃ ناس سے بار بعد از نماز صبح خواندہ دعائے راکہ نوشتہ ایم سے بار بخوانید و باز بہ وظیفہ شریف مشغول شوید و بہ ہمین صورت بعد از نماز شام سوتہا دعا خواندہ بہ ذکر شریف مشغول شوید۔ اگر چہل روز این عمل خواہند کرد۔ انشاء اللہ ناپاکی دل دور شود و السلام روز دوشنبہ ششم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ بالو محلہ۔ کوئٹہ۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔

«اگر جناب برادر سبب اللہ (مجذبی۔ موضع اوگی۔ تحصیل نکو در۔ ضلع جالندھر) این جا تشریف بیارند و با ملاقات کنند جائے مسرت است۔ و در محفل مولود شریف باید کہ روایات صحیحہ از کتب احادیث شریفہ اخذ نمودہ ترجمہ کردہ بیان کردہ شوند و السلام۔ بستم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ در وظیفہ شریفہ محنت کنید و دینداری حاصل کنید بدون محنت چیزے حاصل نہ می شود۔

مکتوبہٴ صد و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد احمد متعلم مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد۔ طبیب برائے مریض نسخہ تجویز کرد۔ مریض اگر آن نسخہ استعمال بکند۔ حالش از دو حال خالی نہ باشد کہ از استعمال نسخہ و مرض یادی واقع می شود یا کمی۔ این قدر احوال بہ طبیب باید گفت، دیگر ہمہ فضول است و السلام۔

مکتوبہٴ صد و دوم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبدالحکیم ولد خداے رحم قوم دقتانی۔ از افغانستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی عبدالحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب محبت اسلوب رسید۔ از کثرت ذکر نوشتہ۔ الحمد للہ۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکی دل زد ذکر رحمان است

و السلام روز شنبہ ششم رمضان ۱۳۲۲ھ خانقاہ شریف دہلی۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ عبدالحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب شمارید۔ بر دینداری قائم باشید۔ وظیفہ شریف بہ شوق و محبت کنید۔ تلاوت قرآن مجید ہم ضروری است۔ معاملہ تجارت و داد و ستد را از امور غیر مشروع پاک و صاف دارید۔ در ماہ محرم الحرام حاجی ملا گل رحلت فرمودہ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ ماہمہ بہ عافیت ہستیم و السلام شنبہ پانزدہم صفر۔

مکتوبہٴ صد و سوم۔ بہ اردو بہ مولوی حافظ احمد متعلم مدرسہ دیوبند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میان حافظ احمد بعد از سلام مسنون مطالعہ نمایند مکتوب شمارید۔ سعادت مندی و صلاح شما است کہ این خط بہ ما ارسال کردہ اید چون کہ شما از احوال مزاج ما واقفیت نہ دارید بنا برین دعوت نامہ ارسال کردہ اید۔ اگر واقف می بودید ارسال نہ می کردید۔ از وجہ ضعف شرکت در مجتمعات نہ می کنیم و نہ این راہ در رسم را عادت داریم۔ لہذا ما را معذور دارید تعلیم و تعلم دین از ایمان ما است۔ مسلک و طریقہ حضرت شاہ عبد الغنی را پسند می کنیم۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ و السلام بستم و دوم ربیع الاول۔ عاجز

گوید حضرت ایشان از سورۃ محمد علی صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، آیت شریفہ ہشتم را تحریر نموده اند پروردگار
 بہ مومنان خطاب کرده است کہ اگر شما یان اللہ را نصرت دہید یعنی دین او را دینگیر اورا مدد کنید۔ اللہ تعالیٰ
 نصرت دہد شما یان را و ثابت کند قدمہائے شما یان را۔

مکتوب صد و چہارم۔ بہ اردو بہ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن مقام نتھوالا۔
 ضلع جہلم پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ بہ دوران وظیفہ
 شریفہ خطور و سادس علامت نقصان است۔ خوبی آن است کہ در خانہ دل بہ جز محبت الہی چیزے نہ
 باشد۔ بعد از نماز صبح سورۃ اخلاص سہ بار، سورۃ فلق سہ بار، سورۃ ناس سہ بار و ہچنان بعد از نماز مغرب
 این سور مبارکہ را سہ بار خواندہ ثوابش را بہ ما برسانید این وظیفہ خاص است کہ بہ اشفاق الہی تعلیم کرد
 ایم۔ امروز بہ مسجد جامع رفتیم و امامت نماز جمعہ کردیم۔ اشفاق الہی آمدہ خدمت کرد۔ یاسین ہدیہ ارسال
 کرد و خود نیامد خود آمدن و خدمت کردن بہ درجہا بہتر است از خدمت مالی۔ بہ یاسین این سخن بگوئید۔
 مولوی اسحاق نیز آمدہ خدمت کرد و مخلصین را تاکید وظیفہ کنید و السلام۔ جمعہ دواز دہم جمادی الاولی
 ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد از لطف مولی جل شانہ بہ عافیت ہستیم۔
 نویسندہ مکاتیب نیست ازین جہت بہ اشفاق و اسحاق و یاسین تا این وقت جوابات ارسال شدہ۔
 اگر بہ ظاہر جواب نوشتہ نہ شدہ است آتا بہ باطن دعا ہا از دل برائے ایشان برآمدہ است۔ و این ہم
 بسیار است۔ یک سال اشفاق را تعلیم سورۃ اخلاص و سورۃ فلق و سورۃ ناس کردہ بودیم شما یان از
 اشفاق آن وظیفہ را آموختید یا نہ؟ اگر نہ آموختہ اید حالاً بیا موزید۔ اللہ تعالیٰ گناہان ما و شمارا معاف کند و
 توفیق اعمال صالحہ عنایت کند و دلہائے مایان را در یاد خود مصروف کند و از یاد ما سوا آزاد گرداند و بختنبہ
 سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ احوال رفقا نہ نوشتید کہ چہ گوئند، مہتاب شاہ، بولے
 خان، فضل الہی، شیر احمد و احوال ہر دو ڈاکٹر ان حیوانات معلوم نیست۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ نام پسر عدالت
 خان، ہدایت خان مناسب است و السلام چہار شنبہ ۱۹ صفر ۱۳۳۱ھ۔

مکتوب صد و پنجم۔ بہ فارسی بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی۔ عقب عید گاہ۔
 سکھر۔ سندھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ! خدائے مہربان من از تو خیر و خوبی می خواہم۔ ہر چہ
 دران خیر من باشد آن را مقدر کن و آسان کن و بہ من آن را برسان و ہر چہ دران شر من باشد آن را مقدر
 کن و آن را بر من دشوار کن و از من دور کن۔ اے پروردگار من دعائے مرا قبول کن۔ من نادانم و تو دانائی۔
 من عاجز و ناتوانا ہستی۔ من بندہ توام تو خدا ہستی۔ این دعا را بعد از ہر نماز بہ حضور دل سہ بار بخوانید

والسلام۔ خبر کے کن اے فلان غنیمت شمار عمر
 زان بیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ ماند
 و نیز نوشته اند: مکتوب شمار سید خبر وفات اہلبیت شہا معلوم شد ہمہ مایان غمگین شدیم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 امروز گراز رفتہ عزیزان خبر کے نیست
 خدا تعالیٰ شمار اصبر جمیل و ثواب کثیر عنایت کند اللہمَّ اغْفِرْ لَهَا وَاَرْحَمْهَا وَاَعْفُ عَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَنْ
 سَیِّئَاتِہَا۔ آمین۔ یکشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ششم۔ بہ اردو بہ منشی احمد حسین سبزی فروش۔ چھتہ لال میان۔ ترا باہرام خان
 دہلی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید، وظیفہ شریفہ را بالضرور
 بلا ناغہ بحضور دل کنید و تلاوت قرآن مجید بالمحافظہ معنی والسلام تحریر روز جمعہ دوم رجب الحرام
 ۱۳۳۲ھ۔ در مکتوبے نوشتہ اند: از زیارت حضرت بی بی مریم (در خواب) دل ما خوش شد شمارا باید کہ
 قرآن مجید خواندہ بہ روح پاکش ثواب رسانید و دس اوس را دور کردہ صباحاً و مساءً وظیفہ شریفہ بکنید
 پرہیزگاری و دینداری اختیار کنید و بر شریعت محکم قائم شوید۔ بخش اللہ سخنان دور و درازی پر سر۔
 ویرا باید کہ بہ وظیفہ و نماز مشغول ماند۔ و منیر الدین را نیز اشتغال بہ وظیفہ شریفہ باید کرد۔ این مناسب
 نیست کہ گاہے می کند و گاہے می گزارد۔ مداومت باید کرد اگرچہ قلیل باشد والسلام و نوشتہ اند: الحمد
 للہ سبحانہ بہ عافیت ہستیم۔ پروردگار انعامہائے کہ بر مایان کردہ آن را نہایتے نیست و گناہان مایان
 را ہم حدے نیست۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ بار خدایا، گناہان مایان را بیا مرز و مسلمانان راعت
 عطا کن۔ دشمنان اسلام، مسلمانان را خوار و ذلیل کردہ اند۔ بار الہا، مخالفین را بر باد کن و مایان را در ہر
 دو جہان بہ راحت دار۔ بعد از ختم شریف این دعا بہ عاجزی و زاری کنید و ختم شریف را بہ بسیار ادب و
 حضور دل بخوانید والسلام و نوشتہ اند: ہر کار بہ کردن می شود۔ بہ خواہشات قلبیہ ہیج کار بہ انجام نہ می رسد۔
 شما و بخش اللہ می خواہید کہ بہ مجرد آرزو ہا از اولیا گردید۔ ہِنَہَاتَ ہِیْہَاتَ۔ مقدار وافر از در اہم بود و
 بتا ہم باشد و خشت و مصالحہ ہم موجود بود آن وقت امیر خانہ درست است۔

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ مولوی بدرالاسلام۔ ساکن زقاق انبیا، کوچہ چیلان۔ دہلی۔
 "بہ کسانے کہ ختم شریف می خوانند بگوید کہ بہ صحت الفاظ و فہم معنی و حضور قلب بخوانند۔ ما ملاحظہ کردہ ایم
 کہ از شمایان بعض افراد بہ عجلت تمام الفاظ می خوانند، نہ بہ صحت الفاظ خیال دارند و نہ بہ فہم معنی و نہ
 بہ حضور قلب و این مناسب نیست والسلام روز مبارک جمعہ دوازدم جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ۔ و نوشتہ اند
 مکاتیب مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ و عبد الباری و عبد النور و عبد الستار رسیدند۔ از خبر وفات

اہلیہ مزار فرخ شاہ متالم شدم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بیماری چہ بود و چہ مدت بیمار شد و پسرش بیچہ
حال است۔ والسلام یکشنبہ ہشتم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ہشتم بہ اردو نیز بہ بدرالاسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ
بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَهْلِ بَيْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ۔ جیسے نوشتہ کہ تصوّر خنزیرے در نماز
بہتر است از تصوّر سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت خدا باد ابراہین گونہ مردودان و جنیشان۔ و شما قول
بزرگ خود نوشتہ اید کہ در شرح و بیان اِیَّاكَ نَعْبُدُ اِیْنَ گونہ کلام نوشتہ است۔ اگر یا این چنین مردودان شما
را اعتقادے است پس از ما تعلق خود منقطع کنید۔ اگر شما مرید ما ہستید چرا این گونہ تحریرات را مطالعہ می
کنید۔ از تحریرات گمراہان خود را دور دارید والسلام دوشنبہ پنجم رجب الحرام ۱۳۳۴ھ و نوشتہ اند۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بِحِزِّی اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدًا نَبِیِّ الْہُدٰی عَتَبًا بِمَا هُوَ اَهْلُہٗ

امام طبرانی والو نعیم در حلیۃ الاولیاء و خطیب وابن النجار از حضرت عبداللہ بن عباس و ایشان از
حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند کہ ہر کہ این دعا را بخواند اجر ہا یا بد تفصیل اجر در کتاب نوشتہ
است۔ مابیان نش نہ کردہ ایم۔ البتہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا مَنُشُورٌ رَا عَقْدٌ مِّنْظُومِ ساختہ ایم والسلام سہ شنبہ بست و ہشتم
شوال ۱۳۳۸ھ و در مکتوب دیگر نوشتہ اند۔ مکتوب محمد یوسف و محمد رفیع رسیدہ۔ پروردگار ہر دورا و
شمایان را و مایان را مع عافیت و بادینداری و صلاحیت در غلامان نیکو کار خود داخل فرماید و از خشم
و غضب خود دورا و دو بہ رضا مندی خود مشرف فرماید والسلام۔

عاجز گوید۔ مولوی بدرالاسلام رحمہ اللہ بیان می کرد کہ در آیام طلب علم چند سال در لاہور۔ نزد
وہابیان قیام داشتہ و من عملاً و اعتقاداً و ہابی گشتہ بودم۔ چون بہ دہلی مراجعت کردم نظر من بر طلعت نورانی
حضرت ایشان افتاد و گرویدہ حضرت ایشان گشتم۔ چون کہ اثر و ہابیت و غیر مقلدی در نہادہم متکمن شدہ
بود، اجیاناً خیالے فاسد بہ دلم راہ می یافت و حضرت ایشان بر آن تنبیہ می فرمودند و احیاناً چیزے نہانی
یا تحریری استفساری کردم۔ چنان چہ نوبتے پیش حضرت ایشان بیان تصور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
در شہاد آمد و قول بے ادبے عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّ مذکور شد۔ و نوبتے من در عریضہ خود بیان یک رسالہ
کردم کہ در تفسیر اِیَّاكَ نَعْبُدُ بیان تصور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بود۔ و حضرت ایشان در جواب
عریضہ من در ۱۳۳۴ھ این مکتوب مبارک ارسال کردند و پروردگار سینہ مرا از جمیع مفاسد پاک کرد۔ عاجز
گوید۔ پروردگار از جماعت اشقیابندگان خود را محفوظ دارد۔ اگر این افراد فصل سوم را از باب چہارم جلد

اول کتاب احیاء العلوم للآمام حجة الاسلام الغزالی قدس اللہ سرہ العالی یا تحریر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس اللہ سرہ الامجد بالکتوب سی ام از دفتر دوم رامطالعہ می گردند ہرگز این گو نہ کفریات بر لوک قلم نیاورد بے حجة الاسلام نوشته۔ وَأَخْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، لِيَصْدُقَ أَمْلُكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيُرَدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ آوِيٌّ مِنْهُ۔ الخ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نوشته اند "خواجہ محمد اشرف و زرش نسبت رابطہ را نوشته بودند کہ بہ حدی استیلا یافته است کہ در صلوات آن را مسجود خودی داند و می بیند و اگر فرضاً نفی می کنند منتفی نہ می گردد۔ محبت اطوار این دولت متمنائے طلب است از ہزاران یکے را مگر بدہند۔ صاحب این معاملہ مستعد تمام المناہب است کہ متحمل کہ بہ اندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اورا جذب نماید۔ رابطہ را چرانی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ۔ چرامحاریب و مساجد را نفی نہ کنند۔" الخ۔ حضرت مخدوم الانام را کتاب کنوز الحقائق و رسالہ اسرار الشہداء است حضرت خواجہ ہاشم کشمیری در کتاب زبدۃ المقات اند کہ ازان نقل کردہ اند کہ معراج مومنین نماز است و آخر نماز قعدہ است۔ فینبغی لہم ان یصلوا علیہ و فیہ اشارۃ الی ان منتہی ... معراجہم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و منتہی معراجہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ سبحانہ و تعالی و تعظّم الاتیاری انہ علیہ الصلاۃ والسلام اثنی علی اللہ سبحانہ فی الابتداء بقولہ التحیات للہ۔ الخ۔ والمؤمنون امروا بالصلاۃ علیہ، علیہ التحیات والتسلیمات فی منتہاہم "حضرت عطار چہ خوش گفتہ تو اورا اگر بدانتی تمام است ترا کار دو عالم بر نظام است

پروردگار از شر علم محفوظ دارد و بہ رضامندی خود مشرف فرماید۔

مکتوب صدر و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لعل میان۔ ترا با بہرام خان۔ دہلی۔ مخفی نہ ماند کہ بہ نام مولوی بخش اللہ ہفتاد و دو مکاتیب مبارکہ اند۔ چون کہ مولوی بخش اللہ مخلص و خدمتگار خصوصی بودہ ازین جہت این مکاتیب شریفہ متعلقہ بہ امور خانہ و حوائج ضروریہ اند۔ لہذا عاجز انتخاب بعض جبل کردہ چیزے می نویسد حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عُبَید اللہ نام خوب است۔ معنیش بندہ کوچک خدا است۔ فقط ہشتم جمادی الاولی ۱۳۳۳ھ و نوشته اند شمایان را مناسب است کہ ختم شریف با حضور دل و صحت الفاظ و فہم معنی بعد مغرب بخوانید۔ این عمل بسیار مبارک است و بعد از ختم شریف برائے مایان دعائے سلامتی ایمان و دعائے عافیت در ہر دو جہان و دعائے امن و امان برائے جمیع مسلمانان و دعائے مغفرت گناہان کردہ باشید فضل پروردگار است ماین جا پاحت و آسائش می باشیم۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

چہار شنبہ بستم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ - چون حافظ محمد یعقوب صاحب (مجددی پانی پتی) می فرمایند کہ من مستحق زکات ہستم قول ایشان شرعاً معتبر است۔ بہ ایشان زکات دادہ شود شوال ۱۳۳۴ھ خبر وفات مولوی کاظم علی معلوم شد غفر اللہ لنا و ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ - از علالت بخش اللہ رنجیدہ شدم پُر دگار بخش اللہ راصحت و بہد اسأل اللہ العظیم رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَهُ۔ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ عبدالمنان بسیار غنیمت بود، عالم فاضل، صالح و دیندار بود۔ در بعض خصال حمیدہ از عبدالحلیم بہتر بود وے چہ مرد کہ خاتمہ برکت شہر شمشاد۔ حَسْبُنَا اللہ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔ از دہ ہزار مسلمانان دہلی ذات او بہتر بود۔ تحریر جمعہ و م شوال ۱۳۳۶ھ (وفات ملا عبدالحلیم بہ پنج شنبہ ہفتم رمضان ۱۳۳۶ھ بودہ کما تقدم)

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ قَصْرِي حُفْرَةٌ
غَبْرَاءُ يُحْمِلُنِي إِلَيْهَا شَرَجُ
فَبَكَتُ بَنَاتِي شَجْوَهُنَّ وَ زَوْجَتِي
وَالْأَقْرَبُونَ إِلَيَّ ثُمَّ تَصَدَّ عَوًّا
وَتَرَكْتُ فِي غَبْرَاءٍ يُكْرَهُ وَرَدُّهَا
تَسْفِي عَلَى التَّرِيمِ حِينَ أَوْدَعُ

و کلمہ قصری بہ فتح قاف بہ معنی آخر امری است۔ قائل ابن اشعار حضرت عبدہ اند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اشعار ایشان را پسند می کردند۔ و این شعر نیز از ایشان است۔

بَمَا كَانَ قَيْسٌ هَلَكُهُ هُلُكٌ وَاحِدٌ
وَلَكِنَّهُ بَنِيَانٌ قَوْمٌ تَهْدَأُ مَا
داین شعرے است کہ تا این زمان کسے شلش نہ گفتہ و این گونہ شعر را بے نظیر گویند بہ مولوی عبدالعلی صاحب این شعر نشان دہید و سلام ما بہ ایشان بگویند و السلام چہار شنبہ پانزدہم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ و در مکتوبے نا اہلی بعض افراد را ذکر کردہ تحریر فرمودہ اند۔ اِذَا دُسِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ یعنی چون کار بہ نا اہل سپردہ شود پس انتظار قیامت کن۔

مکتوبہٴ صد و دہم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبداللہ خان کشمیری مہر کن مخلص قدیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خط حاجی عبداللہ رحبڑی کردہ شدہ رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما تادم تحریر با فرزند ثلاثہ بلال بن عبداللہ بن عمرو زید بن عبداللہ بن عمرو سالم بن عبداللہ بن عمرو والدہ ایشان دہم شیرگان ایشان و جمیع متعلقین بہ خیر و عافیت زندہ ایم۔ شب یکشنبہ پنجم شعبان از دہلی بہ جانب کوٹہ بہ راہ لاہور روانہ شدیم و بہ روز شنبہ ہفتم شعبان بعد از ظہر بہ کوٹہ بلوچستان بہ خانہ خود بہ آرام رسیدیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ امید است کہ انگشتی نگینہ عمدہ و خوب ساختہ باشید۔ ہر قدر توانی بہ تعظیم و ادب یاد الہی در باطن خود کن۔

يَا غِيَاثِي وَخَيْرَ مُلْتَحِدِي
عَافِنِي رَبِّ وَاعْفُ عَنِّي
وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي
وَارْضَ عَنِّي بِرَضَائِكَ سَخِي
وَأَرْحَمْ ابْنَاتِي الثَّلَاثَ بِلَا
أَخَوَاتٍ وَوَالِدَانِ لَهُمْ
وَأَهْلِي أَحْسِنُوا إِلَيَّ عَلَى
حَسْبِ اللَّهِ فِي الْحَيَاتِ وَفِي
وَحْشَاتِي وَوَرْدِ أَعْمَالِي
وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي تَشْرَتْ
وَهُوَ نِعَمَ الْوَكِيلِ يَكْلُوْنِي
لَيْسَ لِي مَن يُغِيثُ مَن أَحَدُ
رَبِّ وَاعْسِلْ خَطَايَا بِالْبَرْدِ
وَاقِلْ عَثْرَتِي وَخُذْ بِيَدِ
رَعْنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَلَدِ
لَا وَرَيْدًا وَسَلَامًا وَلَدٍ
فَاحْفَظْ الْكُلَّ رَبِّ مَن نَكِدِ
سُوئِي أَحْسِنِ إِلَيْهِمْ وَجِدِ
سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ
وَقِيَامِي لِزَبِّي الْأَحَدِ
وَإِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدٍ
فِي نَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدٍ

مکتوب صدویازدہم۔ بہ اُردو بہ حافظ غلام رضا دہلوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ غلام رضا را بعد از سلام واضح باد ما بہ روز شنبہ دوازدهم شوال از کونہ روانہ شدہ بہ یکشنبہ سیزدہم ماہ بہ وقت صبح صادق بہ سکھر رسیدیم۔ این شہر از ملک سندھ برب دریا واقع است۔ بر کنار رودیک بنگلہ خوب بہ چہل روپیہ ایجار ماہانہ گرفتیم۔ این جا از مرض و ہم از خنک محفوظ ہستیم۔ چون کہ طیب خان را کار در پیش است ازین جہت ما احمد خان (مٹاخیل) را از کونہ بہ دہلی فرستادیم۔ شما ایشان را طریقہ حفاظت اسباب و دروازہ تعلیم کنید۔ عنوان ما این است۔ حضرت صاحب دہلوی سکھر۔ سندھ۔ چہار شنبہ شانزدہم شوال ۱۳۲۶ھ

مکتوب صد و دوازدهم۔ بہ اُردو بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل ساکن کٹواڑ۔ افغانستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد خان مٹاخیل را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکاتیب شامی رند و دل خوش می شود۔ از وفات ملا گل متا لم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہ طورے کہ عبداللہ (علی زی) از طرف ما بہ طالبان سلسلہ وظیفہ شریفہ تعلیم می داد و تجدید وظیفہ می کرد شمارا باید کہ بہ ہمان طور تعلیم و تجدید وظیفہ از طرف ما بکنید۔ سید نعمت علی و سید معشوق علی و سرور را وظیفہ تعلیم کنید و بر وظیفہ کردن ایشان نظر دارید والسلام تحریر ماہ شوال ۱۳۲۶ھ از سکھر۔ سندھ۔

مکتوب صد و سیزدہم۔ بہ اُردو بہ فاخر احمد خان انصاری ساکن محلہ قاضیان۔ پانی پت۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ سہ مکاتیب رسیدند و خبر وفات اہلیہ شما معلوم شد۔ در خانہ ہمہ غمگین شدند۔ بیان صلاح و محبت ایشان و دعائے خیر برائے ایشان می کنند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِهَآ وَاٰرَہِمْنَا وَاٰبَآہَا وَاَعْفُ عَنَّا وَعَنْہَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ بعد از نماز پنجگانہ ابن دعا بہ حضور دل شما و اولاد ایشان بخوانید والسلام جمعہ بست و یکم رجب الحرام ۱۳۳۶ھ۔ عاجز گوید وفات زوجہ فاخر احمد خان بہ روز جمعہ نواخت سہ از ظہر چہار دہم رجب ۱۳۳۶ھ۔ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء واقع شدہ۔ رحمہما اللہ۔

مکتوب صد و چہار دہم۔ بہ اردو۔ بہ شیخ محمد الیاس پسر حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ تا این زمان طریقہ ادب شما با ما خوب است و شما بر نیج محمد اسحاق ثابت۔ این سعادت مندی شما است۔ علی الخصوص خدمت و آرائش محفل میلاد شریف کرسعادت کبریٰ است۔ اظہار مسرت بہ ولادت جنین پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سعادت است بلکہ عین ایمان داری۔ این خدمت و سعادت را بعد از ما ہم نہ گزارید۔ والسلام دوشنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶ھ۔ پروردگار جل شانہ و غم احسانہ شیخ محمد الیاس را فرزند عنایت کرد۔ عریضہ بہ کوسٹہ ارسال کردند و نامش پر رسیدند حضرت ایشان بہ دست مبارک خود درج ذیل مکتوب از جانب حضرت برادر کلان تحریر فرمودند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ، مِنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَوَالِدِہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہُمْ وَعَفَا عَنْہُمْ وَعَافَاہُمْ اِلٰی مُوسٰی بْنِ الْیَاسِ بْنِ اسْحَاقَ وَوَالِدِہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَاصَلِّیْ وَاسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَقَدْ سَمَّیْتُ وَلَدَکَ مُوسٰی وَہُوَ اَفْضَلُ مِنْ الْیَاسِ وَاسْحَاقَ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُوسٰی وَ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ کُلِّہُمْ۔ بَارِکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکَ وَفِیْ اَوْلَادِکَ وَسَلَامٌ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰمِلِکَ۔ حَرِّیْوْمَ التَّیْبَتِ الثَّاسِعَ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ الْحَرَامِ اٰخِرَ سَنَۃٍ تِسْعٍ وَثَلَاثِیْنَ وَثَلَاثِ مِائَۃٍ وَالف۔ حضرت ایشان برائے شیخ محمد الیاس دعائے برکت برائے اولاد کردند، وفات شیخ محمد الیاس بہ روز شنبہ ہفتم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ شدہ۔ عند الوفات ہشت پسر و ہشت دختر گزارشتند۔ نام پسران بہ این ترتیب است محمد موسیٰ، محمد ابراہیم، عبد الرحمن، اقبال، صالح، داؤد، ظفر، محسن۔ حفظہم اللہ۔ حضرت ایشان برائے محمد موسیٰ دعا فرمودند۔ حق تعالیٰ ویرا آسائش و راحت دنیا بہ وجہ عنایت کرد کہ کسے را خیال و گمان ہم نہ می شد۔ افسوس کہ چار روز بہ مرض دل علیل شدہ بہ روز چار شنبہ نواخت یازدہ از روز ہفتم ذی الحجۃ الحرام

۱۳۹۳ھ ازیں دنیا سفر کرده رَحْمَةُ اللهِ وَرَحْمَةُ اَبَاهُ اِلْيَاسَ وَ اَبَا اَبِيهِ اسْحَاقَ وَ غَفَرَ لَهُمْ وَ عَفَا عَنْهُمْ۔
محمد موسیٰ سپسر۔ اعجاز و ہارون و راشد۔ و چار و دختر گزاشته۔

مکتوب ۱۵۱ صد و پانزدہم بہ اُردو۔ این مکتوب مبارک، مکتوب واحد نیست بلکہ انتخاب مکاتیب کثیر
است کہ حضرت ایشان ائمہ اُمی فرمودند و مولوی بخش اللہ تحریر می کرد و مولوی بخش اللہ بعض جمل را نقل کرده نزد
خود محفوظ می کرد۔ آن جمل محفوظہ را بہ صورت این مکتوب عاجزی نویسد۔ رحم اللہ جامعہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مالک حقیقی اللہ جل جلالہ است
ہرچہ خواہی کند "مفہوم شعر حضرت ایشان" پاک است اللہ تعالیٰ کہ مالک زمین و آسمان است، ما
ہمہ زیر فرمان او سبحانہ، ستیم و او تعالیٰ حکمران واحد حقیقی است، بندہ را شاید کہ بہ ہر حال از مالک خود راضی
بود۔ اھ۔ وعلیکم السلام۔ اولاً آن کہ من ضعیف شدہ ام، و ثانیاً آن کہ در طبائع ہندیان و مزاج ما اختلاف
است و از وجہ اختلاف مناسبت مفقود شدہ، چون مناسبت نہ باشد راہ فیض مسدود می باشد۔ اغراض و
مقاصد ایشان را با اغراض و مقاصد ما مناسبت نیست بلکہ مباینت ظاہر است۔ ایشان ما را و ایشان
را ہمہ وقت بہ زبان حال می گوئیم۔

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی کاین رہ کہ تومی روی بہ ترکستان است
نہ دوچار را بلکہ ہزاران را تجربہ کردہ ایم۔ حَسْبُنَا اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ بنا برین
مناسب نیست کہ اوقات عزیز خود را و دیگرے را ضائع کنیم۔ اھ۔ (این شخص چند جا بیعت شدہ بود و
احوال پریشانی خود را در عریضہ نوشتہ بود) و بہ یکے نوشتند۔ بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب رسید
الحمد للہ ساری العالمین مع متعلقین بہ عافیت ہستیم۔ حالاً ضعیف شدہ ایم۔ تا وقتے کہ کسے دوسہ
ماہ در خدمت نہ ماند۔ آگاہی بر احوال دے کما حقہ حاصل نہ می شود۔ ما شمار نہ شناختیم و نہ از حال
شما آگاہ ہستیم۔ اھ۔ مکتوب شمار رسید۔ وظیفہ شریفہ می کنید۔ دل ما از این خبر خوش شد۔ اگر شما نزد ما
می بودید دُر و ساوس شما فکر می کردیم و چیزے می گفتیم اکنون کہ شما بہ این دوری می باشید علاج
دساوس دشوار است۔ ما قول نا درست بہ کسے نہ می گوئیم۔ بہ این دوری اثر توجہ کامل ظاہر نہ می شود۔
طالب علم چون در خدمت استاد می ماند علم می آموزد و اگر از استاد دوری باشد از علم محروم می ماند۔ اھ۔
مکتوب شمار رسید۔ اے عزیز۔ کسانے کہ در حضور ہستند توجہ خاص بر حال ایشان ہم اجیانامی باشد چہ
جلے کہ برود و افتادگان۔ اھ۔ برائے ادائیگی قرض نسخہ مجرب نہ داریم۔ درین باب بہ دنیا دارے رجوع
کنید کہ یا فروختن مکانات مناسب است، یا تجارت کردن یا بہ دیگر کار مشغول شدن و بر رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم یک بار درود فرستادن در رتبه العمر واجب است و در محفلے کہ ذکر حضور پر نور بار بار شود یک نوبت درود خواندن واجب است و ہر قدر اضافہ کند بہتر است۔ از درود شریف منع کردن کار دہانی است۔ از دے خود را دور دارید۔ نماز تہجد نفل است۔ و این عمل بسیار مبارک و ذی شان است۔ ہر شخص را توفیق این نماز نیست، بعضے از خوش نصیبان ازین سعادت بہرہ مندی شوند۔ اھ۔

برائے موت وقتے مقرر است و کسے نہ می داند کہ کسے بمیرد در ضعیفی، پروردگار را یاد کردن و بہ وظیفہ شریفہ مشغول بودن و نسبت شریفہ حاصل کردن علامات خوب اند۔ بندہ را شاید کہ بر دین و ایمان قائم ماند و از پروردگار خود امید مغفرت داشتہ باشد کہ دے تمام گناہان را خواہد بخشید۔ وظیفہ شریفہ را بہ شوق باید کرد و در ازالہ وساوس سعی باید کرد۔ اھ۔ پروردگار شمارا کامیاب کند و ما را و شمارا علم نافع و عمل مقبول عنایت کند۔ اھ۔ دختر شمار حلت کرد۔ غَفَرَ اللہُ لَنَا وَلِہَا۔ پروردگار خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و زوجہ شمارا صحت و ہر شہما خوب می کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول می باشید و وظیفہ بہ طورے بکنید کہ اثر آن بر دل شما شود۔ ما شجرہ شریفہ بہ آن شخص می دہیم کہ در وظیفہ دے تاثیرے ظاہر شود۔ اھ۔ مکتوب شمار سید۔ واقفیت با شمانہ داریم۔ لہذا ضرورت نیست کہ شما بیاید و احوال خود با ما گوئید بلکہ مناسب این است کہ نزدیک عبد الوہاب بروید و احوال خود را بہ ایشان گوئید۔ ایشان بہ عقب مسجد کالے خان قیام دارند۔ البتہ برائے دفع شیاطین خواندن و شنیدن سورہ بقرہ مجرب است۔ اھ۔ شما علم دین می خوانید۔ بسیار خوب می کنید۔ برائے حافظہ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا یک صد بار صبح و یک صد بار شام۔ اول و آخر یازدہ یازدہ بار درود شریف بخوانید۔ پروردگار در علم شما بکثرت دہد۔ اگر سعی کردید ان شاء اللہ کامیاب می شوید و بلا سعی ہیچ۔ اھ۔ حضرت قبلہ و کعبہ جناب پیر و مرشد ما رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند۔ در مرض باید خواند۔ یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ مرا شفا دہ۔ برائے خواندن تعین وقت نیست۔ اھ۔ شخصے از پریشانی و بد حالی خود نوشتہ بود۔ بہ دے تحریر فرمودند۔ ہر فرض خدا قائم و از حرام خدا قطعاً دور باش و بہ کثرت استغفار بخوان۔ ان شاء اللہ روئے بہبودی خواہی دید۔ اھ۔

شخصے نوشت کہ بہ ہیچ نوع مرض زائل نہ می شود۔ نوشتند۔ چہل و یک بار سورہ فاتحہ خواندن و ہر مریض دیدن برائے شفا یابی نزد بزرگان مشہور است و ایشان تعلیم این وظیفہ می کردند۔ اھ۔ بہ صالح محمد خاں۔

بہ میوہ آسپتال۔ جیپور را چہوتانہ بہ دست مبارک خود نوشتہ اند۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (و آن عربی اشعار نوشتہ اند کہ در مکتوب صد و نہم گذشتہ و باز نوشتہ اند) وَ صَلَّی اللہُ عَلَیْ خَیْرِ خَلْقِہِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ وَاَصْحَابِہِ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ما شمارانہ شناختیم، آما بعض ادعیہ خاصہ منظومہ متبرکہ را نوشتیم کہ شاید

مسلمانے آن را بہ اخلاص قلب بخواند و کامیاب شود۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مِّنْ حَبِیْبٍ وَالسَّلَامُ یَکْشِبُہٗ چہارم ربیع الآخر
۳۳۰ھ۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ وہ یکے تحریر فرمودہ اند۔

از گنہ بر گشتن و ہم کردن کارِ ثواب نیست ممکن جز بہ حکیم مالکِ روزِ حساب
دبر کا غزے تحریر فرمودہ اند۔

ہر کہ خیزد بامداد از خواب و نبود در سرش
جز خیالِ خور و ازو آئینِ بیداری مجوس
وان کہ شوید دست چون پای از سر بستر کشد
تا بخوان و سفرہ آورد دست ازو بشوے
ہائے افسوس ہائے افسوس حسبن اللہ و نعم الوکیل

مکتوب^{۱۲} صد و شانزدہم۔ بہ ناری بہ عموم مسلمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ جمع مریدان و
دستان و مسلمانان السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ، ازین حقیر عبداللہ ابو الخیر فاروقی برائے فتح خان و
گلے و اختر و ملا محمد نعیم آخوندزادہ و ملا محمد گل و ملا عطا محمد و میا نور و ملا سمندر و ہمہ خادمان نوشتہ می شود کہ برائے
مجر و حان و یتیمان ترک درین جا چندہ (جمع تبرعات) می شود۔ از ہمہ برادران اسلام می خواہیم کہ در چندہ شریک
شوند۔ شمار لازم است کہ ہمراہ احمد علیز در باب چندہ سعی بلیغ بکنید، عَلٰی الْمُؤْسِعِ قَدَرٌ وَّ عَلٰی الْمُقْتِرِ قَدَرٌ
وَ اِنْ اَسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلٰیْکُمْ التَّصَرُّعُ جَزٰی اللّٰهُ الْمُحْسِنِیْنَ خَیْرًا۔

کارے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نہ مار۔

والسلام۔ مہر
ابو الخیر عبداللہ بن عمر
الفاروقی النقشبندی
عَفٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ

و بہ خوانین قبیلہ شہوانی بہ کاریز غلام پرویز مستونگ۔ بلوچستان تحریر فرمودند۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ سردار میر احمد خاں شہوانی و حبیب اللہ خاں سلمہما اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون واضح باد مکتوب
شمار سید، حالات معلوم شد۔ مولوی عبدالحلیم کہ کاغذ بہ شما فرستادہ بود بہ امر ما فرستادہ بود، حالابہ خاطر شما بہ
دست خط خود این کاغذ نوشتیم ہر چہ مبلغ (الدرہم) بفرستید قبول خواہد شد۔ حق تعالیٰ ما و شما را بہ سعادت
و دجہان مشرف کند و السلام عبداللہ ابو الخیر فاروقی بہ قلم خود۔

مکتوب^{۱۳} صد و ہفدہم۔ بہ اردو از ریاست رامپور بہ نام حضرت برادرِ کلان ارسال
فرمودہ اند جناب ایشان و این عاجز در دہلی سبق می خواندیم۔ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخور
محمود الخصال حضرت بلال، حفظہ اللہ الکبیر المتعال، عن اتباع النفس والشیطان والہوی والاضلا
و عن سوء المنقلب فی الاہل و المال وجعلہ رضی الافعال و الأقوال، ذا صلاح و فلاح و فضل و

کمال، مکاتیبِ شامی رسد۔ باید کہ بہ خط خوش مکتوب بنویسد تا کہ خوبی شمارا دیدہ دل خوش شود۔ در خواندن این قدر محنت نہ کنید کہ بردماغ بار بود و طبیعت مضحل گردد، علم قلیل باسلامتی فکر بہتر است از علم کثیر باخرابی فکر، حضرت زید بسیار بد خط بطاقت می نویسند۔ ویرا نوشتن بیاموزانید، شہر دوپائی نماز و وضو کنید۔ نیم ساعت مشق تجوید ہم بکنید و شہر دو سپارہ شریف بہ تجوید خوانید، و یک عت گشت راعادت گیرید۔ ہوا خوری ہر روز باید کرد۔ باخان صاحب (منشی نئے خان) ملاقات کردہ باشید و بابرادرزادہ ایشان عبدالمجید خان گفتگو کنید تا از آدابِ تکلم و از طریقہ جواب دادن و خندیدن واقف شوید۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست روازد جوانان سعادت مند پندیر دانارا
والسلام علیکم۔ شنبہ بست و چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ۔ ۲۹۔ فروری ۱۹۱۶ء۔ و تحریر فرمودندہ اند۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از خطوط حضرت بلال معلوم شد کہ در دہلی گرمی زیادہ است۔ لہذا مناسب است کہ شمایان ہمہ این جا بیایند۔ مبادا کہے را از گرمی تکلیف رسد۔ این جا گرمی از دہلی کمتر بود۔ خانہ وسیع و کشادہ است کہ دران سکونت داریم۔ ثانیاً آن کہ در تنہائی قدرے پریشانی می باشد۔ ثالثاً در دہلی خاص آسائش و آرام ہم نیست۔ والحمد للہ رب العالمین دیگر ہمہ خیریت است۔ در گرمی ما را رغبت بہ طعام کم می شود بنا برین گفتہ ایم کہ از امشب فرستادن طعام را بند کنید باقی ہمہ را سلام و دعا۔ والسلام شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۳۴ھ۔ ۸۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔ و نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین سبحانہ اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد و اہل بیتہ و ازواجہ و ذرّیاتہ اجمعین۔ مکاتیب حضرت بلال۔ حضرت زید و بخش اللہ رسیدند۔ ما را ہیج تکلیف نیست۔ البتہ در روز قدرے بے آرامی از وجہ گرمی می شود۔ بعد از ظہر بہ نواخت نیج برائے تفریح می رویم و نماز عصر و مغرب آن جامی خوانیم و باز می آئیم، قرآن مجید و وظیفہ را ترک نہ کنید و از کارے کہ موجب گناہ باشد دور باشید دیگر خیریت است والسلام۔

بَنُوہٗ بِلَالٌ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَلَامٌ
وَفِي وَالِدَيْهِمْ ثُمَّ فِي أَخَوَاتِهِمْ
وَاللَّذِينَ وَفَّقَهُمُ لِلْعِلْمِ وَالتَّقَى
كَيَارِبَ بَارِكْ فِيهِمْ مُتَقَفِلًا
وَعَافٍ جَمِيعًا دَاغَفْ عَنْهُمْ وَأَفْضَلًا
وَأُذِرْهُمْ الْقُرْآنَ وَالصُّحُفَ الْعُلَا

سہ شنبہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۳۴ھ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

مکتوب صد و شہر دوم۔ بہ فارسی۔ بہ حضرت برادرِ کلان و این عاجز بہ کونہ ارسال فرمودند۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ بر خورداران ارجمند حضرت بلال و حضرت زید عافاها الله تعالى و رقاہما الی
مدارج الکمال۔ بعد دعوات طیبات الحمد لله سبحانہ احوال بہ خیریت است و سلامتی شما
مطلوب۔ امروز کہ روز جمعہ سیزدہم ماہ است عریضہ شمانہ رسید۔ بہ روز چہار شنبہ عریضہ چرانہ فرستادید۔
اگر از شما غفلت شدہ بود ولی محمد یا خیر اللہ را می بایست کہ عریضہ ارسال می کرد۔ یک کارڈ ہر روز فرستادن
لازم است خصوصاً بعد از شنیدن احوال مرض شما۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَام۔ جمعہ سیزدہم
جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ۔ ۶۔ اپریل ۱۹۱۷ء۔

انتخاب و تلخیص بعض مکاتیب مبارکہ کہ نزد عاجز نقل آنها یا اصل مبارک محفوظ است بہ اتمام
رسید۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ وَالشُّكْرُ لَهُ جَلَّ شَانُهُ وَعَمَّ إِحْسَانُهُ و عالا عاجزان مکاتیب
مبارکہ را اولاً می نویسد کہ بہ حیات قبلہ گاہ خود بہ عزیزان و دوستان تحریر فرمودہ اند و آخراً آن مکتوب
مبارک را نقل می کند کہ بہ سیادت و شرافت پناہ و معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام
قدس سرہ نوشتہ اند۔ واللہ الموفق والمعین۔

مکاتیب قیمہ | مکتوب اول۔ داین مکتوبے است کہ حضرت شاہ محمد معصوم از مدینہ منورہ بہ
خدمت حضرت جدِ امجد بہ مکہ مکرمہ بہ چہار شنبہ بست و چہارم رمضان مبارک
۱۲۸۸ھ ارسال کردہ اند و درین مکتوب قدرے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ ہم تحریر فرمودہ
اند شاہ محمد معصوم نوشتہ اند: الحمد للہ کہ درین جا ہمہ خورد و کلاں بہ خیریت ہستند و برادر عزیز حافظ
ابوالخیر صاحب دو حتم قرآن مجید بہ خوبی خواندند و نوید صحت و سلامتی ذات والا صفات از درگاہ الہی
خواہان۔ الخ۔ در آخر این مکتوب مبارک حضرت سیدی الوالد یک سطر نوشتہ اند: از فدوی حقیر تقصیر
ابوالخیر عبداللہ آداب و نیاز و شوق عتبہ بوسی معروض است و باقی احوال منحصر بر قدم بوسی یا خط
دیگر است۔ اھ

مکتوب دوم۔ بہ حضرت شاہ محمد معصوم بہ ریاست رامپور نوشتہ اند: بہ خدمت شریف
حضرت اخوی صاحب سلامت۔ از طرف ابوالخیر عبداللہ بن عمر نقشبندی مجددی بعد سلام و نیاز و اشتیاق
مواصلت کثیر المباحث کہ حدے و نہایتے نہ دار و معروض می دارد کہ الحمد للہ والمنہ احقر مع حضرتین حضرت
والد ماجد و حضرت عم مکرم۔ بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن جناب مع ہمیشہ مطلوب و مرغوب۔
عنایت نامہ فیض شامہ بہ دست محبی ابوالبرکات صاحب رسید خوش وقت گردانید حضرت حق سلامت
دارد۔ بجزرتہ النبی وآلہ الامجد۔ مکاتیب جناب بہ ہر یک رسانیدم، خاطر جمع دارند حضرت عم مکرم مع مولوی

ابوالبرکات بخیر و عافیت رسیدند و هستند به مرزا شاه رخ بیگ و همشیره با و میان یوسف و همشیره عائشه گیم تسلیم رسانند از طرف حضرت والد به جمیع صاحبزادگان سلام و نیاز و دعا به حسب مرتبه قبول باد و السلام علی من اتبع الهدی۔
مکتوب سوم۔ به جناب مرزا عبداللہ بیگ۔ بہ مدینہ منورہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر ابوالخیر عبداللہ احمدی برادر طریقہ شفیق و مہربان مرزا عبداللہ بیگ صاحب۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔
اللہ سبحانہ الحمد فقیر تاجین تحریر مع سیدی الوالد بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن شفیق از درگاہ الہی مسؤل پیش ازین بہ صحابت علی سقا مبلغ دہ ریال فرانسیسہ مرسلہ ایشان رسید و رسیدش نیز فرستادہ شد حال البقیہ مبلغ کہ بست ریال است ہمراہ حامل رقمہ امان تابع شیخ عبداللطیف جاوی منتیانہ ارسال فرمائند کہ مر و معتمد است و کاغذ وصول از دے گرفتہ در جواب مکتوب ہذا تحریر فرمایند و السلام علیکم۔

مکتوب چہارم۔ نیز بہ جناب عبداللہ بیگ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از ابوالخیر عبداللہ بن عمر احمدی برادر طریقہ فحبتی مشفق مرزا عبداللہ بیگ صاحب و فقہ اللہ المرصناتہ سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔
اللہ سبحانہ الحمد فقیر مع سیدی مرشدی بالخیر است و صحت و عافیت ایشان مسؤل۔ دو قطعہ خط محبت نمط از ان مکرم رسیدند و خطوط برادر صاحب نیز رسیدہ و ہمہ احوال مندرجہ معلوم شد، خطوط برادر صاحب بہ رامپور و خط عبدالرحیم خان بہ دہلی خواہم فرستاد خاطر جمع دارند۔ بہ خدمت یار جفا جو و شتمگار بدخویان محمد یوسف بعد سلام آن کہ امانت مرسلہ شان رسید لیکن ہیج خط نہ رسید۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔
ما زیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آن چہ ما پنداشتیم

و السلام سن ختام تحریر ہفتم شعبان روز چہار شنبہ۔ بہ خدمت جناب ہمیشہ صاحبہ سلام مسنون برسد۔
بہ جہت عجلت خط نہ توانستم نوشت۔ ان شاء اللہ امانت مطلوبہ و خط بعد ازین خواہم فرستاد و السلام علی سائر المحبین۔ اھ۔ عاجز گوید، میان محمد یوسف فرزند حافظ غلام مجدد شہید و برادر کان حافظ محمد یعقوب اند کہ از اولاد حضرت صبغۃ اللہ بودند و ذکر حافظ محمد یعقوب در فصل سوم گزشتہ است۔ و مراد از ہمیشہ صاحبہ جناب امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر اند۔ محمد یوسف برادر رضاعی ایشان بودند۔
قدس اللہ اسرارہما۔

مکتوب پنجم۔ بہ جناب معارف و حقائق آکاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ از ابوالخیر عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف و ستگاہی مولانا سید عبدالسلام جعلہ اللہ للمتقین اماماً و کثراً مثالہ و بارک فی علومہ و معارفہ و عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بركاتہ۔

وَبَعْدُ فَلِلَّهِ سُبْحَانَهُ الْمُنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَلَنَّم وَعَلَى مَا أَبْلَى - ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ، فوت
چنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دار و می دانم کہ تالپ گور این داغِ مونس من
است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصور صورت
مبارک خورشیدی دارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مَلْکًا وَّعُبُودِیَّةً وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ بعد چندے ان شار اللہ
دران عالم قدس موسیٰ حاصل خواہد شد رحمہ اللہ سبحانہ و اکرم نزله فی مقعد صدق عند ملیک
مُقْتَدِرٍ وَرْضَیْ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ فِیوضاتہ و برکاتہ عنایت نامہ رسید شرفہا بخشید۔
جزاکم اللہ خیرا۔ در حین حیات حضرت قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب گرامی رسید لیکن بسبب
اشتغال بہ تدوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد۔ بعد وصول مکتوب سامی، حضرت ایشان
رحمہ اللہ فرمودند کہ "مولوی صاحب بہ ماگفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی بہ خانہ ما ہم بیائی، لیکن میان
معصوم ما را نہ گزاشتند و بہ خطِ مستقیم بہ رامپور آوردند" انتہی کلامہ الشریف۔ عقد نکاح فقیر با دختر
جناب مولانا محمد معصوم در منتصفِ ماہ گزشتہ جمادی الاولیٰ شد و وداع در او خیرین ماہ قصد
دارند۔ دُعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمیعۃ و اطمینان کند نہ پریشانی۔ باقی احوال مستور
حمد الہی است ختمہائے صبح و شام خواندہ می شود، و از قصد بہ حرمین ہنوز ہیچ معلوم نیست۔ ہر چہ مرضی
مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعید از محبت نیست و السَّلَامُ عَلَیْکُمْ
وَعَلَیْنَا وَاَعْلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ
اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ حُرَّرَ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ الثَّانی عَشَرَ مِنْ جُمَادِی الْاٰخِرَةِ سَنَۃً
ثَمَانٍ وَّتَسْعِیْنٍ وَّمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلَاۃُ وَالتَّحِیَّۃُ۔ از
رامپور متصل قلعه۔

وَهَذَا اَخْرَاسُ مَكْتُوْبَاتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہِ تَتِمُّ الصّٰلِحَاتُ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

فصل ششم

در

بیان ذوق شعر و سخن حضرت ایشان

پروردگار جلّ شأنه و عظم احسانه برائے حضرت ایشان قدس برتره جمیع اسباب کمال مہتیا ساخته بود۔ کما تقدم بیانہ حضرت ایشان از نعمت اطفار حضرت والد بزرگوار خود را دیدند کہ بہ شعر و سخن مائل اند و واردات خود را بہ صورت لآلی منظومہ در سلب اوزان شعریمی سفند بلکہ جد بزرگوار و برادر جد بزرگوار نیز احیاناً چیزے نظم می کنند، لہذا کسایر الکمالات این کمال ہم وارثتہ بہ حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان بہ بست و ششم جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ کہ سن مبارک بہ یازدہ سال و دو ماہ رسیده بود برائے زیارت اعمام مقدسہ منورہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیّۃ و نیز برائے دیدن حضرات اعمام و اعمام اعمام بہ طابہ طینہ سفر کردند۔ دران سن و سال حضرت ایشان چار شعر عربی گفته اند، و نہ صرف اشعار گفته اند بلکہ بہ حساب "اباجاد" تاریخ بے مثل نظم کرده اند۔ نزد عاثر نسخہ قلمی از کتاب "شرح المنتقی علی منسک متن المنتقی" للسید محمد یاسین المیرغنی کہ در ۱۲۴۴ھ نوشتہ شدہ، موجود است در اول ابن مجلہ حضرت ایشان درج ذیل عبارت و اشعار نوشتہ اند۔

۲۶ جمادی الآخری قافلہ شیخ العلام و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود۔

ای شخص قَدْ حَوَى کُلَّ الْفَخَارِ	مِثْلَ مُحَمَّدٍ لَهُ طَابَ الْبَحَارِ
زَارَطَهُ وَ کَذَّاجًا لَهُ	عُمَرُ الْفَارُوقِ مِنْ طَابِ الْبَحَارِ
وَامَامَ الصُّعْبِ مَنْ يُنْمِي لَهُ	طُرُقَنَا الصِّدِّيقِ مَوْفُورًا الْوَقَارِ
قُلْتُ لَمَّا طَابَ سَعْيًا ارْخُوا	لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَارِ

از مصراع اخیر "نبی الخیر عبد اللہ زار" عدد ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می برآید، کہ آن عدد سال سفر حضرت ایشان است۔ ترجمہ این شطر تاریخی این است: "البتہ عبد اللہ زیارت نبی خیر کردہ، نکتہ کہ در لفظ نبی الخیر مضمراست از ذوی الحجی پوشیدہ نیست، حضرت ایشان بہ این عمر و سال اظہار چہ خیالات مبارکہ دار چمندہ اند۔ امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ را ذکر کردہ گفتہ اند

کہ جناب ایشان جد بزرگوار اند و باز سید الصّدّیقین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ را ذکر کرده فرمودہ اند کہ سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) را بہ ذات مبارکہ آن جناب نسبت است۔ وَنَعْمَ الْإِنْتِسَابُ۔ این گونه اشتیاق زیارت مبارکہ و بیان حقائق و معارف و استخراج این گونه مادہ تاریخی درین سن و سال یکے از نوادر روزگار است۔ والحقیقۃ لما قالہا سَعْدِی الشیرازی رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ۔

این سعادت بہ زورِ بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ
امرے کہ شوقِ حضرت ایشان را تیز تر کرد آن وجود استادِ اکمل و مربیِ افضل حضرت مولانا سید حبیب الرحمن رَزْوَلَوِی ہاجر رَحِمَہُ اللہ وَرَضِیَ عنہ بود۔ وقتے کہ آتشِ شوق و محبتِ حضرت مولانا تیزی شد از اَصْدَافِ قلبِ مبارک و رَزِ مخزنہ برآمده بہ صورتِ اشعارِ آبدار بر صفحاتِ قرطاس جلوہ می نمود۔ گفتہ اند۔

إِنِّی لَحَبِیبٌ وَآرِی الشُّوقَ شَدِیدًا مَنْ یَذُنُّ مِنَ الْحُبِّ یَرِی الصَّبْرَ بَعِیدًا
لَا سَلْوَةَ بَلْ أَطْلُبُ فِی الْوَصْلِ مَزِیدًا أَبْخواب سے تسکین نہیں ہوتی ہے شہیدا

بیداری میں مولانا مجھے دکھلائے مدینہ

وچیزے از کلام ایشان سابقاً گزشتہ است۔ از توجہ استادِ کامل استعدادِ حضرت ایشان جلائیات و بہ عربی و فارسی دُرود و اشعارِ آبدار می گفتند۔ و این شوق تا آن زمان حضرت ایشان را بود کہ کاملًا متوجہ بہ علمِ باطن نہ شدہ بودند (ای تا اواخرِ عقدِ دوم از عمرِ مبارک) در سالِ ہزار و دویست و ہشتاد و نہ از دہلی جناب اشرف علی شرفِ خاں حضرت ایشان بہ مکہ مکرمہ رسید و آن جناب شوقِ شاعری داشت بمصرعے طرح کرد کہ بہ این وزن و قافیہ در دیف غزلے بگوئید و خود خال مکرم نیز بر آن مصرعے غزلے گفت۔ حضرت ایشان فرمائش حضرت خاں را بہ انجام رسانیدند و غزلے گفتند۔ دران ایام حضرت مولانا حبیب الرحمن بہ دیارِ حبیب صلوات اللہ و سلامہ علیہ رفتہ بودند حضرت ایشان غزل خود را با عریضہ نزد حضرت مولانا بہ طابہ طیبہ برائے اصلاح فرستادند عریضہ حضرت ایشان بہ فارسی است و غزل بہ اردو۔ عاجز آن عریضہ را نقل می کنند تا اظہارِ حقیقت شود۔ نوشتہ اند "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از ابوالخیر عبداللہ احمدی بہ خدمتِ شریف جناب مولوی صاحبِ عمدۃ العلماء العظام و قدوة الفضلاء الکرام سیدی و مولائی حضرت شیخ حبیب الرحمن صاحبِ مَتَّعَ اللہ المسلمین بطول بقائکم۔ آداب و تسلیم از ربیہ نامہ نگاری می نہایم و عرضِ ضروری بہ سمعِ شریف می رسانم۔ مدتے است کہ از احوالِ گرامی اطلاعی ندارم و بدین سبب از بس پریشان و بے قرارم۔ غالب گوید یہ

وعدہ آنے کا دفا کیجیہ یہ کیا اندھیر ہے تم نے کیوں سوچی ہے میرے گھر کی دہانی مجھے
(اے ایفائے وعدہ آمد خود کنید این ستم است کہ مرا برنگہداشت و حفاظت دروازہ خودم مقتر کر دہ اید)
مکر رآن کہ عرصہ چند روزی گزر د کہ جناب مامون (بہ اُردو خال را گویند) اشرف علی صاحب از دہلی تشریف
آوردہ اند، وہ سبب موزونی طبع و اقامت دہلی و الفیت شعرائے آنجا گاہے بہ فکر شعر ہم می پروازند بسیار
خوب می گویند، پری شب مصرع طرح فرمودند و بندہ را ہم از سر نو تحریک شعر گوئی کردند، بہ موجب
گفتن ایشان غزلے گفتہ ام و بہ خدمت سامی بہ جہت اصلاح می فرستم۔ مرجو کہ بہ نظر اصلاح دیدہ
و اصلاح دادہ ہمراہ این عریضہ بہ فقیر ارسال فرمایند و این امر از عنایات آن قبلہ حاجات بعید نیست
و غزل مامون صاحب کہ فی البدیہہ نوشتہ اند نیز می فرستم زیادہ حرادوب۔ از حضرت والد روحی فدائے
بہ خدمت سامی سلام مسنون رسیدہ باد۔ تحریر بہ ستم شوال ۱۲۸۹ھ۔

الجنا ب المکرم العزیز الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ
جواب حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وقد وصل منکم کتاب مشعر لصحتکم و

سلامتکم فالحمد للہ علی ذلک، والاشعار التي انشأتموها، تأملتها وأمعنت النظر فيها فلم أجدها
ما يلزم تغييره ولا وجدت عندي لفظاً احسن من الفاظكم حتى اضعه مكان الفاظكم، غير ان
لفظة "دم به دم" مكان "دن به دن" في قولكم "دن به دن جوش جنون اور تر تری پر ہے" علی ما یظہر ہر لی
احسن والنسب، لان الباء لفظہ فارسیۃ وہی حرف، والحرف مع الاسم بمنزلة كلمة واحدة في
وقوعها بعد التركيب احد طرفي الكلام وعدمه قبل انضمام الاسم الى الحرف، بخلاف الاسم فانه
مستقل فتركبها مع اللفظ الفارسي دون الهندي احسن، ولفظة "دن" ہندیۃ وكلمة "دم"
فارسیۃ۔ والسطر التالی "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" یحتاج فیہ لفظ "لایا ہے" الی تذکر لفظہ
"تیر" فما الشاهد فی ذلک هذا وسلموا لنا علی الوالد الما جد و علی کل من یسأل عنا و اقرأوا
للمکرم العزیز الشیخ اشرف علی جزیل السلام وقد تأملت کلامہ وانشادہ فوجدتہ کلاماً حسناً و
شعراً مستحسنّاً یدل علی مصاحبته لشعراء الهند ومجالسته للفصحاء والأدباء كما یرشد ذلک الی
حسن اخلاقہ وتواضعہ، وکل منکم مغتنم فی مثل هذا الزمن والسلام ختام۔

ضمیمہ جواب۔ الجنا ب المکرم العزیز المحترم سیدی الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ
اللہ تعالیٰ وبعد مزید السلام والتعجیۃ والاکرام فقد وصل الینا کتابکم وشرفنا الذین خطابکم
وقد تأملت الأشعار التي انشدتموניהا من نتائج افکارکم فلم أجدها شیئاً یحتاج الی التغییر

سوی موضعین او ثلاثة فنبهتكم عليه في الورقة التي ستلقونها في طي هذا الكتاب وقد طلب
منی بعض الناس من الحاضرين عند وصول کتابکم نسخه من اشعارکم فاعتذرت اليه وفلت
اصبر حتى يرسل لك صاحب الاشعار فان شئتم فارسلوا الينا بنسخة منها والسلام عليكم وعلى
من لديكم لاسيما محمد يوسف ان كان قد قدم عليكم من المدينة المنورة وسلموا لنا على جناب
الوالد الماجد وكل من يسأل عتاً. والسلام. يوم السبت ٤ في ذي القعدة ١٢٨٩ هـ يعني جناب
مكرم عزيز شيخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ سلام ورحمت خدا بر شما باد۔ مکتوب شما کہ مشعر بہ صحت سلامتی
شما بود رسید پس حمد است مر خدا را برین امر۔ و در آن اشعار کہ شما گفته اید فکر و نظر دقیق کردم و چیز
نہ یافتیم کہ تغیر آن لازم باشد و نہ از الفاظ مستعملہ شبہ لفظی خوب تر یافتیم کہ رد و بدل کنیم، البتہ شما گفته
اید "دن بہ دن۔ الخ" و "لفظ ہندی است۔ و" بہ "حرف فارسی است و حرف چون با اسم منضم
می شود بہ منزل یک کلمہ می شود۔ بنا برین نزد من "دم بہ دم" گفتن انسب است از دن بہ دن زیرا
کہ کلمہ دم فارسیہ است و در سطرے کہ متصل باین سطر واقع است گفته اید "رنگ لایا ہے عجب قید
سلاسل قاتل" لفظ قید بہ زبان اردو مؤنث است۔ شما فعل را کہ "لایا" است مذکر آورده اید باید
کہ فعل مؤنث بود۔ لہذا "لانی ہے" باید گفت، چہ برائے تذکیر ضرورت است کہ شاہد بود و شما
شاہد نہ دارید، و سلام من بہ والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ استفسار از من کند برسانید۔ و بہ مکرم عزیز شیخ
اشرف علی سلام فراوان از من برسانید۔ من در اشعار ایشان خوب نظر کردم۔ کلامش خوب و شعرش
پسندیدہ است و ظاہر می شود کہ ایشان با شعراء و فصحاء و ادبائے ہند صحبتہا داشتہ اند و نیز دلالت
بر حسن اخلاق و تواضع ایشان می کند۔ ہر یک از شما درین زمانہ مغتنم است۔ و ختام بر سلام است۔
(ضمیمہ جواب) جناب مکرم عزیز محترم سیدی شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از فرید سلام و تحیہ و
اکرام مطالعہ نمایند مکتوب شما بہ ما رسید و خطاب لذیذ شما ما را شرف داد۔ اشعارے کہ از نتائج افکار
شما است بہ مطالعہ ما درآمد، بہ جز دو یا سہ جائے کہ بیانش در ورقہ دیگر شدہ چیزے قابل تغیر نیست۔
و تئیکہ مکتوب شما رسید از حاضرین مجلس بعض افراد نقل اشعار از من طلب کردند۔ من عذر کردم و گفتم
کہ صبر کنید تا وقتی کہ صاحب اشعار برائے شما نقل ارسال کند۔ لہذا اگر رضائے شما باشد یک نقل
این جا ارسال کنید۔ و بر شما و بر آن کسان کہ نزد شما باشند علی الخصوص بر شیخ محمد یوسف اگر از مدینہ منورہ
نزد شما رسیدہ باشد، و بر جناب والد ماجد و بر ہر آن کس کہ از من استفسار کند، سلام باد و السلام چہام
ذی القعدہ ١٢٨٩ هـ۔ ۱۔ از مکتوب حضرت ایشان و از جواب حضرت مولانا اظہار چند امور شدہ کہ آن

وقت حضرت ایشان ہفدہ سالہ بودند وثوق شعر گوئی کم شدہ بود۔ لایرضاء الحال المکرم غزلے گفتند۔
 ۲ حضرت ایشان در شعر گوئی از حضرت مولانا اصلاح می گرفتند و در استاد و تلمیذ الفت و محبت تمام بود
 و مع ہذا ہر یک مراعات احوال دیگر را بہ وجہ تمام می کرد و حضرت ایشان کلام خود را بہ ہر کس نہ می دادند و
 غزلے کہ برائے اصلاح بہ حضرت مولانا ارسال کردہ اند۔ بعد الاصلاح طلب کردہ اند۔ از مطالعہ اوراق قدیمہ
 عاجز بہ این نتیجہ رسیدہ است کہ شعر گوئی در اول عقد دوم پیدا شد و تا آخر عقد بہ کمال و اتمام رسید۔ حضرت
 ایشان بہ امور یقینیہ باقیہ و احوال مبارکہ باطنیہ مصروف شدہ اند۔ بارے در کوٹہ بلوچستان بہ عاجز گفتند
 ”روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد را نشستی یا قسیم چون از تحیہ سلام و تقبیل
 ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان فرمودند، برخوردار وقت کار ہمین روز ہا است باید کہ علم آبار و اجارہ
 خود را حاصل کنی، بعد از ان روز ہمہ تن مشغول بہ امر باطن شدیم حضرت والد ماجد اگر بہ جائے می رفتند
 مخلصین از ایشان استفسار می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند حضرت ایشان می فرمودند کہ مصروف بہ
 کسب علم باطن ہستند“ و معمول حضرت ایشان بود کہ واردات شعریہ، خود را بر اوراق سادہ در مجلدات
 کتب می نوشتند۔ و این تحریرات تا سال ہزار و سہ صد و بست و چہار محفوظ بود۔ در ہمین سال منشی عزیز الدین
 ساکن صدر بازار میرٹھ کتاب ہائے حضرت ایشان را از مکہ مکرمہ آورد۔ و حضرت ایشان بہ شیخ غلام احمد
 ہانسوی و منشی حسین علی دہلوی و مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی میرٹھی فرمودند کہ کتاب ہا را ترتیب
 دہند و بہ حفاظت در کتب خانہ بنہند۔ منشی حسین علی رحمہ اللہ بہ عاجز بیان کرد کہ از وادین و فن ادب
 و شعر و حکایت، بیچ مجلدے از کلام حضرت ایشان خالی نہ بود۔ حضرت ایشان صباحاً و آفتاباً نہ بیرن
 تشریف می آوردند و من یک یک کتاب را در حضور ایشان پیش می کردم، ملاحظہ کردہ می فرمودند کہ
 این مجلد را در فلان فن نہید۔ و بہ دوران این ملاحظہ ہر جا کہ اشعار خود را می یافتند آن اوراق را از
 مجلد جدا کردہ پارہ پارہ می کردند اگر آن کلام ضائع نہ شدے، مجلد ضخیم از کلام حضرت ایشان ترتیب
 یافتے۔ ام۔ تا یہ کلام منشی حسین علی رحمہ اللہ از عبارت کتاب ”سیر الکاملین“ می شود۔ نوشتہ اند۔ ”در
 جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم
 می کنند“ و فرزند حضرت عم اکبر کہ حضرت شاہ محمد معصوم اند و زکریا السعیدین نوشتہ اند (بہ اردو) قرآن
 مجید حفظ کردہ علوم مروجہ را از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی
 وغیرہ خواندہ اند۔ در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و شعر خوب می گویند۔ الخ۔
 اتفاق است کہ یک بیاض از حضرت ایشان بہ جائے بماند و آن بہ دست عاجز رسید، این بیاض

مشمول است بر پنجاه و هشت غزل کامل و یک غزل ناقص و در خمسة از کلام اردو و یک غزل فارسی حضرت
ایشان در سال هزار و دویست و نود و هشت سه قطعه پانچ و تارخ وفات حضرت والد ماجد خود به فارسی
گفته اند. دو قطعه را در آن ایام حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی نوشته بود و از ایشان به عاجز رسید و یک قطعه
بر کاغذی به صورت مسوده است و معلوم می شود که ناتمام است. ابتداءً آن قطعه از نور لمعات احمدیاء
است. از اشعار عربی یک شعر هم یافته شد. و آن چه از اشعار عربی یا بعض ابیات فارسی یا سه شجرات به
اردو نظم کرده اند آن همه از دور آخر است که به طریق مناجات و دعا گفته اند. در کلام دور اول و دور آخر
فرق بین موجود است. ناظرین از غزل فارسی و قطعات تاریخ حضرت والد ماجد و از باقی اشعار دریافت
خواهند کرد. عاجز لَشْرَافَةِ الْعَرَبِيَّيْنِ اَوَّلًا کلام عربی را و باز کلام فارسی را می نویسد.

کلام عربی

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يُخَيِّى وَيُفْنِي لَهُ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ فِي الْخَلَاءِ وَفِي الْمَلَا	سِوَى اللَّهِ رَبِّى خَالِقِ السَّفَلِ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ الْخَلْقِ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ مُفْضَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ قَطُّ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى الْخَلْقِ قَهَّارًا مُمِيتًا لَهُ الْعَلَا
رِقَابَ جَمِيعِ الْخَلْقِ ذَاتِ مَنْ عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ ذُو الْعَلَا
لَقَدْ جَعَلَ الصِّغَارَ لِمَنْ عَصَى	وَعِزًّا كَرِيمًا لِلْمُطِيعِ مُوَضَّلَا
وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ	رِضَا نَفْسِهِ حَمْدًا أَكْثَرًا مُكْمَلَا
عَلَا جَدُّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَحْدَهُ	سَمَّا فَجَدُّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلَا
وَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ	وَعِيسَى وَمُوسَى وَالْخَلِيلِ أَبِي الْمَلَا
سَنِي صَلَوةِ اللَّهِ ثُمَّ سَلَامُهُ	عَلَى كُلِّهِمْ وَالصَّالِحِينَ وَمَنْ تَلَا
كَمَا يَرْزُقُهُ رَبُّنَا وَيَجِبُهُ	بِعِلْمِ السَّمَاوَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الْعَلَا
أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ	وَأَدْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَدَلِّلَا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَغَفْلَتِي	وَأَدْعُوكَ رَبِّى خَاضِعًا مُتَدَلِّلَا
خَتَانِيكَ قُلُوبِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي	لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدٍ.....	سِدِّكَ الْمُذْنِبُ الرَّاجِي مَعَ الْحَلَلِ الْحَلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ وَالِدُهُ عَمَرُ	هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ نَيْرِي أَفْقِي الْعَلَا

بنوہ بلالؓ ثم زیدؓ وسالمؓ
وفی والدیہم ثم فی اخواتہم
وللذین وفقہم وللعلم والتقی
واعندک رب اجعل لہم مقعدا برضا
ناہی وثبت قلوب المسلمین جمیعہم
فیا رب بارک فیہموا متفقہا
وعاف جمیعا واعف عنہم وفضلا
واورثہم القرآن والکتاب العلا
وحسن ما یرئو ثم زلفی وجملا
علی الذین واصرف عنہم السوء والبلأ

وقال

یا غیاثی وخیر ملتحذ
عافنی رب واعف عن ذنوب
طہر العبد من خطایاہ
برضا اللہ عذت من سخطہ
وبعفو العفو عذت تقی
وبذل اعوذ من سخطہ
ومن اسخاطہ اعوذ بہ
بمعافاتہ اعوذ تقی
لیس لی من یغیث من احد
هل مغیث سواک من احد
آمن انی رب روعتی واستر
سبقت رحمתי علی غضبی
حسبی اللہ فی الحیات وفی
وحسائی ووزن اعمالی
واذا ما صیفتی نشرت
وهو نعم الوکیل یکلونی
وعن الذین لا تزل قدمی
وارض عني رضا بلا سخط
وارحم ابنائی الثلاث بلا

لیس لی من یغیث من احد
وخطایای نقی بالبرد
ومعاصیہ رب بالبرد
فاعدنی بلطفک الابد
من عقوباتہ الی الابد
برضاہ المعین للفسد
وعقوباتہ الی الابد
من عقوبات ما جنتہ ید
الغیاث الغیاث یا احد
انت غوثی وخیر ملتحذ
غورتی یا مؤمن العبد
قولک الحق ثابت السند
سکرات السمات واللحد
وقیامی لربی الاحد
واذا ما سئلت عن لدام
فی نہاری ولیلتی وغدا
واقبل عثرتی وخذ بیدي
وعن الوالدین والولید
لا وزیداً وسالمآ ولد

أَخَوَاتُ وَوَالِدَانِ لَهُمْ فَأَحْفَظِ الْكُلَّ رَبِّ مِنْ نَكَدِ
وَالْأُلَى أَحْسِنُوا إِلَيَّ عَلَى سُوءِي أَحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَأَجِدْ
وَالْأُلَى أَحْسِنُوا إِلَيَّ مِنْ أَسَا بَارِكْ أَيُّ رَبِّ فِيهِمْ وَأَزِدْ
وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا وَاهْدِنَا فِي مَنْ اهْتَدَى وَهْدُ

المتفرقات

وَاللَّهِ بِسِتْرِهِ سَتَرَهُ وَبِخَيْرٍ وَرَحْمَةٍ ذَكَرَهُ
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مَغْفِرَةً وَقِنَا مِنْ عَذَابِكَ الصَّعْدَ
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَرِّجَ اللَّهُ كُرْبَتَهُ وَيُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ فَلْيَنْظُرْ مُعْسِرًا وَلْيَذَرَهُ
جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْخَلْقِ عَنَّا مُحَمَّدًا إِمَامَ هُدَايِ الْخَلْقِ مَا هُوَ أَهْلُهُ
وَصَلَّى عَلَيْهِ بِالسَّلَامِ مُبَارَكًا كَذَ الْأَلِّ وَالْأَصْحَابِ طَرَادَ أَهْلُهُ
جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدًا نَبِيَّ الْهُدَى عَنَّا بِمَا هُوَ أَهْلُهُ
وَكُلُّ النَّبِيِّينَ الْكَرَامِ وَرَهْطِهِمْ وَخَاتَمِهِمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ
وَصَلَّى عَلَيْهِ وَالنَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ وَاتِّبَاعُهُمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ
وَأَمِنْ رَوْعَاتِ الْأَلَى آمَنُوا بِهِمْ وَزَيْدَ عَلَيْهِمْ فَضْلُ رَبِّي وَأَهْلُهُ
يَا رَبِّ عَافِيَةً لِأَمِّ بِلَالٍ بِمُحَمَّدٍ وَبِصَحْبِهِ وَبِأَلِّ
وَبِالْإِسْمِ الْأَعْظَمِ بَلِّ بِكُلِّ سَمٍّ أَلَى لِلَّهِ فِي تَنْزِيلِهِ الْمُتَعَالِ
ظَهَرَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ خَيْرُ الْوَرَى صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ مَا سَارِ سَرَى
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الْأَمْرَ حَمَا مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا
حَبُّهُ اللَّهُ رَبُّهُ وَكَفَى وَفَحَا عَنْهُ ذَنْبَهُ وَعَفَى
شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلدَّائِنِ وَعَفَى عَنْهُ ذَنْبَهُ آمِينَ

کلام فارسی

حرفی که ازان دهن برآید در لیست که از عدن برآید
بدست چو آن سمن برآید فریاد ز انجمن برآید
در جلوه گری خرام نازت نسرین دود سمن برآید
در دل نگه تو مست خواب است وز دیده نفس زتن برآید

خط حلقہ بگوش روئے یار است
گل کرد عشق خط آخر
مردیم و نہ مرد آتش عشق
در سینہ ہمین خلد ہمانا
در ظلِ عمر اگر رود خیر
از پنجہ اہرمن برآید
ایں سبزہ کے از چمن برآید
از خاکم بوئے عنبر آید
دور دلم از کفن برآید
خارے کہ ز پائے من برآید
از پنجہ اہرمن برآید

متفرقات

در تولد باغ کوئٹہ بعد از نماز شام در حالے گفتند

امام اہل دینی یا محمد
طواف می کند اہل سادات
بہ درگاہت نیاز اہل عالم
نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
گر کنی نبتم بہ آن در فیض
در کنی زین اضافہ فی الجملہ
در شجرہ شریفہ منظومہ مولانا خالد کردی اضافہ کردہ اند
بہ ذوق و شوق آن دلدادہ حق
بہ آن عیسیٰ دم و احمد جمالے
امام و مرشد عالم محمد
ز عرفان عین و از مقصودیم است
ابوالنخیر گنہ گار محقق
تو عبد اللہ ابوالنخیر حزین را
کہ شد احمد سعید اسمش محقق
بہ چرخ معرفت بدر الکمالے
عمر کردے طریقت شد مجدد
در آخر اول اسم رحیم است
کنہ عرض اے کریم بندہ پرور
مع الاولاد ملحق کن بہ آبا

مخلصین را باید کہ گویند

بہ حق مرشد یارب ابوالنخیر عارف کامل
بہ غوث زمان ہادی راہ دین
آن کہ شرش زیادہ از خیر است
نام ابوالنخیر و کارشتر و بدی
غلام درگاہ اویم من مسکین بہ جان دل
محمد عمر مرشد سالکین
خاک پائے عمر ابوالنخیر است
سالک راہ کبرد بے خردی

لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ الْغِيَاثُ الْغِيَاثُ يَا صَمَدِي

محتویات مجموعہ وظیفہ را نظم کرده اند

کہف و یاسین و فتح و واقعہ ہم ملک و منزلت است و پارہ عم

باز کبریت احمد و اوراد بردہ و ورد و عصر و چیل ارشاد

بر مصرعہ "این خانہ تمام آفتاب است" سہ مصاریع گفتہ اند

۱ دیوار و در و بام آفتاب است ۲ از نور خدا است کعبہ معمور

۳ عکس رُخ تست در دل من

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم

گفت سال رحلتش خیر حزین خلد را ماوے او کن اے کریم

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم نور افزائے جنان گردید با صدا احترام

گفت رضوان از پے ضبط سنین رحلتش جنت المادوی شدہ ماوے آن عالی مقام

۱ ۲ ۳ ۴ ۵

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان کہ مرشد حرم و ہادی طلیقت بود

دوم ز ماہ محرم صبح یکشنبہ وداع خلق و لقائے حق اختیار نمود

برائے سال وصالش بہ خیر گفت "عمر" مکیں مقعد صدقت "ہاتف مسعود

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

محمد عمر آسمان پالنگاہ منور ز خاک درش مہر و ماہ

مؤدب بہ آداب ختم رسل مہذب بہ اوصاف مردانِ راہ

شبہ آلف را بود نخت جگر ہم احرار را بود نور نگاہ

ز فونش نہ گرید چرا عالے کہ غوث جہان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محترم لقب دوم بود یکشنبہ و صبح گاہ

بکن ماتم اے نسبت احمدی کزین خاکدان مونس تفت آہ

کہ فرقی تو زین مرگ شد بے کلاه
کہ فرزند تو رفت نزدِ الہ
زماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ
کہ پتر مُرد از صرصر دہر آہ
بہ حالِ من خستہ دل یک نگاہ
نہ سنجید نگینِ سلیمان بہ کاہ
صَدِیْحِ کَرِیْمِ وَمَا قَدْ حَوَّاه
وَصَدِیقِہِ وَكَذَّامُ تَضَّاه
بِہِمَّ وَبِأَصْحَابِہِمَّ مُنْتَمَہ
وَمَنْ حَلَّ فِي الْقَبْرِ رُوحِی فِدَاہ
بمردند شاہِ حقیقت پناہ

ایضاً

شمعِ مشکاتِ نقش بندان
از ظلِ تومی گریخت شیطان
مرآتِ جمالِ ذاتِ یزدان
عدلِ عمر و حیاتِ عثمان
مردانہ سپردی جان بہ جانان
جمعیتِ ذکر شد پریشان
صد زخم بہ ہر سرے نمایان
افسوس قتاد برجِ عرفان

۸ ۹ ۳ ۲ ۱

تاریخ طبع کتاب "خمسة کوکب"

از پلے تا بید مذہب طبع شد
خمسة مطبوع کوکب طبع شد

۳ ۶ ۱۲ = ۳ ۹ ۲ ۱

بیا معرفت گریہ کن بر سرش
کجائی کجا روح پاک سعید
مگر کشتہ شد شمع دین کز غمش
گلے بود در گلشنِ نقش بند
خدارا کن اے نور چشم سعید
کہ مستِ نگاہِ خدا بین تو
هَلُمُّوا اِجْبَای نَنْظُرَ الٰی
مِنَ الْاَنْوَارِ اَحْمَدَ خَيْرِ الْوَرٰی
وَاسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ
بَنَفْسِی فِدَاکَ مِنْ مَدْفِنِ
بگو خیر تاریخ این صدمہ ہائے

نورِ لمعاتِ احمدیان
بودی چو ستمی شاہِ فاروق
اے نورِ مجسمِ الہی
نورِ نبوی صفائے صدیق
پروانہ نمط بہ شمعِ محفل
آئینہ فکر شد مکرر
صد داغ بہ ہر دلی است مضمحل
تاریخ وصال گفت ہاتف

خمسة چون پنجہ رنگین یار
خیر سالش بازبانِ لال گفت

+ ۳۰

تاریخ ولادت برخوردار محمد یوسف فرزند قدرت اللہ

جناب حق پسرے داد قدرت اللہ را
کاز بیاض جبینش عیان سعادت اوست
چون جلوہ داد ز کتم عدم پس از یعقوب
غلام یوسف نکی - سن ولادت اوست

۱۲۹۷ م

تاریخ تعمیر مسجد شریف خالقہ ارشاد پناہ

تعالی اللہ عجب مسجد بناشد
کہ شد اسلام راز و رونق تام
رقم زرخیر تاریخ بنایش
عبادت خانہ پاکیزہ اسلام

۱۰۳۱ م

تاریخ تولد برخوردار حضرت زید بن عبد اللہ بن عمر سلمہ اللہ

حضرت زید ابن عبد اللہ فرزند عمر
بوالحسن عبد الغنی - سال میلادش بگو
ایضاً

۱۲۳۱ م

سال میلاد زید شیخ جهان شد - محمد بشارت الرحمن

تمام شد کلام عربی و فارسی کہ بہ دست عاجز رسیدہ - والحمد للہ اولاد آخراً والصلوة
والسلام علی سید محمد وآلہ وصحبہ دائماً و سرمداً -

فصلِ ہفتم

در

بیانِ سلاسلِ سبُعہ مبارکہ

جد امجد بزرگوار حضرت ابوالسعادات شاہ محمد عمر قدس اللہ سرہ سلاسلِ سبُعہ مبارکہ را نظم فرمودہ اند۔ سلاسلِ ثلاثہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ۔ را ہم بہ تفصیل نظم فرمودہ اند و ہم بہ اختصار عاجز شجراتِ مختصرہ را بعد از نثر ذکر می کنند۔ حضرت جد امجد تا بابائے دوم سلاسلِ مبارکہ را ذکر کردہ اند عاجز در شعر آخر از ہر شجرہ مبارکہ تغیر کردہ۔ اسم مبارک حضرت ایشان د اسم مبارک سیدی الوالد قدس اللہ سرہ را ہما ذکر کردہ است۔

۱۔ شجرہ نقشبندیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قاسم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالعلی فارمدی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی لامینتی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بابا ستماسی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخي رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ خواجگی اُمکنگی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 شجرہ منظومہ نقشبندیہ

علیہ الصلاۃ وعلیہ السلام
 بہ سلمان دگر صاحبِ مصطفیٰ
 دگر جعفر صادق ذی نسب
 دگر ابوالحسن زہر ہر مرید
 دگر خواجہ یوسف شہِ اتقیا

الہی بہ حق شہِ خاص و عام
 ابوبکر صدیق ظلِ خدا
 الہی بہ آن قاسم فیض رب
 شہِ عارفان خواجہ بایزید
 بہ آن خواجہ بوعلی رہنما

بہ آن عبدِ خالقِ مُعلّٰی نظر
 بہ آن خواجہ محمودِ سی شاعر
 بہ آن خواجہ بابا شہ با کمال
 بہ مُشکل کُشا داروئے دروہند
 الہی بہ یعقوبِ چرخِ مقام
 بہ آن خواجہ زاہدِ با صفا
 بہ آن حضرتِ خواجگی بانیاز
 بہ حقِ مُجددِ مُقدس جناب
 بہ آن شاہِ معصومِ عالی مقام
 بہ نورِ محمد شریفِ النسب
 بہ قطبِ جہان شہ غلامِ علی
 بہ آن دُرّ شہوارِ دریائے نور
 حبیبِ خدا شاہِ احمد سعید
 بہ آن آفتابِ حرمِ شہِ عمر
 الہی بکنِ رحم و عرفان بدہ
 بکنِ عفویارِ گناہانِ من
 درین دارِ ناپائدارِ این تباہ
 ز بارِ گناہانِ بُک دوش کُن
 چنان اے خدا از خودی و اربان
 دگر خواجہ عارفِ راہبر
 دگر شد عزیزانِ علی نامدار
 دگر بحرِ عرفانِ امیرِ کلال
 امامِ الطریقہ شہِ نقشبند
 دگر شاہِ احرارِ ناصرِ امام
 دگر خواجہ درویشِ بحرِ عطا
 دگر باقیِ باللہ دانائے راز
 کہ گشت از وجودش جہاں فیضیاب
 دگر سیفِ دینِ قبلہ خاص و عام
 دگر جانِ جانانِ منظرِ لَقَب
 دگر حضرتِ بوسعیدِ ولی
 بہ آن لعلِ یکتائے کانِ سرور
 کہ چشمش سوی اللہ کس را نہ دید
 ابوالخیرِ قطبِ جہانِ سر بہ سر
 مرا نسبتِ این عزیزانِ بدہ
 کہ از حدِ گزشت است عصیانِ من
 نہ کردست کارے بغیر از گناہ
 بہ جامِ محبتِ تو مدہوش کُن
 کہ ہرگز نہ ماند ز بودم نشان

۲۔ شجرۂ قادریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ

- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد باقر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت علی رضا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بستی سقطی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد یمنی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالفتح یوسف طرطوسی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوسعید مخزومی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شرف الدین قتال رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالوہاب رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید بہاء الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عقیل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن اول رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن ثانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شاہ فیض رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ کمال کنتھلی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ سکندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستنامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ قادریہ

بہ حق احمد مرسل علی شبیر و آن شہر
 امام موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا ہادی
 شہ بوبکر شبلی پس جناب عبد واحد شاہ
 بہ حق ابوسعید وغوث سبحانی محی الدین
 بہ سید عبد وہاب و بہار الدین عقیل ارشد
 بہ شمس الدین عارف پس گدار حملن با توقیر
 مجدد الف ثانی شیخ احمد مرشد عالم
 بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ رہبر
 بہ آن حضرت عمر پس شہ ابوالخیر رفیع الشان
 بہ زین العابدین حضرت امام باقر و جعفر
 بہ معروف و بہ سہری و جنید آن قطب بغدادی
 بہ خواجہ ابوالفرح طوسی و آن ابوالحسن آگاہ
 بہ شاہ عبد رزاق بہ شرف الدین مولیٰ بین
 بہ شمس الدین گدار حملن پور ابوالحسن ازہد
 فضیل رہبر و شاہ کمال و شہ سکندر پیر
 سعید عسکر و ہم عبد الأحد پس شیخ عابد ہم
 بہ شاہ ابوسعید و مرشد ہم احمد سعید النور
 بہ حق این عزیزان کن دل تاریک روشن

۳۔ شجرہ چشتیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابراہیم بن اڈہم رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت حذیفہ مرقش رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت ہبیرہ بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت اسحاق علودینوری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت ابواحمد ابدال ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت ابو محمد ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابویوسف ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت مودود ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حاجی شریف زندانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت معین الدین حسن سنجر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت فرید الدین گنج شکر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

نظامیہ

ازیں جاو و شعبہ شدہ

صابریہ

- | | |
|---|--|
| ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سلطان نظام الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم علی صابر رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت نصیر الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین ترک رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین پانی پتی رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالحق رذولوی رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید ابوالحسن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ |

درین جا ہر دو شعبہ مجتمع شدند

- ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستنامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ

شجرہ منظومہ چشتیہ

یا الہی از طفیل شافع روز جزا
 عبد واحد پور زید و شہ فضل بن عیاض
 پس مہیرہ خواجہ مشار و ابواسحاق پیر
 خواجہ مؤدود و دیگر حاجی شریف ندنی
 پس علی شیر خدا و آن حسن پیر ہدا
 شیخ ابراہیم آدم پس حذیفہ رہنا
 بو محمد چشتی و بو احمد و یوسف ضیا
 خواجہ عثمان و معین الدین حسن غوث فرا

صابریہ — دو شعبہ — نظامیہ

۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر
 حضرت صابر علی و شمس دین با خدا
 ۶ شہ جلال الدین کبیر و شیخ عبدالحق دلی
 شیخ احمد عارف و عارف محمد بے ریا
 ۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر
 شہ نظام اولیاء آن نصیر اصفا
 ۶ پس محمد حضرت گیسو دراز و صد دین
 بندگی ابن حکیم و شاہ قاسم با خدا

این جایک شده

- ۷- عبد القدوس ولی و شاه رکن الدین دگر
 ۸- خازن الرحمہ سعید و شاہ گل عبدالاحد
 ۹- شاہ عبداللہ و حضرت بوسعید احمدی
 ۱۰- حضرت شاہ عمر شاہ ابوالخیر ولی
 شاہ مخدوم و مجدد قبلہ ہر دوسرا
 شیخ عابد قبلہ و منظر حبیب کبریا
 قطب عالم مرشد م احمد سعید حق نما
 آن چہ دادی این بزرگان را بے عجز کن عطا

۴- شجرہ سہروردیہ

- ۱- الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۲- الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 ۳- الہی بہ حرمت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۴- الہی بہ حرمت حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۵- الہی بہ حرمت حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۶- الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۷- الہی بہ حرمت حضرت بستی سقطنی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۸- الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۹- الہی بہ حرمت حضرت مشاد دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۰- الہی بہ حرمت حضرت احمد اسود دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۱- الہی بہ حرمت حضرت محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۲- الہی بہ حرمت حضرت یار محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۳- الہی بہ حرمت حضرت عبداللہ عمّویہ رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۴- الہی بہ حرمت حضرت ابو حفص عمر وجیہ الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۵- الہی بہ حرمت حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۶- الہی بہ حرمت حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۷- الہی بہ حرمت حضرت بہار الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۸- الہی بہ حرمت حضرت صدر الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مبدھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ شہرِ وردیہ

بہ حق خاتمِ مرسل محمد شافعِ محشر
 حبیبِ مرشدِ داود طائی خواجہ معروف
 بہ خواجہ احمد اسود دگر شیخ محمد شاہ
 وجیہ الدین عبدالقادر حضرت ضیاء الدین
 بہار الدین ملتانی بہ صدر الدین و رکن الدین
 بہ مبدھن شاہ و درویش محمد ابن قاسم شاہ

جناب مرتضیٰ حضرت حسن بصری شہرِ رہبر
 بہ بستی و جنید قبلہ و مشاوشہ موصوف
 شہ یار محمد بعد آن شد شاہ عبداللہ
 دگر شیخ جہان حضرت شہاب الدین بامکین
 بہ مخدوم جہان گشت و بہ سید اجل حق بین
 شہ قدوس و رکن الدین و ہم عبدالاحد آگاہ

شہ عبداللہ رحمہ اللہ شیخ عابد ہادی اُمت
بہ شاہ بوسید احمد سعید آن منظر یزدان
بہ فضل خود کار سر وحدت بردلم بکشا

مجدد قطب ربانی سعید خازنِ رحمت
شہید جانِ جاناں و بہ عبد اللہ شہ دوران
عمر غوثِ جہان و شہ ابوالخیر است پیر ما

۵۔ شجرہ کبرویہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد باقر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت علی رضا رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سمری سقطی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوعلی رودباری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو علی کاتب رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوبکر نساخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت احمد غزالی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عمار یاسر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بابا کمال رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عطاء یا خالیدی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین فرغانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حمید الدین سمرقندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین جہان گشت رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت مبدھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منطومہ کبرویہ

بہ حق صاحبِ لولاک و ہم شاہِ نجف حیدر امام دین حسین و شاہ زین العابدین رہبر

محمد باقر ہادی، امام جعفر صادق
 شہ معروف کرخی باز ستری مرشد عالم
 بشیخ بوعلی کاتب ابو عثمان شہ مغرب
 شہ بو بکر نجاج و شہ احمد غزالی نیز
 شہ عمار و نجم الدین کبریٰ ہادی این راہ
 بہ شمس الدین فرغانی حمید الدین گرجوم
 بہ سید اجل رہبر بہ سید بدھن آن حق بین
 شہ عبد الواحد دیگر مجدد ہادی اُمت
 محمد عابد ہادی و حضرت منظر عالم
 محمد با عمر پس شہ ابو الخیر مبارک جان

مخفی نہ ماند کہ ورین شجرہ منظومہ و در شجرہ منظومہ مداریتہ و قلندریتہ بعد از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی
 نام حضرت شاہ ابوسعید ذکر نہ شدہ بلکہ نام حضرت شاہ احمد سعید ذکر کردہ شدہ و ہذا الاختصار چون کہ حضرت
 شاہ احمد سعید کسب سلوک از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی کردہ اند و خلافت نیز از آن حضرت یافتہ اند و ذکر
 حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم از وجہ برکت است ازین جہت جائز است کہ ذکر حضرت ایشان
 نہ کردہ شود۔

۶۔ شجرہ مداریتہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبداللہ علم بردار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت یحییٰ الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت عین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت طیفور شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت بدر الدین شاہ مدار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت بدھن بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت دوریش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- شجرہ منظومہ مداریہ

بہ حق اشرف المخلوق حضرت احمد آگاہ	شہ صدیق بو بکر و علم بردار عبداللہ
یمین الدین و عین الدین و طیفور این شامی	بدیع وقت بذالین مدار و مرشد این راہ
باجل شاہ و بدھن شاہ و درویش شہ قدوس	بہ رکن الدین ہم عبدالأحد و دیگر مجدد شاہ
سعید عصر ہم عبدالأحد و حدث شہ عابد	بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ فی جا
بہ شہ احمد سعید و شہ عمر شاہ ابوالخیر م	دلم راکن ز ستر خویشتن آگاہ یا اللہ

۷۔ شجرہ قلندرۃ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خضر رومی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت نجم الدین قلندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قطب الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد شاہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالسلام رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جاناں منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ قلندریہ

بہ حق احمد مختار وہم عبدالعزیز آگاہ
 بہ قطب الدین بینا دل محمد شاہ مولیٰ بین
 شہ عبدالاحد دیگر مجدد پس سعید النور
 بہ عبداللہ و شہ احمد سعید و شہ عمر ذی شان
 پروردگار از نسبت این بزرگواران سرشار فرماید و محبت و معرفت خویش عنایت کند۔
 عطا کن بہ عاجز تو عرفان خویش
 ز دنیا و ما فیہا آزاد کن
 تَمَّتِ السَّلَاسِلُ السَّبْعَةُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَعَلَى رَسُولِهِ الصَّلَاةُ وَالْطَّيِّبَةُ۔

فصل ہشتم

در

بیان علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال

حدیث و ضل آن مخدوم عالم مگر شاید بہ خونِ دل نویسم

امام ابوالعباس احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی در کتاب المواہب اللدنیۃ بالمعہ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ در اواخرِ فصل اول از مقصدِ عاشر نوشتہ و فی سنن ابن ماجہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ - اَیْہَا النَّاسُ اِنْ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ اَوْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَةٍ فَلِیْتَغَرَّ بِمُصِیْبَةٍ بٰی عَنِ الْمُصِیْبَةِ الَّتِیْ تُصِیْبُہُ بِغَیْرِیْ فَاِنْ اَحَدًا مِّنْ اَقَمْتِیْ لَنْ یَّصَابَ بِمُصِیْبَةٍ بَعْدِیْ اَشَدَّ عَلَیْہِ مِنْ مُّصِیْبَتِیْ - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرضِ وفاتِ خود فرمود - اگر از شما یان کسے را مصیبتے رسید پس وے بہ مصیبت من (ای مصیبتِ فراق من) از آن مصیبت کہ بہ وے رسیدہ عزّاحاصل کنہ چہ برائے اُمّت من از فراق و جدائی من ہیج مصیبت بیشتر نیست " حضرت حسن بصری چون روایتِ حدیثِ اُسْتَنْ حَتَّانَہِ می کرد می گریست می گفت - ہذہ خشبۃ تُحَنُّ اِلَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلِی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَانْتَمِ اَحَقُّ اَنْ تَشْتَاقُوْا اِلَیْہِ - این چوب است و برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہ و گریہ می کند - و شما یان احقّ ہستید کہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق باشید - و این ہم نوشتہ کہ ابوالجوزار اؤس بن عبد اللہ الرّبّعی المتوفی ۳۳۰ھ می گفت کہ از اہل مدینہ اگر یکے را مصیبتے می رسید فقایش آمدہ مصافحہ کردہ می گفت اے بندہ خدا تقوی گزین ، فَإِنَّ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُسْوَۃً حَسَنَۃً - و نوشتہ و بعجبنی قول القائل -

وَاعْلَمَ بِأَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُهُ مُخَلَّدٌ

إِضْیِرُّ لَکُلِّ مُصِیْبَةٍ رَّجَعَلَدٌ

تَوْبُ تَنْوُبُ الْیَوْمَ تَکْشِفُ فِیْ غَدٍ

وَإِضْیِرُّ کَمَا صَبَرَ الْکِرَامُ فَإِنَّهَا

فَاذْکُرْ مُصَابَاکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

وَإِذَا اَتَتْکَ مُصِیْبَةٌ تُشْجِیْ بِہَا

چون مصیبتے رسید صبر کن و در خود قوت برداشت پیدا کن و بدان کہ کسے ہم پائندہ نیست و باید کہ بہ رنگ برگزیدگان صبر کنی و بدانی کہ مصیبت بہ نوبتِ خود ہر یکے را رسیدنی است و مصیبتے کہ امروز رسیدہ است بہ فردایش نہ خواہد ماند پس ہر گاہ کہ مصیبت مؤلم بہ تو رسید مصابِ فراقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را یاد کن "

حضرت سیدی والدہ عند ارتحال والدہ الماجد قدّس اللہُ اسرارہما مکتوبے کہ بہ سیادت پناہ و معارف آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی قدس سرہ نوشتہ اند، چند سطر اولین آن برائے عاجز باعث تقویتِ جنّا است لہذا نقل می کند، "اللہ سبحانہ المنة والحمد والشکر علی ما انعم وعلی ما ابلی، ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ فوتِ چنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلمِ مرہمے و داروئے نہ دارد، می دانم کہ تالِبِ گور این داغِ منس من است، اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصویر صورتِ مبارک خورشیدی دارم، اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مَلْکًا وَّعَبُودَیْہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ بعد چندے ان شار اللہ دران عالم قدسوسی حاصل خواہد شد، والیکم الان بحديث العَلَلَةِ ثُمَّ الْاِرْتِحَالِ۔

علالت

در فصل اول تحت عنوان "اجازت یک قبر" گزشتہ کہ بہ روز جمعہ بست دوم جمادی الآخرہ نہم ماہ فروری کہ بستم از ماہ دلو بود قبیل العصر برائے تفریح برآمدند و اولاً بہ قیام گاہ امین الاسلام بنگالی رفتند و نماز شام آن جا خواندہ بہ عیادت داود احمد خان پسر نواب منزل اللہ خان علی گڑھی تشریف بردند و از آن جا تا ساعت ہشت بہ خانقاہ شریف رسیدند و این تفریح از آخرین تفریحات و این روز از ایام علالت اول روز بود چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند، برائے نمازِ خفتن بہ مسجد شریف تشریف بردند حضرت برادرِ کلان امامت کردند و حضرت ایشان از سنن فارغ شدہ بہ حرم سرا تشریف بردند و جبہ ہندی پنبہ دار را کشیدہ برائے حوائجِ ضروریہ بہ ... "بیت الرّاحہ" تشریف بردند چون کہ در بیت الرّاحہ سلک برق نہ رسیدہ بود لہذا حضرت ایشان با چراغ (الائین) تشریف بردند گما گانت عادۃ المبارکۃ۔ از روئے اتفاق عاجز در صحن خانہ استادہ بود کہ حضرت ایشان از بیت الرّاحہ برآمدند و نزو عاجز رسیدہ فرمودند "زید، ما حرارت داریم تو دست خود بر بدن مانہادہ بین" عاجز بر پشت مبارک حضرت ایشان بالائے پیرہن دست نہاد تا اندازہ حرارت بکند فرمودند بالائے پیرہن دست نہادی۔ باید کہ زیر پیرہن بر جسم دست نہی، چنان چہ عاجز بر جسد اطہر ایشان دست نہاد و وض کرد۔ البتہ قدرے حرارت محسوس می شود۔ در دست چپ حضرت ایشان چراغ بود۔ دست راست خود را بر شانہ چپ این عاجز نہادہ فرمودند "بیا کہ بیرون رویم" دران وقت بر تن مبارک حضرت پیرہن بود۔ خلافِ مُعتاد از دروازہ حرم سرا بیرون تشریف آوردند و از پاینِ محجر مبارک بہ جہتِ غرب رسیدہ بہ جہتِ شمال محجر شریف توقف نمودند۔ وہہ عاجز ارشاد کردند "زید این قطعہ زمین برائے شش قبر است۔ ما خاک این زمین را کندہ ایم۔ این جا قبرے نیست دبرائے خود و اولاد خود این قطعہ زمین را تجویز کردہ ایم۔ قبر مادر این جا ساختہ شود" حضرت ایشان

نزدِ کُنچِ شمالِ غربیِ محجر شریف استادہ بودند و با عاجز کلام می فرمودند۔ در والانِ مسجد شریف بہ اندازہ پنجابہ
 نفر از افغانستان و از ہندوستان حاضر بودند، ہدایتِ حضرت ایشان بود کہ ایشان را دیدہ کسے حرکت نہ کند
 لہذا ہمہ ساکت و خاموش بہ ادب نشستہ بودند۔ کَانَ عَلٰی رُؤْسِهِمُ الطَّيْرُ۔ مابینِ این جماعت شیخ غلام احمد
 ہانسوی رحمہ اللہ نیز بودہ۔ کہ مخلصِ قدیم و عاشقِ صادق و خدمتگارِ خصوصی حضرت ایشان و مزاج شناس بود۔
 ایشان بہ حضورِ قلب و نہایتِ ادب بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ از والانِ مسجد شریف بہ جانبِ ایشان
 بہ استگی حرکت کردند، چون دوسہ بار بسم اللہ شریف را بہ حضورِ قلب خواندند حضرت ایشان فرمودند: "ہاں
 غلام احمد بیاض۔ عاشقِ صادق ارشاد گرامی شنیدہ، دستِ بستر از عَقَبِ بہ جہتِ یسار رسیدند حضرت ایشان
 فرمودند۔ ما بہ زید می گفتیم۔ و اعادہ کلامِ مابقی کردند شیخ غلام احمد عرض کرد۔ ارشادِ مبارک سراسر درست
 و صواب است۔ و اگر حضورِ اقدس آن جائے را پسند فرمایند کہ اندرونِ محجر شریف است مناسب تر باشد۔
 حضرت ایشان چون این کلام شنیدند آثارِ بشارتِ بر رُوءِ مبارک ظاہر شد و بہ استعجاب دریافت کردند
 آیا در محجر شریف جائے قبرے ہست۔ بیاںید کہ در محجر شریف رفتہ آن جائے را بینیم۔ حضرت ایشان و این عاجز
 و شیخ غلام احمد در محجر شریف داخل شدند۔ چون آن جائے را دیدند کہ الحالِ قبر حضرت ایشان در آن
 جائے ہست بہ شیخ غلام احمد فرمودند۔ تو درین جا دراز شو تا کیفیتِ واضح تر گردد۔ شیخ غلام احمد دراز
 شد و حضرت ایشان خوش شدہ بہ شیخ غلام احمد جزاک اللہ گفتہ بہ عاجز فرمودند: زید این جائے
 برائے قبر ما بہتر است۔ این جا قبرِ ماسازید۔ و باز با عاجز از راہے کہ برآمدہ بودند بہ حرمِ سرافقتند و
 لباسِ گرم پوشیدہ برائے حلقہ و توجہ بیرونِ تشریف آوردند و تا ساعتِ دو از شبِ مخلصین را بہ ذکر
 پاک رب العالمین مصروف داشتند، عاجز گوید۔ حضرت ایشان بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود سہ چار سال
 در خانقاہ شریف قیام کردند و از ۱۳۶۶ھ تا آخرِ ایامِ خانقاہ شریف بودند۔ و از سرِ نو تمام خانقاہ
 شریف را تعمیر کردند۔ معِ ہذا کلمۃ ازین امر بے خبر بودند کہ در محجر شریف جائے یک قبر است۔ در آخرِ
 وقتِ شیخ غلام احمد حضرت ایشان را آگاہ کردند و حضرت ایشان خوش شدند و آن جائے را برائے
 قبرِ مبارک خود تجویز کردند۔ در تمامِ امورِ دنیویہ احوالِ مبارکہ بر ہمین منوال بودند کہ با ہمہ بے ہمہ۔
 این اولِ روز بود از علالتِ حضرت ایشان۔ از معمولاتِ مبارکہ در ہیچ معمولِ فرق ظاہر نہ شد۔
 اگر بعد از نمازِ خفتن حضرت ایشان اظہارِ تپ نہ کردے کسے را خبر ہم نہ شدے۔ و زود دم کہ یومِ شنبہ
 بود از قیام گاہ خود بیرون نیامدند۔ نہ برائے نماز بہ مسجد شریف و نہ برائے تفریح۔ صبا ہمراہ چائے
 یک دو بسکٹ تناول کردند۔ و بہ عصر ہم چائے نوشیدند۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء۔ ماہر سہ برادر بہ

مدرسہ عبدالرب رفتیم و سبق خواندیم۔ چون باز گشتیم حسب معمول استفسار از سبق کردند و دعا ہا دادند۔ بہ شب حلقہ و توجہ در قیام گاہ تا نواخت دواز شب کردند۔ اثر تپ و حرارت بر جسم مبارک ظاہر بود۔ دوا استعمال کردند روز سوم کہ یوم یکشنبہ بود بہ مثل روز دوم گذشت، اگرچہ

دوا استعمال کردند اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء البتہ چاہے بہ صبح و سارنوش کردند۔ حلقہ و توجہ تا نواخت دواز شب کردند۔ چون کہ حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی بودند و ہمیشہ کلان در خدمت ایشان بود و ہمیشہ میانہ بہ پانی پت رفتہ بود و در خانہ بہ جز ہمیشہ خورد و عیال حضرت برادر کلان کسے نہ بود ازین جہت حضرت برادر کلان و حاجی ملا احمد مٹاخیل و ملا جان محمد حسین خیل بہ تیمارداری مصروف بودند و تا آخر وقت این ہر سہ نفوس مبارکہ بہ وجہ احسن و اکمل و ارتج خدمت حضرت ایشان کردند۔ روز چہارم کہ یوم دوشنبہ بود این عاجز و برادر خورد بہ مدرسہ رفتیم۔ و حضرت برادر کلان بہ خدمت حضرت ایشان مصروف ماندند۔ بہ جز چاہے ہیچ غذا تناول نہ فرمودند۔ مع ہذا تا نواخت دواز شب بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ استعمال دوا کردند، اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ روز پنجم کہ روز سہ شنبہ بود بہ نیم روز حافظ غلام محمد "باغ والا" مع "گلشہا" حاضر شد کہ از مس سُرخ ساختہ شدہ بود۔ کلس کلمہ ہندی است و استعمالش بر آن منارہ کوچک می باشد کہ بر سر گنبد ہا و منار ہا از جت یا از معدن دیگر ساختہ می نہند۔ در آواخر فصل اول تحت عنوان "بنائے مسجد و ارادہ حج" عاجز بیان کردہ است کہ حضرت ایشان حافظ غلام محمد را بہ رامپور برائے تعمیر مسجد حضرت محمد مرشد فرستادہ بودند۔ با وجود نقاہت و کمزوری حضرت ایشان حافظ غلام محمد را با گلشہا نزد خود طلب کردند و بسیار خوش شدند و دو ہزار و پینصد روپیہ بہ ایشان دادند و فرمودند۔ کار بہ وجہ احسن بکنید۔ و فکر در اہم نہ کنید۔ وقتے کہ حضرت ایشان گلشہا را معاینہ می کردند این عاجز حاضر بود۔ روز چہارم و پنجم نیز بہ مدرسہ رفتیم۔ و چون ازان جا برگشتیم برائے عرض نیاز حاضر شدیم حضرت ایشان حسب معمول خلاصہ دروس پرسیدند۔ و این روز امین الاسلام و منزل اللہ خان برائے مزاج پرسی حاضر شدند۔ بہ وقت عصر مولوی بخش اللہ حاضر شدند۔ حضرت ایشان بہ بخش اللہ گفتند۔ اے عزیز، آثار دیگر است۔ بعض افراد را از استماع این ارشاد تعجب روئے داد، چہ بہ حسب ظاہر جائے پریشانی نہ بود۔ اما بسیار زود معلوم شد کہ تعجب ایشان غلط بود و آنچہ ارشاد کردہ بودند درست بود۔ و این روز اثنی شب چہار شنبہ کہ شب بست و ہفتم ماہ بود تا نواخت دوازہ بہ حلقہ و توجہ مصروف ماند۔ و این حلقہ مبارکہ آخرین حلقات بود۔ اللہ الامر مین قبل و مین بعد۔ در این روز ہم بہ جز چاہے دوا و استعمال چیزے نہ کردند۔ از علاج طبیب روز چہارم بود۔ و نہ پ برائے اندک وقت ہم زائل نہ شدہ بود۔ طبیب خیال کرد کہ ازالہ قبض باید کرد تا کہ تپ زائل شود۔

چنانچہ سہل داد۔ بہ نواخت چہار از صبح حضرت ایشان قضاے حاجت کردند۔ چون کہ از چہار روز غذائے نہ خورده بودند، ضعف و نقاہت غلبہ کرد و حضرت ایشان بر سرِ دروازہ شدند و باز تا آخر وقت نہ نشستند۔ روزِ ششم کہ روزِ چہار شنبہ بود استعمال چائے ہم نہ کردند۔ البتہ از صبح این روز تا نواخت دہ از شبِ پنجشنبہ پنجاہ یا شصت بار آب قطرہ قطرہ نوشیدند۔ امروز ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حکیم محمد احمد خان فرزند حکیم عبد المجید خان نیز برائے معاینہ آمدند۔ اگرچہ این ہر دو اطباء کمال از زبان خود چیزے نہ گفتند۔ لیکن از کثرت و احوال ایشان ظاہر شد کہ آنچہ دیر روز عند الاصل حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ فرمودہ بودند لے عزیز آثار دیگر است۔ اظہارِ حقیقت بود۔ امروز در حدیث تب بیشی بود۔ بیشتر اوقات چشمہاے مبارک را بند داشتہ بودند و چون مبارک چشمان را وامی کردند بہ نہایت شفقت و مرحمت حاضرین رامی دیدند، روزِ چہار شنبہ در ہمین احوال گزشت و در شبِ پنجشنبہ غالباً نواخت نہ نیم بود کہ چشم مبارک کشاوند۔ برادر عزیز و این عاجز را دیدند۔ مایان ہر دو حاضر بودیم و مبارک سا قہار را بہ آہستگی می ماییدیم۔ برادر عزیز آن وقت دستار سفید بستہ بودند حضرت ایشان بہ حاضرین فرمودند کہ حاجی ملا احمد شاخیل و ملا جان محمد خیل و محمد زمان خروٹی سر و وضوی بودند۔ بینید کہ سلام ماچہ خوب دستار بستہ و باز برادر خورد را دعا ہا دادند۔ بعد از یک ساعت چشم واکر وند۔ ما ہر دو تا آن وقت موجود بودیم۔ و حضرت برادر کلان برائے کارے رفتہ بودند حضرت ایشان استفسار از برادر کلان کردند۔ عاجز عرض کرد کہ ایشان حالاً بہ کارے رفتہ اند۔ حضرت ایشان ہر دو را دعا دادہ فرمودند۔ وقت خواب است شام ہر دو بروید۔ برادر عزیز بعد قلیل رفتند و این عاجز حسب سابق بہ مالش ساق مشغول ماند۔ غالباً نواخت یازدہ بود کہ باز چشم مبارک باز کردند و نام عاجز گرفتہ فرمودند۔ ہنوز نشستہ امی، عاجز بہ اثبات جواب عرض کرد، بعد ازین کیفیت حضرت والدہ مبارکہ استفسار فرمودند۔ عاجز بعد از نماز دیگر بہ مستشفی رفتہ بود و احوال معلوم کردہ بود۔ لہذا از خیریت ایشان عرض کرد۔ حضرت ایشان اظہارِ رضامندی کردہ بہ عاجز دعا ہا دادند و بہ شفقت و محبت تمام ارشاد کردند۔ "وقت بسیار گزشتہ برائے خواب برو"۔ این دعا و کلام کہ عاجز از حضرت ایشان آن وقت شنیدہ آخر کلام بود۔ و امروز کہ پنجاہ و سہ سال برین واقعہ گزشتہ لذت آن مبارک و شیرین کلام در پردہاے صماخ و در سویدائے قلب محفوظ است و حیناً بعد جین عاجز را مسحور کردہ در طرب می آرد۔ افسوس صد افسوس۔ آن قدر شکست و آن ساقی نہ ماند۔ بہ پنجشنبہ کہ روزِ ہفتم علالت بود۔ در خانقاہ شریف آثارِ حزن و ملال و رنج و الم از در و دیوار بلکہ از ہر ذرۃ خاک ظاہر بود۔ خانقاہ مبارک از مخلصین صادقین پاک نہاد و صاف کیشان مکتظ بود۔ ہر یک سرافگندہ و ساکت و واجم و خرم

وکیب بود۔ کسے بہ آہ وزاری مشغول بود و کسے بہ درگاہ بے نیاز دعا ہامی کرد و کسے از سر صدق و اخلاص آرزو ہا
می کرد کہ جان خود را فدائے آن جانِ جانہا بکنند۔ ولیکن

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يَذَرُكَهُ تَجَرَّى الرِّيحُ بِمَا لَا تَشْتَقِي السَّفُنُ

وصال بہ صبح معلوم شد کہ بہ اواخر وقت تہجد حضرت ایتان چتمان مبارک کشادند و بہ عجلت تمام استادند و چارتنج قدم بہ پیش رفتند و باز مراجعت فرمودہ بر سر پیر دراز شدند بہ کسے بیج نہ فرمودند۔ کس نہ دانست کہ آن قبلہ مُرادان بہ استقبال کہ برخاستہ بودند۔ و بعد ازین واقعہ تا دم آخر نہ چشم واکر و نہ چیزے ارشاد کردند۔ بعد از نماز عصر دیدہ شد کہ لکھائے ابر بر افق ظاہر گردید۔ آفتاب رُخ خود را بہ پردہ شب پوشانید۔ و برائے نجوم ردائے سحاب افراشتہ شد۔ روز پنجشنبہ گزشت و شب جمعہ آغاز کرد۔ مبارک شب رسید و انتظارِ مبارک اوقات شد۔ چہ حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ اند۔ کما تقدم۔
”بہترین اوقات سحر است یعنی رُبُع اخیر بعد از ان صبح است یعنی وقت نماز فجر، بعد از ان بین العصر و المغرب بعد از ان بین المغرب و العشاء و بعد از ان جملہ اوقات علی السویہ برابر اند“ قیام حضرت ایشان در دالانِ شمالِ رُویہ بود۔ در دالانِ جنوبِ رُویہ کہ مقابل آن دالان بود جماعتی از مخلصین نہ ذکر شریف مشغول بود۔ حاجی ملا احمد خان از بے قراری خود نزد آن مبارک جماعت رسید و سورۃ و التّائعات را تلاوت کرد۔ خودش می گریست و برادران طریقتش ہم می گریستند۔ در مسجد شریف مخلصین مصروف ختم خواجگان و تلاوت قرآن مجید بودند۔ چون منتصف اللیل شد آسمان ہم آہ و بکا را آغاز کرد۔ نواخت یک بود کہ حافظ عبدالحکیم۔ و حاجی ملا احمد خان و ملا جان محمد حسین خیل و حضرت برادر کلان سریر را درست کردند و باز حافظ عبدالحکیم۔ و حاجی ملا احمد خان و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام تلاوت سورۃ یاسین شروع کردند۔ آن وقت صدائے رعد و برق بہ نوعی شدید بود کہ کم دیدہ شدہ و آب از آسمان بہ نوعی می بارید گویا کہ اَنَوَاهِ قُرْبُ رَا کسے کشادہ است۔ چون بہترین اوقات رسید کہ وقت تہجد است بہ ساعت دو و دقیقہ پنج از شب جمعہ بست و نہیم ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ صدائے۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ بہ گوش حق نبوش رسید۔ و روح پاک حضرت ایشان لَبَنِيكَ اللَّهُمَّ لَبَنِيكَ گفتہ۔ سزاوار کرامت فاَدْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي گشت۔ حدیث مبارک قدسی است۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اِنْ خَيْرٍ اَفْخِرُ وَاِنْ شَرٍّ اَفْشَرُ۔ دعائے حضرت ایشان دائمًا از مولائے کریم و رحیم خود ہمین بود۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ وَأَدْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَذَلِّلًا

حَنَانِيكَ قُلُّ لِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا

داخلہا میں خواہش اکثر درمکاتیب مبارکہ خود کردہ اند۔ از روئے حدیث مبارکہ عاجز یقین دارد کہ حضرت ایشان درین زمرہ مبارکہ داخل اند کہ حق تعالیٰ بیا نش کرده۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰۃِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ ای۔ آگاہ باش، بر دوستان خدا، هیچ ترس نیست و نہ ایشان اندوہ گین شوند۔ برائے ایشان بشارت است در زندگانی دنیا و در آخرت۔ فرمان پروردگار را، هیچ تبدیل نیست و این بشارت همانا ستندگاری عظیم است۔“ عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را از روز ولادت تا روز وفات بہ تفصیل نوشتہ است۔ بہ نیک وجه اگر در احوال مبارکہ نظر کردہ شود، پُر ظاہر است کہ حضرت ایشان را از الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ وَاَزْدُوْا يَتَّقُوْنَ۔ نصیب کامل بود۔ چہ جائے حرام کہ از شبہات کاملاً برکنار بودند۔ مدۃ العمر از ہدیہ آن افراد اجتناب کُلی کردند کہ در مال ایشان حرمت یا کراہت را دخلے می بود۔ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ بہ مولائے خود می بودند۔ و مخلصین را نیز گرویدہ این کاری ساختند از مکاتیب حضرت ایشان معلوم می شود کہ بہ چہ طور تربیت سالکان می کردند۔ از بعض افراد نقل جمیع مکاتیب مبارکہ یا بعینہا مکاتیب مبارکہ بہ عاجز رسیدہ و بیشتر آن مکاتیب مبارکہ را بالترتیب نقل کردہ۔ تا معلوم شود کہ حضرت ایشان برائے مخلصان چہ سعیہا می کردند و از شتر نفس و ہوا بہ چہ طور می رہانیدند۔ ہزاران غافلان را از تیر غفلت بہ وادی آگاہی رسانیدند و صد ہا افراد را بہ لطف مولائے کریم داخل دائرہ ولایت کردند و آخر بہ سکون تام و خندہ پیشانی ازین جہان رحلت فرمودند۔ حضرت ایشان را وصال بیشتر آمد و ما عاجزان را حزن و ملال مفارقت۔

وَمَا كَانَ خَيْرٌ مِنْ هٰذِهِ هَلَكَةُ هٰذَا وَاحِدٍ وَلَكِنَّهُ بُنِيَانَ قَوْمٍ تَهَكُّ مَا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ رَضِيْنَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ۔ اَللّٰهُمَّ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ عَجَب تر بشنود کہ چون روح مبارکہ حضرت ایشان پرواز کرد۔ بعد قلیل شور و رعد و برق تمام شد۔ و باران بند شد و غیوم را اثری نہ ماند۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ عِزَّتْ مَرْحَلَةُ رَاسِتٍ وَيَغِيْبُ اَدْرَا وَمُؤْمِنَانِ۔ پروردگار مخلصین پاک نہاد را اجر ہا و ہد کہ جسد مبارکہ خیر جہان را تا آخر تغفیل و تکفین | خیر الاوقات غسل دادہ و کفن پوشانیدہ در دالان "تسبیح خانہ" ای عبادت گاہ

حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم۔ بر سریر نہادند۔ و مخلصین پاک نہاد و اہالی شہر مصروف تلاوت شریف شدند کہ کفن از جامہ بودہ کہ یک و نیم سال قبل

حاجی اسلم مارکشی از مکہ مکرمہ بہ آب زمزم شستہ آورده بود۔ آن وقت حضرت ایشان خوش شدہ فرمودہ بودند کہ این جامہ را برائے کفن ما محفوظ کنید۔ حضرت والدہ ماجدہ یک قطعہ از غلاف بیت اللہ الحرام دادند و فرمودند وقتے کہ این قطعہ را یکے از مخلصین برائے حضرت ایشان آورد۔ حضرت ایشان فرمودند این مبارک قطعہ را بر سینہ ما نہید۔ چنان چہ حاجی ملا احمد خان آن مبارک قطعہ را کہ کلمہ طیبہ کا ملا در آن بہ صورت بانگی تحریر بود۔ بر سینہ اقدس بگسترا نید۔ و آن قطعہ بہ طورے درست بر سینہ اقدس آمد کہ گویا کسے اندازہ کردہ آورده باشد۔

بہ وقت اغسال حاجی ملا احمد خان ملا جان محمد حسین خیل ملا یاسین مجرئیانی، حافظ عبدالحکیم مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، و حضرت برادر کلان حاضر بودند۔ عاجز دید کہ بعد الاغتسال آجے کہ در حلقہ چشم مجتمع بود آن را عاشق صادق حاجی ملا احمد چشید و باز بر پیشانی مبارک بوسہ عقیدت ثبت کرد۔ زہے قسمت کہ بہ این سعادت سرفراز گشت۔ در نصف آخر از تاریخ انجیس فی احوال نفس نفس بر صفحہ ۱۷۱ نوشتہ است۔ وَفِي شَوَاهِدِ النُّبُوَّةِ سُئِلَ عَلَى رَضَى اللَّهِ عَنْ سَبَبِ زِيَادَةِ فَهْمِهِ وَحِفْظِهِ قَالَ لَمَّا غَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ مَاءٌ فِي جَفُونِهِ فَرَفَعْتُهُ بِلِسَانِي وَازْدَرَدْتَهُ فَأَرَى قُوَّةَ حِفْظِي مِنْهُ۔ عاجز یقین دارد کہ ملا احمد خان نیز فوائد ما برداشتہ باشد۔ رحمہ اللہ۔

قبر مبارک | در ہند اجازت حکومت نیست کہ بہ حدود شہر غیر از قبرستان قبر ساختہ شود۔ حضرت ایشان را کسے بہ این قانون خبر کردہ بود۔ لہذا از او خبر ماہ رمضان ۱۳۳۳ھ از کوئٹہ چند مکاتیب بہ مخلصین دہلی نوشتند کہ اجازت یک قبر در خانقاہ شریف از حکومت حاصل کنید۔ عاجز یاد دارد کہ بہ حافظ عبدالحکیم و مولوی بخش اللہ دوسہ خط این عاجز نوشتہ بود۔ لفظ از حضرت ایشان می بود و عاجز آن را می نوشت۔ با وجود مکثر رسد کثر نوشتن حضرت ایشان مخلصین دہلی تغافل کردند۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدَرًا مَقْدُومًا۔ بہ روز جمعہ بست و دوم جمادی الآخرہ کہ روز اول از علالت بود حضرت ایشان بہ امین الاسلام عضو مجلس شورای ہند و نواب منزل اللہ خان رئیس مشہور از علی گڑھ۔ را در خصوص این امر گفتند کہ تقدیم البیان فی الفصل الاول۔ حاجی ملا احمد خان چون از تفصیل تکفین فراغت یافت، امین الاسلام و منزل اللہ خان را از واقعہ الیمہ آگاہ کرد و گفت کہ اجازت از حکومت حاصل کنند۔

ارشاد مبارک بہ حاجی ملا احمد | در سال ہزار و سہ صد و سی نہ چون حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی رسیدند حاجی ملا احمد خان مٹاخیل از افغانستان حسب عادت برائے خدمت حاضر شد۔ چون بہ وقت عصر حضرت ایشان برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری

بہت شمالی کوہ رفتند ملا احمد خان را ہمراہ بردند۔ آن جا ملا احمد خان واقعہ طیارہ انگلیسی بیان کرد کہ در کٹواز پائین شدہ بود۔ و در ان طیارہ یک افسر و یک رفیقش بود۔ اہالی آن جا ارادہ کردند کہ ہر دو را بکشند۔ اما ملا صاحب آن ہر دو را بہ خانہ خود برد و باز ہر دو افراد را بہ حفاظت تمام بہ کابل بردہ بہامیر امان اللہ خان سپرد۔ آن افسر انگلیسی یک تحریر نوشت و بہ ملا صاحب داد۔ عاجزان تحریر را دیدہ بود۔ مفہومش این بود۔ حامل این تحریر ملا احمد خان سبب حیات من و رفیق من شدہ است۔ لہذا من از ہر افسر بریطانیہ التماس می کنم کہ وہ معانیت ملا صاحب کند و کار ایشان را اجزا نماید۔ عاجزان وقت حاضر بود کہ حضرت ایشان بہ ملا صاحب گفتند۔ "این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ دار۔ بہ کار خواہد آمد۔" حضرت ایشان یک سال و سہ ماہ قبل گفتہ بودند۔ و برائے اجازت قبر مبارک آن تحریر بہ کار آمد و دیگر ہیچ کار از ان گرفتہ شد۔ چون آغاز دُورِ سقوی در افغانستان شد ملا صاحب آن تحریر را ضائع کردند۔

بہ کار آمدن تحریر | امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ استماع این خبر بہ خانقاہ شریف آمدند و باز نزد افسر کلان دہلی "سر مالکم ہیلی" بہ دروازہ کشمیری رفتند، آن وقت حاجی ملا احمد خان نیز ہمراہ ایشان رفتند و بہ یاد عاجزی آید کہ حافظ عبدالحکیم دہلوی نیز ہمراہ ایشان بود۔ این افسر بسیار سخت مزاج بود۔ اولاً امین الاسلام نزد افسر رفت و واقعہ بیان کرد۔ وہ گفت "شما فردا برائے شخصے دیگر خواہید آمد۔" امین الاسلام از انجا برگشتہ بہ نواب صاحب این سخن گفت، چون کہ نواب صاحب با افسران کلان بسیار شناسا بود و حکومت "بریطانیہ" بہ ایشان خطاب "سر" ہم دادہ بود، نزدش رفتند۔ وہ کلام سابق بہ ایشان نیز گفت۔ حاجی ملا احمد خان نیز بانواب صاحب بودند۔ ایشان ہمان مکتوب افسر انگلیسی را از جیب کشیدہ بہ سر مالکم ہیلی نشان دادند۔ وہ چون آن تحریر را خواند تعظیماً استادہ شد۔ و احترام ملا صاحب بہ جا آورده ہمان دم اجازت داد۔ نواخت یازدہ از روز بود کہ این جماعت بہ خانقاہ شریف با اجازت نامہ رسید۔ حضرت ایشان پانزدہ ماہ بیشتر فرمودہ بودند۔ بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہ آمد۔" انہار آن ارشاد گرامی بہ این وقت و بہ این شکل شد، وَ کَيْفَ لَا وَقَدْ قَالَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ، ابْنِ آدَمَ تَقَرَّعْ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدَرَكَ غَنَى وَأَسَدٌ فَقَرَّكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسَدٌ فَقَرَّكَ حضرت ایشان قَدَّسَ اللَّهُ سِرَّہُ وَتَوَسَّرَ صَرِيحَہُ را خواہش پیدا شد کہ در جوارِ حضرات کرام قَدَّسَ اللَّهُ أَسْرَارَہُمْ بیاسایند و یک ہفتہ قبل برائے قبر خود جائے را تجویز کردند مخلصین را خیال بود کہ امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ سہولت این کار را خواہند کرد اما کار سازِ حقیقی را انہار کرامت حضرت ایشان منظور بود۔ چنانکہ چہ آن کاغذ بہ کار آمد۔ وَ مِنْ حَيْثُ

لَا يَخْتَبِ صَادِقٌ آمِدَ - اللَّهُ فِي عِبَادِهِ شُكْرُونَ -

تحفیر و درستی قبر | پروردگار جل شانہ و عَمَّ اِحْسَانُهُ شیخ غلام احمد ہانسی، چودھری مولا داؤخان خورجی، حافظ غلام محمد باغ والا، منشی حسین علی دہلوی، حافظ سلطان

زردوز را جرہائے بے حساب دہد کہ اینہا چون احوال حضرت ایشان را بعد العشاء آخرہ متغیر یافتند علی الفور کاریگران و بنایان را مہیا کردہ بہ اعداد قبر مبارک مشغول شدند اولاً فرش سنگ مرمر محجر شریف را بہ وجہ خوب برداشتند و باز در حفر قبر مبارک مشغول شدند بہ دقت تمام این پاک نہادان تا وقت عصر بلکہ الی ما بعد صلاۃ العصر ازین کار فارغ شدند۔

نماز جنازہ | وصال حضرت ایشان بہ نواخت دو و تنج دقیقہ شد و جسد مبارک را تا صلاۃ الفجر در تسبیح خانہ شریف بر سریر نہادند۔ خبر ارتحال حضرت ایشان در تمام شہر تا وقت

فجر عام شد۔ و خلق خدا دیوانہ وار از ہر جہت رو بہ خانقاہ شریف نہاد۔ اگرچہ ہر یک از مخلصین پاک نہاد مہموم و مغموم بود اما پروردگار جلّت قدرّت و عظمت حکمت بہ نوعی آن دارفتگان را فہم و شعور داد کہ بہ نظم جمیل از دروازہ خانقاہ شریف تا سریر مبارک را ہے را برائے آمد و رفت ترتیب دادند کہ کافۃ الناس حضرت ایشان را زیارت کردہ بروند و رائے جماعت منتظمین برین امر قرار گرفت کہ جنازہ حضرت ایشان را بہ "میدان پریڈ" ببرند کہ ما بین مسجد جامع و قلعہ واقع است، دران ایام تمام میدان یک قطعہ بود، (حالانیم میدان موسوم بہ آزاد پارک) تاکہ کسے از نماز جنازہ محروم نہ ماند، و ایشان چہارتیر ہا را با پایہ ہائے سریر بستند تاکہ خلق خدا بیش از بیش بہ سعادت محل شریف مشرف شود۔ بعد از نواخت یازدہ از خانقاہ شریف این منوکب اجلال با صدرنج و ملال بہ میدان روانہ شد و تا نواخت یک بہ میدان رسید۔ حکومت دہلی در تمام دفاتر اعلان کرد کہ از مسلمانان ہر کہ خواہد برود و در نماز جنازہ شریک شود و این اعلان در دفاتر نائب ملک (والسرائے) نیز شد، لہذا خلق خدا جوق در جوق بہ سحری میدان، پیادہ پا و سوار روان و دوان بود۔ از میرٹھ، بلند شہر، خورجہ، مراد آباد، غازی آباد، فرید آباد، مہرولی، نظام الدین، سونی پت، پانی پت ہزاران افراد دیوانہ وار رسیدند۔ از دو حام خلایق بہ حدّے شد کہ میدان بہ آن بزرگی تنگ آمد۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ ہزاران غیر مسلم بہ کنارہ غربی میدان اتصادہ بود۔ بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو حضرت ابو الفیض بلال اَدَامَ اللّٰہُ اَرْشَادَہُ امامت نماز جنازہ کردند۔ بجوئے کہ بعد از نماز جنازہ بر سریر مبارک شد بیانش متعذر است۔ پروردگار مخلصین صادقین را کہ بہ اندازہ چہار صد نفر از افغانان و ہندیان بودند۔ سریر مبارک را احاطہ کردہ بہ منزلی حصار منیع حصین

شدند و یک جماعت بر ماہر سہ برادر محاط شد۔ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ بَرَکَةِ اللّٰهِ جَنَازَہٗ مَبَارَکَہٗ رَا از میدانِ بَرَکَہٗ خانقاہ شریف برداشتند۔ بر جَنَازَہٗ مَبَارَکَہٗ دوشالہ نہایت نفیس کہ زرد رنگ داشت انداختہ بودند اگر مخلصین بہ آہ و بکا و نعرۃ اللہ مصروف بودند، دیگران ہم در اشک ریزی و نعرۃ اللہ اکبر کتر از ایشان نہ بودند۔ چون سر بر مبارک از جامع مسجد در حدود بازار داخل شد و دیدہ شد کہ تمام بالاخانہ ہا و سقف و زائرین و زائرات پُر بود، کسے از چشمان خود عقیدہ گوہر غلطان نشاری کرد و کسے از فرطِ محبت از ہار و ریاحین رامی پاشید۔ در دیوار ہا از نعرہ ہائے اللہ و از آہ و بکا بہ رنگ "بیت الحزن" غمگین و سوگوار بود۔ یا اللہ من خَطِيبَ جَلَلٍ وَّمِنْ رَزِيْقَةٍ عَظْمَى۔ بعض مدہوشان بادۂ محبت راجینًا بَعْدَ حَيْنٍ از اعماقِ قلب صدا بلندی شد۔ این جَنَازَہٗ وَلِیِّ پرور گاراست۔ ع تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائے است۔

بہ دقت تمام جَنَازَہٗ مَبَارَکَہٗ را تا نواختِ پنج بہ خانقاہ شریف رسانیدند۔ چون کہ قبر مبارک ہنوز تیار نہ شدہ بود سر بر مبارک را در مسجد شریف نہادند۔ خلق خدا را اصرار شد کہ خدا را یک نظر از دیدار مبارک مرحمت کنید۔ منتظمین آن را بند و بست کردند۔ آن وقت عاجز عند راسہ المبارک بود۔ دید کہ چشمان مبارک بستہ اند بہ نوعی کہ در مراقبہ و ذکر شریف بستہ می کردند و اَسَارِیرِ الْوَجْہِ الْمُبَارَکِ کشادہ اند گو یا بستمی فرمایند۔ برادرِ کلان حضرت جدِ بزرگوار چون در مکرمہ بہ شانزدہم ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ رحلت فرمودند حضرت جدِ مجد آن وقت این رباعی خواندند۔

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو ہمہ خندان بُدند و تو گریان

آن چنان زی کہ وقتِ مردنِ تو ہمہ گریان بودند و تو خندان

حضرت ایشان را ہزاران افراد اتیم مصداقِ این رباعی یافتند و دیدند کہ گویا "نَمُ کُنُوْمُ الْعَرُوسُ" خفتہ اند۔

وقتِ عصر داخل شد و قبر مبارک تکمیل یافت و این ہفت نفر حضرت ایشان را در آرامگاہ

تدفین | آخرین فرود آوردند۔ ۱۔ یار محمد خروئی سرو صوی از اقدم مخلصین حضرت ایشان و مرید

کامل الارادۂ و عاشق صادق ۲۔ حاجی ملا احمد خان مُشاخیل از قدماء مخلصین و خادم وافر تمیز و شیدائے

حضرت ایشان ۳۔ ملا یاسین صادق الارادۂ و المحبۃ ۴۔ و ۵۔ حافظ اشتقاق الہی و حافظ حفیظ الدین از

میرٹھ ہر دور و لار و در محبت از اصحاب کمال ۶۔ امین الاسلام کلکتوی مرد پاک دل و صاف ضمیر

و عاشق و شیدائے نواب منزل اللہ خان راسخ المحبۃ و الاعتقاد۔ این ہفت افراد بہ نہایت تعظیم و تکریم

حضرت ایشان را در قبر مکرم نہادند۔ ماہر سہ برادر و حافظ عبد الحکیم و حافظ غلام محمد باغ والا و شیخ غلام احمد

ہانسوی و دو نفر از مخلصین افغانستان آن جا استادہ بودیم۔ لِحْصُولِ الْبَرَکَۃِ وَالشُّمُولِ فِي الْخَدَمَۃِ

نوبتے مایان ہم عندالوضع دست تا بہ حضرت ایشان - روحی فداہ - رساندیم - و باز با صد زود و الم بر قبر
مبارک خاک انداختیم شیخ غلام احمد انسوی کہ از مخلصین قدما و اصحاب نسبت عاشق صادق و مداح
حضرت ایشان بود فی البدیہ این چار شعر خواند -

شہ ابوالخیر بہ صد خیر بہ سیر جنت
روح پاک تو طلب کرد خدا در قربت
ذات پاک تو فنا گشت بہ ذات واحد
اے دعائے تو سپر بود ز آفت مارا
رفتی و دیدہ پراز خون بہ فراق کردیم
خاک بادا بہ سرا کہ بہ خاکت کردیم
ما عجب تیرہ درونان کہ بہ خاکت کردیم
زین جہت قصد نہایت بہ بدایت کردیم
چوں شعر دوم را بہ سوز و درد و اشکباری خواندند عاشقان صاف کیشان را نعرہ ہائے ہودھائے دیا اللہ
بلند شد - يَا لَهْفَ نَفْسِي لَهْفَهَا مَا لِلزَّمَانِ وَمَالِيَّةِ -

فَقَدْ نَاهُ وَالْأَمَالُ تَرْجُو حَيَاتَهُ
وَفِي اللَّيْلَةِ الظُّلُمَاءِ يُفْتَقَدُ الْبَدْرُ
بعد از نماز شام زائرین در محجر شریف شمع ہاروشن کردند و گلہا بر مزار شریف انداختند شیخ غلام احمد
در احوال جذب و بے خودی نزد محجر مبارک می گشت و در ان حال می گفت ،
بر مزار پیر روشن ہم چراغے ہم گلے
ہم پر پروانہ سوز و ہم صدائے بلبلے
و در ہمان احوال مستی و سرشاری گفت -

بیاد گلشن عرفان گلے تازہ دمید این جا
مُحَمَّدُ الدِّينِ عَبْدِ اللَّهِ الْخَيْرِ أَرْمِيدَينِ جَا
از روز وصال حضرت ایشان مخلصین پاک نہاد از اطراف و جوانب رو بہ کعبۃ الآمال آستان خیر
فاتحہ | جہان آوردند و شب و روز سلسلہ فاتحہ و ایصال ثواب جاری بود و برائے ایشان انتظامات
فطوری و غدا و عشاء کردہ شد مع ہذا منتظمین پاک ضمیر ارادہ کردند کہ بہ بست و نہم رجب الحرام فاتحہ کبری
کنند و بہ آن وقت مشائخ طرق و علماء اعلام و عمائدین شہر و گنبد اطراف را مدعو کنند تا در حفلیہ کبری رسم تار
بندی و جانشینی انجام پذیرد - حافظ عبد الحکیم ابن خیال را پیش حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی (حاوق الملک
وسیع الملک) بیان کرد - ایشان گفتند - زمانہ از حد پرفتین است و اعداد را قلت نیست - اگر درین عرصہ
یک ماہ دشمنی دعوی استحقاق خانقاہ شریف کرد ، مشکلات پیدا خواہد شد ، لہذا بہ روز سیوم کہ روز یکشنبہ
است جلسہ دستار بندی و جانشینی بکنید و باز در آخر ماہ رجب جلسہ کبری منعقد کنید و تمام مشائخ و اکابر
را آن وقت دعوت و ہید و در ان اجتماع تصدیق اعلان این جلسہ کردہ شود - چنانچہ منتظمین بر مشورہ حکیم صاحب
عمل کردند - عاجز گوید حکیم صاحب را پروردگار جہاد دہد - اظہار اندیشہ کہ ایشان کردہ بودند بے اساس نہ بود

بلکہ یک سال نہ گزشت کہ بالفعل آن صورت پیدا شد۔ و جماعتے از بدخواہان و اصحاب اغراض فاسدہ ... کرامت النصار را آله کار خود ساختہ در محکمہ دعوی کردند و بلا وجہ تا دو سال برائے مایان اسباب پریشانی پیدا کردند پروردگار چودھری مولاداد خان خورجوی و شیخ غلام احمد ہانسوی و حافظ عبدالحکیم دہلوی و حافظ محمد سلطان زردوز دہلوی را اجرا دہد کہ ایشان سببہا کردند۔ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ۔

منتظمین مخلصین اعلان جلسہ صغریٰ از روز یک شنبہ دوم جیب المحرم ۱۳۳۱ھ کردند از

جلسہ صغریٰ

عمادین درج ذیل افراد شریک شدند جنرل قونصل سردار غلام حیدر خان بنیابت امیر امان اللہ خان نواب ٹونک، پیرزادہ محمد حسین جج، پیرزادہ ڈپٹی مظفر احمد، نواب سراج الدین خاں ساکن، سید وحید الدین احمد بیخود، نواب فیض احمد خان، نواب ابوالحسن خان، حکیم حافظ محمد اجل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، عبد العزیز دہلوی، میر انوار احمد، پیر جی حسین مرزا و از مشائخ و علماء سید احمد امام مسجد جامع (شمس العلماء) حکیم فرید احمد عباسی امر دہلوی، پیر جی عبدالصمد چشتی (کالے صاحب دالے) آخوند جی مختار احمد قادری، پیر جی کرار حسین (صابر بخش دالے)، پیر جی امیر الملک مرزا بلقی احقر، پیر جی عبدالرحمن مودودی، پیر جی عبدالوہاب، سید طاہر حسن امام عید گاہ۔ پیر جی سعید الزبیر مجددی ساکن مغلیہ دہلی، مولوی سردار احمد مجددی رامپوری، جناب سیف الدین ابوالطاہر طاہر مجددی رامپوری، پیر جی مظفر علی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ، مولانا مفتی مظہر اللہ امام جامع فقہوری، مولانا حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی، مولوی عبد العزیز خلیفہ مولانا کرامت اللہ خان، مولانا عبدالغفار متولی مسجد حوض قاضی، جناب مولوی مصباح الدین ساکن مفتی دالان، مولوی لطف القدر ساکن سبزی منڈی، مولوی محمد ابراہیم قانی، صاحبزادگان درگاہ قطب الاقطاب و سلطان جی و روشن چراغ دہلی، و شاہ کلیم اللہ وغیر ازیں از رامپور جناب مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان حسین از صاحبزادگان مجددیہ و از میرٹھ شیخ وحید الدین و شیخ بشیر الدین و از پانی پت نواب زادہ فاخر احمد خان و جمیع مخلصین از پانی پت و میرٹھ و بلند شہر و خورجہ و غازی آباد و سرسہ و ہانسی وغیرہ آمدند خانقاہ شریف از خلایق پُر بود حضرت محمد صادق مجددی کابلی فرزند اصغر حضرت غلام قیوم قدس سرہ (حضرت صاحب کابل) بہ روز چہار شنبہ کہ روز ششم از علالت حضرت ایشان بود برائے زیارت حضرت ایشان آمدہ بودند۔ چون کہ حضرت ایشان صاحب فراش بودند با ماسہ برادر ملاقات کردہ بہ روز دوم بہ سرہند شریف رفتند۔ یک شب گزشتہ بود کہ "تلغراف" رسید و از حادثہ ارتحال آگاہ شدند ایشان همان دم قصد دہلی کردند و در فاتحہ روز سوم شریک شدند و دستار ہا کہ سجادگان آوردہ بودند بر سر حضرت برادر کلان جناب ایشان

ہستند۔ عاجز از افراد متعدّدہ شنید کہ برائے این کار ضرورت بود کہ از حضرات مجددیہ کسے باشد پروردگار ایشان را فرستاد وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ و درین جلسہ حضرة الشیخ الولی مولانا عبدالعلی محدث دہلوی با وجود معذوری از مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند۔ وقتے کہ جناب الیثان را بر گرسی نشانده چارہ افراد نزد حضرت برادر کلان آوردند۔ سیل اشک از چشمان الیثان جاری بود۔ آن وقت حضرت برادر کلان بہ انداز پرورد و پُرسوز این دو دو شعر متنبی خواندند:-

فَلَيْتَ طَالَعَةَ الشَّمْسَيْنِ غَائِبَةً وَلَيْتَ غَائِبَةَ الشَّمْسَيْنِ لَمْ تَغِيبْ
وَلَيْتَ عَيْنَ الْيَتِيَّ أَبَ النَّهَارِ بِهَا فِدَاءُ عَيْنِ الْيَتِيَّ زَالَتْ دَلَمُ تَوُوبِ

یعنی از دو آفتاب ہا اے کاش طلوع کنندہ آفتاب غائب بودے و غائب شدہ آفتاب غائب نہ می بودے، و اے کاش آن قرص کہ دیر از روز ظاہر کردہ بر آن قرص قد اشے کہ وے رفتہ و باز نہ گشتہ حضرت برادر کلان چند روز پیشتر این اشعار را از حضرت مولانا خواندہ بودند و از مدرسہ باز گشتہ پیش حضرت الیثان خواندہ بودند و امروز در حَفْلَةِ تَابِینِ نہایت بر محل خواندند، اہل علم از اجتماع این ہر دو شعر و دیگران از بیان و تشریح کہ حضرت برادر کلان کردند بسیار متأثر شدند۔ بہ خیال عاجز چشمے نہ بود کہ اشک نہ می ریخت۔ از کثرت بکا احوال حضرت مولانا دیگرگون شد چنانچہ شیخ غلام احمد و دیگر کارپردازان بہ صد اکرام و احترام مخص کردند۔ عاجز از آن اجتماع و از آن برکات کہ آن وقت کَلَمَطِ الْهَاطِلِ می ریخت چہ گوید و چہ نولید۔

مبارک مقام و مبارک جلوس مبارک بیان و مبارک نفوس

شیخ غلام احمد ہانسوی بہ مشورہ حکیم حافظ محمد اجل خان دستاویزے نوشت و نام ماہر سہ برادران را تحریر کردہ نوشت کہ الیثان دارشان و جانشینان حضرت خیر جہان اند البتہ مسند و سجادہ نشین فرزند اکبر اکرم حضرت ابوالفیض بلال ہستند۔ و برین دستاویز تمام اکابر امضا کردند۔

جلسہ کبریٰ | خبر ارتحال حضرت خیر جہاں کالبرق در ہندوستان و بلوچستان و افغانستان بہ سرعت تمام منتشر شد، و مخلصان پاک طینت بہ فاتحہ و ایصالِ ثواب مشغول شدند۔ مخلصین افغانستان را پروردگار اجر و ہدہ کہ ایشان از دیگران پیشتر و بیشتر بودند۔ یکے ہم از ایشان نہ ماند کہ ایصالِ ثواب از صدقات و اطعامِ طعام نہ کردہ باشد۔ اگر کسے نانے خیرات کردہ دیگرے بیجاہ گوسفند ذبح کردہ۔ عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرَةٌ وَعَلٰی الْمُقْتِرِ قَدْرَةٌ و آن چہ از ختمات و دعا ہا بودہ فَلَا یَعْلَمُ مَدَاہَا اِلَّا اللّٰہُ جَلَّ شَانُہُ۔ و کسانے کہ توفیق سفر یافتند قصد کعبۃ الامال کردند۔ منتظمین پاک نہاد علماء و مشائخ را از تاریخ انعقاد جلسہ کبریٰ آگاہ کردند کہ روز جمعہ تمام کردہ بہ شب شنبہ و بہ روز شنبہ بست و نہم رجب الحرام

۱۳۲۱ھ مطابق شانزدہ و ہفدہ مارچ ۱۹۲۳ء یعنی بست و ہفتم و بست و ہشتم از ماہ دلو ۱۳۲۱ شمسی، بحری فاتحہ حضرت خیر جهان است۔ دریں اختضال غیر از آن افراد کہ در جلسہ صغری شرکت کردہ بودند درج ذیل افراد شریک شدند۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری، پیر عبدالحق ہوشیار پوری، پیر سید محمد شاہ قصوری، پیر شاہ سلیمان کنگن پوری، پیر ابوالخیر غازی پوری، مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی، پیر سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی قادری خالیدی نقشبندی حیدر آبادی ثم المدنی، مولوی عبدالغفر کھلنوی مع جماعت مریدان، مولانا نور احمد سپوری امرتسری، مولانا سید عبد الجلیل جڑولی، مولوی محمد عمر گھوسوی مفتی عبید اللہ مفتی کوٹہ و فرزند ایشان مفتی احمد گل، ملا امان اللہ (استاد مابروان) ملا مظہر شاہوانی، ملا عبد العزیز کاکڑی، ملا صاحب خان قمبرانی، ملا عبد الرؤف پشین، ملا ایاز کاکڑی کچلائی، سید عبد الرحمن از قریہ گل محمد، حاجی محمد اسلم مارکٹی وغیرہم۔ تمام افراد کہ در فاتحہ شریک بودند برائے حضرت ایشان دعا ہا کردند۔ پیر عبدالحق ہوشیار پوری مزید یک دو شب قیام کردند، ایشان در حدود ہزار و دو صد و نو و بہ حرین شریفین رفتہ بودند و آنجا در مکہ مکرمہ با حضرت جد امجد و در مدینہ منورہ با حضرت شاہ عبد الغنی محدث دارالہجرہ و حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرارہم ملاقات کردہ بودند۔ می گفتند کہ حضرات کرام را نسبت بہ حضرت ایشان (حضرت سیدی اللہ) قدس سرہ، بسیار پر امید یافتہ می گفتند کہ ایشان را شانے خواہد بود، پیر ابوالخیر غازی پوری نیز یک دو شب قیام کردند و مثنوی شریف خواندند و حاضرین را خوش کردند، پیر سید محمد بغدادی فرزند سید عبد الرحیم و ایشان فرزند سید عبد الکرم فرزند سید محمد شیخ الاسلام موصل۔ ہمراہ برادر کلان خود از بغداد بہ حیدر آباد آمدند۔ نظام دکن میر عثمان علی خان بہ تعظیم پیش آمد و برائے معاش مشاہرہ مقرر کرد۔ سید محمد بغدادی از آبار و اجداد خود مرہوط بہ سلسلہ قادریہ بود و از شیخ احمد عراقی در طریقہ خالدیہ مجددیہ بیعت بود، شیخ احمد از والد خود شیخ محمد عثمان سراج الدین و ایشان از مولانا خالد کردی شہزوری بیعت بود۔ سید نذیر الدین نیمہ سید محمد بغدادی بہ عاجز بیان می کرد کہ جد امجد من اکثر در حیدر آباد بیان فاتحہ می کردند و می گفتند کہ از فیوضات و برکات آن جا چہ گویم۔ حضرت صاحبزادہ (حضرت ابوالفیض بلال) در نماز دو رکوع از سورہ مریم خواندند، کیفیتی کہ بہ آن وقت روئے داد از بیانش قاصر م۔ جناب سید محمد در ۱۳۵۴ھ بہ مدینہ منورہ تشریف بردند و در ۱۳۶۲ھ در ان دیار مقدس رحلت نمودند، رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ بعد از فاتحہ حضرت فضل محمد فرزند نخستین حضرت غلام قیوم مجددی کابلی و جانشین ایشان با جماعتی از غلمین و فرزند خود جناب ثنائے معصوم مشہور بہ میا جان تشریف آوردند و دعا ہا کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حاجی ملا احمد خان، یار محمد خروٹی، محمد زمان خروٹی، حاجی نادر خروٹی، ملا جان محمد حسین خیل
ملا یاسین جبرانی، ہاشم جبرانی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد نسوخیل، و از دہلی حافظ عبد الحکیم، حاجی شہاب الدین تاجر

کلاہ، محمد رفیع تاجزخروف بلوری وچینی، نور الہی صندوق والا، انیس الرحمن، عبدالحق اپن، عبدالرحمن
 ٹین والا، حافظ سلطان زردوز، مستری محمد شفیع، مستری عبدالرحیم، حافظ سکندر مدرس در مدرسہ فتحپوری
 منشی حسین علی، حکیم محمد شفیع ماہر امراض چشم ساکن بہ منتھل باڑی پہاڑ گنج، شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا
 حافظ غلام محمد باغ والا، مولوی بخش اللہ مولوی بدرالاسلام، منشی احمد حسین، حاجی حافظ منیر الدین
 منیر، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، وازغیر دہلی شیخ غلام احمد ہانسوی، چودھری مولاداد خان خوجوی
 حافظ حفیظ الدین میرٹھی، حافظ اشفاق الہی میرٹھی تقریباً تا دو ماہ شب و روز بہ خدمت مصروف بودند
 و حکیم حافظ محمد اجل خان شرفی و سیادت پناہ سید احمد امام مسجد جامع دہلی (شمس العلماء) و حکیم فرید احمد
 امر وہوی بہ مشورہ شریک بودند۔ افسوس صد افسوس نہ آن میر محفل ماند نہ آن کار پردازان۔ کلّ مَنْ
 عَلَیْهَا قَافٍ وَ یَبْقَی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔

یاد باد آن کہ سر کوئے تو ام منزل بود دیدہ راروشنی از خاکِ درت حاصل بود
 آہ ازین جور و تظلم کہ درین واگہ است و اے زان عیش و تنعم کہ دران منزل بود
 دردلم بود کہ بے دوست نہ باشم ہرگز چہ توان گفت کہ سعی من بول باطل بود
 سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

باقی از صفحہ ۳۷۰۔ مرتحل و العاریۃ موداة الی اہلہا، والذی لا الہ الا ہو ما علی ظہر
 الارض شیء احوج الی طول سجن من لسان۔ ان للقلوب شہوۃ و اقبالاً وان للقلوب فترۃ
 و ادباراً فاغتنموا عند شہوتہا و اقبالہا و دعوا عند فترتہا و ادبارہا۔ قال ابو عبیدۃ، اَلَا
 رَبِّ مَبِیضٌ لِّثِیَابِہِ مَدَنَسٌ لِّدِیْنِہِ، اَلَا رَبِّ مَكْرَمٌ لِّنَفْسِہِ وَ هَوْلٌ لِّهَامِلِیْنِ، اَدْرَا وَا السَّیِّئَاتِ
 الْقَدِیْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ الْحَدِیثَاتِ، فَلَوْنِ اِحْدَکُمْ عَمِلَ مِنَ السَّیِّئَاتِ مَا بَلِیْنِہِ وَ بَلِیْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ عَمِلَ
 حَسَنَةً لَعَلَّتْ فَوْقَ سَیِّئَاتِہِ حَتّٰی تَقْہَرْہُنْ مِثْلُ قَلْبِ الْهَوٰی مِثْلُ الْعَصْفُورِ، یتقلب کل یوم کذا و کذا مَرَّةً
 قال عبد اللہ بن مسعود من استطاع منکم ان یجعل کنزہ فی السماء لا تاكلہ السوس و لا تنالہ السراق
 فلیفعل فان قلبہ لرجل مع کنزہ، لیسعک بیتک و اکف لسانک و ابک علی ذکر خطیئتک، انتم اکثر صیاماً و اکثر
 صلاۃ و اکثر اجتهاداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہم کانوا خیر امکم، قالوا لم یا ابا
 عبد الرحمن، قال ہم کانوا ازہد فی الدنیا و ارغب فی الآخرة۔ ثلاث احلف علیہن و الرابعة لو حلفت
 علیہا لبرأت، لا یجعل اللہ عزوجل من لہ سہم فی الاسلام کم من لا سہم لہ۔ و لا یتولی اللہ عبداً
 فی الدنیا فاولاہ غیرہ یوم القیامۃ۔ و لا یحب رجل قومًا الا جاء معہم۔ و الرابعة التي لو حلفت
 علیہا لبرأت، لا یستتر اللہ علی عبد فی الدنیا الا ستر علیہ فی الآخرة۔

فصل نہم

در

بیان بعض قصائد و توارتخ وصال حضرت ایشان

برادر طریقت مولوی علی احمد فرزندِ نخستین حکیم فرید احمد مدہوی بہ روزِ اولِ عرسِ شریف
حضرت ایشان کہ بہ بست و نہم جمادی الآخرہ ۱۳۴۲ھ بود درج ذیل قصیدہ خواندند۔

قصیدہ

کہ ابرِ رحمت آید بر آفتق از فضل یزدانی
معطر شد چمن از نکتہ گلہائے نورانی
کہ اکنون گشتہ است این محفلِ مارِ شکِ ضوانی
کہ دورِ بادۂ باشد بہ ساغرِ ہائے روحانی
بہ سوائے خانقاہِ آن مسیح و خضر ربانی
چو طورِ موسوی بہر تجلیہائے عرفانی
کہ شد اربابِ عرفان را چو بحرِ آبِ حیوانی
کہ عبد اللہ شد نامش پئے تقویمِ ایمانی
دوان آید سوائے مرقدِ آن غوثِ یزدانی
حبیبِ حضرت حق چشمہ وینوے فیضانی
کہ ہست او مہبطِ انوارِ سرِ شیخِ نورانی
وسیلہ ساختیم او را پئے درگاہِ رحمانی
ملکِ نازد چو یا بد بر سرش فخرِ گلشنِ رانی
شہابِ ثاقبِ علمِ علی و نورِ عثمانی
شہِ والا نشانِ سلطانِ محبوبانِ سبحانی

صبا آورد پیغامِ بہار از سمتِ سبحانی
عنادِ نغمہ سنانِ دروِ محوِ تہنیتِ خوانی
بحومِ رحمتِ پروردگارِ ہر دو عالمِ بین
ملائک پئے بہ پئے آرند مینا ہا پیر از عرفان
الائے تشنگانِ بادۂ اُلفتِ دوانِ آید
شہِ مروان و ابنِ شاہِ مروان منظرِ جانان
دوان آید سوائے آستانِ آن شہِ والا
امامِ مقتدایانِ جہانِ آن حضرتِ والا
اگر خواہید توفیقِ سعادت ہان دوانِ آید
بحارِ فضلِ ایزد بوسعیدِ قبلۂ عالم
دوان آید سوائے خانقاہِ بقعۂ انوار
امامِ مرشدِ برحقِ شہِ دنیا و دینِ ما
شہِ بو الخیر ما قیومِ دورانِ قطبِ راہِ ما
امینِ سوزِ صدیقی، مثیلِ شانِ فاروقی
چراغِ چشمِ آن آقائے ما آن سیدِ سرہند

چہ ساز آسا شود سوزِ نہانِ ما بہ بدستی
 اَلَا اے بادہ نوشانِ محبت باز صف گیرید
 بیا از حجلہ خود ساقیا وانگہ بکن برپا
 شہا بہرِ مذاوا عاجزان جمع انداز یک سر
 نظروا کُن بین کین عاشقانِ مستِ شیدا را
 تورفتی از میانِ ماچہ دلہا راتبہ کردی
 توئی آرامِ جانِ ماتوئی در مانِ درو ما
 فراموش کردہ ام از دل بہ جزوئے ملیح تو
 بکن این سینہ تارِ کیم از نورِ رخت روشن
 شہا پروانہ سان رقصِ دلم گردِ سویدایت
 مدد اے قبلہ عالم تمناے دلی دارم
 چہ نورانی چراغِ مصطفیٰ ہستی خوشا نسبت
 امامی مُرشدیِ قلبم فدائے روئے تو بادا
 بہ حق قلبِ نورانی بہ حق سترِ یزدانی
 بہ حق دستِ خود کورا اگر فتم دستگیری کُن
 بہ آن نسبت کہ من دارم بہ درگاہت ترحم کُن
 پے تسکینِ قلبم وہ جواب اکِ مرشدِ کامل
 خیال تو برافروزد ہوا و آرزوئے من
 اَلَا اے آن کہ پنداری شدہ شیخِ ازیں دنیا
 نہ میرد شیخِ نورانی کہ شد در راہِ حق فانی
 ہمیں آید ندا از قبرِ آن سلطانِ محبوبان
 پے دیدارِ من داری اگر ذوقِ ہمیں باید
 دلا از دستگیریِ التماسِ دستگیری کُن

چو باشد ساقی ما قبلہ اربابِ عرفانی
 پیا پے دور باید کرد با صہبائے روحانی
 فضائے مستی و مدہوشی و صد فتنہ سامانی
 بیا کین در دستِ درانِ محبت را تو درمانی
 صدائے ہائے وہو بر خیزد از سوگِ پنهانی
 چہ مشکل ساختی منزلِ بینِ اقطبِ ندانی
 توئی خضرِ طریقِ ماتوئی بس آبِ حیوانی
 بیا و حکمرانی کُن کہ بر قلبم تو سلطانی
 بیا رشکِ ارم کُن این مقامِ سختِ ظلمانی
 چو بیند شمعِ رویت در سیاہیہائے عصیانی
 کہ بر عالم نگاہِ لطفِ فراغِ غوثِ ربانی
 مرا ہم داد مولایم نوا سنجیِ حسّانی
 نظر سوئے مریدان کُن بہ حق نورِ عرفانی
 بہ حق روحِ روحانی بہ حق نورِ پیشانی
 بہ حق حُبِ قلبم رحم کُن آقاے روحانی
 گدائین در بجوید این غلامتِ ارتو خود دانی
 مکن پا مالِ خاموشی نوائے سوزِ پنهانی
 دلم گوید کہ در مرقد تو دانی حالِ حرمانی
 شنو این مطلعِ دیگر اگر خاطر نہ رنجانی
 بقا نازو بہ در بانی پے عشاقِ یزدانی
 کہ من پنهان ز دنیا گشتہ ام لیکن نیم فانی
 کہ بینی آن بلالِ من کہ دارد خوئے سلمانی
 رُخ اشعار گردان سوئے آن مینوعِ فیضانی

شہِ بوالفیض آن فرخ نژاد و ستر شیخ ما
 شہِ بوالخیر ار رفتہ شہِ بوالفیض خیر اوست
 خداوند اعطا شانِ بدالی کن شہِ مارا
 الہی ما گنہگارِ کم فیضش آبخارے کن
 الہی طور گردان سینہارا از تجلیہا
 الہی حضرت مارا بہ قرب خود مفتخر کن
 الہی بہر درگاہ تو بگر فتم من این در را
 امام و رہنمائے ما پئے اسرارِ پنهانی
 بہان نورِ مبین بینم عیان برفرق و پشانی
 خداوند اشہِ بوالفیض را کن جوئے فیضانی
 کہ شویدا از قلوب ما ہمہ ارجاسِ عیانی
 الہی از قلوب ما بکن و سواسِ شیطانی
 الہی شاہ را کن مرجعِ عشاقِ یزدانی
 قبولم کن الہی بہر نورِ کوہِ نارانی
 علی ہر دم دعائے ما ہمین باید کہ ربِّ اُخلف
 اِمَامِی فی ابْنِہِ الْاَوَّلِ وَ فی الْثَالِثِ وَ فی الْثَانِی

قصیدہ

متضمن سال وصال امام العارفین 'سراج السالکین' جنید زمانِ شبلی دوران
حضرت مولانا شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین الفاروقی قدس اللہ سرہ الاقدس

از

(مولانا) اختر شاہ خان اختر امرہوی مدرسہ امداد الاسلام - صدر میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چون نہ برگردون رسد آہنگ پایا ہائے ما
این چہ بارانِ حوادث باردا ز گروں گزرو
در فراقِ ساقی وحدت بہ بزمِ معرفت
سینہ ہر گل اگر چاک است از خارِ الم
روئے غبرِ تیرہ و تار است اگر از فرطِ غم
ہر نماں نالد بہ باغ از لعلِ زاغ و زغن
بلبلِ ماجزِ نوائے غم نہ دارد در چمن
یارب این سوزِ دل ماہست یا سوزِ چیم
یاس طبع ما چسان خندد کہ در عالم نہ دید
آفتابِ حشر باشد بر سرِ مردم چرا
رفت ایام وصال و شامِ ہجران شد پید
سوزِ عالم چون نہ گردد آفتابِ روزِ حشر
چون نشیند بلبلِ عرفان نہ در بیتِ الحزن
اخترِ برجِ کمال و گوہرِ درجِ جمال
شبلی دور و جنید وقت و سلمانِ زمن
قطب ارشادِ زمان و عوثِ اوتادِ اوان
حافظِ دینِ مبین و حامیِ شرعِ متین

کز سہامِ درد و غم شد ریشِ سرتاپائے ما
زعفرانِ روید بہ جائے لالہِ حمرائے ما
خون چکد ہر دم ز چشمِ ساغر و مینائے ما
شد سفید از حزنِ چشمِ نرگس شہدائے ما
نیلگوں پوشد بہ ماتم قبتہ خضرائے ما
عندلیبِ خوش نوار و طوطیِ شیوائے ما
نیست جز آثارِ حسرتِ برگلِ رعنائے ما
شورِ محشر ہست یا این شورِ وایاوائے ما
جز سُمومِ یاس و حرمانِ گلشنِ انوائے ما
شد درین محشر نہان مہرِ جہان آرائے ما
تاچہ راند بر سرِ ما این شبِ یلدائے ما
صُورِ محشر چون نہ گردد آہ جان فرسائے ما
رخت بست از گلشنِ عالم چمن پیرائے ما
نیرِ اوجِ جلال و مرثد و مولائے ما
وَرْدَةُ النَّجَّارِ و لَیْلَةُ الْمَجَادِ و اوائے ما
فخرِ زما و جہان و شیخِ بے ہمتائے ما
ہادیِ راہِ یقین و سیدِ یکتائے ما

شہر دہلی بود جا بلسا و جا بلقائے ما
 خرمن آزو ہولے نفسِ ناپروائے ما
 بود آنفاسِ نفیسش گویا صہبائے ما
 خانقاہش بود در عالم اگر ملجائے ما
 دل پذیر آشنائے بحر استغنائے ما
 ہمت شاہ سکندر شوکت والائے ما
 لحن او چون آبِ حیوان بود روح افزائے ما
 نقش ہر باطل ز الواح سویدا ہائے ما
 در قرارت بود قالون سید القرائے ما
 دست موسیٰ ساختے رواز رخ بیضائے ما
 جلوہ فرمودے چو مہر ملتِ غرائے ما
 روبروے مرشدِ روشن دل دانائے ما
 خاطرش بستے چہ در بیضا و در صفرائے ما
 بود پورشِ راسمی شیخ ملک سیمائے ما
 ولدِ عبداللہؒ فرزندِ عمرہ آفتائے ما
 جانشینِ صادق مولائے بے ہمتائے ما
 نام باشد در کتابِ منزلِ مولائے ما
 ذاتِ والایش ز عیبِ اُلفتِ دنیائے ما
 ہست فخرِ اقہاتِ دنازش آباہائے ما
 لنگ باشد تو سن فکرِ فلک پیمائے ما
 حلقہ اش جُبَلِ متین و عروہ و ثقائے ما
 یوسف مصر جمال و شاہ فقر آرائے ما

حضرت شاہ ابوالخیر آن کہ از فیضانِ او
 کالمے کز تابِ برقِ التفاتش سوختے
 از دمِ خود بخودتی مافزودے دمدم
 گوہر او بود دریائے معانی در جہان
 بود کشتیہائے گوہر کے ز شاہانِ زمان
 داشتے دارا شکوہانِ زمان را بردش
 صحبتش گر بود نافع ہیچو نافع در جہان
 نقش بندے حق پسندے کز توجہ می زدود
 در سلوک ار بود ستمس العارفین چون بایزید
 چون یدِ بیضا نمودے از رخِ پُر نورِ خود
 دست بر آبِ رو گرفتے مہر تابانِ فلک
 خواجہ گردون زدے دستارِ خود را بر زمین
 بس کہ بود از طلعتِ اوشانِ فاروقی عیان
 والدِ او بود اگر فاروقِ عظیمِ راسمی
 داشت فرزندانِ عالی نیک نام و نامدار
 اولین حضرت بلالِ دینِ مبین
 ثانی شان حضرت زیدِ سمی زید کش
 اصغر شان حضرت سالم کہ سالم آمدہ
 خوش موالید ثلاثہ کز معالی ہر یکے
 جہتِ خواجہ کہ در میدانِ وصفِ شان او
 بے نظیر و بے عدیل و بے بدل شیخے کہ بود
 حیف بر پیرِ فلک کا فگندہ در چاہِ لحد

۱۵ جا بلسا و جا بلقا نامہائے دو شہر اند و بعض گویند کہ این دو شہر از عالم مثال اند یعنی جائے امن و امان۔

۱۶ اشارہ بہ قبول نہ کردن ہدایائے نظام دکن و امیر کابل است۔

نہ غلط حاشا دکھانیست این کارش کہ او
 ساقی شد در جوارِ ساقی کوثر کہ بود
 بود چون بست و نہم شہرِ جمادی الآخرہ
 گشت واقع در شبِ آدینہ از حکمِ خدا
 چوں بہ سالِ رحلتِ این قطبِ ارشادِ مین
 خود چو یعقوب بست گریانِ بر شہِ والائے ما
 ہر دمِ نوشین او در مانِ استغنائے ما
 از قضائے رب وصالِ مرشدِ والائے ما
 ساعتِ گزینی مثالِ ساعتِ مُغنائے ما
 کرد ایما بخیر اشفاق و کرمِ فرمائے ما

اخترا کردیم از القائے ربانی رقم
 جیف شد قطبِ عزیزِ ملتِ زہرائے ما

۱ ۴ ۳ ۱

۱۵ اشارہ بہ آن رعد و برق و مطر است کہ وقتِ وفاتِ ظہور کرد۔

۱۶ اشارہ بہ حافظِ اشفاقِ الہی میرٹھی است رحمہما اللہ۔

قطعاتِ تاریخ و فات

مولوی صدرالدین کیفی غازی پوری گفتہ رحمہ اللہ

آفتابِ سمائے رُشد و ہدا شاہ ابوالنخبر عارفِ بالشد
عالمِ باعمل فقیہِ زمان حاجی و قاری و خدا آگاہ
زاہدِ پاک باز و پاک نہاد صوفی باصفاء و الا جاہ
بست و نہ از جمادی الاخری بود شبِ آدینہ و قریبِ پگاہ
کہ بہ حق داد جان و واصل شد جَعَلَ اللہُ جَنَّةً مَثْوَاہ
جائے باشد کہ دیدہ ریزد خون لبِ شود آشنا بہ نال و آہ

کیفی بندہ گفت از پئے سال

نَوَّرَ اللہُ قَبْرَہُ وَ شَرَّاه ^{۱۳۴۱ھ}

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی (صدرِ یار جنگ) گفتہ رحمہ اللہ
جناب ابوالنخیر خیر مجتہم شریعت مآب و طریقت پناہی
چو لبیک گفتہ لبش از جعبی را بیوشید عالمِ روائے سیاہی

نلک گفت از بہر سال وصالش

چراغِ نبی و حبیبِ الہی ^{۱۳۴۱ھ}

مولانا اختر شاہ خان اختر امر و ہوی گفتہ رحمہ اللہ

شاہ ابوالنخیر کہ بودہ فخرِ رخ سالِ میلادِ چہراغِ نبوی ^{۱۳۴۱ھ}
گفت تاریخِ موصالش اختر آہ جان داد چہراغِ نبوی

مولوی محمد ابراہیم فانی گفتہ رحمہ اللہ

بست چون رختِ سفرِ سلطانِ بین شاہِ عب اللہ عمرِ خیرِ زمان ^{۱۳۴۱ھ}
آمد از بالا ندا در گوشِ دل چشمہ رُشد و ہدایت بود آن

۱۵ این مادۂ تاریخ را حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی بر آورده اند و ایشان الفِ دومِ الہی را محسوب کردہ اند و جناب شروانی این مادہ را در ساکِ نظم پر و ہشتہ - جَزَاهُمَا اللہُ خَیْرًا وَ رَحْمًا -

وگفتہ

زیر دے دل شہ ابوالخیر کرد
 جہان را مستخر بلا گرز و سیف
 بگفتم چو رحلت زد نیا نمود
 بشد۔ واصل حق زمان شیخ حیف
 بندہ عاجز ابوالحسن زید گفتہ عفی اللہ عنہ

۱۳۴۱ھ

بسم اللہ الحفیظ الباقی

۱۳۴۱ھ

نالہائے زید زالم ابوالخیر عبداللہ محی الدین

۱۳۴۱ھ

رَضِیَ اللہُ جَلَّ وَ عَلَا عَنْہُ

۱۳۴۱ھ

وَلَهُمْ مَسَاكِنُ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ

۱۳۴۱ھ

إِنْ شَاءَ اللہُ الْخَالِقُ الْمُعْطِی

قطعہ

قبلہ ماشہ محی الدین عبداللہ نام
 در طریقت فرد کامل در شریعت مقتدا
 کنیتش ابوالخیر و سرتاپا وجودش خیر و جود
 قطبِ اقطاب زمان و قدوۃ اہل شہود
 دید ہا پر خون شدند و سینہ ہا بریان شدند
 ذات پاکش داعی حق را اجابت چون نمود
 گفت سالش منظر تارتخ و روز دماہ زید
 یوم جمعہ از جمادی ثانیہ بست نہ بود
 ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

وگفتہ

شاہ ابوالخیر ولی سوائے جنان تشریف برد
 سال وصالش را چنین زید حنین تحریر کرد
 آباد شد قلعہ برین ویران شد این خاکدان
 شد از جہان باغ و شان مہر زمان سوائے جنان
 ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

وگفتہ

چون قبلہ دین شہ ابوالخیر آن امام اصفیا
 تارتخ و صل شاہ رازید حنین فی الفور گفت
 رحلت سوائے جنات کرو از کلفت دنیائے ما
 بحر صفا کان سخا نجم ہدا بلجائے ما
 ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

تَمَّتِ التَّوَارِیْخُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِهِ وَ اصْحَابِہِ وَ ذُرِّیَّتِہِ وَ اہْلِ بَیْتِہِ اَجْمَعِیْنَ۔

خاتمہ

در

بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرتِ ایشان

الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ

بازخوان از نجد و از یارانِ نجد تادرو دیوار را آری بہ وجد

اہل علم و اربابِ بنیش گفتہ اند "اگر احوالِ کس بہ وجہ درست معلوم کردن باشد پس در احوالِ ہم نشینان وے باید نگریست" غالباً از ہمین جا است کہ چون ذکر اکابر می کنند، بیان شاگردان و مریدان نیز می کنند، تا معلوم گردد کہ این شجر معرفت از چہ نوع بودہ و ثمرش چہ مزایا داشت۔ لہذا عاجز بنیان آن پاک باطنان می کند کہ سالہا سال حضرت ایشان بہ تربیت آنہا مصروف بودند و از اخلاقِ رفیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتِ محلی کردند۔ اولاً ذکر آن افرادی کند کہ بہ اجازتِ ارشاد و خلافتِ سرفراز شدہ اند و باز بہ اختصار بیان دیگر مخلصین خواہد شد۔ واللہ الموفق والمعين۔

اولادِ معنوی | تا زمانے کہ قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ بود مردمِ ترکیت و بلغار و قفقاز و بخارا وغیرہ از حضرت ایشان مستفید می شدند و چندین افراد بہ دولتِ اکمال و تکمیل دامنِ مُراد پر کردہ و بہ اجازتِ ارشاد و فائز شدہ بہ اوطانِ خود مراجعت کردند۔ از ایشان نامہائے سرفراد از اوراقِ قدیمہ معلوم شدہ، و نامہائے کہ از افرادِ افغانستان و بلوچستان و ہندوستان معلوم شدہ۔ نہ از روئے حصر و تحدید است بلکہ از روئے علمِ این عاجز است۔ چہ حضرت ایشان نامہائے ایشان را نہ می نوشتند و نہ بیان می کردند، دوسہ سال قبل از وفات حضرت ایشان سہ نفر از قومِ مروت آمدند و عرض کردند کہ مایان از مریدانِ تلامذہ آفاق، ستیم۔ حضرت ایشان فرمودند: "ہاں آفاق مرید ما است" و باز از احوالِ استفسار کردند و خوش شدند آن روز مایان را علم شد کہ مجد آفاق نیز از مجازین و خلفای باشد و بہ این طور احوالِ بعضِ آخرین ہم معلوم شدہ۔ عاجز اولاً بیان آن افرادی کند کہ غیر از ممالکِ افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودہ اند۔

۱۔ شیخ عماد الدین از بلغاریہ بود۔ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و کسب سلوک کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ بہ وطن خود مراجعت کرد۔

۲۔ مولانا مختار سمرقندی از حضرت ایشان بیعت شدند و استعدادِ خوب حاصل کردند و خلافت یافتہ رخصت شدند۔

۳۔ شیخ محمد حسن جوان صاحب استعداد بود۔ بیعت شد و سلوک مجددیہ طے کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف گشت۔

۴۔ قاری عبدالغنی انطاکی شامی از ملک خود بہ اشارۃ غیبی بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و مدتِ چہار سال در دہلی و کونٹہ بہ استفادہ مصروف ماند حضرت ایشان را براحوالِ نظر التفات بود و ایشان ہم در کار خود کوشان بودند و در نماز چوں اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و از چہمان ایشان اشک روان می بود۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان را حضرت ایشان بہ قاری صاحب سپرد کردند۔ و بہ مساعی ایشان در صحتِ اَداءِ مخارجِ حروف ہر یک از ایشان بہ ذرۃ کمال فائز شد۔ سلیمان فرزند عبدالرحمن طین والاداران آیام رفیق حضرت برادر کلان بود و از قاری صاحب استفادہ کردہ است، چند سال پیشتر روزے آمدہ بود۔ اگرچہ وے بہ امور دنیویہ و کسبِ حلال مصروف است مع ذلک مخارجِ حروفش از بیشتر قُرّاء بہ درجہا بہتر است۔ آن وقت عاجز را مقولہ مشہورہ: *التَّعْلِيمُ فِي الصَّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ* یاد آمد و بہ دل گفت اگر سلیمان بہ تدریس کلام پاک مصروف شدے، از قُرّاء مشہور زمانہ بویے قاری صاحب یک سال قبل از ولادت عاجز آمدہ بودند و مولوی سید عبدالجلیل بہ عاجز گفتند کہ در ۱۲۴۱ھ از کونٹہ بلوچستان رخصت شدند۔ بہ وقت رخصت حضرت ایشان قاری صاحب را اجازت ارشاد دادند مخلصین افغانستان را با قاری صاحب محبت و ارتباط پیدا شدہ بود و ایشان قاری صاحب را با خود بہ قندھار بردند و تا آخر آیام قیام ایشان در قندھار بود۔ دو سال یا سہ سال بعد از ارتحال حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قاری صاحب برائے حج برآمدند۔ چند روز بہ دہلی ہم قیام کردند۔ در آن آیام عاجز ایشان را زیارت کردہ۔ سبحان اللہ چہ پاکیزہ صورت و مبارک احوال بودند از حج فارغ شدہ بہ قندھار مراجعت کردند و بعد از چند سال حلت نمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۔ مولوی عبداللہ ولد مولوی عبدالحق علی زئی دُرّانی از زمین داؤد و ساکن قندھار جوان ذی علم و صاحب استعداد بود۔ والدش خلیفہ مُلّا جان محمد ساکن میر بازار بود کہ از خلفائے حضرت شاہ غلام علی دہلوی بودہ قدس اللہ سرار ہم۔ والد ایشان تالیفات قیمّہ دارند۔ منہا نوّاساری شرح صحیح بخاری و رُوح القرآن

تفسیر چہارہ پارہ کلام اللہ مبارک کہ بہ عربی است۔ مولوی عبداللہ بہ ۳۲ھ پایادہ برائے حج رفت و آنجا چون طلعتِ نورانی حضرت ایشان دید از جان فریفته شد و خود را در حلقہٴ ارادت منسلک کرد۔ استعداد درست داشت و مرشد ہم اکل دریافت لہذا کار سالہا بہ ماہ ہا و کار ماہ ہا بہ روز ہا انجام یافت۔ و بہ خلافت سرفراز گشت و بہ وطن خود مراجعت کرد۔ حضرت ایشان بہ عربی خلافت نامہ تحریر کردہ بہ ایشان دادہ اند و فیما بعد بہ فارسی دو مکاتیب نوشتہ اند۔ عاجز علم نہ دارم کہ حضرت ایشان بہ کسے خلافت نامہ نوشتہ دادہ باشند بہ جز مولوی عبداللہ۔ از تحریرات حضرت ایشان احوال استعداد مولوی عبداللہ ظاہر است۔ فرزند ایشان مولوی حافظ عبدالکریم حقانی بہ عاجز گفتہ اند کہ والد بزرگوارم کسے را بیعت نہ کردہ اند۔ اوقات شریفہ خود را بہ ذکر و فکر و بہ درس و تدریس صرف کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۶۔ ملا حاجی نور احمد فرزند میر احمد قوم مہمند ساکن مقرر معروف بہ حاجی صاحب کلان، مرد مقرر و مبارک بودند چہل و پنج بار حج کردہ بہ سن یک صد و پانزدہ سال رحلت کردند صاحب ارشاد بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۷۔ ملا گل محمد ولد ملا مہر داد قوم ادنخیل، ساکن کٹواں، از مخلصین قدما و اصحاب نسبت بودند۔ از احوال مبارکہ ایشان حضرت ایشان بسیار خوش بودند۔ سالی برائے ایشان و برائے ملا حاجی گل لحاف پنبہ دار ساختند و این خدمت بہ نشی احمد حسین سپرد کردہ بودند۔ نشی احمد حسین لحاف تیار کردہ آوردند و بہ فرش سنگی نہادند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین ادب ملحوظ دارد، نہ می دانی کہ این لحاف برائے ملا گل ساخته ایم۔ این واقعہ را خود احمد حسین بہ عاجز بیان کرد۔ روزے ملا گل در صحن مسجد شریف مصرف ذکر بود حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند۔ چون نظر مبارک بر ملا گل افتاد خوش شدہ فرمودند۔ ملا گل چہ حال داری عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می درآیم محو تجلیات شدہ از دنیا و ما فیہا بے خبر می شوم۔ فرمودند۔ اے عزیز۔ اگر این کیفیت در خانقاہ شریف روئے می دہد عجب نیست۔ البتہ اگر در بازار زنان فاحشہ باین کیفیت باشی محل استعجاب است۔ سبحان اللہ چہ کامل مرید و چہ اکل مرشد قدس اللہ اسرارہما۔ در ۳۲ھ قصد دہلی از خانہ برآمدند چون بہ ڈیرہ اسماعیل خان رسیدند بیمار شدہ رحلت کردند۔ در آن ایام قیام حضرت ایشان در سکھر بود حضرت ایشان حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را برائے خدمت خانقاہ شریف از سکھر فرستادہ بودند۔ بہ ایشان نوشتہ اند۔ از وفات ملا گل متالم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ و چون از سکھر بہ دہلی رسیدند، کسے بیان ملا گل کرد۔ فرمودند۔ ملا گل قطب افغانستان بود، و فرمودند۔ بد قسمتی اہل کابل بود کہ گل از میان ایشان رفتہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۔ ملا حاجی گل ولد ملا شیخ الدین قوم خدا دا خیل ساکن و از خواہ از مخلص مخلصین و سرکردہ مریدین صاحب نسبت و ولایت بود۔ بہ دہلی رسید و بیمار شد و وفات یافت و در جوار حضراتِ محدثین دہلویہ در قبرستان مہندیان بیا را مید۔

۹۔ ملا جمو خان ولد ملا لمر آخوندزادہ قوم خدا دا خیل ساکن و از خواہ صاحب علم و فضل و کمال و نسبت و ارشاد بودند۔ حالا فرزند ایشان ملا عبد القدوس جانشین ایشان است جَعَلَهُ اللہُ اَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ وَ رَحِمَ اللہُ وَالِدَهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

۱۰۔ ملا عبد اللہ ولد ملا زردا قوم علی زری از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت معرفت بود۔ سالہا خدمت حضرت ایشان کرد۔ از نام و نمود دور، مشغول بہ ذکر پاک پروردگار جل شانہ می بود۔ حَتّٰی اَتَاهُ الْيَقِينُ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۱۔ یار محمد ولد مرزا قوم خروئی از سرورہ از متقدمین بود۔ پنج یا شش سال مسلسل خدمت کرد۔ بہ عاجز بیان کردہ کہ چند بار حضرت ایشان بہ من کتابے یا چیز دیگر برائے فروختن دادہ اند و من آن شے را فروختہ قیمتش را پیش کردہ ام۔ عجب خوش قسمت بود کہ در اواخر ایام دو سال باز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و در تجہیز و تکفین و تدفین شریک بود۔ روزے نزد حضرت ایشان مکتوبے از کلکتہ آمد۔ فریسنده نوشتہ بود۔ من از خلیفہ حضرت شما یار محمد خان افغانی بیعت شدہ ام فرمودند۔ یار محمد صاحب نسبت است۔ آن روز بہ عاجز معلوم شد کہ حضرت ایشان یار محمد را اجازت ارشاد دادہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۲۔ غلام اکبر معروف بہ اکرو ولد محمد ایاز قوم اتخیل، ملیزی ساکن کٹوا از قدما مخلصین بود۔ برائے تجارت بہ ہندوستان می آمد۔ چون از حضرت ایشان بیعت شد، بروے سلطان ذکر غالب آمد۔ کار دنیا را گذاشت و کار عقبی را محکم گرفت۔ ذکر شریف چنان بروے استیلا یافت کہ کم کسے بہ این احوال سرفرازی شود و حضرت ایشان را نیز براحوالش نظر لطف و عنایت بود۔ روزے بہ حلقہ مصروف بودند غلام اکبر دور نشستہ مصروف کار بود حضرت ایشان بہ آواز بلند نامش گرفتند۔ از فرط مسرت کیفیت جذب بروے طاری شد و افتان و خیزان در حضوری رسید فرمودند۔ ببینید در این افراد غفلت طاری شدہ۔ شما متوجہ بہ احوال اینہا شدہ از الہ غفلت کنید۔ غلام اکبر فوراً بہ تعمیل ارشاد مشغول گشت و مدتے نہ گزشت کہ در اہل حلقہ گرمی پیدا شد و ہر یک مصروف کار گشت۔ در کشف احوال ایشان را ملکہ تامہ بود۔ حضرت ایشان بہ مزاراتِ اولیائے کرام می فرستادند و آن جا ہر چہ بر ایشان ظاہر می شد آمدہ عرض می کردند۔ روزے از غلام اکبر استفسار فرمودند آیا کسے را بیعت کردہ ئی عرض کرد۔ از تحمل و برداشت

بار خود حیرانم بار دیگران را چہ گوئے برادرم فرمودند۔ پروردگار شمارا استعداد داده است لهذا تغافل نہ باید کرد۔ غلام اکبر بعد ازین ارشاد گرامی یکے را داخل سلسلہ کرد و آن را ہم بہ خدمت مبارکہ رسانید حضرت ایشان بر شجرہ مبارکہ غلام اکبر از مدارج ایشان نوشتہ بودند کہ بہ کدام مدارج رسیدہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۳۔ طلا ولد جان گل قوم مشوڑی ساکن و از خواہ از مخلصین قدما و اصحاب جذب و نسبت بود کسے بہ حضرت ایشان گفت کہ طلا بہ زنہائے نامحرم دست خود می رساند چون طلا بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان نہ ہدیہ ویرا قبول کردند نہ شرف ملاقات بخشیدند۔ وے روئے خود را بہ سوئے خانہ حضرت ایشان کردہ نہ ذکر شریف مصروف می گشت و نعرہ اللہ جینا بعد صین می زد کما کانت عادتہ چون از احوال وے و نیز از بیان بعض دیگر افراد حضرت ایشان را معلوم شد کہ الزام غلط است، طلا را خواستہ نواختند و ہدیہ ویرا قبول فرمودند۔ در علاقہ و از خواہ چاہ بسیار عمیق می باشد۔ روزے طلا نزد چاہے مصروف ذکر شریف بود، حالت جذب و وجد بروئے طاری گشت و در چاہ افتاد چون ویرا از چاہ کشیدند ہیچ تکلیف بہ وے نہ رسیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۴۔ ملاذکر ولد حسن خان قوم علی خیل ساکن گواشتہ صادق المحبۃ والاخلاص۔ صاحب ذکر و فکر و نسبت بود۔ لذت ذکر شریف را دریافتہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۵۔ حاجی عبدالحکیم ولد خدائے رحم قوم ذقانی ساکن شلگر۔ از اصحاب قدما بود بہ کسب حلال و ذکر و الجلال مصروف بود و بعد از ارتحال حضرت ایشان بالکلیہ مشغول بہ امور باقیہ شدند۔ بیشتر اوقات رسائل حجۃ الاسلام امام غزالی را مطالعہ می کردند۔ و قتیکہ ولادت با سعادت حضرت برادر گلان شد۔ حاجی عبدالحکیم موجود بود۔ حضرت ایشان از حرم سر بر آمدند و حاجی عبدالحکیم را فرمودند کہ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ او عرض کرد۔ عبد الرحمن مبارک نام است۔ فرمودند۔ ما نام حضرت بلال رضی اللہ عنہ را پسند کردہ ایم چہ این مبارک نام بر زبان مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار آمدہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۶۔ عبد القادر ولد غلام رسول خان قوم احمدزی ساکن گردیز۔ از زمرہ رجال لا تلہیہم تجارت و لا بیع عن ذکر اللہ۔ بود۔ برائے تجارت ہر سال بہ بنگال می رفت۔ و بہ وقت رفتن و آمدن بہ خدمت شریف چند روز می ماند۔ لباس خوب می پوشید و قلب خوب در سینہ داشت از احوال جذب و واردات چشمان مخمور غمازی می کردند۔ نوبتے در دہلی بہ وقت ذہاب الی الوطن این شعر شنید۔

در بہاران کے شود سر سبز سنگ خاک شوتا گل بروید رنگ رنگ

در این سال از مخلصین میرٹھ حافظ اشفاق الہی در فقلے ایشان عبد القادر را برائے یک دوشب

دعوتِ میرٹھ دارہ بودند حافظ اشفاق الہی رحمہ اللہ بہ عاجزی گفتند۔ چون عبدالقادر بہ میرٹھ رسیدند در تمام
مُردانِ روحِ تازہ دمید۔ ایشان این شعر خواندند و آہ سرور برداروند کہ تمام حاضرین متاثر شدند۔
نارخندان باغِ رانندان کنند
صحبتِ نیکانت از نیکان کند
رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۷۔ حاجی مُلا احمد خان ولد عبدالکریم قومِ مٹانیل ساکن کٹوازا از مخلصین صادقِ المحبت و
کاملِ الارادۃ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا روز وفاتِ حضرت پیر و مرشد برحق در ہر سال شش ماہ خد
کرد۔ بہت سال بہ کمالِ استقامت خدمتہا کرد۔ از دل و جان عاشق و شیدائے پیر و مرشد خود بود و در آخر
۱۳۵۸ھ چون از وطن آمد۔ غالباً سہ ماہ قیام کرد و روزے بہ عاجزی گفت کہ امسال حاضری من بہ اشارۃ
حضرت ایشان شدہ است بہ من ارشاد کردند چہ برائے زیارتہم بہ دہلی نہ می آئی۔ بہ مجتہدِ استماعِ این ارشادِ
مبارک قصد دہلی کردم۔ زادراہ پیشیم نہ بود۔ بعض سامان خود را فروختم و حاضر شدم۔ بہ دلم می آید کہ این آمد
من آخرین آمد است و عمر من شاید بہ آخر رسیدہ است۔ آن چہ حاجی صاحب گفت درست بود۔ بہ روز
چہار شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۵۹ھ (۲۱ فروری ۱۹۴۰ء) از دہلی بہ وطن روان شد۔ چون بہ خانہ رسید۔ بیمار شد۔
چند روز علیل ماندہ در اواسط صفر ۱۳۵۹ھ رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔
۱۸۔ مُلا سلیم کبیر ولد مُلا میر عالم قومِ اندری ساکن شلگر از اصحابِ علمِ کامل و صاحبِ نسبت و
معرفت و عاشقِ پیر و مرشد خود بود۔ در بیان ترجمہ و نکاتِ کلامِ الہی بہ زبانِ افغانی بے مثل بود۔ در مسجدِ
شریف درس می داد کہ خبر ارتحالِ پیر و مرشد بہ سماعش رسید۔ کیفیتے برایشان طاری شد و چند ساعت بیخبر
از ہمہ بر جائے خود ساکت و واجم بماند۔ چوبِ اسطوانۃِ مسجدِ شریف پشتِ ایشان را زخمی کرد و ایشان را ہیج
خر نہ بود رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۹۔ مُلا سید محمد سعید از اولانِ رباطِ نہایتِ پاکِ دل و صاف منش و نیکِ خصلت و
پاکیزہ مشرب بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۰۔ مُلا پیر احمد ولد مُلا جان محمد قومِ ترکی ساکنِ ناوہ از افرادِ خصوصی بود چون حضرت ایشان بہ
موسمِ بہار بہ کونٹہ می رسیدند مُلا پیر احمد با جمعی از علماء و مخلصین بہ کونٹہ می آمدند۔ از آمدِ مُلا صاحب حضرت
ایشان خوش می شدند۔ ہیبتِ حضرت ایشان بر مُلا صاحب بسیار غالب بود۔ اگر چیزے عرض می کردند بسیار
بہ ادب و آوازِ پست می کردند۔ روزے حضرت ایشان مُلا صاحب را و دیگر علماء را کہ موجود بودند برائے
تحقیقِ یک مسئلہ امر کردند و ایشان را نزد کتابہا نشانند۔ بہ اندازہ دہ نفر بہ صورتِ حلقہ مشغولِ کتبِ بینی

شدند چون وقتے گزشت حضرت ایشان تشریف آوردند و دریافت نمودند کہ چه یافتید و چه فہمیدید۔ ملا صاحب عرض کرد۔ تا این زمان مایان در کتاب این مسئلہ نہ یافتہ ایم۔ حضرت ایشان نزد ملا صاحب بر اقدام نشستند و از دست ملا صاحب کتاب گرفتہ بسم اللہ خواندہ کتاب را کشادند۔ آن مسئلہ برہمان صفحہ موجود بود۔ و کتاب را بہ ملا صاحب دادہ تشریف بردند۔ تمام علماء متبحرانند۔ ملا صاحب بہ ایشان گفت این گونه کرامت از حضرت ایشان بسیار بہ ظہور رسیدہ۔ و دل من می گوید کہ بہ امر پروردگار ملا یک معاونت حضرت ایشان می کنند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۱۔ ملا سید باز قوم نیازی ساکن ظلمت گردیز عاشق صادق و زندہ دل و صاحب نسبت بودند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۲۔ ملا اعلیٰ محمد ولد ابراہیم خلیل قوم جانی خیل کٹواڑ۔ عجب مرد پاک روش و صاف منش بود۔ مدتے خدمت کرد و از گوہر مراد دامن خود را پر کرد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۳۔ ملا سید رحمت ولد حضرت یوسف قوم نیازی ساکن گیلان مقرر مخلص پاک نہاد و صاحب نسبت و معرفت بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ۔ ولد ملا محمد حسن جان قوم ابو بکر خیل ساکن گیلان مقرر از اصحاب خصوصی و صاحب نسبت و برکت بود بہ بستم جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ رحلت یافت۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ ولد ملا محمد صدیق قوم ابو بکر خیل ساکن گیلان مقرر صاف منش، پاک روش، صاحب علم و صاحب نسبت و صاحب ارشاد بود۔ بہ شنبہ ۱۳۵۲ھ رحلت نمود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ ولد قلندر شاہ قوم اندڑی ساکن جامراد، صاحب علم و فہم و قلم و لسان و فضل و کمال بود۔ اولاً از پدر بزرگوار خود در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بتوریہ بیعت شدند و باز در ۱۳۳۲ھ بہ خدمت خیر زبان بہ کونٹ رسیدہ فریفتہ جمال باکمال حضرت ایشان شدند۔ ایشان را تالیفات قیمتی اند۔ رفقۃ الغواشی شرح تہمتۃ الحواشی ۱۔ حواشی بر خیالی ۲۔ حواشی بر بیضاوی ۳۔ ازالۃ الاولیام ۴۔ شریعۃ الاکملہ شرح فقہ اکبر ازین کتب قیمتی یکے ہم بہ طبع نہ رسیدہ۔ فیض قلندری و انوار فتح محمدی بہ طبع رسیدہ۔ در شعر و سخن ذوق درست داشتند بہ فارسی و بہ پشتو اشعار و دیوان دارند۔ در ۱۳۳۳ھ ثنوی زکین نوشتہ اند کہ در مطبع بلالی واقع ساڈھورا پنجاب طبع شدہ۔ در این ثنوی گفتہ اند۔

شہ ابوالخیر است فخر خواجگان

قابلے گر بایت در این زمان

قطبِ عالم پاک دامن پاک باز
قاصدے گراں زبانِ خواہی ضرور
قد سقاہ اللہ من بحسب الکرم
اے زبا افتادہ دامانش بگیر
کشتے گریادت بہر عبور
عروۃ الوثقیٰ است یا جمل المتین
نورِ خواہی نورِ رخشان می دہد
جان و دل گوید کہ جانان یاد کن
بر جمال شمع جان سوزان شوم
در نماز اندر نماز اندر نماز
در دلِ خواجہ ابوالخیر است نور
اِذْ عَطَاهُ اللّٰهُ مِنْ نُّوْرِ الْحَرَمِ
شہ ابوالخیر است پیر دستگیر
رُفُو بہ پیشِ خواجہ با سور و سرور
این طریق پاک شیخ المسلمین
سورِ خواہی سورِ رحمان می دہد
ہمچو بلبل نالہ و فریاد کن
در ہوائے دلبران رقصان شوم

ثنوی رنگین را قبل از طباعت بہ دہلی آوردہ برائے ملاحظہ بہ خدمتِ حضرت ایشاں پیش کردہ بودہ
و باز دیباچہ بہ عربی نوشتند۔ در دیباچہ می نویسند: "وقد مرّ من نظر شیخ المسلمین مُرشدی ومولائی حضرت خواجہ
عبداللہ ابی الخیر الفاروقی المجتہد الدہلوی فوجد قبولاً فصّار ذلك عند ارباب العلم والہدی احسن
مقیلاً وعند اصحاب الحیلم والتقی تسمی سلسبیل الخ۔ در مقدمہ بیان ملا حافظ بسم اللہ ولد زرداد
قوم اندر ساکن شلگر بیان الفاظ کردہ اند: "قد کثر فی زماننا المعترون الکاذبون المتعصبون للقرآن
ہم حاملون وبمعناہ لا یعلمون فمثلہم کمثل الحمار یحمل اسفارا کالحاجی الجاہل العقور المنبع للشرور
والمشتمذیل الفسق والفجور المراد منہ الشتم ارا الشیخ الشیخ ابن التاردا الشلگری الاندر جزاہ
اللہ جزاء الکلاب العاویات فی الدنیا والآخرۃ واللہ عجزی الخیر والشر ان خیراً فحیراً وان شرّاً فشرّاً الخ
غالباً فصل بہار از سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بود کہ حضرت ایشاں رکوع بعد از نماز پیشین بیرون خانہ مصروف
حلقہ بودند جماعت کثیرہ از علمائے کرام حضرت ایشاں را مثل ہالہ احاطہ کردہ بود۔ ماہر سہ برادر در باغچہ کہ
متصل بہ آن جا بود با جماعتی از مخلصین مصروف کلام بودیم۔ درین اثنا ملا بسم اللہ ولد زرداد قوم اندر
خلیفہ پیر سید حسن بخدادی حاضر شدہ عرض کرد کہ ملا غلام احرار صاحبزادہ در دیباچہ ثنوی رنگین نوشتہ است
کہ این ثنوی را پیر و مرشد من ملاحظہ فرمودہ و پسند کردہ اند۔ بہ نسبت من این عبارت نوشتاند۔ و آن
عبارت ہمان است کہ نقل شدہ حضرت ایشاں فرمودند غلام احرار را بیارید۔ چنانچہ شخصے صاحبزادہ را
بیآورد۔ عاجز نیز رفت تا احوال را ببیند حضرت ایشاں فرمودند غلام احرار چہ واقعہ است ایشاں گفتند۔
این شخص در پے قتل من است۔ در افغانستان کسے را وہابی گفتن مترادف قادیانی گفتن است این شخص

بہ حکومت عرضداشتے پیش کردہ است کہ غلام احرار وہابی است۔ من در دیباچہ مثنوی نگین نوشتہ ام کہ من در فقہ مقلد حضرت امام ابو حنیفہ ہستم و مسلک من مسلک اہل سنت و جماعت است و در سلسلہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ منظر یہ خیر یہ داخل ہستم و باز از شتر جاسد پناہ جستہ ام و نسبت بہ ملا بسم اللہ آن عبارت نوشتہ ام کہ دے نقل کردہ آورده است و نہ می تواند کہ بخواند و باز صاحبزادہ آن عربی عبارت را خواند و عرض کرد اینجا جماعتی از علمائے شستہ است۔ از ایشان حقیقت حال حضور اقدس دریافت فرمایند چنانچہ حضرت ایشان از علمائے دریافت فرمودند و ایشان عرض کردند کہ ملا بسم اللہ بہ حکومت مکتوبے نوشتہ بود و حکومت غلام احرار را طلب کردہ استفسار کردہ بود۔ و این ہم درست است کہ جزائے وہابی بسیار سخت است۔ حضرت ایشان بہ ملا بسم اللہ فرمودند "شما غلام احرار را عناداً وہابی می گوئید و حکومت را می نویسید تا کہ حکومت ویرا قتل کند و دے شمار عقور و شمنزار و شنیور و شمر نہ نویسید" ملا بسم اللہ بعد از شنیدن این ارشاد گرامی برفت و بعد از ان روز صاحبزادہ غلام احرار از شتر دے محفوظ شدند۔ در افغانستان اشتہار یافت کہ حضرت صاحب دہلوی ملا بسم اللہ را بر خطا قرار دادہ اند۔ عاجزان روز جرات و زبان دانی صاحبزادہ را دید۔ بہ جرات و فصاحت تمام قضیہ را بیان کرد و در آخر عرض کرد حضور اقدس۔ گلوئے من حاضر است اگر حرفے غلط گفتہ باشم جزائے من ذبح است "حق زبان صاحبزادہ را کشاد و بطلان زبان ملا بسم اللہ را بستہ کرد۔ ایشان را در افغانستان و در پنجاب مخلصین بودند۔ در ایام زمستان بہ لدھیانہ می آمدند و برائے چند روز بہ دہلی ہم می آمدند۔ نوبت آخر در ماہ محرم ۱۳۵۴ ہجری بہ دہلی رسیدند چون قصد مراجعت کردند بر فراز پرنوار پیر و مرشد خود حاضر شدند و بعد از عرض سلام و قرأت فاتحہ و دعا اشک ریزان این شعر خواندند۔

جیف در چشم زدن صحبت یا را آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

چون بہ وطن خود رسیدند بعد از چند روز در مرض و بانی مبتلا شدند و بہ شب چہار شنبہ نجیم جامی لآخر ۱۳۵۴ ہجری (۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء) بہ عمر شصت و پنج سال رحلت کردند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ ایشان را دو فرزند اند۔ صاحبزادہ ملا غلام احمد ولادت ایشان بہ ۱۳۲۰ ہجری بودہ کہ سال بیعت والد ایشان است، از حضرت ایشان غلام احمد نیز بیعت شدہ اند۔ اما کسب سلوک از والد بزرگوار خود کردہ اند علم درست و فہم خوب دارند خلیفہ والد بزرگوار خود اند۔ افسوس کہ از وجہ درو سرور کام و نزل اشتغال بہ کتب بسیار کم شدہ۔ در پنجاب مخلصین دارند۔ رَزَقَہُ اللّٰہُ الصَّحَّۃَ وَدَقَّقَہُ لِمَرْضَاتِہِ۔ و فرزند دوم صاحبزادہ فدائے احمد است کہ در ۱۳۳۶ ہجری تولد شدہ از والد بزرگوار خود کسب سلوک کردہ و خلافت یافتہ و مشغول بہ کار است دَقَّقَہُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ۔

۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ برادر خورد غلام احرار صاحبزادہ۔ ایشان از برادر خود شانزده سال خورد

بودند بہ اول ماہ محرم ۱۳۸۵ھ ولادت ایشان بودہ چوں جوان شدند از حضرت سیدی الوالد بیعت شدند کسب سلوک کردند و اجازت و خلافت یافتند۔ در جذب و شوق و نعرہ و آہ و بُکا سرشار می بودند۔ اکثر اوقات اشعارِ برادر خود را کہ در فارسی و افغانی می بود بہ آواز بلند می خواندند و از ہر سو نعر ہائے اللہ و ہائے ہو بہر می خاست۔ و در احوال جوش و شستی رو بہ سوئے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ بہ صد سوز می خواندند۔

خواجہ نظام است و نظامی منم مفتخر از بس بہ غلامی منم

وفات ایشان بہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ شدہ۔ یک سال یا دو سال قبل در لاہور با عاجز ملاقات کردند گفتند در ایام جوانی بر فرش سگی خانقاہ شریف در وجد می غلطیدم و ضربہا بہ پا ہائے من می رسید من بے خبر می ماندم حالاکہ پیر شدم از دردِ آن ضربات راہ رفتن مشکل شدہ۔ عجب پاک دل و صادق المحبۃ و عاشق پیر و مرشد خود بود رَحِمَہُ اللہُ و رَضِیَ عَنْہُ۔

۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ ولد باز محمد قوم کنڈی ساکن قرہ باغ عجب مرد پاک دل و صاف منش و نیک طینت بود۔ در سال ہزار و سہ صد و چہل نسخہ قلمی از مصحف شریف برائے حضرت ایشان بہ کوٹہ آوردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند۔ این ہدیہ مبارکہ را عاجز بہ خدمت حضرت ایشان رسانیدہ بود۔ چون از ملاحظہ فارغ شدند۔ آن نسخہ مبارکہ را بہ عاجز دادند و فرمودند۔ بسیار خوب مصحف مبارک است۔ این را تو بگیر۔ ایشان را سہ فرزند است۔ احمد حسن، عبد الرحمن، عبد الکریم۔ و لصلاحتہم یصدق علیہم، الولدُ سید لایبہ۔ بی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ را حضرت برادر بکلاں برائے فرزند اصغر خود عزیز گرامی عبد اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ گرفتہ اند۔ سَلَّمَ اللہُ الْاِخْوَةَ الثَّلَاثَةَ وَاَوْلَادَہُمْ وَرَحِمَہُ اللہُ اَبَاہُمْ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۹۔ ملا سید احمد جان ولد سید اختر ساکن خیر کوٹ۔ کٹواڑ۔ مرد پاک دل و صاف منش صاحب خشوع و خضوع بود۔ بہ عاجز گفت۔ من نوبتِ اول بہ حج رفتم و تمتع کردم و نوبتِ دوم قرآن و امسال قصد افراد دارم۔ چنانچہ ایشان آن سال رفتند و افراد کردند۔ دوسہ سال ما برادران در تفریح گاہ پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم۔ از جماعت مخلصین نیمے بہ یک جانب و نیمے بہ دیگر جانب می بود۔ رئیس یک حزب حضرت برادر بکلاں و رئیس دیگر حزب این عاجز می بود۔ حضرت ایشان احياناً معاونتِ حزب کمزوری کردند۔ روزے یک حزب در شعر دال عاجز مانده بود۔ و سید احمد جان در آن حزب بود۔ حضرت ایشان این شعر گفتند۔

دال می خواہم ز احمد جان من لیک باشد شعر چون دُرِ عَدَن

چون حضرت ایشان بہ احمد جان خطاب کردہ این شعر خواندند گویا کہ در احمد جان ریحِ تازہ دیدہ عجب کیفیتی بروے طاری گشت و تا زمانے آن اثر ظاہر و باہر ماند۔

لطیفہ۔ دران ایام از افغانستان قاضی آیاز بہ خدمت شریف آمدہ بود و او ہم در شعر بازی فریق
یک فریق بود۔ اتفاقاً از حزب عاجز سین طلب کردہ شد۔ عاجز این شعر "بوستان" خواند۔
سمند سخن تا بہ جائے براند کہ قاضی چو خرد در خلا بے بہاند

حضرت ایشان قدس سرہ چون این شعر را شنیدند بہ انبساط تمام فرمودند۔ "اے آیاز بشنو، زید
چہ می گوید" و باز متبسم شدند۔ حاجی ملا احمد خان نعرہ زد و قاضی آیاز بہ وجد درآمد۔ سبحان اللہ چہ کیفیات
بودند و چہ احوال۔ اگر عاجز گوید "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" را ظہور بود خلاف واقع نہ خواہد بود۔
سید احمد جان در ۱۳۶ھ رحلت نمود۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضٰی عَنْہُ۔

۳۰۔ ملا خیر اللہ آخوندزادہ فرزند ملا عبداللہ قوم جلالزی اندر ساکن پاچگی از شلگر۔ اولاً از
نجم الدین آخوندزادہ بیعت بود۔ بعد از وصال ایشان بہ در اقدس خیر جہان رسید و فریفتہ جمالِ باکمال
حضرت ایشان شد۔ سالہا در خدمتِ بابرکت ماند و صفائے وقت را دریافت۔ نوبتے حضرت ایشان
چوں از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند ملا خیر اللہ با جماعت کثیرہ از افغانستان آمدہ بود۔ عاجز دید کہ ملا خیر اللہ قصیدہ
افغانی بہ ذوق و شوق می خواند کہ در مدح پیر و مرشد خود گفتہ بود۔ مفہوم یک شعر این بودہ۔ کہ اے مقتدائے
انام خوش بیاید کہ کوہ کوثر ک از بہرِ سلامی استادہ است۔ و باز ملا خیر اللہ نعرہ اللہ زد و اشک رنجیت بہ
مستمعین گفت۔ "سوگند بہ خدا، اگر حضرت ایشان در یک ازار و پیرہن خورد و عرق چین تنہا بہ صحرا بر آید
ہر کہ ایشان را بیند فریفتہ ایشان شود" بہ خیالِ عاجز ملا خیر اللہ صواب گفتہ۔ بہ روز شنبہ نجم ربیع الآخر
۱۳۵۹ھ وفات یافت۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضٰی عَنْہُ۔ پسرش ملا احمد اللہ است۔ وَتَقْنٰی اللّٰہُ وَاٰیَہُ لِمَا یُحِبُّہُ وَیَرْضَہُ۔

۳۱۔ شرف الدین ولد ملا خدا داد قوم مہمند ساکن کٹواڑ۔ از مخلصین قدما و عشاقِ حضرت ایشان
بود۔ ہر سال برائے کسب حلال بہ بنگال می رفت۔ عند المراجعہ چند وقت خدمت می کرد۔ نوبتے از بنگال
بارفقاے خود بازگشت۔ حاجی ملا احمد مٹاخیل نامہائے وار دین و ہدیہ ایشان را بر کاغذے نوشت و عاجز
را داد تا بہ خدمتِ اقدس برساند حضرت ایشان چون تحریر را ملاحظہ کردند۔ فرمودند زید برو بہ شرف الدین
بلگو کہ در ہدیہ چہ نقص کردہ۔ عاجز بہ شرف الدین گفت۔ وے تبسم کرد و از کیس خود دو یاسہ روپیہ کشید
و بہ عاجز داد۔ عاجز آن روپیہ بہ خدمتِ مبارک رسانید حضرت ایشان آن وقت بہ عاجز فرمودند۔ "زید
ببین۔ حالا درست آمد" چون عاجز برآمد۔ دید کہ حاجی ملا احمد از شرف الدین حقیقتِ حال دریافت می کرد۔
شرف الدین گفت۔ وقتے کہ من برائے تجارت بہ بنگال می رفتم در دل خود نذر گرفتہ کہ ہر قدر فائدہ شود،
یک روپیہ فی صدر روپیہ بہ حضرت ایشان دہم۔ و این وقت در بے خیالی دو یاسہ روپیہ کم پیش کردم۔

چون حضرت ایشان استفسار کردند۔ آن نذر بہ یادم آمد و ما بقی را از در اہم دادم۔“ و این ہم گفت۔ کہ غیر از خدا کس را علم نذر کردن من نہ بود۔“ چون عاجز کلام شرف الدین شنید بہ او کلام حضرت ایشان نقل کرد کہ فرمودند۔
زید بین حالادرست آمد۔ در سال ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان ہج رفت و چند سال بعد از دنیا کوچ کرد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۲۔ حاجی کلاخان ولد محمد امین قوم خروٹی، کوچی دنیا بعد در شاہ جوے آباد شد، از مخلصین پاک طینت بود۔ در ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان حج کرد و بعد از چند سال رحلت نمود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔
۳۳۔ ملا امیر ولد حاجی بازک قوم میچن خیل، ساکن جامراد عجب مرد پاک دل و شیدائے پیر و مرشد خود بود۔ اگر گفتہ شود کہ او از دل و جان فدائے حضرت ایشان بود صیح باشد۔ اکثر اوقات بہ مطالعہ ثنوی معنوی مشغول می بود۔ ایشان را دو زوجہ بود۔ زوجہ اولی بی بی لال نام داشت، سی و پنج سال گزشتہ بود و اولاد نہ شدہ بود و زوجہ آخری بو بوجان نام داشت و شانزدہ سال گزشتہ بود ازوے ہم اولاد نہ شدہ بود۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و چہار بہ زمانہ قیام حضرت ایشان در ریاست رامپور۔ ہر دو زوجات خود را ہمراہ خود بہ رامپور آورد و بہ وقت روانہ شدن از خانہ بہ بارگاہ کبریاء عرض کرد، الہی و مولائی از برکت پیر و مرشد مرام اولاد عطا کن در رامپور چند ماہ خدمت کرد و باز ہمراہ حضرت ایشان بہ کوٹہ رفت۔ در کوٹہ بعد از چند ماہ بی بی لال را پروردگار دختر عنایت کرد۔ حضرت والدہ ماجدہ آن دختر را جامہا پوشانیدند و نامش صفیہ نہادند۔ چون ملا امیر بہ افغانستان رسیدند بعد از چند ماہ بو بوجان را پروردگار پسر عنایت کرد و نامش طاہر بود ملا امیر سادہ دل و سادہ طبیعت بود۔ در صحبتش اثر سوز و محبت غالب بود بسیار افراد از ایشان استفادہ کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۴۔ ملا حسن قوم بابی از قندھار بود۔ وہ بہ کوٹہ آمد و بیعت شد۔ عجب مرد مبارک بود۔ حاجی اسلم نورزی دوکاندار ایشان را در خانہ خود جاسے داد۔ ہفت یا ہشت سال ملا حسن در جائے ایشان قیام کرد۔ دو راتیا مے کہ قیام حضرت ایشان در کوٹہ می بود، ہر شب بہ حلقہ مبارکہ می آمد۔ حضرت ایشان ملا صاحب را در دالان بہ قرب خود جاسے می دادند بعض اوقات صرف ملا صاحب بہ حضور حضرت ایشان می بود۔ از آمد ملا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہشت حسب معمول حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی تشریف آوردند ملا صاحب بہ قندھار رفت۔ چون حضرت ایشان بہ سال سی و نہ بہ کوٹہ رسیدند ملا صاحب را نہ یافتند بہ حاجی اسلم چند بار فرمودند ملا حسن را بخواہ۔ اگر در خانہ شما ایشان راحت نیست ما ایشان را حجرہ خوب می دہیم۔ و در سال چہلم کہ سال آخر حضرت ایشان در

کوئٹہ بود نیز چند بار این سخن فرمودند۔ برائے ادراکِ جلالتِ قدرِ ملا صاحب برتر ازین چه دلیل خواهد بود۔ ملا قاسم ہزارہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ بہ عاجز بیان کرد کہ در قندھار یک روز من و ملا باز محمد قندھاری و ملا جلال الدین ہمراہ ملا صاحب بیرونِ شہر برآمدیم۔ در دست ملا صاحب تسبیح بود و بہ ذکر شریف مشغول بودند۔ ما ہر سہ با ہم کلام می کردیم۔ بعد از ساعتی ملا صاحب بہ مایان گفتند افسوس صد افسوس، مثلِ اشتر بے مہار شمایان روان ہستید۔ بہ این جبلِ شامخ کہ پیش روے شمایان است و بہ این قبۃ خضر کہ بر سر شمایان است نظر نہ می کنید کہ بہ چه طور اظہارِ عظمت و کبریائی پروردگاری کند و بینید کہ ہر ذرۃ خاک بہ ذکر پاک پروردگار گویا است۔ وای بر شمایان کہ اوقاتِ عزیز خود را بہ غفلت می گزرانید۔ این گفتند و زار و قطار گریستند۔ عاجز گوید ملا صاحب دائمًا از کلام لغو و لالی یعنی احترازی می کردند۔ در کنجی قبلہ روشستہ بہ ذکر پاک مولیٰ جل شانہ مشغول می شدند اگر تکلم می کردند بہ آواز پست و نرم می کردند۔ خندہ ایشان بیش از بستم نہ می بود و در اوصافِ حسنہ فرد بودند، رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۵۔ ملا محمد آفاق قوم مروت از جہات سرحد بہ خدمتِ خیرِ جہان رسید و ہر چہ کہ بہ قسمتش بود حاصل کردہ بہ وطن مراجعت کرد۔ اگر مریدانش در اواخر سال ہا بہ خدمت حضرت ایشان نہ رسیدے، عاجز را از ایشان علم نہ بودے۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

ازین سی و پنج نفر کہ بیان ایشان گذشت، سی و یک نفر از افغانستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحابِ اجازت بلوچستان می کند۔

۳۶۔ قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر بہ کوئٹہ آمد و از حضرت ایشان بیعت شد و در قریہ خلیل کہ بہ فاصلہ سہ میل از شہر است آباد شد۔ عجب مرد مبارک و صاحب استعداد بود۔ از بلوچان و — برامویان اگر کسے برائے بیعت می آمد۔ ویرا حضرت ایشان نزد قاضی لعل محمد می فرستادند کہ بیعت کنند و چند روز نزد خود ویرا مشغول بہ ذکر دارند۔ قاضی صاحب بسیار ضعیف و سن رسیدہ بودند چند سال بعد وفات یافتند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۷۔ ملا عبد الحلیم آخوند زاوہ فرزند ملا عبد اللہ قوم کا کر ساکن قریہ چوہی کہ از شہر کوئٹہ بہ فاصلہ پنج میل بہ جہتِ غرب واقع است۔ چند ماہ قبل از ولادت حضرت برادر کلان چون نوبتِ اول حضرت ایشان بہ کوئٹہ رسیدند سی نفر داخل سلسلہ عالیہ شدند (کما لکتبہ سیدی الوالد الی عبد اللہ عمر میمن) سرگردہ آنها ملا صاحب بودند۔ اگر ملا صاحب عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود حضرت ایشان نیز قدر دان ملا صاحب بودند۔ چون بہ سال بستم از قرن چہار دہم ملا صاحب حج کردہ بہ کوئٹہ رسیدند، حضرت ایشان بہ عبد اللہ عمر نوشتند

مولوی عبدالحلیم حج کردہ از راہِ کراچی مع الراحة والنخیر بہ کوئٹہ رسیدند ملا صاحب بیان می کردند، چون بہ مدینہ منورہ رسیدم و برائے عرض صلاۃ و سلام حاضر شدم۔ عرض کردم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غلام عاشق و شیدائے شما ابو النخیرم۔ چون این عرض کردم حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم چنان عنایات و مہربانیہا فرمودند کہ از بیان آن زبانم قاصر است۔ در سال سی و پنج چون حضرت ایشان، حضرت برادر کلان را بہ وقت رفتن ایشان بہ کوئٹہ خلافت عنایت کردند و ایشان بہ کوئٹہ رسیدند و ملا عبدالحلیم واقعہ شد فوراً نزد برادر کلان آمدند۔ از فرط مسرت اشکہا می ریختند و تبرکاً بر دست ایشان ہم بیعت شدند۔ و از این واقعہ یک سال بعد در راہ شعبان ۱۳۳۶ ہجری بر پشت ملا صاحب غدوے ظاہر شد۔ و بہ سرعت زیادہ خطرناک گشت۔ چون ملا صاحب از حرکت معذور شدند متصل بہ دیوار مسجد تریف پیش روے دروازہ حرم سرابرحافے دراز شدند۔ نظر ایشان بہ سوئے دروازہ می بود۔ اوائل ماہ مبارک رمضان بود کہ حضرت ایشان وقت ضحیٰ بہ عاجز فرمودند۔ ”برو و سلام ما بہ ملا عبدالحلیم برسان و از جانب ما بگو کہ اینجاشما نا آرام ہستید لہذا شما بہ خانہ خود بروید“ عاجز امتثال امر کرد، بر ملا صاحب رقت طاری گشت۔ سیل اشک از چشمان روان شد۔ دست عاجز را گرفتہ بوسہ دادند بر چشمان خود نہادند و گفتند کہ بہ خدمت مبارک حضرت صاحب عرض کنید کہ و تمناے من است کہ پیش دروازہ حضرت شما جان خود بہ جان آفرین سپارم، عاجز بیان ملا صاحب عرض کرد۔ حضرت ایشان چند دقیقہ توقف کردند و باز ارشاد کردند۔ بہ ایشان بگو کہ رضاے من در رفتن شما است۔ چون عاجز بہ ایشان این پیام رسانید زار و قطار بگریستند و گفتند۔ رضاے حضرت ایشان رضاے من است، من خلاف حضرت ایشان کے می توانم کرد۔ و باز پس خود عبدالحلیم را گفتند۔ بہ جامع مسجد برو و بہ عم خود بگو کہ عربہ بیارند تا بہ خانہ بروم۔ و بہ خانہ رفتند چند روز بہ حیات ماندہ بہ روز پنجشنبہ ہفدہم رمضان مبارک ۱۳۳۶ ہجری (۲۴ جون ۱۹۱۵ء) کہ ششم سلطان بود، رطت نمودند و در حظیرہ عثمانی و حیدری متصل بہ دیوار شرقی مدفون شدند۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را۔ حضرت ایشان بہ جمعہ نہم شوال از ان سال بہ امثادی مولانا محمد عمر نوشتہ اند۔ ”دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ ہفدہم رمضان را ہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، ما را این گونہ رفیق صالح و دانا تا امروز کسے دیگر پیدا نہ شدہ۔ جزاہ اللہ خیر۔ روز فرمودند۔ عبدالحلیم قطب کوئٹہ بودند۔ یک بار ارشاد کردند۔ عبدالحلیم قوت بازوے من بود۔ عاجز و نظم ”نغمہ ہجران“ اشارہ باین معنی کردہ می گوید۔

آن زچہی دو برادر با کمال
مخلصان با وفا ہر یک سعید
در ولایت و در محبت بے مثال
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

کا کڑان را مثل تاج و سر بُدند بہر مرشد مثل بال و پر بُدند

ملا صاحب در محفل عقد کاح ہمیشہ کلان بہ دہلی آمدند حضرت ایشان ملا صاحب را بر مزارات حضرات اولیائے کرام فرستادند چون باز گشتند گفتند کہ ما بغفلت بودیم و از مرتبہ و مقام حضرت صاحب بے خبر بودیم۔ امروز کیفیت بر من واضح شد بر ہر مزارے کہ رفتیم۔ صاحب مزار بہ من گفت تو مرید ابوالخیر من ہستی لہذا تو از من ہستی۔ ملا صاحب این بیان پیش حضرت ایشان کردند باز بہ وجد درآمدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

حریفان باد ما خوردند و رفتند تہی خیمخانہ ہا کردند و رفتند

۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوندزادہ۔ برادرِ کلان ملا عبدالحلیم آخوندزادہ از برادرِ خود بست سال کلان بودند مثل مشہور است۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ در کارخانہ باطن پایہ ملا عبدالحلیم ارفع و اعلیٰ بود و در علم ظاہر نیز مقام بلند داشتند و در خطاطی بسیار خوب بودند ملا عبدالرشید با کمال باطن عامل یک تعویذ بودند۔ چون از حضرت ایشان بیعت شدند عرض کردند۔ من این تعویذ بہ خلق خدای دہم و ایشان را فائدہ می شود اگر حضورِ انور اجازت عنایت کنند۔ عمل تعویذ جاری دارم و الا لا۔ حضرت ایشان اجازت عنایت کردند و ملا صاحب تا آخر وقت تعویذ می دادند۔ تقریباً ہر روز از چوبی بہ کوٹہ می آمدند و آن وقت نزد ایشان از دراہم ہیچ نہ می بود۔ حتی کہ ایجار عربہ ہم نہ می بود۔ چون بہ شہر می رسیدند خلق برایشان ہجوم می آورد۔ ایشان ہدیہ تعویذ مقرر نہ کردہ بودند۔ ہر چہ کہ پیش می کردی گرفتند۔ در آن ایام ہر روز کتر از بست روپیہ بہ دست ایشان نہ می رسید۔ با وجود این قدر یافت و انما مقروض می بودند۔ در داد و دہش و مہمان نوازی مشہور بودند۔ اگر مہمان بہ قانہ ایشان می رسید۔ یک گوسفند بالضرورت بخ می کردند و قاعدہ ایشان بود چون خدمت حضرت ایشان می رسیدند لا محالہ دست بوسی می کردند و بعد از دستبوسی دو روپیہ ہدیہ پیش می کردند۔ اچنانچہ ہم شدہ کہ در یک روز دو بار سعادت دستبوسی بہ ایشان نصیب شدہ و ایشان دو بار ہدیہ پیش کردہ اند۔ نوبتے حضرت ایشان چون از نماز جمعہ فارغ شدند و در جامع نشستند ملا عبدالرشید استادہ شد کہ بیرون رود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ عبدالرشید کجا میروی۔ عرض کرد۔ جیب من تہی دست۔ بعد از نصف ساعت مسرور و شادان آمد و دستبوس شد و دو روپیہ ہدیہ پیش کرد و باز دستبوسی ماہر بہ برادر کرد و ہر یک را یک روپیہ ہدیہ داد۔ مردم بلوچستان می گفت کہ تعویذ ملا عبدالرشید بہ قدرے اثر دارد کہ ایشان تعویذ می نویسند و اثر بر مریض ہمان دم می شود خواه آن مریض بہ مراحل دور باشد۔ چند سال بعد از پیرو مرشد خود بہ عمر ہشتاد و پنج یا قدرے زائد رحلت کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۹۔ سید عبدالحق از ساداتِ کرام صحیح النسبِ شہین و از خلصِ یاران حضرت ایشان بودند۔

درجیات مبارکہ پیر و مرشد خود رحلت کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۰۔ خدائے رحم کا کڑا ازپشین عجب مردِ پاک دل صادقِ المحبہ بود حضرت ایشان اُو را رحمت اللہ می گفتند۔ اجازت نامیہ آمد کوئٹہ را ایشان بہ رامپور آورده بودند۔ از دل و جان فدائے پیر و مرشد بود۔ در خورد سالی خدمتِ حضرت برادرِ کلان کرده بود۔ درجیات پیر و مرشد سفرِ آخرت اختیار کرد و دعائے حضرت ایشان برایش شمعِ راہ شدند۔ هَنِيئًا لَهُ ثُمَّ هَنِيئًا لَهُ۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۱۔ سید اکرم شاہ ازپشین۔ صاحبِ وجد و درد و آہ و سوز و بخودی و استغراق بود۔ چون نمازی استادِ محوِ انوار و تجلیات شدہ از خود بے خبر می گشت بہ ہر دو دستِ خود سیدہ و جسدِ خود را بہ شدت می زد و بعد از ختم نماز بہ ہوش آمدے و آثارِ ضعف و ماندگی بر بُشرِ ایشان ظاہر شدے و چون باز بہ نماز تراویح مشغول شدے همان جوش و خروش سابق روے می داد۔

ہر چند پیرِ نخستہ تن و ناتوان شدم ہر گز کہ یادِ روے تو کردم جوان شدم روزے حضرت ایشان بہ عاجز گفتند۔ سید اکرم شاہ صلاحیتِ دار و کردار نماز بہ پہلوئے من استادہ شود۔ چون کہ در ایشان قوتِ برداشت نیست و بہ حرکت می آیند ازین جہت ایشان را متصل بہ خود استادہ نہ می کنیم۔ چند سال بعد از پیر و مرشدِ خود سفرِ آخرت اختیار کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ابن شش نفر از بلوچستان بودند و از ایشان ملا عبدالحلیم آخوندزادہ سرکردہ مخلصین افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودند۔ حالا عاجز بیانِ اصحابِ اجازتِ اہل ہندی کند۔

۴۲۔ مولوی محمد اصحاب الدین فرزند محمد زین العابدین صدق ساکن ٹیک ناف بازار شہر جالنگام۔ بنگال۔ خلیفہ اول حضرت ایشان است علی الاطلاق کہ بعد از ارتحال حضرت جد بزرگوار شاہ محمد عمر قدس اللہ سرہ خلافت یافتہ۔ سہ مکاتیب محمد اصحاب الدین پیشِ نظر عاجزاندا، مکتوب اول از کلکتہ و مکتوب دوم از جالنگام بہ بستمِ رمضان ۱۲۹۹ھ ارسال کرده اند۔ و نوشتہ اند کہ بیشتر از بست و پنج نفر بیعت شدہ اند۔ و افرادِ احوال ارجمند دارند، یکے سی و پنج ہزار بار ذکر اسم ذات و دو ہزار و یک صد بار نفی اثبات و یک ہزار و یک صد بار تہلیل لسانی می کند و دیگرے بست و نہ ہزار بار ذکر اسم ذات و یک ہزار و یک صد بار ذکر نفی اثبات و پنج صد بار تہلیل لسانی می کند۔ و احوال خود را از مراقبہ و ذکر و حلقہ و تدریس تفصیل نوشتہ اند و دران ایام ایشان در مراقبہ حقیقتِ کعبہ ربانی مصروف بودند و مکتوب سوم در جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ نوشتہ اند و از عبد اللہ ارکانی و دیوان علی ارکانی و عبد الحمید سندلیفی تسلیات نوشتہ اند و حوالہ مکتوب حضرت ایشان ہم تحریر است۔ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۳۔ حاجی فیض اللہ ٹھیکہ دار از سرسہ۔ صاحب نسبت و احوال ارجمند بوده۔ از مخلصین اقدیمین بوده۔ چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ و از کوئٹہ بہ دہلی می آمدند ایشان با جمعی از رفقا بر محطہ "بھٹنڈہ" باچائے و شیر و بسکٹ حاضر بودے و صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم از حضراتی ایشان آگاہ می کرد۔ چون آواز حضرت ایشان می شنید و رفتش جان نومی میداد تعمیرات خانقاہ شریف۔ چہ از مسجد شریف و چہ از حجر مبارک و چہ از تسبیح خانہ و چہ از منزل خیر نگرانی کار بہ ایشان مفوض بود و غشی حسین علی معاون و مددگار ایشان عجب مبارک مرد بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۴۔ مولوی برکت اللہ مختار ساکن ہانسی ضلع حصار از مخلصین قدما و از اصحاب احوال مبارک بودند با عاجز ارتباط و محبت زیاد داشتند۔ در آیام آخر تمام آن مکاتیب مبارکہ کہ حضرت ایشان تَتَاوُفَاتًا بہ ایشان نوشته بودند بہ عاجز دادند۔ عاجز ترتیب دار از آن مکاتیب بیشتر النقل کرده است تا ناظرین ملاحظہ کنند کہ حضرت ایشان بہ چہ طور تربیت مریدان می فرمودند۔

سالہا باید کہ تا یک کود کے از فضل رب عالمی و ناشور یا شاعر شیرین سخن پروردگار بر مولوی برکت اللہ کرہا کرده بود و صدہا افراد از ایشان فیضیاب شدند۔ نوبت آخر چون بہ خانقاہ شریف آمدند تا دیر بر مزار شریف مراقب شدند و با عاجز بہ محبت زیاد ملاقات کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۵۔ مولوی سید عبد الجلیل فرزند سید ہدایت علی۔ اولاد و واسنہ نزد غازی آباد قیام داشتند و باز بہ جرؤل ضلع بہرائچ مقیم شدند۔ بعد از بیعت چند وقت حاضر خدمت بودند چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفتند ایشان در صحبت صوفی ناتمام نشستند۔ بیان این واقعہ در فصل دوم تحت عنوان "اجتناب از صحبت صوفی ناتمام" بر صفحہ ۲۵۳ گزشتہ۔ چار سال بہ خدمت حضرت ایشان مسلسل ماندند۔ حضرت برادر کلان را درس می داد و مکاتیب حضرت ایشان می نوشتند اگر کسے از عمر ایشان استفار می کردی گفتند حاصل زندگانی آن چہار سال بود کہ در خدمت حضرت ایشان گزاشتہ ام و بازی گریستند۔ بہ شب جمعہ چہار دہم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ (۱۱ مارچ ۱۹۷۲ء) بعد مغرب رحلت نمودند و بہ روز جمعہ متصل بہ قیام گاہ ایشان جسد ایشان را سپرد خاک کردند یک سال قبل از وفات ملاقات ایشان با عاجز در جائے مولانا محمد عمر شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک اجتماع بود۔ عمر ایشان یک صد و پنج سالہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۶۔ میر واحد نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ جوان صالح و صاحب استعداد بود۔ افسوس کہ در غنفلان شباب رحلت کرد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۷۷۔ حضرت استاد مولانا مولوی حافظ محمد عمر فرزند حافظ محمد ایوب ساکن محلہ مداپور گھوسی ضلع اعظم گڑھ بروز جمعہ یکم رمضان ۱۳۳۱ھ (۱۶ نومبر ۱۸۸۳ء) ولادت ایشان شد۔ در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از اجلہ علماء ہند علم منقول و معقول خواندند۔ در فہم و حافظہ از اذکیاء روزگار بودند۔ ہنور بہ طلب علم مشغول بودند کہ داعیہ خدا طلبی پیدا شد و در ۱۳۳۲ھ بہ آستانہ خیر جہاں رسیدند و داخل سلسلہ عالیہ شدند حضرت ایشان ہدایت فرمودند کہ علم ظاہر را بہ کمال رسانند چنانچہ ایشان بہ وجہ تمام علوم مروجہ را حاصل کردند، نامہائے چندا سائذہ ایشان بہ عاجز معلوم است می نویسند۔ مولانا فاروق چٹیا کوٹی ۱۔ مولانا ظہور الحسن جونپوری ششم رامپوری ۳۔ مولانا سید ہادی حسن جونپوری ۲۔ مولانا ماجد علی مانک پوری ۵۔ مولانا عبداللطیف بجنوری ششم علی گڑھی۔ وفات تجوید از قاری عبدالرحمن درال آباد خواندند۔ در ۱۳۳۵ھ برائے تعلیم ماہر سہ برادر مقرر شدند و برائے ایشان مواقع فراہم آمدند کہ از حضرت ایشان ظاہر و باطن استفادہ کنند چنانچہ در ماہ رمضان مبارک باقاری نیاز احمد در درس شاطبیہ شریک شدند و نسبت تلمذ ظاہر نیز از حضرت ایشان پیدا کردند در ۱۳۳۶ھ حضرت برادر کلان ایشان را با خود برائے حج بردند۔ در ان مبارک سفر رفاقت ایشان از بس نیک بود جناب ایشان از آن افراد تحصیل علم کردہ بودند کہ بہ حزبے معین تعلق نہ داشتند۔ مثلاً دیوبندیّت و بریلویت وغیرہ۔ لہذا مسلک ایشان مسلک علماء راسخین و جمہور اُمت بود۔ کلام درست از ہر کہ می شنیدند خوش می شدند۔ و کلام نادرست از ہر کہ می شنیدند بہ حوقلہ و استغفار رجوع می کردند۔ عاجز بہ بستم محرم ۱۳۳۹ھ برائے ہشت روز نزد ایشان رفت۔ ایشان مولانا سید عبدالجلیل را از جہول طلب کردند عجب مبارک اجتماع بود۔ جناب ایشان در محلہ خود مدرسہ خیریہ فیض علم تاسیس کردہ اند۔ مبارک وجود ایشان در ان جہات مشعلے روشن بود۔ خلقے ازان مستفید شد۔ خلفائے ایشان سہ نفر اند۔ مولوی حافظ محمد منظور احمد فرزند ایشان۔ مولوی حافظ محمد اکرام الحق ابن العم ایشان۔ مولوی عبدالحمید عرف مولوی مکی بناری۔ حَفَظَهُمُ اللّٰهُ وَوَفَّقَهُمُ لِمَرْضَاتِهِ۔

۲۷۸۔ مولوی حافظ قاری ولی محمد فرزند شیخ نانواز موضع ابراہیم پور ماجرہ۔ علاقہ میرٹھ۔ ایشان بہ مکہ مکرمہ رفتند و از شیخ القاری عبداللہ شاطبیہ خواندند و در قرات ائمہ سبعہ مہارتے پیدا کردند و در میرٹھ مشغول تدریس شدند۔ قرات قاری صاحب را حضرت ایشان بسیار خوش داشتند چون بہ محفل میلاد شریف از میرٹھ می آمدند و قرات تلاوت قرآن مجیدی کردند حضرت ایشان می فرمودند۔ قاری ما کجا ہستند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد ما ہست۔ از ما سبق خواندہ۔ وفات قاری صاحب بہ شب جمعہ شانزدہ صفر ۱۳۵۲ھ شدہ۔ در ان ایام عاجز بہ مصر رفتہ بود۔ چون خبر وفات ایشان رسید۔ بہ زبان اردو قطعہ نظم کردہ و سال وفات از۔ حافظ قاری ولی۔ دریافتہ و بہ عربی نیز قطعہ گفتہ شعر آخرش درج ذیل است۔

قَالَتِ الْأُمُّ دَاخَ لَمَّا قَابَلْتُهُ اَدْخُلُوا جَنَّاتٍ عَذْنٍ بِسَلَامٍ

از شطر آخر سال وفات ظاہر است۔ ایشان را بصارت چشم سر نہ بودہ، حق تعالی بصیرت ایشان را روشن تر کردہ بود۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۹۔ فتح محمد از اولاد قاضی محمود شاہ در بانی۔ ساکن موضع دیر پور۔ علاقہ کھڑہ۔ گجرات۔ از حضرت ایشان بیعت شدند و حسب استعداد خود فوائد برداشتہ بہ وطن خود مراجعت نمودند۔ سہ سال می شود کہ از علاقہ ایشان چند نفر آمدہ بودند و از احوال طیبہ ایشان بیان کردند و گفتند ضعیف شدہ اند۔ بیشتر در خانہ خودی باشند۔ الْحَقُّ اللَّهُ بِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ۔

۵۰۔ حافظ سکندر ولد ناصر خان۔ اصلش از علاقہ سرحد بود اما نشو و نما در پنجاب و دہلی یافتہ۔ در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی درس قرآن مجید می دادند و عجب مرد پاک طینت و ولی صفت بودند ہمہ وقت ہوش در دم و نظر بر قدم می بود از غفلت دور و بہ دولت حضور و آگاہی متصف بودند چون ہندوستان منقسم شد و دہلی گہوارہ زد و خورد گشت ناچار مع اہل خانہ و ہر دو پسر بہ پنجاب رفتند و بعد از چار یا پنج سال یک مکتوب ارسال کردہ بودند و بعد از آن احوال ایشان معلوم نہ شد۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۱۔ مولوی سعید احمد فرزند مولوی خلیل احمد فرزند مولوی سراج احمد ساکن سرانہ ہلالی۔ سنبھل۔ بیعت شدند و آن چہ بہ نصیب ایشان بود یافتند و بہ خانہ رفتند و در مدرسہ سراج العلوم بہ خدمت دین مشغول شدند۔ فرزند پسر کلانش مولوی حافظ اسعد بن مولوی حبیب احمد و فرزند خوردش حافظ محمد شاکر چند ماہ قبل آمدہ بودند۔ می گفتند مولوی سعید احمد در ۱۹۵۲ء رحلت کردہ اند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۲۔ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن تھوآلا علاقہ جہلم پنجاب و البتہ بہ فوج انجلیزی در دستہ اسپ سواران پنجابیان بود۔ بہ دہلی آمد و از حضرت ایشان بیعت شد۔ در ۱۳۲۹ھ قیام حضرت ایشان در میرٹھ شد۔ این دستہ اسپ سواران آنجا بود لہذا عدالت خان بیشتر اوقات در خدمت می رسید۔ در حرب عمومی اول انجلیز ہا این دستہ را بہ فرانسه فرستاد۔ لمحاربتہ الألمان۔ چونکہ عدالت خان افسر آن دستہ بود، برائے ایشان انتظام مستقل خیمہ بود۔ عدالت خان بیان کردند۔ موسم خنک بود۔ من برائے نماز عشر در کنبہ وضو می کردم۔ پائے چپ خود را خواستم کہ بشویم ناگاہ یک زن جوان پری پیکر با صد عشوہ و ناز بہ خیمہ درآمد و بہ سوئے من دیدہ بستم نمود۔ درین دوران من پائے خود را شستہ اتادم و تصور حضرت ایشان کردم بہ مجردے کہ صورت مبارکہ در خانہ دلم درآمد بر من کیفیت طاری شد کہ مرا از خودم ربود۔ نہ می دانم کہ آن کیفیت چہ مدت گرفت۔ اما وقتے کہ بہ ہوش آمدم آن نقشہ بخوار از خیمہ رفتہ بود و شکر پروردگار بجا آورد و وہان دم

راہِ خیمہ را از درون بستم، عدالت خان چون از فرانسہ بازگشتند بہ دہلی آمدند و واقعہ بیان کردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند و بہ عدالت خان دعا ہا دادند۔

عاجز گوید این ہمہ برکت تصور بود کہ آن را رابطہ گویند۔ بعض مدعیان علم از رابطہ نفرت می کنند۔ دوسہ ماہ می شود کہ یکے از علماء رنجہ گفت کہ رابطہ حرام است در آن محفل غیر از قائل پنج شش دیگر علماء ہم بودند۔ عاجز گفت۔ چہ جائے حرمت است۔ اثبات رابطہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ طرق صحیحہ ثابت است چندین حضرات از صحابہ چون حدیثی را روایت می کردند می گفتند۔ کَافِيَ أَنْظُرْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ این دید ایشان، دید آن مبارک صورت بود کہ در سواد قلب ایشان محفوظ بود۔ حضرات مشائخ ہمین را تصور و رابطہ می گویند۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ در اوائل دفتر دوم چہ خوب فرمودہ۔

آئندہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک
ہم بینی نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فراش را
چون خلیل آمد خیال یار من	صورتش بُت، معنی او بُت شکن
شکر یزدان را کہ چون او شد پدید	در خیالش جان خیال خود بدید
خاک در گاہت دلم را می فریفت	خاک بروے کوز خاکت می شکفت

بر عدالت خان پروردگار لطفہا کردہ بود۔ بسیار غافلان در صحبتش بہ وادی حضور رسیدند۔ بہ روز جمعہ یازدہم رجب ۱۲۸۵ھ (۲۴ فروری ۱۹۵۶ء) رحلت نمودند۔ چند روز گزشتہ بود یک ہندو را دوپہانش بہ خانقاہ شریف آوردند۔ خانہ این ہندو بہ قریب خانہ عدالت خان بود۔ چون ہندوستان تقسیم شد وے بہ دہلی آمد۔ وازد و سال بینائی چشم وے از وجہ نزول مار ضائع شدہ بود۔ این ہندو از جیب خود یک مکتوب بر آورد کہ در آن از وفات عدالت خان نوشتہ بود، این ہندو زار و قطاری گریست می گفت این چنین مردی من گاہے نہ دیدہ ام چون کہ این جائے مرشد ایشان است ازین جہت اینجا آمدہ ام تا سکون قلب حاصل کنم فی الواقع عدالت خان یکے از اولیائے پروردگار بود۔ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۳۔ محمد ہاشم فرزند فضل الرحمن صدیقی باکن دو تمانہ، نزد کوسی کلان علاقہ متھرا۔ جد کلاش در عہد مملکتِ خلجیان درین جا آباد شدہ بود۔ ولادت محمد ہاشم در ۱۳۲۰ھ۔ ۱۹۰۲ء۔ بودہ۔ در ۱۳۳۶ھ بیعت شد و بہ مدامت در حلقہ مبارکہ حاضری شد، اجیاناً اشعار نعتیہ بہ سوز و دُرُومی خواند و حضرت ایشان خوش می شدند و می فرمودند ہاشم مارا ببینید چہ گونه خوب می خواند، محمد ہاشم یک غزل اردو را بسیار بہ سوز می خواند۔ مطلع آن غزل این است۔

ترپتا ہے دل جان کو بے کلی ہے یہ دولت تمہاری بہ دولت ملی ہے

یعنی دلم می تپد و جانم بے قرار است و این دولت در دوسو زاز جناب شہابین رسیدہ است چون کہ این شعر حسب حال او بودہ اثرے می داشت و از اصحاب حلقہ نعرہ ہائے ہا و ہو بر می خاست۔ نعمت آہ و سوز کہ از حضرت ایشان یافتہ بود تا آخر دم حفاظت نگاہ داشت وے کرد۔ از خانہ خود بہ دہلی در سال دو بار ضروری آمد، در محفل مبارک میلاد شریف و در حلقہ عرس مبارک، نوبت آخر بہ نسبت و ششم جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ آمد و روز دوم مراجعت کرد و بہ یکشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء۔ از دنیا رخت سفر بست و در روزہ خود مدفون گشت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مخلصانش بفضل اللہ و کرمہ از نسبت مبارکہ عاقل نیند و محلی بہ آداب سلسلہ اند۔ وَفَقَّہُمُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ وَرَحِمَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَاٰہَا شِمَاوَرَضٰی عَنْہُ۔

۵۴۔ مولوی عبدالعزیز فرزند عبداللطیف، ساکن جو ناکہ کراچی۔ علاقہ گھٹنا۔ بنگال۔ در مدرسہ عبدالرب دہلی، علم دین می خواندند۔ بہ روز جمعہ آنجا حضرت خیر جہان را دیدند۔ دل خود باختند۔ و در سال ہزار و صد و بست و سیبعیت شدند۔ چون کہ با حضرت ایشان ارتباط تام داشتند بہ زودی پیش رفت کردند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ معمول ایشان بود کہ ہر سال برائے چہل روز حاضری شدند۔ بہ عاجز بیان کردند کہ در اوائل احوال یک سال بار دیگر حاضر شدم۔ حضرت ایشان مرا فرمودند مراعات قاعدہ کنید۔ بہتر اعمال آووم اعمال است۔ بار دیگر چنین نہ کنید۔ چون بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ ہمراہ خود از مخلصین جامعہ رامی آوردند۔ و آنہا خدمت خانقاہ شریف می کردند۔ حضرت ایشان از احوال آنہا خوش می شدند۔ مولوی صاحب در احتفال میلاد شریف شریک می شدند و در آن مبارک محفل بر ایشان احوال طاری می شدند و ایشان مغلوب الاحوال شدہ آن را بیان می کردند۔ در آن وقت چشمان ایشان مخموری بود و وقتے کہ ایشان احوال خود بیان می کردند حضرت ایشان خاموش می شدند۔ چون حضرت ایشان بہ مزار حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی قدس سرہ تشریف بردند۔ مولوی صاحب ہم در خدمت بودند۔ آنجا بر مولوی صاحب حالتے طاری گشت و عنایات حضرت نصیر الدین را بر ملا بہ آواز بلند بیان کردند۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند "ببینید مولوی عبدالعزیز باچہ می گوید" آن وقت عاجز ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان کلام مولوی صاحب را بہ نیک وجہ استماع می فرمودند۔ روزے عاجز صباغہ نواخت یادہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ وہ بہمان وقت مولوی صاحب با جماعت مخلصین از بنگال رسیدند و نعرہ ہائے ہو و ہا دالند کہ در احوال و جہاز ایشان صدی یافت بہ مسامع مبارکہ رسید۔ حضرت ایشان خوش شدہ بہ عاجز فرمودند۔ بہین کہ مولوی عبدالعزیز ما آمدہ است۔ حضرت ایشان اگر از چیزے یکے خوش می شدند نسبت آن را بہ خود می کردند۔ بہ سال و ص سال

حضرت ایشان بر شنبہ نهم ماہ مبارک ربیع الاول از کوئٹہ بہ دہلی آمدند و بہ روز چہار شنبہ دہم ماہ مبارک مولوی صاحب با جمعی کثیر از مریدان از بنگال بہ خانقاہ شریف رسیدند۔ از مخلصین ایشان بیشتر افراد برائے یک ہفتہ آمدہ بودند و پانزدہ یا بست نفر برائے چہل روز۔ از آمد مولوی صاحب حضرت ایشان سرور گشتند، کیفیاتے کہ در محفل مہجور و مبارک بہ ظہور رسید بیا نش در فصل دوم بہ تفصیل گزشتہ۔ چون از آمد مولوی صاحب چہل روز گزشت ایشان بہ ہستم ماہ ربیع الآخر اجازت مراجعت خواستند حضرت ایشان بہ شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام فرمودند کہ بہ مولوی صاحب بگوئید کہ از مخلصین خود چار پنج خصوصی افراد را با خود دارید و دیگر ہمہ رخصت کنید و شہامزید چہل روز قیام کنید۔ مولوی صاحب عمل بر ارشاد مبارک کردند۔ چون چہل روز بہ اتمام رسید و ہلال جمادی الآخرہ کہ ماہ ارتحال حضرت ایشان است بر افق ظہور کرد مولوی صاحب اجازت رفتن طلب کرد۔ حضرت ایشان بہ نام بروہ ہائے سابق گفتند۔ دل مامی خواہد کہ مولوی صاحب چند وقت قیام کنند۔ چون کہ از خانہ مولوی صاحب مکتوبے رسیدہ بود و آنجا کارے پیدا شدہ بود۔ مولوی صاحب بیان آن عذر کردند و حضرت ایشان مولوی صاحب را اجازت سفر دادند۔ عاجز دید کہ بہ صبح روز رفتن مولوی صاحب حضرت ایشان از حرم سرابرا آمدہ، در دروازہ بر تخت مبارک نشستند و مولوی صاحب را طلب کردند مولوی صاحب نزد تخت بر زمین نشستند۔ حضرت ایشان مبارک دستہائے خود را بر شانہ ہائے مولوی صاحب نہادہ چشم بند کردہ نشستند۔ روئے مولوی صاحب قدرے میلان بہ جہت شرق داشت۔ عاجز بر چہرہ مولوی صاحب آثار کیفیات می دید۔ بہ اندازہ پانزدہ دقیقہ حضرت ایشان توجہ خاص فرمودند و باز مولوی صاحب رخصت کردند۔ آن وقت مولوی صاحب بہ اختیار خود نہ ماند و از اعماق قلبش نعرہ ہائے مستانہ برآمدند و مخلصان ایشان کہ بہ پشت ایشان بودند ہمہ نوائے ایشان شدند۔ مولوی صاحب بہ چہارم یا پنجم جمادی الآخرہ رخصت شدند و بہ آخر این ماہ حضرت ایشان رحلت کردند و مولوی صاحب اشک ریزان بادل بریان از بنگال آمدند و می گفتند حضرت ایشان قدس سرہ خواستند کہ من نہ روم و من از وجہ کارے رنم۔ این — یک داغ است بر دلم کہ تا آخر وقت خواہد ماند۔ مولوی صاحب در عرس مبارک حضرت ایشان مسلسل بست و پنج سال آمدند و بہ آخر در جمادی الآخرہ ۱۳۶۶ھ آمد ایشان شد و بہ آخر ماہ رمضان ۱۳۶۶ھ دہلی گہوارہ قتل و سفاک دمار گشت و سالہا این کیفیت بہ ماند۔ در سال ۱۳۷۵ھ عاجز بہ ایشان نوشت کہ پروردگار فضل فرمودہ و احوال قدرے خوب شدہ لہذا برائے چند وقت بیائید۔ پروردگار ایشان را اجر بادہد کہ بہ مطالعہ مکتوب عاجز مع رفقا بہ دہلی آمدند۔ چند روز قیام کردند و بہ عاجز گفتند تا وقتے کہ زندہ ام ان شاء اللہ می آیم۔ لیکن مَا شَاءَ اللہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ۔ بہ خانہ رفتند۔ چندے بہ عافیت ماندند و باز علیل شدند و

بہ شنبہ یازدہم ماہ مبارک میلاد شریف ربیع الاول ۱۳۷۶ھ (شانزدہم اکتوبر ۱۹۵۶ء) حلت نمودند رحمۃ اللہ ورضی
 عَنْہُ وَقَدْ سَنَّ سِرَّہُ وَفَوَّضَ بِحُجَّۃِ مولوی صاحب را با عاجز و عاجز را با ایشان ارتباط و مودتے بود۔ مافی الضمیر را
 بہ عاجزی گفتند۔ افسوس صد افسوس ازان مشعلہا کہ حضرت ایشان جابہ جافروختہ بودند کیے ہم نہ مانده۔ بَلَّغِ الْأُمُورُ
 مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ عاجز برائے دید دختر سوم عطیہ فاروقیہ بہ چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ
 (۳ جون ۱۹۷۱ء) بہ چانگام رسیدہ بود۔ آنجا مولوی عبدالرحیم مولوی محمد معصوم و محمد سعید فرزندان مولوی صاحب
 و شفیق احمد فرزند مولوی عبدالرحیم رسیدند و بیان کردند کہ بہ چہار دہم ربیع الآخر (۱۸ جون) عقد نکاح محمد زبیر
 است کہ فرزند آخر و ششم مولوی صاحب است و باز بہ ہجتم ماہ دعوت ولیمہ است و درین حفلات سرت اشتراک
 شما موجب سرت مایان است۔ عاجز را محبت مولوی صاحب یاد آمد و بہ خوشی دعوت ایشان را منظور کرد،
 انعقاد نکاح در ڈھاکہ با اختر بیگم دختر سید بابر حسین شد خطبہ نکاح عاجز خواند و باز مولوی محمد اسلام چانگامی
 مولد عربی خواند۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ۔ و دعوت ولیمہ در "جونا کرکائی" (قریہ مولوی صاحب) بود مولوی عبدالرحیم
 فرزند کلان مولوی صاحب بر مزار مبارک پدر خود عجب گنبد عالی شان ساختہ اند۔ عاجز دہ روز آنجا قیام کرد۔
 مولوی عبدالرحیم و برادران و فرزندان ایشان عاجز را راحتمہا رسانیدند و مولوی علیم الدین و مولوی محمد اسلام
 و سید محمود حسن کہ از خلفائے مولوی صاحب اند سرتہا رسانیدند۔ و مزار مولوی صاحب سبب دوستی عاجز بود۔
 مولوی صاحب رانشش پسر و دو دختر است۔ ۱۔ عبدالرحیم ۲۔ محمد یحییٰ ۳۔ محمد معصوم ۴۔ محمد سعید ۵۔ محمد صادق
 ۶۔ محمد زبیر۔ و خیر النساء و اشرف النساء۔ مولوی عبدالرحیم را سہ فرزند کلان است حجتہ اللہ، صبیغۃ اللہ، شفیق
 احمد و شش دختران اند و محمد یحییٰ را یک فرزند منبت اللہ و دو دختر و فرزندان دیگر را اولاد خورداست۔ و
 خیر النساء زوجہ رفیع الدین را چہار پسر و چہار دختر است مولوی عبدالرب، عبدالرحمن، سعد اللہ، احمد اللہ۔ و
 اشرف النساء زوجہ میر محمد شفیع را دو پسر و دو دختر است عتیق اللہ و عبدالودود و سَلَّمَ اللّٰہُ الْجَمِیعَ ذُکُورًا وَ
 اُنَاثًا وَفَقَّہُہُمْ لِمَرْضَاتِ۔ مولوی صاحب در قریہ خود مدرسہ خیریہ عزیزیہ بنا کردہ اند۔ بعد از وفات
 ایشان عمارت پنجتہ برائے مدرسہ ساختہ شدہ و نواسہ مولوی صاحب کہ مولوی عبدالرب نام دارد و صدر
 مدرس است۔ پروردگار این مدرسہ را قائم و دائم دارد۔

عاجز گوید بہ نوعی کہ مولوی صاحب حضرت ایشان را خوش کردند و بہ آخر وقت توجہ خاص و
 دعا ہائے نیک از حضرت خیر جہان حاصل کردند آن را اثرے بود اظہر من الشمس۔ پروردگار ایشان را مقبول
 داد۔ در بنگال و بہار و برادیلوپنی خلق کثیر از ایشان مستفید شد۔ غیر از فرزند کلان شش افراد خلفائے ایشان
 بودند۔ ۱۔ مولوی عبدالشکور ولد شیخ احمد ولد فدا حسین ساکن تنگ ندو موضع میوکل علاقہ اکیاب ملک برا۔

در ۱۳۱۵ھ بہ حیات مولوی صاحب رحلت نمود رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ ۲۔ مولوی نعیم الدین آبادی۔ بعد وفات مولوی صاحب رحلت نمود رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ ۳۔ مولوی علیم الدین ساکن اڑھار ضلع مرشد آباد بہار۔ ۴۔ مولوی محمد اسلام ساکن دھرم پور ڈاک خانہ دکن پاڑہ۔ چانگام۔ ۵۔ سید محمد حسن آبادی ساکن اعجاز کالونی۔ لَیْسَیْلَہُ ہاؤس۔ کراچی۔ ۶۔ مولوی مخلص الرحمن اکیابی۔ خانہ اش نزد خانہ مولوی عبدالشکور رحمہ اللہ است۔

مولوی عبدالشکور در ۱۳۲۱ھ از حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیعت شدہ بود۔ در فصل دوم تحت عنوان بیعت و ارشاد احوال بیعت شدن ایشان نوشتہ شدہ است، و سبب تعلق و ارتباط مولوی عبدالشکور با مولوی عبدالعزیز این شد۔ کہماکتبہ عبد الشکور فی کتابہ "من دو ماہ یا دو نیم ماہ بہ مداومت ہر شب بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدم و فیضہای برداشتم، درین اثنا مکتوب والدہم رسید کہ برادرِ خود را کہ حبیب اللہ نام داشت ہمراہ خود گرفتہ بہ خانہ بیا۔ و برائے خرچ سفر یک صد روپیہ کھدار فرستادند من بہ خدمت حضرت ایشان این واقعہ را عرض کردم۔ قدرے توقف کردہ فرمودند "مولوی عبدالشکور اگر شش ماہ نزد ما قیام می کردی بہتر بودے" باز فرمودند "در وظیفہ شریفہ تغافل نہ کنی و احوال خود نوشتہ ارسال داری"۔ افسوس صد افسوس من بر ہدایات حضرت ایشان عمل نہ کردم، و چہارہ سال بہ امور دنیویہ مشغول ماندم، در ۱۳۳۵ھ سہ خواب دیدم و پریشان شدہ بہ دہلی رسیدم۔ در بان خانقاہ شریف عبدالستار (مشوری از واز خواہ) بود۔ او اطلاع من کرد۔ و حضرت ایشان بہ واسطہ عبدالستار احوال من دریافت کردند۔ و اجازت دخول بہ خانقاہ شریف نہ دادند۔ روز ہاگزشت من صبا حاد و مساء حاضری شدم و بیرون دروازہ نشستہ بہ آہ و بکا مصروف می شدم۔ روزے عبدالستار بہ من گفت۔ حضرت صاحب بہ شمارِ سرخ می دادند لیکن شما آن را در خاک کردید، بنا برین حضرت صاحب از شما خوش نیستند۔ و باز روزے بہ من گفتند کہ عن قریب مولوی عبدالعزیز صاحب از بنگال برائے اشتراک در محفل مبارک میلاد شریف می آیند۔ ایشان خلیفہ حضرت صاحب اند و ہر سال ہمراہ ایشان پانزدہ، بست نفر می آیند۔ دیدم کہ بعد چند روز مولوی صاحب آمدند و مریدان ایشان بہ ہر وقت کہ می خواستند بہ خانقاہ شریف داخل می شدند۔ و عبدالستار بہ من گفت کہ برائے مولوی صاحب و مریدان ایشان اجازت است وقتے کہ خواہند بہ خانقاہ شریف در آیند، چون من این کیفیت را ملاحظہ کردم بہ دل خود گفتم کہ برایم ہمین بہتر است کہ خود را وابستہ بہ مولوی صاحب کنم چنان چہ وابستہ شدم و بہ مبارک شب دوازدم ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بہ وسیلہ مولوی عبدالعزیز صاحب یاس و نا امیدی من بہ سعادت و امید تبدیل شد من با مولوی صاحب بہ خانقاہ شریف داخل شدم و برائے نماز شام در صف پہلوئے مولوی صاحب نشستم۔ چون وقت نماز شد حضرت ایشان از پشت صف احوال مقتدیان را

ملاحظہ کر رہے تھے۔ چونکہ نذرین تشریف آوروں نے استفسار کر دیا کہ کبھی۔ برمن ہیبت طاری گشت و تمام جسم من
شکل شد و نہ توانستم کہ چیزے بگویم۔ بعد لفظ حضرت ایشان فرمودند: آیا این بنگالی است من جواب بے دادم۔
حضرت ایشان بر سر دست مبارک نہادند و فرمودند: ”خوب“ و امانت کردند حضرت ایشان در نماز سورۃ
فتح تلاوت کردند۔ مقتدیان در بحر حقیقت صلاۃ غواصیہا کردند۔ کسے در سرشاری می جنبید و کسے در آہ و بکا
مصروف بود۔ من محسوس کردم کہ آن سنگ گران از ثقل عظیم کہ بر سینہ من نہادہ بود یکبارگی دور شد و از کثرت
فیوضات و برکات چنان محسوس می شد کہ سینہ من شاید بترقد۔ قرأت حضرت ایشان بسیار روان و صاف بود
گویا کسے تفسیر آیات می کند۔ سورۃ فتح کا تلاوت کردند۔ و چون از نماز فارغ شدہ تشریف می بردند بہ ملا احمد
خان (مٹاخیل) فرمودند۔ در نماز چہارہ نفر بخ کرده اند۔ از ایشان چہارہ روپیہ جرمانہ بگیر“

ہذا ما کتبہ عبدالشکور اکیابی۔ آن چہ عبدالشار مشوڑی رحمہ اللہ بہ او گفتہ درست گفتہ کہ حضرت
ایشان شمار نعمت بے کران می دادند لیکن شہا قدر نہ کرید و آن را از دست دادید۔ اگر چہ از وجہ انتساب مولوی
عبدالشکور بہ مولوی صاحب دروازہ خانقاہ شریف برائے ایشان مفتوح شد۔ لیکن از انعامات و الطاف
حضرت ایشان بے بہرہ ماندند۔ نعمتہا کہ در ۳۲ھ یافتہ بودند۔ اثرے از آن باز نہ دیدند۔ نہ آن مخاطبہ مبارکہ
و نہ آن خواندن احادیث مبارکہ یا اشعار طیبہ و باز تشریح فرمودن آن۔ بہر حال آن چہ بہ قسمت و نصیب ایشان
بود از مولوی صاحب بہ ایشان رسید۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

اصحاب اجازت ابن پنجہ چہار پاک دل افراد ہستند کہ بیان ایشان گزشتہ و کسانے کہ در فتا
و کمالات امتیازات داشتند بیش از بیش اند۔ نام چند سرستاں کہ بہ عاجز یا دماندہ می نویسند۔ بیان فتح اللہ
اندژ و اکبر قوخی و عبداللہ کا کر گزشتہ۔ نسبت بہ عبداللہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودہ بودند کہ من حیث الکمالات
صلاحیت اجازت و خلافت دارد۔ اما از دولت علم بے بہرہ بود و صلاحیت رہبری نہ داشت لہذا مفتخر بہ خلافت
نہ شد۔ از پیشین سید بدل شاہ و یعقوب ترین از اصحاب نسبت و وجد و درد و آہ و سوز بودند سوز باطن و جوش
لطیفہ قلب بہ نوع غالب بود کہ ہر کہ بہ صحبت ایشان می رسید فوراً متاثر می شد۔ ملا محمد امان قندہاری بہ عاجز
بیان می کرد کہ بہ ایام طلب علم بہ پیشین رفقہم چند روز در قریہ سید بدل شاہ و یعقوب ترین بودم دیدم کہ بعد از
الآخرہ بہ یک گوشہ مسجد شریف سید بدل شاہ و بہ دیگر گوشہ یعقوب مصروف ذکر شریف می شدند۔ از سینہ
ایشان یک گونہ صدا بر می خاست و من محسوس می کردم کہ ہر ذرہ مسجد شریف در وجد رقصان است۔ رحمۃ
اللہ علیہما و رضی عنہما۔ و در کوٹہ رحیم داد بلوچ از مستنگ آمد و پنج شش سال در حجرہ مسجد شریف سکونت
کرد۔ عجب پاک دل بود۔ علی الصبح یک پارہ کلام اللہ مبارک را بہ صوت بلند تلاوت می کرد و باز آن

شجرہ منظومہ رامی خواند کہ حافظ غلام رسول دیران نظم کردہ و صلوات مبارکہ و ادعیہ طیبہ می خواند۔ دو ساعت درین وظائف صرف می کرد۔ از اثر ذکر شریف ایشان تمام مسجد شریف متاخر می شد۔ اگر بہ دوران ذکر شریف کسے صدائے بلند می کرد از نہاد ایشان بہ آواز بلند صدائے اللہ بر می خاست و عجب لذت می داد۔ رَجَمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ بہاول قمبرانی و ملا منظر شاہوانی، و ملا امان اللہ علیمی، و ملا خان محمد و ملا یاز کا کر و سردار محمد علی خان محمدزی و سید شیر علی ازیشین و محمد امین نوح صاری از اصحاب قلوب و اہل نسبت بودند۔ روزی ملا یاز در ناحیہ مصروف بہ ذکر شریف بود و قدرے بہ فاصلہ حضرت ایشان بہ حلقہ مشغول بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ اہل حلقہ فرمودند: "ببینید آن گرگ کہنے را کہ از اینجا استفادہ فیوض و برکات می نماید" ملا یاز بہ عاجز گفتند کہ بعد ازین محبت آمیز ارشاد حضرت ایشان ہوئے کردند۔ و برمن چنان نسبت شریف مستولی شد کہ یارے ضبط نہ ماند۔ اگرچہ دوزانو شستہ بودم اما بے اختیار جستہا می زدم۔ و مرزا نیاز محمد خان قندہاری اگرچہ بظاہر تجارت می کرد اما بہ باطن کارخانہ باطن را بہر لحظہ آباد می داشت۔ از کثرت ذکر شریف و مراقبہ نوعی انحناء در پشت ایشان پیدا شدہ بود۔ دائماً نظر ایشان بر ساحت سینہ می بود۔ ایشان چون قصد سفر حج کردند حضرت ایشان بہ عبداللہ عمر کہ در بمبئی بود بہ پانزدہم رمضان ۱۳۲۱ھ نوشتند کہ بہ زیارت ایشان بر جائے حاجی فیہر محمد و ملا عبداللہ دلال۔ بہ بھنڈی بازار برسد و خدمت ایشان بہ جا آرد کہ از برگزیدگان است۔ و گل خان قوم ناصر کوچی از وارفتگان و مجذوبان بود۔ بہ دہلی می آمد۔ و عاجزی دید کہ روئے خود را بہ سوئے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ استادہ می شد۔ دیدہ را از عالم دوختہ مشغول بہ کارخانہ باطن می شد۔ یک ساعت بر این کیفیت می گزشت و موئے بر تن وے حرکت نہ می کرد۔ اگر بہ نماز استادہ می شد او در قیام اول می ماند و نماز ختم می شد و مسجد از نمازیان خالی می شد۔ سالہا بہ این کیفیت بود۔ از بلاد افغانستان صد ہا افراد بہ مراتب دلایات رسیدہ بودند۔ در افغانستان ہیچ ناحیہ مانده بود کہ از برکات و انوار این بزرگواران معمر نہ شدہ باشد۔ افسوس کہ نامہائے ایشان یاد نہ ماند۔ آن چہ در حافظہ ثبت است نوشتہ می شود۔ خان فقیر احمد خیل، ملا عبدالرحمن خضر خیل۔ اختر، مروت، نظام الدین از قوم مررت، ملا محمد شریف طیب کٹوازی۔ شہاب الدین، شرف الدین مہمند، عبداللہ خان دقتانی، اخلاص یلزی، احمد الدین صاحبزادہ، امین ترکی، شہید عمر شرف الدین اندڑ، عبدالرحمن بارکزی، حضرت نور نیازی، ملا غلام جان خروٹی، ملا عصام، حسن مٹاخیل، عبدالستار مشوڑی، سردار مشوڑی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد نسوخیل، تور، گل خان شخیل، حاجی رضا العیزی، احمد نواز قوم سر بریدہ، سید فضل حق آقا، سید عبداللہ جان، حاجی نیاز اندڑ، گل دین خروٹی، نظیر اندڑی، عبدالکریم معذوز و بسیاری غیر ایشان و از افراد ہندوستان فاخر احمد خان انصاری، شاکر احمد خان

انصاری، بابو محمد ششم ریواڑی، وزیر خان، چودھری مولاداد خان، عبداللہ بیگ ازبھرپور، احمد یار خان، شیخ غلام احمد انسوی، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، حافظ حفیظ الدین، شیخ عظیم الدین، شیخ عبدالکریم، شیخ انعام الہی، مولوی شمس الدین، حافظ محمد عمر، حافظ محمد عثمان، عبدالغفور سہماز میرٹھ، ڈاکٹر اشفاق محمد، ڈاکٹر شوق محمد، مولوی نور احمد لٹری، سید احمد حسین، قاضی وزیر حسین، از دہلی حافظ عبدالحکیم، شیخ نور الہی، حاجی محمد اسحاق، عبدالحق آٹن، شیخ محمد رفیع، انیس الرحمن، حافظ غلام محمد، حاجی شہاب الدین، مولوی نجش اللہ مولوی بدیع الاسلام، منشی حسین علی، منشی نئے خان، محمد شفیع مستری، عبدالرحیم مستری، حافظ منیر الدین منیر، شیخ عبدالباری جوہری، حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا دپسرش شیخ محمد ایاس وغیرہم۔ ہر یکے از اینہا حضرت ایشان را خدمتہا کردہ درجہ احسان را یافتہ در زمرہ نیک بختان و صالحین شامل شدہ است۔ روزے حضرت ایشان قدس اللہ سرہ الاقدس در دہلی بہ دورانِ حلقہ فرمودند۔ یک ناخن منشی امیر خان از شمایان ہمہ ہتر است۔ اگر ریزہ ناخن ایشان در کفن شمایان باشد از عذاب قبر محفوظ مانید۔ منشی امیر خان از مریدان حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بودند۔ عاجز زیارت ایشان کردہ۔ کسانے را کہ عاجز ذکر کردہ و آن سرشاران بادہ محبت را کہ دیدہ ہمہ را مصداق آن قول حضرت ایشان می یابد کہ نسبت بہ امیر خان گفتہ بودند۔ افسوس صد افسوس کہ ازان پاک لسان کس نہ ماندہ۔ رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی وَ رَضٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

بہ آن گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

حضرت والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا الاقدس

اسم ایشان بی بی ہاجرہ است پدر بزرگوار ایشان شیخ امجد حسین کہ از سلالہ مطیبہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بوده اند۔ جناب ایشان را وطن شاہجہانپور بودہ از انجا ہجرت کردہ بہ مکہ مکرمہ با برادر خود تشریف بردند غالباً ایشان تجارت شال می کردند ازین جہت شہرت ایشان در ان دیار مبارکہ بہ "شال والا" شد۔ ارتباط ایشان و برادر ایشان بہ حضرت جد امجد شد۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیان می کردند چون برادر جناب امجد حسین حاضر می شدند بر دروازہ استادہ بہ آواز بلند می خواندند۔

بر در آمد بندہ بگر نیختہ
آبروے خود ز عصیان ریختہ

چون حضرت ایشان در شعبان ۱۳۲۲ھ بہ مکہ مکرمہ از ہندوستان رسیدند۔ از جناب امجد حسین صدیقی طلبگار دختر ایشان شدند و در اواخر ذی القعدہ یا اوائل ذی الحجہ بہ مہینہ سال نکاح کردند۔ این نکاح برائے حضرت ایشان سراسر سبب راحت و آسائش و خانہ آبادی گشت۔ بہ نوعی کہ حضرت ایشان از

امورِ نبویہ کیسرا واقف بودند حضرت والدہ صاحبہ محترمہ بہ امور خانہ داری مہارت تامہ داشتند۔ ومع ذلک حق تعالیٰ حضرت ایشان را عقل کامل عطا کرده بود۔ با این کمالات ظاہری در شوقِ عبادت و ذکرِ شریف یکتائے روزگار بودند۔ دلائل الخیرات والحسن الحسین، والحزب الاعظم واورادِ فتحیہ را از حضرت ایشان خواندہ بودند و اسبوعہ این کتب مبارکہ و یک پارہ قرآن مجید و شجرہ شریفہ منظومہ حضرت ایشان بہ اُردو، ودعائے گنج العرش، و سورہ یاسین ہر روز می خواندند حضرت ایشان را دو مَسْحَہ بود یکے یک صدی دیگرے پنج صدی۔ کلمات مبارکہ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یک یک ہزار بار ہر روز می خواندند۔ وغیر از ماہِ صیام روزہ ہائے نقلی بہ کثرت می داشتند۔ و سلوک مجددیہ از اول تا آخر بہ وجہ اُتم و اعلیٰ حاصل کردہ بودند۔ در کوئٹہ روزے حضرت ایشان فرمودند: "والدہ شمایان را مقام بلند است۔ احوالِ باطن ایشان بسیار خوب است۔" تربیت و تعلیم و ارشادِ نسا را کاملاً متعلق بہ ایشان بود۔ چنان چہ حلقہ می کردند و توجہ می دادند۔ اگر واقعہ بیان می کردند۔ حضرت ایشان تصویب و تحسین می کردند۔ روزے مکاشفہ خود را عرض کردند کہ حضرت کلان را دیدم (حضرت شاہ احمد سعید را حضرت سیدی الوالد حضرت کلان می فرمودند) و بیان صورت مبارکہ کردند حضرت ایشان تصویب فرمودند خوش شدند۔ در اواخر سال چہلم از ماہِ چہار دہم چون طبیعت ایشان ناساز شد و در کوئٹہ در مستشفی داخل شدند، طَبیبہ برائے دید و ملاقات ایشان روز یک شنبہ مقرر کرد۔ آن روز حضرت ایشان و ماہر سہ برادر برائے زیارت ایشان می رفتیم چون کہ حالت ایشان بسیار در خطر بود ازین جہت طَبیبہ بہ تاکید ہدایت کردہ بود کہ نزد ایشان خلاف طبع ایشان حرفے گفتہ نہ شود۔ جناب ہمیشہ گان بہ ہدایت حضرت والدہ صاحبہ برائے حضرت ایشان و مایان انتظام چائے شیر می کردند۔ دران مرض سخت کہ جناب ایشان را طاقتِ تکلم ہم کم بود، از حضرت ایشان استفسار کردند کہ نماز چہ گونه ادا نمایم۔ طاقتِ نشست و حرکت نہ دارم۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ اشارہ نماز ادا کنید۔ علالتِ ایشان تا روز وصال حضرت ایشان طوالت کشید حضرت ایشان از اوائل ماہ شوال از وجہ علالت ایشان داکم الحزن والتالم بودند۔ عاجز سابقاً بیان کردہ کہ روزے در دہلی حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ زید۔ اگر رفاقت ما خوش داری صبر کن و با مادر عرب بہ خانہ مراجعت کنی۔ حضرت ایشان بعد از نواخت ہشت از مستشفی روانہ می شدند و غروب آفتاب دران آیام بہ نواخت پنج و نیم بودہ۔ حضرت ایشان بیرونِ مُسکنِ مرضیہ در خیمہ قیام می کردند۔ عاجز از بیکاری و تنہائی گران خاطر شدہ در صحنِ مسکن آہستہ آہستہ قدم می زد و بہ دلِ خود می گفت۔ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی، عاجز درین خیال مصروف بود کہ حضرت ایشان بہ استعجال برہنہ پا از خیمہ بہ مسکن تشریف آورده ہر دو

دست مبارک را بر شانہائے عاجز نہادہ بہ ملاحظت تمام فرمودند۔ زید پریشان مشوا والدہ شہادت
ما بسیار کردہ و مای خواہیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم۔ بہ ساعت ہشت از شب در مرض ایشان شدت
می شود۔ در آن وقت عیادت کردن بہتر است۔ حالاً وقت بہ ہشت قریب رسیدہ۔ ماعیادت کردہ بہ
خانہ می رویم۔ و یک روز قبل از وفات خود از عاجز احوال حضرت والدہ ماجدہ استفسار کردند۔ دکان
ذالک من اواخر کلامہ۔

ولادت حضرت والدہ ماجدہ غالباً در ۱۳۸۴ھ بودہ۔ ایشان را دو برادر بودند۔ جناب محمد اسماعیل
کہ از ایشان کلان تر بودند و ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ و محمد اسحاق کہ از ایشان خورد بودند۔ دو دختر داشتند۔
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَرَفَعَ مَكَانَهُمْ وَرَزَقَهُمْ مَعَیَّتَہِ الذِّیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبَاتِیْنَ
وَالْبَصَدِیْقِیْنَ وَالشَّہَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ۔

عاجز و برادر عزیز حضرت ابوالسعد سالم سلمہ اللہ و حفظہ برائے تحصیل علم قصد مصر کردیم۔ اولاً از
جناب ایشان اجازت طلب کردیم۔ پروردگار درجات ایشان را بلند تر فرماید اجازت دادند و ما ہر دو بہ روز
شنبه بست دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ (۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء) بہ مصر روانہ شدیم۔ چون آیام مراجعت مایان
قریب شد در کوئٹہ بلوچستان بہ شب جمعہ بہ وقت تہجد (افضل اوقات) بست دہمتم ماہ صفر ۱۳۵۴ھ
(۳۱ مئی ۱۹۳۵ء) زلزال عظیم واقع شد۔ ہزاران افراد درین حادثہ شہید شدند۔ حضرت والدہ ماجدہ نیز
درین حادثہ جام شہادت نوشیدند۔ عاجز تاریخ وفات ایشان چنین گفتہ۔

کوئٹہ سردابہ وحشت شدہ	وای برفتگی کہ از رجفت شدہ
مردمان در ناز و نعمت محو خواب	یک بہ یک نازل چنان آفت شدہ
تیرہ و تار یک شب دین زلزلہ	آہ ظلمت بر سر ظلمت شدہ
گلستان ویران و عمران شد خراب	حال مردم باعث عبرت شدہ
نے کسے غمخوار و نے پُرساں حال	زندگانی بر لبش زحمت شدہ
نے کسے را مال نافع نے ولہ	ہمچو محشر آن زمان حالت شدہ
دشمنان را دشمنی از یاد رفت	دوستی مفقود از خلقت شدہ
ہر نفس از بیم و ترس رست خیز	رو بہ صحرا مونس وحدت شدہ
وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ اِنْ عَذَابٍ	منطبق بر حال این اُمت شدہ
چشم گر بینا بود از بہر خلق	بے ثباتی جہان مُثبت شدہ

فَاعْتَبِرْ يَا غَافِلًا عَمَّا تَشْرَى
اندرین گردابِ رحمتِ مادرم
تو دہائے خاکِ بر جسمِ نزار
عبدالرحمان، عائشہ، زینب چنان
بد نصیبِ شانِ شہادتِ از ازل
من بہ ملکِ مصر و آمدِ این خبر
رفت ایامِ خوشی و خُرمی
جنتِ حقِ زیرِ پائے مادران
زید گر پرسد کسے سالِ وصال
اے بسا حسرت کہ از غفلتِ شدہ
داغِ فرقتِ ماندہ و رخصتِ شدہ
انتقالِ شان بہ این صورتِ شدہ
در سفرِ با جدہ، ہم صحبتِ شدہ
بہرِ شانِ زین زلزله رحمتِ شدہ
دائے صد گزبت کہ در غربتِ شدہ
حیف در بختِ کنون حسرتِ شدہ
خدمتِ شان موجبِ عزتِ شدہ
گو "مقامِ عالیٰ جنتِ شدہ"

چون از بالائے ایشان چوبِ دشت و خاک را برداشتند دیدند کہ بر سجادہ سر بہ سجود اندوختہ در دستِ راست ایشان بود، غالباً جناب ایشان تہجد خواندہ بہ ذکر شریف مصروف بودند کہ وفاتِ ایشان شد۔ نور اللہ تریبتہا۔

اولادِ صلیبی

حق تعالیٰ حضرت ایشان را چہار دہ اولاد عنایت کرد، از بطنِ زوجہ اولی سہ دختر و از بطنِ زوجہ آخری سہ پسر و ہشت دختر و دو اولاد از یک دختر کہ در حیاتِ حضرت ایشان پیدا شد۔

معمول حضرت ایشان بود کہ بعد ولادتِ طفل در گوشِ راست اذان و در چپِ تکیس می گفتند و بہ روز ہفتم عقیقہ می کردند برائے فرزند و برائے دختر یک بُزنج می کردند و آن روز موئے سر مولودِ نیمی تراشیدند و موئے سر را بہ نقرہ وزن کردہ تصدق می کردند و بہ وقتِ ذبح این دعائے ماثورہ می خواندند
اللَّهُمَّ هَذِهِ عَقِيقَةُ ابْنِي (و یا ز نام مولود می گرفتند) دُمُهَا بِدَمِي وَ لَحْمُهَا بِلَحْمِي وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِي وَ جِلْدُهَا بِجِلْدِي وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِي اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِي (نام مولود) مِنَ النَّارِ وَ عَقِيقَةُ دَخْتَرِي جَائِزَةُ ابْنِي بَنَتِي می گفتند و ضمائمِ تائید می آوردند۔ و چون حق تعالیٰ حضرت ایشان را دو نواسہ عنایت کرد بہ طریقہ مندرجہ بالا عقیقہ کردند و فرمودند کہ بعد از تراشیدنِ موئے سر زعفران را در آب ساییدہ بر سر مولود مالند۔

اولادِ زوجہ اولی۔ (۱) بی بی عابدہ، بہ جمادی الاولی ۱۲۹۹ھ متولد شد و بعد از پنج ماہ در شوال فوت کرد و در احاطہ حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ جہتِ جنوب از مزارِ پُرانوارِ جدِ بزرگوارِ خود در رام پور مدفون گشت۔ (۲) بی بی صابرہ بہ ماہِ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ متولد شد چند ماہ زندہ ماندہ در خانقاہ شریف

دہلی وفات یافت و نزد دروازہ تبسح خانہ مدفون گشت۔ (۳) بی بی کاملہ در ۱۳۱۵ھ متولد شد و ہفتہ روز زندہ ماندہ رحلت کرد و در رامپور و راجا طہ شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ پہلوئے خواہر کلان خود مدفون گشت جَعَلَهُنَّ اللہُ اَجْرًا وَ ذَخْرًا لِلْاَبْوَابِ الْکَرِیْمِیْنَ۔

اولاد زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ماہر شش برادر و خواہرند، درج ذیل است :-

(۱) بی بی احمدی (۲) بی بی محمدی (۳) بی بی فاطمہ (۴) بی بی صدیقی (۵) بی بی فاروقی (۶) ابو الفیض بلال (۷) بی بی عثمانی (۸) بی بی حیدری (۹) بی بی امتہ اللہ (۱۰) ابوالحسن زید (۱۱) ابوالسعد سالم۔
بی بی احمدی در ۱۳۰۳ھ در مکہ مکرمہ متولد شد و در اواخر ۱۳۰۶ھ در خانقاہ شریف دہلی وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود بی بی صابرہ در خانقاہ شریف مدفون گشت۔ و بی بی محمدی در ماہ محرم ۱۳۰۷ھ متولد شد و بعد از سہ چار ماہ رحلت کرد و بہ احاطہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از منار پیرانوار مدفون گشت۔ و بی بی فاطمہ در اواخر ۱۳۰۹ھ متولد شد و در اوائل ۱۳۱۰ھ رحلت کرد و بہ پہلوئے خواہر خود در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ سرہ مدفون گشت۔ و بی بی عثمانی در ۱۳۱۲ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شد و در اوائل جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ در کوئٹہ وفات یافت و از شہر کوئٹہ بہ فاصلہ پنج میل بہ جہت غرب بر راہ چمن در زمینات قریہ چوہی مدفون گشت۔ و بی بی حیدری بہ ماہ شعبان ۱۳۲۱ھ در خانقاہ شریف دہلی متولی شد و بعد از چند ماہ در کوئٹہ وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود عثمانی مدفون گشت جَعَلَهُنَّ اللہُ اَجْرًا وَ ذَخْرًا لِلْاَبْوَابِ الْکَرِیْمِیْنَ۔

چون حضرت ایشان قدس سرہ از دنیا رحلت فرمودند از اولاد سہ دختر و سہ پسر گزاشتند عاجز اولاد بیان دختران و باز بیان پسران می کند۔ و در پسران بعد از حضرت برادر کلان بیان برادر عزیز خور و خواہد آمد و در آخر بیان این عاجز ناکارہ خواہد بود۔

ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۲ھ شد و از روز ولادت **محترمہ بی بی صدیقی** تا روز ارتحال از مرض خالی نہ ماند حضرت ایشان قدس سرہ راسش بنات وفات یافتہ بودند و حضرت والدہ ماجدہ راسہ بنات، لہذا ہر دو حضرات را با ایشان غایت محبت و ارتباط بود و این محبت و ارتباط تا آخر ایام بود۔ از مداومت امراض در مزاج ایشان بسیار نزاکت پیدا شدہ بود۔ ک طاقت ادنی مخالفت نہ داشت۔ ومع لہذا اشتغال ایشان بہ ذکر شریف و طاعات بیشتر بود و حرارت ذکر شریف نیز اثر کردہ بود۔ مکاح ایشان با سید رؤف احمد شاہ فرزند اکبر سید احمد شاہ قصوری شدہ بود۔ سید رؤف احمد شاہ را تکلیف دماغی دوبار رسیدہ بود بار اول دوسہ نفر بر سرش چو بہانہ زدہ بودند۔

خون بسیار آمد و مدت صاحب فراش ماند و بار دیگر از شتر بیفتاد و سرش به شنگی صدره خورد۔ ازین صدمات احوال داغش خراب شد۔ لہذا توافق در زوجین پیدا نہ شد۔ دوبار ہمیشہ محترمه به قصور رفت و پروردگار دو دختر عنایت کرد۔ محمدی کہ ولادتش در کونہ بہ بست و سوم رمضان ۱۳۳۷ھ (۲۴ جولائی ۱۹۱۶ء) بودہ حضرت ایشان نامش محمدی نہادند۔ و اتمہ الرحمٰن بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ (دسمبر ۱۹۲۰ء) بہ خانقاہ شریف دہلی متولد شد و حضرت ایشان این نام نہادند۔ عاجز برائے تحصیل علم بہ مصر رفتہ بود کہ جناب ہمیشہ محترمه بہ روز جمعہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ۶ مئی ۱۹۳۲ء۔ بہ عمر سی و ہشت سال رحلت فرمود و در خانقاہ شریف بیرون محجر مبارک بہ جہت شمال مدفون شدند۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُمَا۔ دختران ایشان را حضرت والدہ ماجدہ تربیت کرد و حضرت برادرِ کلان عقدِ نکاح محمدی بہ روز شنبہ بہ بست و نہم رمضان ۱۳۵۲ھ ہجری۔ ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء۔ در کابل با حافظ قاری عبداللہ کردند۔ پروردگار محمدی را دو پسر عباد اللہ و نجیب اللہ و سہ دختر رضیہ، صالحہ، ثریا عنایت کردہ۔ ہفت سال می شود حافظ قاری عبداللہ رحلت نمودہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ و نکاح اتمہ الرحمٰن با عبد الوحید پسر ڈاکٹر اشفاق محمد امیر تسری بہ دوشنبہ بہ بست و ششم شوال ۱۳۵۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۳۵ء۔ شد۔ پروردگار شش پسر و شش دختر عنایت کرد۔ (۱) عبد الرحیم و ولادتش بہ جمعہ پنجم ذی القعدہ ۱۳۵۵ھ۔ ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بود۔ و در ربیعان شباب دو پسر و یک دختر یادگار خود گزاشتہ در ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء۔ رحلت نمود۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ (۲) بلقیس زمان کہ بہ شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۷ھ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ متولد شدہ، و ہی صَاحِبَةُ الْاَوْلَادِ۔ (۳) خیر النساء کہ بہ شنبہ بہ بست و سوم صفر ۱۳۵۹ھ۔ ۲ اپریل ۱۹۴۰ء۔ متولد شد و بعد چندے رحلت کرد۔ جَعَلَهَا اللہُ اَجْرًا وَ ذُخْرًا لِلْوَالِدَیْنِ۔ (۴) نفیس زمان متولدہ سہ شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۶ جون ۱۹۴۲ء۔ بہ فضل پروردگار اولاد دارد (۵) عبد الواحد متولد پنجشنبہ نوزدہم رجب ۱۳۶۲ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء۔ وَلِ الْاَوْلَادِ (۶) عبد الاحد متولد شنبہ پنجم رمضان ۱۳۶۴ھ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۵ء۔ وَلِ الْاَوْلَادِ (۷) عبد الصمد متولد سہ شنبہ سیزدہم صفر ۱۳۶۶ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۴۷ء۔ اولاد دارد (۸) ناہید بانو متولدہ سہ شنبہ بیستم ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ متزوجہ است (۹) طارق متولد سہ شنبہ بہ بست و نہم شوال ۱۳۷۱ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء۔ (۱۰) خالد متولد چہار شنبہ نوزدہم صفر ۱۳۷۳ھ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء۔ (۱۱) یاسمین بانو متولدہ یکشنبہ بہ بست و پنجم رمضان ۱۳۷۵ھ۔ ۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ شاہین بانو متولدہ یکشنبہ بہ بست سوم جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ۔ ۴ جنوری ۱۹۵۹ء۔ سَلَّمَ اللہُ الْجَمِیْعَ وَ حَفَظَہُمْ۔

محترمه بی بی فاروقی | ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۵ھ شد و در ۱۳۳۹ھ

نکاح ایشان بانواب زادہ لئیق احمد خان فرزند نواب زادہ فاتر احمد خان انصاری پانی پتی شد۔ لئیق احمد خان نسباً از اولاد حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ است و مادر ایشان بنت البنت قاضی محفوظ اللہ من احفاد قاضی ثنار اللہ پانی پتی قدس سرہ بودہ۔ لہذا خانہ مسکن حضرت قاضی ثنار اللہ وراثتہ بہ لئیق احمد خان رسیدہ بود۔ و در ہمان خانہ قیام ہمیشہ صاحبہ تا تقسیم ہند بود۔ در ۱۳۶۶ھ۔ ۱۹۴۷ء۔ پنجاب دہلی وغیرہ گہوارہ قتل و قتال گشت، نواب زادہ را حکومت نظر بند کرد۔ چون شہر پانی پت از مسلمانان خالی شد و ہمیشہ صاحبہ تمام مال و دولت و ظروف و ثیاب را گزاشتہ در جامہ ہائے کہ بر تن داشتند با اولاد خود بہ لاہور ہجرت کردند۔ حکومت نواب زادہ را آزاد کرد۔ خانہ ایشان را ہندوان نہیب کردہ بودند۔ زائد از دو ونیم سیر انجلیزی زر سرخ بود۔ و یک تفنگ قیمتی کہ بہ دو ہزار کلدار گرفتہ بودند۔ ایشان پس از بربادی خانہ و شہر خود با صدر دوالم بہ لاہور رسیدند۔ پروردگار لطف خاص فرمود کہ در شارع ایٹیک محل خوب یافتند کہ آن را رقم نہ است۔ از فکر ہائش آزاد شدند و در فکر خورد و نوش و لباس چند سال رحمتہا کشیدند و بالآخر۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ را ظہور شد و آسائش و راحت تمام بہ نصیب آمد۔ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ۔ جناب ہمیشہ محترمہ در لاہور بہ دو شنبہ شانزدہم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲ جون ۱۹۶۹ء۔ وفات یافتند و در گورستان بی بی مدفون شدند، عاجز از عبارت " بہ روز و شنبہ شانزدہم ربیع الاول " سال وفات دریافتہ است۔ رَحِمَہَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہَا وَتَوَسَّلْ بِحُجَّہَا۔ پروردگار ایشان را شش اولاد سہ پسر و سہ دختر عنایت کرد۔ آخری بانوبہ انوری بانوبہ فاروق احمد خان سہ صادقہ بانوبہ انوار احمد خان سہ نسیم احمد خان۔ ولادت آخری بانوبہ بست و نہم رجب ۱۳۴۱ھ، ولادت انوری بانوبہ ۱۳۴۲ھ و وفات بہ ۱۳۵۰ھ بودہ، ولادت فاروق احمد خان در ۱۳۴۴ھ بودہ، اصغر احمد نام تاریخی است۔ نکاحش بابی بی رابعہ دختر حضرت برادر کلان شدہ۔ حق تعالی بہ یک شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۸۸ھ۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۸ء۔ توأم دو دختر عنایت کرد نام یکے نرہیت، و نام دیگرے نکہت است، سَلَّمَہُمَا اللہُ وَسَلَّمَ أَبَوَیْہِمَا۔ ولادت صادقہ بانو در ۱۳۴۸ھ بودہ، ولادت انوار احمد در ۱۳۵۰ھ بودہ، از۔ محمد منظر جان جهان۔ سال ولادت ظاہر است در ۱۳۹۰ھ با طیبہ خاتون نکاح کرد پروردگار سہ دختر عنایت کردہ، ناعمہ در ۱۳۹۱ھ و زبیرہ در ۱۳۹۲ھ و ندیمہ در اوائل ۱۳۹۴ھ۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ وَسَلَّمَ أَبَوَیْہِنَّ۔ ولادت نسیم احمد خان در ۱۳۵۳ھ بودہ، بہ جمعہ بست و چہارم صفر ۱۳۹۳ھ۔ ۶ جولائی ۱۹۷۳ء۔ باغوالہ دختر حمید اللہ خان پسر ڈاکٹر عنایت اللہ خان دہلوی کہ از مخلصین حضرت سیدی الولد

قدس سرہ بودہ۔ نکاح کرد پروردگار درین سال روان (۱۳۹۲ھ) دختر عنایت کرد کہ نامش جمالہ ہست۔
 سَلَّمَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمْ أَبَوٰیہَا۔

مختصرہ بی بی امۃ اللہ

ولادت ایشان بہستم محرم ۱۳۲۳ھ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء۔ بودہ۔
 نکاح ایشان بہ دوشنبہ یازدہم شوال ۱۳۲۵ھ۔ ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء۔
 باپیرجی سید محبوب علی شاہ فرزند سید محبت علی شاہ ساکن موضع قادری باغ، از توابع بلند شہر شد، سید محبوب علی شاہ — از سلالہ طیبہ سیدنا عبدالقادر حیلانی است قدس اللہ سرہ الاقدس۔ و شراباً چشتی صابری است، و ارتباط بہ سلسلہ قادریہ ہم دارد۔ با حضرات مشائخ کرام و اولیائے عظام عقیدت و محبت تام دارد۔ از وہابیت و نزعات و ہابیت قطعاً برکنار است۔ پروردگار ایشان را دہ اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ جمیل فاطمہ ۲۔ عزیز فاطمہ ۳۔ آل علی ۴۔ سلیم فاطمہ ۵۔ عظیم القدر ۶۔ عقیل فاطمہ ۷۔ سید حسن ۸۔ سید حسین معروف بہ منظر علی ۹۔ سید جنید علی ۱۰۔ حسین فاطمہ و معروف بہ شکیل فاطمہ۔ ازین جملہ آل علی کہ در ۱۳۵۱ھ متولد شدہ بود و عقیل فاطمہ کہ در ۱۳۵۶ھ متولد شد و سید حسن کہ در ۱۳۵۹ھ متولد شد و خورد سالی بہ دار النعیم شافقتند۔ جَعَلَهُمُ اللّٰہُ اَجْرًا وَ ذُخْرًا لِلْوَالِدَیْنِ۔ و ولادت جمیل فاطمہ در ۱۳۲۴ھ شدہ۔ نام تاریخی غریب فاطمہ است۔ نکاحش با سید اقبال کہ در ساڈھو راقیام داشت کہ در شرقی پنجاب واقع است۔ و بعد از تقسیم ہند ہجرت بہ جہنگ کرد۔ سید اقبال کہ ہم جد پیرجی سید محبوب علی شاہ است شد۔ پروردگار ایشان را سہ اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حور جنان خاتون معروف بہ روحی کہ در ۱۳۴۵ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۲۔ سید فیروز بخت کہ در ۱۳۴۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۳۔ زکس خاتون کہ در ۱۳۴۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت عزیز فاطمہ در ۱۳۴۸ھ بودہ از غریب فاطمہ سال ولادت ظاہر است۔ و نکاحش با سید آصف علی ولد اشرف علی شد کہ در دیبائی علاقہ بلند شہر قیام داشت و بعد از تقسیم ہند بہ کراچی ہجرت کرد۔ پروردگار چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ طیبہ خاتون کہ درین وقت بست و دو سالہ است ۲۔ ضیاء الاسلام کہ درین وقت شانزدہ سالہ است، ۳۔ توصیف علی کہ درین وقت دوازہ سالہ است ۴۔ محی الاسلام کہ درین وقت ہشت سالہ است۔ ولادت سید عظیم القدر بہ پنجشنبہ نجم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ بودہ و عظیم القدر تاریخی نام است۔ نکاحش بابی بی بشار دختر پیر ضامن نظامی سجادہ نشین درگاہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ، شدہ و پروردگار سہ اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ سیدہ خاتون کہ درین وقت سیزدہ سالہ است ۲۔ سعیدہ خاتون کہ یازدہ سالہ است ۳۔ عالی جناب مظفر کہ ہفت سالہ است در ۱۳۸۶ھ ولادت شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت سید حسین معروف بہ منظر علی بہ پنجشنبہ بست و دوم ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۴۲ء۔ بودہ۔ نام تاریخی منظر جوید حسین

است۔ ولادت سید جنید علی بہ جمعہ بست و مفتاح شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ بودہ۔ نام تاریخش غلام صابر است۔ ولادت حنین فاطمہ کے دے را تشکیل فاطمہ نیز گویند بہ شنبہ سیم ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ۔ یکم ماہ ۱۹۴۹ء۔ بودہ۔ برادر خور و حضرت ابوالسعد سالم دران وقت در قادری باغ بودند از گل قادری باغ۔ سال ولادتش دریافتہ اندچہ تاریخ جمیل است۔ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الاول ۱۳۹۴ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۴ء۔ نکاح حبیبہ وھی تشکیلہ باخواجہ معین نظامی فرزند پیرضامن نظامی شد و بہ چہار شنبہ ۱۳۹۵ھ ہجری ۱۹ فروری ۱۹۷۵ء۔ پروردگار پسر عنایت کرد نامش مجیب نظامی است۔ سَلَّمَہُ اللہُ وَاَبَوْنِہُ۔

برادر محترم حضرت ابوالفیض بلال ادام اللہ ارشادہ

ولادت و تسمیہ حضرت ایشان قدس سرہ را از زوجہ اولی سہ دختر و از زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ این عاجز اند پنج دختر شدہ بود و در دور کھولت داخل شدند و عمر شریف بہ چہل و شش سال رسید کہ دعائے حضرت ایشان هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرْشِدُنِي مَقْرُون بہ اجابت گردید و بہ شب جمعہ بست و نہم رجب ۱۳۱۸ھ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۰۰ء کہ دوم قوس ۱۲۷۹ شمسی ہجری بود۔ ولادت باسعادت حضرت برادر کلان شد بہ صبح آن شب حضرت ایشان از تسبیح خانہ برآمدند و عبدالحکیم ذقانی را نزد محضر شریف دیدہ فرمودند۔ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ عبدالحکیم عرض کرد۔ اسم گرامی عبد الرحمن تجویز فرمائید۔ غالباً عبدالحکیم نظر بر آیت مبارکہ۔ قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ کردہ تجویز این مبارک نام کردہ باشد چہ اسم گرامی حضرت ایشان عبد اللہ بود۔ فرمودند۔ ما این لخت جگر را بہ نام خادم و مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال موسوم کردہ ایم۔ و حضرت ایشان بہ مخلص پاک طینت حاجی عبد اللہ عمر مبین بہ بہشتی نوشتہ اند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ را یک غلام موسوم بہ بلال بود کہ مرتبہ بس عالی داشت۔ جدما حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودہ اند۔ ابوبکر سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدُنَا۔ یعنی ابوبکر سردار ما است و او آزاد کردہ سردار ما را کہ آن حضرت بلال است۔ بہ نیت تحصیل برکات نام فرزند خود بلال نہادیم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ، شاید نام کس دیگر نیامدہ باشد و حضرت ایشان بر در قے این دو شعر عربی نوشتہ اند۔

بِأَنِّي أَدْعِي فِي الْوَرَى بِاسْمِهِ السَّامِي

بِلَالٍ رَسُولِ اللَّهِ لِي مِنْهُ ذِمَّةٌ

سَمِيَّتْكَ أَرْجُو أَنْ تَفِيضَ عَلَيَّ قَلْبِي

بِلَالُ رَسُولِ اللَّهِ يَا سَيِّدَ الصَّغْبِ

وہر۔ تَفِيضَ عَلَيَّ قَلْبِي علامت نسخہ نہادہ۔ تَنْوَرِي قَلْبِي نوشتہ اند (شعراول) بر بلال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا یک ذمہ است کہ من در خلائق بہ نام بلند مرتبت ادیا کردہ می شوم۔ (شعردوم ۴)
 بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولے سردار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، ہمنام شامی باشم وامیدوارم کہ
 بر دل من فیضان فرمائی، یا کہ بر ایم و لم را منور گردانی۔

خبر ولادت ایشان مثل برق در افغانستان و کوئٹہ بہ سرعت رسید۔ و مخلصین صادقین پروردگار
 جل شانہ و عہد احسانہ را شکر ہا بہ جا آوردند و جا بہ جا دُنبہ ہا ذبح کردہ دوستان را نان و قورمہ دادند و برائے حضرت
 برادر گلان دعا کردند۔ امام مسلم در صحیح خود از حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند۔ دَعَا مُحَمَّدٌ لِّمُسْلِمٍ
 لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةً اَلْحَمْدُ۔ چہ جائے این لشکر دعا ہائے پاک دل افراد کہ در اقطار ارض کردند۔
 ذَلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

خور و سال بودند کہ اصلاح الف با بر لوح از جناب امیر خان کہ از حضرت شاہ احمد سعید بیعت
 بودند گرفتند۔ و برائے تعلیم ایشان مولوی محمد اسحاق میرٹھی و باز مولانا سید عبد الجلیل جرولی مقرر شدند و در آن
 آیام پروردگار از انطاکیہ (مکہ شام) قاری عبد الغنی را فرستاد و مخارج حروف را از ایشان درست
 کردند۔ روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف دہلی بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ منشی احمد حسین دہلوی
 آن وقت حاضر بود۔ بہ عاجز بیان کرد کہ حضرت برادر صاحب را گزر شد۔ حضرت ایشان چون ایشان
 را دیدند بہ اہل حلقہ فرمودند: شما یان بہ قوت و محنت دہائے خود را بہ ذکر شریف مشغول می سازید و
 دلِ بلال ما از خود مشغول بہ ذکر شریف است۔ عاجز در کتابے دیدہ است، کہ بزرگے مصروف حلقہ و
 ذکر شریف بود و از اولاد آن بزرگ یک بچہ بہ نزدیکی ایشان محو خواب بود۔ آن بزرگ بہ اہل حلقہ فرمود:
 گمان نہ برید کہ این طفل خوابیدہ از فیوضات ربانہ محروم ماندہ شبنم را اثر عام است، ہر کہ در فضا
 باشد متاثر می شود، خوابیدہ بود یا بیدار فرق نہ وارد، ہمین حال مجالس ذکر و صحبت اولیا را است۔
 حضرت ایشان بہ دوران تمشیہ و تفریح از جناب ایشان استماع کلام الہی می کردند و چند سال این معمول
 دوام یافت۔ عاجز ملاحظہ کردہ کہ حضرت ایشان را عنایتے خاص بر احوال جناب ایشان بود۔ در مکتوبے
 نوشتہ اند۔ کما تقدم في المكاتب المباركة۔ بر خوردار محمود الخصال حضرت بلال حفظہ اللہ الکبیر
 المتعال عن اتباع النفس والشيطان والضلال وعن سوء المنقلب في الاهل والمال وجعله رضى الافعال
 والاقوال ذا صلاح وفلاح وفضل وکمال۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ مدح شاعر عبد اللہ بن عمر
 وابنه بلال فقال۔ وبلال عبد الله خير بلال۔ فغضب عبد الله بن عمر وقال كذبت، بل بلال
 رسول الله خير بلال۔ رضى الله عنهم ورحمهم قد عرفوا الحق وادعوا له۔ یعنی شاعرے مدح عبد اللہ

بن عمرو بلال کرد کہ فرزند ایشان است و گفت کہ بلال عبداللہ خیر بلال است۔ ازین قول عبداللہ بن عمر بہ غضب شد و گفت۔ دروغ گفتی بلکہ بلال رسول اللہ خیر بلال است۔ پروردگار راضی شود از آنہا و رسم فرماید بر آنہا۔ این بزرگواران حق را دانستند و آن را منتقاد گشتند۔ در سال سی و ہشت از ایہ چہار دہم حضرت ایشان برادر کلان را با جماعتی از مخلصین ذوی الحجی بہ رامپور فرستادند تا جناب ایشان با حضرات صاحبزادگان مجد دیہ ملاقات کنند و کسانے را کہ تنگ دست باشند بہ دراہم معاونت کنند۔ قیام نزد حضرت عمہ محترمہ (امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرارہما) کنند۔ چون جناب ایشان با جماعت مخلصین بہ رامپور رسیدند درج ذیل مکتوب گرامی بہ ایشان ارسال داشتند۔ حضرت بلال بن عبداللہ العمری مطالعہ نمایند۔ بہ اندازہ کہ خاطر و مراعات اقارب بکنید و آداب احترام مرعی دارید ہمان قدر سرت ما و معاونندی شما است۔ تمام اقارب را ہفت یا ہشت بار دعوت طعام دہید۔ اگر ضرورت دراہم باشد بنویسید ما بہ ذریعہ برقیہ ارسال می داریم۔ اِنْفِقْ بِلَا اَدْلَا تَحْشُ مِنْ ذِي الْعَرْشِ اِقْلَالًا۔ و نماز شام و نماز خفتن را اہم کنید۔

بہ می عمارت دل کن کہ این جہان خراب دران سراسر است کہ از خاک ما بسازد خشت

از طرف ما بہ افرادے کہ از ما کلان سال اند احترام و بہ افرادے کہ خورد سال اند دعا برسانید والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یکشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ۔ حضرت برادر کلان تمام اقارب را کہ بیشتر از یک صد افراد بودند ہشت وقت دعوت طعام دادند و بہ ناداران ذکور اکاثرا و اُنثا۔ یک ہزار و شش صد ہشتاد و شش روپیہ کلدار تقسیم کردند۔ شیخ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ در بیاضے تمام حساب را نوشتہ است۔ اتفاقاً آن بیاض بہ دست عاجز رسیدہ است۔ افرادے کہ نامہائے ایشان در بیاض اندراج یافتہ و کسے کہ بیاض را ترتیب دادہ و نوشتہ از جہان رحمت سفر بستہ اند۔

آخر این دہم شود شبت غبار یادگارم خط بہ ماند در کتاب
بے گنہ بودم ز خاکم آن سرید باگناہان حیف می گردم تراب
چشم دارم زانکہ خواند این کتاب از خدا خواہد نجاستم از عذاب

حضرت ایشان درین مکتوب گرامی ارشاد نبوی علی صاحبہ الف الف صلاۃ و تحیۃ و نقل کردہ اند۔ وَ ذَٰلِكَ اِنْفِقْ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ۔ اَصْلُهُ اِنْفِقْ يَا بِلَالِي بِالْاِضَافَةِ اِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ۔ حُذِفَ حَرْفُ النِّدَاءِ وَ اُبْدِلَ اَلْيَاءُ اَلْفَا، كَمَا فِي مِثْلِ يَا غُلَامًا۔ از الفاظ این مکتوب گرامی دریائے مہر و محبت جوش می زند حضرت ایشان در تعلیم و تربیت ایشان سببہامی کردند۔ می خواستند کہ بہ سرعت تمام ظاہر و باطناً رضی الافعال

وَالْأَقْوَالِ ذَا صَلَاحٍ وَفَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَكَمَالٍ گزروند چون کہ دماغ جناب ایشان کمزور بود بہ درو شقیقہ و سیلان خون از بینی مبتلا شدند تقریباً دو سال این مرض لاحق بود حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری بہ حضرت ایشان گفتند کہ صاحبزادہ را کاملاً مشغول بہ سیر و تفریح دارید تا دو سال ہیج مطالعہ کتاب نہ کنند ورنہ لَاقَدَّ رَ اللہُ - خطرہ جنون است۔ لہذا دو سال سلسلہ درس بند شد۔ سید امجد علی شاہ فرزند سید محمد علی شاہ فرزند جانفشان خان سر دهنوی برائے ایشان تجویز شکار کردند بلکہ برائے ہفت روزہ نگو در کہ از توابع سہارنپور است ایشان را بردند۔ حضرت ایشان ملا احمد خان مٹاخیل، ملاولی محمد نسوخیل، ملا صاحب خان قمبرانی را با ایشان فرستادند۔ این عاجز نیز بہ رفاقت ایشان رفتہ بود۔ از سیر و شکار صحت ایشان بسیار خوب شد۔ بہ دوران آن دو سال در کوٹہ علیل شدند و عارضہ تپ لاحق شد۔ ڈاکٹر انگیزی کہ ہالین نام داشت بہ حضرت ایشان گفت کہ برائے پانزدہ بست روز تبدیلی ہوا ضروری است۔ باید کہ بہ وادی ہنہ ایشان را بفری سید۔ چنانچہ حضرت ایشان ملا خیر اللہ، سید احمد جان، ملا عمر، ہاشم جبرانی، محمد میر اندری را با ایشان بہ ہنہ فرستادند۔ اگرچہ ہر روز یک نفر از احوال ایشان حضرت ایشان را خبر می داد اما تسکین نہ می شد۔ در اسبوع ثانی حضرت ایشان برائے دیدار ایشان تشریف بردند وہمان جا اقامت کردند غالباً سہ ماہ قیام حضرت ایشان دران جا بود۔ آن کج تنہائی از قدم حضرت ایشان جائے ہو و ہا و الا اللہ گشت۔

جناب ایشان علم ظاہر حنیف وقت از مولوی خیر محمد اندری و باز مدتے از ملا امان اللہ خان غلجی و مولانا احمد علی محدث میرٹھی و در مدرسہ مولوی عبدالرب از مولانا محبوب الہی و مولانا حکیم جی مظہر اللہ، و مولانا محمد شفیع و مولانا عبدالعلی محدث و مولانا محمد عمر گھوسوی خواندہ اند و شاطبیہ شریف را بہ معیت قاری نیاز احمد از حضرت ایشان بہ تحقیق و تدقیق تمام درس گرفتہ اند۔ و در خورد سالی از مولوی محمد اسحق و مولانا سید عبدالجلیل و قاری عبدالغنی شامی و جناب امیر خان استفادہ کردہ اند و بیشتر کتابہا را از جناب مولوی محمد عمر خواندہ اند در اوائل ماہ جمادی الاولی ۱۳۳۵ھ خلعت خلافت در بر کردند و از ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ ہجری امامت فی الصلاۃ کہ اشارت بہ خلافت مطلقہ دارد، متعلق بہ جناب ایشان شد۔ عاجزی دید کہ از امامت جناب ایشان حضرت ایشان را انبساط حاصل می شد۔ دران ایام در دہلی حضرت ایشان عرس حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کردند۔ در انجا وقت نماز رسید۔ جمعے از علما و فضلاء موجود بود۔ مولانا کریم اللہ خان و مولانا مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام مسجد فتحپوری نیز موجود بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حاضرین خطاب کردہ فرمودند۔ حالاً ما حضرت بلال را کا را امامت سپردہ ایم۔ و باز جناب ایشان

امامت کردند طالبانِ سلسلہ مبارکہ را جناب ایشان داخلِ سلسلہ می کردند بہ بست و چہارم رمضان ۱۳۳۶ھ از دہلی بازو جہ مرحومہ و با بست و چہار افراد از مخلصین افغانستان و بایک طباخ و زوجہ وے برائے حج روانہ شدند جناب مولانا محمد عمر را با خود گرفتند این عاجز نیز با عیال بہ رفاقت ایشان بود۔ و شنبہ ۲۹ مئی ہشتم جوزا۔ یوم الوقوف بود۔ **بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ شِدَّةِ حَرِّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ**۔ از لفحاتِ حر و بادِ سموم بے شمار افراد بہ ہلاکت رسید۔ ملا عبد الرؤف پشینوی و یک خروٹی از سرورہ بہ آنے ہلاک شدند حکومت سخت قہائے بزرگ کندہ بود۔ اموات را بہ پہلوئے یک دیگر دو صف یا سه صف می نہادند و بالائے اموات قدرے خاک می انداختند و باز صفہائے اموات می چیدند و بہ این نوع تدفین اموات می شد۔ قلت آب مزید سبب کثرت اموات شد۔ مرزا محمد اسلم ساکن کوئٹہ آن جا علیل شد و بہ سوم محرم ۱۳۳۶ھ بہ کوئٹہ رسید و چند روز زندہ ماند و رحلت کرد۔ جان خان مشوڑی از وازخواہ فی المراجعت در جہاز رحلت نمود۔ و از رقاد و نفر از منی علیل شدند و بہ خانہ رسیدہ فوت کردند۔ جناب ایشان فی مابعد دوبار برائے عمرہ و زیارت تشریف برہ اند۔

زواج | او آخر ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ عقد نکاح جناب ایشان بابی بی آمنہ دختر حضرت نور نیازی در کوئٹہ شد حضرت ایشان از وجہ علالت حضرت والدہ در بخوری خواہر کلان کبیدہ خاطر و ملول بودند ناگاہ حضرت والدہ خواہش ظاہر کردند کہ نکاح جناب ایشان کردہ شود۔ طیبیہ بہ حضرت ایشان گفت اگر می خواہید کہ مریضہ صحت یاب شود خواہش ایشان را رد نہ کنید۔ جناب والدہ صاحبہ دو سال قبل از حضرت نور و دخترش را طلب کردہ بودند۔ و درین روز ہا حضرت نور با عیال خود در کوئٹہ مقیم بود۔ حضرت ایشان خواہش حضرت والدہ صاحبہ را مراعات کردہ نکاح ایشان با دختر حضرت نور کردند برائے دو شب حضرت والدہ صاحبہ از مستشفی بہ خانہ تشریف آوردہ بودند و طیبیہ برائے خدمت یک ممرضہ را ہمراہ کردہ بود۔ برائے اشتراک در حلقہ زواج از دہلی مولوی بخش اللہ و حافظ عبد الحکیم و شیخ عبد الباری جوہری و از میرٹھ حافظ اشفاق الہی و از اچھرہ لاہور میان قمر الدین و برکت علی آمدہ بودند۔ مخلصین کوئٹہ ہمہ بودند و میر عظم خان کہ فی مابعد خان قلات شد مع فرزندان محمد اکرم و احمد یار در آن محفل شریک بودند۔ اگرچہ شرکاتِ قلیل بودند تا آخر و برکت بے اندازہ بود۔ حضرت والدہ صاحبہ موافق رسم ہندوستان فرمودند کہ جناب برادر صاحب را در سیارہ سوار کردہ بہ قیام گاہ حضرت نور ببرند۔ چون سیارہ آمد و حضرت ایشان را گفتہ شد کہ جناب ایشان را در سیارہ می برند۔ فرمودند خوب است۔ ما ہم با ایشان می رویم۔ مخلصانِ پاک نہاد چون حضرت ایشان را مسرور و ثادان در سیارہ دیدند از و فورجذبات در وجد آمدند و برائے مخلوق تماشا ئے عجیب گشتند۔

خدا نیست آن کہ ذاتِ بے مثلش نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زلزالِ کوئٹہ

بہ شب جمعہ عند السحر ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۴ھ - ۳۱ سنی ۱۹۳۵ء - شہر کوئٹہ از حادثہ زلزال عظیم تباہ شد۔ بیشتر افراد از ساکنین آن دیار ہلاک شدند حضرت والدہ صاحبہ و جناب ایشان و عیال و اولاد ایشان زیر انقاض نہان گشتند چون کہ آیام تابستان بود و جماعت مخلصین در باغیچہ و صحن مسجد بودند لہذا سببہا کردند و جناب ایشان و عیال ایشان و بر خوردار عبید الرحمن و عبداللہ زندہ بر آوردند اما حضرت والدہ ماجدہ و بر خوردار ابوالمجد عبدالرحمن و بی بی عائشہ و بی بی زینب جان بر نہ شدند۔ پروردگار جلّت حکمتہ آن وقت حضرت برادر کلان را عجب صبر و قوت برداشت عنایت کرد کہ از بیانش این عاجز قاصر است۔ اگرچہ عاجز در ان وقت بہ مصر بود لیکن از افراد کثیرہ واقعہ را بالتفصیل شنیدہ۔ از مخلصین پاک نہاد و دوفر شہید شدند یکے احمد نواز از قوم سر بریدہ و دیگرے سلیمان خروٹی۔ جناب ایشان در قریہ قمبرانی کہ بہ جہت جنوب بہ فاصلہ سہ میل در سرباب واقع است تا وقت عصر ہمہ را سپرد خاک کردند۔ چون عاجز از مصر آمد و احوال دیدمانی الضمیر خود را در نظمے بیان کرد۔ نام آن نظم "نغمہ ہجران" است و این نام تاریخی است کہ دال بر ۱۳۵۴ھ می باشد چون کہ کوئٹہ مصیف حضرت خیر زمان بود ازین جہت ذکر خیر حضرت ایشان نیز آمدہ و آن حصہ را عاجز در آخر فصل سوم ذکر کردہ و این جاستعلق بہ زلزلہ نقل کردہ می شود:-

یک زمان بگزار این ناز و خرام
چشم واکن تاکہ بینی صد عبر
جائے عبرت گشتہ بہر خاص و عام
ہم ز لالش در لطافت بے عدیل
ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر
مثل تار عقد را ہا مستوی
ہمچو عقدے وسط جید و صد دان
ہم خزانہش در طراوت چون بہار
داشت ہم جمعے زار باب ہنر
تاکہ ماند تذکرہ اندر کتاب
در ولار و در محبت بے مثال
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

اے صبا بشنوز محزونے کلام
تابہ کے در لہو باشی بے خبر
رُو بہ سوئے کوئٹہ کن کان مقام
بود شہرے با ہوائے بے مشیل
بود شہرے با خلائق مذخر
ہمچو لو لو قصر ہا در عمدگی
در میان ہندو افغان آن مکان
داشت از ہار و شمار بے شمار
عیش و عشرت گرچہ بودہ بیشتر
می نویسم نام چندے زان صحاب
آن زچہ ہی دو برادر با کمال
مخلصان با وفا ہر یک سعید

کا کڑاں را مثل تاج و سر بُند
 قاضی نعل محمد نوری
 سید اکرم ز ساداتِ پشین
 صاف دل عبد اللہ آن کان صفا
 آن ایازِ کاکڑی یارِ تدیم
 آن خدائے رحم وے رحمِ الہ
 آن عبید اللہ مفتی و نبیہ
 آن بہا دل صاف از زنگارِ غل
 ہر یکے را عشق و سوز و ساز بود
 رحمت حق بود ہر یک بالیقین
 رو بہیں آن ملک را بادِ صبا
 بس بقائے ہست ذاتِ پاک
 ہر چہ خواہی کند آن ذوالجلال
 عدل و حکمت در فعلش مضمر است
 گرنواز دہست اور رحمتِ مآب
 عزت و ذلت بہ دستِ قدرتش
 مانع و معطی خدائے برتر است
 گاہ ظاہری کند شانِ جمال
 تاکہ عالم جملہ ماند بے گمان
 شکر مولیٰ ہست واجب برانام
 خُسف و زلزلے کا فتورِ بلا
 ہچنان شد قدرتِ داورِ عیان
 کو سٹہ بُد گرچہ یکتا در کمال
 در شبِ تاریک وقتِ نیم شب
 کے بدار و تاب انسانِ مہین

بہر مرشدِ مثلِ بال و پر بُند
 سیدِ عالی نسب شیر علی
 بود بے شک غرقِ دریائے یقین
 کاکڑی پایندہ آن مردِ خدا
 وان نیازِ قند ہارِ تمیم
 خادمِ صدق انتما بے اشتباہ
 وان امان اللہ نحریر و فقیہ
 وان رحیم دادِ مردِ پاک دل
 ہر یکے را با خدائش راز بود
 رحمت اللہ علیہم اجمعین
 تا بدانی نیست چیزے را بقا
 کو شرافت و آدمیتِ خاک را
 نیست ملکش را خرابی و زوال
 مُنکرا و کور باطن ہم کراست
 در براندہست توقیعش ثواب
 فقر و ثروت زیرِ امرِ عزتش
 کبریاء و عظمت اورا در خور است
 گاہ ظاہری کند شانِ جلال
 در میانِ خوف و رحمت ہر زمان
 در ظہور و در خفا بر خاص و عام
 باعثِ عبرت بود بہر عباد
 در بلا وے کو بُدے رشکِ جنان
 ہست لیکن ہر کما لے را زوال
 شد جلالتش را ظہورے بس عجب
 چوں بلرزد کوہ و شق گردد زمین

طفلہا در مہدِ راحت بے خبر
 مردوزن بودند جملہ محو خواب
 بہر مومن گشت رحمت بالیقین
 شد صدائے ارزین یک دم بلند
 قصر ہا گشتند در آنے خراب
 پُر فضا گردید از خاک و غبار
 چشم گردون را نہ بد چون تاب دید
 یا لہول الامر من ذاک العذاب
 زیر خشت و خاک انسان ضعیف
 دروے گردید ویران آن بلد
 سال بربادی چہ پُرسی از دم
 بست و ہفتم بود از ماہ صفر
 نفسی نفسی بود و در ہر بشر
 اندرین محشر تان افراد چند
 بد شہادت در نصیب والدہ
 عبد رحمان عائشہ زینب چنان
 ہر سہ اولاد شقیق اکبر اند
 مخلصان را ہم شدہ جانہا گداز
 از جوانان خسروئی بدیکے
 وادرم ہم زیر خاک بے کران
 لیک خالق را نگاہے بد عجب
 ناصر و حافظ خدائے پاک بود
 ہست احسان خدائے ذوالکرم
 چون ز قبر آمد برون با صد شتاب
 در ریاضِ قدس سربابِ جمیل

ہچناں کا نہ صرف مامون گہر
 ناگہان نازل بروشان شد عذاب
 بہر کافر صد عذاب و صد مہین
 خانہا را یک بہ یک از پا فلکند
 جملہ اسبابِ تعیش شد عذاب
 شد فلک از آہ مردم بے قرار
 زان رولے خاک را بر رو کشید
 إِنَّهُ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا اِزْتِيَابَ
 زیر پائے فیل چون مورِ نحیف
 بہر میت نے کفن بد نے لحد
 "رستخیزے بود آنجا" شد رقم
 در شبِ آدینہ نزدیکِ سحر
 ہر کسے از بیمِ محشر در خطر
 از عزیزان نیز رحلت کردہ اند
 زان "مقامِ عالیش جنت شدہ"
 جدہ را گشتند مونس در جنان
 ہر سہ در جنت بہ فضلِ داوڑ اند
 چوں سلیمان رفت با احمد نواز
 پیر مردے سر بُریدہ دیگرے
 زیر چوب و خشت و آہن بد نہان
 زان بہ صحت رست از درد و کرب
 جسم سالم جا مہا صد چاک بود
 ماند سالم آن شقیقِ محترم
 نقشہا را پس بر آورد آن جناب
 دفن شان را کرد تا وقتِ اُصیل

در خطیرہ گرتو بینی شش قبور
بس ہمان آرام گاہِ آخرین
گرچہ امواتند در زیر زمین
ایستادہ ساعتے آن جا سلام
یاد کن مرگِ خودت غافل مشو
فاتحہ برخوان دُعا کُن با حنین
کائے خدائے پاک دے مولائے ما
تو سمیعی تو بصیری تو کریم
قادر و خلاق ہستی بالیقین
رحم فرما بر شہیدان اے خدا
رحم فرما اے خدائے ذوالمنن
در صلاحش مثل آبا کُن خدا
از خدا خواہیم کان رشکِ جنان
باز گردد آن نشاط و آن زمن
باز آید ناز و غمزہ از بُستان
باز گردد دورِ صہب در آیاغ
باز خواند نغمہا راعتِ لیب
باز جُنبد در چین سُرور و آن
باز آب رفتہ برگردد بہ جو
باز بیند کوئٹہ روزِ سعید
نزدِ ارباب ہنر قوے است عام
کوئٹہ محسوس چون ماند ازین

بر سرش بینی ردائے گرز نور
ہست بہر کشتگانِ پاک دین
لیک آجیا اند در خلدِ برین
خوان بہ اخلاصِ دل و صدقِ تمام
وز اُمورِ واقعی جاہل مشو
از خدائے پاک رب العالمین
بے نیازی ہست کامل مرترا
تو رونی تو حلیمی تو رحیم
مالک ہر دو جہانی اے متین
جلّے شان کن باغِ رضوان اے خدا
بر فقیر زید مسکین بوالحسن
تا کہ او خدمت کند اسلام را
باز گردد پُر ز جوش مردمان
ابرِ رحمت باز بارو بر خزن
باز خیزد آہ و سوز عاشقان
بوئے گلہا باز آید در داغ
با صدائے دل کش و سخنِ غریب
چشمِ نرگس و اشود بر خاوران
میوہ گبیرد باز نخلِ آرزو
از افق طالع شود ماہِ اُمید
بین یسیرین است عُسری لاکلام
اے رفیقان عزیز دہم نشین

توٹن کوئٹہ | در فصل چہارم بہ ملفوظِ نود و ہفتم مذکور شدہ کہ حضرت ایشان قدس سرہ بہ اہل ہند فرمودند: "شمایان از اہل این حکومت (افرنگیان) می خواہید و طلبگارِ استقلال ہستید، اما امن و راحت کہ درین آیام بہ شما یان حاصل است آن را از دست خواہید داد، و باز این

ایام را یاد خواہید کرد“ و در ملفوظ چہارم گزشتہ کہ فرمودند: ”اے عزیزانِ منیر الدین از فسق و فجور نا لانست
ومن ظلماتِ کفر رami بنیم کہ از افق سر بر آورده است“ عاجز بست و پنج سال بعد از وفات حضرت
ایشان رَأَى الْعَيْنُ دید کہ آن چہ حضرت ایشان فرمودہ بودند حرف بہ حرف درست آمد۔ بہ روزِ جمعہ
بست و ہفتم رمضان ۱۳۶۶ھ۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کہ ۲۴ ماہ ۱۳۶۶ شمسی ہجری بود۔ ہندیان
آزاد شدند۔ و برائے مسلمانان دُورِ آلام و فتن شروع شد۔ دران ایام نہب و قتل و ارتداد اشعار
عبدالرحمن مالتی سہیلی کہ در اواخرِ فصلِ دوم ذکر شدہ، بہ یاد عاجز آمد۔ مفہوم آن مبارک اشعار را عاجز بہ
نظم گفتہ و دعا کردہ و این مجموعہ را بہ نام ”نوائے رنج و غم“ موسوم ساختہ کہ نام تاریخی است۔

اے کہ دانی حالِ دل را از نہان
بشنوی صَوْتِ خفی از جانِ جان
وے کہ باشی در مصائبِ مستعان
وے کہ باشی در دستم بود ملکِ جہان
منّتے کن بر فقیرِ زید ہان
منّتے کن بر فقیرِ زید ہان
خاکِ ابنِ فقر است تاجِ قدسیان
گرچہ دردستم بود ملکِ جہان
کو درے باشد بگردم گردِ آن
راحتِ دلہا بود لطفِ زبان
در گہت باشد ملاذِ عاجزان
در رضایتِ بہر من دوزخِ جنان
خود تو فرمودی کہ لطفم بے کران
فضلِ وجودت بے حساب بے گمان
لیک تا کے در فشارِ کافران
تا بہ کے از خون وے دریا روان
چشمہا از سوز تا کے خون فشان
عِصمتِ زہا بہ دستِ جایران
صد مہائے جان گداز دلستان
جائے منبرِ تا بہ کے رقصِ بتان
ہیچو برگ گل بہ ایامِ خزان

اے کہ دانی حالِ دل را از نہان
اے کہ بہر دردِ درمانِ ذات تو
اے کہ داری گنجہا در قولِ کُن
نیست مارا چارۂ از فقر تو
مستہم بر دُرتِ دُستِ تک زخم
بندہ پرور گر تو رانی از دُرت
کوست نامِ پاکِ وے برب لود
دستگیر بے کانِ لطف تو بود
در عتابِ جنتِ دوزخ بود
نا امید از رحمتِ کافر بود
لطفِ تو بیش است از فکر و خیال
بند گانت را خطا ہا ارچہ بیش
تا بہ کے بربادیِ مُسلم بود
سینہا از دردِ تا کے چاک چاک
بہرِ طفلانِ شیر مادر خون شدہ
تا بہ کے از دشمنانِ اسلام را
جائے مسجدِ تا بہ کے بُتِ خانہا
تا بہ کے اوراقِ مصحفِ منتشر

با محمد در جَدَل طاغوتیان
 با تفنگ و خنجر و تیغ و سنان
 ظلم و عدوان و جفاے دشمنان
 انتقامِ شان بگیں از ظالمان
 بے کسان را از بلا ہا وارہان
 بہر مظلومان توئی حرز و امان
 وَالضَّرِیْہِ لَا سَلَامَ نَصْرًا لَا یُہَانَ
 بارے بنگر سوئے حال زارِ شان
 مرہمے نہ بر دلِ افسردگان
 یک نگاہِ لطف فرمایک زمان
 دست بر رو چشم سوئے آسمان
 کُنْ لَنَا عَوْنًا فَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ
 دُور فرما رنج و اندوہ و زیان
 دُور فرما ہر بلائے ناگہان
 رحم فرما اے خدائے مہربان
 اَرْفَعْ الْأَوْذَانَ عَنَّا بِالْحَنَانِ
 وَاسْتَجِبْ مِنَّا فَقَدْ آذَانُ

جنگِ اسلام است با کفر و فساد
 بہر قتل و نہب یکسر آمدند
 یا الہی گشتہ افزوں از حساب
 بندگانت عاجزند و بے کس اند
 بے کسان در انتظارِ نصرت اند
 بار مولیٰ حافظ و ناصر توئی
 شَدِّتِ اللّٰہُمَّ شَمْلَ الْمُشْرِکِیْنَ
 تابہ کے این ذلت و خواری بود
 مدتے بگزشت در دزد و کرب
 عفو فرما جملہ تقصیرات را
 بہر لطف بندگانت را مدام
 یَا خَفِیُّ اللُّطْفِ اَذِرْ حَالَنَا
 دُور فرما ظلم و عدوان و ستم
 دُور فرما جملہ آلام و محن
 رحم فرما بر فقیر بے نوا
 یَا مَلِیْکَ الْکَوْنِ جَلَّتْ قُدْرَتُکَ
 هَبْ لَنَا بِاللُّطْفِ مِنْکَ الْمَغْفِرَہَ

دران ایام روزے عاجز برائے زیارت استادِ مولانا محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ بہ مدرسہ
 مولوی عبدالرب رفت۔ جناب مولوی صاحب نام یکے ازاں اکابرِ عمارِ مسلمین بر زبان آورد و فرمود کہ
 من بہ او گفتم۔ شمایان می گفتید کہ انگلیز ہا از اعدائے مسلمین اند، اگر انگلیز ہا بروند مسلمانان را راحت
 نصیب شود۔ و من می بینم کہ از روزے کہ انگلیز ہا رفتہ اند از مسلمانان بے شمار افراد کشتہ شدہ اند و بہرچہ
 اندازہ از خوف جان مرتد شدہ اند۔ آن زعمیم گفتم۔ ہرچہ بہ ظہور رسیدہ قطعاً خلاف توقع ما شدہ، خیال می
 کنم کہ شاید منظور حق این است کہ در ہندوستان مسلمانے نہ ماند، یَقُولُ الْعَاجِزُ، قَالَ اللّٰہُ، لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ
 النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِیْنَ آمَنُوا الْیَہُودَ وَالَّذِیْنَ أَشْرَكُوا، وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِلَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ
 قَالُوا إِنَّا نَصَارَى۔ الْآیۃ۔ وَمَنْ أَضْدَقُّ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔

مِنْ اسْتَنَامَ إِلَى الْأَشْرَارِ نَامَ وَفِي قَيْصِدِهِ مِنْهُمْ صَلُّ وَتُعْبَانُ

الصَّل حَيَّةٌ خَبِيثَةٌ جَدًّا۔ چون احوالِ دہلی از حد خراب شد و خادمِ خصوصی حضرت برادرِ کمالان کرناش عبدالکریم بود (علی خیل از مقر) بہ روز شنبہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۶۶ھ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء بہ شہادت رسید جناب ایشان قصدِ کوئٹہ بلوچستان کردند۔ حکومتِ ہند برائے آوردن ہندوانِ بلوچستان طیارہا بہ کوئٹہ می فرستاد۔ جناب ایشان مع اہل و عیال بہ روز پنجشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء علی الصباح قبل طلوع الشمس بہ کوئٹہ روانہ شدند۔ و ازان روز آن دیار از وجود جناب ایشان آباد شد۔ قَلَّكَ الْآيَاتُ نَدَاؤُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

در تابستان بہ کوئٹہ و در زمستان بہ رندلی علاقہ ڈھاڈر قیام دارند۔ و در کوئٹہ بیشتر قیام جناب ایشان در چوہی می باشد۔ آن جا قدرے زمین دارند، مخلصان یک حجرہ ساختہ اند در آن حجرہ بہ مطالعہ مشغول می باشند۔ بیشتر مطالعہ جناب ایشان از کتب احادیثِ مبارکہ می باشد، سہ سال می شود کہ فہرست کتاب طبقات ابن سعد نوشتہ اند و از دو سال در ترتیب فہرست بخاری مصروف اند۔ جناب ایشان مطالعہ کتاب بالاستیعاب می کنند۔ و فوائد و لطائف را در بیاض نقل می کنند۔ این بیاضہا گنجینہ ہائے علوم و اسرار و معارف اند۔ شوقِ مطالعہ تفاسیر و کتب احادیث از حضرت خیر جہان دراثہ بہ جناب ایشان رسیدہ است۔ از عشقِ نبوی بہ وجہ اتم سرشار اند۔ بہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول بہ خلفا و مخلصین خود ہدایت می فرمایند کہ محافل میلاد شریف منعقد کنند۔ جناب ایشان را در غمرِ گِ علاقہ لورالائی زمین است۔ صاحبزادگان خود را آن جامی فرستند تا بہ وجہ احسن انقاد و محفل مبارک کنند۔ مخلصین بہ ذوق و شوق تمام نعتہا می خوانند، بہ صد ہا نفر نان و قورمہ و چائے دادہ می شود۔ عاجز بہ افغانستان سہ بار رفتہ است۔ از مساعی جناب ایشان صد ہا قلوب را دلدادہ عشقِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ یافتہ۔ علامہ اقبال گفتہ و چہ خوب گفتہ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْہُ۔

بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ است اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اولاد | پروردگار جناب ایشان را چہار پسر و شش دختر عنایت کردہ۔

۱۔ برخوردار ابوالجود عبدالرحمن۔ در اواخر ۱۳۶۲ھ در کوئٹہ تولد ایشان شدہ۔ از مولوی اختر شاہ خان در میرٹھ می خواند۔ ذی استعداد و فہیم بود۔ دوازده سالہ بود کہ در حادثہ زلزله رحلت نمود۔ چون عاجز از مصر مراجعت کرد، با مولوی اختر شاہ ملاقات کرد۔ ایشان بیان برخوردار می کردند و از وفات و استعداد ایشان چیز ہا می گفتند۔ جَعَلَهُ اللہُ ذُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوَنِ۔

۲۔ بی بی خدیجہؓ در ۱۳۴۳ھ متولد شدہ و در ۱۳۴۵ھ در کوٹ وفات یافتہ نزد عمت خود عثمانی و جیدری مدفون شدہ۔ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاَبْوَابِ۔

۳۔ بی بی عائشہؓ در ۱۳۴۶ھ متولد شدہ جدہ محترمہ اور بسیار دوست می داشت ہشت سالہ بود کہ در حادثہ زلزلہ بہ رفاقت جدہ بہ رُوح و رُحان و جَنّت نَعِیم تَشَاوُف جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاَبْوَابِ۔

۴۔ برخوردار عبید الرحمنؓ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحَفَظَهُ وَجَعَلَهُ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ ولادت ایشان بہ چہار شنبہ ہر دہم محرم ۱۳۴۸ھ۔ ۲۶ جون ۱۹۲۹ء۔ شدہ، نام تاریخی عبدالمختار است۔ در حادثہ زلزلہ بابرادر کلان خود ابوالمجد عبد الرحمنؓ بر یک سر پر خوابیدہ بود۔ سر ایشان از سر برادر خود بہ اندازہ چہار یا پنج انگشت پائین بود۔ بازوے دروازہ بر اُتم الدماغ عبد الرحمنؓ رسید و ہلاکش کرد و پروردگار عبید الرحمنؓ را محفوظ کرد۔ مویہائے سر ایشان با بازوے دروازہ چسبیدہ بود۔ بہ روز پنجشنبہ پانزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ۔ ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ نکاح ایشان با سیدہ ذاکرہ دختر صاحبزادہ سید عبد الحلیمؓ فرزند صاحبزادہ سید میر حسن شد، پروردگار ایشان را ہفت اولاد غایت کردہ۔ بی بی آنسہ کہ بہ شنبہ نہم شعبان ۱۳۷۷ھ۔ یکم مارچ ۱۹۵۸ء۔ متولد شدہ۔ بی بی باہرہ کہ بہ پنجشنبہ ششم ربیع الاول ۱۳۷۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ متولد شدہ۔ بی بی عالیہ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ متولد شدہ۔ بی بی ناہیہ بہ شنبہ ہست و ہشتم صفر ۱۳۸۳ھ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۳ء۔ متولد شدہ۔ بی بی خاتمہ در ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ۔ جولائی ۱۹۶۵ء۔ متولد شدہ۔ بی بی سائرہ در ماہ صفر ۱۳۸۷ھ۔ مئی ۱۹۶۷ء۔ متولد شدہ۔ یک برخوردار زبیر بہ روز شنبہ سوم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ مئی ۱۹۶۹ء۔ متولد شدہ، سَلَّمَ اللّٰهُ الْجَمِیْعَ وَحَفَظَهُم بِمَنْتَہِ وَکَرَمِہِ۔

۵۔ بی بی زینبؓ در ۱۳۴۹ھ۔ ۱۹۳۰ء۔ متولد شدہ و در زلزلہ ہمسفر جدہ شدہ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاَبْوَابِ۔

۶۔ برخوردار عبد اللہؓ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحَفَظَهُ ولادت ایشان بہ روز و شنبہ چہارم محرم ۱۳۵۴ھ۔ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء۔ شدہ۔ در حادثہ زلزلہ پنجاب و سہ روزہ بود چون ایشان را از خاک کشیدند دہانش از خاک پُر بود۔ یک مخلصہ دہانش را صاف کرد و بہ شدت در دہانش دمیڈ پروردگار لطف فرمود و نفسش جاری شد۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّہٗ آيَةٌ تَذَلُّ عَلَىٰ اَنَّهُ وَاٰحِدٌ

بہ روز جمعہ سیزدہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ نکاح ایشان با بی بی صفیہ

دختر این عاجز شدہ، بہ شب سہ شنبہ وقت صلاۃ عشاء بست و ہفتم رمضان ۱۳۸۰ھ - ۱۴ مارچ ۱۹۶۱ء
تولد بی بی نجمہ شد۔ و بہ شنبہ بست و چہارم رجب ۱۳۸۲ھ - ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء - تولد بی بی کوب شد۔
سَلَّمَہَا اللہُ وَحَفِظَہَا۔ مع ہذا چون کہ در طبائع زوجین اتفاق نہ بود جدائی واقع شد۔ و بی بی صفیہ باہر
دو نور دیدہ بازو عاجز مقیم است۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ۔

۷۔ بر خوردار عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ۔ ولادت ایشان بہ شب جمعہ بست و نہم رمضان
۱۳۵۶ھ - ۲ دسمبر ۱۹۳۷ء - شدہ و نکاح ایشان بہ شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ - ۳۰ جولائی ۱۹۶۶ء -
بابی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ فرزند خدائے مہر گل صاحبزادہ کنڈی قرہ باغی شدہ۔ پرورگار چہار
اولاد عنایت کردہ۔ محمد عمر بہ شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ - ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء - متولد شدہ از نور المغنی
سال ولادت طاہر است، بی بی حفصہ بہ دوشنبہ یکم ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ - ۲۰ جنوری ۱۹۶۹ء - متولد
شدہ۔ سعد۔ بہ شب یکشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ - ۷ فروری ۱۹۷۰ء - متولد شدہ۔ بی بی رحیمہ
بہ شنبہ یازدہم شوال ۱۳۹۲ھ - ۱۸ نومبر ۱۹۷۲ء - متولد شدہ۔ سَلَّمَ اللہُ الْجَمِیعَ۔

۸۔ بی بی رابعہ بہ شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ - ۲۲ جون ۱۹۴۰ء - متولد شدہ۔ چوں کہ
دختر چہارم بود بہ بی بی رابعہ موسوم گشتہ۔ بہ جمعہ سیزدہم ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ - ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء - نکاح
بافاروق احمد خان انصاری فرزند ہمیشہ محترمہ وسطی منعقد شد و حق تعالیٰ توأم دو دختر نرہست و
نکہت عنایت کردہ۔ کما تقدم التفصیل۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ۔

۹۔ بی بی ہاجرہ بہ یکشنبہ شانزدہم شوال ۱۳۶۲ھ - ۷ دسمبر ۱۹۴۳ء - متولد شدہ۔
۱۰۔ بی بی فاطمہ بہ پنجشنبہ بست و یکم ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ - ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء - متولد شدہ۔
این میوہ ہائے نورس بوستانِ خیر جہان اند۔ پروردگار ایشان را در زیر سایہ حضرت برادر
کلان تروتازہ دارد و از جمیع آفات نگہدارو۔

وفات اہلیہ | بہ دوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۸۰ھ - ۶ اگست ۱۹۶۱ء - بی بی آمنہ زوجہ محترمہ حضرت
برادر کلان رحلت نمودند۔ بہ وقت ارتحال بی بی صفیہ دختر این عاجز نزد ایشان بودہ۔

بیان می کند کہ چشمان ایشان بند بود ناگاہ دست راست خود را قدرے بلند کردہ دوبار اشارہ انتظار کردند
و باہر اشارہ بہ اردو لفظ "اچھا" کہ بمعنی خوب است گفتہ "عبدالرحمن میں آرہی ہوں" گفتند یعنی عبدالرحمن
من می آیم۔ و بعد ازین جان بہ جان آفرین سپردند۔ عبدالرحمن فرزند اکبر ایشان بود کہ بست و شش سال قبل
در حادثہ زلزله رحلت کردہ بود و درین وقت روح طیب و طاہرش برائے استقبال روح والدہ خواہدہ بود۔

صَبَّ اللَّهُ عَلَيْهِمَا شَايِبَ الْغُفْرَانِ وَأَسْكَنَهُمَا فِي فِرَادِئِ الْجَنَانِ - چون عاجز این خبر مُتَأَلِّم شنید،
برزبانِش "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" آمد چون در اعدادِ حرفش فکر کرد موافق سال وفات یافت - لهذا این
کلمه و عایه تاریخی را در سلکِ نظم سفت و گفت -

مبارک آمنه در خلدِ آسود

عیالِ آن بلالِ پاک مشرب

ملک "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" بفرمود

ز سالِ رحلتش چون زید پرسید

خلفا | بِحَمْدِ اللَّهِ وَإِحْسَانِهِ جناب ایشان را جمعی است از خلفاء اشهر ایشان ملا شیر محمد آخوند از
ساروان قلعه علاقه قندهار بودند - پروردگار ایشان را مقبولیت عطا کرد - خلقه از ایشان مستفید گشت
چند سال می شود که رحلت فرمودند - عاجز بر مزار ایشان رفته - بابرکت مقام است رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَ
رَضِيَ عَنْهُ - جناب ایشان ملا عبدالحکیم را جانشین ایشان مقرر کرده اند جَعَلَهُ اللَّهُ هَادِيًا - واحمد حسن
صاحبزاده فرزند خدای مهربان صاحبزاده قوم کندوی ساکن قره باغ را در حیثیات خود مقبولیت است
وَقَفَّهَ اللَّهُ لِنَشْرِطِ الطَّرِيقَةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ، پدر ایشان از خلفائے حضرت سیدی الولد قدس
سره بودند و پروردگار ایشان را نزد جناب ایشان رسانید و فتح باب به نصیب ایشان شد و الْحَمْدُ لِلَّهِ
عَلَى ذَلِكَ - جناب ایشان را خلفائے دیگر نیز هستند چون که نامهای ایشان به وجه درست عاجز را
معلوم نیست ازین وجه از تحریر قاصر است - البته این قدر می دانم که بر جناب ایشان فضل پروردگار شده -
به نوعی که جناب ایشان از نام و نمود دور و به امور یقینی مصروف اند منتسبین ایشان نیز از عالمین
این کیفیات اند - جَعَلَهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ وَوَقَفَهُمْ لِمَا فِيهِ صَلَاحٌ دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ -
از چند سال جناب ایشان کار شیخت را حواله بر خور و سعادت اطوار عبید الرحمن کرده اند جَعَلَهُ
اللَّهُ إِمَامًا لِلْمُتَّقِينَ -

برادرِ عزیزِ فاضل حضرت ابوالسعد سالم سَلَّمَ اللَّهُ وَحَفِظَهُ

ولادت ایشان بروز جمعه دوم صفر ۱۳۲۶ هـ - ۶ راجع ۱۹۰۸ هـ - ۱۵ حوت ۱۳۸۶ ش هـ - در خاتقاه
شریف دہلی بوده، حافظ عبدالحکیم دہلوی می گفت که من نزد محضر مبارک استاده بودم که حضرت ایشان از
حرم سرا آمدند و نزد من آمده به سرت فرمودند حق تعالی به من فرزند عنایت کرده و من نام او سالم و
مُسْلِم نهادم - حضرت ایشان بارها به مخلصین فرموده که جدا مجدداً حضرت عمر بود و فرزند ایشان عبدلله
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - و از اولاد ایشان یکے را نام بلال بود و یکے را زید و یکے را سالم - و نام قبله گاهم عمر است

و نام عبد اللہ و نامہائے فرزند انم بلال و زید و سالم۔ و حضرت ایشان اکثر این شعر خود را می خواندند و در مکاتیب می نوشتند۔

وَأَرْحَمَ ابْنَائِي الثَّلَاثَ بِلَالًا زَيْدًا وَسَالِمًا وَلَدًا

برادر عزیز خلقت کمزور و نحیف البنیہ بودند۔ روزی برادر عزیز چون از مدرسہ عبد الرب بازگشتند عرض کردند کہ مرا استاد گفته کہ فردا کتاب نحو میر با خود بیا۔ این عاجز ہم استادہ بود۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدہ فرمودند۔ "واہ واہ۔ اگر مثل زید کہ از من نحو میر را خواندہ، تو ہم بخوانی، ما بہ خوشی یک گوسفند ذبح کنیم۔" دعائے حضرت ایشان بود۔

بَنُوهُ بِلَالٌ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ فَيَا رَبِّ بَارِكْ فِيهِمْ وَمُتَفَضِّلًا وَلِلدَّيْنِ وَفِيهِمْ وَلِلْعَلَمِ وَالتَّقَى وَأَوْرَثَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصُّحُفَ الْعُلَا

ایں دعا را ظاہر اثر بود۔ در ہندوستان از ملا امان اللہ و مولوی محمد عمر و در مدرسہ مولوی عبد الرز از بعض اساتذہ کتب ابتدائی خواندند و باز در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۹۳۱ء۔ با عاجز بہ مصر رفتند و آن جا چار سال چند ماہ بہ نوعی سعیہا کردند کہ لازمید علیہا۔ در ان ایام در جامع ازہر برائے اَعْرَاب سے شہادت بودند۔ نام شہادت ابتدائی "شہادہ" و نام شہادت ثانوی "اِہْلِیَّہ" و نام شہادت عالی "عَالِیَّہ" بود۔ ایشان نوبت بہ نوبت ہر سہ شہادت حاصل کردند۔ و از سید احمد الشریف السنوسی و شیخ عبد الحی الکتانی و شیخ بدر الدین الدمشقی اجازت حدیث شریف حاصل کردند۔ در ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۲ء۔ از مصر برائے حج و زیارت رفتند و بار دیگر از کوئٹہ ہم رفتہ اند۔ قیام عاجز در دہلی است و قیام ایشان بہ کوئٹہ۔ عاجز خبر نہ دارد کہ ایشان را تالیفے ہست یا نہ۔ البتہ ایں قدر می داند کہ ذوق علم و شوق مطالعہ بسیار دارند۔ کتب نفیسہ و قیمتیہ جمع کردہ اند و در اوقات فراغ مصروف بہ آن می باشند۔ جناب شیخ سعدی گفتہ و خوب گفتہ۔ رَحِمَہُ اللہ۔

نظر کردم بہ چشم عقل و تدبیر
نہ گویم لب ببند و دیدہ بردوز
ولیکن ہر مقامے را مقامے
زمانے درس علم و بحث تنزیل
کہ باشد نفس انسان را کماے
زمانے شعرو شطرنج و لطائف
کہ خاطر را بود دفع ملاے
خدائے است آن کہ ذات بے مثالش
نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زَوَاجِ وَأَوْلَادِ | از خوانین اَرْغَسَان عبد الرحمن فرزند نور الدین خان قوم بارک زمی از مخلصین

صادق الاعتقاد والمحبہ بود، سالہا خدمت حضرت ایشان کردہ۔ پدرش نیز بہ خدمت اقدس رسیدہ بود۔ احوال عبدالرحمن مقتضای این شعر بود۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دن
این خیال است و محال است و جنون
از دنیا اعراض کرد و ہم تن بہ کار عقبی مصروف گشت۔ طوبیٰ لہ ثمَّ طوبیٰ لہ۔ بہ ۱۳۴۳ھ در کوٹہ
بہ خدمت حضرت والدہ صاحبہ عرض کردہ بود کہ خواہشمندم کہ دختر خود را بہ حضرت صاحبزادہ خورشید ہم حضرت
والدہ شریفہ طلب ایشان را قبول فرمودہ بود۔ بعد از شانزدہ سال آن خواہش بہ وقوع پیوست۔ و بہ روز
پنجشنبہ بست و ہفتم شوال ۱۳۵۹ھ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کہ یکم قوس ۱۳۱۹ھ شمس بود۔ در قندہار نکاح برادر
خور و بابی بی خوار شد۔ حضرت برادر گلان ادام اللہ ایا مہ بہ وجہ احسن و اعلی تمام انتظامات کردند و باز بہ
روز پنجشنبہ نجم ذی القعدہ در دہلی بہ دعوت ولیمہ صد ہا افراد را مدعو کردند۔ حق سبحانہ و تعالی جناب
ایشان را اجر ہائے بے شمار عنایت فرماید۔

پروردگار برادر خورشید را نہ اولاد، شش پسر و سہ دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خوردار ابوبکر۔ بہ پنجشنبہ بست ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء۔ متولد شدہ۔ شیخ احمد
فاروقی تاریخی نام است۔ پروردگار فضل فرمود و امسال در ۱۳۹۴ھ بہ سعادت حج و زیارت مشرف
گشت جَعَلَهُ اللّٰهُ سَعِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

۲۔ بی بی سعاد۔ بہ چہارشنبہ ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ متولد شدہ۔

۳۔ بر خوردار ابو حفص عمر۔ بہ پنجشنبہ بست و یکم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ متولد شدہ۔
از "حِفْظُ الْاِلَٰه عُمَر" سال ولادت ظاہر است۔

۴۔ بر خوردار عاصم۔ بہ سہشنبہ ششم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء۔ متولد شدہ۔

۵۔ بر خوردار جعفر۔ بہ پنجشنبہ دوم رجب ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹ اپریل ۱۹۵۰ء۔ متولد شدہ۔

۶۔ بر خوردار عبداللہ الملقب بہ عامر۔ بہ چہارشنبہ ششم محرم ۱۳۷۱ھ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء۔ متولد شدہ۔

۷۔ بر خوردار عبدالعزیز۔ و نام تاریخی۔ شیخ دوران عبدالعزیز و معروف بہ شیخ۔ بہ یکشنبہ چہارم ذی القعدہ

۱۳۷۲ھ۔ ۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء۔ متولد شد۔

۸۔ بی بی فوزیہ۔ بہ جمعہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۷۵ھ۔ ۹ فروری ۱۹۵۶ء۔ متولد شدہ۔

۹۔ بی بی فائزہ۔ بہ یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء۔ متولد شدہ۔

پروردگار این گلزار خیر جہان را از حوادث و آفات نگہدارد۔ بِمَنِّہ و کَرَمِہ۔

خلفا حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ از رب العالمین دعا کرده اند۔
 تو عبد اللہ ابوالخیر حنین را مع الاولاد ملحق کن بہ آبا
 اژدعا بفضل اللہ ظاہر است و خلقی از برادر عزیز مستفید و مستفیض است و ایشان را خلفا ہم اند و فقہم اللہ مرصانہ
 بہ اوقات فراغ بہ مطالعہ کتب مشغول می باشند۔ مکتبہ نفیسہ دارند و ہر سال در آن اضافہ
ذوق مطالعہ می کنند۔ حفظہ اللہ تعالیٰ و سلمہ۔

مؤلف کتاب ابوالحسن زید فاروقی مجددی عفی اللہ عنہ

ولادت این عاجز روز شنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۲۳ھ۔ ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء ۲۲ قوس ۱۲۸۵ شہ
 در خانقاہ شریف دہلی بودہ۔ حضرت ایشان دو نام تاریخی در دو شعر نظم فرمود۔

حضرت زید بن عبد اللہ فرزند عمر
 سال میلاد زید شیخ جہان
 "ابوالحسن عبدالغنی" تاریخ میلادش بگو
 شد "محمد بشارت الرحمن"

از ولادت ہمیشہ صغریٰ بی بی امۃ اللہ حضرت والدہ صاحبہ را شیر نہ بودہ، لہذا برائے ہمیشہ
 صاحبہ داین عاجز و برادر عزیز انتظام مریضعات کردہ شد برائے ہمیشہ صاحبہ در اطراف میرٹھ مریضعات
 شد لیکن برائے عاجز تا اواخر ماہ حمل (مدت شش یا ہفت ماہ) انتظام مریضعات نہ شد۔ و درین مدت
 زائد از بست زنیہا بہ عاجز شیر دادہ اند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ کبریٰ و وسطیٰ و مخلصات قدیمہ بیان
 می کردند کہ مولوی شمس الدین میرٹھی و فضل عمر دہلوی از بہت بدر پور یک مریضعات را آوردند۔ لیکن این
 عاجز نہ بہ آغوش وے رفت و نہ شیر وے گرفت۔ چون حضرت ایشان را از واقعہ خبر دادند شمس الدین
 و فضل عمر فرمودند بروید و معلومات کنید کہ این زن چہ حال دارد۔ چنانچہ ہر دو رفتند و معلوم شد کہ آن
 زن غنیفہ نہ بود۔ حضرت ایشان قدس سرہ خوش شدند و فرمودند۔ "ہاں این وجہ است۔" پروردگار از
 برکت حضرت ایشان این عاجز را از مشتبہہ محفوظ داشت۔

بے تو جانان قرار نہ توانم کرد
 احسان ترا شمار نہ توانم کرد
 گریہ من زبان شود ہر موئے
 یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ پروردگار زربنی بی زوجہ بہاول قمبرانی را فرزند
 عنایت کرد۔ حضرت ایشان نام آن فرزند محمد امین نہادند و زربنی بی برائے رضاعت عاجز مقرر شد۔
 و تا آخر بماند۔ زربنی بی چار سال کامل خدمت عاجز کردہ۔ عجب زن پاک باطن بود۔ پنج اولاد داشت۔

ملا صاحب خان، سعیدہ بی بی، غلام محمد، محمد امین، عبدالقدوس، بہاول از مخلصین پاک طینت بلکہ از عشاقِ حضرت ایشان بود۔ وزیر بی بی در محبت و اخلاص نظیرے نہ داشت، این ہر دو پاک باطنان و پاک لفسان و صاحب خان و سعیدہ سالہا سال شب و روز بہ خدمت عاجز مصروف بودند، عاجز پنج شش سالہ بود کہ بہاول رحلت نمود وزیر بی بی بہ جمعہ نوزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء سفر آخرت اختیار کرد۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَحِمَ اَوْلَادُہُمَا وَرَضِیَ عَنْہُم۔

خدمت و حفاظت ماہر سہ برادران بہ علمار و صلحائے افغانستان متعلق بود۔ ہدایت حضرت ایشان بود کہ مایان نہ از کسے چیزے گیریم و نہ بہ خانہ کسے رویم، از خوش طبعی و از سیر و تفریح کردن مانعت نہ بود۔ اکثر اوقات مایان بیرون حرم سرا با مخلصین پاک نہاد صرف می شد۔ بلکہ در کونٹہ بعض اوقات بہ شب ہم در باغچہ می خوابیدیم۔ صحبت علمار و صلحار مائل بہ اقوال و افعال نیکان کرد و از محاورات علمیہ روشناس ساخت و این فضل عظیم بود مر پروردگار را کہ براحوال مایان کردہ بود۔

غالباً عاجز ہفت سالہ بود و در صحن مسجد شریف خانقاہ دہلی با برادر خورد بہ بازی مشغول بود کہ حضرت ایشان برائے نماز دیگر تشریف آوردند۔ چون نزد عاجز رسیدند، فرمودند "ہنوز نماز شروع نہ کردی؟" ازان روز ملاولی محمد نسوخیل تعلیم وضو و نماز و ادعیہ نماز مصروف گشت۔ و عاجز عادت نماز خواندن گرفت۔ قرآن مجید را از قاری نور محمد می خواند، ایشان از علاقہ "میان والی پنجاب" بودند۔ بہ مساعی ایشان شانزدہ پارہ حفظ کردہ پارہ ہفدہم را شروع کردہ بود کہ ایشان رفتند و عاجز بہ علم ظاہر مشغول گشت و آن یاد ہم نہ یاد گشت۔ افسوس صد افسوس۔

يَا لَهْفَ نَفْسِي لَهْفَهَا مَالِ الزَّمَانِ وَمَالِيَّةِ

رونے حضرت ایشان در کونٹہ بہ عاجز گفتند از حضرت امام ربانی تا پدشماہر یک حافظ وقاری و عالم و صاحب نسبت گزشتہ است۔ اما افسوس کہ از افضل این اوصاف عالیہ کہ حفظ قرآن است مایان متصف نہ شدیم۔ عاجز علیم ظاہر چند روز از مولوی خیر محمد اندری و از مولوی محمد عمر گھوسوی و ملا امان اللہ غلجی و در مدرسہ مولوی عبدالرب کہ در دہلی واقع است از مولوی عبدالوہاب و مولوی محبوب الہی و مولوی حکیم جی منظر اللہ و مولانا محمد شفیع و محدث شہیر مولانا عبدالعلی خواندہ۔ نحو میر و برنخے از کافیہ ابن حاحب و برنخے از رفقات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ۔ تدریس حضرت ایشان بہ غایت تحقیق و تدقیق بود۔ اگر در ہر فن صرف یک کتاب کسے از حضرت ایشان می خواندے حاجت خواندن کتاب دیگر ہرگز نہ بودے۔ و درس رقعات عالمگیری را شانے دیگر بود حضرت ایشان نام سلطان اوزنگ زیب عالمگیر را بہ غایت

ادب و احترام می گرفتند۔ و روزے چون عاجز رقعات را می خواند، فرمودند: "حضرت سلطان عالمگیر از جد شما حضرت شیخ سیف الدین بیعت شدہ بودند و صاحب نسبت بودند" در مکتوبے حضرت سلطان نوشتہ اند۔
 نہ رفت از دم قول آن کاسہ گر کہ می گفت با کاسہ پُر خطر
 نہ دانم کہ سنگ سپہر قضا ترا بشکند بیشتر یا مرا

عاجز چون این قطعہ خواند، حضرت ایشان سر مبارک فرو برده دوسہ بار قطعہ را خواندہ خاموش شدند و چند دقیقہ بران حال گذشت و باز برائے حضرت سلطان دعا فرمودند۔ بعد از وصال حضرت ایشان عاجز خود را بہ مدرسہ مولوی عبدالرب وابستہ کرد و در شعبان ۱۳۳۶ھ از دورہ صحاح ستہ فارغ گشت۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ از مولانا عبدالعلی و ترمذی، نسائی، ابوداؤد و از مولانا محمد شفیع خواند۔ اگر طالب علم از روئے قواعد عربیہ عبارت را نا درست می خواند، مولانا عبدالعلی بروئے قہر می کردند احياناً نسبتش بہ اہلہی و محقق می کردند ازین جہت از طالبان علوم کمتر پیش ایشان قرارت می کرد۔ جناب ایشان قبل از شمول عاجز درس بخاری شروع کردہ بودند، شش ورق خواندہ شدہ بود، چون عاجز اول روز حاضر شد جناب ایشان برائے قرارت امر کردند۔ چون عاجز قرارت کرد خوش شدند و از ان روز تا آخر یوم درس این عاجز پیش ایشان قرارت می کرد و غیر از چند اوراق اول تمام بخاری و تمام مسلم و تمام ابن ماجہ را عاجز حرفاً و حرقاً خواندہ و در سہ کتب باقیہ نزد مولانا محمد شفیع نیز بیشتر از ثلث عاجز قرارت کردہ۔ حالانکہ در دورہ حدیث بیشتر از شصت نفر بودند۔ در تمام مدت دورہ حدیث یک روز در دورہ صبح بہ اندازہ وہ دقیقہ عاجز بہ تاخیر رسید و دید کہ مولانا عبدالعلی طالبے راز جرمی کنند، نشست گاہ عاجز متصل بہ سریر مولانا بود۔ عاجز برگرسی ہندی می نشست و کتاب بر سریر می بود و بقیہ افراد در دالان مسجد شریف بہ شکل دائرہ مستطیلہ می نشستند۔ چون کہ جناب مولانا از پانزہ سال بل اکثر مصاب بہ مرض فالج بودند و از حرکت معذور بودند، بہ وقت تدریس سریر ایشان متصل بہ دالان مسجد شریف نہادہ می شد۔ و ایشان تکیہ بر بالش کردہ درس می دادند۔ چون عاجز بہ جائے خود رسید، جناب مولانا فرمودند: صاحبزادہ چرا این قدر تاخیر کردی۔ عاجز عذر بیان کرد، فرمودند، سبق بخوانید۔ عرض کرد۔ از کدام جا، آن وقت بہ بسیار دزد و اسف فرمودند۔ یکے ہم از این اہلہان نہ توانست خواند، از جائے بخوانید کہ دیروز گذشتہ آید، دنی ما بعد بہ عاجز معلوم شد کہ دو افراد سعی کردہ بودند کہ کتاب بخوانند لیکن موفق نہ شدند۔ جناب مولانا بے وجہ تقریر نہ می کردند۔ چون کہ مولانا محمد شفیع بیان مذاہب را در درس ترمذی می کردند لہذا جناب مولانا از این بیان فارغ بودند و بر بیان بعض لطائف و نکات اکتفائی کردند، عاجز

بیان سہ لطائف می کند کہ از جناب ایشان شنیده۔

۱۔ چون حدیث "لا تشد الرجال" خوانده شد فرمودند۔ یک دیہاتی عبد اللہ نام از مخلصین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بود۔ وہے باجماعت غیر متقلدین برائے حج رفت چون از حج فارغ شدہ قصد سفر بہ مدینہ منورہ کردند جماعت وہابیہ بہ عبد اللہ گفت۔ سفر مدینہ منورہ در پیش است شما قصد مسجد شریف می کنید یا زیارت مبارکہ۔ عبد اللہ گفت، شمایان از اہل علم ہستید لہذا بفرمائید کہ چہ قصد دارید۔ گفتند ما قصد مسجد می کنیم و چون بہ مدینہ برسیم ضمناً زیارت ہم می کنیم، عبد اللہ گفت۔ من قصد آن مبارک ذات می کنم کہ از طفلیاش این مسجد شرف یافتہ۔ این واقعہ را بیان کردہ حضرت مولانا دوسہ دقیقہ مصروف گریہ ماندند۔

۲۔ چون حدیث۔ لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدًا بِالْإِسْلَامِ۔ خواندہ شد فرمودند۔ نجدیان گنبد ہائے آثار مقدسہ و مزارات مبارکہ را سہار کردہ اند و از روی این حدیث شریف فعلی ایشان ناجائز است بیت اللہ را کہ کعبۂ اہل اسلام است از وجہ دل آزاری لئیسلمان سر دار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر اساس ابراہیمی تعمیر نہ کردند و بر سہیت نافصہ گذاشتند، نجدیان دلہائے تمام عالم اسلام را بہ ارتکاب این فعل شنیع مجروح کردہ اند۔

عاجز گوید۔ امام بخاری در صحیح خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کردہ۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَاْمِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَاْمِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا، قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا، فَاطْنُهُ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ، هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ در نجد طلوع قرن شیطان شدہ و آثار آن قرن شیطانی ظہور یافتہ۔ آن مبارک و مقدس مقام کہ ولادت گاہ محبوب رب العالمین بآنفسنا ہو و بآبائنا صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و در سنہ ۱۲ ہجری خیزران والدہ خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید عباسی آن مبارک عمارت را خریدہ و وقف کردہ مسجد شریف ساختہ بود و باز سلاطین آل عثمان جزاؤہم اللہ عنہن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء و انا ربؤہم عمارت مسجد شریف را شایان آن مقدس مقام ساختہ بودند در سنہ ۳۳۳ھ از ناب قرن شیطان آن مبارک مسجد را شکستہ مزلزلہ ساخت۔ یخسرہم اللہ تعالی و دمر بیوتہم۔

لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام وليمات
چندین سال آن مقام مقدس کہ رشک غلبہ برین است مطرح قافورات بماند تا آن کہ جناب

عباس قنّان مکی از رئیس جماعت نجدیہ و ہابیہ ملک عبدالعزیز اجازت گرفت و آن جا را کتب خانہ و جاع مطالعہ ساخت۔ چون جناب عباس ازین کار فارغ گشت صدرایہ یَا آیتہا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلَی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَرْضِیَّةً شنید و سزاوار، فَاذْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَاذْخُلِیْ جَنَّتِیْ کُتُبًا۔ رَحِمَہُ اللہُ وَوَضِیْعَہُ۔

۳۔ فرمودند کہ در حیات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی من این خواب دیدم کہ رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم بر شترے سوار اند و زمام ناقہ بر کتاف مولانا محمد قاسم است و من در پس ناقہ روان ہستم۔ من سر وارد عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر آن کیفیت و صفت دیدم کہ حضرات محدثین بیان کردہ اند البتہ ریش مبارک را دیدم کہ حلق شدہ بود۔ من این خواب را در خدمت حضرت مولانا عرض کردم فرمودند شما زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ اید و ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ صورت حلق لحيہ دلالت می کند کہ این سنت مبارک ترک خواہد شد۔ عاجز گوید وفات مولانا قاسم نانوتوی بہ روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ بودہ۔ صدر سال پیشتر این خواب دیدہ شدہ بود۔ در آن ایام شاید خال خال افراد ریش می تراشیدند۔ و حالا خال خال بہ قدر سنون ریش دارند۔ تعبیر خواب مثل غارہ فجر صاف در روشن است۔

سفر مصر | بہ شنبہ بست دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء از دہلی بہ بمبئی و بہ شنبہ سوم ذی الحجہ ۲۱ اپریل از بمبئی بہ مصر این عاجز و برادر عزیز روانہ شدیم و بہ جمعہ دوازدهم ذی الحجہ یکم منی۔ بہ بور سعید مصر رسیدیم۔ و بہ قاہرہ رسیدہ در شارع ازہر و عمارت احمد قبا نی مسکنی بہ ایجا گرفتیم و در جامع ازہر مبارک بہ طلب علم مشغول شدیم۔ قیام مایان تا یکشنبہ بست و ششم رمضان ۱۳۵۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ در مصر بود۔ و آن چہ بہ نصیب بود در آن مغلہ علم و فضل و کمال حاصل کردیم، بہ سالے کہ برادر عزیز بہ حج رفتہ بودند این عاجز نیز بعد از چند روز برائے حج رفت و آن جا از سید شریف احمد سنوسی قدس اللہ سرہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ و از شیخ بدر الدین دمشقی بہ ذریعہ مکتوب اجازت حدیث حاصل کرد و در مکہ مکرمہ از مولانا عبدالستار صدیقی و در مصر از شیخ حبیب اللہ شنقیطی و شیخ محمد بخیت الطبعی الحنفی و از محدث غرب السید محمد عبدالحی الکتانی الفاسی نیز اجازہ حدیث شریف حاصل نمود، عاجز تمام اسانید را در کتاب "الاسانید العالیۃ مع صوۃ الشہادۃ" بہ تفصیل نوشتہ است۔

مراجعت | از مصر بہ روز یکشنبہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء بہ سکتہ الحدید بہ قدس روانہ شدیم و بہ صبح دوشنبہ بہ بیت مقدس رسیدیم۔ اما کن مقدسہ و مشاہد مبارکہ را زیارت کردیم بہ سیدنا خلیل الرحمن علیہ السلام و بحیرہ لوط و یافا و تل ابیب شہر یہودان نیز رفتیم۔ و بہ روز پنجشنبہ ۳ رمضان۔

۲۶ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ دمشق روانہ شدیم و عند الغروب بہ دمشق رسیدیم، بہ صبح یوم جمعہ کہ اول شوال و روز عید فطر بود، بہ جامع اموی رفتہ نماز عید خواندیم، بہ روز شنبہ دوم شوال ۲۸ دسمبر برائے یک شب در سیارہ بہ بیروت رفتیم۔ وہ روز شنبہ ۵ شوال ۳۱ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ بغداد روانہ شدیم، در راہ آب یل حائل شد و یک روز و شب آن جا توقف کردہ شد، بہ روز جمعہ، ششم شوال و سوم جنوری ۱۹۳۶ عیسوی بعد الزوال بہ بغداد رسیدیم و بہ یک شنبہ دہم شوال و پنجم جنوری در سیارہ بہ کربلا و نجف رفتیم۔ در بغداد بہ کرخ و کاظمین و اعظمیہ ہم رفتیم۔ مزارات و اماکن مبارکہ را زیارت کردیم۔ اعظمیہ فی الواقع اعظمیہ است کہ حضرت ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ و قدّس سترۃ و رضی عنہ و عطر ضریحہ آن جا آرمیدہ اند، امام موفق بن احمد الملکی المتوفی ۵۶۸ھ در کتاب خود کہ موسوم بہ مناقب الامام ابوحنیفہ است بر صفحہ ۱۹۹۔ از جز ثانی قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ روایت کردہ اند کہ: «إِنِّي لَا تَبْرَأُكَ يَا بِي حَنِيفَةً وَأَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ يَغْنِي زَائِرًا فَإِذَا عَرَضْتُ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى الْحَاجَّةَ عِنْدَهُ فَمَا تَبَعْدُ عَنِّي حَتَّى تُقْضَى» نفعنا اللہ بعلموہ و أسرارہ و عرفانہ۔ از بغداد عند العصر (۵ شوال و ۱۱ جنوری) در قطار آہن روانہ شدیم، بہ صبح شنبہ بہ بصرہ رسیدیم و آن جا در سیارہ بہ زیارت حضرت ابن سیرین و حضرت حسن بصری و حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم رفتیم و تا نصف النہار بہ مینار رسیدیم و در باخرہ جائے خود گرفتیم و بعد از ساعت یک باخرہ حرکت کرد۔ عاجز از حضرت ایشان قدس اللہ سرہ درج ذیل شعر شنیدہ بود۔ آن وقت بہ یاد آمد و خواند۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان شور افزا سرفا گندیم بسیم اللہ فخریہا و مرساها
بہ صبح روز پنجم کہ روز پنجشنبہ است و یکم شوال و شانزدہم جنوری بود، باخرہ بہ کراچی رسید و آن جا با حضرت برادر کلان و فرزند و لبند ایشان عبید الرحمن آقا و جناب نواب زادہ لئیق احمد خان انصاری پانی پتی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حضرت عبداللہ جان معروف بہ شاہ آقا فرزند اکبر فخر خاندان مجتہبہ حضرت محمد حسن آقا ساکن ٹنڈہ سائیداد متصل ٹنڈہ محمد خان۔ علاقہ حیدر آباد سندھ۔ و حاجی فقیر محمد مع فرزند عبداللہ جان ساکن کوٹہ و با جماعتی از مخلصین ملاقات شد۔ بہ روز دوم مایان بہ ٹنڈہ سائیداد برائے زیارت حضرت محمد حسن آقا رفتیم و یک شب آنجا قیام کردہ با دعا ہائے حضرت ایشان از آنجا بہ حیدر آباد رسیدیم و از حیدر آباد بہ دہلی روانہ شدیم و بہ صبح روز دوشنبہ ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بہ مسقط رأس دہلی رسیدیم۔ حضرت برادر کلان بہ وجہ احسن انتظام استقبال کردہ بودند۔ خلق خدا بہ محطہ قطار رسیدہ بود، و برائے جمیع افراد انتظام فطور و مفتخر در خانقاہ شریف کردہ بودند۔ از اعظم گڑھ جناب مولانا

مولوی محمد عمر و از مدرسہ عبدالرب اساتذہ کرام و جمعے از علماء اطفالستان و بلوچستان و جبل قوئل افغانستان صلاح الدین خان سلجوقی و مخلصین قدام از اطراف ہند آمدہ بودند۔ پروردگار حضرت برادرِ کلان اجر و اہدہ این اجتماع و این انتظام بہ یمن مساعی جناب ایشان بود، اَدَامَ اللہُ اِرْشَادَہُ وَ مَتَّعَنَا بِفَضَائِلِہِ وَ مَعَارِفِہِ۔
تالیفات | پروردگار جل شانہ و عم احسانہ بہ فہل و کرم خویش عاجز را شوقِ مطالعہ عنایت کردہ است۔ در مصر روزے شخصی برے ملاقات آمد، وے از شناسایانِ صاحبِ عمارۃ احمد قبانی بود۔ چون ویرا علم شد کہ عاجز مشغولِ مطالعہ و درس است۔ یک رقعہ بنام عاجز نوشت، بعد از سلام و اشتیاقِ ملاقات این دو شعر نوشتہ بود۔

سَهْرِي لَتَنْقِيحِ الْعُلُومِ الذِّمِّي
مِنْ وَصَلِي غَايَةِ وَطْنِي عَنَاقِ
وَالَّذِي مِنْ نَقْرِ الْفَتَاتِ لَدَقِهَا
نَقَرِي لِأُلْفِي الرَّمْلِ عَنْ أَوْرَاقِ

شوقِ عاجز را دیدہ آن شخص این دو شعر نوشتہ بود۔ پروردگار این شوقِ راتا آخر اوقات باقی دارد۔ بہ دورانِ مطالعہ احیانا عاجز بعض فوائدِ راجع می کند یا در موضوعی چیزے بہ خیالش می آید، آن را قلم بند می کند و آن صورتِ تالیف پیدا می کند تا این زمان عاجز درج ذیل کتاب ہا تالیف نمودہ است۔
 ۱۔ الاسانید العالیہ مع صورۃ الشہادہ۔ بہ عربی۔ اجازات و اسانید راجع کردہ است و طبع نہ شدہ است۔

۲۔ الخیر المزید فی اعراب الایۃ و فہمۃ التوحید، بہ عربی در ۳۶۶ تالیف شدہ و تا حال طبع نہ شدہ۔
 ۳۔ القول السنی فی الذب عن الشیخ عبدالغنی۔ بہ فارسی است کہ در ۳۶۶ تالیف شدہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ را رسالہ ایست شفا السائل فی اجوبۃ المسائل خدا نافر سے بران رسالہ اعتراضات کردہ۔ عاجز رد وے کردہ، این ہم طبع نہ شدہ۔

۴۔ الحجۃ فی مسالۃ اللیجۃ و القبضہ بہ فارسی است کہ در ۳۶۶ تالیف شدہ۔ جماعتی از علماء مطالعہ آن کردہ اند۔ بیشتر تحسین و بعض ایرادات گرفتہ اند۔ وَلَا عَجَبَ فِي ذَلِكَ فَلِلَّهِ فِي عِبَادِهِ شُكْرٌ، مولوی ضیاء اللہ خان عاصی رامپوری رحمہ اللہ این کتاب را بہ اردو ترجمہ کردہ اند۔

۵۔ بزمِ خیر از زبید در جواب بزمِ جمشید۔ بہ اردو است کہ در ۳۶۳ تالیف و طبع شدہ۔ وصل بلگرامی رسالہ بزمِ جمشید نوشتہ و بر سیدی و سندی و حجتی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز ایرادات و اعتراضات کردہ، عاجز رد اقوال وے درین رسالہ کردہ۔

۶۔ مجموعہ خیر البیان کہ مشتمل بر سہ رسائل است (۱) خیر البیان فی مولد سید الانس و الجنان۔

(۲) خیر الموروثی اثبات المولد (۳) نظم شمائل، واین نام تاریخی است۔ در ۱۳۶۳ھ میں مجموعہ مبارک طبع شد۔

۷۔ منارج التبر و مدارج النجیر۔ بہ فارسی است در بیان سلوک مجددیہ در ۱۳۶۶ھ میں طبع رسیدہ۔

۸۔ تقویم خیری در ۱۳۶۶ھ میں بہ اردو تالیف شدہ واین نام تاریخی است۔ طبع نہ شدہ۔

۹۔ رسالہ خیر المقال فی رویۃ الہلال در ۱۳۶۶ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۰۔ مَاذَا قَالَ الْأَئِمَّةُ فِي ابْنِ تَيْمِيَّةٍ۔ بہ اردو است و نام اردو "ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر

علماء" است، در حیدرآباد دکن زیر طباعت است۔

۱۱۔ مسئلہ ضبط ولادت۔ تاریخی نام است کہ در ۱۳۸۹ھ میں بہ معرض وجود آمدہ، بہ اردو است

و مکرر طبع شدہ۔ کسانے کہ از علم بہرہ تام نہ دارند خواستند کہ این رسالہ را رو کنند و کتابے بنویسند لیکن

"مَا كُلُّ مَا يَتَمَتَّى الْمَرْءُ يَذْكُرُهُ" بر حال ایشان صادق آمد، مجبوراً خاموش ماندند۔ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ

اللَّهِ عَلَيْنَا۔

۱۲۔ مِنْهُمْ الْأَكْبَانِي السَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالرِّضَا عَنِ الْأَوَّلِيَّاءِ۔ بہ اردو نوشتہ شدہ و طبع شدہ

و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۳۔ رسالہ وحدت الوجود۔ در ۱۳۹۰ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ و باز بہ فارسی نوشتہ

شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۴۔ التَّبَقَاتُ مِنَ الطَّبَقَاتِ۔ عاجز مطالعہ طبقات ابن سعد در ۱۳۹۱ھ میں کرد و سجان اللہ

چہ کتاب مبارک است۔ عاجز حضرت ایشان قدس سرہ را دیدہ بود کہ بہ شوق تمام این کتاب مبارک

را از او ربابہ ذریعہ حاجی عبداللہ عمر میمن کہ در بمبئی بود طلب فرمودند و مطالعہ آن می کردند۔ آن نسخہ نزد برادر

عزیز است۔ چون این مبارک کتاب ثانیاً در بیروت طبع شد عاجز آن را حاصل کرد و بہ دوران مطالعہ

بعض فوائد را جمع کردہ بہ تبقات موسوم کرد۔ این کتاب بہ عربی است و بہ طبع نہ رسیدہ۔

۱۵۔ مقامات خیر کتاب کبیر است کہ در ۱۳۹۲ھ میں بہ اردو نوشتہ و طبع شدہ و نامش تاریخی است۔

۱۶۔ مقاماتِ اخیار بہ فارسی واین ہم نام تاریخی است واین مبسوط کتاب است کہ بفضل اللہ

واحسانہ بہ اتمام رسیدہ و در مستقل قریب ان شوال اللہ بہ حلیہ طبع آراستہ شدہ ہدیہ ناظرین خواہد شد مقصد از

این دو کتاب بیان احوال حضرت پیر و مرشد برحق است قدس اللہ سرہ الا قدس پیر و در گار و درجات

حضرت ایشان را بلند کند ہر چہ بہ این عاجز ظاہراً و باطناً رسیدہ از یمن توجہات آن خیر جهان است۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

رونے حضرت ایشان تہتم فرمودہ حدیث شریف۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لَا يَبْنِيَنَّكَ۔ خواندند۔ آن تہتم نمودن و خواندن حدیث مبارکہ بمنزلہ حکائی اَنْظُرْ اِلَيْهِ وَاسْمَعْ مِنْهُ۔ در سوید از قلب و حافظہ خیال ثبت است۔ و ہر گاہ آن وقت و آن کیفیت بہ یاد می آید لذتِ تازہ رُفے می دہد و ”ہر زمان از غیب جان دیگر است“ صادق می آید۔

و عاجز را تالیف است در اردو کہ از وجہ اشتغال بہ مقاماتِ خیر و مقاماتِ اخیار بہ تمام نہ رسیدہ و این تالیف در رد کتابِ ایم۔ مجیب صدر جامعہ ملیہ دہلی است کہ نامش ”دی انڈین مسلمز“ است۔ در این کتاب نسبت بہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الاقدس اکاذیب زیاد نوشتہ عاجز بہ جناب عابد رضا بیدار گفت کہ ترجمہ آن عبارات بکنند۔ پروردگار ایشان را جہاد دہد کہ بہ اردو ترجمہ ہدیاتِ مذکور الصدہ کردہ بہ عاجز دادند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد از طباعتِ این کتاب ”مقاماتِ اخیار“ تکمیلِ آن تالیف خواہد کرد و دفعہ اللہ تعالیٰ لاکمال۔

و عاجز را دو بیاض اندیکہ در عربی و فارسی و نامِ آن بُجْعَةُ الْأَدْيَبِ وَ سُفْرَةُ اللَّيْبِ است و دیگرے در اردو کہ نامش ”تحریرات ابوالحسن“ است و این نام تاریخی است کہ از سال ۱۳۷۷ھ خبر می دہد بعض تحقیقاتِ خود را عاجز درین ہر دو بیاض نقل می کند۔

غرض نقشے است کہ زیاد ماند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

شعرو سخن | رونے حضرت ایشان در دہلی برائے تفریح در عربی رفتند بہ جناب شیخ محمد یوسف مولوی سردار احمد وکیل فرمودند۔ شمایان زید را طریقہ شعر گوئی چہرانہ می آموزید۔ این ہر دو افراد از عزیزانِ رامپور بودند و قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ۔ بہ صبح روز دوم ایشان عاجز را نشانہ چند شعر بہ اردو گفتند و برائے عاجز ”ثروت“ تخلص پسند کردند چون بہ عصر ہمراہ حضرت ایشان بہ تفریح روان شدند عرض کردند ما برائے زید ثروت تخلص پسند کردہ ایم۔ فرمودند ثروت را چہ حاجت است۔ نامش جائے تخلص می گیرد۔ این ارشاد حضرت ایشان در ۱۳۴۷ھ بودہ۔ از رونے کہ حضرت ایشان نسبت بہ عاجز این سخن فرمودند مترقب ظہور این ملکہ شدہ۔ بہ او اہل ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ از خود چند شعر بہ اردو بر زبان آمد و از ان روز ہر گاہ آمد می شود عاجز چیزے بہ اردو یا بہ فارسی یا بہ عربی می گوید، کار بہ ”آورد“ نہ دارد۔ ”آمد“ را حدے نیست۔ نوبتے آمد شد و صدہ و چہل شعر بہ اردو نظم شدہ، چون نظمِ اَلْمَیَّۃِ مَوْسُومَ بہ ”نغمہ سحران“ در ۱۳۵۴ھ بہ ظہور آمد، حضرت محمد حسین آقاسہ ہندی ساکن مقام بوٹلہ ڈاک خانہ سامارا۔ علاقہ شہر پارکر۔ سندھ۔ قطعہ تہنیت بہ عاجز نوشتند و در ان قطعہ بعض اشعار حافظ شیراز نیز مندرج کردہ بودند، عاجز بہ ایشان درج ذیل قطعہ نوشت۔

قَدْ اَنْتَ مَالِکَةٌ مَّنْظُومَةٌ مِنْ بَلِیْغِ ذِیِّ صِفَاتِ بَاہِرَةٍ
قُطْعَةٌ مُّزْدَانَةٌ نَّشَانَةٌ جَاذِبَةٌ کَا لَعِیُونِ الشَّاهِرَةِ

کُلُّ لَفْظٍ مِثْلُ دُمِرٍ فَاخِرُهُ
دِقَّةُ التَّعْبِيرِ فِيهَا ظَاهِرُهُ
فِي سَنَاهَا كَالْبُدُورِ الشَّافِرُهُ
لَا لَأْتُ مِثْلِ الْجُورِ الزَّاهِرُهُ
نَشْوَةُ الشَّيْرَانِ جَاءَتْ آخِرُهُ
ضَارَعَتْ حُسْنَ الْعُيُونِ الشَّاهِرُهُ
هَدَاهَا اللُّوْذُ عَنِ التَّادِرَةِ
كُلُّ عِلْمٍ بِسَهَامٍ وَافِرُهُ
قَلَّتْهَا فِي ذِكْرِ يَوْمِ الدَّائِرَةِ
فَلَهُ مِثْلِي مَدْحٌ عَا طِرُهُ
فِي الْهَنَاءِ وَالنَّعِيمِ الْغَاوِرُهُ

يَا تَيْبِكَ بِالْخَيْرَاتِ مَا لَمْ تَعْلَمَا
أَضْحَى قُرُونًا فِي خَفَاءٍ مُعْجَمَا
وَبَنَّهُجِهِ الْمُخْتَارِ فَاقِ الْأَقْدَمَا
كُلُّ الْفَضَائِلِ مَا أَعَزَّ وَكَرَمَا
لَا تُحْكَمَنَّ قَبْلَ الْخِتَامِ فَتَنْدَمَا
تَسْلُكُ سَبِيلًا غَيْرَهُ لَا تَسْلَمَا
وَأَنْصِفْ هَذَاكَ اللَّهُ مَا لَمْ تَفْهَمَا
يَا قِي الصَّوَابِ فَلَا تُكُنْ مُتَدَامَمَا
أَهْلُ لِيَذَاكَ وَفَضْلُهُ قَدْ عَمَمَا
وَالْأَلَّ وَالصَّحْبِ الْكَرَامِ وَسَلَمَا

کُلُّ شَعْرِ وَرْدَةٍ فِي حُسْنِهِ
بَهْجَةُ الْأَسْلُوبِ مِنْ مِيزَانِهَا
إِنَّهَا مِنْ حُسْنِ سَبْكٍ أَصْبَحَتْ
كَمْ مِنْ الْأُمُثَالِ فِي طَيِّبَاتِهَا
وَاحْتَوَتْ مِنْ حَافِظِ أَشْعَارِهِ
يَا لَهَا مِنْ بَنْعَةٍ فَيَا ضَاةٍ
كَيْفَ لَا تَسْمُو إِلَى الْمَجْدِ وَقَدْ
مَنْ حُسَيْنٌ ذُو دُكَاةٍ نَالَ مِنْ
قَالَهَا فِي مَدْحِ أَشْعَارِ النَّبِيِّ
رَفَعَ الْمَدْحُ قَصِيدِي شَانَهُ
وَلِيَرَقْلَهُ الْإِلَهِ دَائِمًا
وعاجز چون رساله النخیر المزید تالیف کردہ گفت
هَذَا هُوَ الْخَيْرُ الْمَزِيدُ حَقِيقَةً
قَدْ اعْرَبَ الْأُمُورَ الَّتِي مِنْ قَبْلِهِ
وَأَمْتَارَ بِالْحَقِيقِ عَنْ أَتْرَابِهِ
وَأَزْدَانِ بِالْمَعْنَى الْجَمِيلِ وَنَالَ مِنْ
فَأَسْمَعَ أَخِي مَقَالَتِي وَأَعْمَلَ بِهَا
فَأَحْكَمَ فَرْعٌ عَنْ تَصَوُّرِهِ فَإِنْ
وَإِذَا حَكَمْتَ فَلَا تُكُنْ مُتَعَدِّتًا
وَلْتَعْلَمْ أَنَّ الْمَرْءَ قَدْ يُخْطِئُ كَمَا
وَاللَّهُ يَهْدِيَنَا الصَّوَابَ فَإِنَّهُ
صَلَّى الْإِلَهِ عَلَى الْحَبِيبِ الْمُصْطَفَى

قدرے از شعر فارسی در طی این کتاب نوشتہ شدہ، اینجا عا جز از نظم تذکرہ لحد ہجری می نویسد۔

اشک ریزی بر کداین لاله زار
کز سحابِ لطف گشتہ آبیار
نغمہ خوش می سراید چون ہزار
از دل محزون برد رنج و غبار
اہل وجد از حسن معنی بے قرار

رُوحِ کجاداری تو اے ابر بہار
لالہ زارِ طبع من را سیر کن
مرغِ فکرم محو سیرِ باغ شد
از مسرتہا زہے شادی کند
بہرِ عاقل درسِ عبرتِ نغمہ اش

مستفید از فیض دے ہر یک شدہ
 دان کہ مدہوش است در ناز و نعم
 ساکن قصر مُشید گوش دار
 در جهان مثل مسافر آمدی
 مرکبِ عمرت روان است تیز تیز
 بیچ دانی از مالِ این سفر
 منتظر در رہ نشسته دے موت
 در چنین احوالِ سخت و مدہم
 از تغافل بیچ خیرے کس نہ دید
 از خرد بشنو کلامِ دل پسند
 این ولادتہا ز بہر موت ہست
 توشہ بردار بہر آخرت

تا توانی ذکرِ مولیٰ کردہ باش

زید باید نورِ حق شمعِ مزار

ختم سازم این بیان را بر دعا
 در جناب بارگاہِ قدس حق
 ہر یکے از خوان وے یا بد نصیب
 اے خدائے مہربان رحمانِ تویی
 بر درت آمد گدائے مستمند
 جرمہا کردہ و لے داند ہمین
 غیر در گاہت نہ دارد تائمنے
 بیچ منکر سوے اعمالِ بدش
 چشم دارد بر عیسمِ فضلِ تو
 عفون کن یارب گناہانش ہمہ
 در جانش خیر باشد ہمقرین
 در لحد محفوظ ماند از عذاب
 زیر دامن جنابِ مصطفیٰ
 بنگر و چشمش جمالِ دل ربا

دست بردارم بہ عجز و انکسار
 آن کہ لطفش بے حساب و بے شمار
 مومن و کافر، مطیع و زشت کار
 تو رحیمی، تو کریمی کردگار
 مجرم و مخطی، ذلیل و شرمسار
 اُمّتے نعاصی و رب آمرزگار
 از عطایت نیست ویرا صہطار
 رحمت را بست گری پروردگار
 لطف کن مولیٰ بہ حالِ خستہ زار
 ہر چہ باشد از صفار و از کبار
 در ماتش دور باشد از صفار
 روزِ محشر ہم نہ بیند خزی و عار
 منزلیے باید بہ آن دارالقرار
 مبتہج گردد دلش از وصلِ یار

لے اشارت است الی مارواہ الی السیرۃ ائمۃ مذنبۃ و ربّ غفور

والدین و اقربا، اہل و عیال
پیر و مرشد شہ ابوالخیر دلی
خادمان را دستگیر یہا کند
مخلصانِش در بہشت آیند کل
از مسلمانان الہی ہر یکے
یا الہی این دعائے عاجز است
شادمان ہر یک بود در آن دیار
در ریاضِ قدس باشد ذی وقار
روزِ محشر آن شہ والاتبار
فوج در فوج و قطار اندر قطار
داخلِ جنت شود بے انتظار
نالہ موزون شدہ بے اختیار

فَاسْتَجِبْ مُؤَلَّی مَا قَدْ قَالَہُ

رحم کن بر حالِ زیدِ دل فگار

سلسلہ مبارکہ | رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
بہ اوائلِ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ وقتے کہ حضرت برادرِ کلان را خلافت عطا کردند عاجز را داخل
سلسلہ مبارکہ کردند رونے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ مآثر در سلسلہ شریفہ داخل کردہ ایم بہ کارِ باطن خود را مشغول
دارے ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکی دل ز ذکرِ رحمان است

تا دو سال معمول حضرت ایشان بود کہ در ہر ہفتہ یک روز بہ او کھلہ برائے تفریح تشریف می بردند۔ بہ زیر سایہ
درختے برائے حضرت ایشان فرش کردہ می شد آن جا بہ ذکر شریف مشغول می شدند و میان سیر و تفریح می
کردیم۔ مردمان این جاشکارا ہی می کردند ما ہر سہ برادران نیز خیط متین و شص مہتیا کردیم و در آب انداختیم
و خیط عاجز ما ہی درآمد آن جا یک پیر مرد نشستہ بود وے ما ہی را از آب کشید و بہ خدمت حضرت
ایشان بردہ گفت۔ این ما ہی از قسمِ اعلیٰ است و نام این قسم ”رہو“ است۔ بہ وقت مراجعت بہ ہاشم
جمرانی کہ در ان ایام خدمت حضرت ایشان می کرد فرمودند ”ببین ہاشم کہ این ما ہی عمدہ را زید شکار کردہ
است من از پروردگار امید دارم کہ وے نصیبہ خوب خواہد یافت۔ از رونے کہ عاجز این نوید شنید پرامید است۔
گر میل کند سوائے ہلالی عجبہ نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدرا

ملا عبد العزیز ولد ملا عبد الحکیم آخوند زاوہ قوم ملازی کا کر، ساکن قریہ گل محمد، کوٹہ، از مخلصین حضرت
ایشان بود۔ و کتابہا کہ از تجاربہی طلب کردہ می شد بہ توسط ایشان می شد۔ نوبتے چون از بھئی کتابہا طلب
کردہ شد ما ہر سہ برادر بہ ملا عبد العزیز برائے مجموعہ دلائل الخیرات گفتیم کہ از بھئی طلب کند چون پارسل رسید
ملا عبد العزیز نزد حضرت ایشان آن پارسل را کشاد و سہ نسخہ مجموعہ دلائل الخیرات را بہ یک سونہاد اتفاقاً
نظر حضرت ایشان بران نسخ افتاد فرمودند ”آیا فرزندان ما این نسخ را طلب کردہ اند“ عبد العزیز بہ
اثبات جواب داد۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند۔ برو و بہ فرزندان ما بگو کہ ما بہ شما یان اجاز

کلی می دسیم: امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین نقشبند فرمودہ اند: رُحمتِ حق بہانہ می جوید، رُحمتِ حق بہانہ می جوید۔ مایان بہ شوق قصیدہ منفرد کہ دران آیام از حضرت ایشان می خواندیم مجموعہ دلائل الخیرات را طلب کردیم و پروردگار این احسانِ عظیم فرمود: **فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ لَهُ الشُّكْرُ**، در ماہ شوال ۱۳۴۲ھ حاجی مُلّا احمد خان مٹاخیل یک افغانی را نزد عاجز بہ کوئٹہ بلوچستان آورد و گفت کہ این شخص را در سلسلہ شریفہ داخل کنید و گفت کہ این امر حضرت ایشان است۔ چنانچہ عاجز آن افغانی را بیعت کرد۔ پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را درجاتِ کاملہ عنایت فرماید۔ بہ ہر طور سعیہا می فرمودند کہ اصلاح فرمایند، گاہ بہ لطف، گاہ بہ قہر، گاہ بہ ضرب، گاہ بہ طرؤ سالے تنبیہات حضرت ایشان بر احوالِ عاجز بیش بود تا آن کہ در دل عاجز خطرہ لاحق شد، کہ حضرت ایشان را با عاجز عناد است۔ چون عاجز از وجہ کارے بہ خدمت سارک حاضر شد بہ محبتِ تمام فرمودند: **زید تو چرا عناد می کنی؟** چون کہ بہ دل عاجز این خیال بہ نسبت حضرت ایشان گزشتہ بود ازین جہت بے ساختہ بر زبانش آمد: **جی حضرت، شما با من عناد می کنید؟** جی کلمہ تعظیم است کہ بہ اُردو استعمال می شود و مایان برادران و خواہران، حضرت ایشان را بہ جی حضرت خطاب می کردیم۔ حضرت ایشان کلام عاجز شنیدہ متحیر گشتند و فرمودند: **زید، من کہ قسم می گویم کہ ما را با تو عناد نیست۔** ہر چہ می کنیم برائے اصلاح تو می کنیم: **وَالَا نَمُرُّ كَمَا قَالَ قَدْ سَی سَرَّهٖ**، عاجز ہر چہ عرض کرد از نادانی خود کرد۔ و منظور خدا بود کہ آن خیال فاسد بالکل تہ زائل شود و در راہ فیض بندشے را اثر نہ ماند۔ پنجاہ و شش سال گزشتہ ہر گاہ خیال آن واقعہ می آید بہ حیرت می ماند، **وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى مَقْدُورًا۔**

وَكَمَرُ اللَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ يَدُ قِيٍّ خَفَاهُ عَنْ فَهْمِ الزَّكِيِّ

مسلك عاجز | مسلكِ حضراتِ کرام قدس الشہاسر ارحم مسلكِ این عاجز است حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردانِ خود می فرمودند: **كَمَا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ بَابِ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ السُّنَّةِ مِنَ الْمُشْكَاةِ مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَتْ بَيْنَهُ قَدَمَانِ نَحْيٍ لَا تَوْفُنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبْرَهَا قُلُوبًا وَأَعَمَّقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكْلُفًا، اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلَا قَامَةِ دِينِهِ فَأَعْرِضُوا إِلَيْهِمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَسْرِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْقَدَمِ الْمُسْتَقِيمِ۔** یعنی کسے کہ می خواہد کہ بر راہ راست رو پس باید کہ اقتدا بہ کسانے کند کہ از دنیا گزشتہ اند، بہ درستی کہ زندگان از فتنہ و ابتلا مامون نیستند، آن افراد یارانِ محمد اند صلی اللہ علیہ وسلم کہ فضل این امت اند و قلوب ایشان نیک ترین قلبہا و علم ایشان اعمق از رے علم و اقل از رے تکلف و تصنع پروردگار ایشان را برگزید برائے صحبت پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم و برائے اقامت دین وے پس بشناسید

برائے ایشان فضل ایشان را و پیروی کنید ایشان را بر آثار ایشان، و چنگ در زبید بآں چه توانید از اخلاق ایشان در روش ایشان به درستی که بودند ایشان بر راه راست و رغایت راستی، و در فصل دوم از کتاب الفتن مشکات از عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت است۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُبْقِيَتْ فِيْ مَخَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عَنْهُمْ دُهُمُ وَاَمَانَتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَاَكُنُوْا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ قَالَ فَبِمَ تَأْمُرُنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تَنْكُرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَآيَاكَ وَعَوَائِثِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ اِلْزَمُ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تَنْكُرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ۔ یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم به عبد اللہ بن عمرو بن العاص فرمود، چه حال باشد ترا به آن وقت که باقی بمانی در جمعی مردم که مختلط و فاسد گشته عهد های ایشان و امانت های ایشان، و میان خود اختلاف کردند و در افتادند در یک دیگر عبد اللہ گفت، پس مرا به چه چیز امر می فرمائی، فرمود۔ لازم گیر بر خود عمل به آنچه که می شناسی و به گزار آن را که نه می شناسی و لازم گیر خاصه نفس خود را و دور خود را از عوام الناس۔ و در روایتی این چنین آمده که لازم گیر بر خود خانه خود را و محکم بگیر بر خود زبان خود را و بگیر آن چه شناسی و بگذار آن چه شناسی و لازم گیر خاصه نفس خود را و بگذار امر عوام را۔

از روزه که تقسیم بند شده در احوال دہلی تغییر تمام آمده۔ در ہر مسجد شریف، صغیرا کان اذ کثیرا۔ آلات مکبر الصوت نصب شده اذان در این آلات می دهند، چون کہ اوقات اذان و جماعت در ہر مسجد شریف علیہ است لهذا اذان یک مسجد بسبب افساد نماز دیگر مساجد می شود و بعض مساجد قبل از نماز فجر و در بعض دیگر بعد از نماز فجر وعظ و ارشاد کردہ می شود و بعض مساجد قراست نماز در این آلات می کنند، مؤذن و واعظ و امام منظر ہر خوش الحانی می کنند حالانکہ جائے لاجل خواندن می باشد عاجز چون وعظ این گروه می شنود، شعر حافظ شیراز رحمہ اللہ بہ یادش می آید۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر می کنند چون بہ خلوت می روند آن کار و گیر می کنند حق تعالی می فرماید۔ لَمْ تَقُولُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُولُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، واعظان را اجرت و مزد مقر است۔ این واعظان در رمضان و وعظ می کنند، و ساعت در روز و دو ساعت در شب از دست ایشان خلق خدا بہ عذاب می باشد چون کہ مقصد این واعظان حصول در اہم است، لهذا ایشان را نہ از نماز دیگران غرضی نہ بہ احوال مریضیان نظرے، در کتاب الفتن مشکات از صحیحین روایت است عن اسامۃ بن زید قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اطم من اطام المدينتہ فقال هل ترون ما اری، قالوا لا قال فانی اری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما می

گوید کہ بالا برآمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر حصینے از حصنہائے مدینہ منورہ پس بگفت۔ آیامی بینید شما چیزے
را کہ من می بینم گفتند نہ می بینیم فرمودند بہ درستی کہ من فتنہ ہارامی بینم کہ می افتد در فرجہائے خانہ ہائے شما مانند افتادن
باران از وجہ این آلات روز و شب وقوع فتن است بر خانہ ہا، عاجزی بیند کہ بعض افراد برائے فاتحہ و مراقبہ می
آیند و از وجہ شریات فاسقانہ و شور و اعطان پریشان خاطر می شوند۔ خانقاہ شریف کہ کنج عافیت و جلای ذکر
و فکر بود از وجہ این گونہ شور و شر سکون و طماننت را گم کردہ۔ اِلٰی اللّٰهِ الْمُنْفَرَعُ وَالْبَیْہِ الْمُشْتَکٰی۔

کتاب مملوک | حضرت ایشان قدس سرہ در حیات مبارکہ خود چند بار بہ حضرت والدہ ماجدہ خواہران
محترمت فرمودہ بودند کہ سرمایہ کتب از پسران من است۔ چون حضرت ایشان رحلت فرمودند متروکات
ایشان تقسیم کردہ شد، حضرت والدہ ماجدہ و خواہران بہ تقسیم کنندگان اہلاک گفتند کہ کتابہا در حصہ ہر سہ
برادران است چنان چہ تقسیم کتاب ہا بر ما سہ برادر شد، حضرت ایشان قدس سرہ از بیشتر کتابہا نسخہ داشتند
مع ذلک از بعض کتب عاجز محروم ماند تا وقتہ کہ تقسیم ہند نہ شدہ بود، کتاب ہاے حضرات برادران در
خانقاہ شریف دہلی بود و کسے را وقتہ پیدا نہ شد بعد از تقسیم ہند عاجز را وقت در پیش آمد لہذا بہ اقتنار بعض
کتب سعی کرد مثلاً شرح معانی الآثار، بدائع الصنائع از امام کاسانی، تبیین الحقائق از امام زلیعی، فتح القدر
از امام ابن ہمام، البحر الرائق والاشباہ والنظائر لابن نجیم، احکام القرآن از حصاص، التفسیرات الاحمدیہ از ملا
جیون، تفسیر الجامع لاحکام القرآن از قرطبی، تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار از شیخ الاسلام ہرات تفسیر الجواہر
از طنطاوی جوہری، تفسیر روح البیان از اسماعیل حق، حاشیہ گازرونی بر تفسیر بیضاوی ضیاء التاویل از علامہ
نورینی، تفسیر و الاسرار از سید محمود بن سید حمزہ النقیب مشقی کہ بر نہج سواطع الالہام فیضی بہ حروف مہملہ نوشتہ شدہ،
تفسیر سواطع الالہام از فیضی تفسیر منظرہی از قاضی شہار اللہ یانی پتی، طبقات ابن سعد، مرقات المفاتیح از
از ملا علی قاری، نفع الطیب و تارتخ از مقری، النجوم الزاہرہ از تاباکی، اخبار مکہ از ازرقی، المنتظم از ابن
جوزی، الذل الکامئہ از ابن حجر عسقلانی، تارتخ الائم والملوک از طبری، البدایہ والنہایہ از ابن کثیر، منہاج السنۃ
از ابن تیمیہ مجموعہ رسائل ابن تیمیہ القاموس المحيط از فیروز آبادی، لسان العرب از ابن منظور اقرب الموارد مع
ذیل از خوری لبنانی، المنجد از اب لوئیس یسوعی، وغیرہ ازین ہم بعض کتب نفیسہ وقتہ کہ عاجز بہ مصروفیت بود کتب
علم ادب و دواوین و انشاء با خود از ان جا آوردہ بود۔ اگر بعد از تقسیم ہند صحبت عزیزان و یاران نہ ماندہ فضل
پروردگار است کہ از مجالس علماء اعلام و اولیائے عظام محروم نہ ماند۔

لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ فَضَّلَهُ مُتَوَاتِرًا
لَكَ الْحَمْدُ مَتًى فَأَتْبَلَ الْحَمْدُ رِثَتِي
وَيَا مَنْ لَّهُ جُودٌ عَمِيمٌ وَغَامُزُ
لِحُودِكَ وَالْإِحْسَانِ وَالْفَضْلِ ذَاكِرُ

در مکتبہ عاجز پنجصد و نو و کتابہائے خطی (قلمی) موجود اند ازین جملہ بعضی از نوادرات اند و در تفاسیر و

حدیث وفقہ و تصوف و تاریخ مایحتاج الیہ موجود است از کتاب بشاراتِ منظر یہ یک نسخہ قلمی در کتب خانہ لندن محفوظ است این کتاب از تالیفات حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی است کہ از زبدۂ خلفائے حضرت مرزا جان جانان منظر شہید اند قدس اللہ اسرارہما۔ دبر بامش این نسخہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جا بہ جا چیزے نوشتہ اند۔ عاجز عکس این کتاب مبارک از لندن طلب کردہ است۔ پیر و درگاہ این کتاب ہمارا محفوظ دارد۔

سعدتِ حج و زیارت | نوبتِ اول عاجز با اتم ابی الفضل محمد سہراہ حضرت برادرِ کلان بہ حج زیارت رفتہ بہ روزِ شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۴۶ھ۔ ہفتہ مارچ ۱۹۲۸ء۔ از دہلی بہ بمبئی و یکشنبہ دوم شوال از بمبئی در باخرہ "خسرو" بہ جدہ روانہ شدیم و یکشنبہ پانزدہم شوال ہفتم اپریل۔ بہ جدہ وہمان روز از جدہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رسیدیم و آن جا در خانہ جناب شیخ ندیم احمد مجددی رحمہ اللہ قیام کردیم و یکشنبہ ششم ذی القعدہ (۲۸ اپریل) از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و یکشنبہ دوازدهم ذی القعدہ بہ آن دیارِ مقدس رسیدیم دوم از ماہ مئی بود، موسم بہ غایت گرم بود۔ ہر دم "شِدَّةُ الْحَرِّ مِنَ الْخَمْرِ مِنْ فَيْحِ جَعَنَّمُ" را یاد می داد۔ یکشنبہ بست و یکم ذی القعدہ ازان مور و وحی و دیارِ سعید مراجعت شد و یکشنبہ ششم ذی الحجہ بہ منی و یکشنبہ نہم ذی الحجہ بہ عرفات رفتیم و یکشنبہ دوازدهم ذی الحجہ (اول جون) بہ مکہ مکرمہ مراجعت شد و یکشنبہ ہفدہم ذی الحجہ بہ جدہ و یکشنبہ بست و دوم ذی الحجہ در باخرہ بہ کراچی روانہ شدیم و یکشنبہ سیم ذی الحجہ بہ کراچی رسیدیم و یکشنبہ دوم محرم ۱۹۲۹ء از کراچی بہ کوئٹہ روانہ شدیم و یکشنبہ سوم محرم ۱۳۴۶ھ۔ ۲۲ جون ۱۹۲۸ء۔ بہ کوئٹہ رسیدیم۔

نوبتِ دوم بہ روزِ شنبہ بست و نہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء۔ از قاہرہ بہ سویس و از سویس بہ جدہ روانگی شد بہ روزِ جمعہ دوم ذی الحجہ بہ جدہ وہمان روز تا عشاء بہ مکہ مکرمہ رسید و بہ صلاح عند اللطاف بابرادر عزیز و ملا عمر سلطان خیل خادم و مخلص قدیم ملاقات شد۔ عاجز نیت قرآن کردہ بود۔ در مکہ مکرمہ بابرادر طریقت صاحب نسبت و مودت مولوی سیف الرحمن ملاقات شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک احوال داشتند در این نوبت وقوف عرفہ بہ روزِ جمعہ بود۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ در مکہ مکرمہ از مجاہد شہیر و ولی کبیر سید احمد سنوسی و از پاک طینت و پاک مشرب مولانا ابوالفیض ابوالاسعاد عبدالستار صدیقی دہلوی مہاجر مکہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ تا یکشنبہ پنجم ماہ صفر ۱۳۵۱ھ (دہم جون ۱۹۳۲ء) قیام در مکہ مکرمہ بہ خانہ جناب شیخ احمد مجددی و فرزندان ایشان جناب محمد صادق و محمد حسن و محمد مدنی رحمہم اللہ و رضی عنہم بودہ، ملا عمر سلطان خیل نیز آن جا مقیم بودند عاجز اکثر بہ جاے حضرت ابوالشرف عبدالقادر مجددی می رفت۔ چہ مبارک ایام و مبارک صحبتہا بودہ۔

لَا يَفْقَرَنَّ بِطَيْبِ الْعَيْشِ إِنْسَانٌ

لِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا مَا تَمَّ نَقْصَاتُ

حضرت خال محترم محمد اسمعیل و عیال ایشان رحلت فرمودہ بودند۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما، عاجز بر
دکانے می رفت کہ جناب ایشان آن جامی نشستند دعا ہا برائے ایشان می کرد۔ آخر بہ روزِ پنجشنبہ پنجم صفر این عاجز
با برادر عزیز از مکہ مکرمہ بہ جدہ و بہ شنبہ ہفتم صفر از جدہ بہ سویس روانہ شدیم و بہ سہ شنبہ دہم صفر بہ سویس رسیدیم۔
وازان جادریارہ بہ قاہرہ رفتیم۔

نوبت سوم بہ روزِ دو شنبہ بست و چہارم ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ (۶ مارچ ۱۹۶۷ء) از دہلی در قطار بہ
ممبئی و بہ یکشنبہ یکم ذی الحجہ از ممبئی بہ طیارہ بہ جدہ روانگی شد نماز صبح بہ اول وقت در مطار بمبئی و نماز پیشین در
حرم محترم خواندہ شد رفیق سفر شیخ عبدالباقی نو مسلم برادر زادہ برادر طریقت شیخ عبدالباری جوہری رحمہ اللہ بود۔
قیام در خانہ نور چشم بی بی سنیہ بود۔ بعد از سی و شش سال زیارت مسجد حرام نصیب شد۔ عجب صورت توسیع
و تعمیر نو پیدا کردہ کہ بے ساختہ از برائے اولی الامور از دل و عامی بر آید۔ و افضل ترین کار ہا این شدہ کہ متصل
بہ حرم محترم کسے راعمارت نیست۔ و تمام مسطح و مسقف است و بالائے آن بسیار اعلیٰ و فراخ جائے است
برائے نماز کہ آن ہم مسقف است۔ توسیع در مطاف ہم شدہ۔

چون کہ عاجز محتاج ہادی و دلیل نہ بود ارادہ کرد کہ پایادہ بہ عرفات رود۔ عبدالباقی رفاقت کرد و یک
جامہ برائے افراش و یک برائے پوشش ہر یک گرفت و بہ روز یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ (۹ مارچ) کہ یوم الترویہ
بود بہ ممبئی روانہ شدیم۔ آن جاسہ نفر دیگر رفیق شدند۔ شب در میدانے آرام کردیم و بہ صبح قصد عرفات کردیم۔
نزد جبلِ رحمت در عریضے قدرے استراحت کردیم و باز بالائے جبل رحمت رفتہ دعا ہا کردیم۔ و بعد غروب شمس
ازان جا روانہ شدیم۔ شب در مزدلفہ آرام کردہ و سنگریز ہا گرفتہ بہ صبح دہم بہ ممبئی رسیدہ و رمی جمرہ و باز اضحیہ
کردہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رفتہ طواف سعی و حلق کردہ و بعد الاستحمام لباس پوشیدہ بہ ممبئی باز گشتیم و بہ روز پنجشنبہ
دواز دہم ذی الحجہ نماز ظہر خواندہ و رمی جمار کردہ بہ مکہ مکرمہ آمدیم و بہ روز چہار شنبہ بست و پنجم ذی الحجہ (پنجم
اپریل) نماز پیشین در حرم مبارک خواندہ برائے زیارت روضہ منورہ علی صاحبہا ألف الف صلۃ و تحیۃ
در سیارہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و نماز دیگر در وقت آخر در حرم مبارک نبوی خواندیم، آن جادریارہ الاغوات
رباط حضرت شاہ محمد منظر است۔ توسیع حرم شریف و تزیین بلدہ مبارکہ را کہ تعلق بہ دیدار و دعا جزیہ بیان
کند۔ از باب النساء بہ جہت جنت بقیع شارع جدید کہ بسیار فراخ است ساختہ شدہ۔ در آخرین شارع رباط
واقع شدہ است۔ عاجز بہ رباط رفت و ارادہ داشت کہ در طبق ثالث در حجرہ قیام کند۔ لیکن حضرت الاخ محمد
منظر بن الشیخ احمد بہا الدین بن حضرت الشیخ محمد منظر قدس سرہ عاجز را مع رفیق دے بہ خانہ خود بردند کہ در دائرہ
رباط واقع است و مسکن حضرت محمد منظر قدس سرہ بود۔ پانزدہ شب آن جا قیام کردیم جناب محمد منظر
حفظہ اللہ تعالیٰ بہ نہایت محبت مہانداری کردند۔ جناب ایشان دکان

عطارہ دارند۔ یہ کسبِ حلال و ذکر و الجلال مصروف اند۔ فَطَوَّبَیْ لَہُ ثُمَّ طَوَّبَیْ لَہُ۔ عاجز بعد الاشراف بہ کتب خانہ رباط می رفت و آن جا الی الزوال بہ مطالعہ کتب مشغول می بود۔ بہ روز یکشنبہ دہم محرم ۱۳۸۵ھ بستم اپریل نماز دیگر در حرم مبارک خواندہ بہ جدہ روانہ شدیم و بین العشائین بہ جدہ رسیدیم و شب در قیام گاہ حجاج استراحت کردیم۔ بہ صبح کہ روز جمعہ بود عبدالباقی در طیارہ بہ بمبئی روانہ شد۔ چون کہ از وجہ کثرت حجاج توفیق طواف عاجز نہ یافتہ بود لہذا مناسب دانست کہ طیارہ مرجعہ را بگزارد و طواف بیت اللہ را از دست نہ دہد، اگرچہ فیما بعد برائے مراجعت تذکرہ جدیدہ گرفتہ شود۔ طَوَّبَیْ لِمَنْ آثَرَ مَا یَبْقَیْ عَلَی مَا یَفْنِیْ لَہذا عاجز بہ مکہ مکرمہ مراجعت کرد و نماز جمعہ در حرم شریف خواند و این نوبت عاجز در عمارت جناب شیخ محمد مدنی مجددی قیام کرو۔

محمد مدنی عجب پاک روش و صاف منش بود، ارتباط عاجز با ایشان بسیار قدیم بود۔ مرد آزاد و بے فکر بودند۔ ہرچہ پیش می آمد بہ صبر و شکر آن را برداشت می کردند۔ چون ایشان را خبر رسید کہ عاجز در احوال حضرت خیر جہان قدس سرہ کتاب مقاماتِ خیر می نویسد، ایشان برائے آن کتاب نام تاریخی "سوانح ہادی کمال شاہ ابوالخیر" تجویز فرمودند۔ چون کتاب بہ طباعت رسید، عاجز یک نسخہ بہ ایشان فرستاد۔ بسیار خوش شدند ایشان برائے مقاماتِ اخیر نام "سوانح حیات ابوالخیر" تجویز کردہ اند۔ این نام ہم تاریخی است۔ برائے ہر دو کتاب نہایت اعلیٰ نامہا تجویز کردہ اند۔ افسوس صد افسوس کہ ایشان را مرض قلب لاحق گشت و یکبارگی بہ روز دوشنبہ نسبت و نہم شعبان ۱۳۹۲ھ (۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء) در طائف رحلت نمودند و همان روز در مغلّات عندالآب والاخرین مدفون گشتند رَحِمَہُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُمْ — عاجز در عمارت جناب محمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ بست و

شش روز قیام کرد۔ و صَبَاحًا۔ از ندائے نماز تہجد تا طلوع آفتاب۔ و مَسَاءً۔ از اذان نماز دیگر تا نماز خفتن۔ بہ طواف بیت اللہ المکرم مشغول می بود۔ و آخر وقت رسید کہ عاجز اذان اماکن مقدسہ بہ وطن مراجعت کند۔ عاجز بہ دوران قیام مکہ مکرمہ چند بار بہ زیارت آن مقام مقدّس ہم مشرف شد کہ از صد سال بہ نام مولد النبی اشتہار دارد۔ عَمْرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ عاجز بہ روز چہار شنبہ ہفتم صفر و ہفتم منی بعد از نماز پیشین بانور چشم بی بی سنیہ و پسر لومو لو ش حامد سلمہا اللہ از مکہ مکرمہ بہ جدہ و عند الغروب از جدہ بہ طیارہ بہ بمبئی روانہ شد۔ عند الفجر بہ بمبئی رسید و سہ روز آن جا قیام کردہ بہ روز یکشنبہ یازدہم صفر و بست و یکم منی بہ دہلی رسید۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فِی الْاَوَّلِی وَ فِی الْاٰخِرِی۔

امامتِ عید گاہ دہلی | بود۔ فرد آخر شہید طاہر حسن فرزند سید محمد بود کہ از حضرت خیر جہاں قدس سرہ بیت شدہ بود۔ بہ وقت تقسیم ہند چون در دہلی خونِ مسلم ہڈی شد و سہ بہ پاکستان ہجرت نمود، واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعد دہلوی را پروردگار اجر ہد کہ در ان ایام زود خورد بہ خدمت و حفاظت عید گاہ مکرمہ تمت

بست وازان روزامست متعلق بہ ایشان شد۔ وفات ایشان عند العشار الآخرہ بہ شب شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۶۹ھ چہارم دسمبر ۱۹۵۹ء شد رحمہ اللہ و بہ جائے ایشان فرزند کلاش مولوی محمد سعید امام عید گاہ شد شش سال امامت کرد بہ روز چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۸۵ھ۔ پانزدہم دسمبر ۱۹۶۵ء رحلت نمود رحمہ اللہ۔ بعد از وفات ایشان علماء و علمائین و اعضاء مجلس اوقاف دہلی عاجز را برائے امامت عید گاہ تجویز کردند۔ بنا بر احوال زمانہ اگرچہ عاجز را تر و د بود اما از وجہ اصرار بعض افراد گرامی قدر خالصانہ این خدمت را قبول کرد۔ و کان ذلک یوم الاثنين السابع عشر من شہر رمضان ۱۳۸۵ھ من الهجرة، العاشر من يناير سنة ۱۹۶۶ھ من المیلاد۔ واز روزی کہ عاجز امام عید گاہ شدہ میلان عباد بہ آن جہت شدہ۔ عاجز در خطبہ و صلاۃ اختصار را ملحوظ می دارد۔ در ہندوستان عادت است کہ بعد از خطبہ دعائی کنند۔ درین امر عاجز را اشکالے پیش آمد کہ اگر دعائی کند سنت مبارک را از دست می دہد و اگر دعائی می کند قلوب العباد را عطشان می ماند۔ پروردگار فضل فرمود و این خیال آمد کہ خطبہ ثانیہ کہ مشتمل بر دعا است بر رخے از دعا خواندہ۔ باواز بلند لفظ دعا نیز گفتہ دست تضرع دراز کردہ شود۔ پروردگار جل شانہ و علم احسانہ بہ لطف و کرم خود این صورت جمع را شامل در طریقہ مسنونہ فرماید۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔

خطبہ اولی از عید فطر | **اللہ اکبر (تسع مراتب)** اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان اللہ بکرۃً واصیلۃ۔ اللہ اکبر ما اشرققت فی صباح هذا الیوم شمس المسرة، وتم شہر الصوم

واستعددت فذلک الحج والعمرة، وليس المؤمنون جدید الثياب اظهاراً لجمیل التعمية، سبحان من اوجب الفطر فی هذا الیوم وحرّم الصیام، احمده واشکرة علی جمیل الانعام والثوب الیہ واستغفرہ من الذنوب الاثام واشہد ان لا اله الا الله وحده لا شریک لہ واشہد ان سیدنا محمدًا عبده ورسوله اللهم صل وسلم علیہ وعلى آله واصحابہ، حملة شریعتہ وخزینة اسرارہ اما بعد، فیا عباد الله ان من آداب الاسلام المشہورة اخراج زکاة الفطر حسب الشئ المأثورة ووجب أبو حنیفة علی المکلف عن نفسه واولادہ الصغار وخادمہ وولده الکبیر اذا کان یجنوناً بشرط ان یمتک التصاب زیادة عما اھم واسقط عنه زوجته واولادہ الا علی سبیل التبرع وتجب عند باقی الائمة علی المکلف عن نفسه وعن من یلزمہ الاتفاق علیہ بشرط ان یمتک زیادة عن لوازم من یؤمہ وقد رها نصف صاع من الخنطة وصاع من الشعیر ومن غالب قوت اهل البلد وتکفی القيمة عند الامام الاعظم، فعتلوا باخراجہا فیہی مطہرة لصیامکم واستبشروا بنعمة من الله ورضوان منہ۔ ربنا آتینا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

خطبہ اولی از عید الاضحی | **اللہ اکبر (تسع مراتب)** اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرۃً واصیلۃ الحمد لله الذی بسط لنا بساط الاشی والحجة وقبل عمل

تحتاج بیتیہ نعاملہم معاملة الا حجة، احمده واشکرة واشہد ان لا اله الا الله وحده لا شریک لہ واشہد ان محمدًا عبده ورسوله اللهم صل وسلم وبارک علیہ وعلى آله واصحابہ واهل بیتیہ اجمعین۔ وقد اوحی الله فی المناور الی ابراهیم علیہ السلام بذبح ولده، فھم فی مثل هذا الیوم بذبحہ، فنزل الفداء

وَأَسْتَبْشِرُ اللَّهَ أَكْبَرَ اللَّهِ أَكْبَرَ نَصَارَتِ الْأَصَا حَى مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ مَرْغُوبَةً وَفَضِيلَةً مَطْلُوبَةً، فَأَسْتَعُوذُ بِهَا السَّنَةَ
وَأَسْتَوْجِبُ بِهَا الْمَنَّةَ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَصْحِيَّةٌ فَلْيَبْدَأْ بِهَا وَلْيَسْتَقْبِلْ بِهَا الْبَقْلَةَ وَلْيَكْبِرِ اللَّهَ وَلْيَقُلْ، اللَّهُمَّ هَذَا
مِنْكَ وَلَكَ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي لَمَّا تَقَبَّلْتَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ وَمُحَمَّدٍ خَلِيلِكَ، وَأَوَّلَ وَقْتَهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ
لِأَهْلِ الْأَمْصَارِ وَلِأَهْلِ الْقُرَى مِنْ فُجْرِ هَذَا النَّهَارِ وَنَتَمِّهِ وَقْتُهَا بَعْرُوبُ شَمْسِ الْيَوْمِ الثَّلَاثِ، وَلَا يَبِيعُ مَخْمَا مِنْ
مِنْ أَصْحِيَّتِهِ وَلَا يُعْطَى الْجَزَارُ شَيْئًا فِي أَجْرَتِهِ، عِبَادَ اللَّهِ عَظُمُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَمَنْ يُعَظِّمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ وَتَقَرُّوْا بِصَحَابِيَاكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَكَبِّرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ عَقِبَ
الْصَّلَاةِ وَمَنْ جَاءَ مِنْ طَرَفَيْنِ فَلْيَرْجِعْ مِنْ أُخْرَى لِكَثْرَةِ لَكُمْ الْحَسَنَاتِ - رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ -

خطبہ آخری از عیدین

اللَّهُ أَكْبَرُ (سَبْعَ مَرَّاتٍ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لِلَّهِ الْحَمْدُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا
كَثِيرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَلِيلِهِ وَصَفِيِّهِ وَرَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَبَدًا مُجَدَّدًا - وَبَعْدُ - أَيُّهَا النَّاسُ أَلْقُوا اللَّهَ فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ وَذَرُوا الْقَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَنَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ أَنَا لَكُمْ بِهِ شَرَفًا وَتَكْرِيمًا يَقُولُهُ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَآزَلَى تَحِيَّاتِكَ سَرْمَدًا عَلَى سَيِّدِ
الْمُرْسَلِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ خُلَفَائِهِ الْأَرْبَعَةِ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَعَنْ
الْبَقِيَّةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَعَنْ الَّذِينَ بَايَعُوهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَعَنْ سَبْطِيَّةِ الشَّهِيدِ بْنِ الْقَمَرِيِّنِ الْمُتَبَرِّينِ
الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَنْ أَقْهَمَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَنْ عَمِّيهِ الْمُكَرَّمَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ الْحُزَيْنِ وَالْعَبَّاسِ وَعَنْ سَائِرِ
الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
وَتُبَّ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ - عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي
الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، أَذْكُرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ يَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ
يَزِدْكُمْ وَادْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلِذِكْرِ اللَّهِ اعْزَ وَاجِلٌ وَأَكْبَرُ - الدُّعَاءُ - اللَّهُمَّ انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ
اللَّهُمَّ انْصُرْ جُيُوشَ الْمُؤَحِّدِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ اللَّهُمَّ قَاتِلِ
الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يُجْحِدُونَ آيَاتِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ
وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ اللَّهُمَّ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ اللَّهُمَّ
انْزِلْ بِهِمْ بَاسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَفُجِّرِ الشَّعَابَ وَهَازِمَ الْأَحْزَادِ
اهْزِمِ الْكُفَّارَ وَانْصُرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي مَحْوَرِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ اللَّهُمَّ آمِنَّا
فِي أَوْطَانِنَا وَلَا تَسْلِطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ وَلَا يَرْحَمُنَا اللَّهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَدْنِي مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخْذَلْ مَنْ خَذَلَ
دِينَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اقْرَجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

زواج

نکاح عاجز با امة القیوم و دختر حافظ اشفاق الہی میرٹھی بے کیشنبہ چہار دہم شوال ۱۳۲۵ھ بمقدیم اپریل
۱۹۰۶ء شد۔ زوجہ حافظ اشفاق الہی بی بی زہرہ بنت العم ایشان بود۔ رونے حضرت والدہ صاحبہ بے وے
فرمودند اگر شمار پروردگار دختر عنایت فرماید من برائے زید آن رامی گیرم، وے عرض کرد شاہد عاقر ما سید کہ حق
تعالی و دختر عنایت فرماید، من بہ بسیار خوشی آن رامی دہم، پروردگار بہ محرم ۱۳۳۲ھ ایشان را دختر عنایت کرد۔

حافظ اشفاق الہی بہ خدمت حضرت ایشان مکتوب نوشت و نام دریافت کرد۔ حضرت ایشان امتہ القیوم نام نہادند۔ بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ حافظ اشفاق الہی و زوجہ ایشان با دختر خود آمدند، حضرت والدہ ماجدہ دختر رانزد حضرت ایشان بُردند و اظہار خیال خود کردند، حضرت ایشان اتفاق فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند۔ حضرت والدہ ماجدہ دستبند ہائے زیر سرخ در دستہائے دختر نہادند و شیرینی تقسیم کردند۔

اولاد پروردگار عاجز را سپردشش دختر عنایت کردہ۔ ۱۔ ابوالفضل محمد۔ ۲۔ صفیہ۔ ۳۔ ابوتراب حامد۔ ۴۔ ابوالخیر احمد۔ ۵۔ سنیۃ۔ ۶۔ عطیۃ۔ ۷۔ نقیہ۔ ۸۔ زکیۃ۔ ۹۔ خیرہ۔ احوال ایشان مختصر بیان کردہ می شود۔ بیان ابوالفضل محمد بہ آخر خواہد آمد۔

۲۔ بی بی صفیہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ بہ شب جمعہ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ نام تاریخی امتہ الخیرہ سبکیم است، عقد نکاحش بہ روز جمعہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ با عزیزم عبداللہ آقا فرزند اوسط حضرت برادر کلان شد، بہ ۲۷ رمضان ۱۳۸۰ھ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۶۱ء۔ ولادت بی بی نجمہ شد و بہ ۲۵ رجب ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء ولادت بی بی کوب شد۔ چون کہ در طبائع زوجین توافق نہ بود بہ جمعہ پنجم محرم ۱۳۸۵ھ۔ ہفتم مئی ۱۹۶۵ء۔ جدائی واقع شد و ازان روز بی بی صفیہ باہر و بنات نزد عاجز قیام دارد۔ سَلَّمَتْهُنَّ اللّٰهُ وَحَفِظَهُنَّ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْدٍ۔

۳۔ ابوتراب حامد بہ ۲۳ رمضان ۱۳۵۸ھ۔ ۶ نومبر ۱۹۳۹ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہان روزا جزو ذخرا آخرت گردید۔ و در گورستان مسلمین نزد کوئلہ فیروز شاہ پیوند خاک گردید۔ جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَنَّةٍ وَکَرَمٍ اَجْرًا وَذُخْرًا لِابْوٰیہ۔

۴۔ ابوالخیر احمد بہ دوشنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۱ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ داغ مفارقت بر دل نہاد و بہ دارالجنان رخصت شد۔ جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَنَّةٍ وَکَرَمٍ اَجْرًا وَذُخْرًا لِابْوٰیہ۔

۵۔ بی بی سنیۃ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ بہ دہم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شب شنبہ دوم شوال ۱۳۸۵ھ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء۔ عقد نکاحش با محمد عابد فرزند نور محمد اللہ والا شد۔ والدہ محمد عابد امتہ الحمی بنت حافظ اشفاق الہی است و نامش نیز نہادہ حضرت ایشان است۔ دوکان حافظ نور محمد در صدر بازار دہلی بود و بعد از تقسیم ہند بہ کراچی رفت و بعد از مدتی بہ مکہ مکرمہ ہجرت کرد۔ فضل پروردگار است آنجا بہ عافیت و راحت می باشد۔ پروردگار بی بی سنیۃ را چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حامد کہ بہ دوشنبہ چہار دہم رمضان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۶ء متولد شدہ۔ سَلَّمَتْهُ اللّٰهُ وَحَفِظَتْ۔

۲۔ سلمیٰ بہ نچشنبہ دوازدہم محرم ۱۳۸۸ھ۔ یازدہ اپریل ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۳۔ اسمار بہ چہارشنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۸۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۴۔ عادل بہ یکشنبہ بست و چہارم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۵۔ بی بی عطیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ شنبہ پنجم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ شنبہ دوم ذی القعدہ ۱۳۸۲ھ۔ ۱۱ مارچ ۱۹۶۵ء۔ عقد نکاحش بامرزا محبوب بیگ فرزند مرزا فاضل بیگ شد۔ اولاد قیام محبوب بیگ در چاٹنگام بنگال بود بعد از فتنہ بنگالیہا قیام ایشان در کراچی است۔
 پروردگار بی بی عطیہ را پنج اولاد عنایت کردہ۔

۱۔ غوثیہ بیگم بہ نچشنبہ ہفتم رمضان ۱۳۸۵ھ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۲۔ منصور بہ چہارشنبہ چہار دہم رجب ۱۳۸۶ھ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۳۔ فوزیہ بیگم بہ شنبہ بست و سوم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۴ نومبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۴۔ سعدیہ بہ شنبہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ۔ ۸ جون ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۵۔ ارشد بہ چہارشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۹۲ھ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۶۔ بی بی نقیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ چہارشنبہ ہشتم محرم ۱۳۶۸ھ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۸۔ بی بی زکیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ جمعہ چہار دہم محرم ۱۳۷۰ھ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۹۔ بی بی خیریہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ چہارشنبہ بست و نہم شعبان ۱۳۷۵ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۵۶ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۱۔ نور چشم نخت جگرم ابوالفضل محمد سلمہ اللہ وحفظہ۔

ولادت بر خوردار بہ جمعہ سیزدہم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ در خانقاہ شریف دہلی شد عاجز درج ذیل تاریخی قطعہ گفتہ۔

منور زوے چشم و جانم قوی	محمد ابوالفضل جلوہ نمود
ابوالخیر جدش شہر دہلوی	جگر گوشہ زید و نور بصر
بہ گلزار احسن گل معنوی	بہ بلوغ عمر میوہ نور است

۱۵۔ عجز عاجز تقدس سترہ۔ ۱۶۔ حضرت مجدد قدس سرہ۔

الہی نگہ دار ویرا مدام ز آفات دینی و ہم دنیوی
چو تاریخ میلاد جستم ز دل ملک گفت "خورشید مصطفوی"

عاجز نام ایشان از وجہ مناسبت محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم محمد نہادہ است و
کنیت ابو الفضل، جَعَلَهُ اللهُ تَعَالَى بِمَنْتِهِ وَكَرَمِهِ مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ۔

در حصول طب جدید سعی کردند و کامیاب شدند، از چار سال در حجاز مقدس موظف اند۔ چون بہ
۱۳۹۱ھ نوبت اول بہ آن ارض مبارکہ رسیدند، عمرہ کردند و معابر اے حصول سعادت دارین قصد زیارت
روضہ مقدسہ کردند، علی صاحبہا افضل الصلوٰت و ازکی التحيات۔ چون عاجز را اطلاع این امر شد
از بس مسرور گشت، وَفَقَهُ اللهُ تَعَالَى لِمَرْضَاتِهِ وَجَعَلَهُ مِنْ خَيْرِ عِبَادِهِ، در ۱۳۹۲ھ باز وجہ خود بی بی
مسترت حج کردند و امسال در ۱۳۹۳ھ حج دوم بہ نصیب ایشان شدہ۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ۔ در
سلسلہ شریفہ داخل شدہ اند پروردگار ایشان را توفیق و ہدای لطائف مبارکہ مستفید شوند و علم و ہنر آباو
اجداد را حاصل نمایند۔

نکاح ایشان بابی بی خدیجہ دختر حافظ محمد اسحاق بن محمد صدیق ساکن صدر بازار میرٹھ
بہ شنبہ بست و دوم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ھ انعقاد یافتہ۔ ولادت خدیجہ
سلمہا اللہ بہ جمعہ بست و یکم محرم ۱۳۸۶ھ۔ ۳ نومبر ۱۹۶۵ھ۔ در میرٹھ شد، والدش بہ عاجز مکتوب ارسال کرد
و استفسار نام کرد۔ عاجز خدیجہ تجویز کرد۔ چون نکاح بر خوردار سلمہ اللہ باوے شد عاجز ویرا بہ مسترت نامید
تا در احترام نام حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تقصیرے نیاید وَجَعَلَهَا اللهُ سَبَبًا لِلْبَهْجَةِ وَالْمُسْتَرَةِ
حق تعالی ایشان را چہار اولاد عنایت کردہ، سعد، ہدی، انس، ہما۔

۱۔ سعد بہ جمعہ چہارم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ جون ۱۹۶۹ھ متولد شد و بہ شب یکشنبہ ہشتم
ماہ قمری و بست و دوم ماہ ثمنی عیسوی بہ جنت شتافت، بہ شب جنازہ اش نہادہ بود کہ بر زبان عاجز این
چند شعر آمد۔

جان من جانان من سعد سعید روح من ریحان من از من رسید
روز اول کرد شادم از قدم روز دوم طائر روحش پرید
خیف آن پاکیزہ جان نازک بدن چون رولے خاک بر رویش کشید
إِنْتَبِهْ يَا زَيْدٌ عَمَّا أَنْتَ فِيهِ يَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ مَا يُرِيدُ
ہر کہ جام وصل می نوشد وے جامِ فرقت سالہا خواہد چشید
رُو بہ درگاہ خلا آراے حزن إِنَّهُ بَرٌّ رَأُوفٌ بِالْعَبِيدِ

رحمتش را نے نہایت نے عید
تا نہ بیند مثل این محزن شدید
بخشدش صبر و دہد آجبر مزید
روز ہایش جملہ باشد روز عید
”وای زخم سعید شیرین جدید“

ہر کرا خواہد نواز دے حساب
ہاں دعائے خیر کن بہر پسر
آن ابوالفضل محمد صاف کیش
ہم عطا فرمایدش نعم البدل
سالِ این ماسات شد از خود رقم

۲ ہدی سلمہا اللہ تعالیٰ بہ دو شنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۲۹۰ھ - ۲۲ جون ۱۹۷۰ء - متولد شد پروردگار
جل شانہ در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالحہ فرماید۔

۳ انس سلمہ اللہ تعالیٰ - ولادت برخوردار بہ شنبہ ششم رجب ۱۲۹۱ھ - ۲۸ اگست ۱۹۷۱ء شدہ کہ
ششم سنبہ ۱۳۵۰ شمسی ہجری بود۔ عاجز این نور چشم را بہ نام خدمتگار خاص سردار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موسوم کردہ۔ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے خدمتگار خود و عاگردند
اللہم اکثر مآلہ و ولدہ، عاجز از مولائے لطیف و کریم خود پر امید است کہ وے این غلام را کہ ہنام خادم
سردار کل جہان است صلی اللہ علیہ وسلم بہ برکت این ہنامی شامل سعادت دینی و دنیوی فرماید۔ باکرمیان
کار ہا دشوار نیست۔ از خوان کریمان بہ او شش خوران نصیب می باشد۔ وللارض من کاش الکرام نصیب۔

۴ ہما سلمہا اللہ تعالیٰ، بہ روز شنبہ بست و شش محرم ۱۳۹۵ھ کہ ہشتم فروری ۱۹۷۵ء و نوروزیم
دلو ۱۳۵۳ شمسی ہجری بودہ در اُم القری متولد شد۔ پروردگار در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالحہ فرماید۔
ہنوز این کتاب صبح نہ شدہ بود کہ عہد ہماے اوج سعادت بہ دام ما افتاد۔ لہذا نام این نور البصارت زیب تحریر یافت۔
عاجز سلسلہ نسب را از روے آن تحقیق کہ در مقدمہ گزشتہ از نور چشم انس تا امام الاعلیٰ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کہ دارائے چہل و پنج نام است در ہفت شعر نظم کردہ۔ اتہاماً للفاہدہ می نویسد۔

سعید و بسعید و پس صفی القدر والا شان
پس عبد الاحد حق بین زین العابدین حق ان
رفیع الدین نصیر الدین سلیمان یوسف و دان
شہاب الدین دلور الدین نصیر الدین محمود آن
چو عبد اللہ ہمین واعط ابوالفتح آن رخشان
عمر پس حفص و عاصم پور عبد اللہ صحابی دان
عمر فاروق بین الحق والباطل مشہ خوبان

انس ابوالفضل و پس زید و ابوالخیر و عمر تابان
عزیز القدر و عیسیٰ، سیف دین معصوم و شہ احمد
دگر عبدالحی و شیخ محمد پس حبیب اللہ
پس اسحاق و عبد اللہ شعیب احمد دگر یوسف
سلیمان و دگر مسعود و عبد اللہ کہین واعط
دگر اسحاق و ابراہیم و ناصر باز عبد اللہ
ختم این نسب نامہ امام الاعلیٰ امین آمد

عاجز دعای کند کہ این گلزارِ خیر جہان از جمیع فتن و حوادث محفوظ ماند و سعادت دین و دنیا بہ نصیب ہر
یک شود۔ ذکر اگان او اثنی، صغیر اگان او کبیراً۔

در فصل سوم واقع یک پادری وزن دے گزشتہ کہ حضرت ایشان بہ آنہا گفتند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم" اگرچہ عاجز سہ کار و تہہ مال است، اما وراثتہً این شغل بے رسیدہ اگرچہ قاصر است اما سائر است کہے گفتہ خوش گفتہ۔
فَتَشَبَّهُوا إِنْ لَمْ تَكُونُوا مِثْلَهُمْ إِنَّ التَّشْبَهَ بِالْكَرَامِ فَلَاحٌ

عاجز نیز طالبانِ حق را نام پاک دے نشان می دہد۔ و از افغانستان و ہندوستان بعض افراد را اجازت تعلیم نیز دادہ، از ان جملہ بعض پاک ضمائر رحلت کردہ اند و بعض دیگر مصروف کار اند۔ پروردگار عاجز را و آن ہمہ را اخلاص نیت و التوفیق لِمَا يُحِبُّہُ وِیْرَضَاہُ عنایت فرماید۔

اے مدعی کہ می گزری بر کنار آب
زین در کجا رویم کہ ما را بہ خاک او
گر سر قدم نہ می کنمش پیش اہل دل
جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
ما را و گر معاملہ بایہج کس نہ ماند
سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر دوست
عاجز گوید وقت اختتام این سفر کریم بہ سر رسیدہ، شکر است مر پروردگار را کہ دے توفیق تحریر این کتاب داد، این عاجز مستمند شجرہٗ حضرات نقشبندیہ را نظم کردہ است و مناسب معلوم می شود کہ بہ ذکر مبارک آن بزرگوران این کتاب را ختم کند۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یَزِدُّنِی الصَّلَاحَ۔

شجرہٗ شریفہ نقشبندیہ

الہی بہ نامت چہ نامست آن	کلید در رحمت بیکران
الہی بہ سردارِ کل کائنات	جناب محمد علیہ الصّلاات
الہی بہ آن کان صدق و صفا	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
الہی بہ سلمان خیر و صفی	کہ شد داخل آل پاک نبی
الہی بہ قاسم امام طریق	منار ہدی نور چشم عتیق
الہی بہ آن جعفر ذی نسب	کہ دے راست صادق مبارک لقب
الہی بہ آن مخور انوار دید	شہ عارفان خواجہ بایزید
الہی بہ شرب شہ بواحسن	کہ سرشار بد از شراب کہن
الہی بہ دانائے رمزِ مخفی	بہ ملک بقا نیرے بو علی
الہی بہ آن یوسف پر ضیا	کہ ہمدان از و گشت ملک صفا
الہی بہ آن خواجہ خواجگان	شہ عبد خالق امام جہان
الہی بہ آن عارف بے مثال	گزو ریو گزشت محط الرّحال
الہی بہ محمود عالی مقام	کہ انجیر فغنہ ازو یافت نام

زکویش بخیزد ہزاران ولی
 محمد بہ سَنَاسِ بَدِ مُنیر
 بہ سُوخار سید امیر کلال
 امامِ الطریقہ شہِ نقشبند
 مُعَظَر از و گشت بزمِ صفا
 کزد چرخ شد بر فلک سرفراز
 زہے ناصر دین عبید اللہ
 محمد بہ درویش گشتہ شہیر
 کہ بد واقفِ رمز ہائے حقی
 بہ خواجہ کہ اُمَلُکُ دار و مقام
 کہ باقی است مشہور نزدیک و دُور
 مُجَدِّدِ زِ اَلْفِ دُوم شد امام
 عجب زیب بخشید آخریہ کار
 طراوت از ویافت شرع متین
 چہ نورِ محمد ستودہ صفات
 حبیبِ الہ منظرِ جانِ جان
 مُلَقَّب بہ شاہِ غلامِ علی
 کہ شد غرقِ انوار در روزِ عبید
 شد احمد سعید آن امامِ حرم
 کہ وے نام دارد محمد عمر
 ابو النخیر عبدالہ محی دین
 کہ بودند از عشق تو سینہ ریش
 ز لُطْفَتِ در فیضِ بروے کشا
 گناہش بخشا و عذرش پزیر
 ببین رحمت را تو لے ذوالجلال
 بیا مرزیک یک ز عصیان او
 ز جامِ مئے عشق مخمور کن
 رَسَد تا مَجَالِ تجلّی ذات
 کہ از بے شعوری نہ ماند شعور

الہی بہ خواجہ عزیزان علی
 الہی بہ بابائے روشن ضمیر
 الہی بہ آن شہسوارِ کمال
 الہی بہ داروئے ہر درد مند
 الہی بہ عطارِ دین را علا
 الہی بہ یعقوب دانائے راز
 الہی بہ احوارِ عرفان پناہ
 الہی بہ آن کامل بے نظیر
 الہی بہ زاہد محمد ولی
 الہی بہ آن مُرشدِ خاص و عام
 الہی بہ آن فانی بحسہ نور
 الہی بہ آن شیخ احمد ہمام
 الہی بہ معصوم والا تبار
 الہی بہ آن سیف دنیا و دین
 الہی بہ آن سید پاک ذات
 الہی بہ آن طائرِ لا مکان
 الہی بہ آن عبد اللہ ولی
 الہی بہ اخلاصِ آن بوسید
 الہی بہ نیروے عالی ہتم
 الہی بہ اَسرارِ صاحبِ نظر
 الہی بہ غَوَاصِ بحرِ یقین
 الہی بہ این پاک مردانِ خویش
 دل بواحسن زید را رہ نما
 الہی کرم کن برین مستحیر
 ببین سُوئے اعمالِ ناگفتہ حال
 ولائے کہ دارد بہ خاصان تو
 دل تیرہ اش را تو بر نورِ کن
 بہ یمنِ ظلال و بہ نورِ صفات
 چنان مست گرد در اوجِ حضور

بہ روز جمعہ سبت و ششم ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ۔ ۲۵م جنوری ۱۹۷۵ء کہ دومِ جدی ۱۴۱۵ھ بودہ۔ عاجز از تالیف این کتاب
 فارغ گشت، نا محمد اللہ اولاد آخر و الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

